سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد سوم

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش لٹریچر ڈسٹرکٹ اسکالر

و مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف ایس سی ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع ہوئی ۱۹۰۹ء

منیجر ایم اے او کالج بک ڈپو علی گڈھ

سلسلۂ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد سیوم

جسکو

سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول پیلی بھیت

مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف ایس سی ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں

ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڈھ میں طبع ہوئی

(پبلشر ایم اے او کالج بک ڈپو علی گڈھ)

۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب بست و ہفتم

بوربون کی سازش

لندن میں سلف نشین وزراے انگلستان کی مدد - مورد کا حسد - سازش کرنے والوں کی تجویز - مورد اور پچگرو - نپولین کا رحم - ڈیوک ڈی انگھین کے خلاف شہادت - ڈیوک کی گرفتاری اُس کے مقدمہ کی پیشی - مجرم تجویز ہونا - قتل - مورد کے مقدمہ کی پیشی - اُس کا جلاوطن کیا جانا جوزیف بوناپارٹ کی شہادت - انسائیکلوپیڈیا امریکنا کے ریمارک - لیمرٹین کے بیہودہ الزامات

کونٹ ڈی آرٹوا اور دوسرے فرانسیسی تارکانِ وطن نے اب لندن میں بڑے زور شور سے ایک سازش کی تجویز کی - کونٹ ڈی لائل جس کو بعض وقت کونٹ ڈی پرووِنس [illegible] بھی کہتے ہیں اور جو بعد کو لوئی ہیجدہم کے لقب سے فرانس

کے تخت پر بیٹھا اس وقت وارسا[1] Warsaw میں تھا۔ سازش کی تجویز اس سے بیان کی گئی لیکن اس نے اُسے ناپسند کیا۔ اس سازش میں لاکھوں روپیہ کا صرف تھا اور یہ روپیہ گورمنٹ برطانیہ کے خزانہ سے دیا جانے کو تھا۔ مسٹر ہیمانڈ انڈر سکرٹری جو لندن میں تھا اور دوسرے انگلستان کے کارکن جو ہیں۔ اسٹٹ گارٹ اور بیڈیا میں تھے۔ اور یہ سب مقام حدود فرانس پر واقع ہیں۔ فرانس کے ناراض شخصوں سے پورا ساز باز رکھتے تھے اور خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ فرانس کے تین سر برآوردہ تارکانِ وطن یعنی شہزادہ کانڈی۔ اور اُس کا بیٹا اور پوتا اس وقت برطانیہ کے ملازم تھے اور تنخواہیں پاتے تھے۔ اور اپنے ملک کے خلاف مسلح ہوکر ہر ایک کارروائی کے لئے تیار تھے۔ ان میں ڈیوک ڈی انگھین جو کانڈی کا پوتا تھا۔ بیڈن کی ڈچی میں رہتا تھا اور دریائے رین کے کنارہ اشارہ کا منتظر تھا کہ فرانس میں در آئے۔ موضع ایٹن ہیم میں اُس کو ایک حسین لیڈی کی محبت نے رہنے پر مجبور کیا تھا۔

سازش کرنے والوں کی یہ تجویز تھی کہ ستر دلیر اور جانباز آدمی بہ سرکردگی جارجیز کیڈوڈیل مخفی طور سے فرانس میں جاویں اور کمین گاہ میں بیٹھکر جس وقت نپولین مالمیسن کو جا رہا ہو۔ گارڈ کو جس میں صرف دس سوار آگے آگے ہوتے تھے مغلوب و منتشر کرکے اُسے قتل کر ڈالیں۔ سازش کرنے والوں کا یہ خیال تھا کہ یہ فعل سازش نہ کہلایا جائیگا بلکہ جنگ کے نام سے مشہور ہوگا۔ اور فرسٹ کانسل کا اس طرح فیصلہ کرکے اُس درہمی برہمی میں جو قتل کے بعد پیدا ہوگی بوربون کا تخت پر بحال کرنا باقی رہجائیگا اور پھر بادشاہ کے رفقاء کو عہدے بھی دیدیئے جائینگے۔ لیکن اس مدعا کے حصول کے لئے پہلا کام یہ تھا کہ فوج کو اپنا شریک کیا جائے۔

[1] وارسا ملک روس کا ایک شہر ہے ۱۲ مترجم

او میرا۔ کہتا ہے "کہ میری چند حجتوں کے جواب میں جو میں نے اس امر کے ثبوت میں پیش کی تھیں کہ برطانیہ کے وزرا کو پچگرو کی سازش کا علم نہ تھا جس میں نپولین کے قتل کی تجویز کی گئی تھی۔ نپولین نے حسب ذیل کہا۔

"میں یہ نہیں خیال کرتا کہ برطانیہ کے وزرا نے جارج کیڈوڈیل یا پچگرو سے اپنے منھ سے کہا کہ فرسٹ کانسل کو قتل کردو۔ لیکن یہ تو اُن کو اچھی طرح معلوم تھا اور وہ خوب جانتے تھے کہ اُن کی کامیابی کا خاص اور واقعی صرف یہی ایک ذریعہ تھا کہ میں قتل کردیا جاؤں۔ اور یہ جانکر اُنھوں نے اُن لوگوں کو روپیہ بھی دیا اور جہاز بھی دیئے کہ وہ فرانس جائیں پس کیونکر خیال نہ ہو کہ وہ سازش میں شریک تھے اور انگریزی عدالت میں اگر ان وزرا پر مقدمہ قایم ہوتا تو ضرور اُن کو وہی سزا دی جاتی جو سازش کے شریکوں کو دی جاتی ہے۔ لارڈ ـــــ نے دوسرے درباروں کو یہ یقین دلانے کی بہت کوشش کی کہ وزرا کو اس قتل کی سازش کا علم نہ تھا اور چند خطوط بھی تحریر کئے جن میں لارڈ ـــــ نے یہ اقرار کیا کہ انگلستان نے ان لوگوں کو فرانس کی گورنمنٹ کو تہ و بالا کردینے کے لئے فرانس پھونچا ضرور دیا تھا لیکن قتل کی سازش سے وزرا کو اطلاع نہ تھی۔ مگر یہ نرا پوچ عذر ہے۔ اور اس کو یورپ کی کسی گورنمنٹ نے تسلیم نہ کیا۔ اس سازش پر قدرتی طور سے اعتراض کیا گیا کیونکہ سازشوں کی ایسی حالت میں کسی فرماں روا کی جان سلامت نہیں رہ سکتی تھی۔ اس معاملہ میں فاکس سے اور مجھ سے باتیں ہوئیں اور وہ بھی تمھاری طرح کہتا تھا کہ وزرا کو اس قتل کی سازش سے اطلاع نہ تھی۔ لیکن جب میں نے اُس سے وجوہ بیان کیں تو وہ بھی مان گیا اور پوری کارروائی پر نفرین کرنے لگا۔"

ہم انسانوں کا ضعف کسی اور موقع پر اتنا صاف ظاہر نہیں ہوتا جتنا رشک و حسد کے موقعوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے اس لئے کہ حسد کا خار دل میں ہر وقت کھٹکتا رہتا ہے۔ جنرل بوناپارٹ کی ترقیوں کو موررو نے نگاہ حسد سے دیکھا۔ موررو کی بیوی۔ بودی۔ خود بین۔

اور حاسد عورت تھی۔ اور یہ نہ دیکھ سکتی تھی کہ فرانس میں مورو سے زیادہ رتبہ کا کوئی دوسرا شخص ہو۔ اور جہاں تک ہو سکتا تھا مورو کو ہمیشہ ترغیب دیا کرتی تھی کہ ہوہنلنڈن[1] کا فاتح (مورو) سب سے زیادہ بڑے انعام مستحق تھا جو فرانس دے سکتا تھا۔

ایک دن اتفاق سے مورو کی بیوی جوزیفائن کے دوسرے کمرہ میں چند لمحوں کے لئے روک لی گئی اور اس کے بعد جوزیفائن کے کمرہ میں جانے اور اُس سے ملنے کی اجازت ہوئی۔ بس وہ غصہ سے بھر گئی۔ جنرل مورو اپنی بیوی کے کہنے میں آکر اپنی ناخوشی کا اظہار کیا کرتا کہ نپولین کے تحفہ تحائف سے انکار کر دیتا۔ اسی وجہ سے ریپبلک کے سالانہ جلسہ کی دعوت میں جو نپولین کی طرف سے ہوا کرتی تھی مورو مدعو نہ کیا گیا۔ لیکن اس سے قبل مورو ایک حرکت یہ بھی کر چکا تھا کہ فوج کے معائنہ میں نپولین کے ہمراہ جانے سے اُس نے انکار کر دیا تھا۔ اب مورو کے دل میں پوری مخالفت بیٹھ گئی اور وہ نہایت غیظ آلود ہو کر اپنی ریاست گراس بوائے کو چلا گیا جہاں اپنی دولت سے مالا مال بیٹھا ہوا بڑی توجہ کی نظر سے نپولین کی کارروائیوں کو دیکھتا رہا جس کو اپنی خود بینی سے وہ اپنا رقیب خیال کرتا تھا۔

ایسے حالات میں نپولین کے مخالفوں کے لئے کوئی دشوار بات نہ تھی کہ مورو کو اپنی جانب کر لیتے اور اُس کے ذریعہ سے فوج کو اپنا حامی بنا لیتے۔ اور جیسے ہی مال میسن جاتے ہوئے نپولین قتل کیا جاتا تمامی فریق شاہی کے حامی فرانس میں بلوہ کر دیتے اور علیاؤ بوربون انگلستان کے زر اور اسلحہ کے زور سے فرانس کی سرحد پر جھپٹ پڑتے اور برطانیہ کی بحری اور بری افواج اُن کی مدد کو آپہونچتیں۔ اور بوربون خاندان از سرِ نو قایم ہو جاتا پس بوربون کی یہ مجرمانہ سازش تھی جو اوپر بیان ہوئی۔

لیکن اس تجویز میں ایک بڑی بھاری دشواری بھی تھی یعنی مورو نہایت سخت اصول کا

---

[1] ہوہنلنڈن کی جنگ کا پہلے ذکر آچکا ہے جس میں جنرل مورو سپہ سالار تھا اور اس نے آسٹریا کی فوج کو سخت ہزیمت دی تھی۔ ۱۲ مترجم۔

کا جمہوری شخص تھا، حتیٰ کہ وہ اس راے سے بھی اختلاف کر چکا تھا کہ فرسٹ کانسل تمام عمر کے لئے مقرر کیا جاے۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ اسی سے تو بادشاہت قایم ہونے کا اندیشہ تھا۔ تاہم چونکہ نپولین سے اُس کو نفرت تھی۔ یہ توقع کیجاتی تھی کہ اُس کے برباد کرنے کی غرض سے وہ ہر قسم کی سازش میں شریک ہو جائیگا۔ جنرل پگرو جو بڑی لیاقتوں کا جنرل تھا بوربون خاندان کا بڑا سرگرم حامی تھا اور فریق شاہی کے حامیوں اور اُن کے مخالفوں پر اُس کا برابر اثر تھا۔ سنامار ی کے ویرانہ سے فرار ہو کر جہاں ڈائرکٹروں نے اُسے قید کیا تھا اب وہ لندن چلا گیا تھا اور وہیں رہتا تھا اور اُس کو بھی ترغیب دیکر اس سازش میں شریک کر لیا گیا اور موروسے گفتگو کرنے کو وہی متعین کیا گیا۔ جب سب معاملات اس طرح پختہ ہو گئے تو جارج کیڈوڈیل معہ اپنی بہادر جانباز جماعت کے پوری طرح مسلح ہوکر اور بہت سا روپیہ ہمراہ لیکر جو انگریزی خزانہ سے اُسے دیا گیا تھا۔ لندن سے پیرس کو روانہ ہوا۔

نارمنڈی کے ساحل پر ایک نہایت ڈھلوان پہاڑی واقع ہے اور سمندر اُس کی جڑ میں موجزن ہے اس پہاڑی کے ایک شگاف میں خفیہ راستہ تھا اور یہ راستہ صرف اُنھیں لوگوں کو معلوم تھا جو سرکاری محصول سے بچنے کو ایسے خفیہ راستے جانتے ہیں۔ اس شگاف میں ایک یا دو فٹ لمبی رسی کی سیڑھی سطح سمندر تک لٹکا دی جایا کرتی تھی اور یہ محصول مارلینے والے اپنے کندھوں پر بھاری بوجھ لئے ہوے پہاڑی پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ کیڈوڈیل اس مخفی راستہ سے واقف تھا اور اُس نے روپیہ صرف کرکے اس راستہ کو اپنے لئے محفوظ کر لیا۔ پیرس سے خط و کتابت میں آسانی کی غرض سے بوربون کے طرفدار امراء کی خرمن گاہوں میں ٹھہرنے کے جابجا مقامات تجویز ہو گئے کہ سازش کرنے والے بیوایل کی پہاڑی سے پیرس پہونچ جائیں اور سرکاری سڑکوں پر چلنا۔ اور مسافر خانوں میں ٹھہرنا نہ پڑے۔ کپتان رائٹ نے جو انگریزی بحری فوج میں ملازم تھا اور بڑا

جبری ہنز منڈ ملاح تھا - سازش کرنے والوں کو اپنے جہاز میں سوار کیا اور نہایت مخفی طور سے فرانس کے ساحل کے قریب پہاڑی کے نیچے اُتار دیا - کیڈوڈیل معہ اپنے معتمد ہمراہیوں کے خفیہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بڑھتا ہوا پیرس کے قریب جا پہونچا اور اپنی جائے پناہ سے فرانس کے مختلف مقامات پر قاصد روانہ کرنا شروع کر دیئے - جن کو اُس نے روپیہ دیکر اپنے قابو میں کر لیا تھا - کہ حامیان فریق شاہی بلوہ کر دینے کو تیار رہیں - لیکن کیڈوڈیل کو اس سے بڑی مایوسی ہوئی کہ اُس نے نپولین کو نہایت ہر دلعزیز پایا - حتی کہ فریق شاہی کے خود طرفدار بھی اُس کی عادل فرماں روائی میں بڑے اطمینان سے زندگی بسر کر رہے تھے پادری بھی فرسٹ کانسل کے خیر طلب تھے - کیونکہ اُس نے اُن کو بڑی بڑی مصیبتوں سے رہائی دی تھی - دو ماہ کی یومیہ شاقہ محنت کے بعد صرف بتیس آدمی جن کو بڑی کثرت سے روپیہ دیا گیا تھا - اس بات پر آمادہ ہوئے کہ بوربون تخت پر بحال کر دیئے جائیں - جس وقت کیڈوڈیل فریق شاہی کے ساتھ اس طرح کوشش کر رہا تھا - پچگرو اور اُس کے گماشتے موردو اور اُس کی جمہوری فریق کا منشار دریافت کر رہے تھے - جنرل لیچولے - جو اس سے قبل موردو کی ماتحتی میں افسر رہ چکا تھا بہت آسانی سے ترغیب میں آگیا اور اُس نے موردو کی ناراضگی اور اس بات کا اقرار کرالیا کہ جس طرح ہو سکے فرسٹ کانسل کی فرمانروائی اُلٹ دی جاوے - لیچولے نے موردو سے اس سازش کا مفصل حال بیان نہ کیا - اور ایک چکّر دار راستہ سے ہیمبرگ Hamburg ہوتا ہوا کہ گرفتار نہ ہو جاوے لندن پہونچا اور اپنے بھولے آقاؤں سے کہا کہ جنرل موردو اس سازش میں ہر طرح سے شریک ہونے کو راضی تھا -

اب لندن میں اس سازش کرنے والے گروہ نے جو نپولین کے قتل کے انتظام کر رہے تھے چند مرتبہ کمیٹی کی اور کونٹ ڈی آرٹوائز - جو بعد کو فرانس کا بادشاہ ہوا - حماقت سے ان کمیٹیوں کا میر مجلس ہوا اور قاتلوں کی جماعت کے مشوروں کی سربراہی کرنے لگا

جب لیچو لے نے یہ اطلاع دی کہ مورو پچگرو سے شرکت کرنے کو آمادہ ہے تو چارلس نے جو اُس وقت کونٹ دی آرٹوایز مشہور تھا بے ساختہ کہا۔ یہ دونوں جنرل متفق الرائے ہوئے اور ہیں فرانس کے تخت پر بیٹھا اب یہ تجویز ہوا کہ پچگرو۔ رایور۔ پال نیگ معہ دوسرے سازش کرنے والوں کے فوراً کیڈوڈیل سے جا ملیں اور جیسے ہی سب معاملات درست ہو جاویں۔ چارلس اور اُس کا بیٹا ڈیوک آف بیری۔ فرانس میں جا پہونچیں اور اس نہایت مذموم سازش میں شریک ہوں۔ پچگرو اور اُس کے ہمراہی کپتان رایٹ کے جہاز میں سوار ہوئے اور رات کی اندھیری میں بیوایل کی پہاڑی کے نیچے اُتار دئے گئے۔ یہ نامی اور قابل محصول ماروں کی سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھ گئے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک چھپتے ہوئے جارجیز کیڈوڈیل سے پیرس کے قریب جا ملے۔ مورو نے شہر پناہ کے باہر ایک مقام ڈی لا میڈلین پچگرو سے ملاقات کرنے کو مقرر کر دیا تھا۔

صفحہ ۲۰۶

جنوری ۱۸۰۴ء کی ٹھنڈی رات تھی کہ ہالینڈ کے فاتح پچگرو۔ اور ہوہنلنڈن کے ہیرو مورو مقام معلوم پر جا پہونچے اور مقررہ اشاروں کے ذریعہ سے ایک نے دوسرے کو شناخت کیا۔ کئی سال ہو چکے تھے کہ یہ بہادر دریائے رین کی افواج میں دوش بدوش کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت دونوں کو عجب پریشانی تھی کیونکہ ان اشرافوں نے اس سے قبل کبھی ایسے قبیح اور مجرمانہ فعل نہ کئے تھے۔ ان دونوں میں سلام ہی ہوا تھا کہ جارجیز کیڈوڈیل بھی وہاں آ پہونچا اُسی نے یہ ملاقات تجویز کی تھی اور اُس کے نتیجہ سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ مورو جیسے ایسے شخص کی صحبت سے نفرت تھی برہم ہوا کہ اس قسم کی ملاقات کیوں تجویز کی گئی تھی اور اُس نے پچگرو سے کہا کہ مکان پر ملاقات ہوگی۔ اور فوراً وہاں سے چلا گیا۔ پھر اس کے بعد پچگرو اور مورو میں جلد ملاقات ہوئی اور بہت دیر تک مشورہ ہوتا رہا۔

مورو قطعی راضی تھا کہ کانسل کی گورنمنٹ برباد کر دی جاوے۔ لیکن اس بات پر اسکو

کرتا تھا کہ اعلیٰ اختیارات اُس کو خود دیئے جائیں۔ اور بوربون تخت پر نہ بحال کئے جاویں اس ملاقات کے نتیجہ پر پچگرو کو بہت مایوسی ہوئی اور اُس نے اُس راز دار شخص سے جو اُس کو مورو کے مکان پر لایا تھا اور پھر واپس لے گیا تھا۔ کہا۔

"یہ شخص بلند نظر ہے اور فرانس پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ یہ تو فرانس پر چوبیس گھنٹہ بھی حکومت نہیں کرسکتا۔"

جب جارج جیز کیڈوڈل کو اس ملاقات کے نتیجہ سے اطلاع دی گئی تو اس نے بڑے جوش سے کہا "اگر ہم کو ایسی ہی ضرورت ہوگی کہ ہم صاحب ہی کو فرمانروا بنائیں تو اس ظالم اور خرمورد پر نپولین کو میں لاکھ درجہ ترجیح دونگا۔ سازش کرنے والوں کی مایوسی کی اب کوئی انتہا نہ تھی۔ اور اس بات سے اُن کو اور بھی تعجب اور سخت مایوسی ہوئی کہ اُس کے قطعی خلاف جیسا انگلستان میں مشہور کر رکھا گیا تھا۔ نپولین فرانس میں نہایت ہی ہر دلعزیز اور محبوب تھا اور اُس کے مقابلہ میں ایک معزز گروہ کو بھی قایم کرنا غیر ممکن تھا۔

اب کچھ ایسی وجوہ پیش آئیں کہ فرسٹ کانسل کو شبہہ پیدا ہوا کہ اُس کے خلاف کوئی زبردست سازش ہو رہی تھی۔ تین انگریزی سفیر جو ہسٹی - درمبرگ اور میویریا میں موجود تھے۔ فرانس میں آتش فساد مشتعل کرتے ہوئے معلوم ہوئے۔ بیویریا کے سفیر مسٹر ڈریک نے ایک فرانسیسی جاسوس کسی کام پر متعین کیا تھا۔ لیکن یہ فرانسیسی جاسوس مسٹر ڈریک کی تمامی چھٹیاں نپولین کے پاس لے آیا اور نپولین نے اُن کے جوابوں کا مسودہ خود لکھا کہ مسٹر ڈریک کے پاس واپس کردیا جاوے۔ ان انوکھے خطوط میں سے جو ڈریک صاحب نے تحریر کئے تھے ایک میں تحریر کرتے ہیں۔

"فرسٹ کانسل کے خلاف جتنی سازشیں ہو رہی ہیں سب میں بڑی مستعدی سے کام ہونا چاہیئے اور دوراں حالیکہ تم سب اُس کو شکار کرنے کے لئے اُس کا تعاقب

کر رہے ہو تو اس کی کوئی پرواہ مت کرو کہ یہ حیوان کس کے ہاتھ سے مارا جاتا آخر
ان سب خطوط کو نپولین نے سینیٹ conservateur میں امانت رکھوا دیا کہ دول
خارجہ کے سفیروں میں سے جس کا جی چاہے ان کو پڑھے ۔ بعض جاسوس پولیس نے گرفتار
کئے اور وہ گولی سے مار ڈالے گئے ۔ ان جاسوسوں میں سے ایک نے قتل گاہ کو جاتے
وقت کہا کہ " مجھے تھوڑی مہلت دیجئے کہ مجھے بہت ضروری باتیں کہنا ہیں " یہ شخص جارجیز
کیڈوڈیل کے گروہ کا شخص تھا اور اس نے تمام سازش کا کچا کچا حال کہدیا ۔ دوسرے
سازش کرنے والے بھی فوراً گرفتار کر لئے گئے ۔ اور ان لوگوں میں سے ایک شخص
نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا شائستہ اور تعلیم یافتہ شخص تھا اس کا نام مانسیئور لوزیری تھا ۔ اور
اس نے اقرار کیا کہ موروئے فریق شاہی کے حامیوں کے پاس لندن میں اپنا ایک امنر
بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ وہ بوربون خاندان کا حامی ہے اور اس معاملہ میں فوج بھی
شرکت کرے گی ۔ لیکن جب اس وعدہ پر اعتماد کرکے سازش کرنے والے پیرس آگئے تو
مورو اپنی بات سے پھر گیا اور کہنے لگا کہ " فرسٹ کانسل کا جانشین میں خود ہوں گا "
جب نپولین سے کہا گیا کہ اس سازش میں مورو بھی شریک ہے تو اسے یقین نہ
آتا تھا ۔ پس اس نے وزراء کا ایک مخفی جلسہ کیا جو شب کو ٹوئی لریز میں منعقد ہوا ۔ مورو
ایسا قوی شخص تھا کہ نپولین بھی آسانی سے اس پر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا ۔ فوج میں وہ بہت
محبوب تھا اور اس کے زبردست کثیر التعداد دوست کبھی گوارا نہ کرسکتے تھے کہ وہ
نپولین کے حسد کا شکار کیا جاوے ۔ اس جلسہ میں ایک رکن نے یہ رائے دی کہ مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں مورو سے کوئی بازپرس نہ کیجائے ۔ اس پر نپولین نے
کہا ۔

" کیا خوب ۔ ابھی لوگ کہنے لگینگے کہ نپولین مورو سے ڈر گیا ۔ مجھ سے نہیں ہو سکتا
کہ میں لوگوں کی ایسی باتیں سنوں ۔ یہ سچ ہے کہ میں حد درجہ رحم دل شخص ہوں لیکن

اگر ضرورت ہو تو مجھ سے زیادہ سخت بھی کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ مورو کو میں اُسی طرح سزا دونگا جس طرح میں کسی اور کو دیتا کیونکہ اُس نے ایسی سازش میں شرکت کی ہے جس کے مقاصد نہایت ہی مذموم اور مجرمانہ ہیں "

چنانچہ یہ تجویز ہوا کہ مورو فوراً گرفتار کیا جاوے۔ کمبے سریز نے جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا قانون داں شخص تھا یہ بات تجویز کی کہ مورو جیسے شخص کے مقدمہ کی سماعت کے لئے معمولی عدالت کافی نہیں ہے اور مورو کے کورٹ مارشل کی جوری میں نہایت سرآوردہ افسر جج ہونا چاہئے اور یہ بات قانون کے موافق ہوگی۔ لیکن نپولین نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔

اُس نے کہا " یہ کہا جائیگا کہ فرسٹ کانسل نے مورو کو باقاعدہ کورٹ مارشل کی اس لئے سپرد کردیا کہ اپنے حامیوں سے اُسے سزا دلوا لے "

صبح ہوتے ہی مورو گرفتار کر لیا گیا اور پیمبل کو روانہ کردیا گیا۔ اس پر تمام پیرس میں تہلکہ مچگیا اور مورو کے دوستوں نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ نہ کوئی سازش ہے اور نہ جارج کیڈوڈیل ہی فرانس میں موجود ہے نہ پیرس میں پچگرو مقیم ہے۔ فرسٹ کانسل نے یہ سب قصہ جی سے گھڑلیا ہے کہ مورو جیسے زبردست رقیب سے نجات پاوے۔ نپولین کو اپنی نیکنامی کی طرف سے بڑی فکر رہتی تھی۔ اُس کی بلند نظری کا اصل مقصد یہی تھا کہ فرانسیسیوں میں وہ اعلیٰ درجہ کا ہردلعزیز اور محبوب خیال کیا جائے اور وہ اُس کو اپنا محسن خیال کریں۔ ان جھوٹی جھوٹی تہمتوں سے اُس کو حد درجہ کا صدمہ ہوا۔

اس نے کہا " بڑی مشکل کی بات ہے کہ میری ہی خلاف تو ایسی ہولناک اور مذموم سازشیں ہوں اور مجھی پر اُلٹی تہمت لگائی جاوے کہ سازشوں کا بانی میں ہی ہوں۔ مجھی پر حسد کا الزام لگایا جاسے۔ مجھی کو طعنے دیئے جاویں کہ میں دوسروں کی جان کا خواہاں ہوں اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ درحقیقت میری ہی جان لینے کی فکریں ہو رہی ہیں "

اس وقت نپولین کی تیز و تند طبیعت کا پورا ابھار رہوا۔ اور اُس نے اس سازش کے پورے انکشافِ حال کا عزم بالجزم کیا۔ تاکہ اُس کی آبرو پر دھبہ نہ آئے۔ بادشاہی خاندان کے حامیوں پر اُس کو سخت غصہ تھا۔ نپولین نے بوربون کے تخت کو خود درہم برہم نہیں کیا تھا۔ اُس نے تو اس تخت کو پہلے ہی سے اُلٹا ہوا پایا تھا۔ کیونکہ فرانس میں طوائف الملوکی تھی اور بادشاہی خاندان کے اشخاص بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ اُس نے تو شاہی خاندان کے حامیوں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کیئے تھے۔ یعنی جہاں تک ہو سکا تھا اُس نے اُن پر احسان کیا تھا اور اس میں نہ اُس نے فرانس کے جمہور کا کہنا مانا تھا اور نہ اپنے دوستوں کے کہنے پر عمل کیا تھا اور جلاوطن "تارکان فرانس کو فرانس میں واپس بلایا تھا او حتی المقدور اُن کی منضبطہ جائدادیں اُن کو واپس کر دی تھیں، اور اُن پر بھروسہ کیا تھا اور اُن پر ایسی ایسی عنایتیں کی تھیں کہ اُس پر طعن ہونے لگی تھی کہ وہ بوربون کو واپس بلانا چاہتا تھا۔ ان ان خدمات کے عوض میں یہ ناسپاس اُس کو "آتشین کل سے اڑا دینے یا راستہ میں قتل کرنے کی فکریں کر رہے تھے۔

مورو کو نپولین نے نگاہ ترحم سے دیکھا اور چاہتا تھا کہ احسان کے بوجھ سے اُس کی گردن جھکا دے اب سازش کرنے والوں کو اُن کی روپوشی کے مقام سے برآمد کرنے کی بڑی بڑی کوششیں ہونے لگیں۔ ہر روز نئے نئے شخص گرفتار ہو کر پیش کیئے جانے لگے۔ سازش کرنے والے شخصوں میں سے دو نے سب باتوں کا پورا پورا اقرار کر دیا۔ انھوں نے بیان کیا کہ بوربون خاندان کے اعلیٰ اعلیٰ اراکین ابھی اس سازش میں شریک تھے اور بوربون خاندان کا ایک نہایت ہی معزز شہزادہ فرانس کی سرحد کے نہایت ہی قریب اس غرض سے موجود تھا کہ نپولین کے قتل ہوتے ہی فرانس میں در آئے اور خاندان شاہی کے حامیوں کا سردار بن جائے۔

فرسٹ کانسل کے غصہ کی کوئی انتہا باقی نہ تھی اور اُس نے کہا "یہ بوربون اسی خیال

میں ہیں کہ میرا خون کسی جانور کے خون کے مثل بہا دینگے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ میری جان بھی انھیں کی جانوں کی مانند قیمتی ہے۔ جس طرح انھوں نے مجھے پریشانیوں میں ڈالا ہے اب اس کے انتقام کا بھی اُن کو مزہ معلوم ہو جاوے گا مورو کو تو میں معاف کرتا ہوں کہ وہ صرف حسد کی وجہ سے اس حماقت میں مبتلا ہوا۔ لیکن ان بوربون شہزادوں میں سے جس کسی کو سب سے پہلے پکڑ پاؤنگا نہایت بیدردی سے گولی سے مار دونگا اور اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ اُن کا کس شخص سے سابقہ اور واسطہ پڑا ہے"

روزانہ نئے نئے لوگ گرفتار ہوتے تھے اور ان کے بیانوں سے پوری شہادت ملتی تھی کہ فرانس کی سرحد پر ایک بوربون شاہزادہ موجود ہے اور سازش کرنے والوں کے جلسوں میں گاہے گاہے شریک ہوتا ہے اور اس شاہزادہ کی بڑی عزت ہے اور یہی اس سازش کا سرغنہ ہے۔ لیکن کیڈوڈل۔ پچگرو۔ اور دوسرے سازش کے کھیا ہاتھ نہ لگتے تھے۔ مگر یہ کافی شہادت موجود تھی کہ وہ پیرس میں موجود تھے۔ اب یہ قانون پاس کر دیا گیا جس سے کسی نے اختلاف نہ کیا" کہ ان سازش کرنے والوں کو جو شخص اپنے یہاں پناہ دیگا۔ قتل کیا جاویگا اور وہ شخص جو ان لوگوں کی روپوشی کے مقام سے واقف ہوگا اور اطلاع نہ دیگا چھ برس کے واسطے قید کیا جاویگا"

پیرس کے پھاٹکوں پر چند روز سنگین پہرہ رہا اور کسی شخص کو باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور دیوار پر چڑھکر باہر جانے والے کے لئے قطعی حکم تھا کہ گولی سے مار دیا جاوے اب تو پچگرو۔ کیڈوڈل اور دوسرے سازش کرنے والوں کا سخت تنگ حال تھا۔ رات میں وہ گھر گھر مارے پڑے پھرتے تھے اور چند گھنٹوں کی پناہ کے معاوضہ میں ہزاروں روپیے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رات میں نہایت مایوس ہو کر پچگرو نے طپنچہ سے خودکشی کا قصد کیا لیکن اُس کے ایک دوست نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایک اور موقع پر پچگرو جان سے بیزار ہو کر مانسٹیور ماربوا کے پاس چلا گیا جو نپولین کا وزیر تھا اور اُس سے

پناہ مانگی۔ ماربواسے نپولین کی فیاضی اور عالی حوصلگی سے خوب آگاہ تھا اور اُس نے تاسف کرکے بے پس وپیش اپنے پرانے رفیق پچگرو کو تھوڑی دیر کے واسطے پناہ دیدی۔ اور اُس کا راز فاش نہ کیا۔ اس کے بعد اُس نے فرسٹ کانسل سے ایک موقع پر اپنی کارروائی کا حال بیان کیا۔ اس پر نپولین نے بڑی قابل تحسین فیاضی اور عالی حوصلگی سے ایک خط میں اعتراف کیا کہ مانسیور ماربوا کے اس فعل کو اُس نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا کہ ایسے نازک حالات میں بھی اُس نے اپنے ایک قدیم دوست کو پناہ دینے سے انکار نہیں کیا اگرچہ یہ دوست حفاظت قانونی سے اُس وقت خارج تھا۔

آخر کار پچگرو کی گرفتاری کا وقت آپہونچا۔ رات میں وہ سو رہا تھا۔ تلوار اور بھرے ہوئے طپنچے پہلو میں رکھے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ضرورت کے وقت پچگرو کسی طرح چوکنے والا نہ تھا۔ لیکن مسلح پولیس کے سپاہی بڑی احتیاط سے اُس کے کمرے میں داخل ہوئے اور اس کو دبوچ لیا۔ پچگرو نہایت قوی آدمی تھا لیکن اُس کی شہ زوری سے کوئی فائدہ نہوا اور اُس کی مشکیں باندھ لی گئیں۔ اور ٹیمپل کو روانہ کردیا گیا اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جارجز کیڈوڈیل گرفتار کرلیا گیا۔ وہ ایک یکے میں سوار چلا جارہا تھا کہ پولیس کے ایک افسر نے اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ کیڈوڈیل نے فوراً اس افسر کو طپنچہ سے اُسی مقام پر ڈھیر کردیا اور گاڑی سے کود کر دوسرے افسر کو سخت مجروح کیا اور اندھیرے میں فرار ہوا۔ لیکن ایک انبوہ اُس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا اور اُس کو چاروں طرف سے گھیر کر فوراً گرفتار کرلیا۔ اپنے بیان میں کیڈوڈیل نے ذرا بھی ہراس ظاہر نہ کیا اور نہایت مستقل رہا۔ تلاشی میں اُس کے پاس ایک خنجر اور طپنچے اور ساٹھ ہزار فرانک کی اشرفیاں اور نوٹ برآمد ہوئے اور اُس نے بڑی دلیری سے اقرار کیا کہ ”بیشک۔ میرا عزم تھا کہ فرسٹ کانسل پر حملہ آور ہوں اور میں بوربون

شہزادوں کے ساتھ اس سازش میں شریک ہوں "
اب اس سازش کا یقین واثق ہوگیا اور اس بات پر کہ فرسٹ کانسل کی جان بچگئی سینیٹ نے اُس کو مبارکبادمیں ایک تحریر بھیجی۔ اس کے جواب میں نپولین نے لکھا۔
" میں نے توبہت دنوں سے خانگی زندگی کے عیش و آرام کو ترک کر دیا ہے اور میرا سب وقت اُنھیں فرائض کی انجام دہی میں صرف ہوتا ہے جو میری تقدیر اور فرانس کے جمہور نے میرے متعلق کر دیے ہیں۔ فرانس خدا کی حفاظت میں ہے اور وہی بدمعاشوں کی سازشوں سے بچانے والا ہے۔ آپ لوگوں کو کسی قسم کی فکر نہ ہونا چاہئے اور میری جان اُس وقت تک محفوظ رہیگی جب تک وہ قوم کے لئے مفید ہے۔ لیکن میں جمہور کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگر انھوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا اور مجھ سے محبت نہ کی تو میری زندگی میرے لئے وبال ہو جائیگی "
نپولین نہایت سچے دل سے مورو اور پچگرو پر رحم کرنا اور اُن کو اُس ذلت کی موت سے بچانا چاہتا تھا جس کے وہ مستوجب تھے۔ اس نے مورو کے پاس ایک افسر بھیجکر اس کو یقین دلایا کہ اگر وہ جملہ حالات صاف صاف بیان کر دے گا تو اُس کی خطا معاف کر دی جائیگی اور اپنے اصلی اعزاز پر بحال کر دیا جائیگا اگرچہ نپولین کے لئے معاف کردینا تو بہت آسان کام تھا لیکن مورو ایسا شخص نہ تھا کہ اُس کی معافی کو قبول کر لیتا۔ پچگرو کے معاملہ میں بھی نپولین بڑی سچی ہمدردی سے غور کر رہا تھا اور جس وقت اُس نے اس ممتاز جنرل اور اس ذلیل سزا سے موت کا خیال کیا جو بدمعاشوں کو دی جاتی ہے تو وہ مانشیو ریَل سے کہنے لگا۔
" افسوس ہالینڈ کے فاتح (پچگرو) کا یہ انجام ہو۔ لیکن انقلاب کے حامیوں کو یہ تمنا نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو ہلاک کر ڈالیں میں کین میں ایک نوآبادی قایم کرنے کا بہت دنوں سے خیال کر رہا ہوں۔ اور پچگرو وہاں جلاوطن کرکے بھیجا بھی گیا تھا اور وہ اُس مقام

سے خوب آگاہ ہے اور سب جنرلوں میں وہی لایق ہے کہ ترتیب و انتظام قایم کرسے۔ جاؤ اور اُس سے قیدخانہ میں ملو اور کہو کہ میں اُسے معاف کرتا ہوں اور میں وہ شخص نہیں ہوں کہ اُس کے یا مورو یا اُنھیں کی طرح دوسرے آدمیوں کے ساتھ سختی سے پیش آؤں اور اُس سے دریافت کرو کہ کین میں نوآبادی قایم کرنے کے لئے اُسے کس قدر آدمیوں اور روپیہ کی حاجت ہوگی اور یہ سب میں اُس کو دونگا کہ وہ وہاں جاسے اور نوآبادی قایم کرے اور فرانس کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دے۔ اور ناموری حاصل کرے۔" اس وقت پچگرو پر نپولین کی عالی حوصلگی اور فیاضی کا ایسا اثر ہوا کہ اُس نے ندامت سے سر جھکایا اور رونے لگا۔ لیجئے اس نامی جنرل پر نپولین کو فتح ہوگئی۔ یہ وہی جنرل تھا جو نپولین کی جان کی فکر میں تھا۔

لیکن نپولین کو اس بات پر سخت ہی غصہ تھا کہ بوربون شہزادے جو نپولین کی جان کے خواہاں تھے اور دوسروں کو اُس کے خلاف اغوا کرتے تھے اُس کے ہاتھ نہ لگتے تھے ایک دن صبح کو اُس نے ٹیلرانڈ اور فوشے سے دریافت کیا کہ یہ شہزادے کہاں کہاں مقیم تھے اور اُس سے جواب میں کہا گیا کہ لوئی ہیجدہم اور ڈیوک ڈی انگولیم تو وارسا میں تھے اور کونٹ ڈی آرٹوائز۔ اور ڈیوک ڈی بیری لندن میں تھے جہاں سوا ڈیوک ڈی انگھین کے اور دوسرے شاہزادے بھی رہتے تھے اور ڈیوک ڈی انگھین ان سب سے زیادہ دلیر تھا کیونکہ وہ اسٹین ہیم میں اسٹرس برگ کے قریب مقیم تھا اور اسی قرب وجوار میں برطانیہ کے وکلا یعنی ٹیلر اسمتھ اور ڈریک موجود تھے۔ جو سازش کی برابر اغوا کررہے تھے۔ یہ سنکر فرسٹ کانسل کو فوراً خیال آیا کہ ڈیوک ڈی انگھین فرانس کی سرحد کے قریب اسی غرض سے چھپا بیٹھا تھا کہ اس سازش میں شریک ہو اور اُسی وقت اُس نے ایک افسر متعین کیا کہ شاہزادے کے متعلق جاکر تحقیقات کرے۔ واپسی پر اس افسر نے یہ رپورٹ کی کہ ڈیوک ڈی انگھین۔ شہزادی رُدہن سمیت اسٹین ہیم

میں مقیم تھا اور اس شاہزادی پر وہ عاشق تھا۔ ڈیوک اینٹن ہیم سے اکثر باہر بھی چلا جاتا تھا اور تبدیل لباس میں اسٹیرس برگ کو بھی جاتا تھا اور برطانیہ کی گورنمنٹ سے اُس کی تنخواہ مقرر تھی اور وہ اپنے ملک فرانس کے مقابلہ میں باغی تھا اور سرکار برطانیہ سے اُس کو حکم تھا کہ وہ دریائے رہن کے کنارہ فرانس کی سرحد پر موقع کا منتظر رہے یہ فعل پورا باغیانہ تھا۔

نپولین کو فوراً شبہ ہوا کہ ڈیوک ڈی انگھین یہی شاہزادہ تھا۔ اور اینٹن ہیم سے اُس کی غیر حاضریاں اس غرض سے ہوتی تھیں کہ وہ سازش کرنے والوں سے مشورہ کرے اتفاق سے شاہزادہ کے ہمراہ ایک افسر تھا جس کا نام مارکوئیس ڈیومورے تھا۔ نپولین کی تحقیقات کنندہ افسر کو جو خفیہ تحقیقات کے لئے متعین ہوا تھا اس نام کے جرمنی تلفظ سے دھوکا ہو گیا اور اُس نے نہایت ہی ایمانداری سے رپورٹ کی کہ شاہزادے کے ہمراہ جنرل ڈیومورے موجود تھا۔

یہ مہلک رپورٹ پیرس میں ۱۰ مارچ کو پہونچی اور اسی شام کو جارجیز کیڈوڈیل کے ایک شریک نے اپنے بیان میں اقرار کیا تھا کہ سازش کی کارروائی جاری تھی اور شاہزادہ اُس کا سرغنہ تھا اور اگر یہ شاہزادہ ابھی فرانس میں نہیں آیا تھا تو عنقریب آنیوالا تھا۔ فرسٹ کانسل کے سامنے یہ بیان اُسی وقت پیش کیا گیا جس وقت کہ اینٹن ہیم سے رپورٹ موصول ہوئی تھی۔ ان دونوں میں ایسی مطابقت تھی کہ فرسٹ کانسل کے دل پر پورا پورا اثر ہو گیا۔ اور اُس کو ذرا بھی شک باقی نہ رہا کہ ڈیوک ڈی انگھین یہی شاہزادہ تھا۔ اور جنرل ڈیومورے کا اُس کے ہمراہ ہونا فرسٹ کانسل کے یقین کی اور پوری تائید کر رہا تھا۔ یہ امر یقینی تھا کہ یہ شاہزادہ لندن سے ابھی حال میں نہ آیا تھا کیونکہ بیوائیل کی پہاڑی کی نہایت سختی کے ساتھ حفاظت ہو رہی تھی اور اب نپولین کے سامنے تمام سازش مثل روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی۔ یعنی جس وقت قاتل

اُس کو قتل کروا لیتے کونٹ ڈی آرٹوا لیس پچگرو کے ہمراہ نارمنڈی میں ہو کر فرانس میں در آتا اور یہ ڈیوک ڈی انگھین جنرل ڈیو مورے کے ساتھ ایل سیک میں ہو کر پیرس کی طرف بڑھتا اور بوربون شاہزادے غیر بادشاہوں کی کمک سے فرسٹ کانسل کو قتل کر کے بوربون کا تخت پھر قایم کر لیتے اور ریپلک کو برباد کر دیتے اور حقیقت میں سازش کرنے والوں کی تجویز بھی یہی تھی۔ ڈیوک ڈی انگھین اس کا منتظر بیٹھا تھا کہ اُس کو فرانس میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے لیکن اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نپولین کے قتل کی تجویز میں شریک نہ تھا۔ وہ باغی تھا لیکن قاتل نہ تھا۔ مانا کہ وہ باغی تھا لیکن سزاے موت کے خیال سے روح کانپتی ہے ہم کو اس بات سے قطعی ہمدردی ہے کہ وہ جلاوطن بوربون کے تخت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کوشش میں یورپ کے دوسرے تاجدار اُس کے مددگار تھے۔ نپولین خود عالی حوصلگی اور فیاضی سے خالی نہ تھا۔ جلاوطن بوربون پر اُس کو سخت افسوس ہوتا تھا اور اُن کی مصائب کم کرنے میں جہاں تک اُس سے ممکن تھا وہ اپنی مستعدی کا اظہار کرتا تھا اور اگر اُس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا ہوتا کہ ڈیوک ڈی انگھین اُس کے قتل کی سازش میں شریک نہ تھا تو وہ اُس کی گرفتاری پر بھی ہرگز ہرگز راضی نہ ہوتا۔

تھیرس نے بڑے انصاف سے کہا ہے "اگرچہ فرسٹ کانسل نہایت ہی ذکی شخص تھا اور معاملہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا کرتا تھا لیکن جب ایسے زبردست قراین موجود ہوں تو ایسی حالت میں کیا کیا جا سکتا تھا فرسٹ کانسل کو تو یقین واثق ہو گیا تھا۔ یہی وہ حالات ہیں جن میں انسان کو خوب سوچ سمجھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے اور خاصکر اُس وقت جبکہ جذبات گو وہ کسی قسم کے کیوں نہ ہوں آدمی کو شبہہ کی بجاے یقین پر مائل کر رہے ہوں انھیں حالات میں روزمرہ تجربہ ہوتا ہے کہ کتنی جلد نتیجہ نکال لیا جاتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ عجلت کیسی بُری چیز ہے۔ اور معاملات پر

غور کر لینا اور اُن کو سب قانونی قیود میں لے آنا کتنا ضروری اور قیمتی ہے۔ تاکہ انسان اُن نتائج کے نکالنے سے جو بعض اوقات محض اتفاقی واقعات سے نکال لئے جاتے ہیں محفوظ رہے۔"

فوراً ایک کمیٹی کی گئی کہ کیا ہونا چاہئے وزراء کی رائے میں اس وقت اختلاف تھا۔ بعض کی تو یہ رائے تھی کہ خفیہ طور سے ایک فوج بھیجکر ڈیوک کو معہ تمامی کاغذات اور شرکاء سازش کے گرفتار کرانا اور پیرس بلانا چاہئے لیکن کیمے سرنیر کا خیال تھا کہ جرمنی کے عہدنامہ سے اس طرح انحراف کرنا یوروپ پر بُرا اثر ڈالیگا اور اُس نے متذکرہ بالا رائے سے اتفاق نہ کیا۔ نپولین نے اس پر بڑی نرمی لیکن بڑی مضبوطی سے جواب دیا۔ میں تمھارا منشا سمجھ گیا۔ یعنی تم کو مجھ سے واقعی الفت ہے اور میں تمھارا شکرگذار ہوں لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنی جان ہلاک کرالوں اور چوں نہ کروں؟ میں توان شخصوں کے حواس گم کردونگا۔ میں ان کو سکھاؤنگا کہ آیندہ پھر کبھی کان نہ ہلائیں۔

چنانچہ فوراً حکم صادر ہوا کہ تین سو سوار دریائے رہن کے کنارے جاکر اٹن ہیم کو گھیر لیں اور اُس میں گھس پڑیں اور شاہزاد کو معہ جمیع رفقائے کے گرفتار کرلیں اور اسٹرلیس برگ کو لیجائیں اور جب شاہزادہ گرفتار ہو چکے کرنل کالن کورٹ گرانڈ ڈیوک آف بیڈن کے پاس جاکر فرسٹ کانسل کی طرف سے اس بات کی معافی مانگے کہ اُس کے ملک میں سوار ور آئے تھے۔ اور کہے کہ چونکہ فرانس کی سرحد کے نہایت ہی قریب باغی تارکان وطن نے اجتماع کیا تھا اسلئے فرانس کو اپنی حفاظت کے لئے ایسی کارروائی کرنے کا اختیار تھا اور چونکہ ان کی گرفتاری میں فوری کارروائی کرنا بڑا ضروری امر تھا اسلئے ڈیوک سے اجازت نہ لی جاسکی اس معافی پر ڈیوک نے اپنا اطمینان ظاہر کیا۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۱۸۰۴ء کو یہ سوار روانہ ہوئے اور اتنی جلد جاکر اٹن ہیم کو گھیر لیا کہ ڈیوک ڈی انگھین کو یہ خبر بھی نہ پہونچنے پائی کہ سوار آرہے تھے وہ سوتا ہوا گرفتار کیا گیا۔

اور پورے کپڑے بھی پہنے ہوئے نہ تھا کہ ایک گاڑی میں ڈال اُس کو فوراً اسٹراس برگ پہونچا دیا گیا اور یہاں سے کاسل آف ون سنس کو پیرس کے قریب لایا گیا اور قلعہ کی فوج کے کرنلوں کی ایک فوجی کمیشن قایم ہوئی جس کا پریسیڈنٹ جنرل ہیلین تھا اور ڈیوک ڈی انگھین اس کمیشن کے سامنے پیش ہوا۔

شاہزادہ کی وضع سے تکبّر اور استقلال ظاہر ہوتا تھا اُس کو سزاے موت کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اُسپر بغاوت کا جرم عائد کیا گیا کہ اُس نے خانہ جنگی کے اغوا کا قصد کیا تھا اور وہ فرانس کے مقابلہ میں مسلح ہوا تھا۔ اور اس جرم کی پاداش میں جس کا وہ کھلا ہوا مجرم تھا اُس کو سزاے موت ہونا چاہیئے تھی۔ اگرچہ اُس نے قتل کی سازش کے متعلق انکار کیا کہ اس سازش سے اُس کو قطعی لاعلمی تھی۔ لیکن یہ بات اُس نے صاف صاف بڑی خوشی سے کہی کہ وہ فرانس کے مقابلہ میں ضرور شمشیر بکف تھا اور دریاے رین کے قریب وہ اسی غرض سے مقیم تھا کہ فرانس کے خلاف جنگ کرے۔

اُس نے کہا ”میں اقرار کرتا ہوں کہ جنرل بوناپارٹ بڑا آدمی ہے۔ لیکن چونکہ میں بوربون خاندان کا شہزادہ ہوں میں نے قسم کھائی ہے کہ بوناپارٹ کے ہمیشہ خلاف رہونگا اور بوربون خاندان کا شاہزادہ فرانس میں بغیر تلوار ہاتھ میں لئے ہوے کبھی قدم نہ رکھیگا اپنی پیدایش کے اعتبار سے اور اپنی راے کے لحاظ سے میں تمھاری گورنمنٹ یعنی رپبلک کا دشمن ہوں“

رپبلک کے قانون کی رو سے وہ فرانسیسی جو فرانس کے خلاف ہو سزاے موت کا مستوجب تھا۔ لیکن نپولین اس قانون کا نفاذ شاہزادے کے مقابلہ میں ہرگز نہ کرتا اگر اُس کو یہ پورا پورا یقین نہ ہو گیا ہوتا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھا۔ اور اپنی جان بچانے کی غرض سے یہ ضروری بات تھی کہ وہ بوربون کے دلوں پر ہیبت بٹھال دیتا۔ شاہزادہ نے استدعا کی کہ فرسٹ کانسل سے ملاقات کی اُس کو اجازت دیدی جاے

لیکن کمیشن نے اُس کو اجازت نہ دی۔ اگر اجازت دے دی جاتی تو یقیناً شاہزادہ کی جان بچ جاتی۔ نپولین نے مانشیور ریئل کو بھی متعین کیا تھا کہ ون سینس میں جاکر شاہزادہ کا بیان لے۔ اور اگر مانشیور ریئل وقت سے پہونچ جاتا تو وہ فرسٹ کانسل کے پاس اصلی واقعات کی رپورٹ بھیجدیتا اور شاہزادہ کو سزائے موت نہ دی جاتی۔ لیکن کئی رات اور کئی دن کی متواتر محنت سے ریئل ایسا تھک گیا تھا کہ جب سونے کو لیٹا تو اُس نے ممانعت کر دی تھی کہ اُسکو کوئی نہ جگائے۔

چنانچہ فرسٹ کانسل کا حکم اُس کے پاس پانچ بجے صبح کو پہونچایا گیا۔ اب اتنی دیر ہوچکی تھی کہ جتنی نہ چاہئے تھی۔ کمیشن نے نہایت افسوس کے ساتھ موت کا حکم صادر کیا اور مشعلوں کی روشنی میں یہ بدنصیب شاہزادہ زینے کے ذریعہ سے قلعہ کی خندق پر پہنچایا گیا۔ یہاں اُس نے صبح کی دھندلی روشنی میں دیکھا کہ سپاہی اُس کے قتل کرنے کو تیار کھڑے تھے۔ شاہزادہ نے بڑے استقلال سے اپنے بالوں کی ایک لٹ تراشی اور اپنی جیب سے گھڑی نکال کر ایک افسر سے یہ التجا کہا کہ یہ دونوں چیزیں جو نپولین کو دے کر اُس کی طرف سے التجا کرے کہ وہ ان کو شہزادی روہن کو دیکر کہدے کہ یہ ڈیوک کی نشانی ہے اس کے بعد وہ سپاہیوں کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ "میں اپنے بادشاہ اور فرانس کی خاطر جان دیتا ہوں" اور یہ کہکر حکم دیا "اچھا فیر کرو" اور سات گولیوں سے اُس کا بدن چھلنی ہوگیا۔ اور طائر روح نے آشیانۂ راحت کی طرف اُسی وقت پرواز کی۔

اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ بعد کو نپولین اس شاہزادہ کی مصیبت زدہ حالت اور موت پر بہت افسوس کیا کرتا تھا اور یہ بات بہت دنوں بعد معلوم ہوئی کہ وہ نامعلوم شخص جس کا سازش کے شرکا نے اپنے اظہار دل میں بار بار اشارہ کیا تھا۔ پچگرو تھا اور ڈیوک نہ تھا۔ جب اس واقعہ کی نپولین کو اطلاع ہوئی تو اُس کو سخت تاسف ہوا اور بہت دیر تک خاموش ہو جانے کے بعد اُس نے بڑے رنج و ملال کا اظہار کیا اور شاہزادہ

کی گرفتاری کے بارہ میں اپنی رضامندی ظاہر کرنے پر بہت پچھتایا۔
لیکن شاہزادہ کے قتل کی ذمہ واری اور جوابدہی اُس نے خود اپنے ذمہ لے لی۔
سینٹ ہلینا میں اُس نے اپنے وصیت نامہ میں لکھدیا۔ "میں نے ڈیوک ڈی انگھین کو گرفتار کیا اس لئے کہ اُس کی گرفتاری فرانسیسی قوم کی عافیت مقاصد اور آبرو کے لئے بہت ضروری تھی۔ کیونکہ ڈیوک کا خود اقرار تھا کہ کونٹ ڈی آرٹوائز۔ ساٹھ قاتلوں کو تنخواہیں دیتا تھا اور اُن کی ہر طرح امداد کرتا تھا۔ اور اگر ایسے ہی حالات پھر پیش آتے تو میں پھر یہی کرتا جو میں نے کیا"۔
ظلم و خونریزی کے واقعات لکھنے سے طبیعت مغموم ہوتی ہے۔ وہ زمانہ طوائف الملوکی انقلاب اور سازشوں کا تھا۔ جہازوں کے بیڑے اپنے توپخانوں سے شہروں کو برباد کرتے تھے اور ایک ایک دن کی لڑائی میں دس دس ہزار آدمی مارے جاتے تھے۔ انسان کی جان کی ذرا بھی قدر نہ تھی۔ اور مخالف اقوام کے قوانین نے خونریز انتقام کے فتوے دے دیئے تھے۔ ایسے ایسے حالات سے محصور ہو کر اور طفلی سے انھیں واقعات کے درمیان نشوونما پا کر اور یورپ کے بادشاہوں کے تکبر سے تنگ ہو کر جنھوں نے فرانس کے منتخب کردہ فرماں روا کو حفاظت قانونی سے خارج یقین کر لیا تھا پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اُس کے تمامی دُور زندگی میں اُس کے دامن انصاف کو خودسری اور ظلم کا شاذ ہی دھبہ لگا اور اصل تو یہ ہے کہ نپولین کا ایسا بے داغ چال چلن واقعی حیرت میں ڈالتا ہے۔
شاہی خاندان کے ایک شاہزادہ کے اس طرح قتل کر دئے جانے پر یورپ میں بڑا شور تلاطم برپا ہوگیا۔ فرانس کے سفیروں سے بعض درباروں میں ایسا سخت برتاؤ کیا گیا جو توہین کے درجہ کو پہونچ گیا تھا۔ روس کے بادشاہ نے نپولین کے پاس ایک بڑا شکایتی طومار بھیجا۔ جس سے نپولین کو جس کی لفظیں بم کے گولے سے کم نہ ہوتی تھیں سخت غصہ آگیا اور اُس نے روس کے نوجوان بادشاہ اسکندر کو جو خون بھرے تخت پر بیٹھا تھا اور یہ وہی تخت تھا جس سے قاتلوں کے خنجروں نے اُس کے باپ پال کو علیحدہ کیا

تھا فوراً جواب دیا کیونکہ پال کے قاتلوں میں سے کسی قاتل کو بھی سزا نہ دی گئی تھی۔

نپولین نے بڑے طنز سے لکھا " فرانس نے وہی کیا جو ایسے حالات میں روس کرتا اس لئے کہ اگر روس کو معلوم ہو جاتا کہ پال کے قاتل روس کی سرحد سے ایک منزل پر مقیم ہیں تو کیا روس ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کر کے ان قاتلوں کو نہ گرفتار کرتا " یہ جواب ایسا نرم جواب نہ تھا کہ غصہ کو فرو کرتا۔ اسکندر اس جواب سے کٹ ہی تو گیا۔

چونکہ نپولین کو اس زمانہ میں طرح طرح کی فکریں گریبان گیر تھیں اس لئے سازش کے متعلق قیدیوں کا اُسے کچھ دنوں تک خیال نہ آیا چنانچہ پچگرو کو بھی کئی روز تک فرسٹ کانسل کی تجویز کی کوئی مزید اطلاع نہ ہوئی۔ اور اب اُس نے یہ خبر بھی سنی کہ ڈیوک ڈی انگھین قتل کر دیا گیا۔ پس اُس کو یقین ہو گیا کہ اُس کی جان کی بھی خیر نہ تھی۔ پچگرو ایسا عالی خیال اور ایسی آن تان کا جنرل تھا کہ معمولی مجرموں کی طرح مقدمہ کی سماعت کرانا اور عامیوں کی طرح قتل کیا جانا وہ گوارا نہ کرسکتا تھا۔ اُس کے خیالات کی یہی حالت تھی کہ ایک شب وہ سنیکا[1] کا تصنیف کیا ہوا خودکشی کے متعلق ایک رسالہ پڑھنے لگا اور اُس کے قلب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ رسالہ تو اُس نے ایک طرف رکھدیا اور اپنے ریشمین گلوبند اور ایک لکڑی کی کھونٹی کے ذریعہ سے اُس نے اپنا دم گھونٹ لیا اور صبح کو اپنے پلنگ پر مردہ ملا۔

دوسرے قیدیوں کا بھی جلد معاملہ طے ہو گیا۔ مورو کی طرف سے اس پر بہت زور دیا گیا کہ وہ ریپبلک کا بڑا ممتاز جنرل تھا۔ پس اُس کو صرف دو برس کی قید کی سزا دی گئی۔ لیکن نپولین نے اس کو فوراً معاف کر کے اُدھر امریکہ جانے کی اجازت دے دی۔ چونکہ مورو نے اپنی ریاست فروخت کرنے کا قصد ظاہر کیا نپولین نے حکم دیا کہ وہ بہت اعلیٰ قیمت پر خرید لی جائے نپولین نے مورو کو بارسیلونا تک کا خرچ بھی دیا اور اُس نے یہ گا

[1] سینیکا۔ فلاسفر تھا روم میں تعلیم پائی تھی۔ اسپین میں بمقام قرطبہ سنہ ۳ قبل حضرت مسیح پیدا ہوا اور سنہ ۶۵ء میں وفات مترجم ۔ ۱۲

سے مورو امریکہ جانے کو جہاز میں سوار ہوگیا - جارجیز کیڈوڈیل - پالگ نیک اور ریویر اور چند دیگر اشخاص کو سزائے موت کا حکم دیا گیا - لیکن جارجیز کیڈوڈیل کے بہادر اور مستقل مزاج میں ایک ایسی صفت موجود تھی کہ نپولین اُس کو معاف کردینا چاہتا تھا۔

اُس نے کہا " ان مجرموں میں ایک شخص البتہ ایسا ہے کہ جس کے حال پر مجھے نہایت تاسف ہے اور وہ جارجیز کیڈوڈیل ہے اُس کا نہایت عمدہ دماغ ہے اور اگر یہ شخص میرے قبضہ میں آجائے تو بڑے بڑے کام کر دکھائے گا - میں اُس کی بہادری اور استقلال کا مداح ہوں - میرا جی چاہتا ہے کہ اُس کو معاف کردینا اور ایک رجمنٹ کا اُس کو افسر کردینا اور یہ میں نے کیا کہا - میں اُس کو مشیر و مصاحب بنا لیتا - اگرچہ اس سے بڑی بڑی شکایتیں پیدا ہونگی لیکن میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا " لیکن کیڈوڈیل نے ان سب باتوں سے انکار کیا اور کچھ قبول نہ کیا اور کسی طرح راضی نہوا - جب نپولین نے اُس کے قطعی انکار کا حال سنا تو کہا " کیڈوڈیل فولاد کا بنا ہوا ہے لیکن افسوس اب میرے اختیار میں سوائے اس کے اور کیا ہے کہ وہ اپنی قسمت کا لکھا پورا کرے - ایسا شخص جس فریق میں ہو خطرناک ہے اور میرے حق میں اب یہی مفید معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل کردیا جاوے "

اپنے قتل سے ایک شام قبل جارجیز کیڈوڈیل نے جیلر سے نہایت اعلیٰ درجہ کی شراب انگور کی ایک بوتل کی فرمایش کی یہ بوتل اُس کو دی گئی اور مزہ چکھ کر جارجیز نے جیلر سے شکایت کی کہ یہ شراب تو اچھی نہ تھی - اس پر جیلر نے سختی سے کہا کہ "تجھ جیسے بدمعاش کے لئے یہی شراب سب سے اچھی ہے " جارجیز نے بوتل کا کاگ بند کردیا اور اپنے رستمانہ زور سے وہی بوتل جیلر کے سر میں پھینک کر ایسی ماری کہ اُسی وقت اُس کا کام تمام ہوگیا - اس کی صبح کو پھر سازش کے شرکا قتل کردیئے گئے۔

جوز یفائن نے جس نے نپولین کو ہمیشہ رحم کا مشورہ دیا - انھیں دنوں میں ایک صبح کو دیکھا کہ پالگ نیک کی بیوی اُس کے پاس آئی اور رو کر کہنے لگی کہ وہ نپولین سے

اُس کے شوہر کی سفارش کر دے۔ جوزیفائن اُس کا یہ غم زدہ حال دیکھ کر رحم سے پگھل
گئی اور فوراً پالک نیک کی سفارش کو نپولین کے پاس چلی گئی۔ لیکن نپولین نے اپنی قلبی
حالت کو ظاہراً سختی کے پردہ میں چھپا کر جواب دیا۔

"جوزیفائن اب بھی تم میرے دشمنوں کی طرفداری اور سفارش سے باز نہیں آتیں
یہ سب لوگ کوتاہ اندیش بھی ہیں اور مجرم بھی ہیں اور اگر میں اُن کو سزا نہ دونگا تو کل کو یہ لوگ
پھر ایسے ہی جرائم کے مرتکب ہونگے اور دوسرے لوگوں کو قتل کرائینگے۔"

اس طرح ناکام ہو کر جوزیفائن بڑی مایوسی سے واپس آئی۔ لیکن اُس کو معلوم
تھا کہ نپولین اسی وقت ایک برآمدہ سے گذر کر دوسرے کمرہ میں جانے والا تھا۔ اُس
نے میڈیم پالک نیک کو اپنے ہمراہ لیا اور برآمدہ میں جا پہونچی اور جیسے ہی نپولین اُدھر
آیا یہ دونوں دوڑ کر اُس کے قدموں پر گر پڑیں اور رونے لگیں۔ نپولین بڑی نگاہ گرم
سے جوزیفائن کو اس طرح دیکھتا رہا کہ گویا سب مصیبتوں کی وہی بانی تھی۔ مگر یہ تو ممکن
ہی نہ تھا کہ یہ دونوں اس طرح آہ و فریاد کرتیں اور اُس کے دل پر اثر نہ ہوتا۔
میڈیم پالک نیک کا ہاتھ پکڑ کر وہ کہنے لگا۔

"میڈیم مجھے سخت ہی تعجب اور افسوس ہے کہ میرا مکتبی لڑکپن کا یار آرمینڈ پالک
نیک A. Polignac ایسی سازش میں کیونکر شریک ہوا جو میری جان
کے خلاف کی گئی تھی۔ لیکن میڈیم یہ تمھارے آنسوؤں کی وجہ ہے کہ میں اُس کو معاف
کئے دیتا ہوں اور مجھے یقین واثق ہے کہ میری اس کمزوری پر کہ میں نے اُس کو معاف
کر دیا وہ اب ایسی کوتاہ اندیشی نہ کریگا۔ میڈیم غدّار فرمانروا سب سے زیادہ ناسمجھ
اور گردن زدنی ہیں جو اپنے نمک حلال ملازموں کو مشکلوں میں پھنساتے ہیں اور
خود اُن کی مصائب میں شریک نہیں ہوتے۔"

جنرل لیجوئے کو بھی سزائے موت کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اس کی صرف ایک نہایت

بچی جس کی عمر چہار دہ سالہ بیٹی تھی اور آنے والی مصیبت پر اس لڑکی کے رنج و غم کا حال احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ ایک دن اس لڑکی نے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنے دل کا حال کہے یہ کیا کہ خفیہ سینٹ کلاؤڈ کے دروازہ پر چلی آئی اور زار و قطار رونے لگی۔ دربانوں کو اُس کی صورت حالت اور رونے پر بڑا ترس آیا اور انھوں نے کسی تدبیر سے اُسے جوزیفائن کے کمرہ تک پہونچا دیا۔ نپولین جوزیفائن کو نہایت سختی سے ممانعت کر چکا تھا کہ سازش کے مجرموں کا کوئی رشتہ دار اب اُس کے پاس نہ آنے پاوے اور اگر کوئی حال یا ایسا ہی ضروری عرض کرنا ہو تو تحریر کے ذریعہ سے ہونا چاہئے۔ لیکن جوزیفائن اور ہورٹنس سے تو ممکن ہی نہ تھا کہ اس لڑکی کے ایسے مظلوم حال کو دیکھتیں اور رحم نہ آجاتا۔ چنانچہ دونوں نے اس لڑکی کو ایوان کے ایک ایسے موقع پر پہونچا دیا جہاں سے نپولین معہ چند وزرا کے نکلنے کو تھا۔ یہ نازک بدن لڑکی نپولین کو دیکھتے ہی اُس کے قدموں سے جا لپٹی اور بلک بلک کر فریاد کرنے لگی۔

اس غیر متوقع واقعہ سے نپولین سخت متعجب ہوا اور جھلا کر کہنے لگا "دیکھو جی میں نے تو ممانعت کر دی تھی کہ پھر ایسے منظر میرے سامنے پیش نہ آئیں۔ میری سخت حکم عدولی کیجاتی ہے۔ لڑکی تجھکو یہاں کس نے پہونچایا" یہ کہکر وہ بڑی ترشی سے لوٹا کہ چلا جاے۔ لیکن یہ لڑکی اُس کے پیروں میں اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ ہٹ نہ سکا۔ اِس پر نپولین نے کہا "تو کیا چاہتی ہے؟" لڑکی نے اپنی آنسوؤں سے اُبلی ہوئی آنکھیں اٹھا کر نپولین کے چہرہ کو دیکھا اور روتے ہوے کہا "حضور والا میرے باپ کی خطا سے درگذر فرما کر اُس کی جان بخشدیں"

نپولین کا اپنے دل پر قابو نہ رہا اور پوچھا "اے بیٹی۔ تیرے باپ کا کیا نام ہے اور تو کون ہے؟"

لڑکی نے جواب دیا "میں جنرل لیجلو کی بیٹی ہوں اور اُسے سزاے موت کا

حکم دیا گیا ہے۔" نپولین ایک لمحہ تک پس و پیش میں رہا۔ لیکن پھر کہنے لگا " اے مس نہایت ہی سخت افسوس کا مقام ہے کہ تمھارے باپ نے اب یہ دوسری دفعہ گورنمنٹ کے خلاف سازش میں شرکت کی ہے۔ اور میں تمھارے واسطے کچھ نہیں کر سکتا۔"

اس پر یہ بھولی مس کہنے لگی " جناب والا مجھے معلوم ہے۔ لیکن پہلی دفعہ جنرل بیگناہ تھا اور اس دفعہ میں انصاف کی مستدعی نہیں ہوں۔ صرف ترحم خسروانہ کی التجا کرتی ہوں آپ تو بڑے رحم والے ہیں۔"

نپولین پر بے اندازہ اثر ہو گیا۔ اُس کے ہونٹھ کانپنے لگے اور آنکھوں میں انسو بھر آئے اور مس لیجوسٹے کے ننھے سے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دبا کر بڑی شفقت سے کہنے لگا۔

" خیر مس۔ بہت اچھا۔ جا میں تیری خاطر سے تیرے باپ کو معاف کرتا ہوں۔ بس یا اور کچھ۔ بس اُٹھ کھڑی ہو اور مجھے جانے دے۔"

نپولین کے مُنہ سے معافی سنتے ہی یہ لڑکی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور قطعی غشی طاری ہو گئی اُسے اُٹھا کر جوزیفائن کے کمرہ میں لے گئے اور اس کو بہت دیر میں ہوش ہوا۔ اگرچہ وہ بالکل ناتوان ہو گئی تھی لیکن فوراً پیرس روانہ ہوئی۔ نپولین کا مصاحب مانشیور لیویلیٹ اور اُس کی بیوی لڑکی کے ہمراہ یہ خوشخبری کن سرجری کے جیل کو لے گئے اور جب لڑکی اُس تنگ و تاریک زندان میں جہاں اُس کا باپ اسیر بلا تھا پہونچی تو باپ کے گلے سے لپٹ گئی اور ہچکیوں کا تار بندھ گیا اور منہ سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کے بعد اُس کو جُھرجُھری آئی اور آنکھیں چڑھ گئیں اور میڈیم لیویلیٹ کی گود میں بیہوش ہو کر گر پڑی جب غشی سے افاقہ ہوا تو اُس کی عقل سلب ہو چکی تھی اور وہ ایسی مجنون ہو گئی تھی کہ صحت کی طرف سے مایوسی تھی۔

شام کو اس مصیبتِ تازہ کی خبر نپولین کے پاس بھی پہونچی۔ نپولین سُنتے ہی سناٹے میں ہو گیا

اور سر جھکا کر دیر تک کچھ سوچتا رہا اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھ کر آہستہ آہستہ کہنے لگا
اُفسوس صد افسوس وہ باپ جس کی ایسی نیکو صفات بیٹی ہو۔ بہت زیادہ نظر بند کئے
جانے کے قابل ہے۔ خیر میں اس لڑکی اور اُس کی ماں کی خود کفالت کرونگا"
سازش کے شرکا میں سے چھ اور اشخاص کو بھی معافی دی گئی اور بوربون کی
سازش جس میں نپولین کے قتل کرنے کی تجویز سوچی گئی تھی یہ تھی جو اوپر بیان ہوئی۔
اس معاملہ پر انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں بڑی صداقت سے حسب ذیل ریمارک
دیا گیا ہے۔

" ہر ایک غیر طرفدار تحقیقات کرنے والے سے پوشیدہ نہیں ہے کہ نپولین ظالم
مزاج کا آدمی نہ تھا اور اگر فرانس کے اہم مقاصد کے خلاف نہ ہوا تو ہمیشہ اُس نے رحم
کے بڑے بڑے ثبوت دئے۔ اسی جارج کیڈا ڈول کی سازش کے شرکا میں سے
اُس نے بہتوں کو معاف کر دیا۔ اُس نے اسٹیپس کو جو اسکان برن کا قاتل تھا
معاف کیا۔ چنانچہ ایسی ہی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ نپولین
کا مزاج ظالم کے مزاج کی ضد واقع ہوا تھا۔ ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کے متعلق
بھی نپولین نے خطا ہے۔ سیوری ہے۔ یعنی ڈیوک آف رووی گو اپنی کتاب میں لکھتا ہے
"فرسٹ کانسل نے ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کا حال میری زبان سے سنکر بہت
افسوس کیا اور حیرت میں ڈوب گیا" کونٹ ریل مشیر سلطنت جو اُس وقت پیرس کا
حاکم اعلیٰ تھا اور سررشتہ پولیس اُسی کے سپرد تھا یہی کہتا ہے۔ اُس نے ممالک متحدہ
امریکہ میں جہاں وہ بہت دنوں رہا ہے۔ جوزیف بوناپارٹ۔ کونٹ ونی سر ویر۔ مسٹر
ڈیوپانکو۔ جنرل لالمنڈ۔ کپتان سرے اور دوسرے اشخاص کے روبرو اقرار کیا کہ ڈیوک
کے قتل کی خبر نپولین کو اُس وقت پہونچی جبکہ وہ قتل ہو چکا تھا اُس نے قتل کا حال سیوری
کی زبانی بڑے استعجاب سے سنا۔ اور فرسٹ کانسل کا ارادہ تھا کہ ڈیوک کو رہا کر دے"

متذکرہ بالا بیان حسب ذیل بیان سے بالکل مطابق ہے یعنی :-
نپولین کے بھائی جوزف نے اس غمناک واقعہ کے بعد دیکھا کہ نپولین نہایت رنجیدہ تھا اور ان اشخاص پر نہایت ہی غصہ تھا جن کو وہ اس قتل کا بانی گنتا تھا۔ نپولین کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ رحم کا ایسا اچھا موقع اُس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس سے بہت عرصہ کے بعد اپنے بھائی سے باتیں کرتے ہوئے وہ اکثر اس اندوہناک واقعہ کی طرف اشارہ کیا کرتا تھا۔ اور اُس نے اپنی مشہور فصاحت سے کہا۔
"ایسے شاہزادہ کو جس نے میرے خلاف اُسی قسم کی سازش کی تھی جو اُس کے حالات کے اعتبار سے اُس کو کرنا چاہئے تھی معاف کر دینا بڑی عالی حوصلگی کا فعل تھا یہ شاہزادہ جوان تھا۔ میں اُس پر ایسی عنایتیں کرتا کہ وہ میرا بڑا رفیق ہوجاتا اور فرانس کے حالات سے آگاہ ہونے کا اُسے پورا موقع ملتا۔ اور جب وہ مجھ سے متعلق ہوجاتا تو اس کی سب خصومتوں کا خاتمہ ہوجاتا اور اگر اس نامی خاندان شاہی کا ایک شاہزادہ میرا مصاحب ہوجاتا تو بڑی عزت کی بات تھی"۔
نپولین کی اسی رائے کی لیس کیس کی تاریخ کی جلد ہفتم صفحہ ۳۴ کے مضمون سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن نپولین کے وصیت نامہ کے لفظوں کا مضمون اس بیان سے مخالف ہے۔ وصیت نامہ میں لکھا ہے "ڈیوک ڈی انگھین میرے حکم سے گرفتار کیا گیا اور قتل کیا گیا۔ کیونکہ فرانسیسی قوم کی عافیت۔ حفاظت اور آبرو کے لئے یہ بات بہت ضروری تھی اور اگر پھر کبھی ایسا ہوتا تو میں پھر بھی کرتا جو میں نے کیا"۔ ڈیوک کا قتل دراصل اُن لوگوں سے منسوب ہونا چاہئے جنھوں نے لندن میں بیٹھکر فرسٹ کانسل کے قتل کی تجویز کی تھی اور جس کارروائی کا یہ نتیجہ ہونے کو تھا کہ ڈیوک ڈی بیری۔ بیوایل کی پہاڑی سے اور ڈیوک ڈی انگھین اسٹرلیس برگ کے راستہ سے فرانس میں داخل ہوتے"
سیویری جو نپولین کے تاسف کا خود شاہد ہے اس اختلاف کی توضیح یوں کرتا ہے

کہ نپولین نے اپنے بستر مرگ پر بھی ڈیوک کے قتل کا الزام صرف اپنے ہی اوپر لیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نہ چاہتا تھا کہ اُس کے قطعی اور کامل اختیارات میں کسی کو انگلی رکھنے یا یہ کہنے کا موقع ملے کہ فرسٹ کانسل کے زمانہ میں لوگ جو چاہتے تھے اپنے اختیارات سے کر لیتے تھے اور ایک فرمانروا کی حیثیت سے اُس نے یہ الزام اپنے اوپر اسی وجہ سے لیا کہ اُس کو یہ بات پسند نہ تھی کہ جتنی اچھائیاں ہوں وہ تو اُس کے نام سے منسوب ہوں اور برائیاں دوسروں پر لگائی جائیں۔ سیویرے کہتا ہے کہ جب نپولین نے یہ لفظیں منھ سے نکالیں کہ "ڈیوک کو میں نے قتل کرایا" تو اُس کے صرف یہی معنی ہیں کہ جب تک میں نے حکومت کی کسی دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی کی جان یا آبرو لے سکے"

یہ امر یقینی ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ نپولین کو تیز و تُند کوہ آتش فشاں پر چاہا جاتا تھا جو بڑی تیزی سے ہر وقت اُبل پڑنے کو تیار تھا۔ اُسے یہ گوارا نہ تھا کہ کسی فعل کے متعلق لوگ ایسا یقین کر لیتے کہ وہ فرسٹ کانسل کی مرضی کے بغیر عمل میں آیا ہے۔ اور فرانس کی امن و ترتیب کے لئے یہی بات تو اشد ضروری تھی کہ لوگوں کو یقین رہے کہ اُس کے اختیارات میں جنبش نہیں آئی ہے۔ اور فرانس کی عافیت اسی میں تھی کہ ہر فعل کی جوابدہی وہ خود اپنے ذمہ لے لیتا۔

بگ نن کہتا ہے کہ نپولین کے ایک قلمی خط میں جو ہنوز شائع نہیں ہوا ہے۔ ڈیوک ڈی انگھین کے متعلق حسب ذیل اشارہ ہے "اگر ڈیوک مجرم تھا تو کمیشن حق پر ہے کہ اُس نے سزائے موت کا حکم دیا۔ اور اگر ڈیوک بے گناہ تھا تو کمیشن کو لازم تھا کہ اُس کو بری کرتی۔ کیونکہ کسی قسم کا حکم کسی جج کو اپنے ایمان کے خلاف کارروائی کرنے پر حق بجانب نہیں کر سکتا"

ماہ ستمبر سنہ ۱۸۳۱ء کے امریکا کے کوارٹرلی ریویو کے ایک مضمون سے اس اہم معاملہ پر اور بھی زیادہ روشنی پڑتی ہے۔

"ہم ایک بڑے شخص کی سند سے جو اس وقت امریکہ میں موجود نہیں ہے ایسی وجہ تحریر کرتے ہیں جو سیوری سے ڈیوک آف رووبگو کو بھی معلوم نہ تھی کہ ڈیوک ڈی اینگھین نپولین کی بلا اطلاع اور بلا اجازت کیوں قتل کیا گیا۔ جب ڈیوک نے دیکھا کہ اس کے معاملہ کی حالت بہت نازک ہو گئی تو اس نے التجا کی کہ فرسٹ کانسل سے ملاقات کرنے کا اس کو ایک موقعہ دیا جائے لیکن اس کو ملاقات کی اجازت نہ دی گئی۔ مگر جج ایڈووکیٹ ڈن ٹن کورٹ نے مروت سے ڈیوک کو اجازت دے دی کہ وہ نپولین کو ایک خط لکھ بھیجے۔ چنانچہ ڈیوک نے ایک خط لکھا۔ یہ خط مالسٹیور ریئل کے پاس بھیجا گیا اس ماجرا خیز شب میں متواتر پانچ قاصد پہونچے اور پانچ دفعہ پے درپے نپولین سوتے سے جگایا گیا۔ مگر یہ سب معاملات غیر ضروری تھے۔ اتنی دفعہ جگائے جانے پر نپولین نے حکم دے دیا کہ جب تک کوئی اہم اور بہت ضروری معاملہ نہ ہو وہ بیدار نہ کیا جاوے۔ مالسٹیور ریئل نے ڈیوک ڈی انگھین کا خط پولیس کے ایک سوار کے ہاتھ نپولین کو بھیجا۔ اس سوار کو خط کے مضمون سے کوئی آگاہی نہ تھی اور خط دیکر اس نے زبانی کچھ نہ کہا۔ یہ خط میز پر رکھدیا گیا اور اس کی کوئی خبر نہ لی گئی حتی کہ نپولین خاطر خواہ سو کر اٹھا۔ نہایا۔ اور کپڑے پہنے لیکن خط کی اب بھی اس کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ لیکن نپولین سو کر بھی نہ اٹھنے پایا تھا کہ بدنصیب ڈیوک قتل ہو چکا تھا۔ اب نپولین اور مالسٹیور ریئل میں ملاقات ہوئی اور اس نے ڈیوک کے خط کا حال بیان کیا جو لطف یہ ہے کہ ابھی تک نپولین کو نہ ملا تھا۔ لیکن سیوری اس سے قبل نپولین سے ملکر ڈیوک کے قتل کی اطلاع کر چکا تھا۔ مالسٹیور ریئل کی یہ غفلت ہرگز معاف کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو ضرور وہ کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ پیش کریگا لیکن ریئل یہ بات خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ ڈیوک ڈی انگھین کسی ظالم کے غصہ۔ حکمت عملی۔ یا خوف وخطر کی وجہ سے نہیں قتل کیا گیا۔ بلکہ عام پریشانی اور نہایت قرین قیاس غلط فہمی۔ جو ڈیوک کے خیر خواہوں اور عزیزوں نے پیرس

اور ریپبلک کی کونسل میں پیدا کردی تھی اور بعض اشخاص کے پرجوش مشورے اور پرفریب صلاح۔ اور بعض آدمیوں کی شتابی اور ایک محض امر اتفاقی جو دنیوی معاملات میں اکثر پیش آجاتا ہے۔ اس قتل کا باعث ہوئے لیکن بوناپارٹ کا اصول یہ تھا کہ جب ایک کام ہوچکا تو اس کی معذرت یا اُس سے انکار بیکار ہے۔ اور فرانسیسی مثل پر اس کا پورا عمل تھا کہ جو معذرت کرتا ہے اپنے تئیں خود متہم کرتا ہے" پس بوناپارٹ کو کسی وجہ سے یہ زیب نہ ہوسکتی تھی کہ وہ کسی فعل سے جو اُس کے حکم سے کیا گیا ہو انکار کردیتا۔ گو اس حکم کی تعمیل میں چاہے جسقدر خلاف ورزی ہوئی ہو اور اُس کی وجہ سے بوناپارٹ کو شدید نقصان پہونچا ہو یا اُس کی دل شکنی ہوئی ہو۔ بہرحال دونوں بیان صحیح ہیں اور چونکہ اس معاملہ میں سخت جلدی سے کام لیا گیا نپولین بے خطا ہے۔

ہم ایسی سند پیش کرتے ہیں کہ جس میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی کہ فرسٹ کانسل کے دل میں ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کا خیال ہی اُس وقت تک نہ گذرا جب تک کہ اس واقعہ کی سیویرے نے اُس کو اطلاع نہ دی اور جس سے وہ نہایت پریشان و مغموم ہوگیا۔ نپولین کے وزراء کی جلدی یا دوسروں کی سازش کا اس معاملہ کے متعلق کچھ ہی مقصد و مدعا ہو۔ بہرحال اس سے نپولین کی تجاویز کا ضرور خون ہوا۔ اور نتیجہ قطعی نہ نکلا اور یہ یقینی امر ہے کہ اس غیر متوقع ظالمانہ۔ اور خلاف مصلحت قتل سے اُس شخص کو نہایت سخت صدمہ پہنچا جس پر اس قتل کا الزام لگایا جاتا ہے اور یہ قتل فی نفسہ اُس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا اور اصل تو یہ ہے کہ اُس وقت یہ سوال ہی کب زیر بحث تھا کہ ڈیوک قتل کیا جاوے۔ بلکہ سوال تو یہ تھا کہ آیا ڈیوک کا مقدمہ بھی کیا جاوے یا نہ کیا جاوے"

ڈیوک کی گرفتاری کی کارروائی کے بعد ہی جوزیف بوناپارٹ اور نپولین میں ملاقات ہوئی۔ اور جوزیف اس ملاقات کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔" میں نے پچھلے چند واقعات کا حوالہ دیکر کہا۔" اُس وقت یہ بات کون کہہ سکتا تھا کہ ایک دن ایسا آئیگا۔

کر نپولین - بوربون خاندان کے نامی شاہزادوں کے حق میں حکم صادر کیا کریگا" جوزیف کا بیان ہے کہ جیسے ہی یہ لفظیں میرے منھ سے نکلیں میں نے کیا دیکھا کہ نپولین کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اُس کی آنکھوں سے قطرات اشک متصل ٹپکنے لگے - کیونکہ میرا بھائی نہایت ہی رقیق القلب تھا اور اپنی نرمی پوشیدہ کرنے میں اُس کو وہی تکلیف ہوتی تھی جو دوسروں کو اپنی سختی کے نہاں کرنے میں ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی اُس نے میرے بازو پر اپنا سر رکھدیا اور نہایت مغموم لہجہ میں کہنے لگا - "بوربون خاندان کے سُننا سے کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہے - صد ہزار افسوس - لیکن کسی کو کیا معلوم ہے کہ اس گرفتاری سے اس بوربون خاندان اور فرانس اور خود میرے لئے کیسے کیسے نیک نتائج نکلنے والے ہیں - کیونکہ اس ذریعہ سے میں یہ بات ظاہر کرونگا کہ دراصل میں کیسا شخص ہوں میں اسقدر قوی ہوں کہ بوربون سے اب مجھے خطرہ نہیں ہے اور میں ایسا فیاض اور عالی حوصلہ ہوں کہ بوربون مجھے جابر نہ خیال کر سکینگے - لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ڈیوک ڈی انگھین میرے نشا سے آگاہ ہوگیا ہے اور وہ مجھے ایک خنجر بھیجنا چاہتا ہے لیکن چاہے وہ مجھے کوئی خنجر بھیجے یا نہ بھیجے میں اُس کے ساتھ نرمی کرونگا - میری خواہش ہے کہ میں اُسے معاف کردوں نہیں - بلکہ میرا عزم بالجزم ہے کہ میں اُسے معاف کردوں میں آشتی کرنے کو موجود ہوں - میں آشتی کے منصوبے کر رہا ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ آشتی کا سامان مہیا ہے - اسلئے کہ بدنصیب ڈیوک کو میں دوستوں کی طرح مدد دونگا - ایک دن وہ آتا ہے کہ تم بوربون شاہزادہ کو اپنے بھائی کے موکب میں دیکھو گے اور خوش ہوگے - میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے بھی اس خیال سے خوشی ہے اور میرے قلب میں ڈیوک کی طرف سے فیاضانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں"-

پایۂ ثبوت کو پہونچے ہوئے واقعات کی یہ حالت ہے - ڈیوک ڈی انگھین بغاوت کا مجرم تھا - انگلستان سے اُس کو مشاہرہ ملتا تھا - وہ مسلح تھا اور وہ اپنے ملک کے خلاف

لڑ رہا تھا۔ وہ فرانس کی سرحد پر موجود تھا اور حملہ آور افواج کے ہمراہ فرانس پر یورش کرنے کو تیار تھا تاہم بوربون خاندان کی مصیبتوں کا لحاظ کر کے نپولین آمادہ تھا کہ اب سنگین بغاوت کے جرم کو بھی نظر انداز کر دے۔ لیکن اس کے خلاف بوربون ایسے تھے کہ نپولین کے قتل کے منصوبے اور سازشیں کر رہے تھے بڑی قوی شہادت موجود تھی کہ ڈیوک اس سازش میں شریک تھا۔ نپولین نے ارادہ کیا کہ اُس کا مقدمہ سماعت کیا جاوے لیکن اس کا عزم یہی تھا کہ وہ ڈیوک کو معاف کر دیتا۔ اُس کو خیال تھا کہ ڈیوک کو معاف کر دینے سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ بوربون خاندان کی طرف سے اُس کے خیالات رحیمانہ تھے اور وہ اس خاندان کے مصائب بڑھانا نہ چاہتا تھا۔ چنانچہ ڈیوک گرفتار کیا گیا۔ بغاوت کا ملزم قرار پایا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی اور وہ ایسا مجرم ثابت ہوا کہ شبہہ کی گنجایش باقی نہ رہی اور سزاے موت کا حکم دے دیا گیا اور غیر متوقع اتفاق سے قبل اس کے کہ نپولین کو اطلاع ہو اور وہ اس کو معاف کرے وہ قتل کر دیا گیا۔ ڈیوک کے معاملہ میں نہایت ہی منصفانہ قانون کا نفاذ کیا گیا جس کی رو سے اُسے سزاے موت دی گئی۔ نپولین کو اُس کے قتل پر نہایت تاسف ہوا۔ اور اس بات کے سننے سے اُسے اور بھی دوچند افسوس ہوا کہ ڈیوک اگرچہ اپنے اقرار کے موافق بغاوت کا مجرم تھا لیکن نپولین کے قتل کی سازش میں شاید شریک نہ تھا مگر نپولین نے بوربون کی فریاد و شکایت پر کسی قسم کی معذرت نہ کی۔ اُس نے اپنے افسران قانونی پر الزام لگانے کی کوشش نہ کی کہ اُن ناانصافانہ طعنوں کی بوچھار میں جو اُس پر ہو رہی تھی کمی ہو جاوے اور بڑی جمعیت اور غیرت کے ساتھ اُس نے سب جوابدہی خود اپنے ذمہ لے لی۔

باوجودیکہ پایۂ ثبوت کو پہونچے ہوے ایسے ایسے حالات موجود ہیں جو ہم اوپر لکھ آئے لیکن پھر بھی لیمرٹن صاحب یورپ کے تاجداروں کے ہمصفیر ہو کر تحریر فرماتے ہیں۔ "جب ڈیوک کے قتل کی خبر آئی تو فرسٹ کانسل نے کہا "بہت خوب ہوا" لیکن ایمان

انصاف۔ اور رحمدلی ایسے قاتل کی خوشی اور اطمینان کے قطعی خلاف ہیں جو خود اپنے منھ میاں مٹھو بنتا ہے۔ اپنی سینٹ ہلینا کی وحیوں ہیں اُس نے اس جرم کو صرف اپنے ذمہ لے لیا۔ بہت اچھی بات ہے۔ یہ جرم اسی کی ذات سے منسوب رہے تو بہتر ہے اُس نے جنگ کے ہاتھوں سے لاکھوں گردنیں گھاس کے مثل کٹوا دیں۔ اور احمق رحم دل لوگوں نے اس فعل کو شان وعظمت کہا اور اُس کو معاف کردیا۔ مگر ایک شخص کو تو اُس نے بڑی بزدلی اور ظلم سے ناانصاف ججوں کے حکم اور اجیر قاتلوں کی گولیوں سے قتل کرایا اس موقع پر وہ خود مردوں کی طرح سامنے نہ آیا۔ بلکہ یہ کام اس نے بزدل قاتلوں کی طرح کیا۔ انسان اور تاریخ اس جان کے لینے پر اُس کو کبھی معاف نہ کرینگے۔ یہ مانا کہ نپولین لوئی چہار وہم کے گنبد کے نیچے انویلڈس کے ایوان کے قریب مدفون ہے اور اُس کی نامی فتوحات کے بارہ سنگین شاندار بت اس عمارت کے بارہ ستونوں کے ساتھ سنتریوں کی طرح ہزاروں برس کے لئے قایم ہیں لیکن نپولین کی قبر پر ایک اور بت بھی قایم ہے جو نظر نہیں آتا اور جس نے دوسرے بتوں کو جھلسا دیا ہے اور بدنام کردیا ہے اور یہ بت اُسی نوجوان کا ہے جو اپنے آبا و اجداد کے ایوان کی دیوار کے نیچے لال ٹین کی روشنی میں قتل کیا گیا۔ اجیر قاتلوں نے اسے نشانۂ اجل کیا۔ وہ اپنی محبوبہ کے آغوش شوق سے چھینا گیا اور اپنی محترم جائے پناہ سے نکالا گیا۔ میرنگو۔ آسٹرلٹز۔ وگیرم۔ اور لیپ زگ کی جنگ کے میدانوں ہیں سیاح حیرت آمیز شوق سے جاکر پھرتا ہے لیکن آنکھ سے آنسو نہیں گرتا۔ اس کے بعد وِنسنس کی دیواروں کا ایک گوشہ ایک خندق کی تلی ہیں اُس کو دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے " کہ یہی وہ مقام ہے جہاں بے گناہ ڈیوک ڈی انگھین کا خون ناحق بہایا گیا ہے"۔ اس سیاح کا غیظ سے عجیب حال ہوجاتا ہے اور سیل اشک آنکھوں ہیں اُمنڈ آتا ہے اور بے گناہ ڈیوک کے ساتھ دائمی ہمدردی اور اس قاتل بونا پارٹ کی جانب سے سخت تنفر لے کر یہ سیاح اس منحوس مقام سے رخصت

ہوتا ہے۔

"سیاح کا یہ غصہ زمانۂ ماضی کا انتقام ہے اور آئندہ زمانے کے لئے ایک عبرت و نصیحت ہے۔ بلند نظروں کو آگاہ ہونا چاہئے کہ اگرچہ اُن کے احکام کی تعمیل کو اجیر قاتل موجود ہو سکتے ہیں اور خوشامدی لوگ اُن کی ظالمانہ حرکات کی ستایش کرتے ہیں۔ لیکن آنے والی نسلیں اُن کے حق میں انصاف سے کام لیتی ہیں اور اُن کی کسی قسم کی طرفداری نہیں کرتیں اور ظالم کے شکار تو اُس کی ایک ہی ساعت خوشامد کرتے ہیں لیکن مظلوم کے ساتھ دنیا ہمیشہ ہمدردی کرتی ہے"

ایسے شخص کی جائز سزائے موت کو جو علانیہ بغاوت کا مجرم تھا۔ یورپ کے تمامی بادشاہوں نے گستاخی سے قتل کے مذموم نام سے موسوم کیا۔ اگر بادشاہانِ یورپ امریکہ کی ریپلک کو بھی اُسی طرح پامال کر سکے ہوتے جس طرح اُنھوں نے فرانس کی ریپلک کو پامال کیا تو واشنگٹن کو بھی اینڈرےلے کا قاتل اور ذابح کہتے۔ اور واشنگٹن کو

لہ اینڈرے۔ جان اینڈرے اوّل ایک سوداگر کے پاس محرر تھا لیکن یہ کام چھوڑ کر وہ فوج میں داخل ہو گیا اور امریکہ کی جنگ خود مختاری میں ایسے نمایاں کام کئے کہ میجر ہو گیا اور جبکہ آرنالڈ امریکہ کے ایک جنرل نے دغابازی کر کے ایک نہایت کارآمد مقام انگریزی فوج کے حوالہ کر دینا چاہا تو اس جنرل سے شرائط کرنے کو یہ اینڈرے ہی متعین کیا گیا۔ مگر کام نہ ہونے پایا تھا کہ جنرل واشنگٹن نے اینڈرے کو گرفتار کرا لیا اور جاسوسی کا الزام قایم کر کے اُس کا مقدمہ کیا گیا وہ مجرم ثابت ہوا اور سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ اینڈرے نے مرتے وقت بڑی بہادری کا اظہار کیا اور تماشائیوں سے کہا کہ مجھکو تم سے صرف یہ کہنا ہے کہ تم شاہد رہنا کہ مجھے موت سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے قتل پر انگلستان میں بڑا اودھم مچا اور بڑی واویلا ہوئی۔ ویسٹ منسٹر ایبی میں اینڈرے کی یادگار تعمیر کی گئی اور اُس پر اس کی خوبیاں نگارگذاریاں اور سن ولادت و قتل کندہ کیا گیا۔ ولادت ۱۷۵۱ء وفات ۱۷۸۰ء۔ مترجم ۱۲

سلطنت کی خواہش ۔ سینیٹ کا حکم ۔ بُے سریز کا ایڈریس ۔ نپولین کا جواب ۔ بولون میں نشف آمیز واقعہ ۔ بحری جنگ ۔ پوپ کے نام خط ۔ پوپ کا جواب اور پیرس میں اُس کی خاطر و مدارات ۔ نپولین اور جوزیفائن کی شادی کی مذہبی رسوم کے مطابق تجدید ۔ تاجپوشی سلطنت ۔

چونکہ فرانس کے شاہزادوں نے نپولین کے قتل کی سازش کی تھی اسلئے جمہوری فرانس نے اپنی جدید فرماں روائی کو اور بھی زیادہ مستحکم کرنے کے ارادے کئے خاندان شاہی سے ڈیوک ڈی انگھین کا قتل کر دیا جانا یورپ کے تمامی بادشاہوں کی سخت ناخوشی کا باعث ہوا ۔ اور فرانس کی ریپبلک کے وہ اور بھی درپے تخریب ہوئے حامیانِ فریق شاہی کو یقین تھا کہ صرف نپولین ہی جس کے ذہن اور عزم و ثبات فوق العادت تھے اُن کی راہ میں حائل تھا لہذا وہ اسی فکر میں تھے کہ جس طرح ہو سکے نپولین کو قتل کر دیں مگر اس کے خلاف فرانس کے جمہور اپنی عافیت و بہبودی کا مرکز صرف نپولین کی ذات کو یقین کئے ہوئے تھے اور چونکہ اُس نے فرانس کو نہایت ہی ہولناک طوائف الملوکی سے

بچا کر اس میں انتظام و ترتیب قایم کر دی تھی وہ اُس کے نہایت شکر گذار تھے وہ جانتے تھے کہ فرانس کو اُس کی موجودہ سرسبزی صرف نپولین ہی کی بدولت نصیب ہوئی تھی پس مجالس قانون ساز۔ پیرس کے کوچوں۔ تمامی خاص خاص شہروں۔ اور لشکرگاہوں میں جہاں ساحل کے قریب فوجیں پڑی ہوئی تھیں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ نپولین کو تاج کیوں نہ پہنا دیا جاوے جس کی جان کی سلامتی سے فرانس کی قسمت وابستہ تھی اور بات بزور کہی جاتی تھی کہ فرانس کے جمہور میں ابھی وہ لیاقت اور شائستگی پیدا نہیں ہوئی تھی کہ جمہوری حکومت قایم کر کے اُس کا انتظام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ انقلاب کا مدعا پورا ہو گیا تھا یعنی سب خرابیوں کی اصلاح ہو گئی تھی۔ اور پرانے خاندانی اعزاز کا دستور مسدود اور شاہی اختیارات محدود ہو گئے تھے اور اب ملک کی ترقی اور سرسبزی کے لئے یہی ضرور تھا کہ نپولین کو شاہی اختیارات سپرد کر دئے جائیں اور وہ یورپ کے بادشاہوں کی برابر ہو جاوے۔

ایسا جوش جیسا اس وقت تھا فرانس میں کبھی دیکھا نہ گیا تھا۔ سب سے قبل جو شخص نپولین کے پاس یہ خبر لیکر پہونچا وہ فوشے تھا۔ اور نپولین سے اس عام آرزو کا تذکرہ کیا۔ اور کئی ملاقاتوں میں اُس نے نپولین کو یقین دلایا کہ فرانس کے جمہور کی بھی خواہش تھی کہ قدیمی وتیرہ سے بادشاہت قایم کر دی جاوے اور اس سے یورپ کے بادشاہوں کی مخالفت ختم ہو جائیگی اور انقلاب کا مقصد و مدعا مستحکم ہو جائیگا۔ اس خیال سے کہ فرسٹ کانسل کو اختیارات شاہنشاہی دئے جانے کو تھے۔ فرانس میں جوش مسرت پھیلا ہوا تھا اور نپولین کے پاس کثرت سے اڈریسیں آنا شروع ہو گئے اور ان میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ تاج شاہنشاہی منظور کرلے۔ فرسٹ کانسل نے اس معاملہ میں مشورہ کرنے کو لیرن اور کمبے سریز کو بلایا۔ اور بے تکلف کہہ دیا ”اچھا مجھے منظور ہے۔ فرانسیسی ایک بادشاہ چاہتے ہیں۔ اور انقلاب کی ظالمانہ کارروائیوں سے دور بھاگ رہے ہیں اور اگر بادشاہت کی وضع

قایم کر لی جائیگی تو یورپ کے دوسرے بادشاہوں سے مصالحت کی ایک صورت پیدا ہو جائیگی اور پھر جمہوری مقاصد کی ترقی اور فرانس کی اصلاحوں میں ہمیں مزید تکلیف نہ پہونچیگی۔"

نپولین نے اپنی عادت کے موافق دور اندیشی سے یوروپ کے درباروں میں اس غرض سے وکلا روانہ کئے کہ آیا ایسی تبدیلی ان بادشاہوں کو بھی پسند تھی یا نہیں چونکہ فرانس اور انگلستان میں تو جنگ کا ہنگامہ برپا تھا لہذا اس معاملہ میں انگلستان سے استمزاج کرنا خارج از بحث سوال تھا۔ اور حال ہی میں روس سے بھی نوک جھونک ہو گئی تھی اس لئے اُس سے ایسے موقع پر بات کرنا فرانس کی شان کے خلاف تھا۔ پس آسٹریا۔ پروشیا۔ اسپین اور یورپ کی دوسری سلطنتوں سے مشورہ کیا گیا۔ اور چونکہ یوروپ میں اب عموماً یہی خیال پیدا ہو گیا تھا کہ فرانس کی حکومت ملنا اب بوربون خاندان کے لئے محال تھا۔ یورپ کی کے سب درباروں نے رپبلک موقوف ہونے اور بادشاہت قایم ہو جانے پر اظہار مسرت کیا۔ پروشیا کے بادشاہ نے اپنے وزیر متعینہ پیرس کو دوستانہ الفاظ میں خود اپنے قلم سے حسب ذیل لکھا۔

"میں تم کو بے تامل اجازت دیتا ہوں کہ بہت جلد موسیو ٹیلیرانڈ کو مطلع کردو کہ میں فرسٹ کانسل کو اعلیٰ اختیارات کے ساتھ کام کرتے دیکھ چکا ہوں۔ اب میں بڑی خوشی سے اُس کو شہنشاہ ہوتے ہوے اور اُس کی اولاد میں شاہنشاہی مستقل طور سے منتقل ہوتے ہوئے دیکھوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اُس کی دانشمندانہ حکومت میں فرانس سرسبز و شاداب ہوگا۔ مجھے اُس کی شاہنشاہی تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔"

یہ خط ڈیوک ڈی انگھین کے قتل کے دو ہفتہ بعد لکھا گیا تھا۔ اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اس قتل سے یوروپ کے درباروں میں بڑا جوش پیدا ہوا تھا تاہم فرانس کی پریشانی کی طرف سے بھی یہ دربار بے خبر نہ تھے۔ فرانس شاہنشاہ آسٹریا نے بھی نپولین کو یقین دلایا

کہ فرانس کی فرماں روائی میں اس نئی تبدیلی کو وہ فوراً تسلیم کر لیگا اور یہ تبدیلی یورپ کے دوسرے بادشاہوں کو بھی ناپسند نہ ہوگی۔ یورپ کے تمامی درباروں کے یہی خیالات تھے۔

اثنائے گفتگو میں ہیوریٹن نے نپولین سے کہا "مجھے تو غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے قدیم بادشاہی خاندان آپ کو شاہنشاہ تسلیم کر لینگے" نپولین نے جواب دیا "اگر یہ بادشاہ مجھ کو شاہنشاہ تسلیم نہ کرینگے تو میں ان سب کو تخت سے اتار دونگا اور اس طرح میں ان بادشاہوں میں سب سے پرانا بادشاہ ہو جاؤنگا"

فرانس کے سینیٹ نے یک زبان ہو بالاتفاق یہ حکم مشتہر کر دیا کہ نپولین بوناپارٹ شاہنشاہ کے لقب سے ملقب ہو اور ریپبلک کے جملہ اختیارات اسے تفویض کر دیئے جائیں۔ سینیٹ نے انتہائے جوش سے یہ ارادہ کیا کہ ایک جماعت ہو کر سینیٹ کلاؤڈ کو جاوے اور یہ حکم نپولین کے سامنے پیش کرے اور شاہنشاہی کے حصول پر اس کو مبارکباد دے۔ یہ واقعہ ماہ مئی ۱۸۰۴ع کا ہے۔ میدان سبزہ سے لہلہا رہے تھے اور درختوں کی شاخیں بوجھ سے جھکی ہوئی جھوم رہی تھیں۔ نسیم بہار سے غنچہ ہائے دل شگفتہ ہو رہے تھے گاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ جس کے ہمراہ زرق برق گارڈ کے سوار تھے سینیٹ کے ممبروں کو سینیٹ کلاؤڈ میں لے گیا۔ نپولین اسی استقلال سے جس نے اس سے کبھی مفارقت نہ کی ان اراکین سینیٹ کے استقبال کو تیار تھا۔ جوزیفائن کا دل دھڑک رہا تھا اور آیندہ حالات کے خیال سے متردد تھی۔ تاہم اس نئی عزت سے جو اس کے شوہر کو دی جانے کو تھی اس کی مسرت کا بھی کوئی پایان نہ تھا اس وقت جوزیفائن نپولین کے قریب کھڑی تھی۔ جب یہ اراکین نپولین کے سامنے پہونچے تو کیمبے سریزے نے جو نپولین کا ہم منصب کانسل تھا حسب ذیل تقریر کی:-

" اے جہاں پناہ۔ چار سال ہوئے کہ فرانس کی جمہوری جماعت نے فرط محبت

اور جوش شکر گذاری سے جہاں پناہ کو عنان حکومت سپرد کر کے یہ اختیار بھی دے دیا کہ اپنا جانشین بھی منتخب فرمائیں۔ اب اور بھی زیادہ معزز خطاب جو شکر گذار قوم نے تجویز کیا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ صرف اظہار شکر گذاری ہے اور ایسی عزت ہے جو شکر گذار قوم خود اپنے افتخار میں اضافہ کرتی ہے۔ جہاں پناہ کے ساتھ یوماً فیوماً ترقی کرتی ہوئی عزت و محبت کے نئے نئے ثبوت دینے کی ضرورت کو قوم محسوس کر رہی ہے۔ اس قوم کی مسرت اور جوش کا کون اندازہ کر سکتا ہے اس لئے کہ یہ مسرت اور جوش قوم میں اس خیال نے پیدا کئے ہیں کہ خداوند رحیم نے محض اپنے فضل سے اس قوم کو جہاں پناہ کی دامن حمایت و حفاظت میں جگہ دی ہم وہی ہیں کہ ہماری افواج ہزیمت نصیب تھیں۔ ہم وہی ہیں کہ ہمارے خزانے خالی تھے۔ ہماری ساکھ باقی نہ رہی تھی اور ہماری قدیمی عظمت کو ہمارے باہمی نفاق نے برباد کر دیا تھا۔ ہم میں مذہبی خیال تو کجا ہمارا آئینۂ اخلاق تک زنگ آلود ہو گیا تھا۔ بوناپارٹ کو خدا نے ظاہر کیا اور ہمارے ناصر و منصور پرچم فتح کے میدانوں میں لہرانے لگے۔ خزائن پُر ہو گئے اور ہماری قوم نے اپنی مساعی پر اعتماد کرنا سیکھا۔ ہمارے غضب ناک فریقوں کے غصے فرو ہو گئے مذہب کی پابندی پھر شروع ہوئی اور سب سے بڑا معجزہ جو جہاں پناہ نے دکھایا وہ یہ ہے کہ وہی قوم جس کو خانہ جنگی کے جوش نے بے لگام کر دیا تھا اور بے قید بنا دیا تھا اور جو کسی فرمانروا کو خیال میں نہ لاتی تھی جہاں پناہ کی بدولت سیکھ گئی کہ اُس فرماں روائی کی عزت کرنا واجب ہے جو خود قوم کی بہبودی کے لئے قایم ہو۔"

یہ لفظیں ہنوز ختم نہ ہوئی تھیں کہ "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے تمام ایوان گونجنے لگا اور چونکہ اس موقع پر بہت سے جمہور بھی صحن باغ میں جمع تھے وہ بھی اس نعرے میں شریک ہو گئے اور "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے ایک شور محشر برپا ہو گیا۔ جب خاموشی ہو گئی تو نپولین نے چند لفظوں میں حسب ذیل جواب دیا:-

"اے شرفا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری قلبی مسرت اُسی شئے سے ہے جس سے فرانس کی بہبودی اور فلاح ہے میں نے یہ لقب اور یہ معزز منصب قبول کیا اور یقین کیجئے کہ یہ قومی افتخار و اعزاز کو بڑھائے گا۔ جمہور کی رائے کی تعمیل میں میں اس قانون پر بھی اظہار رضامندی کرتا ہوں کہ میری جانشینی کا بھی سلسلہ قایم کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ اُس اعزاز پر جو آج فرانس نے مجھے اور میرے خاندان کو عطا کیا ہے اُسے کبھی پچھتانا نہو گا اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جس دن قوم عظیم میری اولاد سے اپنے محبت و اعتماد کو منقطع کرلے گی اُسی دن میری روح کو بھی میری اولاد سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا"

اس کے بعد کمبے سریز نے چند الفاظ میں شاہنشاہ بیگم جوزیفائن کو مبارکباد دی اور اس کا جواب ملکہ کی طرف سے یہی ملا کہ اُس کے پیہم اشک جاری ہو گئے۔ چونکہ نپولین کی یہ خواہش تھی کہ تخت نشینی کی رسم پورے استحکام سے عمل میں آوے لہذا اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پوپ خود پیرس آکر تاجپوشی کی رسم ادا کرے۔ یہ تو یاد ہو گا کہ نپولین اور پوپ پائیس ہفتم میں نہایت مخصوص دوستانہ تھا۔ پوپ نپولین کا نہایت شکر گزار تھا کہ اُس نے فرانس میں از سرنو مذہب کا رواج دیا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ پوپ روم سے خود کسی پایہ تخت کو گیا ہو اور کسی بادشاہ کو تاج پہنایا ہو۔ مگر اپنے خالص دوست نپولین کی خاطر پوپ نے فوراً پیرس آنے کا عزم کیا۔

یہ مئی کا مہینہ تھا اور نپولین نے ارادہ کیا کہ اپنی تاج پوشی کی رسم سے قبل انگلستان پر حملہ کر دیا جاوے اس حملہ کے متعلق جملہ تجاویز ایسی پختگی اور خوبی سے عمل میں آچکی تھیں کہ نپولین کو بھی کامیابی کی پوری امید ہو گئی تھی۔ پس ساحل کے تمامی مقامات کا اُس نے معائنہ کیا اور اُن کو بڑی احتیاط سے جانچا اُس نے ایک ایک جہاز اور ایک ایک کشتی کا ملاحظہ کیا کہ آیا وہ ضروری سامانوں سے درست تھیں یا نہیں۔

اور جب اُس نے دیکھا کہ ہر شے اُس کی مرضی کے موافق تیار تھی۔ انگریزی بیڑہ کے سامنے عجب نظر پیش تھا۔ یعنی نپولین لیجن آف آنر کے فیتے تقسیم کر رہا تھا۔ سمندر کے کنارہ بڑے جاہ و جلال سے ایک تخت قایم کیا گیا تھا اور اُس کے گرد ہلالی دائرہ میں ایک جرار فوج کھڑی تھی اور لاکھوں سپاہیوں کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی اور فرانس کی زبردست توپوں کی سلامیاں ساحل انگلستان پر صاف سنی جا رہی تھیں۔ اس پُر رعب منظر سے قلب پر اثر ہوتا تھا۔ یہی ہو رہا تھا کہ فرانس کی بندرگاہ ہیوری Havre سے کشتیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بولون کو آتے ہوئے انگریزی جہازوں کے بیڑہ نے دیکھ لیا۔ اور اگرچہ نپولین کے گرد ہشیار فوج صف بستہ کھڑی تھی لیکن ان کشتیوں پر حملہ کر دیا گیا۔ نپولین لیجن آف آنر کے فیتے تقسیم کرتا جاتا تھا اور فریقین کی چوٹیں دوربین لگا کر دیکھتا جاتا تھا۔ یہ کشتیاں با امن و عافیت بولون کے بندرگاہ میں آ داخل ہوئیں اور خوشی ہی اور خوشی ہوئی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد نپولین کو فرانس اور انگلستان کی ایک اور چھوٹی سی بحری جنگ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ۲۶۔ اگست کو دوپہر کے وقت نپولین کشتیوں کا معائنہ کر رہا تھا۔ انگریزی بیڑہ کے بیس جہاز ساحل سے کچھ فاصلہ پر لنگر انداز تھے اور اس گروہ میں سے ایک جہاز علیحدہ ہو کر فرانسیسی کشتیوں کا حال معلوم کرنے اور گولے مارنے کو آیا۔ ادھر سے بھی چند کشتیوں نے اپنے لنگر اٹھا دئیے اور انگریزی جہاز سے مقابل ہوئیں۔ یہ دیکھکر انگریزی بیڑہ سے چند کشتیاں اور ایک چھوٹا جہاز فرانسیسی کشتیوں پر حملہ آور ہونے کو اور بڑھا۔ نپولین نے حکم دیا کہ اُس کی کشتی کو بھی جنگ کرنے والی کشتیوں سے ملا دیا جاوے اور انگریزی کشتیوں پر دھاوا کیا جاوے امیر البحر بروبز نپولین کے ہمراہ تھا۔ نپولین کو معلوم ہو گیا تھا کہ سپاہیوں اور ملاحوں میں جو اُس کی بڑی لڑائیوں کی شجاعت کے قایل تھے کبھی کبھی یہ گفتگو بھی ہوا کرتی تھی کہ معلوم نہیں

نپولین بحری جنگ میں بھی اظہار شجاعت کرسکتا تھا یا نہیں اور اس موقع پر نپولین نے ان لوگوں کے خیالات درست کردینے کا قصد کیا۔

چنانچہ نپولین کی کشتی جو زرنگ برنگ کے جھنڈوں سے آراستہ تھی انگریزی جہاز کے قریب جا پہونچی انگریزی جہاز نے یہ سونے کی چڑیا اپنے قریب آتے ہوئے دیکھکر قصداً اپنی توپوں کو بند کردیا کہ یہ کشتی قریب تر چلی آئے تو ایک دم طوفان آتشگ سے اسے برباد کر دیا جائے۔ امیرالبحر بریوئز نے یہ دیکھکر کہ نپولین جان بوجھ کر اپنی جان ورطۂ ہلاکت میں جھونکے دیتا تھا۔ کشتی کا پتوار خود اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چاہا کہ کشتی کا رُخ پھیر دے۔ لیکن نپولین نے اُس کو بڑی نگاہ قہر آلود سے دیکھا اور پھر کشتی اپنے رُخ پر روانہ کردی گئی۔ نپولین اس جہاز کو دوربین سے دیکھ ہی رہا تھا کہ انگریزی جہاز کی توپوں نے گولوں کی ایک بارش باڑھ ماری اور اُن کے گرنے سے کشتی کے گرد پانی میں تلاطم برپا ہوگیا لیکن نپولین کی کشتی کے کسی شخص کو گزند نہ پہنچا۔ اتنے میں دوسری کشتیاں بھی آپہونچیں اور اس انگریزی جہاز کو سخت نقصان پہونچایا اور وہ مجبور ہوکر واپس گیا اور دوسری کشتیاں جو اس جہاز کی مدد کو آئی تھیں پریشانی سے فرار ہوئیں۔ اور ان کشتیوں کو سخت نقصان پہونچا اور ایک غرق ہوگئی۔

اس جنگ کے نتیجے سے خوش ہوکر نپولین نے مارشل سولٹ کو لکھا ”اس جنگ کے نتیجے نے جس میں میں خود موجود تھا انگلستان پر بڑا اثر کیا ہے اور در حقیقت وہاں پریشانی پھیل گئی ہے اور ہمارے غباروں نے انگریزی جہاز کو بہت نقصان پہونچایا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دشمن کی طرف ۶۰ آدمی مجروح ہوئے اور ۱۲ یا ۱۵ مارے گئے اور ہماری طرف صرف دو کام آئے اور ۷ مجروح ہوئے۔

اب انگلستان کو بڑا پورا خطرہ ہوگیا۔ اگرچہ پہلے سب کا یہی خیال تھا کہ انگلستان پر حملہ کرنا محال تھا۔ لیکن اب معلوم ہوگیا کہ نپولین نے اس کام کے لئے بڑا پورا سامان بہم پہونچا لیا تھا اور اب تمامی فرانس جوش سے پُر تھا۔ تاج پوشی کے بڑے بڑے

اہتمام ہونے لگے اور دور دور خبریں پہونچگئیں کہ نپولین کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کو پوپ صاحب پیرس کو تشریف لا رہے ہیں۔ فرانس کے باشندوں نے اس خبر کو بڑی حیرت سے سنا لیکن کونسل میں اس پر اختلاف رائے شروع ہوا۔ اس بارہ میں بہت سی دلائل پیش کی گئیں کہ پوپ کے ہاتھ سے تاج پوشی نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ یہ تاج محض جمہور کی رائے اور فوجی کارناموں کی وجہ سے نپولین کے زیب تارک کیا جا رہا تھا۔ لیکن مجلس وزرا میں بھی نپولین کی ذکاوت کا وہی حال تھا جو میدان جنگ میں تھا۔ اور اُس کے بم کے گولوں کی طرح اُس کی براہین بھی قاطع تھیں اور اُس نے حسب ذیل سوال سے سب بحث کا خاتمہ کر دیا :-

"اے شرفا تم پیرس میں ہو اور ٹولی لریز میں بیٹھکر ایسی گفتگو کر رہے ہو۔ لیکن فرض کرو تم لندن میں برطانیہ کے دربار کے اندر ہوتے اور تم برطانیہ کے وزیر بھی ہوتے اور تم کو وہاں یہ خبر ملتی کہ فرانس کے سردار کی رسم تاج پوشی ادا کرنے کو تقدس مآب پوپ صاحب کوہستان آلپس عبور کر کے پیرس تشریف لا رہے ہیں۔ تو بتاؤ اُس وقت اس خبر سے فرانس کی عزت افزائی ہوتی یا برطانیہ کی؟" اس سوال پر سب تقریر کرنے والوں کے منہ بند ہو گئے اور آیندہ لب کشائی کی گنجایش نہ رہی۔

نپولین کو یقین تھا کہ پوپ صاحب کے ہاتھ سے تاج پوشی کا عمل میں آنا اس کی تاج پوشی کو تمامی رومن کیتھولک یوروپ میں نہایت جائز اور واجب التعظیم فعل قرار دیگا اور یہ کارروائی نہایت ہی مفید تھی۔ نپولین کے خط کا مضمون حسب ذیل ہے

"قدسی بارگاہ جناب پوپ صاحب۔ مذہب کے از سر نو قایم ہونے سے جو نیک اثر فرانس کے جمہور پر پڑا ہے اُس کی وجہ سے مجھے یہ جرأت ہوئی کہ ذات اقدس سے ایک اور التجا کروں۔ جس سے ثابت ہو جائے کہ جناب والا کو میرے معاملات کے ساتھ زیادہ دلچسپی ہے اور یہ موقع تاریخ میں فرانس جیسے ملک کے جمہور کے لئے نہایت

تھا۔ نپولین کو جوزفیائن سے بڑی محبت تھی۔ لیکن پھر بھی نئی شادی کا خیال اُس کے دل پر بہت کچھ اثر کئے ہوئے تھا۔ لیکن انھیں دنوں میں ایک مرتبہ نپولین کے جی پر جوزفیائن اور اُس کی افسردگی کا کچھ ایسا اثر پڑا کہ اُس نے بیتاب ہوکر جوزفیائن کو چھاتی سے لگالیا اور اسی حالت بیخودی میں اُس کو یقین دلایا کہ ملکی ضروریات کیسی ہی پیش کیوں نہ آئیں لیکن وہ اُس سے کبھی علیحدگی اختیار نہ کریگا اور اُس نے اعلان کردیا کہ اُس کے ساتھ جوزفیائن بھی تاج پہنے گی۔ اور پوپ صاحب کے ہاتھ سے یہ رسم عمل میں آئیگی۔

اب نومبر اخیر ہوچکا تھا اور نوٹری ڈیم کا گرجا سب سامانوں سے آراستہ ہوچکا تھا۔ پوپ پائس ہفتم نے روم سے پیرس کا سفر شروع کیا۔ فرانس میں ہر ایک مقام پر جہاں پوپ کی سواری پہنچی جمہور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور جب پوپ فانٹین بلو میں پہنچا تو نپولین بھی گھوڑے پر سوار ہوکر خوش لباس موکب کے ساتھ اُس کے استقبال کو گیا اور گھوڑے سے اُتر کر اُس سے معانقہ کیا اور پھر دونوں گاڑی میں سوار ہوئے نپولین نے پوپ کو داہنی طرف جگہ دی۔ فانٹین بلو میں پوپ کی اس دھوم سے خاطر و مدارات ہوئیں کہ وہ نہایت محظوظ ہوا۔ پوپ صاحب کی مقدس صورت اور صالح عادات نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ اور تین دن قیام کرنے کے بعد نپولین اور پوپ ایک ہی گاڑی میں پھر سوار ہوئے اور پیرس آکر ٹوئی لریز میں ہوٹلین آف فلورا کے اندر فروکش ہوئے۔ یہ مقام خاص پوپ صاحب کے لئے بڑے اہتمام سے آراستہ کیا گیا تھا۔ نپولین کا سلیقہ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے پوپ کے قیام کا مکان بالکل اسی طرح آراستہ کرایا تھا جس طرح پوپ صاحب نے روم میں چھوڑا تھا۔ اس کبرسن پوپ کو پیرس میں بالکل اپنے گھر کا سا آرام حاصل تھا۔

پوپ صاحب کی تشریف آوری کی تمام پیرس اور اطراف میں خبر پہونچ گئی اور ٹوئی لریز کے گرد لوگوں کا ہجوم ہر وقت جمع رہتا تھا کہ پوپ صاحب کے دیدار سے

مہتم بالشان ہے لہٰذا التماس کرتا ہوں کہ جناب والا قدم رنجہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے فرانس کے سب سے پہلے شاہنشاہ کو تاج پہنائیں کہ یہ رسم مذہبی پابندی کے ساتھ عمل میں آوے چونکہ یہ کام دست مبارک سے عمل میں آویگا لہٰذا فرانسیسی قوم اس کو برکات سماوی میں سے ایک برکت تصور کریگی - ذات مستجمع الصفات سے یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اس عقیدت کیش کو ذات والابرکات سے ہمیشہ راسخ عقیدت رہی ہے - اور بندگان والا کے قدم رنجہ ہونے سے اس موقع پر جو خوشی اس فدوی کو ہو سکتی ہے جناب سے پوشیدہ نہیں ہے - خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ ایسے مرشد و ہادی کی ذات اقدس کو قرن ہا قرن تک برقرار رکھے جس کی ذات فیض رساں سے چراغ مذہب روشن ہے"

فرزند عقیدت کیش

نپولین

پوپ خوب جانتا تھا کہ دشمن اُس کا مضحکہ کرتے تھے اور طنز سے اُس کو نپولین کا پادری کہتے تھے جس سے پوپ کو سخت صدمہ ہوتا تھا - پوپ نے اس معاملہ پر غور کرکے آخر یہی تجویز کیا کہ پیرس جاکر نپولین کی رسم تاج پوشی اپنے ہاتھ سے پوری کرے -

نپولین کی شاہنشاہی کے خیال سے جوزیفائن کا بہت بُرا حال تھا - کیونکہ برابر زبانوں پر یہ بات آرہی تھی کہ اگر نپولین کو اپنے خاندان میں فرانس کی سلطنت قایم کرنا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ جوزیفائن کو طلاق دے دے اور دوسری شادی کرے کہ اولاد ہو - جوزیفائن کی تمنا تھی کہ نپولین کے ساتھ اُسے بھی تاج پہنایا جاتا کہ اس جدید رشتہ سے اُس کا تعلق زوجیت نپولین کے ساتھ اور بھی مضبوط ہوجاتا اور طلاق کے مقابلہ میں ایک استحکام پیدا ہوجاتا - کیونکہ ان دنوں جوزیفائن کو طلاق کا خیال بہت ستاتا

شرف حاصل ہو جائے۔ نپولین کے ہمراہ پوپ صاحب کبھی بالاخانہ پر ظاہر ہوتے اور فرانسیسی
مشتاقان دیدار کے گروہ جوش مسرت سے نعرے مارنے لگتے اور بعض ادب سے
سربسجدہ ہو جاتے اور دعا کے طالب ہوتے۔ عجب انقلاب ہو گیا تھا کہ دس سال
قبل یہی لوگ مذہب کے دشمن تھے پادریوں کو بیدردی سے ہلاک کرتے تھے اور ان
کا تعاقب کر کے فرانس سے نکال دیا تھا۔

یاد ہو گا کہ نپولین کی جوزیفائن سے اُس زمانہ میں شادی ہوئی تھی جبکہ فرانس
الحاد کا گھر تھا اور فرانسیسی مذہب کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ یہ شادی کی رسم اُسی وقت کے
رواج کے موافق عمل میں آئی تھی۔ مگر بعد کو نپولین نے معاملات میں اصلاح کر دی تھی
اور جب خود اس کی بہن کی مُراٹ سے شادی ہوئی تو پوری مذہبی پابندی سے ہوئی
تھی۔

جوزیفائن نے بھی اس موقع پر پوپ صاحب سے درخواست کی کہ اُس کی شادی
کے رسوم کی مذہب کے موافق تجدید کر دی جائے چنانچہ تاج پوشی کی رسم سے ایک
دن قبل شادی کے رسوم کی عین مذہبی قواعد کے موافق تجدید کر دی گئی اور یہ رسم
ٹوئی لریز کی گرجا میں پوری کی گئی۔ اس موقع پر جوزیفائن کا دل کچھ ایسا اختیار سے باہر
ہو گیا تھا کہ صبح کو اس کی سرخ آنکھوں سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام رات
روئی تھی۔

۲ دسمبر ۱۸۰۴ء کا اتوار نہایت ہی نورانی اور خوشنما دن تھا۔ شاہنشاہ نپولین کی رسم
تاج پوشی دیکھنے کے لئے تمام اطراف میں جوش شوق پھیلا ہوا تھا۔ نوٹر ڈیم کی
گرجا بڑے بڑے تکلفات سے آراستہ کی گئی تھی۔ زردوزی نقشے دیواروں اور
چھت سے لیکر فرش تک آویزاں تھے۔ گرجا کے مغربی سرے پر چوبیس سیڑھیوں
کا عالی شان تخت قایم کیا گیا تھا۔ ٹوئی لریز سے نپولین ایسی گاڑی میں سوار ہو کر

گرجا کو روانہ ہوا جس میں چاروں طرف آئینے لگے ہوئے تھے۔ اُس کی پوشاک پر سب سے زیادہ نامور اور کاریگر مصوّر کے ہاتھ کا کام بنا ہوا تھا۔ جمہور نعرے مارتے ہوئے اُس کی سواری کے ہمراہ تھے اور اپنے محبوب کو تاج پہنے ہوئے دیکھنے کے شوق میں بے خود اور سرشار تھے۔

نپولین کی زرق برق پوشاک اور اُس کی شکل و شمایل نے سب لگا ہوں کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اسی حالت سے نپولین گرجا میں داخل ہوا۔ مطربانِ خوش الحان نے مذہبی راگ شروع کیا پوپ صاحب نے شاہنشاہ کے سر پر روغن ڈالا اور شمشیر اور عصاے شاہی پر دعا پڑھ کر دم کی اور جیسے ہی پوپ تاج کے قریب آیا کہ اُسے اُٹھاکر نپولین کے سر پر رکھدے۔ نپولین نے بڑی دلیری اور استقلال سے تاج خود اپنے ہاتھ سے اٹھاکر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس فعل سے تمامی حاضرین پر عجیب طرح کا اثر ہوا۔ پھر نپولین نے وہ تاج اٹھایا جو شاہنشاہ بیگم جوزیفائن کے لئے تیار کیا گیا تھا اور جوزیفائن کے قریب جاکر جیسے کہ وہ اُس کے سامنے دو زانو تھی اُس کے سر پر رکھدیا۔ ایک لمحہ تک جوزیفائن اپنی پُرنم آنکھوں سے ٹکٹکی باندھے اپنے ممتاز و محبوب شوہر کے چہرہ کو دیکھتی رہی اسی نگاہ الفت سے نپولین نے بھی جوزیفائن کو جواب دیا۔ اس کے بعد جوزیفائن سے ضبط نہ ہوسکا اور سر جھکاکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر حاضرین نے "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے بلند کئے جو نوٹری ڈیم کی محرابوں میں گونجنے لگے پیرس کے توپخانوں سے سلامی کی شلک دغی اور تمام شہر کو معلوم ہوگیا کہ نپولین شاہنشاہ ہوگیا۔

اب شام ہوچکی تھی اور ٹوئی لریز کے باغ میں روشنی سے دن کا عالم ہو رہا تھا شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم ٹوئی لریز کو روانہ ہوئے۔ چونکہ آج دن کے انوکھے واقعات نے جوزیفائن کے دل پر بہت اثر کر دیا تھا۔ لہذا گاڑی سے اُتر کر سیدھی وہ اپنے

کمرے میں چلی گئی اور سر بہ سجدہ ہو کر خدا سے مدد کی دعا مانگنے لگی۔ نپولین کو بالطبع نمود و نمایش سے نفرت تھی اور آج جو کچھ اظہار شان و شوکت یا لباس میں تکلف کیا گیا تھا سب جمہور کے دکھانے کو کیا گیا تھا پس جیسے ہی نپولین اپنے کمرہ میں داخل ہوا اُس نے آدمیوں کو آواز دی کہ اس فضولیات کو اُس کے بدن سے دور کریں۔ چغہ تو اُس نے ایک گوشہ میں پھینکا اور باقی زرق برق لباس دوسرے کونے میں ڈالا اور اسطرح اپنے بدن کو ہلکا کر کے کہنے لگا "سچ تو یہ ہے کہ ایسے مصیبت کے گھنٹے مجھ پر تمام عمر نہیں گذرے جیسے آج گذرے ہیں "۔

فرانس کے دربار نے صدیوں سے مذموم عیاشی اور بے شرمی کے تماشے قوم کو دکھا رکھے تھے اور لوگوں کو اسی وجہ سے اُسی شان کی نمایشی پوشاکیں پسند تھیں جیسی فرانس کے بادشاہ پہنا کرتے تھے۔ لیکن اس کے خلاف نپولین کا یہ عزم تھا کہ اُس کا دربار تہذیب و شائستگی کا نمونہ ہو۔ پس اپنے شاہی موکب میں اُس نے ہمیشہ اُسی شخص کو عہدہ دیا جس کا چال چلن بے داغ تھا۔ چونکہ فرانس کی عام حالت بہت کچھ بگڑی ہوئی رہ چکی تھی۔ ڈچز۔ ڈی۔ ایگیولن نے بھی زمانہ کی بدکرداریوں کے موافق جن کی وجہ سے مذہب کی قیود باقی نہ رہی تھیں اپنے شوہر سے علیحدگی حاصل کر کے اور دوسرے تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ جوزیفائن کے ایام عسرت میں اس ڈچز نے جوزیفائن پر بڑے احسان کئے تھے جن کے معاوضہ میں جوزیفائن نے اب تجویز کی کہ ڈچز دربار میں داخل ہو جائے جب نپولین سے اس کا تذکرہ ہوا تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اور جوزیفائن حسب ذیل تحریر ڈچز کو بھیجنے پر مجبور ہوئی۔

" مجھے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ میرے شناسا اب یہی خیال کرتے ہیں کہ ہر بات میرے اختیار میں ہے اور میں جو چاہوں کر سکتی ہوں اور میں اپنا پچھلا زمانہ بھول گئی۔ لیکن صد افسوس یہ خیال غلط ہے۔ شاہنشاہ کو ان لوگوں سے سخت نفرت

سے جو اخلاقی عادات و صفات کے اعتبار سے نیک نام نہیں ہیں۔ اور شاہنشاہ کو اس بات کی سب سے زیادہ جستجو ہے کہ ان قبیح حالات میں اب ترقی تو نہیں ہوتی اور اس نے یہ عزم کیا ہے کہ اس کے دربار میں ایسی عورتیں بار نہ پائیں جنھوں نے اپنے شوہروں سے تعلق قطع کر لئے ہیں اور اسی وجہ سے میری سفارش جو میں نے تمہارے لئے کی تھی شاہنشاہ نے نامنظور کی اس نامنظوری سے مجھے لابیان صدمہ ہے۔ مگر میں کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ شاہنشاہ اپنے ارادہ کا ایسا مستقل اور مضبوط ہے کہ جو کہدیتا ہے وہی کرتا ہے۔

موسم سرما میں اب ایسی شدت کا وقت آگیا تھا کہ پوپ صاحب کوہستان الپس عبور نہ کر سکتے تھے۔ نپولین کی راستی اور نیک نہادی سے پوپ صاحب کو نپولین کے ساتھ ایک خاص محبت ہو گئی اور اس حیرت انگیز شاہنشاہ کا پوپ صاحب کے قلب پر پورا اثر پڑ گیا۔ واقعی کچھ خداداد ایسی بات تھی کہ جو شخص اس شاہنشاہ سے ملا اُس کا فریفتہ ہو گیا۔

یورپ کے تاجدار فرانس کی ریپلک کو خوف زدہ نگاہوں سے اس لئے دیکھتے تھے کہ اُن کو خود اپنے ممالک میں جمہوری رنگ جم جانے کا خطرہ تھا۔ پس اسی وجہ سے نپولین نے جمہوری حکومت کو شاہنشاہی کے نام سے تبدیل کر دیا تاکہ شاہنشاہان یورپ کے دل سے جمہوری حکومت کا خطرہ نکل جائے اور وہ فرانس کی مخالفت چھوڑ دیں۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ جمہوری حکومت کا صرف ظاہری قالب تبدیل ہوا تھا۔ طرز حکومت اور اُس کے اثر کا وہی حال تھا۔

نپولین کی فرمانروائی پرانی وضع کی بادشاہت نہ تھی جس میں مظلوم رعایا کے سروں پر ظلم کی کالی گھٹائیں چھائی رہتی تھیں اور قدیمی امرا کے حال پر بیجا رحمت خسروانہ ہوتی رہتی تھی اور خطابات اور جاگیریں وراثتاً پہونچتی تھیں حقوق میں امرا کے ساتھ جمہور کا کوئی حصہ نہ تھا۔ افسران شاہی طامع اور لالچی تھے۔ خانقاہوں میں بدکاریاں تھیں۔

... معافیات سے مالامال تھے اور خود ہیں عیاش بادشاہوں کی نفس پرستیوں پر رعیت کا خزانہ وقف تھا اور یہ سب باتیں پرانے بادشاہوں کے زمانہ کے ادنی کرشمے تھے۔

لیکن اس سلطنت میں جو اب نپولین نے قایم کی تھی اور اس پرانے زمانہ کی بادشاہت میں جس کا حال اوپر مذکور ہوا زمین و آسمان کا فرق تھا۔ یعنی اب رعایا کے جان ومال اور اس کے حقوق کی حفاظت کی پوری ذمہ داری تھی۔ سرکاری ملازمت میں سب کا حسب لیاقت یکساں حصہ تھا۔ محاصل کی بے رو۔ رعایت یکساں تشخیص کردی گئی تھی۔ مذہبی آزادی پوری پوری حاصل تھی۔ تمامی مذہبی فرقوں کی جن میں یہود بھی شامل تھے عزت وحفاظت کی جاتی تھی۔ سرکاری محاصل وام وام خزانہ میں داخل ہوتے تھے۔ لیجن آف آنر ہر ایک پیشہ والے کو اس کے جوہر کے لحاظ سے عطا ہوتا تھا۔

نپولین کی شاہنشاہی سے یہ قیاس نہ کرلینا چاہیے کہ کسی عنوان سے بھی پرانی بادشاہی نے عود کیا تھا۔ نہیں۔ بلکہ نپولین کی شاہنشاہی غیر طرفدار اور عادل جمہوری حکومت تھی۔ اور فرانس کے جملہ انصاف پسند اہل الراے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے بہتر وضع حکومت یہی تھی جو اس وقت فرانس میں قایم تھی۔ اور اس زمانہ خاص کے حالات پر نظر کرنے سے کہا جاسکتا ہے کہ اس طرز حکومت کے سوا کسی دوسری وضع کی حکومت کا جو اس سے بہتر ہوسکتی ہو اختیار کیا جانا محال تھا۔ یہ فرماں روائی خود جمہور نے اپنی کثرت راے سے قایم کی تھی اور زمانۂ موجودہ کے عقلا ربھی اسی وضع حکومت کے معاون ہیں اور اگر شاذ کو اس راے سے اختلاف ہو بھی۔ تو۔ وہ معدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ فرانس کے اس زمانہ کے حالات سے واقف ہوکر یہ کہدینا کہ نپولین جمہوری حکومت قایم کرسکتا تھا بڑی ناانصافی کی بات ہے۔ اگر نپولین غفلت کرتا اور داب شاہی سے عامل مجالس کو دا ب نہ لیتا تو فرانس مخالف بادشاہان یورپ کا فورا شکار ہو جاتا اور کوئی دور اندیش اس میں ذرا بھی کلام نہ کرے گا کہ نپولین نے بڑی ضنا...

راے کے ساتھ اُسی طریق کو اختیار کیا جو بہ کامیابی اختیار کیا جا سکتا تھا - اور نپولین پر اِس وجہ سے الزام لگانا کہ اُس نے فرانس کی جمہوری حکومت کو شاہنشاہی کے لباس میں کیوں تبدیل کیا کسی طرح سے حق پسندی اور انصاف نہیں ہے -

---

نپولین کی اس تحریر کا جواب ترش برطانیہ اعظم کے دربار سے اس طرح چند الفاظ میں دیا گیا کہ اگرچہ بادشاہ انگلستان کو اپنی رعایا میں امن چین قایم رہنے کی بڑی تمنا ہے لیکن فرماں روایان یورپ اور خصوصاً شاہنشاہ روس کے مشورہ کے بغیر اس پیغام صلح کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا" یہ جواب کاہیکو تھا۔ یہ تو یہ کہنا تھا کہ شمال میں ایک نیا طوفان جمع ہو رہا تھا اور ایک دوسری ہولناک اور طویل جنگ سے یوروپ کی ایک سلطنت یعنی فرانس کی قسمت کا فیصلہ ہونے کو تھا۔

یہ دیکھکر کہ جمہوری حکومت کے بجائے فرانس میں پھر بادشاہت قایم ہوگئی اٹلی کی سس الپین ریپلک نے بڑا اظہار مسرت کیا اور فرانس کی تقلید کی تمنا کی۔ اپنی آبائی عظمت وشان پر اٹلی کو فخر تھا اور اس جمہوری حکومت نے یہ تجویز کیا کہ نپولین جو اٹلی کے جمہور کا ہموطن تھا لمبارڈی کا بھی بادشاہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سس الپین ریپلک کی طرف سے پیرس کو ایک ڈیپوٹیشن روانہ ہوا کہ گورمنٹ کی تبدیلی کے متعلق شاہنشاہ سے مشورہ کرے اور اس کے حضور میں لمبارڈی کا تاج پیش کش کرے نپولین کو دربار عام میں سینیٹ اور اٹلی کے جمہور کی تمنا سے اطلاع دی گئی کہ لمبارڈی کی ریپلک بادشاہت سے تبدیل کر دی جاوے اور نپولین اس کا بادشاہ بنایا جاوے نپولین نے اس درخواست کو بغور مسرت کے ساتھ سنا اور حسب ذیل جواب دیا۔

"اگرچہ چند روز کے بعد فرانس اور اٹلی کے تاجوں کا جدا ہونا ناگزیر امر ہے تاہم اس وقت ان تاجوں کا علحدہ رہنا بیحد خطرناک ہے۔ اسلئے کہ ہمارے گرد زبردست دشمن اور غیر مستقل دوست ہیں۔ اٹلی کے باشندوں سے مجھے ہمیشہ سے محبت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے میں اس مزید توجہ اور جوابدہی کو منظور کرتا ہوں جو یہ لوگ مجھ پر اعتماد کر کے میرے ذمہ کرتے ہیں اور یہ بار اور ذمہ داری میں کم سے کم اس وقت تک اپنے ذمہ لیتا ہوں جب تک کہ اٹلی کی فرمانروائی خود اٹلی

کے فائدہ کی غرض سے کسی دوسرے نوجوان کے سپرد نہ کردوں۔ میرا جانشین میری طرح جوش سے بھرا ہوگا اور اُس اہم کام کو ختم کرنے کی کوشش کرلیگا جو۔ اب شروع کیا گیا ہے میرا جانشین ایسا ہوگا کہ اپنے ذاتی اغراض کو خوشی سے قربان کردیگا اور اگر ضرورت ہوئی تو اپنی جان کو بھی اُس قوم پر نثار کردے گا جس کا بادشاہ اُس کو خدائے عزوجل۔ ملک کی عاقل مجالس اور خود میری رائے بنائینگے ''

اسی واقعہ کا ایک دفعہ حوالہ دیتے ہوئے نپولین نے ایک مرتبہ بڑی بے تکلفی سے اپنے قدیمی ملکینی یار بوریین سے کہا '' بوریین۔ اب آٹھ دن کے اندر میں اٹلی روانہ ہوتا ہوں کہ جاکر شارلیماں کا آہنی تاج پہن لوں۔ اور یہ کارروائی اُس اہم مقصد کی تمہید ہے جو میں نے اٹلی کے لئے اپنے دل میں سوچا ہے۔ کیونکہ اٹلی کو ایک جدا سلطنت بنا چاہیئے جس میں کوہستان آلپس کے پار کے تمامی صوبجات وینس سے لے کر بحری آلپس تک شامل ہو جائیں۔ فرانس اور اٹلی کا اتحاد محض برائے چندے ہے اور سردست ان کا متحد ہونا اسلئے ضروری ہے کہ اٹلی والوں کو ہمارے فرانسیسی قوانین کی پابندی کی عادت ہو جائے۔ جنوآ۔ پیڈمانٹ۔ میلان۔ وینس ٹسکنی۔ روم۔ اور نیپلس۔ کے جمہور ایک دوسرے سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کو اس بات کی ترغیب نہیں دیجا سکتی ہے کہ وہ اپنے تئیں دوسرے سے کمتر درجہ کا تسلیم کرلے۔ مگر روم۔ اپنی تاریخ اور رتبہ کے اعتبار سے اٹلی کا قدرتی پایہ تخت ہے اور اُس کو واقعی پایہ تخت بنانے کی غرض سے یہ امر ضروری ہے کہ پوپ صاحب کے اختیارات گھٹا کر دینی معاملات تک محدود کردئے جائیں۔ لیکن ابھی ایسی بات کا اندازہ کرنا بڑی کوتاہ اندیشی کی بات ہے۔ لیکن ہاں اگر معاملات راست آگئے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں زیادہ دقت پیش نہ آئیگی اور ابھی تو اس معاملہ میں میرا ارادہ خام ہی خام ہے مگر وقت اور موقع سے یہ ارادہ پختہ بھی ہو جائیگا ''

"جب میں اور تم مدرسہ کے طالب علم تھے اور پیرس کی سڑکوں پر یکہ حلقہ تھا جس سے تو میرے دل میں کچھ ایسا قدرتی خیال بندھا کرتا تھا کہ میں ایک دن فرانس کا گیا تھا۔ ہو جاؤنگا اور چنانچہ میرے طرز عمل میں ایک قدرت کی جانب سے رہنمائی پیدا ہوگئی تھی۔ لہذا اُسی اعتبار سے ہم کو آنے والے معاملات کے لئے تیار رہنا چاہئیے اور یہی تیاری میں کر رہا ہوں۔ چونکہ اٹلی کو بجائے خود ایک جدا طاقت بنا دینا غیر ممکن ہے کہ وہ ابھی ایک ہی قوانین کی پابند ہوجائے۔ لہذا میں پہلے اُس کو فرانسیسی بنا کر یہ کام شروع کرتا ہوں۔ اور یہ تمامی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جن میں اٹلی اس وقت تقسیم ہے ایک ہی قانون کی اطاعت کی عادی ہوجائنگی اور جب یہ عادت پختہ ہوجائیگی اور باہمی خانہ جنگیاں اور فساد فرو ہو جائینگے تو اُس وقت وہی اٹلی پھر پیدا ہوجائیگی جو اپنی پرانی شان و عظمت کے نام کے شایاں ہوگی اور اُس وقت اُس کو خود مختار بنا دینا میرا کام ہے۔ اس کام کے واسطے ۲۰ سال درکار ہیں۔ لیکن آنے والے زمانہ پر تیقن کے ساتھ کون حکم لگا سکتا ہے۔ اور ہیورٹن۔ میں نے تم سے اس وقت وہ باتیں کہیں جو بہت دنوں سے میرے سینہ میں بند تھیں اور غالباً میں نے تم سے ایک خوش نما خواب کا مضمون بیان کیا ہے جو میں نے دن میں دیکھا ہے"

شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم معہ پوپ صاحب کے پیرس سے اٹلی کو روانہ ہوے بریِن میں قیام کیا گیا۔ اور یہ وہی بریِن تھا جہاں نپولین نے حربی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ نپولین کے حافظہ میں اُن ایام کے تمامی حالات و واقعات بڑی تیزی کے ساتھ تازہ ہوگئے۔ جو ان ایام میں خیال سے بالکل فراموش ہوگئے تھے۔ اس جماعت نے الپس کو عبور کیا جوزیفائن نپولین کا ہاتھ پکڑے ہوے ان تمامی عظیم الشان قدرتی منظروں کو دیکھتی جاتی تھی اور بڑے شوق سے اُن واقعات [illegible] پاتی تھی جو نپولین اپنے گزشتہ کارناموں کے متعلق اُس کو سناتا جاتا تھا۔

...نشاہ پوپ صاحب سے رخصت ہوا۔ طرفین سے باہمی محبت کے بہت کے فائدہ کی عوض ... دیئے گئے۔ اس کے بعد نپولین نے معہ اپنے موکب کے میرنگو کا رخ کیا۔ جوشو...
اس مقام پر شاہنشاہ کے حکم سے تیس ہزار فوج ملاحظہ کے لئے جمع ہوئی تھی۔ شاہنشاہ کا منشا تھا کہ جوزیفائن بھی اس فوج کی باہمی جھوٹ موٹ کی جنگ کو دیکھے اور اندازہ کرے کہ واقعی جنگ کسقدر ہولناک اور پرخطر چیز ہے جس نے اسی میرنگو کے میدان کو خونریزی کا ہولناک میدان حشر بنا دیا تھا۔ یہ ۵ مئی ۱۸۰۵ء کا واقعہ ہے۔ موکب اور فوج کے اسلحہ آفتاب کی شعاعوں میں جھلک رہے تھے اور ایک بلند چبوترہ بنایا گیا تھا کہ اس پر بیٹھ کر شاہنشاہ اور ملکہ سیر دیکھ سکیں۔ نپولین نے وہی اسلحہ آج زیب بدن کئے تھے جو خاص میرنگو کی جنگ میں اس نے استعمال کئے تھے یعنی کلاہ جو پارہ پارہ ہو گئی تھی اور وہی فرغل جو موسم اور طوفان سے خراب و خستہ ہو چکا تھا اور وہی کوٹ جس کا نیلا رنگ اڑ چکا تھا اور لمبی سواروں کے استعمال کرنے کی تلوار اس کی کمر سے آویزاں تھی۔ اس موقع پر بہت سے مردان میدان ایسے بھی موجود تھے جو میرنگو کی جنگ میں شریک تھے۔ شاہنشاہ اور ملکہ ایک چرٹ میں سوار ہو کر آئے جس میں آٹھ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی تیس ہزار سپاہ نے خوشی کے نعرے مارنا شروع کر دیئے زرق برق وردیوں۔ قیمتی ساز اور بیش قیمت گھوڑوں کی شان پر جوش بینڈ باجوں۔ بوق و قرنا کی صداؤں فولادی اسلحہ کی چمک۔ ... کار دردی کو سانالو کی دمک۔ توپخانوں کی بہرا کر دینے والی ہولناک گرج اور میدان کی ہوا میں بارود کے دھوئیں کی کالی گھٹا نے جس سے آفتاب کی ضیا چھپ گئی تھی دلوں پر وہ اثر کیا جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔

۲۶ مئی ۱۸۰۵ء کو میلان کے قلعہ میں رسم تاج پوشی ادا ہوئی۔ ...لیان کا تاج مدت سے مونزا ... Monza کے گرجا میں امانت تھا۔ یہ ... لے اور

جواہرات سے مرقع تھا۔ جس کے بیچ اُس آہنی میخ کے لوہے کا حلقہ تھا جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک ہاتھ صلیب دینے کے وقت چھیدا اور ٹھونکا گیا تھا۔ اس رسم کی شان و شوکت کو بڑھانے کے لئے یہ تاج بھی لایا گیا تھا۔ یہ رسم اس شان و نمایش کے ساتھ عمل میں آئی کہ نوٹرے ڈیم میں بھی اس سے بڑھکر شوکت و عظمت کا اظہار نہ کیا گیا تھا۔ اول ملکہ آئی جس کا لباس انواع و اقسام کے جواہرات سے جگمگا رہا تھا۔ بڑے پرجوش نعروں سے اس کا استقبال ہوا۔ ایک لمحہ کے بعد نپولین خود آیا کا شاہی مخمل کی زردوزی ارغوانی شاہی پوشاک پہنے ہوے اور شارلیمان کا تاج اور عصا ہاتھ میں لئے وہ بڑی متانت سے کمرہ میں داخل ہوا اُس نے تاج پہنا اور باآواز بلند کہنے لگا۔ "یہ تاج مجھکو خدا نے دیا۔ وہ اسے برحال دے کہ اس کو ہاتھ لگائے"۔ نپولین میلان میں ایک ماہ رہا اور شب و روز نہایت مہتم بالشان ترقی و اصلاح کے معاملات پر تجویزیں کرتا رہا۔ اٹلی کے لوگ آج تک کہتے ہیں کہ اس پچھلے زمانہ میں نپولین کا دور حکومت سب سے زیادہ بہتر تھا۔

انھیں ایام میں ایک ایسا دلچسپ واقعہ پیش آیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غربا کی دستگیری میں نپولین کو کیسا گہرا لطف تھا۔ یعنی ایک دن جملہ افکار جہانبانی سے کنارہ کش ہوکر محض تفریح کی غرض سے نپولین اور جوزیفائن جھیل کے ایک چھوٹے سے جزیرہ میں گئے اور اتفاقیہ ایک غریب عورت کے گھر میں اُن کا گذر ہوا۔ اس عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس وقت اس کے گھر میں شاہنشاہ اور ملکہ موجود تھے۔ نپولین اس عورت سے حسب عادت اُس کے حالات دریافت کرنے لگا اور اس عورت نے اپنی تکالیف و عسرت کا حال اس سے صاف صاف بیان کر کے کہا "کہ اور سب کچھ تو خیر۔ لیکن مجھے یہ بڑی فکر ہے کہ یہ بچے کیونکر پرورش پائینگے اس لئے کہ میرا شوہر بہت غریب ہے اور اکثر بیکار رہتا ہے"۔ نپولین نے چار ہی باتوں میں دیکھ لیا کہ یہ

عورت بڑی شریف تھی اور اُس سے پوچھا:۔

نپولین۔ اچھی بی بی۔ تم کو بھلا کس قدر روپیہ کی حاجت ہے؟ کہ تم بے فکر ہو جاؤ

عورت۔ جناب۔ مجھے تو بہت بڑی رقم کی حاجت ہے۔

نپولین۔ آخر کسقدر حاجت ہے۔

عورت۔ جناب۔ مجھے تو چار سو فرانک کی حاجت ہے لیکن بھلا کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ اتنی بڑی رقم کسی ذریعہ سے مجھے مل سکتی ہے۔

نپولین نے ایک ہمراہی کو اشارہ کیا اور اس عورت کی گود میں تین ہزار فرانک کے طلائی سکے ڈال دئے گئے یہ دیکھ کر عورت حیرت سے خاموش رہ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی۔

"اے جناب اور اے خاتون صاحبہ۔ یہ رقم تو آپ نے میری حاجت سے افزوں میری گود میں ڈلوا دی۔ لیکن پھر بھی آپ کے بشروں سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ مجھ دکھیا سے کسی قسم کا مذاق کر رہے ہیں"

جوزفائن نے بڑی شیریں زبانی سے جواب دیا "نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب رقم تمھاری ہے اور اب تم اس سے آراضی کا ایک قطعہ خرید لو اور بکریوں کا ایک گلّہ بھی پالو اور اپنے بچوں کو بھی اچھی طرح پرورش کرو"

نپولین اس قدر مردم شناس تھا کہ ایک ہی نگاہ میں اُس کو معلوم ہو جاتا تھا کہ امداد کا واقعی اور مناسب کونسا موقع تھا۔

میلان سے رخصت ہونے سے قبل نپولین کے سامنے بہت سے گرفتار شدہ مراسلات پیش کئے گئے۔ یہ مراسلات آرتھر ولیزلی نے دربار انگلستان کو بھیجنے کی غرض سے ہندوستان سے روانہ کئے تھے اور ان میں تمامی تفصیلی حالات اُن فتوحات اور ملک گیریوں کے درج تھے جو انگریز ہندوستان میں کر رہے تھے

نپولین نے ان مراسلات پر سخت حرف گیری کی۔ انگلستان کا دربار اس غرض سے کہ فرانس تمامی بادشاہان یورپ کی نگاہ میں قابل نفرت ٹھہرجائے۔ فرانس کی بلند نظری کی شکایت کرتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ فرانس ایسی غیر طاقتوں سے اپنا دوستانہ صرف اس غرض سے قایم کررہا تھا کہ وہ یورپ کی دوسری طاقتوں کے درمیان قومی سرگروہ ہوجائے لیکن اس کے ساتھ ہی خود انگریز ہندوستان جیسے ملک کو جو آبادی کے لحاظ سے یورپ کے برابر تھا فتح کررہے تھے اور اپنے تصرف میں لارہے تھے۔ انگلستان ہرگز یہ عذر پیش نہ کرسکتا تھا کہ ہندوستان کی مظلوم رعایا نے اُس کو ظالموں کے ہاتھ سے خلاصی پانے کی غرض سے اپنے ملک میں مدعو کیا تھا۔ یا انگلستان اپنی حفاظت کی غرض سے ہندوستان میں فتوحات کررہا تھا۔ واقعی یہ مثل سچ ہے کہ دوسروں کو اوروں کی آنکھ کی پھلی نظر آتی ہے اور وہ خود اپنا ٹینٹ نہیں دیکھتے۔

میلان سے شاہنشاہ اور ملکہ بہ تقریب دورہ جینوا کو گئے۔ تیز سے تیز ڈاک سے بھی نپولین کو شکایت رہتی تھی کہ رستہ بہت دیر میں کٹتا تھا۔ اگرچہ ایک چوکی سے دوسری چوکی تک وہ اسقدر تیز ڈاک گاڑی میں جاتا تھا کہ جلتی ہوئی سُرخ دھرول پر برابر پانی ڈالنے کی ضرورت ہوتی تھی مگر اس پر بھی وہ برابر یہی پکارے جاتا تھا کہ تیز چلو بڑے سست چلتے ہو۔ جینوا میں بڑی دھوم سے استقبال کیا گیا۔ جوزفین کی خاطر خوبصورت کھاڑی میں تیرتی ہوئی کشتیوں پر نارنگی کا ایک باغ لگایا گیا تھا۔ اور جینوا کی بڑی گرجا میں شہر کے بڑے بڑے عمائد نے شاہنشاہ اور ملکہ کے حضور میں فرمانبرداری کے باضابطہ حلف اُٹھائے۔

کوہستان الپس عبور کرتے وقت نپولین پاپیادہ اپنی جماعت سے آگے تنہا چلا گیا اور اس کو ایک گاؤں کی عورت ملی۔ نپولین نے پوچھا "اے بی بی تو ایسی گھبرائی ہوئی صبح صبح کہاں جارہی ہے"؟ اُس نے جواب دیا کہ "میں شاہنشاہ کو دیکھنے جارہی ہوں

اسلئے کہ آج خبر ہے کہ وہ ادھر سے نکلے گا"

نپولین نے دریافت کیا کہ آخر بادشاہ کو تم کیوں دیکھنا چاہتی ہو۔ تم کو بادشاہ سے کیا حاصل ہے۔ یہی ہوا ہے کہ ایک ظالم دفع ہوا ہے اور اس کی جگہ دوسرا ظالم آموجود ہوا ہے۔ پہلے بوربون بادشاہ تھے اور اب نپولین ہے"

یہ سن کر پہلے تو عورت کچھ گھبرائی۔ لیکن پھر سنبھل کر کہنے لگی" باشد مگر نپولین ہم غریبوں کا بادشاہ ہے۔ اور بوربون امیروں کے بادشاہ تھے"

نپولین نے یہ واقعہ جس شخص سے بیان کیا اس سے یہ بھی کہا" تم نے اس چھوٹے سے فقرہ کے مطالب پر غور کیا بس اس میں سب کچھ شامل ہے"

یوجین کو اٹلی کا نائب السلطنت مقرر کرکے نپولین پیرس واپس آیا اور یہاں دونوں سلطنتوں کے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ نپولین قواعد کی پابندی کے ساتھ بڑی معتدل زندگی بسر کرتا تھا۔ تڑکے اٹھ کر اس خاص دن کے متعلق احکام جاری کرنے کے بعد وہ اُن لوگوں سے ملتا تھا جو اس کے پاس آنے کے مجاز تھے۔ پھر نو بجے حاضری کھاکر جس میں آٹھ دس منٹ سے زیادہ کبھی صرف نہ ہوتے تھے وہ دفتر میں جا بیٹھتا تھا اور وزرا اپنے کاغذات لے کر حاضر ہوتے تھے اور اس کام میں نپولین چھ بجے شام تک مصروف رہتا تھا۔ اس کے بعد خاصہ تناول کرتا تھا اور عموماً اس وقت سوائے ملکہ کے اور کوئی اس کے ساتھ شریک طعام نہ ہوتا تھا کھانا ایک ہی دفعہ سے چن دیا جاتا تھا۔ کھانے کے بعد نقل تناول کیا جاتا تھا نپولین نہایت ہی ہلکی فرانسیسی شراب پانی ملاکر پیا کرتا تھا۔ اس نے تیز شراب کبھی نہیں استعمال کی۔ اس کھانے میں بیس منٹ سے زیادہ کبھی صرف نہ ہوتے تھے۔ اس کے بعد نپولین ملاقات کے کمرہ میں جاتا تھا اور یہاں قہوہ کا ایک چھوٹا سا پیالہ نوش کرتا تھا اور پھر کام کرنے بیٹھ جاتا تھا۔ نپولین اس مقولہ پر بڑی احتیاط سے عمل کرتا تھا۔ کارِامروز

بہ فرداً گذار۔ اس وقت ملکہ بالاخانہ سے اتر کر اپنے کمرہ میں آتی تھی جہاں مصاحب لیڈیاں اُس کو موجود ملتی تھیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ چند منٹ کے لئے دفتر چھوڑ کر نپولین جوز فائن کے کمرہ میں چلا آیا کرتا تھا اور وہاں جوز فائن کی مصاحب لیڈیوں سے باتیں کیا کرتا تھا اور ایک کرسی پر لیٹ کر اُسی بے تکلفی سے باتیں کرتا تھا جس سے وہ سب کو فریفتہ کر لیا کرتا تھا۔ رات میں دربار ہوتا تھا اور افسروں کو دوسرے دن کے لئے حکم دیئے جاتے تھے۔

پس جمہور کے بادشاہ نپولین نے اپنا طرز زندگی ایسا اختیار کیا تھا جو فرانس کے عیش طلب بادشاہوں کی وضع زندگی سے بالکل خلاف تھا۔ جو پیرس کے ایوانوں میں عیش پرستیاں کر چکے تھے نپولین اپنے ذاتی مذاق کے اعتبار سے نہایت ہی سادہ بادشاہ تھا اور بڑی پرہیزگاری اور اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن دربار کو بڑی شان و شوکت سے رکھتا تھا اور اس بات کو فرانس کے جمہور کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے نہایت ضروری سمجھتا تھا۔ دربار کے علاوہ خانگی طور پر نپولین سے زیادہ سادہ اور اُس سے بڑھکر اخلاق والا شاید ہی کوئی بادشاہ ہوا ہو۔ اگرچہ کثرت کار کا یہ حال تھا کہ اکثر کھانا چھوڑ کر وہ بڑی خاموشی سے اُٹھ جاتا اور دفتر میں جا کر کام میں مصروف ہو جاتا۔

نپولین کی تاج پوشی کی خبر پاتے ہی لوئی ہیجدہم نے بڑی شد و مد سے نپولین کے استحقاق کے خلاف شکایت کی۔ نپولین نے اس شکایتی تحریر کو حرف بہ حرف مانیٹور میں شائع کر دیا اور اُس کے متعلق خود کچھ تحریر نہ کیا تاکہ فرانس کے جمہور اس شکایت کو اُس کی اصلی حالت میں پڑھیں اور نپولین نے اپنی طرف سے بس یہی شریفانہ جواب دیا۔ نپولین نے جس وقت یہ تحریری شکایت پڑھی تو بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میرا حق فرانس کی مرضی پر منحصر ہے اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں

اسے قایم رکھوں گا۔"

اب جمہور کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ فرانس کی فرمانروائی نپولین کے خاندان میں وراثتاً پہونچنا چاہئے یا نہیں۔ چنانچہ تین لاکھ رائیں تو اس کی تائید میں تھیں اور صرف دو ہزار کے قریب خلاف تھیں کثرت رائے کی یہ مثال تاریخ میں عدیم النظیر ہے۔

دربار انگلستان اب حملہ کی اس کالی گھٹا سے جو اس کے ساحل کے سامنے جمع ہو رہی تھی نہایت خوفزدہ ہو رہا تھا۔ یہ گھٹا روز بروز زیادہ تاریک ہوتی جاتی تھی اور اور برق و رعد سے لبریز تھی چنانچہ انگلستان نے اس کے مقابلہ کی تیاریاں کیں اور انگلستان کی شکایتوں کو جو اس نے نپولین کی دست درازی کے خلاف یورپ میں مشتہر کی تھیں۔ آسٹریا روس اور سویڈن نے بڑی توجہ سے سنا۔ ان تینوں طاقتوں نے جتھا باندھا جس کا صرف خاص انگلستان سے دیا جانا تجویز ہوا۔ مدعا یہ تھا کہ یہ تینوں متحد ہو کر جمہور کے بادشاہ نپولین پر یورش کریں۔ ظاہر تھا کہ جب شمال سے بڑی افواج فرانس پر حملہ آور ہوتیں تو نپولین کی تیاریاں جو انگلستان کے حملہ کے لئے کی گئی تھیں قطعی بیکار ہو جاتیں۔ ان سب کارروائیوں سے نپولین کو اچھی طرح اطلاع تھی اور وہ واقعات کے رخ کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن ظاہرا اس کے قول یا فعل سے ذرا بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس کو کسی بات کی خبر تھی۔ اب نپولین کی راہ میں نئی نئی مایوسیاں پیدا ہو رہی تھیں اور وہ سوچ رہا تھا کہ دشمن کا کس جانب مقابلہ کیا جاوے۔ یعنی آیا خود انگلستان کے ساحل پر جا کر حملہ آور ہو یا دشمنوں کی یورش کو جرمنی کی گھاٹیوں میں روکے اور بہت سوچنے کے بعد اس نے کہا۔

"اچھا میں نے رائے قایم کر لی۔ ۱۴۔ اگست سے میرا فوجی بیڑہ راس آرسکل کی بلندیوں سے نظر سے غائب ہے اور اب بھی اگر وہ آبنائے میں آ گیا تو وقت موجود ہے اور میں جہاز پر سوار ہوتا ہوں اور حملہ کرتا ہوں۔ میں لندن کو جاتا ہوں اور وہاں تمامی

جتھہ بندیوں کی گرہ کاٹے ڈالتا ہوں اور اگر اس کے خلاف میرے امیرالبحر میں سلیقہ اور استقلال کی خامی پائی گئی تو میں اس بحری تجویز کو چھوڑ دونگا اور دو لاکھ سپاہ کے ساتھ جرمنی میں گھس پڑونگا اور دم نہ لونگا جب تک وہ اسنا کا ننگ حال نہ کر دونگا۔ وینس اور اٹلی کے دوسرے نامی شہروں کو چھین کر میں یوریوں کو اٹلی سے نکال دونگا آسٹریا اور روس کی فوج کو ہرگز ملنے نہ دونگا اور دونوں کا الگ الگ خاتمہ کردونگا اور براعظم میں اس طرح خاموشی قایم کرکے بحری صلح کی کارروائیوں کی طرف از سر نو متوجہ ہونگا"
انگلستان کی یورش کے متعلق سب سامان تیار تھے اور نپولین بیڑہ کا منتظر تھا ساحل پر جابجا افسر دوربینیں لئے بغور دیکھ رہے تھے کہ بیڑہ نظر آئے تو نپولین کو اطلاع دیں۔

اس شدید انتظار میں تین دن گذر گئے۔ لیکن بیڑہ کا کہیں نشان نہ ملا۔ امیرالبحر ویلی نیو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں قطعی خام نکلا اور اس بنی بنائی تجویز کا ستیاناس ہوگیا نپولین کے دور کی بڑی مایوسیوں میں سے یہ بھی ایک مایوسی تھی۔ نپولین کو بے حد ملال آمیز غصہ آیا۔ اس کی طبیعت پر اس کا اختیار نہ رہا اور بہت دیر تک وہ بحری افسروں کو سخت و درشت الفاظ کہتا رہا۔ اس نے کہا۔ ان بزدلوں نے محض اپنی بزدلی سے میری نہایت عظیم الشان مہم کا ستیاناس کر دیا" اس کے ملال کی کوئی انتہا نہ تھی۔

لیکن نپولین کا یہ جوش و خروش فوراً زائل ہوگیا اور غصہ فرو ہوگیا۔ اور طبیعت سہولت پر آگئی۔ اس نے انگلستان پر حملہ کرنے کے ارادہ کو فسخ کردیا اور یورپ کے متحدہ بادشاہوں کے حملوں کو روکنے کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ فوجیں شمال سے حملہ آور ہونے کو تھیں اور نپولین نے الم اور اسٹرلٹز کی مہمات کے متعلق جن کا نام صفحات تاریخ سے مٹ نہیں سکتا حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ کئی گھنٹے متواتر ہدایتیں لکھوائیں اور اس طرح انگلستان پر حملہ کرنے کا ارادہ قطعی فسخ کر دیا گیا۔ گو انگلستان کے حملہ

کے متعلق نپولین کی یہ تجویز کوئی ذرا سی بات نہ تھی۔ یہ تجویز بڑی مہتم بالشان تجویز تھی۔
اگر اپنی جانی و مالی حفاظت کا انتظام کرنا جائز فعل ہے اور حق بات ہے تو نپولین سے
زیادہ حق پر دوسرا شخص ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ نا انصاف دشمن جن کے دلوں پر صلح کے
پیغاموں سے ذرا بھی اثر نہ ہوتا تھا برابر فرانس پر حملے کئے جاتے تھے۔ نپولین نے
فرانس کی تبدیل فرمانروائی کے متعلق سینٹ ہلینا میں حسب ذیل کہا۔
"میرا عزم تھا کہ شارلیمان کی مقرر کی ہوئی وضع کو جس میں صرف امراء کو منفعت
کے حقوق دئے گئے تھے مٹا دیتا۔ اسی مدعا سے میں نے جمہور میں بھی خطاب اور اعلے
عہدے دینا تجویز کیا تھا کہ باقی رہے سہے قدیمی خاندانی امراء کا خاتمہ ہو جائے۔ عہدے
دینے اور امراء کے زمرہ میں داخل کرنے کا معیار میں نے ذاتی قابلیت اور لیاقت کو
قرار دیا تھا۔ اور چنانچہ فرانس کے دہقانوں اور کاریگروں کے گروہوں میں سے میں نے
انتخاب کر کے ڈیوک اور مارشل بناوئے اور فرانس کی آبادی کی بڑی جماعت میں سے
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر افسروں کا انتخاب کیا اور میری یہی خواہش رہی کہ سب جمہور کو یکساں
انصاف کے ساتھ حقوق عطا کئے جائیں۔ اور ہر شخص بڑے سے بڑے عہدے پر ممتاز کیا جائے بشرطیکہ
وہ اس کا اہل ہو۔ میں نے کبھی اس معاملہ میں خاندان کا لحاظ نہیں کیا اور مجھے یہی آرزو
تھی کہ قدیمی امراء و جمہور کی نااتفاقی اور امراء کا خاتمہ ہو جائے۔ اور ایسی فرمانروائی قائم کروں
کہ بڑے استحکام سے نظام سلطنت بھی ہو اور یہ حکومت قطعی جمہوری بھی ہو۔ یورپ
کے امراء اور فرمانروا میرے اس ارادہ کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ
انگلستان نے آخر دم تک میرے خلاف جنگ کی اور لندن اور وہاں کے امراء کا تو عقیدہ
ہے کہ تمامی عہدہائے جلیلہ کا اجارہ وہ خدا کے دربار سے لے کر آئے ہیں۔ اور مخلوق
پر حکومت کرنا اور جمہور کا خزانہ سب انہیں کے تصرف کے لئے بنا ہے۔ وہ اپنے حسب
ونسب ہی کو لیاقت اور فوقیت کا معیار سمجھتے ہیں اور ابن فلاں ہونا بس اس بات

صفحہ ۲۲۳

سکے لئے کافی ہے کہ سلطنت میں بڑے بڑے عہدے اُن کو دے دئے جائیں۔ یہ لوگ
تو گویا ایسے ہیں کہ اپنے حقوق آسمان سے لے کر آتے ہیں۔ اُن کی نگاہ میں رعایا ایک
دودھار گائے ہے اور جب تک وہ دودھ دئے جاتی ہے ان لوگوں کو اُس کی پرورش
کی کچھ فکر نہیں ہوتی۔ یہ بس اسی قدر فکر کرتے ہیں کہ خزانے بھرے رہیں اور ان کے تاج
انواع و اقسام کے جواہرات سے جگمگاتے رہیں۔ مختصر اگر نئی قسم کے اُمرا بنانے
میں میرے تین خیال تھے۔

" اول۔ فرانس کا یورپ سے اتحاد ہو جائے۔ دوسرے فرانس کے نئے
اور پرانے جمہور ایک خیال کے ہو جائیں۔ تیسرے یہ خیال ذہن نشین کر دیا کہ بڑی بڑی
خدمات کے ذریعہ سے خطاب اور امرائی درجات حاصل ہوتے ہیں اور اس طرح
موروثی اور خاندانی نکمے امرا کا خاتمہ کر دیا جائے۔ تمام یورپ میں امرا کی حکومت
تھی۔ اور یہ سب فرانس کے انقلابی اصولوں کی ترقی کے قطعی مخالف تھے اور جہاں تک
ہو سکتا تھا فرانس کی راہ ترقی میں موانع پیدا کرتے تھے۔ پس ان دشمنانِ فرانس کو
زک دینا بڑا ضروری امر تھا۔ اور اس لئے میں چاہتا تھا کہ فرانس کے سب سے زیادہ کارگزار
اور لایق ترین شخصوں کو ویسے ہی بڑے عہدے اور ویسے ہی جلیل القدر خطاب
دوں جیسے سارے یورپ کے دوسرے تاجداروں کے دربار سے ان پرانے
خاندانی امرا کو ملتے تھے۔[1] "

[1] نپولین کے قول کے موافق موروثی امرا اُس نے اپنے دورِ شاہنشاہی میں اس غرض سے قایم کئے تھے
کہ سریر شاہنشاہی کو وہی شان و شوکت حاصل ہو جو اُس کے لئے لازمی تھی اور فرانسیسیوں کے دلوں میں قابل
ستایش ہمسری کا خیال پیدا ہو۔ ان امرا کے بھی ویسے ہی خطاب تھے جیسے پہلے ہوا کرتے تھے۔ لیکن
ان خطابوں سے متعلق کوئی خاص حقوق نہ تھے۔ اس حملہ کو پرانے امرا نے سب سے زبردست حملہ خیال کیا اور شاید
یہ حملہ سب سے زیادہ شدید تھا بھی۔ ۱۲۔ انسائیکلوپیڈیا امریکنا۔ آرٹکل نپولین۔

نپولین کی عادات و صفات کی خصوصیات کے ثبوت میں بہت کثرت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ ہر ایک اُن میں سے جس میں شبہ صداقت موجود ہے۔ نپولین کی نیاضی عالی حوصلگی رحم و مروت کی بین مثال ہے۔ پیرس کے ہوٹل۔ ڈی۔ انلو یلڈس میں اس وقت کہن سال اور ناتوان ایسے بہت سے معذور اشخاص موجود ہیں جنھوں نے نپولین کے ساتھ رہ کر ان سب باتوں کو بچشم خود دیکھا ہے اور وہ صدہا ایسے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہر شخص جس کو نپولین سے تعلق رہا ہے بڑے جوش کے ساتھ اُس نے نپولین کی مدح سرائیاں کی ہیں۔

بیرن لنگن لکھتا ہے "زمانۂ موجودہ کے لوگ جو معمولی لیاقت کے بادشاہوں کو فرماں روائی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اُن خیالات کو کیا سمجھ سکتے ہیں جو شاہنشاہ نپولین نے ہمارے دلوں میں پیدا کر دئے تھے۔ یہ ہماری خوش نصیبی تھی کہ ہم نے شاہنشاہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُس کو باتیں کرتے سُنا۔ اُس کا لہجہ اب تک ہمارے کانوں میں اور دلوں میں لٹک رہا ہے اُس کے پُر رعب سُتے ہوئے چہرہ کو جس نے ایک مرتبہ دیکھ لیا کبھی فراموش نہیں کیا۔ خدا نے ان لوگوں کے ایسے نصیب نہیں بنائے کہ نپولین کو دیکھتے۔ یا اُس کی آواز سُنتے۔ نپولین صرف شاہنشاہ ہی نہ تھا۔ وہ تو شاہنشاہ سے بھی بالاتر تھا۔ اور ایسے طبقہ کا شخص تھا کہ اُسے دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی۔ نپولین ہمارا باپ تھا۔ ہمارا آقا تھا۔ اور ہمارا محبوب تھا۔ ہم نوجوان لوگ فرائض فرزندانہ بجالانے کے لئے ہمیشہ اُس کے ساتھ تیار رہتے تھے اُس کے اور ہمارے باہم کچھ عجیب زبردست ہمدردی واقع ہوئی تھی کہ ہم اُس ہمدردی کو محترم اور یگانگت کے تعلقات کی برابر جانتے تھے اور جس کو آجکل کے فرانسیسی جوان تملق اور غلامی کے نام سے منسوب کرینگے"۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب نپولین فرسٹ کانسل تھا اُس کے گارڈ کے جوانوں میں سے ایک جوان نے جو ایک عورت پر فریفتہ تھا انتہائے مایوسی کے عالم میں

خودکشی کرلی۔ یہ خبر نپولین کو پہونچی اور اُس نے اُس دن کے احکام میں حسب ذیل حکم بھی شامل کردیا۔

"گرانڈیل گوبین نے عشق و محبت کی بدولت خودکشی کرلی۔ جملہ باتوں پر لحاظ کرکے گوبین بڑا اچھا گرانڈیل تھا۔ اس مہینہ میں اسی قسم کی یہ دوسری واردات ہے۔ میں ہدایت کرتا ہوں کہ یہ حکم بھی گارڈ کے احکام کے رجسٹر میں درج کردیا جائے کہ میرے گارڈ کے جوانوں کو آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ ایسے روحانی صدمات کو برداشت کرسکیں کیونکہ ان صدمات کے جھیلنے میں بھی ویسی ہی شجاعت درکار ہے جو دشمن کی توپوں کے مُنھ میں گھس کر اُس کی توپیں چھین لینے میں درکار ہے جس شخص نے اندوہ و غم کا مقابلہ نہ کیا اور روحانی صدمات کو برداشت نہ کیا وہ ایسے فراری سے مشابہت رکھتا ہے جو فتح کرنے سے قبل میدان جنگ کو پیٹھ دکھا جاتا ہے"

ایک دن نپولین کیمپ میں گشت کررہا تھا اور صرف دو سوار اُس کے ہمراہ تھے۔ دیکھتا کیا ہے کہ خوانچہ والی نہایت حسین عورت ایک پانچ برس کے بچے کا ہاتھ پکڑے زار زار روتی چلی آتی ہے۔ شاہنشاہ اس عورت کو قطعی نہ جانتا تھا لیکن اُس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اس عورت سے پوچھا کہ "کیوں روتی ہے" یہ عورت پریشان تھی اور اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن بچہ نے بڑی صفائی سے کہا۔

"میری ماں اس لئے روتی ہے کہ میرے باپ نے اُسے مارا ہے"

نپولین نے پوچھا "تمھارا باپ کہاں ہے؟"

بچہ نے جواب دیا "وہ قریب ہی موجود ہے اور سامان کا سنتری ہے"

نپولین نے پھر عورت کی طرف متوجہ ہوکر اُس کے شوہر کا نام پوچھا۔ لیکن عورت نے نام بتانے سے انکار کیا۔ کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ یہ کپتان اُس کے شوہر کو سزا دیگا۔ نپولین کو وہ کپتان سمجھ رہی تھی۔

نپولین نے کہا " دیکھو جی۔ تمھارے شوہر نے تم کو مارا ہے۔ اور تم رو رہی ہو۔ اور پھر بھی تم مجھ کو اُس کا نام نہیں بتاتیں کہ اُس کو سزا نہ ہو۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ خطا تمھاری ہی ہے "

اس عالی حوصلہ۔ معاف کر دینے والی عورت نے جواب دیا " کپتان صاحب۔ میں نام کیا بتاؤں۔ میرے شوہر میں ہزار ہا خوبیاں ہیں اور اگر اُن کے ساتھ ایک عیب ہے تو قابل لحاظ نہیں۔ اور وہ عیب یہ ہے کہ جب میں کسی سے ذرا بھی بات کرتی ہوں تو اُس سے دیکھا نہیں جاتا اور سخت رشک پیدا ہو جاتا ہے اور اُس کو غصہ آجاتا ہی اور یہ غصہ اُس سے برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے اُس سے بڑی الفت ہے کیونکہ وہ میرا جائز شوہر ہے اور میرے اس عزیز بچہ کا باپ ہے " اور یہ کہکر اُس نے جھٹ بچہ کا منھ چوم لیا اور فرط محبت سے بچہ اُس سے چپٹ گیا۔ نپولین کو اس سے معلوم ہوگیا کہ اس بچہ سے ماں کو واقعی بڑی محبت تھی۔

اس خانگی تماشہ کو دیکھ کر نپولین نہایت ہی مسرور ہوا۔ چونکہ ان ایام میں نپولین کو بڑے بڑے کام درپیش تھے ممکن تھا کہ وہ یہاں سے چلدیتا اور غم کے اُبلتے ہوئے چشمہ کو اس مظلوم عورت کے سینہ میں خشک ہو جانے دیتا۔ لیکن۔ نہیں۔ اُس نے ایسا نہ کیا۔ اور عورت سے مکرر کہا " میں نہیں جانتا کہ تم کو اپنے شوہر سے محبت ہی یا نہیں ہے۔ لیکن میں یہ بات کسی طرح پسند نہیں کرتا کہ تمھارا شوہر تم کو مارے۔ اب تم فوراً اُس کا نام مجھے بتا دو اور میں یہ ساری داستان شاہنشاہ کے حضور میں بیان کرونگا "

عورت نے جواب دیا " کپتان صاحب آپ خود شاہنشاہ ہی کیوں نہوں لیکن نام تو میں نہ بتاؤنگی۔ میں جانتی ہوں کہ میرے شوہر کو سزا ہو جائیگی "

نپولین نے کہا " اے احمق۔ میں صرف تیرے شوہر کو ہدایت کرونگا کہ آیندہ

وہ تجھکو نہ ہاتھ سے اور تیرے ساتھ ایسی اچھی طرح پیش آئے جیسی تو مستحق ہے"۔ پھر اسی قسم کی دو تین باتیں کر کے اور عورت کی عالی حوصلگی سے حیرت زدہ ہو کر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور چلتا ہوا۔

پھر اپنے ہمراہی افسروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تم نے دیکھا۔ اس عورت کو اپنے شوہر سے کسقدر محبت ہے۔ ٹوٹی لریز کے ایوان میں ایسی بیویاں شاذ نکلیں گی اور کوئی شک نہیں کہ ایسی بیوی۔ شوہر کے لئے ایک گنج گرانمایہ ہے"۔ اس کے بعد نپولین نے فوجی کمانیر کو طلب کیا۔ اور اس بچہ۔ ماں۔ اور شوہر کے متعلق حال دریافت کیا۔

کمانیر نے جواب دیا کہ یہ جوان کمپنی کے سب سے زیادہ نیک چلن جوانوں میں سے ایک جوان تھا مگر اپنی بیوی کی طرف سے اس کو رشک تھا۔ اور یہ بیوی نہایت بیداغ چال چلن کی شریف عورت تھی۔

نپولین نے کہا "اچھا یہ تو معلوم کرو کہ اس جوان نے مجھے دیکھا ہے یا نہیں۔ اگر نہ دیکھا ہو تو ذرا میرے پاس بلا لاؤ"۔

اتفاق کہ۔ اس جوان نے نپولین کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ جوان نہایت خوش رو۔ ۲۵ سال کی عمر کا سپاہی تھا اور حال ہی میں آکر فوج میں بھرتی ہوا تھا۔ جب یہ جوان نپولین کے سامنے آیا تو نپولین نے نہایت ہی محبت آمیز لہجہ میں اس سے کہا۔

"عزیز من۔ تم اپنی بیوی کو کیوں مارا کرتے ہو۔ وہ تو ایک نوجوان حسین عورت ہے۔ اور تم شوہر سے زیادہ عمدہ صفات کی زوجہ ہے۔ فرانسیسی گرانڈیل کے لئے یہ صفات و عادات ذلت کا موجب ہیں"۔

جوان نے جواب دیا "اگر عورت کی بات کا یقین کر لیا جائے تو وہ کبھی قصوروار نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنی بیوی کو بارہا سخت ممانعت کی کہ وہ کسی غیر شخص سے بات

نہ کرے۔ لیکن میری اس ممانعت کے با وجود میں دیکھا کرتا ہوں کہ وہ میری کمپنی کے افسروں سے باتیں کرتی ہے"۔

نپولین نے کہا "بس یہی تو تمھاری بڑی بھاری غلطی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ عورت کسی سے بات نہ کرے۔ یہ تو اُلٹی گنگا بہانے کی کوشش کرنا ہے۔ دیکھو۔ تم میری نصیحت پر عمل کرو۔ تم رشک چھوڑ دو۔ اپنی بیوی کو باتیں کرنے دو اور اُسے خوش رہنے دو۔ اگر وہ کسی سے ہنسی جی سے باتیں کریگی تو بجائے خوش رہنے کے مغموم رہیگی۔ میری خواہش ہے کہ آیندہ تم اپنی بیوی پر ہاتھ مت چلانا اور اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو شاہنشاہ کو خبر ہو جائیگی اور اگر شاہنشاہ نے تم کو تنبیہہ کی تو کیا لطف کی بات ہوگی"؟

چونکہ جوان کے حقوقِ زوجیت میں مداخلت کی جا رہی تھی اُسے سخت طیش آگیا اور وہ غصہ سے کہنے لگا "جنرل اپنی بیوی کا مجھے اختیار ہے۔ اگر میں چاہونگا تو میں اُس کو ضرور مارونگا۔ اور اگر اس معاملہ میں شاہنشاہ سے گفتگو آئی تو میں بے دریغ کہدونگا جہاں پناہ اپنے غنیم کی فکر کریں اور میری بیوی جانے اور میں جانوں"۔

یہ سُن کر نپولین قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور کہنے لگا "اے جوان تو اپنے شاہنشاہ سے باتیں کر رہا ہے۔ نپولین میں ہی ہوں"۔

جوان ان لفظوں کو سُن کر گھبرا گیا۔ اور اُس کے دل پر برقی اثر ہو گیا۔ اُس نے سر جھکا لیا۔ آواز آہستہ کر دی۔ اور عرض کیا "جہاں پناہ۔ یہ تو معاملہ ہی دوسرا ہو گیا۔ چونکہ جہاں پناہ فرماتے ہیں تعمیل ارشاد لازمی ہے اور میرے لئے باعث فخر ہے"۔

نپولین نے کہا "بس شاباش۔ ایسا ہی چاہیئے۔ میں جانتا ہوں کہ تمھاری بیوی نہایت نیک چلن ہے اور ہر شخص اُس کی نیک چلنی کی تعریف کرتا ہے۔ میری خفگی کو اُس نے برداشت کر لیا۔ لیکن تمھارا نام مجھے صرف اسی خیال سے نہ بتایا کہ مبادا تم کو سزا ہو۔ اس کا معاوضہ تمھاری طرف سے یہ ہونا چاہیئے کہ تم اُس سے محبت و مہربانی

سے پیش آؤ۔ اور جاؤ میں نے تم کو سارجنٹ کے عہدہ پر ترقی دی اور تم گرانڈ مارشل سے درخواست کرو اور وہ تم کو پانسو فرانک دیگا اور اس رقم سے تم اپنی بیوی کے بساط خانہ کا سامان درست کرو کہ نفع ہو۔ تمھارا بچہ مجھے بہت بھلا معلوم ہوا اور آگے چلکر میں اُس کا بھی بندوبست کرونگا لیکن خبردار اب میں نہ سنوں کہ تم نے اپنی بیوی کو مارا۔ اور اگر اب میں نے سن پایا کہ تم نے اُسے مارا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"

اس بات کو کئی سال گذر گئے تھے اور نپولین ایک اور مہم میں مصروف تھا۔ چونکہ نپولین جس شخص کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا تھا پھر نہ بھولتا تھا۔ اُس نے اسی عورت کو پھر دیکھا اور اس کو فوراً پہچان گیا۔ اور گھوڑا اُس کے قریب لیجاکر پوچھا "کہو تمھارے شوہر نے اُس وعدہ کو پورا کیا یا نہیں جو میرے ساتھ اُس نے کیا تھا"

یہ عورت دوڑ کر نپولین کے قدموں پر گر پڑی۔ اور رو کر کہنے لگی کہ جس دن سے میرے جنٹ نے یاوری کر کے مجھے جہاں پناہ کے سامنے پہونچایا اُس دن سے میں تمام دنیا کی عورتوں سے خوش نصیب ہوں"

نپولین نے کہا "اس کی شکرگذاری میں اب تمھارا یہ فرض ہے کہ سب عورتوں سے زیادہ نیک چلن اور نیک نام بنی رہیو" اور یہ کہکر چند اشرفیاں اُس کے ہاتھ میں دیکر اُدھر تو نپولین نے اپنے توسن باد پا کو خیز کیا اور اُدھر فوج "شاہنشاہ زندہ باد" کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔

ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں نپولین لیس کیس سے انگلستان کے حملے کے متعلق باتیں کر رہا تھا کہ حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

نپولین۔ کیا میری یورش کی تیاریوں سے انگریز خائف ہو گئے تھے؟

لیس کیس۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خائف ہو گئے تھے یا نہیں۔ لیکن پیرس میں تو ہم اس یورش کے خیال پر ہنستے تھے۔

نپولین۔ پیرس میں تم ہنستے ہو گے۔ لیکن لندن میں پٹ نہیں ہنستا تھا وہ جان گیا تھا کہ کیسے بڑے خطرہ سے مقابلہ تھا اور اسی لئے عین اُس وقت جب کہ میں حملہ کرنا چاہتا تھا اُس نے میرے عقب میں یورپ کے تاجداروں کا ایک جتھ قایم کر دیا۔ اور امرائے انگلستان کو جیسا اس وقت خطرہ تھا کبھی پیشتر نہ ہوا تھا۔ میں نے ایسی تجویز کی تھی کہ میرا ناکام ہونا غیر ممکن تھا۔ میری فوج تمام دنیا کی فوج سے بہتر تھی یعنی یہ وہی فوج تھی جس نے آسٹرلٹز میں یورپ کو تماشا دکھا دیا چار دنوں میں لندن پہونچ جاتا میں لندن میں فاتح کی حیثیت نہ داخل ہوتا بلکہ رہائی دینے والے ہمدرد کی طرح در آتا۔ میں دوسرا ولیم ثالث ہوتا لیکن ولیم ثالث سے زیادہ بے غرضی اور عالی حوصلگی سے کام کرتا۔ میری فوج قواعد کی سخت پابند تھی اور وہ لندن میں اُسی نیک چلنی سے کارروائی کرتی جیسی پیرس میں کرتی تھی کسی کی جان یا مال کا نقصان نہ ہوتا اور کسی انگریز سے جبریہ روپیہ وصول نہ کیا جاتا۔

"ہم اپنے تئیں انگریزوں کے سامنے فاتح کی وضع سے پیش نہ کرتے بلکہ برادرانہ طریقہ سے ان کے حقوق اور آزادی کو قایم کرنے جاتے۔ میں لندن کے معزز جمہور کو جمع کرتا اور انھیں ہدایت کرتا کہ اپنے نئے جنم کے لئے وہ محنت سے کام کریں۔ کیونکہ انگریز ہم سے قبل ملکی قانون تیار کر چکے تھے۔ میں اُن کو یقین دلا دیتا کہ میری عین مسرت اسی میں تھی کہ ان کو سرسبز و خوشحال دیکھوں۔ میں اپنے قول پر بڑی مضبوطی سے قایم رہتا اور چند روز کے بعد وہی دو قومیں جو ایک دوسرے کی جانی دشمن تھیں گھل مل کر ایک ہو جاتیں۔ اور صرف اپنے اصول۔ مراسم اور مقاصد کے ذریعہ سے تمیز کی جاتیں۔ اور پھر میں انگلستان سے رخصت ہو جاتا کہ جنوب سے شمال تک جمہوری جھنڈے کے سایہ یوروپ کے نئے جنم کا کام شروع کروں۔ کیونکہ میں اس وقت کا قنسل تھا۔ اور جب میں شاہنشاہ ہوا تو میں نے یہی اصلاح شمال سے جنوب کی طرف کرنا چاہی تھی اور قریب قریب میں نے اُس کو پورا ہونے کے نزدیک پہونچا دیا تھا۔

"دونوں تجویزیں یکساں عمدہ تھیں کیونکہ نتیجہ دونوں کا ایک تھا۔ اور یہ تجاویز اعتدال سے یک جہتی اور مضبوطی سے عمل میں لائی جاتیں۔ افسوس کیسی کیسی مصیبتوں سے جو یورپ اب آجکل جھیل رہا ہے اور آیندہ جھیلے گا یورپ کی نجات ہو جاتی۔ یوروپ کی فلاح کی خاطر جتنی بے غرضی سے کبھی کسی نے کوشش نہ کی اور نہ کسی کی کوشش پوری ہونے کے اسقدر قریب پہونچی۔ اور یہ بھی بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ میری راہ میں کسی انسان کی ہاتھ سے موانع پیش نہ آئے بلکہ یہ سب موانع عناصر کے ہاتھ سے پیش آئے۔ جنوب میں پانی نے مجھ سے دشمنی کی اور ماسکو کی آگ میرے خلاف پڑی اور سرما اور برف باری نے سب کھیل بگاڑ دیا۔ اور انگلش چینل میں ہوا کے طوفان نے کچھ کرنے نہ دیا۔ آب و آتش و بادہی نے میری مدد نہ کی اور وہی قدرت میرے خلاف پڑی جس کا تقاضا تھا کہ یہ اصلاح کی جاتی۔ دراصل بات یہ ہے کہ خدا کے بھید سوائے اُس کی ذات کے کسی کو معلوم نہیں ہوئے اور نہ معلوم ہو سکتے ہیں۔"

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نپولین نے پھر کہا۔ "یہ خیال کیا گیا تھا کہ میری تجویز محض دھمکی تھی کیونکہ بظاہر کامیابی کے سامان میرے پاس معلوم نہ ہوتے تھے۔ مگر یہ خیال محض غلط تھا۔ میں نے اپنی تجویز کی بہت گہری بنیاد رکھی تھی اور یہ بنیاد کسی کو نظر نہ آتی تھی میں نے اپنے جہازوں کو اطراف میں منتشر کر دیا تھا اور انگریزی جہاز اُن کو تمام جہان میں ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ لیکن میرے جہاز ایک وقت مقررہ پر واپس آنے کو تھے۔ اور ان کا ایک بہت بڑا ہولناک بیڑا فوراً انگلش چینل میں گھس پڑتا اور کامل دو ماہ تک آبنائے پر قابض رہتا اس کے علاوہ چار ہزار کشتیاں میرے پاس اور تیار تھیں "ایک لاکھ فوج کی روز قواعد ہوتی تھی اور جہازوں پر چڑھنے اور ساحل پر اترنے کی روز مشق کی جاتی تھی۔ یہ فوج بڑی جانباز اور شجاع تھی اور فرانس میں ہر دلعزیز تھی۔ کثرت سے خود انگریز میرے ہم خیال تھے۔ ساحل پر اپنی فوج اُتار کر میں نہایت

بڑی جمی ہوئی ایک لڑائی کا فوراً انتظام کر لیتا۔ نتیجہ میں کوئی شک ہو نہ سکتا تھا۔ فتح پاتے ہی میں لندن میں وارد آتا۔ انگلستان ایسا واقع ہوا ہے کہ بہت عرصہ تک جنگ قائم نہ رکھا۔ دوسرے انتظام میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھے۔ جب جمہور دیکھتے کہ ان کی ہر طرح آبرو کی گئی اور جان و مال سے کوئی تعرض نہ کیا گیا تو وہ میرے شریک ہو جاتے اور ہم کو اپنا خیر خواہ اور معین سمجھتے۔ مجھے صرف دو لفظیں کہنے کی ضرورت ہوتی یعنی ہمسری اور آزادی اور ان میں طلسماتی زور ہے اور سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔"

لینے کی غرض سے روس نے یورپ کے دوسرے بادشاہوں کو سویڈن
تاان کو اس میں کامیابی ہوئی۔ روس آسٹریا و
تھا۔ چنانچہ ان طاقتوں نے برطانیہ کی رشوت
پیش کی گئی تھی قبول کرلیا۔ اس جتھے نے
بعد دیگرے فرانس پر جا لوٹ لے۔ اور
انگلستان۔

باب (۳۰)

الم کی مہم

نپولین کی عادات و صفات کو مذموم طور سے کیوں ظاہر کیا گیا۔ نپیپر صاحب کا اقرار۔ آسٹریا کی دغا۔ بولون کے کیمپ کا توڑ دیا جانا۔ سینیٹ سے خطاب۔ فوجوں کا اعلان۔ لطائف۔ آسٹریا کے ایک افسر کو جواب دینا۔ میڈیم ماربو۔ شاہنشاہ اور آسٹریا کے شاہزادہ سے ملاقات۔ جنرل مَک سے مشورہ۔ آسٹریا کے افسروں سے خطاب۔ اعلان۔ بیوریین کی شہادت۔ نوجوان انجنیر۔ نپولین کا انصاف۔

نپولین کے خلاف تمام یورپ میں بڑی بڑی بدنام کرنے والی خبریں مشتہر کی گئی تھیں۔ جب اس جمہوری بادشاہ نپولین کے اوجِ اقبال کا ستارہ زوال پذیر ہوا۔ تو بوربون خاندان کا شاہزادہ پھر فرانس کے تخت پر بیٹھا۔ اگر نپولین کو ظالم اور غاصب نہ کہا جاتا تو بوربون کے حقوق کی حفاظت کیسے ہوتی۔ لیکن جمہور نے بوربون کو پھر تخت سے اتار دیا اور آرلینس Orleans خاندان کے ہاتھ میں عنانِ حکومت پہنچی نپولین کے ساتھ اب بھی وہی مخالفت باقی تھی۔ لوئی فلپ اپنے تمامی دورانِ سلطنت میں نپولین کے نام سے کانپتا رہا۔ اور اگر کوئی مورخ نپولین کے ساتھ انصاف کر کے سچے واقعات لکھنے کی جرأت کرتا تو بادشاہ فرانس کا اس پر قہر ٹوٹ پڑتا۔ یورپ کے دیگر

بڑی جمی ہوئی ایک لڑائی کا فوراً انتظام کر لیتا۔ نتیجہ میں کوئی شک بھی مفید تھا۔ نپولین جمہور کا
ہی میں لندن میں وراثاً۔ انگلستان ایسا واقع ہوا جب نے ملک نپولین کو زیر کیا تھا اور
دوسرے انتظام میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھے۔
کی گئی اور جان و مال سے کوئی تعرض نہ کیا گیا تک دنیا قایم ہے یاد رہیں گے ان واقعات
خیرخواہ اور معین سمجھتے تھے۔ مجھے صرف فرانس کی حفاظت کے واسطے انگلستان
اور اثبات کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ چند مرتبہ صلح کی التجا کرچکا تھا اور اُس کو صلح
کی بڑی تمنا تھی۔ کیونکہ صرف صلح کے قایم رہنے سے فرانس کی تجارت۔ زراعت اور
صنعت کو ترقی ہوسکتی تھی اور فرانس کو قوت حاصل ہوسکتی تھی۔ فرانس کی نئی بحری
طاقت اور نوآبادیاں جنگ سے معرض خطر میں تھیں کیونکہ جنگ کی حالت میں انگلستان
اس وجہ سے کہ وہ بحری طاقت کے اعتبار سے بہت قوی تھا فرانس کو طرح طرح کے
نقصان پہونچا سکتا تھا اور فرانس کے کسانوں کو اپنے کھیت چھوڑ کر میدان جنگ میں آنا
پڑتا۔ انگلستان نہ چاہتا تھا کہ فرانس خوش حال ہو اور ایک طاقتور سلطنت بن جائے۔
اپنی لافتح بحری فوجوں کے ذریعے سے برطانیہ تمام سمندروں کو چھان ڈالا تھا اور سب ملک
کو لوٹ کر اپنے تیئں امیر بنا سکتی تھی اور تمام دنیا کی تجارت پر قبضہ کرسکتی تھی۔ چونکہ برطانیہ
کو جنگ کی تمنا تھی لہذا اُس نے نہایت ہی واجب الاحترام صلح نامہ کو شکست کر ڈالا
تھا۔ اور بے اعلان و بغیر اطلاع فرانس کے غیر محفوظ ساحل اور بندرگاہوں پر حملہ
کردیا تھا۔ اس سے نپولین کو مایوسی تو ضرور ہوئی لیکن وہ خائف نہ ہوا اور اس مرحلہ
کو طے کرنے کے لئے ایسے جوش و خروش سے اٹھا کہ اُس کے کارناموں نے
دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس وقت نپولین نے ایسے معرکہ کی فتوحات حاصل کیں کہ
انگلستان بھی دنگ ہوگیا۔
چونکہ نپولین کی یورش کی تیاریوں سے انگلستان کو بے حد خطرہ پیدا ہوگیا تھا

لہذا اس آفت پر سے رسیدہ کو ٹالنے کی غرض سے اس نے یورپ کے دوسرے بادشاہوں کو اُبھارا کہ آپس کی امداد کریں اور انگلستان کو اس میں کامیابی ہوئی۔ روس آسٹریا اور سویڈن کو فرانس کے جمہوری اصولوں سے خطرہ تھا۔ چنانچہ ان طاقتوں نے برطانیہ کی رشوت کو جو میدان جنگ میں سپاہ بھیجنے کی غرض سے پیش کی گئی تھی قبول کر لیا۔ اس جتھے نے نہایت مخفی طور سے پانچ لاکھ جرار سپاہ تیار کی کہ یک لخت بعد دیگرے فرانس پر جا ٹوٹے۔ اور ایک مقام سے حملہ نہ ہو۔ بلکہ نہایت بعید اور مختلف مقامات سے حملے کیے جائیں۔ انگلستان نے فی ایک لاکھ سپاہی تین کروڑ فرانک سالانہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ خود انگلستان کے بیڑہ میں پانسو جنگی جہاز موجود تھے۔ اور اس نے فرانس اور اس کے شرکا کا بحری راستہ قطعی بند کر دیا تھا اور ہر ایک غیر محفوظ شہر کو گولوں سے برباد کرنا شروع کر دیا تھا۔

انگلستان اپنی لامحدود سلطنت کو قطب شمالی سے قطب جنوبی تک اور ہندوستان مصر اور بحر روم کے ساحل پر پھیلا رہا تھا۔ روس کا بادشاہ جو یورپ کا سب سے بڑا خود سر بادشاہ تھا اپنے ایک ہاتھ سے تو آدھے یورپ پر قابض ہو گیا تھا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے آدھے ایشیا پر متصرف ہو رہا تھا اور ہر سال اپنے مقبوضات کو ترقی دے رہا تھا۔ آسٹریا نے اٹلی کے ایک بڑے جزو کو تاخت و تاراج کر ڈالا تھا۔ اور روس اور پروشیا نے غارتگری کے جتھے میں شریک ہو کر پولینڈ کو تقسیم کر لیا تھا۔ لیکن باوجود اپنی اس زیادتی کے یہ بادشاہ بڑی ڈھٹائی سے یہی کہے جاتے تھے کہ نپولین کی بلند نظری اور دست درازی غیر قابل برداشت تھی۔ اور اس نے جینوآ پیڈماؤنٹ اور جزیرہ البا کو فرانس میں شامل کر لیا تھا اور لمبارڈی کا تاج پہن لیا تھا۔ نیپیر صاحب جو انگلستان کے نہایت فصیح و بلیغ منشی اور مورخ ہیں بڑی راستی سے حسب ذیل الفاظ [illegible] کرتے ہیں:۔

"ٹلسٹ کے صلح نامہ تک نپولین نے [illegible] زیادتی نہ کی بلکہ صرف

فرانس کی حفاظت کے لئے جنگ میں مصروف رہا اور وہ طولانی خونریز جنگ جس نے یورپ کو برباد کردیا ہرگز اس غرض سے واقع نہ ہوئی تھی کہ فرانس اپنے تئیں سب سے قوی بنالے۔ اور یہ بھی منشا نہ تھا کہ کسی خاص ملک پر اپنا تصرف کرلے اور نہ یہ مدعا تھا کہ قومی لحاظ سے یورپ میں غالب طاقت بن جائے۔ بلکہ جھگڑہ صرف اس بات پر تھا کہ آیا جمہوری اصول غالب آتے ہیں یا خود سر حکومت قایم رہتی ہے۔ اور آیا جمہور کو برابر حقوق عطا ہوتے ہیں یا وہی قدیمی طریقہ قایم رہتا ہے جس نے امرا کو خاص حقوق دے رکھے تھے اور جمہور کو خاک میں ملا رکھا تھا۔"

لیکن اگر انصاف وراستی سے کام لیا جائے تو نپولین پر حرف نہیں آسکتا کیا اُس پر حماقت اور بلادت کا الزام نہ لگتا اگر وہ باوجود اس کے کہ خودسر بادشاہوں کے نرغہ میں پھنسا تھا جو اپنے مقبوضات کو برابر ترقی دے رہے تھے اور اُس کے برباد کردینے پر آمادہ تھے۔ فرانس کو مستحکم نہ کرتا۔ اور اُس کو مضبوط کرنے کا عزم نہ کرتا۔ اور دوسری طاقتوں سے رشتۂ اتحاد نہ قایم کرتا۔ اور جب اُسپر چاروں طرف سے دغابازی سے حملے ہورہے تھے۔ اور جنگ کا اعلان تک نہ کیا جاتا تھا۔ تو کیا اُس کا یہی فرض تھا کہ ٹوٹی لڑیکے ایوان میں پڑا سوتا رہتا اور بجز یورش کے متوجہ کو فرانس میں خاموشی سے دیکھے جاتا۔ کیا اُس کا یہی فرض تھا کہ چپکے سے اس بات کو گوارا کرلیتا کہ یہ مخالف اُسے ایسے تخت سے اُتار دیتے جسپر فرانس کے جمہور نے یک زبان ہوکر اُس کو بٹھالا تھا۔ کیا اُس کا یہ فرض تھا کہ اپنے ملک والوں کو ان خودسر ظالم بوربون کے حوالے کردیتا کہ وہ اپنے ظلم وتعدی سے اُن کو برباد کردیں۔ ان سوالوں کا جواب ایک غیر طرفدار اور منصف تاریخ میں صرف یہی ایک ملیگا کہ نہیں"۔

متحدہ بادشاہوں کے جتھہ کو یہ امید تھی کہ نپولین پر محض بے خبری کی حالت میں حملہ کردیا جائیگا۔ اسی وجہ سے اُنھوں نے کوئی جنگ کا اعلان نہ کیا اور آسٹریا کا وزیر پرنس

میں بالکل خاموش اور کانوں میں تیل ڈالے بیٹھا رہا۔ جیتھ کی جانب سے احتیاط کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا کہ اُن کا شکار بے خبر رہے نپولین کی بربادی میں کوئی کلام باقی نہ رہا تھا۔ کیسے خیال میں آتا ہے کہ لکھوکھا فوج سے وہ تنہا جنگ کرسکتا تھا۔ چنانچہ آسٹریا کی پوری اسّی ہزار فوج بہ سرکردگی جنرل مَیک کے فرانس کی سرحد پر بڑھنا شروع ہوئی۔ اور ایک لاکھ سولہ ہزار فوج کے ساتھ اسکندر روس کا شاہنشاہ دھاوے کرتا ہوا پولینڈ کے میدانوں کو اس غرض سے طے کرنے لگا کہ آسٹریا کی فوج سے جاملے۔ اُس کو یقین تھا کہ ابھی نپولین اپنا سے ڈوور Dover پر بولون میں انگلستان کے حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھا اور ایک ہزار میل کے بُعد پر ہونے کی وجہ سے محض بے خبر تھا۔ لیکن اسکندر کو یہ خبر نہ تھی کہ نپولین کو ہر ایک بات کی خبر تھی اور وہ اُس کے کوچ و مراحل کو بغور دیکھ رہا تھا۔ بڑے پورے بھروسہ کے ساتھ آسٹریا کی فوج بڑھ رہی تھی۔ اُس نے بیویریا Bavaria کو تاراج کیا اور بیویریا کے فرماں روا کو جو نپولین کا رفیق تھا سخت مجبور کیا کہ وہ بھی فرانس پر یورش کرنے میں شرکت کرے۔ آسٹریا کی فوج نے میونچ اور الم پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور بلیک فارسٹ کی گھاٹیوں میں در آئی۔ اور بکٹ اور مورچال قایم کرلئے۔ اور دریاے رین کی وادی کے قریب آپہونچی۔ روس کی فوج بھی چلی آرہی تھی اور آسٹریا کی فوج کو بڑی مسرت اس بات کی تھی کہ نپولین جیسا ہوشیار شخص ابھی تک پڑا بے خبر سو رہا تھا اور یہ فوج دبے پاؤں اُس کے قریب آپہونچی تھی۔

لیکن نپولین وہ شخص نہ تھا جو جال میں پھنس جاتا۔ نہیں۔ وہ تو بگولۂ باد کی طرح اپنے دشمن یعنی آسٹریا کی فوج پر گویا آسمان سے آٹوٹا۔ آسٹریا کی فوج کی پریشانی کا حال احاطۂ بیان سے خارج ہے۔ کیونکہ اُس کو اب یکایک یہ خبر ملی کہ نپولین مع اپنی جرار فوج کے دریاے رین عبور کرچکا اور دریاے ڈینوب کے بائیں کنارہ پر آپہونچا اور اب وہ آسٹریا کی فوج کے عقب میں موجود تھا۔ اور اس فوج کی رسد رسانی اور خط و کتابت کا کوئی راستہ

باقی رہا تھا اور نہ اب روسی فوج کمک کو آسکتی تھی - اور نہ کسی طرف راہِ فرار باقی تھی - اگر کوئی
فوج آسمان سے بھی یکایک اتر آتی تو شاید آسٹریا کی فوج کو اس سے بڑھ کر تعجب نہ ہوتا
جیسا کہ اس وقت ہو رہا تھا اُس کے قطعی حواس جاتے رہے تھے کیونکہ اس فوج کا عقب
واقعی بالکل غیر محفوظ تھا اور نپولین کی فوج برابر ہر طرف سے بڑھتی چلی آتی تھی - چنانچہ اسی حیرت
میں آسٹریا کی فوج کبھی تو ایک جانب بھاگتی تھی اور کبھی دوسری جانب بھاگتی تھی - لیکن نہ
فرار کی کوئی راہ تھی اور نہ اُمید تھی - ہر مقام پر وہ اُس جال کے پھندوں میں پھنس گئی تھی جو نپولین
نے بڑی دور اندیشی اور ہوشیاری سے بچھایا تھا - مختصر آنکہ بدحواسی کا وہ حال ہوا کہ اپنے
ہتھیار - سامان کی گاڑیاں - توپیں - بندوقیں - گھوڑے - جھنڈے اور خیمے چھوڑ دئیے اور
اور یہ سب نپولین کے ہاتھ آیا - آسٹریا کے سپہ سالار کو یقین تھا کہ مقابلہ کرنے سے کوئی نتیجہ
نہ تھا - نپولین کی فوج اس خوبی سے قائم تھی کہ آسٹریا کی فوج کا جو حصہ جدھر جاتا تھا اپنی
تعداد سے چوگنی فرانسیسی فوج دیکھتا تھا - اور ایسی حالت میں اگر ذرا بھی مقابلہ کیا جاتا تو
تباہی اور بربادی کے سوا کوئی نتیجہ نہ تھا - نپولین نے اچھی فتح پائی تھی کہ جس میں ایک
قطرۂ خون کا بھی نقصان نہ تھا -

اس اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ جس وقت نپولین نے بولون میں سُنا کہ اُس کے
دشمنوں نے کوچ کیا - اُس نے اخباروں تاربرقیوں - اور خبر رسانی کے دوسرے ذریعوں
کو قطعی بند کر دیا - اور بیس ہزار تیز رفتار گاڑیوں میں اپنی فوج کو سوار کر کے دریائے رین
کو جانے کو تیار ہو گیا - نپولین کی یہ فوج ایسی بہادر اور قواعد دان تھی کہ وہ اُس کو سپاہِ
عظیم کہا کرتا تھا - اُس نے فوج کو اپنے گرد جمع کیا - اور کہا کہ "متحدہ بادشاہوں نے بے وجہ
دغا کر کے فرانس پر پھر یورش کی ہے اور اب جرمنی کو روانہ ہونا اشد ضروری ہے"
فوج سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سپاہ نپولین کے حکم کی تعمیل
کو کیسی خوشی سے آمادہ تھی اور ایک گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ یہ سب فوج روانہ ہو گئی - نپولین نے

جس ذکاوت سے اس اسکیم پر کام کیا شاید ہی کسی دوسرے موقع پر کام کیا ہوگا۔ اس تجویز میں کوئی بات فروگذاشت نہیں کی گئی تھی۔ دشمن سے صد ہا میل کے دور میں منتشر ہونے کا اندیشہ تھا۔ لیکن کیا ممکن تھا کہ اس حیرت انگیز اور دور اندیش شاہنشاہ سے کوئی بات فروگذاشت تو ہوئی ہو۔ کوئی دقیقہ احتیاط کا باقی نہ رہا تھا۔ اس نے ہر ایک جنرل کو جداگانہ ہدایتیں لکھوائیں اور ہر ایک معاملہ کی تفصیل کر دی۔ روزانہ منزلیں اور شب کو قیام کرنے کے مقام تک تحریر کرا دئے اور دفعۃً دو لاکھ فوج فرانس کو پار کر گئی۔ اور دریائے رین اور ڈینیوب کو عبور کر لیا۔ اور دشمن کے پیچھے پہونچکر اس کے لوٹ جانے کا راستہ روک دیا۔ آسٹریا کی فوج کو ابھی یہی خیال تھا کہ نپولین اور اس کی فوج بولون میں ہے۔ فوج کو روانہ کر کے نپولین پیرس آیا اور سینیٹ کے اراکین کو جمع کر کے اسطرح مخاطب ہوا:۔

"سینیٹ کے اراکین۔ یوروپ کے موجودہ حالات پر نظر کر کے اب مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے خیالات کا تم پر اظہار کروں۔ سنو۔ میں پیرس سے باہر جانے والا ہوں میں اپنی افواج کی سپہ سالاری خود کرونگا۔ مجھے اپنے رفیقوں کی کمک کو پہونچنا ضروری اور فرانس کے جمہور کے عزیز ترین مقاصد کی حفاظت کرنا لازم ہے۔ فرانس کے دشمنوں کی آرزوئیں پوری ہوگئیں۔ یعنی جرمنی میں جنگ شروع ہوگئی۔ آسٹریا اور روس برطانیہ کے شریک ہوگئے اور اس لئے لامحالہ فرانس کو جنگ میں مشغول ہونا پڑیگا۔ ابھی تک مجھکو یقین تھا کہ صلح قایم رہیگی۔ لیکن ایسا نہوا۔ آسٹریا کی فوج نے دریائے اِن کو عبور کر کے میونچ پر حملہ کیا اور بویریا کے فرماں روا کو دارالسلطنت میونچ سے نکال دیا۔ اب صلح کے متعلق میری سب امیدوں کا خاتمہ ہوگیا"

ایسی عظیم الشان جنگ کے صرفہ کے لئے زرِ خطیر کی ضرورت تھی۔ لیکن اس کے انتظام کے واسطے نپولین کافی تھا۔ فرانسیسیوں کے دلوں میں اس کی طرف سے ایسی

گنجایش تھی کہ وہ کروڑوں روپیہ قرض لے سکتا تھا اور فرانسیسیوں کی گردنوں پر قرض کا بوجھ اُسی طرح چھوڑ سکتا تھا جس طرح پٹ صاحب نے انگلستان کے باشندوں کی گردنوں پر چھوڑا ہے۔ لیکن نپولین ایسا دوراندیش شاہنشاہ نہ تھا کہ جنگ کے خرچ کا بار فرانس کی آنے والی نسلوں کے ذمہ چھوڑتا۔ اُس نے ماربواسے کو لکھا "میں جب تک جیتا ہوں کسی سے قرض نہ لونگا اور کبھی ایک دستاویز بھی نہ لکھونگا۔"

نپولین کے ہمراہ اسٹریس برگ تک جوزیفائن بھی گئی۔ نپولین کی فوج نے اُس کی ہدایتوں پر پورا عمل کیا تھا اور اُنھیں راستوں پر گئی تھی جو نپولین نے لکھوا دیے تھے نپولین نے ٹیلیرانڈ کو لکھا:-

"آسٹریا کی فوج بلیک فارسیٹ کی گھاریوں میں ہے۔ ایسا کچھ انتظام ہوتا کہ وہ چپکے وہیں اور رہتی مجھے ڈر ہے کہ آسٹریا کی فوج کہیں حد سے زیادہ نہ ڈر جائے۔ اگر اس فوج نے مجھے دو تین منزل اور آگے بڑھ جانے دیا تو میرے سب مقاصد پورے ہو جائینگے لیکن خبردار تم اس کا پورا انتظام کر دینا کہ کوئی اخبار ایسی کوئی خبر نہ شائع کرنے پائے جس سے معلوم ہو کہ فرانس کی کوئی فوج کہیں جا رہی ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ نپولین کے ہمراہ بھی اس وقت بڑی زبردست فوج تھی یعنی اُس کے ہمراہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار فوج تھی اور اپنے سردار پر نثار ہو جانے کو تیار تھی۔ اور حکم کے لئے اُس کا مُنھ دیکھ رہی تھی۔ منجملہ اس کے اڑتیس ہزار فوج علیحدہ کر لی گئی تھی اور حکم کے ساتھ ہی کوچ کر دینے کو مستعد تھی۔ اس فوج کے ہمراہ تین سو چالیس توپیں بھی تھیں جن کے گولنداز بال باندھا نشانہ لگاتے تھے اگرچہ نپولین کے ساتھ ایسی زبردست فوج تھی لیکن تاہم جس فوج سے اُس کو مقابلہ کرنا تھا وہ نہایت ہی کثیرالتعداد فوج تھی۔ اس میں دو لاکھ پچاس ہزار آسٹریا کی فوج تھی۔ اور دو لاکھ خاص روسی فوج تھی۔ اس کے علاوہ انگلستان۔ سوئیڈن۔ اور نیپلس کی فوجیں مل کر پچاس ہزار

تھیں۔ یہ بھی یقینی امر تھا کہ نپولین کو پہلی شکست ہوتے ہی پروشیا بھی اپنی دو لاکھ فوج بھیجکر جتھ کی فوج کی تعداد پانچ لاکھ سے سات لاکھ کر دیتا۔

جس وقت نپولین اپنی فوج میں پہونچا سپاہیوں نے خوشی کے نعروں کا تار باندھ دیا" شاہم زندہ باد" کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔ نپولین فوج کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا:

اے نبردانِ بیشۂ کارزار۔ اے میرے بہادرو دیکھا اب تیسرا جتھ اور قایم ہوا۔ آسٹریا کی فوج نے دریاے اِن کو عبور کرلیا صلح نامہ سے انحراف کیا اور تمھارے رفیق یعنی بویریا کے فرماں روا کو میونچ سے نکال دیا بس اب ہم جب تک پوری ضمانت نہ لے لینگے صلح نہ کرینگے۔ اور پہلے کی طرح فیاضی سے اپنے ذاتی مقاصد کو فراموش نہ کرینگے۔ اے سیرو۔ تم قوم اعظم کا صرف ایک ہراول ہو تمھیں دھاوے کرنا ہیں۔ بھوک۔ پیاس۔ اور تھکاوٹ سہنا ہے۔ لیکن کوئی موانع آج دنیا میں نہیں جو قوم اعظم کے ہراول کو روک سکیں۔ اور جب تک یہ ہراول دشمن کے ممالک محروسہ میں گھس کر اپنے پرچم نہ اڑا لے گا چین نہ لیگا۔ اور سیر ہوکر کھانا نہ کھائیگا"

معاملات کی حالت اب دمبدم نازک ہوتی جاتی تھی۔ آسٹریا کا جنرل جنرل مینک فرانسیسی فوج کے بیچ میں پھنس گیا تھا اور اب ایک غضب اور ہوگیا تھا کہ ہر شئے کا انتظام اور نگرانی خود نپولین کر رہا تھا جہاں دیکھئے نپولین موجود تھا نہ وہ سوتا تھا نہ آرام کرتا تھا اور پیٹ بھر کھانا بھی نہ کھاتا تھا۔ شب و روز گھوڑے پر سوار بگولہ باد کی طرح ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور برابر ہدایتیں جاری کر رہا تھا۔ دماغی تھکن اُس کے قریب نہ آتی تھی اور جسمانی ماندگی سے وہ آشنا نہ تھا۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ ہوا کی شدت اور موسلا دھار مینہہ نے جس کے ساتھ اکتوبر کی سردی بھی شامل تھی عالم کا بُرا حال کر دیا تھا اور نپولین مینہہ میں شرابور کیچڑ سے لِسا ہوا تمام

رات برابر گشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا اب نپولین اپنی فوج کے ایک ایسے حصہ کے قریب پہونچا جو اس طوفان میں کوچ کئے ہوئے آرہی تھی۔ اور موسم کی شدت اور تھکاوٹ نے سپاہیوں کو نیم جاں کردیا تھا۔

کئی روز سے برابر موسم کی یہی حالت تھی۔ دریائے ڈینوب کی معاون ندیوں میں کثرت سے سیلاب تھے۔ برف گر گر کر زمین پر پگھلتی تھی اور راستہ بے گذر ہو گیا تھا لیکن اس سپاہ کو تعمیل حکم سے چارہ نہ تھا اور برابر یلغار کرتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ پر خلاب کیچڑوں میں توپوں کے پہیے دھنس گئے تھے اور بڑی سخت دقت سے کھنچی جاتی تھیں۔ لیکن کسی قسم کے موانع اس فوج کو روک نہ سکتے تھے۔ اسی طوفانی حالت میں نپولین نے اس فوج کو اپنے گرد جمع کیا اور اسی طرح جیسے ایک باپ اپنے بیٹوں سے راز دل بیان کرتا ہے نپولین نے دشمن کی نازک حالت کو اپنے سپاہیوں سے بیان کیا۔ اور اپنی تجویز کو مفصل طور سے ظاہر کردیا جو آسٹریا کی فوج کے خلاف دو کرنے کو تھا۔

سپاہیوں کے جوش کا کون اندازہ کرسکتا ہے کیونکہ اس وقت شاہنشاہ نے اپنی مخفی سے مخفی تجویزوں کا ان پر اظہار کردیا تھا۔ اور جب نپولین نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور اس سپاہ سے رخصت ہوا اس سپاہ نے پرجوش نعروں سے آسمان سروں پر اٹھا لیا۔ نپولین کی چند لفظیں اس نیم جان فوج کے حق میں تریاق کا کام کر گئیں اور اس سپاہ نے پھر تازہ جوش و خروش سے کوچ شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو مطلق ماندگی نہ تھی۔

نپولین کو اپنی اس عظیم الشان مہم میں پوری کامیابی ہوئی۔ آسٹریا کی فوج ایسی محصور کر لی گئی تھی کہ نکل کر جانا محال تھا۔ بیس دن کے عرصہ میں جس میں ایک بھی جمی ہوئی لڑائی نہوئی صرف اپنے نقل و حرکت ہی سے نپولین نے آسٹریا کی اسی ہزار فوج کو بیکار کردیا۔ اس بڑی فوج میں سے معدودے چند سپاہی آنکھ بچا کر

جنگل یا گھاریوں میں ہوتے ہوئے نکل سکے اور نپولین نے تیس ہزار کو قید کرلیا۔ اور خون کا ایک قطرہ نہ بہنے دیا اور چھبیس ہزار میدان سے ہٹ کر الم کی شہر پناہ کے پیچھے جا چھپے لیکن یہ بھی ہل نہ سکتے تھے۔ اور اُن کا حال بہت زیادہ خطرناک ہوگیا تھا۔ اسی مہم میں ایک واقعہ پیش آیا جو نہایت سچا اور پایۂ ثبوت کو پہونچا ہوا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ایسا حیرت انگیز ہو کہ یقین نہیں آتا یعنی آسٹریا کی فوج پر ایسے پے در پے صدمات واقع ہو رہے تھے اور نپولین کے نام سے اُسپر ایسی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ ایک شب صرف ایک فرانسیسی افسر اور دو فرانسیسی سواروں کے سامنے آسٹریا کی فوج کے سو سپاہیوں نے بلا شرائط ہتیار رکھدیے۔

ایک دن نپولین آسٹریا کی فوج کی ایک جماعت کے قریب ہو کر نکلا - یہ جماعت فرانسیسیوں کے ہاتھ میں قید تھی - آسٹریا کے ایک افسر کو اس بات سے نہایت سخت تعجب ہوا کہ فرانسیسیوں کا بادشاہ نپولین منہہ میں سر اور کیچڑ میں لتھڑا ہوا - گھوڑے پر سوار تھا اور ایک ادنیٰ طنبورچی کی حالت بھی اُس سے اچھی ہو سکتی تھی - واقعی آٹھ روز سے متواتر بارش ہو رہی تھی - اور شاہنشاہ کو لباس تبدیل کرنے یا بوٹ اتارنے اور پلنگ پر لیٹنے کی مہلت نہ ملی تھی - نپولین کے ایک مصاحب نے آسٹریا کے افسر کے تعجب کا حال نپولین سے بیان کیا اور کہا کہ یہ افسر جہان پناہ کو دیکھکر ایسا ایسا کہتا ہے -

نپولین نے جواب دیا "مہربان! تمھارے آقا یعنی آسٹریا کے شاہنشاہ نے مجھے مجبور کیا کہ پھر سپاہی کی وردی پہنوں، لیکن مجھے یقین ہو کہ وہ بہت جلد تسلیم کرلیگا کہ فرانس کے اورنگ و دیہیم نے مجھ سے میرا پہلا سپاہگری کا پیشہ فراموش نہیں کرایا ہے"

سپاہیوں کی ماندگی کا - جو بارش - طوفان، برف اور کیچڑ میں متواتر منزلیں کاٹے کر رہے تھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا - رات کو تو یہ بیچارے بھیگی ہوئی زمین پر کیچڑ میں جیوں تیوں لیٹ رہتے لیکن صبح ہوتے ہی پھر کوچ شروع ہوجاتا کھانے تک کی اچھی

طرح نوبت نہ آسکتی تھی۔ ٹخنوں تک کیچڑ میں دھنسے ہوئے برابر سفر کئے جاتے تھے۔ لیکن باوجود ان گوناگوں مصائب کے جہاں کہیں نپولین نظر آجاتا تھا ان مُردوں میں ازسرنو جان پڑجاتی تھی۔ اور خوشی کے نعرے مار کر اُس کا استقبال کرتے تھے۔ آسٹریا کی فوج اس جوش محبت کو دیکھتی تھی اور حیرت میں تھی۔ اُس کو تعجب ہوتا تھا کہ ایسی شدید تکالیف کو یہ سپاہی بھول جاتے تھے اور نپولین کو دیکھتے ہی مسرت سے نعرے بلند کرتے تھے۔

نپولین نے بھی اس حیرت کا حال سنا۔ وہ کہنے لگا" میری سپاہ کی مسرت حق بجانب ہے یعنی میں نے اُن کو ایسی کڑی محنت میں صرف اس غرض سے مبتلا کیا ہے کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں"

معاملات کے جوش و خروش کا یہی حال تھا کہ نپولین نے ایک دن سامنے سے ایک گاڑی آتے دیکھی جس میں ایک لیڈی سوار تھی اور آنسوؤں سے نہائی ہوئی تھی۔ نپولین نے دریافت کیا کہ یہ کون لیڈی ہے اور اس طرح کیوں رو رہی ہے۔

خود اس لیڈی نے جواب دیا" اے جناب مجھے سپاہیوں کی ایک جماعت نے لوٹ لیا اور میرے باغبان کو بھی ہلاک کرڈالا۔ میں تمھارے شاہنشاہ کے پاس جارہی ہوں کہ وہ مہربانی کرکے مجھے ایک گارڈ عنایت کرے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ تمھارا شاہنشاہ میرے خاندان سے واقف تھا اور میرے خاندان کا اُس پر احسان تھا۔

نپولین نے پوچھا" اے خاتون۔ آپ کا نام کیا ہے"

لیڈی نے جواب دیا" میں مانشیور ماربو کی بیٹی ہوں۔ اور یہ مانشیور ماربو وہی ہے جو کورسیکا کا گورنر تھا"

نپولین نے جواب دیا" اے عالی جاہ خاتون۔ مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ تمھارے احسان کا کچھ معاوضہ کرنے کا سبب مجھے موقعہ ملا۔ میں ہی تمھارا شاہنشاہ ہوں اور واقعی تمھارے

تمام خاندان کا مجھ پر احسان ہے "

نپولین اس لیڈی کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اور خود اپنے گارڈ میں سے اُس کے ہمراہ سوار متعین کئے اور اُس کے نقصانات کی بڑی فیاضی سے تلافی کردی اور اُس کو بہ خیر و عافیت اُس کے مکان پر پہونچوا دیا۔

اب نپولین نے جنرل سیگر کو مامور کیا کہ الم جا کر محصور فوج کے جنرل سے درخواست کرے کہ وہ اطاعت قبول کرلے۔ رات اندھیری تھی اور شدید بارش ہو رہی تھی۔ فرانسیسی کیمپ سے ایسے وقت میں الم پہونچنا بڑا دشوار کام تھا۔ ممکن تھا کہ نالوں اور خندقوں میں سوار معہ گھوڑے کے سما جاتے۔ فرانسیسی کیمپ کا خود یہ حال تھا۔ سنتری۔ گشتی سوار اور دوسرے لوگ سردی اور مینہ سے بچنے کو گوشوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ توپخانے تک خالی پڑے تھے۔ بہ ہزار دشواری ایک بگلچی ہاتھ آیا جو ایک گاڑی کی پناہ میں پڑا کانپ رہا تھا۔ جنرل سیگر نے اسی بگلچی کو ہمراہ لیا کہ الم کے پھاٹک پر چل کر بگل بجائے کہ دروازہ کھولا جائے۔ دیکھنے کی تو یہ بات ہے کہ نپولین کی تیز و تند طبیعت کے سامنے کسی بات کا اندیشہ ہی نہ تھا۔ گویا اس وقت اُس کو موسم کی خرابی کی کچھ پروا ہی نہ تھی اور وہ اپنی کارروائی برابر کر رہا تھا۔ نپولین چاہتا تھا کہ محصورین اطاعت کرلیں تاکہ خونریزی نہ ہو۔

اس وقت آسٹریا کی فوج کے چھتیس ہزار سپاہی الم کی شہرپناہ کے اندر خوف سے کانپ رہے تھے۔ اُن کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نپولین اپنی فوج کے محیط کو تنگ کرتا جاتا تھا۔ اور کبھی کبھی ایک دو گولے شہر میں پھینک دیئے جاتے تھے کہ محصورین کو معلوم ہو جائے کہ حملہ اب ہوا چاہتا ہے۔ جنرل کو اطاعت قبول کرلینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آسٹریا کی طرف سے شاہزادہ مارس نپولین کے کیمپ میں آیا۔ حسب معمول اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھی گئی تھی اور جب یہ پٹی کھولی گئی تو اُس نے اپنے تئیں نپولین کے سامنے پایا۔

موسم کی شدت میں اب بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ اُسی طرح تیز ہوا چل رہی تھی۔ بارش کے ساتھ برف آمیز تھی اور گھوڑوں کے سُموں اور توپوں کے پہیوں سے زمین ایسی خراب ہو گئی تھی کہ چلنا دُشوار ہو گیا تھا۔ حسب عادت نپولین کو اُس سے کوئی تکلیف نہ تھی۔ شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک خراب خستہ ڈیرے میں نپولین بیٹھا ہے اور لکڑی کے چند تختے پاؤں کے نیچے بچھے ہیں۔ شاہزادہ نے کہا "ہم اس شرط پر اطاعت قبول کرتے ہیں کہ ہم کو آسٹریا لوٹ جانے کی اجازت دیدی جائے" نپولین نے جواب دیا:۔

"ایسی درخواست منظور کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ مجھے تمھاری نازک حالت سے آگاہی ہے۔ تم کو صرف یہ انتظار ہے کہ روسی فوج آ جائے۔ لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ روسی فوج ابھی بوہیمیا میں بھی نہیں پہونچی ہے۔ اور اگر میں تمکو چلے جانے کی اجازت ابھی دیدوں تو فرمائیے اس کا ضامن کون ہوگا کہ تمھارا جنرل اپنی فوج کو روسی فوج سے ملا نہ لیگا اور پھر آکر مجھ سے نہ لڑیگا۔ تمھارے جنرل مجھ کو دھوکا دے چکے ہیں اور اب میں تمھارے فریب میں نہ آؤنگا۔ میرنگو کا ذکر ہے کہ میں نے جنرل سیلاس کو مع اُسکی فوج کے چلے جانے کی اجازت دی اور تاکید کی کہ وہ الیگزینڈریا کو چلا جائے۔ لیکن دو مہینے کے بعد فرانسیسی جنرل ہورد کو اُسی فوج سے پھر جنگ کرنا پڑی اور باوجودیکہ تمھاری گورنمنٹ کیطرف سے صلح کے واثق عہد و پیمان ہو گئے تھے لیکن پھر بھی کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔ تمھاری گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پورا تجربہ ہو گیا ہے، اور اب میں کسی عہد و پیمان پر اعتماد نکرونگا۔ یہ جنگ میں نے نہیں چھیڑی۔ اسکے شروع کرنیمیں سراسر دغا اور فریب سے کام لیا گیا ہے۔ بس تم اپنے جنرل کے پاس جاؤ اور کہدو کہ میں اُس کی درخواست کو کسیطرح منظور نہیں کر سکتا۔ البتہ تمھارے افسرونکو میں اجازت دیدونگا کہ وہ آسٹریا کو واپس چلے جائیں لیکن سپاہیونکو میں قید ہی رکھونگا۔ اب اس حالت کے انفصال میں دیری کی گنجایش نہیں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اور جسقدر نسا ہل

ہو گا اُسی قدر تمہارے جنرل کے حق میں رعایت نہ کی جائیگی" دوسرے روز جنرل میک خود نپولین کے پاس آیا۔ نپولین نے اُسکو بڑے تپاک سے لیا۔ شاہنشاہ نپولین کی عادت تھی کہ مغلوب دشمن کے ساتھ بڑے اخلاق و مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اُس نے جنرل میک سے سب حالات مفصل بیان کرکے کہا کہ تمہاری حالت بہت نازک ہے۔ خلاصی کی کوئی صورت نہیں اور اگر میں نے اُلم پر حملہ کردیا تو جان سکتے ہو کہ کیا نتیجہ ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ خونریزی نہو۔ اور آپ مجھے مجبور نہ کیجئے کہ اس پرامن شہر میں گولوں کا طوفان برپا ہو۔ اور اُسکے خوبصورت چوک اور سڑکوں پر آتش و شمشیر سے حشر برپا ہوئے اس جھگڑے کو الاالت دنیا محض بیکار ہے" چنانچہ بڑی سخت مجبوری سے میک نے اطاعت کا اقرار کیا۔ نپولین کو اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ اُسکو فتح بھی ہوگئی اور خونریزی نہوئی

دوسری صبح کو اگرچہ سردی میں کسی قسم کی کمی نہ تھی تاہم مطلع صاف تھا اور کئی روز کے بعد آفتاب بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اور اب وہ واقعہ پیش آیا جو صفحات تاریخ میں عدیم المثال کہا جائے تو درست و بجا ہے۔ اس واقعہ سے یورپ میں حیرت ہوگئی اور خوف چھا گیا۔ یعنی اُلم کے پھاٹک سے چھتیس ہزار فوج برآمد ہوئی اور شاہنشاہ نپولین کے سامنے ہتھیار رکھدیئے۔ نپولین اپنے جلیل القدر مصاحبوں کے ساتھ علیحدہ ایک بلندی پر کھڑا تھا۔ اور اُسکے قریب آگ روشن تھی اور پانچ گھنٹہ متواتر سپاہیوں کی قطاریں برابر اُسکے سامنے سے گزرتی رہیں۔ نپولین کے لیے یہ موقع بہت بڑے فخر کا ہوگا لیکن اُس کے بشرہ سے کسی قسم کا غرور یا تکبر ظاہر نہ تھا۔ نپولین نے اس مغلوب فوج کے افسروں سے کہا:-

"اے شرفا جنگ کے بھی عجیب اتفاق ہیں۔ لہذا اوقات تم نے فتوحات سے اپنے تئیں نامور بنایا ہے۔ لیکن یہ بھی آج اتفاق سے ہے کہ تم مغلوب ہوگئے ہو۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تمہارا بادشاہ مجھ سے ناحق جنگ کر رہا ہے

میں تم سے نہایت سچے جی [illegible] ہوں کہ مجھے یہی بات معلوم نہیں کہ میں کیوں جنگ کر رہا ہوں۔ تمھارے بادشاہ [illegible] پھر یاد دلایا ہے کہ ایک زمانہ میں میں سپاہی تھا لیکن وہ مجھکو اُسی طرح سپاہی [illegible] میں اپنا قدیمی پیشہ نہیں بھولا ہوں دیکھو تمھارے بر اعظم یورپ میں سے مجھے [illegible] نہیں ہے۔ میں اپنی بحری طاقت۔ نو آبادیوں اور تجارت کی ترقی چاہتا ہوں [illegible] اس ترقی سے مجھے اور تمھیں دونوں کو فائدہ ہے۔"

اس [illegible] بعد نپولین نے پھر آسٹریا کی فوج کے ایک گروہ سے جو اُس کے سامنے ہتھیار رکھ کر گزر رہا تھا کہا "بڑے بھاری افسوس کا مقام ہے کہ ایسے عزت دار سپاہی جیسے آپ ہیں اور جن کے کارنامے فراموش نہیں کئے جا سکتے ایک دیوانہ دربار کی کوتاہ اندیشی کی بدولت آج یہ روز بد دیکھیں کہ ہتھیار رکھکر خاموشی سے سر جھکائے جا رہے ہیں۔ تمھیں انصاف سے جواب دو کہ جب تمھارے بادشاہ سے میری صلح ہو چکی پھر مجھ سے اس طرح جنگ کرنا کہ جنگ کا اعلان تک نہ کیا گیا کیسی ناانصافی ہے۔ کیا ظلم نہیں ہے؟ لیکن خیر۔ یہ تو ایسا مذموم اور کوتاہ اندیشی کا فعل نہیں ہے جیسا یہ فعل ہے کہ وحشیوں یعنی روسیوں کا ایک ٹڈی دل انبوہ وسط یورپ میں داخل کیا جا رہا ہے اور ایک ایشیائی قوم کو اجازت دی جا رہی ہے کہ ہمارے یوروپ کے معاملات میں آکر دخیل ہو۔ روس سے اتحاد کرنے کے بجائے تمھارے بادشاہ کو لازم تھا کہ وہ مجھ سے اتحاد رکھتا اور ان روسیوں کو قریب نہ آنے دیتا۔ روسیوں سے بایں غرض اتحاد کرنا کہ وہ آئیں اور یوروپ کے معاملات میں مداخلت کریں بڑا نازیبا اور سخت کوتاہ اندیشی کا فعل ہے۔ اور گوسفندوں کے مقابلہ میں گرگ و سگ کا باہم اتفاق کرنا ہے اگر خدا نخواستہ فرانس کے ساتھ معاملہ دگرگوں ہوا اور فرانس مغلوب ہو گیا تو کیا آسٹریا اپنے تئیں محفوظ سمجھتا ہے۔ نہیں اُس کی بھی ہرگز خیر نہ سمجھو۔"

نپولین کے سامنے ایک فرانسیسی افسر نے اُن توہین آمیز کلمات کو دوہرایا

جو ایک فرانسیسی سپاہی نے مقید آسٹریا کی فوج کے سپاہیوں کی شان میں بولے تھے۔ نپولین نے فوراً اس افسر کو للکارا اور کہا "تجھے خود اپنے سے غیرت نہیں آتی کہ اپنے مُنھ سے ایسے بہادروں کی شان کے خلاف کلمات نکال رہا ہے جن کو محض اتفاق دوراں نے قیدی بنایا ہے ورنہ ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے"

فرانسیسی فوج کی خوشی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ایسی بڑی فتح کا حاصل ہونا اور اُس میں خون کے ایک قطرہ کا نہ بہنا واقعی عدیم المثال واقعہ ہے۔ اپنے محبوب شاہنشاہ سے اب سپاہ کو بے پایاں محبت ہو گئی۔ ایک تجربہ کار پُرانا فرانسیسی سپاہی ازراہ ظرافت کہنے لگا" اور لیجیے لِٹل کارپوریل نے جنگ کا یہ ایک اور نیا ڈھنگ ایجاد کیا ہے جس میں سنگینوں سے سپاہیوں کی ٹانگیں زیادہ کام میں لائی جاتی ہیں"

نپولین نے اب ایک اور اعلان مشتہر کیا۔

" فوج عظیمہ کے شیر مردو۔ لو۔ پندرہ دن میں ایک مہم کا خاتمہ ہو گیا۔ کیوں دیکھا۔ وہی ہوا۔ یا نہیں۔ جو میں نے کہا تھا؟۔ ہم نے آسٹریا کی فوج کو بیویریا سے نکال دیا اور اپنے رفیق کو تخت پر بٹھال دیا۔ یہ فوج جس کو ہم نے قید کر لیا وہی فوج ہے جو بڑے ٹھاٹھ۔ شان وشوکت اور تکبر سے ہماری فرانس کی سرحد پر یورش کرنے آئی تھی۔ لیکن انگلستان کو اس فوج کے اسیر ہونے سے کیا نقصان ہوا۔ بولون سے تو ہم چلے ہی آئے۔ اور انگلستان کا مطلب پورا ہو گیا۔

" آسٹریا کی اس فوج میں ایک لاکھ قواعد داں سپاہی تھے اور ہم نے ان میں سے ساٹھ ہزار کو اسیر کر لیا۔ اب میدان جنگ میں ہم ان سے محنت کا کام لینگے۔ دوسو توپیں۔ سامانِ حرب کے تمامی ذخائر۔ اور نوتے جھنڈے آسٹریا کی فوج کے اس وقت ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اس ایک لاکھ فوج میں سے بہت تھوڑا سا حصہ آنکھ بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو سکا ہے۔

"اے سپاہیو! میں نے تمکو اطلاع دی تھی کہ بہت بڑی جنگ ہونے والی ہے لیکن ہم شکرگزار ہیں کہ غنیم غلط چال چلا اور تم کو زیادہ تکلیف نہ اُٹھانا پڑی اور مدعا حاصل ہوگیا اور ایسی لاثانی فتح کے باوجود ہماری طرف پندرہ سو جانوں کا بھی نقصان نہ ہوا۔ اے سپاہیو! یہ حیرت زا فتح صرف اسی وجہ سے میسر ہوئی کہ تم کو اپنے شاہنشاہ پر پورا بھروسہ ہے اور تم نے صبر و استقلال اور دلیری سے کام لیا۔ اب دوسری مہم کے واسطے تم تیاری کر رہے ہو۔ انگلستان کا زر دنیا کے دوسرے سرے سے روسیوں کو اُبھاکر تمھارے مقابلہ میں لا رہا ہے۔ اُس فوج کی بھی یہی نوبت ہونیوالی ہے۔ جو آسٹریا کی فوج کی ہوئی۔ لیکن افسوس اُس فوج میں کوئی ایسا جنرل نہیں ہے جس کو مغلوب کرنے سے میری شہرت میں کچھ بھی اضافہ ہوتا۔ مجھے اب اسیقدر انتظام کرنا ہے کہ فتح ہو اور خونریزی نہو۔ اے شیر مرد سپاہیو تم میرے لخت جگر ہو۔"

ہیورین کہتا ہے کہ جسوقت نپولین کو فتح ہوجاتی تو وہ نہایت مغموم اور اداس ہوجاتا تھا اور مغلوب دشمن کی بڑی دلجوئی اور خاطر و مدارات کے ساتھ استقبال کرتا اور نپولین کی یہ حالت اصلی تھی اور کسی قسم کی ریا کے پردہ میں غرور پوشیدہ نہ تھا مجھے حق الیقین ہے کہ اُسے اپنے مغلوب دشمنوں پر دلی افسوس ہوتا تھا۔ میں نے اُسے اکثر کہتے دیکھا ہے "کہ ہزیمت خوردہ جنرل نہایت ہی واجب الرحم ہے" آسٹریا کے دربار نے بڑی ناانصافی سے جنرل میک کا کورٹ مارشل کرنا اور اُسکو قتل کردینا چاہا۔ لیکن نپولین نے کورٹ مارشل نہ ہونے دیا اور جنرل میک کی جان کو بچالیا۔"

نپولین نے وہ جھنڈے جو اس مہم میں آسٹریا کی فوج سے چھینے تھے سینیٹ Senate کو روانہ کیے اور لکھا "جنگ کا ابتدائی مقصد تو پورا ہوگیا اور بیویریا Bavaria کا فرمانروا بھی تخت پر بحال کردیا گیا۔ اور یورش کرنے والی فوج کا بعینہ یہ حال ہوا کہ گویا اُسپر بجلی گری۔ اگر خدا کا فضل شامل حال ہے تو فرانس

کے دشمن بہت جلد مغلوب ہوئے جاتے ہیں"

اسی کے ساتھ نپولین نے سب پادریوں کے نام ایک گشتی حکم بھیجا اور تاکید کی کہ اس بڑی فتح کی یادگار میں جو محض خدا کے فضل سے عنایت ہوئی تھی سب گرجوں میں خدا کی حمد میں راگ گائے جائیں اور چونکہ اس ناانصاف اور ناحق پسند جتھہ میں سے ایک زبردست فوج پر فرانس کو بڑی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ہے اس لئے سب فرانسیسیوں کا فرض ہے کہ خدا کی درگاہ میں شکر بجا لائیں اور اُس سے امداد غیبی کے خواستگار ہوں"

الم کی فتح سے کچھ ہی قبل نپولین نے ایک نوجوان انجنیر کو چند مقامات کی تحقیقات کو روانہ کیا۔ اس انجنیر نے بڑی خوبی سے کام کیا اور وائنا تک چلا گیا اور بہ کامیابی لشکر کو واپس آیا۔ نپولین نے اُس سے بہت سے سوال کئے اور اُس نے ایسی خوبی سے جواب دئے کہ نپولین بہت خوش ہوا لیکن اسی کے ساتھ اس نوجوان انجنیر نے یہ بھی کہا کہ "جہاں پناہ بڑا موقع ہے۔ خود وائنا پر اس وقت یورش ہونی چاہئے فرانسیسی فوج کے جانے کے راستے میں نے بغور دیکھ لئے ہیں۔ فلاں فلاں مقام سے ہو کر جانا چاہئے اور پھر ہم جیسے چاہینگے شاہنشاہ آسٹریا سے صلح نامہ پر دستخط کرا لینگے"
فی الواقع ایسی گفتگو شاہنشاہ کے سامنے کرنا بڑی آزادی اور گستاخی کی بات تھی۔ چنانچہ برہم ہو کر نپولین نے جواب دیا "تم بے حد گستاخ ہو مجھے مشورہ دیتے اور راہ بتاتے ہو۔ بس سامنے سے ہٹ جاؤ اور میرے حکم کے منتظر رہو"

یہ افسر چلا گیا۔ لیکن نپولین جنرل ریپ سے کہنے لگا "جنرل ریپ تم نے دیکھا۔ یہ انجنیر کیسا ذکی اور ہونہار ہے۔ بڑی پتہ کی بات کتا تھا۔ اب میں اس کو ہرگز ایسے مقام پر نہ بھیجونگا جہاں اس کے مارے جانے کا اندیشہ ہو۔ میں اس کو رفتہ رفتہ ترقی دونگا۔ اور برتھیر سے کہدو کہ اس انجنیر کی تبدیلی کا حکم لکھ دے۔ اور یہ آج ہی

(ایلیریا کو چلا جائے ۔"

مختصر یہ کہ نپولین نے اُس کو ترقی دیتے دیتے آخر میں اپنا خاص مصاحب بنا لیا۔ اس کی فن انجینیری کی دنیا میں دھوم ہو گئی۔ لیکن جب اس انجینیر کے سرپرست اور آقا نپولین کا ستارۂ اقبال اُفق زوال میں غروب ہو گیا تو اس انجینیر کی آنکھوں میں یورپ تاریک ہو گیا یورپ کے کئی بادشاہوں نے اُس کو بہت بڑے بڑے عہدے دینا چاہئے اور اپنے درباروں میں بلایا۔ لیکن یورپ سے وہ سیر ہو گیا تھا اور بہت جلد یورپ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ممالک متحدہ امریکہ کو چلا گیا اور وہاں فن انجینیری میں یگانۂ روزگار ثابت ہوا۔

ایک اور واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کیسی حکم کی تعمیل چاہتا تھا اور اُس کے حکم کی تعمیل کس طرح کی جاتی تھی ۲۵۔ستمبر کو وہ اسپرلس برگ آپہونچا اور اُس نے یہ حکم پہلے سے گشت کرا دیا تھا کہ جملہ افواج اسی مقام پساس کو ملیں اور اُس کے سامنے دریائے لعیل کے پُل کو عبور کریں اور ۲۶ ستمبر کو دریا کی وادی میں روانہ ہوں اور افسروں کو حکم تھا کہ چھ بجے صبح کو پل پر حاضر ملیں۔ مگر ہنوز صبح نمودار بھی نہ ہوئی تھی اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی کہ نپولین پُل پر پہونچ گیا۔ فوج پُل عبور کر رہی تھی اور دریا کے دوسرے کنارے پر صف بستہ ہوتی جاتی تھی۔ نپولین گھوڑے پر چڑھا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اور اُس کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اور اُس کی ٹوپی اس قدر بھیگ گئی تھی کہ کنارے لوچ کھا کر کندھوں پر آپڑے تھے۔ لیکن ان سب باتوں سے اسے ذرا بھی تکلیف نہ تھی اور وہ بڑی مسرت سے کھڑا فوج کا معائنہ کر رہا تھا۔

اب افسر بھی اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ نپولین نے کہا:۔

"اے شرفا۔ ہم دشمن کے قریب آپہونچے۔" اور پھر نپولین نے سب افسروں کی طرف نظر ڈالکر پوچھا:۔

"ایں جنرل وینڈیم کہاں ہے؟ خیر ہے؟ کیا وجہ ہے جو وہ ابھی تک موجود نہیں

ہے۔؟"

ایک لمحہ تک تو کسی نے جواب نہ دیا مگر آخر کار جنرل کارڈن نے ہمت کر کے کہا۔
جہاں پناہ ممکن ہے جنرل وینڈیم ابھی جاگا نہو۔ اسلئے کہ شب گذشتہ افسروں نے جہاں پناہ
کے جام صحت نوش کیئے تھے۔ اور شاید"...... لیکن جنرل کارڈن کے منہہ میں شاید کا
لفظ آیا ہی تھا کہ نپولین نے اُسے روک دیا۔ اور سختی سے کہا "آپ لوگوں نے بہت
اچھا کیا کہ میرے جام صحت نوش کیئے۔ لیکن یہ کیسی بات ہے کہ وینڈیم پڑا سو رہا ہے۔
اور میں اُس کا منتظر کھڑا ہوں۔ کیا جنرل وینڈیم کی یہ بہت بڑی خطا نہیں ہے۔؟"

جنرل کارڈن نے چاہا کہ کسی شخص کو بھیجکر جنرل وینڈیم کو بلائے۔

لیکن نپولین نے کہا "نہیں اُسے سونے دو۔ اور جب وہ جاگے گا میں اس
سے دو دو باتیں خود کرونگا"

مگر یہ ہو ہی رہا تھا کہ جنرل وینڈیم خود آپہونچا۔ خوف سے اُس کا بُرا حال تھا۔
اور چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ نپولین نے اُس کو نگاہ غیظ سے دیکھا اور کہا "جنرل وینڈیم۔ شاید
میرا کل والا گشتی حکم تم کو یاد نہ رہا۔؟"

وینڈیم نے جواب دیا" جہاں پناہ یہ میری پہلی تقصیر ہے۔ آج میری طبیعت بہت
بدمزہ تھی" لیکن یہ فقرہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ نپولین نے کہا " کیا خوب۔ طبیعت تو بدمزہ
ہونا بھی چاہئے تھی۔ رات آپ نشہ میں جرمن والوں کی طرح چور بھی تو تھے۔ لیکن ممکن
ہے کہ پھر دوبارہ بھی آپ اسی طرح نشہ میں چور اور بیہوش ہوں۔ اس لئے آپ کو حکم
دیا جاتا ہے کہ آپ جائیں اور ورٹمبرگ کے فرماں روا کے جھنڈے کے نیچے جنگ
میں مصروف ہوں اور اگر ممکن ہو تو جرمنی کے باشندوں کو مے نوشی کی بُرائیوں پر
لیکچر دیں"

اسی وقت وینڈیم بیچارہ ندامت زدہ ہو کر شاہنشاہ کے سامنے سے ہٹ گیا اور

اُسی روز ورٹم برگ جانے والی فوج میں جاکر شریک ہو گیا۔ اور ایک مہم میں جو اگرچہ بہت بڑی مہم نہ تھی کہ یہاں پر اُس کا تذکرہ کیا جائے وینڈہم نے بہت جرأت انگیز شجاعت کا اظہار کیا۔ الم کی مہم کے بعد نپولین نے جنرل وینڈہم کو پھر اپنے سامنے بلایا۔ اور اُس کی شجاعت کی بہت تعریف و توصیف کر کے کہا۔ "جنرل وینڈہم تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ میں بہادروں کا قدردان ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اُن آدمیوں کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میں تو کھڑا ہوا اپیل پر اُن کا منتظر ہوں اور وہ پڑے سو رہے ہوں۔ خیر اب اس قصہ کو ختم کرنا چاہیئے" اس کے بعد نپولین نے جنرل وینڈہم پر بڑی بڑی مہربانیوں کے اظہار کیئے۔

ایک مرتبہ فوج سیلابی دریا عبور کر رہی تھی اور فوج کا ایک کپتان اتفاق سے دھار میں بہ گیا لیکن ایک سپاہی جس کا اس کپتان نے ابھی حال میں تنزل کیا تھا سیلاب میں کود پڑا اور بڑی جاں بازی کر کے کپتان کی جان بچالی اور کنارہ پر صحیح وسلامت نکال لایا۔ یہ خبر نپولین کے کان تک پہونچی اور اُس نے سپاہی کو طلب کیا اور کہا "شاباش۔ بڑے بہادر ہو۔ تمھارے کپتان نے تمھارا تنزل کیا تھا۔ لیکن تم نے تنزل نہیں کیا تھا۔ اُسی کپتان کی تم نے جان بچائی۔ اور مجھکو معلوم ہو گیا کہ تمھارے دل میں اپنے افسر کی طرف سے کوئی کاوش یا کدورت نہیں تھی۔ یہ طریقہ عمل بڑا شریفانہ ہے اور تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے لیکن تمھارے شاہنشاہ نے ابھی اپنا فرض نہیں ادا کیا۔ اچھا جاؤ۔ تمھارا شاہنشاہ تم کو کوارٹر ماسٹر کے عہدہ پر ترقی دیتا ہے اور لیجن آف آنر کا تمغہ عطا کرتا ہے۔ جاؤ ابھی اپنے کپتان کا شکریہ ادا کرو۔ اُسی کی وجہ سے تم کو یہ ترقی ملی ہے"

کیا وجہ تھی کہ سب افسروں اور سپاہیوں کو نپولین سے فوق العادت محبت تھی۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ وہ بڑا پورا منصف تھا اور خطا کے موقع پر بڑے سے

بڑے جنرل کو بھی بغیر سزا دئیے نہ چھوڑ
کر دیتا تھا۔

۱۷۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء کا واقعہ ہے کہ نپولین کو م
پر جانا پڑا اُس وقت نپولین کی یہ حالت تھی۔ کہ لمبا کوٹ
لتھڑا ہوا۔ لبادہ میں لپٹا ہوا۔ بیلوں کے باندھنے کے ایک
کو لیٹ گیا تھا۔ اُس کے قریب گائے بیل ڈکراتے تھے اور وہ
تھا۔ اسی بیلوں کے سارے آدھ میل کے فصل سے بشپ آگسبرگ ر
موجود تھا اور جس کو بشپ نے شاہنشاہ کی مدارات کے لئے بڑے تکلف۔
کیا تھا اور فانوسوں کی روشنی سے دن کا عالم کر دیا تھا۔ آراستہ کمروں میں نرم نرم
گدوں کی مسہریاں بچھائی گئی تھیں جن کے گرد باریک پردے پڑے تھے۔ مگر نپولین
اُسی سار میں پڑا رہا اور ایوان میں نہ گیا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ اُس کی فوج تو باد و باران
کے ہاتھوں گوناگوں مصائب میں کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہو اور وہ خود ایوانوں
میں آرام کرے اور جشن اڑائے۔

بشاء کی خطرناک حالت - اسکندر اور فریڈرک ولیم کا باہم حلف کرنا - نپولین کا عزم وثبات - تاجپوشی کا سالانہ جلسہ - نپولین کی اَن تھک چستی - اعلان - نپولین کی ہوشیاری آسٹرلٹز کی جنگ - فرانس اور آسٹریا کے شاہنشاہوں میں ملاقات - دلپراثر کرنیوالا واقعہ - نپولین کی عالی حوصلگی - اعلان - پیرس کے حکام کی مایوسی - ولیم پٹ - شاہنشاہ نپولین کی فیاضی - جوزیفائن کے نام خطوط -

الم کی فوج نے ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو نپولین کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس میں شک نہیں کہ نپولین کی یہ فتح ایک بڑی حیرت انگیز فتح تھی - لیکن بایں ہمہ اُس کی حالت نہایت نازک تھی اس لئے کہ ایک لاکھ سولہ ہزار فوج بہ سرکردگی اسکندر شاہنشاہ روس کے دھاوے کرتی ہوئی نپولین کے مقابلہ کو پولینڈ سے چلی آرہی تھی - اور اسی روسی فوج سے شریک ہو جانے کو آسٹریا کے ہر ایک گوشہ سے فوجیں چلی جا رہی تھیں اور ان افواج کا یہ عزم تھا کہ متحد ہو کر نپولین کو نیست و نابود کر دیں - اسکندر برلن کو خود گیا اور جہاں تک ہو سکا اپنے دباؤ اور افسونِ تقریر سے یہ کوشش کی کہ پروشیا کی دو لاکھ فوج اس جتھ میں شریک کر دی جائے - پروشیا کی ملکہ حسین، مغرور بلند نظر - اور بڑی چالاک عورت تھی - اور اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ روس اور پروشیا

کے فرماں رواؤں میں باہمی شرکت کے متعلق ایسے قول و قسم ہو جاویں کہ فراموش نہ ہوں۔ چنانچہ اسی تجویز کے موافق آدھی رات کو اسکندر اور فریڈرک ولیم فریڈرک اعظم کے مقبرہ میں گئے۔

اس وقت مقبرہ میں صرف ایک مشعل کی روشنی تھی اور ایسی حالت میں کہ رات کا سناٹا دنیا پر فرماں روائی کر رہا تھا دونوں بادشاہوں نے اس نامی جنگجو بادشاہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر قول و قسم کئے کہ جنگ کے ہر طور سے شریک رہینگے۔ اور جمہوری آزادی کے اصولوں کے خلاف جس سے یوروپ کے اورنگ معرض خطر میں پڑ گئے تھے برابر جنگ کرینگے۔

انگلستان نے بھی بہ سرعت تمام ہنیوور Hanover میں اپنے جہازوں سے تیس ہزار فوج اُتار دی۔ تاکہ روس اور آسٹریا کی فوج سے جا ملے۔ اب بظاہر نپولین کے لئے یہی مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرانس کو بھاگ جائیگا۔ یا کم سے کم کسی مستحکم قلعہ میں بند ہو کر دشمنوں کے حملہ کا انتظار کریگا۔ لیکن اس بات سے تمام یوروپ کو حیرت ہو گئی کہ باوجود خطرات کی ایسی کالی گھٹا کے نپولین بڑی دلیری سے اس بر سر رسیدہ تباہی کے بیچ میں گھُستا چلا گیا۔ اور اُس کی مظفر و منصور فوج سیلاب کے مثل دریائے ڈینوب کی وادی میں بڑھی چلی گئی اور ہر شئے کو جو سامنے پڑی اپنے ساتھ بہالے گئی۔ اور اس فوج کو مخالف افواج یا اُن کے توپخانے یا کوئی دریا ایک گھنٹہ کو بھی نہ روک سکا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس فوج کا ہر ایک سپاہی ایک نپولین ہو گیا تھا اور یہ فوج ایسے روئیں تن سپاہیوں کی تھی جن پر نہ ماندگی کا اثر تھا اور جن کو نہ کسی خطرہ سے ڈر اور اندیشہ تھا۔

تین دن میں نپولین بیویریا کے دارالسلطنت میونچ Munich جا پہونچا۔ تمام شہر میں چراغان سے دن کا عالم نظر آتا تھا اور شہر کے باشندے انتہائی

مسرت کے جوش میں اپنے رہائی بخشنے والے فاتح نپولین کا نعروں سے خیر مقدم کر رہے تھے۔ لیکن نپولین میونچ میں ذرا بھی نہ ٹھہرا اور اُس نے اپنے ہزیمت خوردہ اور مفرور دشمنوں کو ذرا دم راست کرنے کی بھی مہلت نہ دی۔ فوج کو یہی حکم تھا کہ برابر دھاوے مارتی آگے بڑھی چلی جائے اور اُس کو وائنا پر جانا ہے۔ اور سواروں۔ پیادوں اور توپخانوں کا سیلاب جسے کوئی نہ روک سکتا تھا برابر موجیں مارتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آسٹریا کی سلطنت اور اُس کے پایہ تخت وائنا پر ایسی مصیبت چھا گئی تھی کہ کسی آسمانی اور ناگہانی بلا کے آجانے سے بھی ایسی مصیبت نہ چھا سکتی تھی۔ چنانچہ آسٹریا کا بادشاہ فرانسس پایہ تخت وائنا کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ وائنا والوں کے خوف کا کسی طرح اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ خوفناک نپولین اب بہت قریب آپہونچا تھا۔ مقابلہ کرنا قطعی فضول تھا اور آسٹریا کی سپاہ سخت ضروریات کی تاب نہ لا کر بھاگی چلی جا رہی تھی کہ روسیوں کی اصل فوج میں جو اسکندر کی ماتحتی میں آرہی تھی جا کر پناہ لے۔

۱۳- نومبر کو اُن ٹیلوں پر جو وائنا کے قریب تھے فرانسیسی فوج کے نقاروں کی آواز سنی گئی اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی روشنی میں اس فوج کے فولادی اسلحہ کی چمک آنکھوں کو نظر آنے لگی۔ موسم سرما کی یہ صاف اور ٹھنڈی صبح تھی۔ وائنا کے شرفا کی ایک جماعت نپولین کے پاس آئی اور رحم کی التجا کی۔ نپولین نے اس جماعت کو یقین دلایا کہ وائنا کے باشندوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا اور اُن کی ہر طرح حفاظت کی جائیگی۔ چونکہ روسی فوج نیم وحشی۔ بدچلن اور ظالم تھی۔ لہذا جس طرف جاتی تھی سوائے ظلم و ستم کے اور کوئی نتیجہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کے خلاف فرانسیسی فوج قواعد کی سخت پابند تھی اور ملک کے باشندوں سے نہایت اخلاق اور نرمی سے پیش آتی تھی۔ پس باشندے اس فوج کا خیر مقدم کرتے تھے اور اس کو لٹنگا اور دوستی سے دیکھتے تھے۔ یہ فوج کسی کی جان و مال سے بحث نہ رکھتی تھی۔ مگر یہ ضرور ہوتا تھا

۲۴۳

کہ شاہی خزانہ اور میگزین اپنے قبضہ میں کر لیتی تھی مگر رعایا سے اُس کو کوئی واسطہ نہ ہوتا تھا چنانچہ اس موقع پر بھی نپولین سامانِ حرب سے مالا مال ہو گیا۔ یعنی ایک لاکھ بندوقیں دو ہزار توپیں اور ہر قسم کا سامانِ حرب اُس کے ہاتھ لگا۔ ایسی فتوحات بے نظیر تھیں صرف ۲۰ دن میں نپولین بحرِ اعظم کے کنارے سے چل کر دریائے رین پر پہونچ گیا تھا اور چند روز میں رین سے وائنا پہونچا اور اُس کے دشمن اُس کے سامنے سے اُسی طرح اُڑ گئے جس طرح موسم خزاں میں ہوا کے سامنے سے پتے اُڑ جاتے ہیں۔

لیکن اگرچہ نپولین کو ایسی زبردست فتوحات حاصل ہو چکی تھیں تاہم وہ حد درجہ نازک حالت میں تھا۔ تمام یورپ کے عقلا خیال کر رہے تھے کہ اب نپولین کا فرانس کو بخیریت واپس جانا محال تھا۔ کیونکہ اب وہ پیرس سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا اور موسم بھی نہایت ہی سخت سرما کا آچکا تھا اور دشمنوں کے مقابلہ میں اُس کی پاس فوج بھی بہت تھوڑی تھی۔ اور آسٹریا جیسی زبردست سلطنت کے عین وسط میں وہ آچکا تھا اور جنوب سے ستر ہزار جرار سپاہ کے ساتھ آرچ ڈیوک چارلس دھاوا کرتا ہوا اُس کے مقابلہ کو آرہا تھا۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ فرانسس اپنے گماشتوں کے ذریعہ سے ہنگری کی اسی ہزار فوج کو نپولین کے مقابلہ میں جانے اور اُس سے جنگ کرنے پر آمادہ کر رہا تھا اور ایک لاکھ روسی فوج نپولین کے قریب آپہونچی تھی۔ اور اُس کے عقب میں دو لاکھ فوج پروشیا کی تھی۔ سب کو خیال تھا کہ اب نپولین وائنا کی مستحکم شہر پناہ کے اندر پناہ لیگا۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ نپولین نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ اپنی افواج کو لیکر آگے روانہ ہوا اور وائنا میں اتنا بھی نہ ٹھیرا کہ اُس کی تھکی ہوئی سپاہ ذرا بھی سستا لیتی۔ لیکن باوجود اس کے کہ نپولین جان بوجھکر ایسے خطرات میں جا گھسا تھا مگر ساتھ ہی اس کے وہ تمامی خطرات کو بڑی تیز اور دوربین نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ نپولین نہایت ہی نڈر سپہ سالار تھا۔

لیکن اسی کے ساتھ وہ سب سے زیادہ چوکنا اور دور اندیش سردار تھا۔

نپولین کے بھائی لوئی کا قول ہے کہ نپولین اگرچہ نہایت بیباک اور بعض اوقات نہایت خطرناک کام اختیار کر بیٹھتا تھا اور اپنی کامیابیوں کو تقدیر کے حوالہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا لیکن واقعی ایسا حال نہ تھا۔ نپولین نے کبھی محض اتفاق پر اپنی تجاویز کو پورا ہونے کے لئے نہیں چھوڑا۔ مجھے یقین ہے کہ ماسکو کی مہم کے متعلق کوئی احتیاط جو امکان بشری میں سکتی ہے نپولین نے باقی نہ چھوڑی تھی۔ اُس کا قاعدہ تھا کہ وہ ہر ایک معاملہ کے ہر ایک ممکن پہلو کو فوراً غور کر لیتا تھا اور اگرچہ تمام دنیا کے خبرلون کے خلاف اُس کو تمامی عمر میں شاذ ہی ہزیمت ہوئی تاہم ایسے نتایج کے متعلق وہ پہلے سے سب تیاریاں کر لیا کرتا تھا اُس نے ہر مہم کے موافق یا مخالف نتیجہ کے لئے اپنے تئیں تیار رکھا اور یہی تیاریاں تھیں جن کو وہ ایک مہم کی تجویز قایم کرنا کہا کرتا تھا۔"

میدانوں میں اب سرد ہوا چلنے لگی تھی اور پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے سفید ہو گئی تھیں لیکن فرانسیسی فوج برابر آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور اب وہ یورپ کے اُس حصہ میں پہونچ گئی جہاں کُہر و برف کے طوفان آتے ہیں۔ اب وہ فرانس سے پندرہ سو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اب آسٹرلٹز کے میدان میں اُس کا ایک لاکھ روسی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ اور اس کے سردار یوروپ کے دو شاہنشاہ تھے۔ اور چونکہ ان کے دل فتح کی خوشی سے اول ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ انھوں نے نپولین کے آگے بڑھنے کو روکا۔ ایک لمحہ ضایع کرنے کا موقع نہ تھا۔ نپولین کے ساتھ اس وقت کل جمعیت ستر ہزار تھی۔ غنیم کے پاس ایک لاکھ فوج تو موجود تھی اور ہر طرف سے گاڑیوں کے پہیوں کی آوازیں سنی جا رہی تھیں اور بیشمار تعداد کے ساتھ سوار و پیدل دشمن کی طاقت بڑھانے کو چلے آرہے تھے۔

ك ملک روس کا پایہ تخت دارالسلطنت تھا۔ یہاں نپولین کی چار لاکھ سے زیادہ فوج برف سے دب کر ہلاک ہوئی تھی یہ ۱۸۱۲ء کا واقعہ ہے اور مفصل حال آگے بیان ہوگا۔ ۱۲ مترجم۔

یکم دسمبر کو نپولین کا اپنے مخالفوں سے سامنا ہوا۔ نپولین نے کہا ہے "جبکہ میں نے غنیم کی زبردست فوج کے گھنے کالموں کو اپنے قریب دیکھا تو میری مسرت کا کوئی اندازہ نہ تھا اسلئے کہ فیصلہ کر دینے والی جنگ اب بہت جلد ممکن تھی۔" اس فوج کی نقل و حرکت دیکھکر نپولین نے اس کی تجویز جنگ کو تاڑ لیا اور جب اس کو غنیم کا ارادہ معلوم ہو گیا تو اس کو اپنی فتح پر یقین کامل ہو گیا۔ اور اس نے اپنے جنرلوں سے کہا "کل شام سے پہلے یہ سپاہ آپ کے ہاتھ میں اسیر ہو چکے گی۔"

نپولین پشت رہوار سے تمام دن نہ اترا۔ اور اپنی فوج کی صفوں کا ملاحظہ کرتا پھرا اور ان کی ہمت بڑھاتا رہا۔ اسی کے ساتھ وہ میدان کی زمین کے نفع نقصان کو بھی بغور جانچتا رہا۔ اور مجروحوں کے رہایش و آرام کے لئے بھی کافی انتظام کر دیا۔ اور اس نے بڑی احتیاط سے ضروری ہدایتیں جاری کیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ان ہدایتوں پر عمل ہو گیا وہ فوج میں جدھر نکل جاتا نعروں سے ہوا گونجنے لگتی۔ مختصر یہ ہے کہ یہ تمام دن تو انھیں تیاریوں میں گذر گیا اور اب رات آئی لیکن نپولین اب بھی آنے والی قطعی جنگ کی تیاری میں ویسے ہی مصروف رہا۔ جب نپولین اس اندھیری رات میں گھوڑے پر سوار پھر رہا تھا۔ ایک سپاہی نے اپنی بندوق کی سنگین میں گھاس کی ایک پولی باندھکر روشن کی۔ کیونکہ آج نپولین کی تاج پوشی کے جلسہ کی سالگرہ کی تاریخ تھی۔ اب تمام فوج نے اسی طرح گھاس سے روشنی کی اور میلوں تک کمپو روشن ہو گیا یہاں تک کہ اس روشنی سے قریب کے پہاڑ روشن ہو گئے اور مخالف فوج کے دل دھڑکنے لگے۔ نپولین کی فوج اس وقت ایسی جوش مسرت سے بھری ہوئی تھی کہ اس نے بڑے زور و شور سے نعرے مارنا شروع کیے اور یہ نعرے متحدہ مخالف افواج کے خیموں میں صدائے منحوس کی طرح گونجنے لگی یہ ٹھیک آدھی رات کا وقت تھا نپولین نے گھوڑا روک دیا اور اس ہیبت پیدا کر دینے والے منظر کو خاموشی سے دیکھتا رہا اور چھپی ہوئی قلبی مسرت سے نعروں کی آواز

سُنتا رہا جو ستر ہزار فوج سے بلند ہورہی تھی اور پھر اپنے خیمہ میں جاکر بڑی سرعت سے اُس نے حسب ذیل اعلان لکھوایا:-

"سپاہیو تم نے آسٹریا کے بادشاہ کی فوج کو الم میں شکست دی ہے اور آج اُسی ہزیمت کا بدلہ لینے کو یہ روسی فوج تمھارے مقابلہ کو آئی ہے لیکن یہ فوج بھی انھیں سپاہیوں کی ہے جن کو تم ہالے برن میں شکست دے چکے ہو اور جس کے تعاقب میں تم یہاں تک آئے ہو۔ ہماری فوج بڑے موقع سے مورچہ بند ہوئی ہے اور چونکہ غنیم دست راست کو حرکت کریگا اسلئے اُس کا ایک بازو ہماری زد میں ہوگا۔ اے دلاورو۔ آج میں خود تمھاری کمان کرنے کو ہوں۔ لیکن اگر تم نے اُسی شجاعت اور سرمندی سے جس کے تم عادی ہو دشمن کی صفوں کو فوراً الٹ دیا تو میں تمامی خطرات سے قطعی دور رہونگا۔ اور مجھے قریب آنے کی ضرورت نہوگی۔ لیکن ہاں اگر فتح میں ایک دم کا توقف ہوا یا حالت مشتبہ ہوئی تو سب سے پہلا شخص جو دشمن کی صفوں میں گھس جائیگا وہ میں ہی ہونگا۔ دیکھو۔ آج فتح میں کوئی شک باقی نہ رہے"

کسی جنرل نے آج تک دشمن کی نقل وحرکت کو جس سے اس جنرل کو اپنی فتح کی توقع ہو اپنی تمام فوج کے سامنے باعلان بیان نہیں کیا ہے۔ اسلئے کہ فوج کا ایک غدار جاکر دشمن کو اس حال سے آگاہ کرسکتا ہے۔ لیکن نپولین کا ایک انوکھا حال تھا۔ اُس سپاہ کو وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا جس پر اُس نے ایسا قوی بھروسہ کر رکھا تھا۔ اس کے سوا یہ مثال بھی عدیم النظیر مثال ہے کہ کوئی جنرل یہ اعلان کرکے اپنی سپاہ کو جوشِ سربازی اور تہور سے بھر دے کہ "**میں تمامی خطرات سے قطعی دور رہونگا**" ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اب کسی دوسرے جنرل کو ایسی سرواری اور فضیلت نصیب ہو کہ وہ نپولین کی طرح اپنی فوج کے سامنے یہ اعلان کرسکے اور اس تجربہ کے اعادہ کرنے کی جرات کرسکے۔ اب کوئی صاحب خبردار یہ نہ فرمائیں کہ نپولین سنگدل۔ پُرہوس اور

خون آشام فاتح تھا - کیونکہ بدیہی امر ہے کہ خود غرضی اور ظلم سے کوئی سردار انسانوں کے دل پر حکومت نہیں کر سکتا - نپولین ان ستر ہزار سپاہیوں میں سے جو اُس کے جھنڈے کے گرد جمع تھے ہر ایک کا دوست تھا اور صرف یہی وجہ تھی کہ وہ سب سچے دل سے اس کے مطیع فرمان تھے -

آج رات میں نہایت شدت سے سردی تھی اور ابر سے آسمان صاف تھا لیکن زمین کی سطح کے قریب بہت گھنا کہر تنا ہوا تھا جس سے دوست و دشمن تمیز نہ کئے جاتے تھے - افق میں غنیم کی افواج نے ایسی آگ روشن کر رکھی تھی کہ فرسنگوں تک یہ روشنی نظر آتی تھی اور جب ذخیرہ ہیزم جل چکا تو تاریکی اور خاموشی چھا گئی - صبح کے چار بجے ہی نپولین گھوڑے پر سوار ہوا اور کہر کی تاریکی میں اُس نے ایک خفیف شور سنا اور اس تجربہ نے اس کو بتلا دیا کہ دشمن کی فوج متحرک ہو گئی تھی اور اس غرض سے کوچ کر رہی تھی کہ فرانسیسی فوج پر جیسا نپولین نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا ایک بازو سے حملہ آور ہو - لیکن اپنی اس حرکت سے متحدہ مخالف افواج نے اپنے مرکز کو ایسا کمزور کر دیا تھا کہ نپولین کی فوج یکجائی اُس پر بڑے زور شور سے حملہ کر سکتی تھی - اور نپولین نے ایسے ہی حملہ کی تجویز کی تھی - چنانچہ تیاری کے لئے بگل دیے گئے - فرانسیسی سپاہی ٹھنڈی زمین سے اُٹھے اور ایک دم میں صفیں آراستہ ہو گئیں - ہر ایک افسر اپنے فرض منصبی سے آگاہ تھا اور ہر ایک سپاہی کا دل جوش سے بھرا ہوا تھا - ابھی ستاروں کی روشنی زائل نہ ہوئی تھی اور نہ مشرق میں سپیدۂ صبح کے آثار نمودار ہوئے تھے -

رفتہ رفتہ ستارے غائب ہوئے اور افق پر صبح کی سرخی ظاہر ہوئی اور نہایت بڑے جاہ و جلال سے آفتاب عالمتاب نے عالم کو منور کیا اور بخارات کے بحر اعظم میں جو سطح زمین پر تنے ہوئے تھے آفتاب کی شعاعیں در آئیں یہ آسٹرلٹز کے میدان کا آفتاب تھا - جو ایسی ضیا کے ساتھ طلوع ہوا تھا - آفتاب کے اس طرح طلوع

ہونے سے نپولین کے قلب پر بڑا اثر پڑا۔ ایسے ہی آفتاب کو وہ اپنے اوج اقبال کا ستارہ کہتا تھا۔ اس وقت تمام جنرل نپولین کے گرد جمع تھے اور اس کے حکم کے منتظر تھے۔

نپولین نے مارشل سولٹ سے پوچھا کہ پرٹ زن Pratzen کی پہاڑی پر پہونچنے میں تم کو کتنی دیر لگے گی؟" غنیم کی فوج کا یہی مرکز تھا جس کو بغلی کوچ سے وہ اب کمزور کر رہا تھا۔

مارشل سولٹ نے جواب دیا" میں بیس منٹ سے کم میں پہاڑی پر پہونچ جاؤنگا میرے سوار گھاٹی کے دامن میں ہیں اور کہرا اور دھوئیں کی وجہ سے دشمن ان کو دیکھ نہیں سکتا"

نپولین نے کہا" اگر یہی بات ہے تو بیس منٹ انتظار کرنا چاہئے اور چونکہ غنیم غلط چال چل رہا ہے تو ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے مخل ہوں"

ذرا ہی دیر بعد توپوں کی گرج سے ثابت ہوگیا کہ دشمن نے نپولین کی فوج کے داہنے بازو پر حملہ شروع کر دیا۔ نپولین نے فوراً کہا" لو اب وقت آپہونچا" چنانچہ سب جنرل اپنے گھوڑے تیز کرکے اپنے اپنے سپاہیوں کے پاس جا پہونچے۔ نپولین بھی اپنے گھوڑے کو تیز کرکے سب سے اگلی صفوں کے سامنے جا پہونچا اور بآواز بلند پکار کر کہا" اے مردو دیکھو آخر دشمن نے وہی غلطی کی جو کل میں نے تمھارے سامنے بیان کی تھی اب وہ تمھاری ضربوں کے سامنے ہے۔ اس جنگ کا بس ابھی خاتمہ کر دو"

اب کیا تھا۔ فرانسیسی فوج کے دل کے دل دشمن کے کمزور مرکز میں جا گھسے اور وہ ہنگامہ قتال برپا ہوا کہ جس کے بیان کا زبان کو یارا نہیں ہے۔ لیکن حملہ آوروں کے شدید حملوں کو کون روک سکتا تھا اور فرانسیسی فوج روسی فوج کے قلب میں ایسی درآئی کہ روسی فوج کے صاف دو ٹکڑے ہوگئے۔ حملہ آوروں نے روسیوں کو پامال کر ڈالا۔ اور روسی فوج میں بدحواسی سے بھاگڑ پڑگئی اب نپولین کے شاہی رسالوں کا دھاوا ہوا اور روسی فوج بے رحمی سے قتل کی گئی نپولین نے اب اپنی فوج کے ایک

جزو سے روسی فوج کے داہنے بازو کو روکا کہ بائیں کی مدد کو نہ آسکے اور اپنی تمامی فوج سے روسی فوج کے بائیں بازو پر حملہ کر کے اُس کو ایک آن میں تہ و بالا کر دیا اور پھر اسی طرح گھوم کر روسی فوج کے داہنے بازو کا حال کر دیا اور اُس کا نشان باقی نہ رہا۔

اس ہزیمت خوردہ فوج کا ایک جزو جس میں کئی ہزار سوار اور پیدل تھے اب اس امید سے فرار ہوا کہ قریب کی ایک جھیل کو جس کی سطح یخ سے منجمد ہو گئی تھی عبور کر کے اپنی جان سلامت لیجائے۔ لیکن بھاری وزن کے نیچے یہ برف ٹوٹنا شروع ہوا اور اسی وقت نپولین کی فوج سے چند سیل کے گولے اُس پر آکر ایسے پھٹے کہ ہر جا سے برف بالکل شگافتہ ہو گئی اور اب ان غرق ہونے والوں میں وہ نفسی نفسی پڑی تھی کہ خدا نہ دکھائے ہر ایک متنفس اپنے بچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کیا ہو سکتا تھا چند لمحوں میں جھیل کی سطح پر کچھ باقی نہ رہا اور سطح مثل شیشہ کے ہموار ہو گئی۔ قریب کی پہاڑیوں سے روس اور آسٹریا کے بادشاہ فوج کی بربادی دیکھ رہے تھے اور جب اُنھوں نے دیکھ لیا کہ قطعی ہزیمت ہو گئی تو فراریوں کے ساتھ ہو کر بڑے رنج و غم کے ساتھ تاریکی میں مورلو کے میدان پر فرار ہوے۔

لیجیئے آسٹرلیٹز کی جنگ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہ فتح بھی نپولین کی فتوحات میں سے ایک بہت بڑی فتح تھی اور اس فتح سے اُس کی تمام یوروپ میں اور بھی زیادہ شہرت ہو گئی۔ متحدہ افواج کو سخت نقصان پہونچا۔ پندرہ ہزار تو مقتول و مجروح ہوے اور بیس ہزار سپاہ کو نپولین نے قید کر لیا ایک سو اسی توپیں پینتالیس جھنڈے اور سامان حرب و رسد کی بیشمار گاڑیاں فرانسیسیوں کے قبضہ میں آئیں۔ اس جنگ میں نپولین کی محفوظ فوج کو اپنے مقام سے حرکت کرنے یا لڑائی میں شریک ہونے کی حاجت نہ ہوئی۔ اور نپولین نے صرف پینتالیس ہزار فوج سے روس اور آسٹریا کی نوے ہزار متحدہ فوج کو شکست فاش دیدی۔

اس ہزیمت خوردہ فوج میں اب لابیان بدحواسی پھیلی ہوئی تھی اور فراریوں پر نپولین کی طرف سے سخت مار پڑ رہی تھی۔ بھاگتے ہوئے وحشی روسیوں نے راستہ کے تمام دیہات کو بڑی بے رحمی سے برباد کر دیا اور اپنی ہزیمت کا انتقام بیچارے دیہاتیوں سے لیا۔ نپولین کی فوج اُن کا تعاقب کئے چلی آ رہی تھی اور ان کی لہولہان لاشوں کو پامال کرتی چلی جاتی [illegible] دیکھا گیا کہ کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا تو شاہنشاہ فرانس نے شاہزادۂ جان کو [illegible] اس درخواست سے بھیجا کہ برائے چندے جنگ ملتوی کر دی جائے۔ تمام [illegible] گرم رہ چکا تھا اور اب رات آ گئی تھی۔

شاہزادہ جان نے دیکھا [illegible] میدان جنگ میں تھا اور اپنے ہاتھوں سے مجروحوں کو مدد دے رہا تھا اور تسلی و تشفی [illegible] واقعی نپولین نے جب تک آرام نہ کیا جب تک کہ اُس نے خود اپنی آنکھوں [illegible] کہ ہر ایک مجروح محفوظ مقام پر پہونچا دیا گیا۔ بہت سے جاں بلب ایسے مجروح [illegible] میں دم تھا اور لب پر نپولین کے لئے دعائیں تھیں ان کے سوکھے ہونٹوں [illegible] پر نپولین پانی ٹپکاتا تھا اور خود اپنے ہاتھ سے مقتولوں کے کوٹ اُتارتا اور [illegible] جاں بلب سپاہیوں کے کانپتے ہوئے جسموں کو چھپاتا تھا۔

نپولین نے شاہزادۂ جان کو بڑے تپاک سے لیا اور کہا [illegible] صلح کا بڑے شوق سے آرزومند ہوں۔ اور اگر شاہنشاہ آسٹریا مجھ سے کل [illegible] کر لے تو میرا پورا اطمینان ہو جائے۔" اسی کے ساتھ نپولین نے دشمن کا بڑی [illegible] سے تعاقب کرنے کے لئے سخت احکام جاری کر دئے۔ نپولین کی حالت اب بھی [illegible] نازک تھی۔ یورپ کے تمامی خود سر بادشاہ اُس کے خلاف ایک ہو رہے تھے اور [illegible] سے اُس کے مقابلہ کو ایک زبردست فوج اور آ رہی تھی۔ ہنگری میں بڑے زور [illegible] سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اسی ہزار فوج کے ساتھ پرنس فرڈیننڈ وائنا پر بڑھ [illegible] تھا۔ اور

دو لاکھ فوج سے پروشیا جدا ہو گئی وہ رہا تھا پس نپولین کو اپنی طاقت اور خطرات کا پورا علم تھا۔

دوسری صبح کو نپولین نے اپنی فوج میں حسب ذیل اعلان مشتہر کیا۔

"سپاہیو۔ مجھے تمھاری طرف سے پورا اطمینان ہو گیا۔ اور آسٹرلٹز کی جنگ میں تم نے وہ تمامی امیدیں جو مجھے تمھاری بہادری کی طرف سے تھیں پوری کر دیں اب تمھاری ناموری لازوال ہو گئی۔ اور تم نے ایسی ایک لاکھ جرار سپاہ جس کے سپہ سالار روس اور آسٹریا کے شاہنشاہ تھے چار گھنٹے میں یا تو کاٹ کر ڈالدی یا اس کو قطعی پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ اور لو۔ دو مہینے کے اندر وہ تیسرا جتھہ جو یورپ کے بادشاہوں نے تمھارے خلاف قایم کیا تھا فنا ہو گیا۔ صلح اب کچھ دور نہیں ہے۔ لیکن اب میں ایسی صلح کرونگا کہ مخالف مجھے آیندہ کی بھی ضمانت دیدیں اور ہمارے رفقا کو کافی معاوضہ بھی ملجاے۔ اور جب وہ تمامی چیزیں جو ہمارے ملک کی خوش حالی اور امن کے لئے ضروری ہیں حاصل ہو جائنگی تو میں تم کو فرانس واپس لے چلونگا۔ فرانسیسی تم کو بڑی شادمانی سے دیکھینگے۔ تم کو صرف اسی قدر کہدینا کافی ہوگا کہ۔ "ہاں آسٹرلٹز کی جنگ میں میں بھی شریک تھا" اور یہ سن کر تمھارے ہم وطن کہینگے "دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں"!

دوسری صبح کو چند ہمراہیوں کے ساتھ چھ گھوڑوں کی گاڑی میں شاہنشاہ فرانسس اس مقام کو روانہ ہوا جو ملاقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ نپولین ایک الاؤ کے پاس کھڑا تاپ رہا تھا۔ اور ایک پون چکی کا چھوٹا سا چھپر اس کو سرد ہوا کے جھوکوں سے بچا رہا تھا۔ جس وقت فرانسس گاڑی سے اترا نپولین نے بڑے تپاک سے اس کو لیا اور کہا:۔

"دو مہینے سے مجھے اسی قسم کے ایوان میسر ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایوان میں میں آپ کا استقبال کرتا ہوں"

فرانس نے بڑی بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا "لیکن ان ایوانوں کا آپ نے ایسا اچھا استعمال کیا کہ وہ آپ کو پورے مرغوب ہو گئے ہیں"

دونوں شاہنشاہوں میں متواتر دو گھنٹے تک گفتگو رہی اور آخر زبانی شرائط صلح طے ہو گئیں چونکہ فرانس نہایت شکستہ دل اور پراگندہ خاطر تھا۔ اُس نے تمامی کارروائیوں کا الزام انگلستان پر ڈالا۔

اُس نے کہا "انگریز سوداگروں کی ایک قوم ہیں اور اس غرض سے کہ تمام دنیا کی تجارت اُن کے قبضہ میں آجاوے اُنھوں نے تمام یورپ میں شعلہ جنگ مشتعل کر رکھا ہے"

جب فرانس کو اپنی توقع سے زیادہ مفید مطلب شرائط حاصل ہو چکیں تو اُسنے اپنے رفیق اسکندر کی سفارش شروع کی۔ اس پر نپولین نے کہا میں نے روسی فوج کو پوری طرح گھیر لیا ہے اور اب اُس کا ایک سپاہی بھی میرے ہاتھ سے بچکر نہیں جاسکتا۔ لیکن اگر آپ اس بات کا ذمہ لیں کہ روس کا بادشاہ ابھی اپنے ملک کو لوٹ جائیگا تو میں ابھی حکم جاری کئے دیتا ہوں کہ میری فوج آگے نہ بڑھے" اس پر فرانس نے عوض واثق کیا کہ روسی فوج فوراً واپس چلی جائیگی۔

جب فرانس واپس چلا گیا تو نپولین چند لمحے تک آگ کے قریب ٹہلتا رہا اور تھوڑی سی خاموشی کے بعد جس میں وہ بالکل غور میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا وہ کہنے ہوئے سنا گیا "افسوس۔ میں نے بڑی غلطی کی۔ میں آگے بڑھا چلا جاسکتا تھا اور روس اور آسٹریا کی سب فوج کو قید کر سکتا تھا۔ وہ دونوں قطعی میرے قبضہ میں تھیں۔ خیر۔ اب تو جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ اس سے اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا تو اسقدر جب بھی نکلے گا کہ بہت سی جانیں ہی بچ جائینگی"

نپولین نے جنرل سیویرے کو اسکندر شاہنشاہ روس کے صدر مقام پر بھیجا کہ جا کر دریافت

کرے کہ آیا وہ صلح پر کاربند رہے گا یا نہیں۔

جنرل سیوبرے کو دیکھ کر اسکندر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "اس جنگ میں تمھاری کامل فتح ہوئی۔ تمھارے شاہنشاہ نے بہت موقعوں پر نام کئے ہیں لیکن یہ فتح بھی بڑی ناموری کا باعث ہوگی۔ یہ پہلی جنگ تھی جس میں میں شریک ہوا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمھاری فوج نے اس سرعت سے کام کیا کہ مجھے ہرگز اس بات کا موقع نہ ملا کہ ان مقامات پر جہاں میری فوج پر بہت داب پڑی تھی مدد پہونچا سکتا۔ میں دیکھتا تھا کہ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں تمھاری فوج میری فوج سے دوگنی نہ تھی۔"

سیوبرے نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ ہماری فوج تو آپ کی فوج سے تعداد میں بقدر پچیس ہزار کے کم تھی اور باوجود اس کے ہماری فوج سب اچھی طرح کام میں مصروف نہ کی گئی تھی لیکن ہم نے بہت تیزی سے کام کیا اور ہماری فوج کے ایک ہی دستہ نے کئی کئی مقام پر کام کیا۔ جنگ کا یہی ہنر ہے۔ ہمارا شاہنشاہ چالیس نہایت نامی جمی ہوئی لڑائیوں میں سپہ سالاری کر چکا ہے اور اب وہ فن حرب میں خام نہیں ہوسکتا۔ اور اگر آپ صلح نامہ پر کاربند ہوں تو وہ اس وقت آرچ ڈیوک چارلس کے مقابلہ میں کوچ کرنے کو آمادہ اور تیار ہے۔"

اسکندر نے پوچھا "اچھا تمھارا شاہنشاہ کیا ضمانت چاہتا ہے۔ اور تم خود اس بات کی کیا ضمانت دیتے ہو کہ تمھاری فوج آگے نہ بڑھے گی۔"

سیوبرے نے جواب دیا "آپ قول واثق دیجئے۔ اور شاہنشاہ نے مجھے ہدایت کردی ہے کہ جس وقت جہاں پناہ واثق قول و قرار کرلیں میں فوراً تعاقب سے دست بردار ہوجاؤنگا۔"

اسکندر نے جواب دیا "میں بخوشی قول دیتا ہوں اور اگر تمھارا کبھی میرے دارالسلطنت سینٹ پیٹرزبرگ میں آنا ہوا تو تم کو معلوم ہوگا کہ میں کس دوستانہ محبت سے تمھارے ساتھ

پیش آونگا۔"

چنانچہ فوراً جنگ موقوف کردی گئی اور دونوں ہزیمت خوردہ فوجوں کے باقی ماندہ حصے بلا مزاحمت اپنے ملک کو واپس چلے۔

جب نپولین وائنا کو واپس آرہا تھا تو راستہ میں آسٹریا کی فوج کے مجروح سپاہیوں کی اس کو ایک جماعت ملی جو وائنا کے ہسپتال کو جارہی تھی۔ نپولین فوراً گاڑی سے نیچے اتر پڑا اور اپنی ٹوپی سر سے اتار کر بہ آواز بلند نعرہ مارا۔ "جنبذا اے مردان دلاور۔ شاباش اے شیران نام آور" نپولین کے ہمراہیوں نے بھی یہی کہا اور پھر نپولین اسی طرح ٹوپی ہاتھ میں لئے ہوئے خاموش کھڑا رہا اور یہ جماعت اس کے سامنے سے گذرتی رہی۔ ممکن نہیں کہ ایسی ہمدردی اور قدر دانی پر جو اس وقت نپولین سے ظاہر ہوئی انسان کے قلب پر اثر نہ ہو یہ مجروح سپاہی وہی سپاہی تھے جو نپولین کے مقابلہ میں سر بکف ہوکر اپنے خون بہا چکے تھے۔ لیکن آخر تھے تو انسان ہی۔ نپولین کے اس برتاؤ سے ان کے قلوب کا دوسرا حال ہوگیا۔ یا تو وہ پہلے نپولین کے جانی دشمن تھے یا اب نپولین کی محبت نے ان کے دلوں میں اپنا گھر کرلیا۔

فرانس پر متحدہ بادشاہوں نے بڑی ناانصافی سے حملہ کیا تھا جس کے دفع کرنے میں کروڑوں روپیہ صرف ہوا تھا ہزار ہا ہزار فرانسیسیوں کی جانیں تلف ہوئی تھیں اور مخالفین نے صلح کی ہر ایک سی۔ ۔۔۔ ایک درخواست کو رد ہو کر دیا تھا۔ پس نپولین نے بڑی دور اندیشی سے یہ عزم کیا ۔۔۔ حالت کو ایسا مستحکم کرے ۔۔۔ پھر محض اس کی کمزوری کی وجہ سے مخالف اس ۔۔۔ کرنے کی جرات نہ کرسکیں۔ لیکن ۔۔۔ بڑی عالی حوصلگی کی یہ بات دیکھنے کے قابل ہے کہ اس موقع پر اس نے ملک فرانس میں ایک انچہ زمین کا بھی اضافہ نہ کیا صرف ۔۔۔ نے آسٹریا کو خرچہ جنگ ادا کرنے میں مجبور کیا۔ اور بویریا اور ورٹمبرگ کے رئیسوں کو بادشاہ کے معزز عہدہ اور درجہ پر پہنچا دیا

اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی حدود فرماں روائی میں آبادی کا اس طرح اضافہ کیا کہ ہویریا میں تو دس لاکھ آدمیوں کی مردم شماری کے بقدر ملک کا اضافہ کر دیا اور ورٹمبرگ میں ایک لاکھ تراسی ہزار کا اضافہ کیا۔ ان کے علاوہ بیڈن کی چھوٹی ریاست میں بھی ایک لاکھ نیرہ ہزار باشندوں کے بقدر ملک کا اضافہ کیا گیا اور اس طرح نپولین نے اپنے رفیقوں کو قوی کر کے فرانس اور تین مخالف سلطنتوں یعنی آسٹریا۔ پروشیا اور روس کی درمیانی سرحد کو مستحکم کر لیا۔ اور اپنی مشرقی سرحد سے آسٹریا کو دور ہٹا دینے کا اُس نے یہ انتظام کیا کہ وینس کی ریاست کو اُس نے اٹلی کی بادشاہت میں شامل کر دیا اور اس کے معاوضہ میں آسٹریا کو سالسبرگ پر قابض کر دیا۔

یہ تبدیلیاں فرانس کی حفاظت کے لئے سخت ضروری تھیں اور اگر نپولین اپنے مخالفوں سے چھین کر اپنے رفیقوں کو اتنا ملک نہ دیتا تو اُس پر الزام عاید ہو سکتا تھا کہ ملکی دور اندیشی اُس میں قطعی نہ تھی۔ اگر نپولین اس سے بھی زیادہ لیتا تو اُس پر نا انصافی یا دست درازی کا الزام نہیں آسکتا۔ اُس نے صرف یہ تجویز کی تھی کہ فرانس اور اُس کی مخالف سلطنتوں کے بیچ میں ماتحت ریاستیں حائل کر دے اور فرانس کو مفتوح دشمنوں کے حملوں سے جو اب بھی مخالفت پر آمادہ تھے محفوظ کرنا ہر طرح قرین مصلحت تھا۔

جب صلح نامہ پر دستخط ہو چکے تو نپولین نے اپنے سپاہیوں کو حسب ذیل اعلان دیا۔

"آسٹریا کے بادشاہ سے صلح نامہ ہو گیا۔ گذشتہ موسم خزاں میں تم نے دو مہمیں سر کیں۔ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تمھاری مصائب اور تکالیف میں تمھارا ہر طرح تمھارا شریک رہا۔ اب تمھارا شاہنشاہ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے شان کی سب سے اول درجہ کی قوم کا فرماں روا ہے پورے تزک واحتشام جس کے وہ سزاوار ہے دیکھ لو۔ اور ایسے موقع پر تم ضرور موجود ہو گے۔"

کا نام جوان مہاد سے میدان عزت و شہرت میں کام آئے ہیں دنیا میں مشہور کرینگے و نیا دیکھ لیگی کہ ہم ہمیشہ اپنے بہادروں کی پیروی کرتے رہینگے۔ اور اگر ہم کو اپنی قومی عزت کا انتقام لینے یا یورپ کا صلح اور امن وچین کے دائمی دشمنوں کے حملوں کے روکنے کی ضرورت ہوئی تو ہم ان بہادروں سے بھی جو فرانس کی خاطر اپنی جانیں قربان کر چکے بڑھکر کارہائے نمایاں کرینگے۔ فرانس پہنچنے میں تم کو تین ماہ درکار ہیں لیکن اس مراجعت کے دوران میں تم وہ مثال دکھا دو کہ دنیا کی افواج کے لئے نیک چلنی کا نمونہ ہو جائے۔ تم کو اب اظہار شجاعت کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب تم کو صرف یہ دکھانا ہے کہ فرانس کے بہادر قواعد کے کیسے سخت پابند ہیں اور کیسے نیک چلن ہیں۔ ان غیر ریاستوں میں جہاں سے اب تمھارا گذر ہونیوالا ہے تمھارے اطوار ایسے سلیم ہوں کہ یہ غیر لوگ تم کو اپنا عزیز سمجھیں اور تم اُن کے خاندانوں میں اُن کے بچوں کی طرح نظر آؤ۔"

اس کے بعد نپولین نے وہ ہدایتیں لکھوائیں جن کے مطابق فرانسیسی فوج کو واپس لوٹنا چاہئے تھا۔ اس سفر میں نپولین نے بہت چھوٹے کوچ مقرر کئے تھے کہ سپاہ بآرام واپس جاسکے۔ پھر وہ خود پیرس کو بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوگیا اور راہ میں ہرگز اسقدر نہ ٹھہرا کہ لوگوں کو خیر مقدم یا اظہار مسرت کا موقع ملتا۔ پیرس میں اس کے واپس آنے کے متعلق بڑے بڑے سامان اور دھوم دھام سے انتظام ہوئے تھے لیکن اُس نے ان سب خوشی کے اظہار کرنے والوں کو محروم کردیا اور رات کے وقت شہر میں اس طرح داخل ہوا کہ کوئی اُس کے ہمراہ بھی نہ تھا۔ پیرس کا افسر اعلیٰ دوسری صبح کمزوری کی حضور میں داخل ہوا اور مبارکباد دینے کے بعد شکایت کرنے لگا کہ پیرس کی چسلگی کی یہ پہونچا اظہار مسرت کا کوئی موقع نہ دیا گیا۔

انجنہ میں کا جو نپولین نے حسب ذیل جواب دیا جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے :-

اور یہ ہو سیریا اور رستہ ہوئی ہوتی تو میں واقعی بڑے تزک و احتشام سے پیرس میں داخل

ہوتا کہ مخالفین کو معلوم ہو جاتا کہ فرانسیسیوں کو مجھ سے سچی اور قلبی محبت ہے اور میرے اقبال
و نصرت ہی تک اس وہ محبت محدود نہیں ہے - اور پاؤ جو دمیری ہزیمت کے جب پیرس والے
میرا خیر مقدم و احترام سے استقبال کرتے تو مخالفین کو معلوم ہو جاتا کہ فرانس کے جمہور اپنے
اور میرے معاملہ کو خوب جانتے ہیں - اب چونکہ میں فاتح و فیروز لوٹا ہوں تو میں ہرگز گوارا نہیں
کر سکتا کہ اظہار نمائش کیا جائے اور میری قوم والوں پر خوشامد کا الزام لگے "

یہ زبردست جتھہ جو فرانس کے خلاف قایم ہوا تھا اور جس کو نپولین نے ایک ضرب
سے پاش پاش کر دیا ولیم پٹ نے قایم کیا تھا - چنانچہ اس جتھہ کا فنا ہو جانا اس کے بانی
کے لئے صدمہ مرگ ثابت ہوا - اور جب یہ مہلک خبر پہونچی کہ متحدہ افواج کا آسٹرلٹز کے میدان
میں کام تمام ہو گیا تو یورپ کے نقشہ کو وہ نہایت حسرت سے بہت دیر تک دیکھتا رہا اور پھر منھ
پھیر کر کہنے لگا " اچھا لو - اب اس نقشہ کو لپیٹ دو - کیونکہ اب پچاس برس تک اس کے
کھولنے کی حاجت نہ ہوگی " ولیم پٹ کی حالت اب ساعت بہ ساعت خراب ہونے لگی اور
۲۳ جنوری ۱۸۰۶ء کو جب کہ اس کی صرف ۴۷ ہی سال کی عمر تھی اس کا انتقال ہو گیا -
اس کی آخری لفظیں یہ تھیں " افسوس میرے ملک " ایلیسن صاحب لکھتے ہیں "
جس وقت فرانس میں انقلاب شروع ہوا - ولیم پٹ اسی وقت سے تمام جتھہ بندیوں کا بانی
اور ان کی روح ہو گیا - یہ جتھے صرف اس لئے قایم کئے جاتے تھے کہ انقلابی اصول
دوسرے ممالک میں اپنا رنگ نہ جمانے پائیں - آزادی کا تو وہ بڑا مستقل حامی تھا لیکن
جمہوری حکومت کا وہ سخت مخالف تھا - اس کو فرانس سے عداوت نہ تھی - اس کو صرف جمہوری
فرانس سے مخالفت تھی "

آسٹرلٹز کی فتح کی یادگار میں بہت سے تمغے تجویز ہوئے تھے - ایک دن صبح کو ناشتہ کے وقت
ڈنن - نپولین کے پاس سینٹ کلاوڈ میں آیا - اس کے پاس بہت سے تمغے تھے - منجملہ ان
کے ایک تمغہ میں ایک طرف نپولین کا سر تھا اور دوسری طرف ایک عقاب تھا جس کے

جنگل میں ایک تیندوا تھا۔

پنولین نے پوچھا "اس سے کیا مراد ہے"؟

مانشیور ڈےنن نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ فرانس کا عقاب ہے جس نے انگلستان کے تیندوے کو اپنے جنگل میں گرفتار کر لیا ہے"

پنولین نے یہ تمغہ بڑی حقارت سے زمین پر پھینک دیا اور کہا:۔

"تم کو یہ کہنے کی کیسے جراءت ہوئی کہ فرانس کے عقاب نے انگلستان کے تندوے کو اپنے جنگل میں گرفتار کر لیا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ میں چھوٹی سے چھوٹی کشتی سمندر میں ایسی نہیں بھیج سکتا ہوں جس کو انگلستان گرفتار نہ کر لے۔ اور واقعی بات تو یہ ہے کہ انگلستان کے تیندوے نے فرانس کے عقاب کو زیر کیا ہے۔ جاؤ اس تمغے کو ابھی توڑ ڈالو اور خبردار ایسا تمغہ پھر کبھی میرے سامنے پیش نہ ہو"

جس دھوم دھام کی پنولین نے فتح پائی تھی اسی شان و شکوہ کے ساتھ اس نے اپنی افواج کے ساتھ فیاضی کا بھی برتاؤ کیا۔ یعنی اس نے ان تمام افسروں اور سپاہیوں کے لڑکوں کو جو اس مہم میں کام آ گئے تھے اپنا متبنیٰ بیٹا کر لیا اور ان کی پرورش اور تعلیم سرکاری خزانہ سے ہونے لگی۔ اور یہ بات ثابت کر دینے کو کہ وہ شاہنشاہ کے بیٹے تھے ان کو اجازت دے دی گئی تھی کہ اپنے نام کے ساتھ پنولین کا لفظ اور لگالیں۔ جنرلوں کی بیواؤں کو اس نے چھ ہزار فرانک سالانہ کی پنشن دی۔ کرنلوں کی بیواؤں کو دو ہزار پانسو کپتانوں کی بیواؤں کو ایک ہزار دو سو پچاس اور جملہ مقتول سپاہیوں کی عورتوں کو دو سو فرانک سالانہ کی پنشن عطا کی۔

اس مہم کے دوران میں پنولین جوزیفائن کو روزانہ خطوط بھیجا کرتا تھا ان میں سے بعض خطوط ایسے بھی ہوتے تھے کہ الاؤ کی روشنی میں ڈھول پر رکھکر لکھے جاتے تھے یا وہ گھوڑے پر سوار کاٹھی کے اگلے اونچے حصہ پر رکھکر ان کو گھسیٹ دیا کرتا تھا۔

اور یہ وہ وقت ہوتا تھا کہ فریقین میں معرکۂ کارزار گرم ہوتا تھا اور گولے چلتے ہوتے تھے۔ یہ خطوط نپولین کی قلبی محبت کے فوٹو ہیں۔ یہ نہایت مختصر خطوط ہیں لیکن ایسی جلدی کے لکھے ہوئے ہیں کہ بعض وقت جوزیفائن کو اُن کے پڑھنے میں اپنی تمامی لیاقت اور علمی استعداد صرف کردینا پڑتی تھی۔ چند خطوط ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی عالی شان عظمت و ذہانت نے اُس کے سینہ کے شعلۂ محبت کو بجھا نہ دیا تھا۔

---

(۱)　۲۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء　۱۰ بجے دن۔

"میں ابھی تک بالکل تندرست ہوں۔ میں اسٹٹ گارڈ کو جارہا ہوں۔ آج کی شب وہاں مقیم ہونگا۔ فوج کا اصل کوچ شروع ہوگیا۔ بیڈن اور ورٹم برگ کی افواج مجھ سے آملیں۔ میں بہت موقع سے ہوں۔

نپولین

---

(۲)　۱۲۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء۔ ۱۱ بجے شب۔

"پیاری جوزیفائن۔ میری فوج میونخ میں داخل ہوگئی۔ دشمن کو ہزیمت ہوگئی ہر بات سے معلوم ہوتا ہے کہ میری تمامی مہمات سے یہ مہم مختصر ہوگی اور بڑی کامیابی سے انجام پائیگی۔ میں بالکل بخیریت ہوں۔ لیکن موسم نہایت سخت ہے۔ ایسا لگاتار مینہ برس رہا ہے کہ دن میں دو دو بار کپڑے بدلتا ہوں۔ تمھاری محبت کا شعلہ میرے سینہ میں بھڑک رہا ہے اور میرے آغوش محبت میں تمھاری جگہ موجود ہے۔

نپولین

---

(۴۳) ۱۹- اکتوبر

میری پیاری - میں بہت تھک گیا ہوں - اس ہفتہ شب و روز مجھے بھیگتے ہو گیا ہے سردی سے میرے پیر بیکار ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے ذرا میری طبیعت ناساز ہو گئی ہے آج مجھے تھوڑی سی مہلت ملی ہے - میری تجویز حسب مراد پوری ہو گئی - سادے سادے کوچ کر کے میں نے آسٹریا کی فوج کا خاتمہ کر دیا - میں نے ساٹھ ہزار فوج قید کر لی ہے اور ایک سو بیس توپیں - نوّے جھنڈے - اور تیس سے زیادہ جنرل میرے قبضہ میں ہیں - اب میں روسی فوج کے تعاقب میں جاتا ہوں - روسیوں کی بھی خبر نہیں ہے مجھے اپنی فوج پر پورا بھروسہ ہے - میری طرف صرف پندرہ سو آدمیوں کو گزند پہونچا ہے جن میں سے ایک ہزار خفیف مجروح ہیں - جوزیفائن - خدا حافظ - ہزاراں ہزار اشتیاق -

نپولین

---

(۴۴) ۲- نومبر - دس بجے شب -

میں خیز اخیز دھاوے کر رہا ہوں - نہایت ہی سخت سردی ہے - زمین پر ایک ایک فٹ برف جم رہی ہے اور اس سے ذرا تکلیف ہے مگر خوش قسمتی سے ہم جنگل میں کوچ کر رہے ہیں - میری تندرستی ٹھیک ہے معاملات کی حالت بھی عمدہ ہے - میرے مخالف مجھ سے زیادہ متفکر ہیں - خط بھیجو کہ تمھاری خیریت معلوم ہونے سے میرا اطمینان ہو - اچھا - خدا حافظ - اب میں ذرا لیٹتا ہوں -

خیر طلب نپولین

(۴۵) - ۱۵- نومبر ۹ بجے شب -

پیاری جوزیفاین - دو دن ہوئے کہ میں وائنا سے روانہ ہو گیا - میں ذرا تھک گیا

ہوں۔ شہر کو میں نے دن میں نہیں دیکھا۔ رات کو میں شہر سے گذرا تھا۔ میری تمامی فوج ڈینیوب کے پار روسیوں کے تعاقب میں ہے۔ جس وقت ممکن ہوا میں تم کو بلا لونگا۔ الوداع۔ ہزاران اشتیاق۔

نپولین

---

(۶)　۱۹۔ نومبر

جوزیفائن۔ میں نے تم کو لکھ دیا ہے کہ تم فوراً بیڈن کو چلی آؤ۔ اور وہاں سے اسٹٹگارڈ ہوتی ہوئی میونچ کو آجاؤ۔ اپنے ہمراہ ایسے سامان لیتی آنا کہ یہاں کی بیڈیوں اور افسروں کو تحائف دے سکو۔ دیکھو اظہار تمکنت نہ کرنا۔ ہر شخص تمھارے سامنے اظہار اطاعت کریگا۔ تم ہر بات کی مستحق ہو۔ تم کو صرف اظہار اخلاق کی ضرورت ہے۔ ورٹم برگ کے فرماں روا کی بیوی انگلستان کے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ بڑی دلربا اور صاحب سلیقہ خاتون ہے اُس سے تم بہت محبت اور پیار سے ملیو۔ لیکن اس محبت میں تصنع کا دخل نہو مجھے جس وقت مہلت ہوئی میں بڑی خوشی سے تمھارے پاس آجاؤنگا۔ اب میں اپنی فوج کے ہراول میں شریک ہونے کو جارہا ہوں۔ موسم نہایت سخت ہے۔ برف متواتر گرے جاتی ہے باقی جملہ معاملات روبہ کامیابی ہیں۔ میری پیاری جوزیفائن۔ الوداع۔

نپولین

---

(۷)　۳۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

جوزیفائن۔ میدان جنگ سے میں لبرن کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں روس اور آسٹریا کی فوج کو میں نے شکست فاش دیدی۔ یہ وہ فوجیں تھیں جن کے سپہ سالار دو شاہنشاہ تھے۔ آٹھ دن ہوگئے ہیں کہ کھلے آسمان کے نیچے میں شب باش ہوں۔ یہ راتیں نہایت ہی سرد ہیں۔ آج رات کو میں ایک گڑھی میں جو پرنس کانٹز کی ہے صرف

دو یا تین گھنٹے استراحت کرونگا۔ روسی فوج کو صرف شکست ہی نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ برباد ہوگئی۔

مشتاق دیدار نپولین

---

(۸) ۵۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

میں نے بارے چند سے صلح کرلی ہے جس کی روسیوں نے مجھ سے التجا کی تھی۔ آسٹرلٹز کی فتح میری سب فتوحات سے نامور ہے میں نے ۴۵ جھنڈے۔ ایک سو پچاس توپیں چھین لیں اور بیس جنرلوں کو قید کرلیا ہے۔ غنیم کی طرف بیس ہزار فوج ماری گئی۔ واقعی بڑا ہیبت ناک منظر تھا۔ شاہنشاہ اسکندر کو مایوسی نے گھیر لیا ہے۔ کل شاہنشاہ آسٹریا سے میری ملاقات ہوئی۔ اس وقت میں الاؤ کے پاس کھڑا تاپ رہا تھا۔ دو گھنٹے گفتگو رہی۔ اور ہم دونوں صلح کر لینے پر متفق ہو گئے۔ موسم نہایت خوفناک ہے۔ لو اس صلح سے پھر تمام یورپ میں ٹھنڈک پڑگئی امید ہے کہ اب تمام دنیا میں صلح ہوجائیگی۔ اب انگریز ہمارے مقابلہ میں سر اٹھانے کے قابل نہ رہینگے۔ تمھاری ملاقات کا مجھے بہت اشتیاق ہے۔ میں بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں۔ الوداع

نپولین

---

(۹) ۱۰۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

جوزفائن۔ تمھارا خط بہت دنوں سے میرے پاس نہیں آیا۔ بیڈن۔ اسٹٹ گارڈ اور میونچ کی تفریحوں اور تماشوں نے ہمارے سپاہیوں کو قطعی فراموش کرادیا ہے کہ وہ کبھی مینہ میں بھیگے تھے۔ یا کیچڑ اور خون میں لتھڑے تھے۔ اب میں واپس جارہا ہوں روسی فوج اپنے ملک کو ہزیمت خوردہ اور ذلیل واپس جارہی ہے۔ میں بڑی اشتیاق

کے ساتھ تمھارے پاس واپس آ رہا ہوں۔

نپولین

---

(۱۰) ۱۹۔ دسمبر ۱۸۰۵ء

اے ملکۂ فلک بارگاہ۔ مرحبا۔ اور شاباش۔ جب سے آپ اسٹٹ گارڈ سے تشریف لے گئیں اس بندہ کے نام ایک گرامی نامہ بھی تحریر نہ فرمایا۔ آپ بیڈن۔ اسٹٹ گارڈ اور میونخ میں تشریف فرما ہوئیں اور اس خاک نشین کو دو حرفوں سے بھی یاد نہ کیا۔ یہ آئین بندہ نوازی تو نہ آپ کے شایان ہی ہے اور نہ آپ کی ذات سے بھلا ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہتھیار اپنے تک۔ بیران نہیں ہے۔ روسی افواج چلی گئیں اور برائے چندے صلح ہے۔ آج خاتونِ عرش مکان ایک نگاہِ التفات اپنے زرخرید دل پر بھی لازم ہے۔

بندۂ بارگاہ نپولین

باب سی و دوم

الحاق و اتحاد

صفحہ ۲۳۷

آسٹرلٹز سے شاہنشاہ کی مراجعت۔ وزیر خزاین کے نام خط۔ فرانس کی ترقی میں نپولین کی کوشش۔ شاہنشاہ کا مذہبی طریق اور خیال۔ جینوا سے ڈیپوٹیشن کا آنا۔ جینوا کا الحاق۔ نیپاس کا طرز عمل۔ یورپ کے بادشاہوں کی گستاخی۔ اعلان۔ پریشانی۔ ہالینڈ۔ سس آلپین ریپبلک۔ یوجین کی فرمان روائی۔ پیڈمانٹ۔ نپولین کی بلند نظری۔ فرانس کے لئے دوسرے ممالک سے اتحاد کی ضرورت۔ اپنی غیر یقینی حالت پر شاہنشاہ کی واقفیت۔ رین کی جتھہ بندی۔ سپین کے جہازوں پر حملہ۔ ٹریفالگر کی جنگ۔ فاکس۔ انگلستان سے صلح کرنے میں دشواری۔ فاکس کا انتقال۔

آدھی رات کو نپولین جوزفائن کے ہمراہ پیرس کی اندھیری سڑکوں پر وارد ہوا۔ اور سیدھا ٹولی لریز کو گیا اور جلد جلد زینے پر چڑھ کر اپنے اجلاس کے کمرہ میں داخل ہوا اور اپنی پوشاک اتارے یا ذرا سی آرام کئے بغیر اس نے اسی وقت وزیر خزائن کو طلب کیا اور تمام رات نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بنک کا حساب جانچتا رہا۔ اس نے فوراً مالی دقتوں کو معلوم کرلیا۔ اس سے پہلے بھی بولون سے جبکہ وہ الم کی مہم پر جانے کی تیاریاں کر رہا تھا اور چاروں طرف سے افکار سے گھرا ہوا تھا اس نے وزیر خزائن کو حسب ذیل

لکھا تھا۔

"بینک سے اکثر کا غذات فرضی سرمایہ پر جاری ہوئے ہیں اصل سرمایہ پر جاری نہیں ہوئے یہ کارروائی جعلی ہے۔ یہ کارروائی ناقص ہے اور اگر ضرورت ہوئی تو میں اپنی فوج کی تنخواہ موقوف کردونگا مگر یہ کارروائی پسند نہ کرونگا۔ میری حالت بہت نازک ہو رہی ہے جس نے مجھے پیرس سے دور اور باہر رہنے پر مجبور کر دیا ہے اور اسی وجہ سے یہ مجبوری ہیں اپنی توجہ پوری اُس طرف منعطف نہیں کرسکتا جس طرف میری توجہ کی خاص ضرورت ہے۔ میرے خاص مقاصد یہ ہیں کہ بینک دستکاری اور تجارت نہایت مستحکم بنیادوں پر قایم ہو جائیں"

دوسرے دن گیارہ بجے بینک کے متعلق ایک جلسہ میں تمامی ممبروں کو نپولین نے متواتر نو گھنٹے تک ہمہ تن مصروف رکھا۔ اس کے بعد بڑی مصروفیت اور محنت سے ایسے اہم کام شروع کئے کہ جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس انوکھے بشر کو خدا نے اسی لئے خلق کیا تھا کہ بنی نوع انسان کی بہبودی اور رفاہ کی ہر شے کو مستحکم اور مستقل کرے وہ اس لئے پیدا نہ کیا گیا تھا کہ اُجاڑے اور بگاڑے۔ اُسے خونریزی ہرگز پسند نہ تھی۔ جلتے ہوئے شہروں کے بلند شعلے دیکھنے سے اُسے لطف نہ آتا تھا اور نہ اُسے یہ بات مرغوب تھی کہ فوجیں کوچ کریں اور جہاں سے گذریں سب کو تباہ کردیں۔ اُس کے مزاج کے موافق اور اُس کی طبیعت کو لطف دینے والی جو چیز تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنے دفتر میں بیٹھے اور لازوال کام کرے۔ اُس کو یہ کسی طرح پسند نہ تھا کہ بھوکا۔ پیاسا۔ مینہ میں شرابور۔ کیچڑ میں لتھڑا ہوا۔ پرخلاب راستوں پر کشاکشی سے چلتا ہو۔ اور بیابانوں کے طوفانوں میں کھلے آسمان کے نیچے شب باش ہو کر اپنی افواج کی اس غرض سے سپہ سالاری کرے کہ بنی نوع انسان کی خونریزی ہو۔ نپولین آدمی تھا۔ وحشی درندہ نہ تھا پس جاں بلب مجروحوں کی کراہیں اور چیخیں اُس کے کانوں کے لئے موسیقی کا خوش آہنگ زمزمہ نہ تھیں۔ سب متفق ہیں کہ جب جنگ ختم ہو جاتی تو میدان میں وہ

فرشتۂ رحمت کی طرح پھرتا اور اپنے ہاتھوں سے اور اپنی آنکھوں کے سامنے اُن کی ہر طرح سے مدد کرتا۔ مجروحوں کی کراہیں اور جاں بلب سپاہیوں کی آہیں اُس کو ہرگز مرغوب نہ تھیں اور نہ یہ منظر اُس کی آنکھوں کو خوش کرتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ اُس کے دشمنوں نے اُس کے دورِ زندگی میں اُس کے عزم و ثبات کے بڑے جزو کو صرف اسی میں صرف کرا دیا کہ وہ اُن کے حملوں کو روکا کرے۔

اب نپولین نے اپنے زورِ بازو سے تمام یورپ سے تو صلح کر لی تھی لیکن انگلستان اب بھی اُس کی مخالفت پر آمادہ تھا۔ اگرچہ انگلستان کے جمہور کا ایک بڑا گروہ انگلستان سے اس بارہ میں غیر متفق تھا تاہم بڑی بے رحمی سے انگلستان اب بھی جمہوری فرانس کے خلاف جنگ میں مصروف تھا۔ انگلستان ایسا سیدھا اور بھولا نہ تھا کہ کسی کے دم میں آجاتا۔ اور دھوکا کھا جاتا۔ اُس کو اس بات کی ہرگز پروا نہ تھی کہ نپولین کا لقب کانسل تھا۔ یا شاہنشاہ تھا۔ کیونکہ اُس کی فرمانروائی کے اصول تو ہی جمہوری تھے اور وہ جمہوری کا بنایا ہوا شاہنشاہ تھا۔ اُس کی یہی رسالت تھی اور خدا کی طرف سے یہی خدمت اُس کے سپرد ہوئی تھی کہ خود سر بادشاہوں کو زیر کرے جن کے دورِ حکومت میں موروثی امراء جملہ حقوق اور پر منفعت عہدوں کے بلا شرکت غیرے مالک تھے۔ جمہور کے حقوق کی حفاظت کرنا اور اُن کو مساوی حقوق عطا کرنا اُس کی رسالت کا بڑا مقصد تھا۔

فرانس کو مراجعت کرنے سے قبل نپولین نے یہ انتظام کر دیا تھا کہ فوجیں صرف بارہ میل یومیہ کوچ کریں۔ اور بڑی آسایش سے فرانس کو واپس آئیں۔ اُس نے حکم دیا تھا کہ موسم سرما میں مجروح اور بیمار اپنے مقاموں پر مقیم رہیں اور سفر کی صعوبت میں شریک نہوں۔ بلکہ موسم بہار میں بڑی آرام و راحت کے ساتھ وطن کو لوٹیں۔ سرما کے قیام کے متعلق اُس نے مجروحوں اور بیماروں کے لئے آسایش و آرام کے بڑے بڑے

انتظام کر دئیے تھے اور اُن کی خبر گیری اور انتظام کے لئے افسر مامور کر دئیے تھے اور اس امر کے متعلق تمامی مورخ ہم زبان ہیں۔

ایسے ایسے مختلف النوع کارہائے عظیمہ اور رسل و رسائل اور فوجی افکار کے درمیان جیسی دوسرے انسان پر کبھی نہیں پڑیں۔ نپولین انسانوں کی رفاہ اور بہبودی کے عظیم الشان کاموں میں بھی ہمہ تن مصروف رہا۔ اُن ذرا ذراسی مہلتوں میں جو محض اتفاق سے اُس کو اپنے دشمنوں کے مقابلے کے دوران میں مل جاتی تھیں اُس نے تمامی فرانس کے دورے کئے۔ جہاں جاتا ذہنی اور اخلاقی ترقی کا کچھ نہ کچھ سامان کر دیتا۔ پیرس میں نپولین کے نشانات اب بھی باقی ہیں اور فرانس کے کسی دور دراز حصے میں چلے جائیے اور وہاں نپولین کی ہمدردی۔ دور اندیشی اور فراست اور ان تھک عزم وہمت کے نشان نظر آئینگے

اُس نے فرانس کے قدیم بادشاہوں کے مقبرہ سینٹ ڈینس کو نہایت خراب اور شکستہ حالت میں دیکھا۔ فوراً اُس نے اُس کی مرمت کرائی اور پہلے سے زیادہ بارونق بنادیا۔ اسی طرح سینٹ جینی ویو St. Genevieve کے گرجا کو جو خراب خستہ ہو گیا تھا درست و آراستہ کر دیا۔

اُس نے وینڈوم کے عالی شان ایوان کو بطور یادگار کے بنا کیا اور اُس کا وسعات کا بلند چہار پہلو مینار جس پر پتل کے اُبھرے ہوئے حروف میں الم اور آسٹرلٹز کی مہمات کے حالات درج ہیں سیاح کو حیرت میں ڈال دیتا ہے اور یہ یادگار۔ فوج عظیمہ کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے۔ یہ مینار اُن توپوں کے لوہے سے بنا ہے جو الم اور آسٹرلٹز کی مہمات میں دشمن سے چھینی گئی تھیں۔ نپولین جنگ میں صرف اسی مدعا سے مصروف رہا تھا کہ فرانس پر یورشیں نہ ہوں اور اُس کی دوسری اقوام سے صلح رہے اور اُس نے اسی پچھلی مہم سے جو بڑی اہم اور ملحقہ تھی تمامی براعظم یوروپ میں ٹھنڈک ڈال دی۔ نپولین کی خواہش تھی کہ اس مینار پر شارلیمین کی مورت ڈھال کر قایم کی جاوے

لیکن شکرگذار فرانسیسی قوم نے اس بات پر بہت زور دیا کہ مینار کی چوٹی پر صلح کے بانی سورما یعنی خود نپولین کا بت قایم کیا جاوے۔ جب پچیس سال متواتر یوروپ کو برباد کرکے متحدہ بادشاہوں کی مخالف فوجیں پیرس میں درآئیں اور نپولین کو جلا وطن کردیا اور قدیم خاندان بوربون کو بحال کیا تو اس شاندار مینار سے نپولین کے بت کو اتار ڈالا۔ یہ تو کیا۔ لیکن نپولین کے اس بت کو جو فرانسیسیوں کے گوشہ جگر میں جگہ پاچکا تھا۔ یہ دشمن جدا نہ کرسکے یعنی۔ بوربون خاندان کو قوم نے پھر فرانس بدر کردیا اور نپولین کا بت پھر اسی مقام پر نصب کردیا گیا اور اب کسی کی مجال نہیں کہ قوم کے محبوب کے اس بت کو کوئی پلید ہاتھ لگاسکے۔

ٹوئی لریز کو لوور ہی سے ملاکر نپولین نے اس کو اعلیٰ زرین ایوان کردیا۔ یہ ایوان اس درجہ پر اس غرض سے نہ پہونچایا گیا تھا کہ شاہنشاہ اس میں رہ کر عیاشی اور نفس پرستی کرے بلکہ یہ قوم کا ایوان تھا جس کو اس ایوان کے ساکن بادشاہ سے طرح طرح کے فوائد پہونچ رہے تھے۔ کیبر وزیل میں فتوحات کی یادگاریں نہایت ہی عظیم الشان محراب تعمیر کی گئی۔ اور اس سے بھی عالی شان محراب کی اسی سال الیسین فیلڈ کے میدان میں بنیاد رکھی گئی۔ اس کے علاوہ پندرہ اور دوسری رفیع الشان عمارتوں کی پیرس میں بنیاد رکھی گئی۔ بڑی زبردست کلیں دریائے سین کے کنارے اس غرض سے لگائی گئیں کہ دریا کا پانی بلند کرکے اٹھارہ فواروں میں پہونچایا جاوے جو رات دن برابر چھوٹتے رہتے تھے۔ دریا کے کنارہ نہایت عمدہ گھاٹ تعمیر کئے گئے اور ایک نہایت عالی شان پل جو پہلے سے چھڑا ہوا تھا تکمیل کو پہونچایا گیا۔ اور اس کا نام آسٹرلٹز برج رکھا گیا۔ اس کے بعد ایک اور جدید پل کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کا نام جینا برج رکھا گیا۔ یہ سب عمارتیں ان بڑی عمارتوں کا صرف ایک جزو تھیں جو پیرس میں شروع کی گئی تھیں۔ فرانس کے دور و بعید صوبوں میں بھی نپولین نے رفاہ عام

کے کاموں کی طرف پوری توجہ کی۔ بڑی بڑی نہریں نکال کر اُس نے تمام فرانس کو سیراب
کر دیا۔ بڑی بڑی سڑکیں جنھیں دیکھکر سیاح دنگ ہو جاتا ہے اُسی کے زمانہ کی یادگار ہیں۔ نپولین
نے سڑکوں کا کام چھیڑکر سخت تاکید کی کہ بہت جلد ختم ہوں سیلپن کا درہ جس کا نام دنیا میں
مشہور ہے نپولین ہی کا درست کرایا ہوا ہے۔ موسیل کی گھاٹی کی سڑک رونیں سے لیکر
لیالنس تک عظیم الشان سڑک نیس Nice سے لیکر جینوا Genoa تک کی بڑی سڑک۔
کوہستان سینس اور جینور۔ اور دریاے رین کے کنارے کی طولانی سڑک اور اینٹورپ
کی رفیع الشان عمارتیں۔ اس بات کی کبھی نہ مٹنے والی شہادت ہیں کہ نپولین کی یہی آرزو
تھی کہ اُس ملک کو خوش حال اور مالا مال کر دے جس کے جمہور نے اُس کے سر پہ
تاج شاہی رکھا تھا۔

انھیں کاموں سے نپولین کو روحانی مسرت ہوتی تھی اور یہی وہ شہرت تھی جس کی اُس کو
آرزو تھی اور یہی وہ لازوال ناموری تھی جس کا وہ دل دادہ تھا۔ اپنے بعد وہ یوروپ میں
ایسے ایسے نشان چھوڑ گیا ہے کہ اب کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتے۔ لیکن صد افسوس
یوروپ اُس کے مقابلہ پر آمادہ اور تیغ بکف رہا اور مخالفوں کے حملے روکنے کو اسے ہمیشہ
اس کی ضرورت رہی کہ باوجود ان رفاہ عام کے کاموں کے چار لاکھ استمراری فوج
کی بھی تنخواہ دیا کرے اور آئے دن کی لڑائیوں کے صرف بھی برداشت کیا کرے۔

نپولین ایک بڑا سنجیدہ شخص تھا۔ اور مذہبی خیالات کی طرف اس کا پورا رجحان تھا
سن شعور سے وہ ہمیشہ لہو و لعب اور دوسری قسم کے رواجی شوقوں سے محترز رہا اور
جب جوان ہو کر پختہ کار سپاہی اور تجربہ کار جنرل ہو گیا تو سپاہیوں نے اُس کو فادر تھاٹ
فل (خیال میں ڈوبا ہوا پادری) خطاب دیا۔ اگرچہ وہ مسیحی مذہب کو منجانب اللہ اور منزل
من اللہ عقیدتاً نہیں سمجھتا تھا تاہم بائبل کے مذہب کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔
ملحد یورپ کی طرف سے اُس پر طعنے ہوتے تھے تاہم وہ بڑے استقلال سے اپنی رائے کا

پابند رہا کہ جماعت کی بہبودی کے لئے مذہب ایک لازمی شئے ہے اور اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے انسان اور بلکہ خود روح کو مذہب کی حاجت ہے۔ نپولین کی صرف ۳۴ ہی سال کی عمر تھی کہ اُس نے اپنے بھائی لوئی کو جس کی اُس وقت پندرہ برس کی عمر تھی اور نیک چلن ایماندار لڑکا تھا رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہو جانے پر آمادہ کیا۔ لوئی کہتا ہے "میں اُس وقت ایک کم سن لڑکا تھا اور میں اپنے بھائی نوناپارٹ ہی کے مشورے اور تاکید سے رومن کیتھولک فرقہ میں داخل ہوا اُس نے میری تعلیم کے لئے ایک لائق اور نیک نہاد پادری کو مامور کیا۔ میڈم کیمپین کے مدرسہ نسواں کا نصاب نپولین کے سامنے پیش ہوا خواندگی کی دیگر دفعات کے متعلق ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ لڑکیاں ہفتہ میں دو بار نماز میں شریک ہوا کریں۔ نپولین نے اس دفعہ میں فوراً ترمیم کر دی اور ہفتہ میں دو بار کی بجائے کاٹ کر بنا دیا "ہر روز" نماز میں شریک ہوا کریں۔

ایک روز جنرل برٹ رینڈ نے نپولین سے پوچھا "آپ کو بھی خدا پر یقین ہے اور مجھے بھی ہے۔ یہ تو سب درست ہے۔ مگر آخر خدا ہے کیا چیز؟ اور اُس کی بابت ہمیں کیا علم ہے؟ کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟"۔

نپولین نے جواب دیا "ہاں! خدا کیا ہے؟ کیا میں اُس بات کو جانتا ہوں جس پر میرا عقیدہ ہے؟۔ لیکن نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بھلا یہ بات تو مجھے بتائیے کہ ذکاوت کیا شئے ہے؟ اور یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ آپ میں ذکاوت موجود ہے۔ کیا آپ نے ذکاوت کو دیکھا ہے؟ اور وہ کوئی چیز ہے؟ کیا ذکاوت آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے؟ پھر آپکو اُس پر کیوں یقین ہے؟ یقین کی یہی وجہ ہے کہ ہم معلول کو دیکھتے ہیں اور علت پر یقین کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ہم اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اب بتاؤ کیا یہی بات نہیں ہے جو میں کہتا ہوں۔ یہی حال میدان جنگ کا ہے اور جب جنگ شروع ہوتی ہے تو اگرچہ ہم نقشہ اور تجویز جنگ سے آگاہ نہیں ہوتے

تاہم فوری نقل و حرکت اور اس کے اثر پر متحیر ہو کر تعریف کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں فلاں شخص بڑا ذکی ہے۔ اور جس وقت ہنگامۂ قتال گرم ہوتا ہے اور فتح کی مشتبہ حالت ہوتی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ تم سب سے پہلے میرا منہ تکنے لگتے ہو۔ ہاں بیشک تم بیساختہ مجھے پکارنے لگتے ہو اور یہ آوازیں میں نے ہمیشہ سنی ہیں کہ تم سب کہتے ہو" اے شاہنشاہ! اس وقت وہ کہاں ہے؟ اسی کے احکام کی حاجت ہے" اس صدا کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ اضطراری صدا نہیں ہے؟ اور اسی واثق عقیدہ کی وجہ سے نہیں ہے جو تم کو میری ذات پر ہے؟ یعنی میری ذکاوت پر۔

"پس مجھ میں بھی ایک قدرتی جوشش ہے۔ ایک علم ہے۔ ایک عقیدہ ہے۔ اور تمہاری طرح میں بھی پکار اٹھتا ہوں۔ اور میرے منہ سے بھی یہ صدا بے اختیار نکل جاتی ہے۔ میں غور کرتا ہوں اور اس کی رنگ برنگ قدرت اور صنعت کو دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں "اے خدا" مجھے حیرت ہوتی ہے اور میں بیساختہ کہتا ہوں "خدا موجود ہے"

"اب چونکہ آپ کو ذکاوت پر یقین ہے تو ذرا مہربانی کر کے فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جس نے انسان کو ایسی مخصوص ذکاوت۔ ادراک اور قوت ایجاد عطا کی ہے۔ جواب دیجئے۔ یہ سب صفات کہاں سے آتی ہیں۔ آپ نہیں بتا سکتے۔ کیوں نہیں بتا سکتے ہیں نا۔؟ اسی طرح نہ میں بتا سکتا ہوں نہ کوئی دوسرا بتا سکتا ہے۔ اس کے سوا بعض آدمی زیادہ ذکی ہوتے ہیں اور بعض کم اور یہ بات ضرور ہوتی ہے اور محتاج ثبوت نہیں۔ اور جب ذکاوتوں میں فرق ہے تو اس فرق کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ یہ فرق نہ آپ نے پیدا کیا ہے اور نہ میں نے اور ذکاوت محض ایک لفظ ہے اور اپنی علت کا پتہ نہیں بتا سکتی۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ یہ ایک حس ہے تو ایسا مغالطہ ایک طبیب صاحب کو دیجئے جو تشخیص امراض کیا کرتے ہیں اور جن کا علم محض ظنی ہے۔ بونا پارٹ یہ فریب

دکھائیگا۔ کیوں؟ اب سمجھے ؟ ۔ یا اب بھی خدا کے وجود میں کچھ شک باقی ہے"؟۔

رومن کیتھولک فرقہ مذہب کے متعلق نپولین نے تعلیم میں بہت نمایاں حصے اور بچوں کی تعلیم کا ان کے ہاتھ میں دینا اُس نے مناسب نہ سمجھا ۔ کیونکہ یہ لوگ پرانی لکیر کے فقیر تھے اور زمانہ کی جدت اور ترقی کے سخت مخالف تھے ۔ اسی وجہ سے نپولین نے اُن کو اس قابل نہ سمجھا کہ وہ لڑکوں کو تعلیم دیں ۔ اس زمانہ میں نپولین کو جمہور کی اولاد کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی اور اُس نے ایک دارالعلوم اس غرض سے قایم کیا کہ اُس سے لایق ترین شخص پیدا ہو کر بچوں کو تعلیم دیں اور وہ سلطنت میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز کئے جایئں اور مذہبی تعلیم پادریوں کے سپرد کی گئی ۔

جنوری ۱۸۰۱ء سے لیکر جولائی تک نپولین انھیں شاقہ محنتوں میں مصروف رہا اور اسی اثنا میں وہ انگلستان کے حملوں کو جو فرانس پر برابر ہو رہے تھے روکتا رہا اور یورپ کے تمامی فرماں رواؤں سے نہایت ہی اہم معاملات پر خط و کتابت بھی کرتا رہا ۔

کوہستان ایپی نائنس کے جنوبی ڈھال پر جنیوآ کی ریاست واقع تھی وسعت میں وہ جزیرہ روڈس کے مساوی تھی اور اُس میں پانچ لاکھ آدمی آباد تھے ۔ سب آدمیوں کے خیالات جمہوری حکومت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ اب چونکہ یورپ میں نہایت ہی شدید جنگ وجدل واقع تھا ۔ لہذا جب تک جنیوآ کو کوئی زبردست حامی مدد نہ دیتا وہ اپنی حفاظت آپ نہ کرسکتا تھا اور چونکہ وہ فرانس سے بالکل ملا ہوا تھا اُس کے جمہور نے چاہا کہ فرانس سے اُس کا الحاق ہو جائے ۔ چنانچہ جنیوآ کے اراکین نے ایک ڈیپوٹیشن نپولین کے پاس روانہ کیا جس نے آکر نپولین سے استدعا کی کہ جنیوآ کا فرانس سے الحاق کر لیا جائے ۔ ڈیپوٹیشن نے کہا:-

"اس سے پیشتر بھی جنیوآ کو محفوظ و مامون رکھکر جہاں پناہ نے جنیوآ کے جمہور پر

احسان کیا ہے لیکن اُس کی خوش حالی اور سرسبزی اوج کمال کو اُسی وقت پہونچیگی جب کہ جہاں پناہ اُس کو براہ راست اپنے سایۂ حفاظت و حمایت میں لینگے اور اس پر خود فرمانروائی کرینگے جملہ حالات پر نظر ڈالنے اور غور کرنے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری نہایت خطرناک حالت ہوگئی ہے اور سخت ضرورت واقع ہے کہ اُس کا فرانس سے الحاق کر لیا جائے اس لئے کہ فرانس جہاں پناہ کے دورِ حکومت میں لازوال شہرتوں کا مرکز اور گھر بن گیا ہے اور یہی تمنا ہم کو جہاں پناہ کی خدمت میں لائی ہے۔ اس اظہار آرزو کی کوئی خارجی وجہ نہیں ہے بلکہ صرف یہی وجہ ہے کہ ہماری حالت نہایت نازک اور مخدوش ہے۔"

جب نپولین جینوآ کے الحاق کی غرض سے جینوآ میں داخل ہوا تو جس مسرت سے اُس کا استقبال کیا گیا وہ بیان سے خارج اور باہر ہے۔ ایسے ایسے دھوم دھام کے جلسوں کا انتظام کیا گیا کہ اٹلی میں اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئے تھے اور شہر کے مجسٹریٹوں نے شہر کے پھاٹک پر آکر جینوآ کی کنجیاں نپولین کے سپرد کیں اور حسب ذیل تقریر کی:-

"جینوآ جس موقع سے واقع ہے وہ بے نظیر موقع ہے۔ اب وہ بہت زیادہ نامور ہو جائیگا اس لئے کہ اب اُس کی حفاظت جہاں پناہ کے ہاتھ میں ہے جینوآ اسیا ایک سورما کی گود میں دیدیا گیا اور اسی وجہ سے اُس کی کنجیاں اس سورما کے سپرد کی جاتی ہیں۔ یہ سورما اپنا جواب نہیں رکھتا اور یقینی اُس کی بدولت جینوآ خوش حال ہوگا اور جینوآ سرسبز اور مالا مال ہو جائیگا۔"

شہر میں اس کثرت سے روشنی کی گئی تھی کہ دن کا عالم ہو گیا تھا۔ توپوں کی سلامیوں سے دامان کوہ اور سمندر گونج رہے تھے۔ آتشبازی کے گل بوٹوں نے چمنستان اور پرستان کا عالم کر دیا تھا اور جینوآ فرانس سے متعلق ہونے پر الیسا

اظہار مسرت کر رہا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا۔

نیپلس کی ریاست میں اسی لاکھ کی مردم شماری تھی اور اس کی لامحدود خود سر حکومت تھی۔ اس ریاست پر بوربون خاندان کا ایک بادشاہ حکمران تھا۔ نپولین کو یہ دغا شعار بادشاہ بار بار فریب دے چکا تھا اور نپولین پر حملہ کرنے کو برابر فوجیں بھیجا کرتا تھا اور جب دشمنوں کے مقابلہ میں نپولین مظفر و منصور ہوتا تو یہ بادشاہ خوشامد اور التجائیں کیا کرتا تھا اور نپولین بڑی عالی حوصلگی سے اس کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ جس وقت نپولین پیرس سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر آسٹرلٹز کے میدان میں متحدہ دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا تو نیپلس کے بادشاہ نے عادت کے موافق نپولین پر حملہ کرنے کے اس موقع کو غنیمت خیال کیا اور بلا وجہ انگلستان کے جنگی جہازوں کو اپنے بندر میں بلا کر اپنی پوری پچاس ہزار فوج کو۔ انگلستان۔ روس اور آسٹریا کی افواج کے ساتھ شامل کر کے فرانس پر حملہ کر دیا۔ آسٹرلٹز کی فتح کی دوسری صبح کو نپولین نے اس خبر کو سنا اور غصہ سے اس کا برا حال ہو گیا۔

یورپ کے بادشاہ تو نپولین کو ایک غارتگر سمجھتے تھے جو ان کے خیال میں حفاظت قانونی سے بھی خارج تھا اور اس کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس پر قائم رہیں معیوب خیال کرتے تھے۔ بڑے بڑے صلح ناموں کو جو انھوں نے نپولین سے کئے تھے حقیقت اور بے وقعت خیال کیا۔ ان سے جہاں تک ہو سکتا تھا وہ اس کے دربار میں بکھیڑا داخل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ فرانس میں خانہ جنگی کی آگ کو بھڑکاتے تھے لیکن جب میدان جنگ میں اس سے مقابلہ ہوتا تو ہمیشہ اس کے سامنے سے فرار ہوتے تھے اور پتلا حال ہو جاتا تھا۔ اور جب معاملات ملکی اور اس کے متعلق توڑ جوڑ کا کام پڑتا تھا تو ہمیشہ کان ٹیک جاتے تھے۔ لیکن جہاں نپولین نے پشت پھیری اور یہ سب اس کی بے خبری میں خنجر بھونک دینے کو آستینیں چڑھانے لگتے۔ چار کروڑ متکبر

فرانسیسیوں نے یک زبان اور یک دل ہو کر اُس کو تاج شاہی پہنایا اور اپنا بادشاہ بنایا تھا۔ لیکن یورپ کے خودسر تاجدار اب تک یہی گائے جاتے تھے کہ وہ تخت و تاج کا مستحق ہی نہیں ہے۔ اُس کے لقب شاہنشاہی کو تسلیم نہ کرتے تھے اور حقارت سے اُس کو مسٹر بونا پارٹ[1] کہا کرتے تھے اور اپنی ملکی کارروائیوں میں ہمیشہ اسی کی جستجو میں رہتے تھے کہ اُس کے شاہنشاہی دبدبہ کو تسلیم نہ کریں۔ نپولین کو ہر صورت سے بدنام کرنے میں انھوں نے کبھی پس و پیش نہ کیا وہ کہتے تھے کہ نپولین واہم الخز ہے۔ عیاش ہے۔ قاتل ہے۔ خون کا پیاسا ہے۔ اور اُن رشتہ دار عورتوں سے زنا کرتا ہے جو مذہب کی رو سے اُس پر حرام ہیں۔ یہ بادشاہ اُن لوگوں کی پرورش کرتے تھے جو نپولین کے لئے مہلک آتشیں کلیں ایجاد کرتے تھے اُس کے کھانے میں زہر آمیز کرتے تھے اور اُس کے ذبح کرنے کو اپنی چھریوں پر باڑھیں رکھتے تھے۔ لیکن جس اخلاقی عالی حوصلگی سے نپولین نے ان باتوں کو برداشت کیا اور اپنے کام سے کام رکھا دنیا کی حیرت کا باعث ہے۔ اب چونکہ نپولین نیپلس کے بادشاہ کی تین مرتبہ متواتر خطا معاف کر چکا تھا لہٰذا اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ چوتھی مرتبہ ایسے دغاباز کے فریب میں نہ آئے گا۔

اور اُس نے بڑے شد و مد کے ساتھ اپنی افواج میں حسب ذیل اعلان مشتہر کیا۔

"اے فرانسیسی سپاہیو۔ گذشتہ دس سال سے جہاں تک میرے امکان میں تھا

---

[1] سویڈن کے بادشاہ گسٹیوس نے ایک سرکاری مراسلہ میں جو اس نے فرانس کے وکیل کو خود اپنے دار الحکومت سٹاک ہالم میں دیا تھا لکھا اخبار مانی ٹیور کے ایک گستاخانہ مضمون پر جس کی مسٹر بونا پارٹ نے اجازت دیدی کہ شائع کیا جائے سخت حیرت ہوئی"۔ روس کا بادشاہ اسکندر ہمیشہ اپنی مراسلت میں نپولین کو فرانس کی حکومت کا سردار لکھتا تھا۔ برطانیہ کی گورنمنٹ کی تاکید تھی کہ سینٹ ہلینا کے قیام میں نپولین کو ہمیشہ جنرل بونا پارٹ لکھا جائے"۔ گسٹیوس تو بڑے وثوق سے نپولین کو وہ درندہ جانور یقین کرتا تھا جس کا کتب آسمانی میں تذکرہ آیا ہے۔ ۱۲ مصنف

نیپلس کے بادشاہ کو میں بچا تا رہا ہوں لیکن میں کیا کروں۔ وہ تو بار بار وہی حرکات کئے جاتا ہے جو اُس کی بربادی اور تباہی کا باعث ہیں۔ ڈیگو۔ مانڈ ووی اور لودی کی لڑائیوں کے بعد ظاہر ہے کہ وہ میرا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ اور میں نے اس بادشاہ کے معاہدہ پر اعتبار کر کے اُس کو معاف کر دیا۔ پھر جب میرنگو کی جنگ میں تم نے دوسری مرتبہ جتھہ کو فنا کیا تو میں نے دوبارہ اس بادشاہ کو معاف کر دیا۔ اگرچہ پہلی پیشقدمی اور جنگ کی چھیڑ اسی نے کی تھی۔ اُس وقت متحدہ بادشاہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور یہ تنہا اور نہتا رہ گیا تھا اور میرے قدموں پر گرا اور میں نے اس سے درگذر کیا۔ اب تیسری مرتبہ کا ذکر ہے کہ تم اس کے دارالحکومۃ کے پھاٹک پر جا پہونچے تھے۔ اور میرے پاس قوی قراین اور شبہات موجود تھے کہ یہ میرے خلاف خیالات میں غرق تھا اور خفیہ سازباز ہو رہا تھا۔ لیکن میں نے بڑی عالی حوصلگی سے کام کیا اور اس کے عذر کو کہ وہ اس جنگ میں خاموش رہے گا اور کسی کا شریک نہوگا مان لیا اور میں نے تم کو حکم دیا کہ نیپلس کو خالی کردو۔ اور دیکھو یہ تیسری بار میں نے نیپلس کے بادشاہ کو معاف کیا۔ اور اُس کو اُس کے تخت پر قایم رکھا۔ لیکن کیا ہم ایسے بادشاہ کو چوتھی مرتبہ بھی معاف کرینگے اور چوتھی مرتبہ اُس کی بات کا اعتبار کرینگے۔ کیونکہ اُس میں نہ ایمان ہے۔ نہ غیرت ہے اور نہ سمجھ ہے۔ نہیں نہیں۔ ہم ہرگز ہرگز اس کو معاف نہ کرینگے۔ **نیپلس کے بادشاہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔** یوروپ کی آبرو اور میری سلطنت کے امن کے لئے اب یہ بات ضروری ہے کہ یہ بادشاہت معدوم کر دیجائے ''

مانا کہ نپولین کے خلاف اس کارروائی پر لوگوں نے نکتہ چینی کی۔ لیکن اُن کی تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ قابل توجہ نہیں۔ لیکن نپولین کے اس فعل کو کہ وہ خود سر بادشاہوں کی دغا اور قاتلوں کے خنجر سے اپنی جان کو محفوظ کرے متحدہ بادشاہوں نے ہمیشہ ایک قبیح اور مذموم فعل سمجھا۔ ایلیسن صاحب اس معاملہ پر حسب ذیل لکھتے ہیں

"ایک فرماں روا کے خلاف جو یورپ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے خلاف ہنوز مخالفت کے منصوبے ہی کر رہا تھا اور اس بادشاہ نے نپولین کو یورپ کے دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں بہت کم گزند پہونچایا تھا۔ یہ بے رحم فاتح نپولین کی ظالمانہ اور انوکھی سختی تھی۔ اور اس میں وہی احتیاط اور دوراندیشی مخلوط تھی جس سے وہ اپنی بلند نظر تجویزوں کی ہمیشہ رہنمائی کیا کرتا تھا۔ آؤ۔ اس معاملہ کو اسی طرح دیکھیں جس طرح خود فرانسیسیوں نے بیان کیا ہے۔

"نیپلس کے بادشاہ اور اس کے وزرا نے جن کے گلوں پر خنجر رکھے ہوئے تھے اور جن کو فوراً حملہ کی دھمکی دی جارہی تھی ۲۱۔ستمبر کو یہ عہد و پیمان کرلیا کہ وہ جنگ میں فریقین کے شریک نہ ہونگے اور انھیں دھمکیوں کی حالت میں ۸۔ اکتوبر کو عہدنامہ پر دستخط بھی ہوگئے۔ اس کے چھ ہفتے کے بعد نیپلس کے بندرگاہ میں روس اور انگلستان کے جہاز آئے اور نیپلس کے بادشاہ نے اپنے وزیروں کے مشورہ سے اس عہدنامہ سے انحراف کردیا۔ اور جنگ میں شریک ہوکر فرانس کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا۔ اور بیشک ایسی معاہدہ شکنی ایک قوم کے بادشاہ کی عزت اور غیرت کے اعتبار سے نہایت مذموم تھی۔ اور اسی وجہ سے نپولین نے اس بادشاہ کو تخت سے اُتار دیا اور اگر وہ اس سے زیادہ بھی سزا دیتا تو کچھ بیجا نہ تھا" لیکن باوجود اس کے ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ وجہ بادشاہ کو تخت سے اُتار دینے کے لیئے کافی بھی تھی یا نہیں۔ اور یہی بات بحث طلب ہے۔ اگر یہ وجہ کافی ہو تو یورپ کی کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوتی جس نے پچاس مرتبہ ایسے معاہدوں سے انحراف نہ کیا ہو اور ان قوموں کے بادشاہوں کو بھی تخت سے اُتار دیا جانا چاہیئے تھا اور اُن کی ممالک کا الحاق ہونا چاہیئے تھا"

نپولین نے فوراً اپنے بھائی جوزیف کو لکھا "میری خواہش ہے کہ فروری کی شروع تاریخوں میں تم نیپلس میں درآؤ اور اسی فروری میں میرے پاس خبر پہونچ جائے کہ

وارالحکومت پر میرا پھریرا اُڑرہا ہے تم نہ جنگ موقوف کرنے کے مجاز ہو اور نہ تم کو یہ اختیار ہے کہ کسی کی اطاعت قبول کرلو۔ میرا عزم بالجزم ہے کہ اب بوربون نیپلس پر فرمانروائی نہ کریں اور خود میرے خاندان کا ایک شخص اُس پر حکمراں ہو۔ اول تو میں تم کو منتخب کرتا ہوں اور اگر تم پسند نہ کرو تو میں کسی دوسرے کا انتخاب کرلونگا۔"

چنانچہ جوزلف اپنے ہمراہ ایک فوج لے کر نیپلس کو روانہ ہوا اُس کے پہونچتے ہی شاہی خاندان کو ہمراہ لے کر انگریز بدجواسی سے فرار ہوگئے۔ اب چونکہ نپولین نے ایک فرماں روا کو نکال دیا تھا اور اُس کے بجائے اپنے بھائی کو تخت نشین کیا تھا لہذا اُس کی طرف سے تمام یوروپ میں سخت ہی ناراضی پھیلی اور نپولین کی افکار میں اور بہت سی فکروں کا اضافہ ہوگیا۔ لیکن اگر بار بار کی دغاؤں کے باوجود نپولین نیپلس کے بوربون بادشاہ کو تخت پر برقرار رکھتا تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ ہوتا کہ جب نپولین یوروپ کے دوسرے بادشاہوں سے مقابلہ میں مصروف ہوتا تو یہ بادشاہ نپولین پر پیچھے سے حملہ آور ہوتا اور نہایت ہی شدید نقصان پہونچاتا۔ پس نپولین نے بڑی دانائی سے آسان تر مصیبت کو منتخب کیا اور اب یہ بات بھی نپولین کے دل میں اچھی طرح جاگزین ہوگئی کہ یوروپ کے تمامی چھوٹے چھوٹے فرمانروا دل میں اُس کی طرف سے سخت مخالفت رکھتے تھے اور ہمیشہ اس بات کے منتظر تھے کہ اُس پر حملہ کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اور اس لئے اب نپولین نے اس بات کی بڑی ضرورت سمجھی کہ ان ریاستوں پر اُس کے رفیق فرماں روا ہوں۔ اور اس حکمت عملی پر فرانس کی بقا ہی منحصر نہ تھی بلکہ اب فرانس کے عروج اور شان و شکوہ کے لئے بھی اس بات کی حاجت تھی۔

ہالینڈ ایک مرطوب ملک ہے اُس کی زمین ایسی نشیب میں واقع ہوئی ہے کہ سمندر کو بندوں اور پشتوں سے روک کر زراعت کیجاتی ہے اُس کی آبادی پچیس لاکھ

ہے۔ فرانس کو دیکھ کر ہالینڈ کے باشندوں نے بھی انقلاب برپا کر کے خودسر بادشاہ کے ظلم سے رہا ہونے کی کوشش کی۔ اس پر انگلستان نے دوسرے بادشاہوں سے ایکا کر کے اس پر حملہ کر دیا جس طرح فرانس پر کیا تھا اور فوراً اس کی نوآبادیاں چھین لیں سمندر سے اس کی تجارت کو میٹ دیا اور اس کے بندرگاہوں میں جہازوں کا آنا قطعی بند کر دیا۔ اُدھر خشکی سے دوسرے بادشاہوں نے یورش کی اور ہالینڈ میں گھس پڑے۔ اور جنگ شروع کر دی۔ اتنے بہت سے دشمنوں کے مقابلہ میں ہالینڈ اکیلا کیا کر سکتا تھا۔ اور مجبور ہو کر اس نے فرانس سے مدد مانگی۔ چنانچہ فرانس کی ایک جرار فوج نے آکر سب دشمنوں کو ہالینڈ سے باہر نکال دیا اس کے بعد فرانس نے نپولین کو اپنا شاہنشاہ مقرر کیا اور طرز حکومت کا نام تبدیل کر دیا۔ ہالینڈ نے بھی فرانس کی تقلید کی اور لوئی بوناپارٹ کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ فرانس اور ہالینڈ میں باہمی ہمدردی کی سخت ضرورت تھی اور ان کے خیالات پہلے سے ایک تھے۔ اور دونوں کی بقائے حیات کے لئے باہمی اتحاد شرط تھا۔ لوئی بوناپارٹ نہایت جفاکش اور ایماندار شخص تھا۔ دشمنوں نے بھی اس کو کبھی بری زبان یا لفظوں سے مخاطب نہیں کیا۔ اس کی رعایا اس کی فدائی تھی۔

سسالپین ریپلک کا نام نپولین نے اٹلی کی بادشاہت رکھا تھا۔ اس ریاست میں پینتیس لاکھ کی مردم شماری تھی اور نپولین ہی کی وجہ سے اس کا وجود باقی تھا۔ اگر نپولین اس کی مدد نہ کرتا تو آسٹریا کی دست درازی سے وہ ایک لمحہ محفوظ نہیں رہ سکتی تھی۔ وسط موسم سرما میں اس ریاست کے چار سو پچاس وکلاء کوہستان الپس کو عبور کر کے نپولین کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے امداد چاہی۔ کہ متحدہ بادشاہوں کے حملوں سے وہ ریاست کو بچالے۔ ان وکلاء نے حسب ذیل تقریر کی:۔

"سسالپین ریپلک کو ایک ایسے مددگار کی حاجت ہے جس کے نام عظمت اور

اس کی قوت کی ہیبت کو یورپ کے بادشاہ مانتے ہوں۔ اس مددگار کی حمایت میں ہماری
ریپبلک بھی ایسا وقار حاصل کریگی کہ دوسری طاقتیں جو ہماری ریپبلک کو تسلیم نہیں کرتیں
تسلیم کرینگی۔ ہماری ریپبلک کو کسی اور طریقہ سے یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس جنرل
بوناپارٹ سے ہم التجا کرتے ہیں کہ وہ اس ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے اور
فرانس کے نظم و نسق کے ساتھ اس کا بھی انتظام کرے اور اس کو فرانس سے ملالے
دول یورپ اس کو اسی وقت تسلیم کر لینگے"۔

ان وکلا کے سخت اصرار پر نپولین نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا۔ یوجین
کو اپنا وارث نامزد کیا اور فرانس کے سینیٹ سے حسب ذیل خطاب کیا:-

"فرانس کی سلطنت بڑی زبردست ہے۔ لیکن اس کی نرمی اس سے بھی فوقیت
ہے۔ اگر سچ پوچھئے تو ہالینڈ۔ سوئزرلینڈ۔ اٹلی اور جرمنی کو ہم نے فتح کرلیا ہے
لیکن ایسی فتوحات کے باوجود ہم نے بڑی نرمی سے کارروائیاں کیں یعنی ان
مفتوحہ ممالک میں سے سوائے ایک کے ہم نے کسی کو اپنے قبضہ میں نہ رکھا لیکن
اس ایک کو بھی محض اسی غرض سے اپنے قبضہ میں رکھا کہ ہم کو فرانس کی عظمت و
شان قایم رکھنے کے لئے اس کی سخت ضرورت تھی۔ چونکہ پولینڈ کو مخالفوں نے باہم
تقسیم کرلیا۔ ٹرکی کے بہت سے صوبے نکال کر اپنے تصرف میں کرلئے۔ ہندوستان
کے بہت سے ممالک اپنے قبضہ میں لے آئے۔ کثرت سے نوآبادیاں قایم کرلیں لہذا
مخالفوں کا پلہ بھاری ہوگیا۔ پس کسی قدر ہم وزنی قایم کرنے کے لئے ہم کو بھی کچھ اپنے
پاس رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ اور اگر ہم اٹلی کے ریپبلک کو فرانس میں ملحق کرلیں تو
ہماری طاقت بہت بڑھ جائیگی۔ لیکن ہم اس کو لیانس کے مقام پر بیٹھکر آزادی دے چلے
ہیں۔ اور آج ہم اس سے بھی زیادہ آگے ایک قدم بڑھاتے ہیں یعنی فرانس
کی سلطنت سے اس کی حکومت کو قطعی جدا کرکے اس کو علیحدہ بادشاہت بنائے

دیتے ہیں لیکن یہ کارروائی اتنے عرصہ تک اور ملتوی ہونا چاہیئے کہ ہم یہ کارروائی
کریں اور اُس کی خود مختاری میں دوسرے مخالف بادشاہ خلل انداز نہ ہوسکیں۔"

اٹلی میں یوجین نے بڑی نیک نامی کے ساتھ فرمانروائی کی یعنی اٹلی کے باشندے
اپنی پچھلی تاریخ میں یوجین کے دورِ حکومت کو سب سے اچھا دورِ حکومت بیان کرتے
ہیں۔ اور انتظامِ حکومت جو خود نپولین کے ہاتھوں سے ہوا سب پر فائق خیال کرتے
ہیں یوجین نے بھی نپولین کے قدم بقدم رکھا تھا۔ اور ہر بات میں نپولین کی دوراندیشی
اور عقلمندی کی پیروی کرتا تھا۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں "برخلاف دوسرے صوبوں کے
جن کو یورپ کے خودسر بادشاہوں نے اپنے تحت و تصرف میں کیا تھا۔ اٹلی کے باشندوں
نے یوجین کے عہدِ حکومت میں جو ایک غیر شخص تھا بڑی سرسبزی اور خوشحالی حاصل
کی۔ اٹلی میں صنعت و حرفت اور محنت کا جوش پیدا ہوگیا تھا۔ تمامی اعزاز اور عہدے اور
ترقیاں اٹلی والوں کے لئے مخصوص تھیں اور اُن میں کسی غیر کا دخل نہ تھا کوئی باہر کا
مجسٹریٹ یا افسر نہ تھا۔ بڑی بڑی ترقیوں کی تجویزوں کی بنیادیں پڑیں اور عالیشان عمارتوں
سے شہر کو چار چاند رونق ہوگئی۔ مفید نہروں سے ملک سیراب کیا گیا اور مالامال ہوگیا۔"

پیڈمانٹ کی ریاست میں پندرہ لاکھ کی مردم شماری تھی۔ اور آسٹریا کے ظالم پنجہ
سے رہا ہوجانے پر اُسے بے انداز مسرت تھی۔ ملکی معاملات اور خیالات میں وہ فرانس
کی مقلد تھی۔ اور بڑی خوشی سے اُس کے جمہور فرانس کے شریک ہوئے۔ پیڈمانٹ سے
بھی الحاق کی آوازیں آرہی تھیں۔ نپولین کے والدین اٹلی کے رہنے والے تھے اُسے
اپنے آبائی ملک سے بڑی محبت تھی۔ اٹلی کی زبان اُس کی مادری زبان تھی۔ اور اٹلی
کی بہبودی اور خوشحالی اور ترقی اُس کے مقاصد میں بڑے مقاصد تھے۔

اٹلی کا جزیرہ نما بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم تھا۔ ان ریاستوں میں
سے کوئی ریاست ایسی قوی نہ تھی کہ خود مختار رہ سکتی اور اُن کی بقا کی وہی صورتیں تھیں

صفحہ ۱۴۲

یعنی یا تو وہ آسٹریا کی حفاظت میں رہتیں یا فرانس اُن کی مدد کرتا - نپولین کی تمامی بلند نظری میں یہ خیال سب سے ارفع اور اعلیٰ تھا کہ ان ریاستوں کو آزاد کرکے اُن کی پُرانی شان وشوکت پر پہونچا دیتا - اُس کو اُمید تھی کہ اپنے دباؤ سے ان سب کو ایک اور متفق کرکے ایک بڑی سلطنت بناویگا جس کی ۲۰ کروڑ کی مردم شماری ہوگی - اور اِس کا دارالسلطنت وہی شہر روم قایم کردیا جاویگا - اُس کی خواہش تھی کہ اس قدیم عظیم الشان اٹلی کے پایہ تخت کو جو قدیم رومیوں کا دارالحکومت رہ چکا تھا اُن ویرانوں اور کھنڈروں سے جن سے وہ بھر گیا تھا نجات دیدے - اور اُس کی بڑی اور قدیم یادگاروں کو آیندہ کی بربادی سے بچا دے اور جہاں تک ہوسکے شہر کو اُسی پرانے درجہ کی عظمت وشہرت کو پہونچا دے جو صدیوں پیشتر رہ چکی تھی اٹلی کے باشندوں پر نپولین کا اسقدر اثر تھا کہ وہ اپنی تجویز کو بلاکسی قسم کی دقت کے انجام کو پہونچا سکتا تھا - لیکن بعض ملکی موانع ایسے پیش آئے کہ نپولین اپنی تجویز کو پورا نہ کرسکا - اُس کی تمنا تھی کہ یورپ کے بادشاہوں سے اُس کی صلح رہے اور قرب وجوار کے فرماں روا اُس کو دوستانہ نگاہ سے دیکھیں لیکن یہ بات میسر نہوئی -

آسٹریا کی تسلی اور دلدہی کی غرض سے نپولین نے تسلیم کرلیا تھا کہ وہ وینس کی ریاست پر دریاے ایڈیج تک حکمراں رہے اور اسپین کو اس طریقہ سے دوست بنایا تھا کہ اس کے دو شہزادوں کو اٹروریا کا فرماں روا بنادیا تھا - پوپ کو بدستور اُس کے کلیسائی مقبوضات پر حاکم رکھا تھا اور اس پر یورپ کے تاجدار خوش ہوئے تھے - بوربون خاندان کو بھی وہ چاہتا تھا کہ نیپلس پر بے کھٹکے حکومت کرتا رہے اور اگرچہ چند مرتبہ اُس نے معاہدہ شکنی کی تھی اور فرانس پر حملہ کیا تھا لیکن نپولین نے درگذر کیا تھا - ان حملہ کارروائیوں اور نرمیوں سے نپولین کو امید تھی کہ یورپ کے تاجداروں کو یقین ہوجائیگا کہ اُس کو بلند نظری اور دست درازی سے کوئی واسطہ نہ تھا اور ان بادشاہوں کو اپنی سلطنت میں جمہوری

حکومت کے اصول اور خیال پھیلنے کا ڈر نہ رہیگا۔ نپولین کے بازو میں طاقت تھی اور وہ چاہتا تو ان سب زمیوں کے خیالات کو بالاے طاق رکھ دیتا اور پھر اُس پر طرّہ یہ اور تھا کہ تمام اٹلی کے جمہور جمہوری حکومت کے خیالات اور لذت سے سرخوش تھے اور نپولین سے التجائیں کرتے تھے اور اُس کے اشارہ کے منتظر تھے کہ اپنے اپنے فرمانرواؤں کو حکومت سے جدا کردیں اور جمہوری حکومت قایم کریں۔ فرانس کی افواج اٹلی میں جہاں جاتی تھیں بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا جاتا تھا اور جمہور کا تمام گروہ اُن کو اپنا حامی یقین کرتا تھا۔ لیکن نپولین نے ہرگز اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ تمامی یورپ میں شعلۂ انقلاب کو مشتعل کرے۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ یوروپ کے دوسرے بادشاہ فرانس کو اس بات پر مجبور کردیں کہ وہ مکروہ اور ملعون بوربون خاندان کو پھر اپنا بادشاہ تسلیم کرلے اور تخت پر بٹھال دے۔ یہ الحاق اور دوسری ریاستوں سے اتحاد مختلف اوقات میں ۱۸۰۲ء سے لے کر ۱۸۱۰ء تک عمل میں آئے۔

فرانس کی اس وقت یہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ ایلیسن صاحب کہتے ہیں ”انگلستان نصف کرۂ شرقی اور نصف کرۂ غربی میں برابر اپنی طاقت اور مقبوضات کو بڑھاتا چلا جارہا تھا۔ اور فرانس۔ یوروپ کے بعض زرخیز صوبوں پر اپنا قبضہ جما رہا تھا۔ اور ان دونوں طاقتوں کے درمیان جانی دشمنی ہونا لازمی بات تھی۔ لیکن دونوں میں صرف فرق اسی قدر تھا کہ انگلستان اپنے وسیع مقبوضات اور سلطنتوں میں برّاعظم۔ جزائر اور ممالک اضافہ کررہا تھا یعنی جزائر مشرقی ہند میں۔ جزائر مغربی ہند میں شمالی امریکہ میں۔ جنوبی امریکہ میں۔ یوروپ میں۔ ایشیا میں۔ افریقہ میں۔ بحر اٹلانٹک میں۔ بحر پاسفک میں۔ بحر ہند میں۔ بحر روم میں۔ بحر احمر میں۔ بحر اخضر میں اور انگلستان فخریہ کہتا تھا کہ اُس کے مقبوضات پر کبھی آفتاب نہیں ڈوبتا۔[۱] اور باوجود

[۱] ہندوستان کو اُس رقبہ کی مردم شماری کا جس پر انگلستان نے اپنا قبضہ کرلیا تھا اٹھارہ کروڑ تخمینہ کیا گیا ہے۔ مصنف ۱۲

اس کے اُس نے فرانس کے مقابلہ کے لئے۔ روس۔ آسٹریا۔ ٹرکی۔ پروشیا۔ نیپلس۔ سویڈن۔ اسپین۔ پرتگال۔ اور ان کے علاوہ بیشمار چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے جتھہ بندی اور ایکا کیا تھا۔ اور اس پر بھی قناعت نہ کر کے انگلستان جو سمندر کا قطعی مالک تھا اور خشکی میں جس کی طاقت رومیوں کی قدیم سلطنت کی طاقت سے بڑھی ہوئی تھی تمام دنیا میں شور مچا رہا تھا کہ نپولین بلند نظر اور دست دراز ہے۔ لیکن اصلیت کل اتنی تھی کہ نپولین نے پیڈ مانٹ کی وادی۔ جینوآ۔ اور دریائے رین کی چند فرسنگ زمین جو اُس کے کنارہ پر واقع تھی حملہ آور افواج کے حملے روکنے کی غرض سے فرانس میں شامل کر لی تھی اور بیشمار مخالفوں سے مقابلہ کرنے کو اس نے اٹلی۔ بیویریا۔ سوئزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ اور چند دوسری ریاستوں سے رابطۂ دوستی پیدا کر لیا تھا۔ پس اگر اس کو دست درازی کے معنی سے تعبیر کیجیئے تو زبان کا بیجا اور غلط استعمال نہیں ہے تو کیا ہے قزاقوں کے مقابلہ میں نپولین کا یہ فعل بالکل ایسا ہی فعل تھا جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازہ میں مضبوط قفل ڈالا کرتا ہے“

نپولین کے دَورِ زندگی میں ایک شے اُس کے ہمیشہ خلاف رہی جس کو وہ خود جانتا تھا اور بار بار اُس کا ظہور ہوا اور خود جس کا اُس نے ہمیشہ ذکر کیا۔ نپولین کو اُس سے کبھی رہائی نہوئی اور وہ شے یہ تھی کہ خود سر بادشاہ ہمیشہ جتھہ بندیاں کر کے جمہوری فرانس کی مخالفت پر آمادہ رہے۔ پس اگر نپولین فرانس کی حدود وسیع کرنے اور دوسرے فرماں رواؤں سے اتحاد قایم کرنے میں غفلت کرتا۔ تو یوروپ کے تمامی خود مخالف بادشاہ اُس پر ٹوٹ پڑتے اور اُس کے سر سے تاج شاہی زبردستی اُتار لیتے لیکن اب چونکہ اُس نے اپنی سرحد کو مضبوط کیا اور دوسری ریاستوں سے رابطۂ اتحاد قایم کیا لہذا یہ کارروائی مخالفوں کو سخت ناپسند اور ناگوار ہوئی اور اُس کی بربادی پر اور بھی زیادہ مستعدی سے آمادہ ہوے۔ انگلستان کی حکومت خود سر حکومت تھی

انگلستان اور فرانس کی ملکی گیری کا مقابلہ

کہی جا سکتی اس لئے کہ ممالک متحدہ امریکہ کے بعد دنیا میں وہی سب سے زیادہ آزاد حکومت ہے لیکن اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ انگلستان کے امرا جمہوری خیالات کے غلبہ سے جس نے فرانس میں جڑ پکڑ لی تھی کانپ رہے تھے۔ کیونکہ انگلستان میں ہزاروں اشخاص اور پارلیمنٹ کے بہت سے فصیح و بلیغ ممبر جمہوری اصلاح کے لئے غل مچا رہے تھے۔ آئرلینڈ کی خصوصاً نہایت نازک حالت تھی اور قریب تھا کہ بغاوت ہو جائے۔ انگلستان کی بحری حکومت کو بھی صدمہ پہونچ جانا کچھ دور نہ تھا۔ اسلئے کہ اگر نپولین کو پوری فرصت ملجاتی اور وہ اپنی مخصوص ہمت سے کام کرنے کا موقع پا جاتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کیا کرتا۔ پس انگلستان کے باشندوں نے خوف زدہ ہو کر انگلستان کی گورنمنٹ کو اجازت دیدی تھی کہ وہ یورپ کے تمامی خود سر بادشاہوں میں جتنے بدیاں کرے اور آپ اُن کی رہنمائی کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ تمام یوروپ ایک طرف ہو گیا تھا اور سب بادشاہوں نے متفق ہو کر نپولین پر غلبہ پایا لیکن اب تو دیکھا جائے کہ یوروپ کا کیا حال ہے۔ اُس میں دو ہی قسم کے لوگ رہتے ہیں یعنی ظالم اور مظلوم۔ نپولین نے تو صاف صاف لفظوں میں کہدیا تھا "وہ دن قریب ہے کہ انگلستان واٹرلو کی فتح پر خون کے آنسوؤں سے روئیگا" وہ ایسا دن آنے والا ہے کہ جس کی ماجرا خیزی کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ صد افسوس کیسے کیسے مہلک اتفاقات ایکدم آکر جمع ہو گئے تھے۔ واٹرلو کی شکست بھی عجب شکست تھی کہ باوجود ایسے بڑے واقعہ کے ہزیمت اٹھانے والے فرانسیسیو کی کچھ بھی کسر شان نہ ہوئی۔ اور اسی کے ساتھ فاتح کی کچھ آبرو نہ بڑھی۔ یعنی فرانس کی بربادی کے بعد فرانس کا نام ہمیشہ یاد رہیگا اور انگلستان کی شہرت شاید اُس کے شادیانو کے شور ہی میں گم ہو جائیگی"

رابرٹ ہال صاحب کہتے ہیں کہ "جس وقت میں نے واٹرلو کی جنگ کے نتیجہ کو سنا تو مجھکو بے ساختہ یہ بات محسوس ہوئی کہ زمانہ کی ترقی کی دھرم گھڑی کا وقت دفعتاً چھ جگ

پیچھے لوٹ گیا"

اسی مضمون کے متعلق نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا " انگریز تو ہر شے کی تجارت کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آزادی کو فروخت نہیں کرتے۔ مجھے تو امید ہے کہ ایسا کرنے سے ان کو بڑی پوری قیمت ہاتھ لگے گی اور گرہ سے کچھ بھی خرچ نہ ہوگا۔ مثلاً وہ کونسی ایسی قیمت ہے جو چین اپنی آزادی کے عوض میں نہ دیگا وہ شخص تو میں ہوں جس نے آزادی کا خیال دلوں میں پیدا کرکے بڑی بھاری غلطی کی اور نقصان اٹھایا۔ لیکن وہ ملک انگلستان ہے جو میری غلطی سے بڑا بھاری نفع اٹھا سکتا ہے یعنی آزادی کو فروخت کرسکتا ہے۔ میں نے جمہور کے دلوں میں نئے آزادی کے اصول ایسے قایم نہیں کئے ہیں کہ اب وہ کسی کے مٹائے مٹ سکیں۔ انگلستان اب اس سے بڑھکر کوئی بھلائی نہیں کرسکتا کہ آزادی کے شریف اور عالی حوصلہ اصول اور خیال کو ترقی دے اور قوموں کی مدد کرے اسلئے کہ یہ آزادی تو اب قایم ہی ہوکر رہیگی۔ خودسر بادشاہ اُس کے روکنے میں ہزار سر مارتے ہیں لیکن بیفائدہ ہے۔ وہ ایک امر محال کے ممکن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک وقت آئیگا کہ یہ سب طاقتیں زایل ہوجائینگی اور یہ طاقتیں خاک میں ملجائینگی پس جب یہ نتیجہ ہونے والا ہی ہے تو کون سی عقلمندی کی بات ہے کہ نیک نیتی اور خوشی سے یہ کام نہیں کیا جاتا جس کے پورا کرنے کا میرا ارادہ تھا اور انگلستان یہ نیکنامی کا نتیجہ اپنے ہاتھ سے کیوں کھو رہا ہے جو اُس کو اس وقت حاصل ہے "

چونکہ نپولین کو اپنی نازک حالت پر واقفیت تھی لہذا اُس نے اپنے بھائی جوزیف کو لکھا " تم نیپلس میں لب سمندر نہایت ہی مستحکم قلعہ کی بنیاد ڈالو اور برابر دس برس تک اس کی تکمیل میں پچاس ساٹھ لاکھ فرانک صرف کرتے رہو اور ہر سال کچھ نہ کچھ اس قلعہ میں ایسا اضافہ کرتے رہو کہ چار پانچ سال کے اندر تم اس قلعہ میں پوری پناہ حاصل کرسکو اسلئے کہ مجھ کو اور تم کو دونوں کو معلوم نہیں کہ دو تین یا چار برس میں ہمارے

سامنے کیا حادثات پیش ہونے والے ہیں۔ ہم کو سو دو سو برس کی مہلت نہیں ہے۔ اگر تم محنت سے کام کروگے تو مصائب کے ایام میں اُتنے زمانہ تک اس قلعہ میں پناہ حاصل کرسکوگے کہ زمانہ پھر تمھارے موافق ہوجائے۔" نپولین نے ایک اور موقعہ پر ٹولی اریز کے ایوان میں اپنے خاص دوستوں کے سامنے کہا:۔ "صاحبو۔ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ یہ قطعی ممکن ہے کہ خود میرا بیٹا تھوڑے عرصہ میں چھ ہزار فرانک سالانہ کی آمدنی کو بڑی نعمت تصور کرے،، نپولین کا یہ مقولہ اُس زمانہ کا ہے کہ اُس کے اقبال کا ستارہ اوج کمال پر تھا۔

نپولین کو خوب معلوم تھا کہ انگلستان کے جمہور کا بڑا گروہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ فرانس سے جنگ کی جاے۔ اور یہ جنگ بعض امرا کی بدولت جاری تھی۔

سینٹ ہلینا میں نپولین نے اومیرا سے کہا۔" انگلستان کو فتح کرکے میں فرانس کا ہرگز ماتحت نہ بناتا اسلئے کہ ایسے مختلف مزاج کی دو قومیں ہرگز متحد نہیں ہوسکتیں۔ اگر میں اپنی تجاویز میں کامیاب ہوجاتا تو پارلیمنٹ کو توڑ کر بڑی بڑی اصلاحیں کردیتا۔ اور اُن امرا کی حکومت باقی نہ رہتی جو تم پر اب حکومت کررہے ہیں۔ آئرلینڈ کو میں انگلستان سے قطعی علٰحدہ کرکے جمہوری حکومت کا خیال دلوں میں نقش کردیتا۔ اور اُس کی حکومت خود اُس کے باشندوں کے سپرد کردیتا میں ہوس آف کامنس کو باقی نہ چھوڑتا اور اُس کی دوسری طرح اصلاح کرتا۔" ایلیسن صاحب کہتے ہیں:۔"اگر ایسے لالچ جیسے نپولین نے بیان کیے ہیں انگلستانیوں کے سامنے پیش ہوتے تو کیا انگلستان کے باشندوں کا نمک حلال اور اپنے بادشاہ کے ساتھ وفادار بنا رہنا ممکن ہوسکتا تھا۔ کوئی شبہ نہیں کہ اُن کے قدم ڈگمگا جاتے۔ الا چند سال سے اب حالت ضرور بدل گئی ہے لیکن اُس زمانہ میں ثابت قدم رہنا بہت دشوار تھا۔ سنہ ۱۸۳۰ء سے دیکھا جاتا ہے کہ انگلستان کے باشندے ذرا ذرا سی تحریک پرجوش سے بھرجاتے ہیں اور فرانس کے ساتھ متفق

ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ ظاہر کرتے ہیں وہ جمہوری اصولوں نے دلوں میں مضبوط جڑ پکڑ لی ہے
پس تجربہ سے اب صاف ثابت ہوگیا ہے کہ اپنے زمانہ میں نپولین نے انگلستان کے
باشندوں کے مزاج کو ایسا اچھا اور صحیح پہچانا تھا کہ خود انگلستانیوں نے بھی ویسا اچھا
اور صحیح نہ پہچانا تھا اور اگر واقعی ویسا ہی لانچ آرمی کے سامنے آجاتا جیسا نپولین نے
بیان کیا تو جمہور کبھی امراء اور بادشاہ کا ساتھ نہ دیتے۔ اگرچہ برطانیہ میں اس خیال سے
بہت جوش بھر گیا تھا کہ فرانس اس پر یورش کرنے کو تھا اور فرانس کے مقابلہ میں برطانیہ
کے باشندے متفق اور متحد ہوگئے تھے لیکن باوجود اس اتفاق و اتحاد کے ضرور مشتبہ حالت
تھی کہ برطانیہ کے بہت سے جمہور جو بادشاہ اور امراء سے ناخوش تھے انقلاب اور بغاوت
میں شریک ہوجاتے اگر آزادی اور حقوق میں برابری کی دل خوش امیدیں اُن کے
سامنے پیش کی جاتیں اور بفرض محال انگلستان کے سب ہی باشندے بادشاہ اور امراء
کا ساتھ دیتے اور وفادار رہتے لیکن اس میں کس کو شبہ ہے کہ آئرلینڈ باغی نہ ہوجاتا۔"

دریائے رین کے کنارہ بہت سے چھوٹے چھوٹے رئیسوں کی ریاستیں تھیں
ان سب نے ملکر اتفاق کرلیا اور ایک جتھہ قایم کیا۔ اس جتھہ کا بانی نپولین تھا۔ اس اتفاق کی
وجہ سے ایک بڑی فرمانروائی بنگئی۔ اس کا بالکل وہی ترکیبی حال تھا جو امریکہ شمالی کے
صوبجات متحدہ کا ہے۔ اس کی ایک کروڑ چالیس لاکھ کی مردم شماری تھی اور اس کا مشترکہ
نام دریائے رین کا جتھہ رکھا گیا۔ نپولین اس کا سربراہ کار اور محافظ تھا۔ ان
تمام ریاستوں میں مذہبی آزادی تھی اور سب فرانس کی شریک تھیں۔ یہ معاہدہ تھا کہ دشمن
سے جنگ ہو تو دو لاکھ فوج فرانس سے دیجائیگی اور تریسٹھ ہزار فوج یہ جتھہ فراہم کریگا۔ اور
معاملات متنازعہ باہمی کو دو مجلسیں چیدہ اراکین کی طے کرینگی۔ جب یہ جتھہ قایم ہوگیا کہ طرح
داخلی اور خارجی امن ہوجائے تو نپولین نے پروشیا کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ جرمنی کے شمال
میں بھی اسی قسم کی بہت سی ریاستیں ہیں اُس کو چاہئے کہ اسی قسم کا اتفاق اُن میں قایم

کرکے ان کا مددگار ہوجاے۔ اگر یہ جتھہ قایم ہوجائیگا تو بجاے شک و تسدد کے اس کو بڑی مسرت ہوگی۔

ان واقعات سے پہلے بارہ سال کا عرصہ ہوا تھا کہ اسپین اور فرانس کے باہم ایک عہدنامہ ہوا تھا کہ جنگ کی حالت میں دونوں ایک دوسرے کی مدد کرینگے اور اسپین ایک خاص تعداد کی فوج فرانس کو دیگا۔ اس کے بعد بجاے فوجی امداد کے سات کروڑ پچاس لاکھ فرانک سالانہ کی امداد زر کا اسپین نے وعدہ کرلیا تھا۔ اور اس پر عملدرآمد تھا۔ انگلستان کو یہ دیکھکر کہ ایک مخالف ملک کو ایسی بڑی رقم امداد میں دیجاتی تھی نہایت شاق ہوا اور اسکو بُرا معلوم ہونا حق بجانب تھا۔ کیونکہ اسپین کو انگلستان اور فرانس کے باہمی جھگڑوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ انگلستان کی برہمی پر اسپین کو سخت پریشانی ہوئی۔ اگر نقض معاہدہ کیا جاتا تھا تو فرانس کے ہاتھوں سے تکلیف پہونچنے کا یقین تھا اور اگر معاہدہ پر قایم رہا جاتا تھا تو انگلستان کے ہاتھ سے خیر نہ تھی۔ انگلستان کی طرف سے دھمکیاں شروع ہوئیں اور ان کے جواب میں اسپین نے معذرت اور عذرخواہی پیش کی لیکن کیا ہوسکتا تھا۔ انگلستان نے بدون اعلان جنگ کے خفیہ احکام جاری کردئے کہ اسپین کے تجارتی جہاز جہاں ہاتھ آئیں پکڑ لئے جائیں۔ چنانچہ اسپین کے چار جہاز جن میں سونا چاندی اور قیمتی اشیاء بار تھیں اور ان کو کسی قسم کا خطرہ کی طرف سے شبہہ بھی نہ تھا کیڈز (قادسیہ) کو آتے ہوے دیکھے گئے۔ انگریزی جہازوں نے ان پر حملہ کردیا۔ ایک جہاز تو قطعی اُڑ گیا اور ڈھائی سو آدمی جو اس جہاز پر تھے سب کے سب غرق ہوگئے۔ باقی تین جہازوں پر سخت خونریزی ہوئی اور گرفتار کرلئے گئے۔ ان جہازوں پر پانچ کروڑ کی مالیت تھی۔

یہ دیکھکر انگلستان کے تمامی جمہور غصہ سے لال ہوگئے اور انگلستان کے وزرا کو جمہور کا غصہ فرو کرنے اور لیپ پوت سے اس فعل کو ضروری اور قرین انصاف ثابت کرنے میں سخت دشواری ہوئی۔ مسٹر فاکس اور لارڈ گرینوایل اور بہت سے لایق

آدمیوں نے صاف کہا کہ یہ فعل ایسا ناجائز اور نازیبا تھا کہ انگلستان کے دامن عزت و آبرو پر دھبہ لگ گیا۔ اسپین کے غصہ کی بھی کوئی حد باقی نہ رہی اور اُس نے انگلستان کے مقابلہ میں جنگ کا اعلان دیدیا اور انگریزی جہازوں کے بیڑہ کے مقابلہ میں فرانس اور اسپین کے تینتیس جنگی جہاز آموجود ہوئے۔ ٹریفالگر کے سامنے مقابلہ شروع ہوا۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء کا یہ واقعہ ہے۔ اس وقت نپولین الم میں موجود تھا اور ایک روز قبل آسٹریا کی عظیم الشان فوج کے ہتھیار اور توپیں چھین چکا تھا اور فوج کو اسیر کرلیا تھا۔ بڑی شدید جنگ کے بعد انگلستان کے بیڑہ کو کامل فتح ہوئی اور مخالف بیڑہ کے ۱۹ جہاز گرفتار کرلیے گئے۔ ۷ کیپٹن کو بھاگ گئے لیکن وہ بھی ایسے پاش پاش ہوگئے تھے کہ بیکار ہوگئے تھے اور چار جہاز ڈبنانٹ کو فرار ہوئے لیکن بعد کو وہ بھی گرفتار کرلیے گئے اور اسپین اور فرانس کا بیڑہ قطعی غارت ہوگیا۔

نپولین کو اب انگلستان پر حملہ کرنے کی کوئی امید باقی نہ رہی اور اب وہ انگلستان کے حملوں کو جو فرانس پر ہوتے تھے روکتا رہا۔ انگلستان سمندروں کا پھر قطعی مالک ہوگیا۔ نپولین کو اب اور بھی اس بات کی ضرورت ہوئی کہ براعظم میں اپنی حالت کو پورا قوی اور مستحکم کرے اسلئے کہ بحری ناپیدا کنار دنیا تو اُس کے مخالف انگلستان کے قبضہ میں تھی۔[1]

الم میں آسٹریا کی عظیم الشان فوج کے ہتھیار رکھ دینے اور اسٹرلٹز میں روس اور آسٹریا کی فاش ہزیمت نے ٹریفالگر کی فتح کو فراموش کرادیا۔ ٹریفالگر کی بحری جنگ کا شور و غوغا تو سمندر ہی کے شور میں فنا ہوگیا۔ لیکن خوفناک نپولین کے قدموں کی آواز

[1] انگلستان کا مشہور امیر البحر اور بحری افواج کا سپہ سالار لارڈ نیلسن اسی ٹریفالگر کی جنگ میں مارا گیا۔ انگلستان کی جو انتک طاقت میں تھا اُس کا اعزاز کیا۔ اُس کے بھائی کو ارل کا خطاب دیا اور چھ ہزار پونڈ پنشن مقرر کی اُس کی ہر ایک بہن کو دس دس ہزار پونڈ عطا کئے گئے اور ایک لاکھ پونڈ ریاست خریدنے کو دیے گئے۔ سرکاری اعزاز سے تجہیز و تکفین ہوئی سینٹ پال کے گرجا میں یادگار قائم کی گئی۔ ریمیسن صاحب کہتے ہیں "واٹرلو میں فتح کی خاطر اور ٹریفالگر میں بقاء حیات کی خاطر انگلستان نے جنگ کی تھی" (مصنف ۱۲)

سے یوروپ کے دارالسلطنت لرزنے لگے ولیم پٹ کا تو ۴۶ ہی برس کی عمر میں ان جانکاہ واقعات کے بعد انتقال ہوگیا اور اب سب نے متفق ہو کر وزارت کا قلمدان مسٹر فاکس کے سپرد کیا اور بادشاہ انگلستان بھی اُس کو وزیر اعظم بنانے پر مجبور ہوا۔ نپولین اور مسٹر فاکس باہم بڑے دوست اور ایک دوسرے کے مداح تھے۔ انگلستان کے جمہور صلح کے حامی تھے اور امراء جنگ کے طرفدار تھے نپولین کو اس تبدیلی پر بڑی خوشی ہوئی اور اُس کو واثق یقین ہوگیا کہ اب صلح بہت جلد ہو جائیگی۔

مسٹر فاکس کو وزیر اعظم ہوئے کچھ بہت دن نہ ہوئے تھے کہ ایک بدمعاش سفاک اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "میں نپولین کو قتل کردونگا" فاکس نے نہایت غصہ سے حکم دیا کہ اُس کو فوراً گرفتار کر کے حوالات کردیں اور فرانس کے وزیر کو ایک مراسلہ لکھکر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور لکھا کہ یہ بدمعاش فرانس کی گورنمنٹ کے حوالہ کیا جاتا ہے کہ وہ خود اُس کو اپنی حسب مرضی سزا دے۔ یہ کارروائی واقعی انوکھی تھی اسلئے کہ نپولین کے ساتھ انگلستان کی طرف سے کبھی ایسا برتاؤ نہ ہوا تھا۔ نپولین کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اور وہ کہنے لگا "دیکھو شریفوں کے یہ عادات وصفات ہوتے ہیں جو فاکس میں موجود ہیں۔ اور میری طرف سے اُس کو خط لکھو شکریہ ادا کرو اور لکھو کہ اب چاہے انگلستان اس جنگ کو طوالت دے یا صلح کرے لیکن میں اس بات سے بہت مسرور ہوں کہ مسٹر فاکس جیسا لائق شخص وزیر اعظم ہے۔ مسٹر فاکس وہ شخص ہے کہ ہر بات کے نیک پہلو کو اختیار کرتا ہے" تالیئور ٹیلرانڈ نے یہ خیالات نپولین کی جانب سے مسٹر فاکس کو لکھ بھیجے جس کے جواب میں فاکس نے بڑے دوستانہ طریقہ سے ایک مراسلہ بھیجا جس میں صلح کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ نپولین بڑے خلوص سے چاہتا تھا کہ برطانیہ سے فرانس کا اتحاد اور میل ہو جائے اور اس تجویز کو پڑھکر نپولین بہت خوش ہوا۔ اور اُس نے اس کو بخوشی منظور کرلیا۔ یہ تو سچ تھا لیکن شرائط

صلح کا ایسے وقت میں طے ہونا بہت دشوار امر تھا۔ اسلئے کہ نپولین تو فرانس میں اسقدر با اثر اور قوی تھا کہ فرانس ان تمامی شرائط کو جو نپولین مناسب خیال کرتا منظور کر لیتا۔ لیکن مسٹر فاکس کا یہ حال نہ تھا پارلیمنٹ میں اُس کے نہایت سخت مخالف موجود تھے۔ لوڑی فریق جنگ کا حامی تھا۔ اور انگلستان فرانس اور اُس کے رفقا کی نئی آبادیوں اور مقبوضات کو بہت کچھ فتح کر کے اپنے قبضہ میں لا چکا تھا اور فرانس خاص یورپ میں اپنے نئے مقبوضات قایم کر چکا تھا۔ انگلستان کی طرف سے اصرار تھا کہ فرانس ان سب کو چھوڑ دے۔ انگلستان کی دستکاری اور تجارت بڑی ترقی پر تھی اور وہ چاہتا تھا کہ تمام دنیا کی تجارت اُسی کے ہاتھ میں آ جائے اور تمامی ممالک کی تجارت پر اُس کے جہاز محیط تھے۔ اگرچہ نپولین کو صلح کی بڑی آرزو تھی لیکن یہ بات اُس کو ہرگز گوارا نہ تھی کہ فرانس انگلستان کا باج گذار مطیع اور دست نگر ہو جائے۔ اُس کا پہلا اور بڑا مقصد یہ تھا کہ فرانس کی صنعت و حرفت کو ترقی ہو اور اُس کی تجارت محفوظ ہو۔ اور اب باہمی معاملات کی یہ حالت تھی کہ نپولین کی طرف سے ٹیلرانڈ نے مسٹر فاکس کو لکھا۔

"فرانس کو اُن فتوحات سے کوئی واسطہ نہیں جو انگلستان نے کی ہیں اور خود فرانس کو اب اُس سے زیادہ کی ضرورت ہے جسقدر اُس کے قبضہ میں ہے۔ پس شرائط صلح کی بنیاد ہی کارروائی آغاز کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے لیکن انگلستان کو فرانس کی تجارت سے کوئی سروکار نہ ہوگا شاہنشاہ نپولین کو یقین ہے کہ امین کے صلحنامہ کی شکست کی یہ بڑی وجہ ہوئی کہ تجارت کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہوا یقین کیجئے کہ بعض تجارتی نقصانات تک تو مضائقہ نہیں لیکن ایسی حالت کہ فرانس کی تجارت کو سراسر نقصان پہونچے شاہنشاہ کو ہرگز گوارا نہیں۔ اور فرانس کی تجارت میں کسی قسم کا مخل ہونا اُس کو پسند نہیں۔ اپنی صنعت و

حرفت کو ترقی دینے میں اُس کا یہ بھی منشا رہے کہ فرانس میں زیادہ تر فرانس ہی کی بنی ہوئی چیزیں استعمال ہوں۔ باہر کی اشیاء پر ضرور محصول لگایا جاویگا۔ اُس کی خواہش ہے کہ فرانس کے اندر دستکاری کو ہر طرح سے ترقی دینے کے لئے اُس کو آزادی دے اور کسی مخالف قوم کو اس میں نکتہ چینی یا مداخلت کا موقع نہ دیگا۔

فاکس اور نپولین کے درمیان بڑی پر لطف خط و کتابت تھی۔ ہر ایک سرکاری مراسلے کے ساتھ فاکس کا ایک اپنا ذاتی خط بھی آتا تھا اور اس کے جواب میں نپولین ٹیلیرانڈ کی معرفت برابر خط بھیجا کرتا تھا۔ یاد ہوگا کہ آغاز جنگ کے وقت انگریزوں نے سمندر میں سب فرانسیسیوں کو پکڑ کر قید کر لیا تھا اور اس کے انتقام میں نپولین نے اُن سب انگریزوں کو گرفتار کر لیا تھا جو فرانس اور اس کے رفقاء کے ممالک میں پائے گئے تھے۔ بڑے بڑے خاندانی انگریز فرانس میں قید تھے اور مسٹر فاکس نے ان میں سے بعض کی رہائی کے بارہ میں نپولین کو لکھا۔ نپولین نے تمامی قیدیوں کو جو مندرجہ فہرست تھے جو فاکس نے بھیجی تھی رہا کر دیا۔ فاکس نے اس کے معاوضہ میں اُن بڑے بڑے لوگوں کو جو ٹریفالگر کی جنگ میں اسیر ہوئے تھے رہا کر دیا۔

علاوہ اس کے صلح کے راستہ میں ایک دقت اور پیش آگئی وہ یہ تھی کہ انگلستان کا بادشاہ صوبہ ہینوور کا بھی بادشاہ تھا اور یہ بادشاہت ملک جرمنی کے شمال میں واقع تھی اور ممالک متحدہ امریکہ کے صوبہ نیو جرسی سے دوگنی تھی اور اُس کی مردم شماری پندرہ لاکھ تھی۔ آخری جتھہ بندی کا آغاز تھا کہ نپولین نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور جب آسٹرلٹز کی جنگ کے بعد پریس برگ میں صلحنامہ ہوا تو نپولین نے ہینوور پروشیا کے بادشاہ کو دیدیا پس انگلستان کی غیرت اس بات کی متقاضی تھی کہ ہینوور اُس کو واپس ملنا چاہیئے اور صلح کے لئے یہ بات ضروری تھی۔ مگر پروشیا نے اُس پر ایسا قبضہ کیا کہ قطعی نہ چھوڑا نپولین نے ہر چند کوشش کی کہ پروشیا اس صوبہ کو چھوڑ دے اور اُس کے معاوضہ

میں پروشیا کو کوئی اور صوبہ دے دیا جائے - اب معاملات کی یہ حالت تھی کہ مسٹر فاکس یکایک
ایسا بیمار ہوا کہ جانبری نہ ہوئی اور دنیا سے چل بسا اور اُسی کے تابوت کے ساتھ دنیا کی صلح
بھی اُس کی قبر میں دفن ہو گئی۔ انگلستان کے دربار میں نئے نئے وزرا نے اختیارات
پائے اور صلح کی تمامی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ انگلستان کے وزرا نے صلح کی راہ میں
بڑے بڑے موانع حائل کئے اور انگلستان کے وکلا نے جو پیرس میں مقیم تھے اور صلح
کی گفتگو کر رہے تھے راہداری کے پروانے حاصل کر انگلستان کا راستہ لیا - ایچ - بی -
آئرلینڈ صاحب کہتے ہیں:- چونکہ وزرائے انگلستان کے سروں میں پہلے ہی سے جنگ
کا سودا سمایا ہوا تھا اس لئے اُنہوں نے صلح کی راہ میں موانع حائل کئے اور جب
دونوں قوموں میں آستینیں چڑھ گئیں اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ پہونچ گئے تو لنڈن اسٹاک
ایکسچینج میں مجنونانہ جوش مسرت کا اظہار کیا گیا"۔

فاکس کی موت نپولین کی تجاویز کے راستہ میں ایک مہلک روک ثابت ہوئی۔
نپولین نے اس موت کو بڑی بھاری بلائے آسمانی خیال کیا۔ اُس نے سینٹ ہلینا میں
کہا:- "فاکس اور کارنوالس جیسے چھ شخص ایک قوم کا اخلاقی چال چلن قایم کر دینے کے
لئے کافی تھے میں ایسے شخصوں سے ہمیشہ اتفاق رائے کرتا۔ ہم اپنے باہمی جھگڑے
جلد طے کر لیتے اور فرانس کی ایسی قوم سے صلح ہی نہ ہو جاتی جو قابل عزت ہے بلکہ ہم
مل کر بڑے سے بڑے کام انجام دیتے"۔ نپولین نے پھر کہا:- "فاکس کی شہرت نے اُس
کی خوبیوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی حوصلہ
دماغ کا شخص تھا - وہ نیک نہاد - آزاد خیال - اور فیاض شخص تھا - میں اُس کو بنی نوع
انسان کا زیب خیال کرتا تھا اور مجھے اُس سے بڑی الفت تھی"۔ اور اُس نے پھر کہا -
"اگر [illegible] زندگی کے مقاصد [illegible] حاصل ہو گیا۔ اگر فاکس جیتا رہتا
تو [illegible] کچھ اور ہو جاتی [illegible] کو نصرت حاصل ہوتی اور یورپ کا نک

اور ہو جاتا" قدیمی

باب سی و سوم

جینا اور آرسٹڈ

اس نے
بڈ اور نیلپس
یڈج سے لیکر
دیا۔ کیا فرانس آگے
منصرف اور قابض
نے تو لیا

فرانس کے خلاف ایک نئے جتھے کا قایم ہونا۔ مانیٹور اخبار میں ایک مضمون۔ یورپ میں دو مخالف طاقتوں کا زور۔ شاہ پروشیا کے نام مراسلہ۔ لینڈ گرافین برگ کی چڑھائی۔ اسپین کی طرف سے دغا۔ گرفتار شدہ مراسلات۔ جینا اور آرسٹڈ کی لڑائیاں۔ پروشیا کے بادشاہ کی خطرناک حالت۔ نپولین کی حیرت انگیز فتح۔ سیکسن لوگوں سے نپولین کا خطاب۔ ویمر کی خوبصورت عورات کی رائے۔ فریڈرک اعظم کی تلوار۔ جوزیفائن کے نام خطوط۔

اب روس انگلستان اور پروشیا نے پھر فرانس کے خلاف ایک جتھہ قایم کیا۔ کوئی معقول وجہ جنگ کو طوالت دینے کی موجود نہ تھی۔ نپولین اپنے تمام عزم و ہمت کو فرانس کی ترقی میں صرف کر رہا تھا۔ اور اپنی اس قابل قدر تجویز کو پورا کرنے کے لئے اُسے اس بات کی حاجت تھی کہ فرانس میں امن چین ہو اور اُس کو کام کرنے کی مہلت ملے اپنی عدیم النظیر اور عظیم الشان فتوحات میں اُس نے حیرت انگیز نرمی کا اظہار کیا تھا اور یہ نرمی ایسی نرمی تھی کہ روس اور پروشیا کو گریبان میں مُنہ ڈالنا چاہئے تھا

مونیٹور اخبار کے حسب ذیل مضمون پر جو غالباً نپولین کے زبردست قلم سے لکھا گیا تھا۔
یوروپ سے کچھ اور جواب سوائے اس کے نہ بن پڑا کہ بحری اور برّی جنگ کے لئے
بھی اس سے کمریں باندھ لیں:-

پائے اور صلح روس اور فرانس میں مخالفت اور جنگ کی آخر کوئی علت بھی ہے؟ ان کو تو ایک
بڑے بڑے مومان تعلق ہی نہیں ہے نہ یہ ایک دوسرے کو گزند پہونچا سکتے ہیں لیکن
کی گفتگو کر رہے تھے ملک کو فائدے بہت پہونچا سکتے ہیں اگر یہی کہا جاوے کہ فرانس کے
آئرلینڈ صاحب پر کیا دباؤ ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ روس کا ٹرکی
کا سود استانی یہی حال ہے۔ اگر روس کے شاہنشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ فرانس
وہ حد بندی کر دے کہ پھر اُن حدود سے فرانس کا قدم آگے نہ بڑھے تو اس کی کیا وجہ
ہے کہ فرانس کے شاہنشاہ کو یہ اختیار حاصل نہو کہ وہ روس کی سرحد متعین نہ کر دے
کہ پھر اُس سے آگے روس تجاوز نکرے۔ روس نے پولینڈ کو تقسیم کر لیا۔ ایسی ایسی
حالت میں کیا اُسے شکایت ہو سکتی ہے کہ فرانس کا بلجیم اور دریائے رین پر کیوں قبضہ
ہے۔ روس نے کریمیا۔ صوبجات کوہ قاف اور فارس کے شمالی حصہ پر قبضہ کر لیا تو ایسی
حالت میں کیا اب روس کا یہ کہنا قرین انصاف ہو سکتا ہے کہ فرانس کو اپنی حفاظت
کے واسطے یورپ میں کچھ مقبوضات اضافہ نہ کرنا چاہیے تھے۔ اچھا یوں ہی مان لیجئے
یوروپ کی کل طاقتوں کو اپنے پچاس برس کے اندر کے حاصل کئے ہوئے مقبوضات
چھوڑ دینا چاہیے۔ فرانس اُن کی اس کارروائی میں بدل وجان شریک ہوتی ہے چلو
شروع کرو۔ پولینڈ کی حکومت پر اُس کے قدیم فرمانروا کو بحال کرو۔ وینس۔ وینس کے
اصلی حکمرانوں کو دیدو۔ جزیرہ ٹرینیڈاڈ Trinidad اسپین کے حوالہ کرو۔ جزیرہ سیلون
ہالینڈ کو دو۔ کریمیا سلطان ٹرکی کو واپس کرو۔ کوہ قاف کے صوبے اور گرجستان شاہ
فارس کو دیدو ملک میسور سلطان ٹیپو صاحب کے بیٹوں کو واپس دو۔ اور مرہٹوں کی

تمامی ریاستیں اُن کے جائز مالکوں کو دیدو۔ جب یہ ہوجائیگا تو فرانس کو بھی اپنی قدیمی حدود کے اندر لوٹ جانے میں کیا عذر ہوگا۔ یورپ میں تو اب یہ کہدینا ایک رواج ہوگیا ہے کہ فرانس بڑا بلند نظر ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اگر فرانس اُن تمامی ممالک پر جو اُس نے فتح کر لیئے تھے اپنا قبضہ رکھتا تو آج آدھا آسٹریا۔ وینس۔ ہالینڈ۔ سوئزرلینڈ اور نیپلس۔ یہ سب فرانس کے قبضہ میں نظر آتے۔ فرانس کی واقعی حدود دریائے ایڈج سے لیکر دریائے رین تک ہیں اور کیا فرانس نے ان حدود سے آگے تجاوز کیا۔ کیا فرانس آگے بڑھکر دریائے سولزا۔ اور ڈرایو تک گیا اور اگر ان دریاؤں تک وہ متصرف اور قابض ہوتا تو کیا بیجا ہوتا۔ کیا اُس نے یہ سب ملک فتح نہ کرلیا تھا۔ لیکن فرانس نے تو ایسا نہ کیا۔"

جس زمانہ میں نپولین نے جنرل میک کو الم میں گھیر لیا تھا تو اُس کی کامیابی کے لیئے یہ بات بہت ضروری تھی کہ اُس کی تھوڑی سی فوج اینسپک کی ریاست کے پار بھیجدی جائے جو پروشیا کے بادشاہ کی حدود سلطنت میں واقع تھی اور نپولین نے جنرل برناڈوٹ کو جس کے ماتحت یہ فوج تھی حسب ذیل لکھا:۔

"تم اینسپک کی ریاست کے پار چلے جاؤ۔ لیکن خبردار ریاست کے اندر قیام نہو ریاست کے باشندوں کو ہرطرح راضی رکھنا پروشیا کے مقاصد کا پورا خیال رہے بہت تیزی سے گذرتے ہوئے نکلے چلے جاؤ۔ ریاست والوں کے سامنے یہی یہی عذر پیش کرنا کہ تمھارا اس طرح جلد جلد کوچ کرنا اور ریاست کے پار جانا بڑا ضروری ہے اور یہ واقعی سچا عذر ہے"

نپولین نے لیکن ان معقول ہدایات ہی پر قناعت نہ کی بلکہ اُس نے گرانڈ مارشل ڈیوراک کو اس غرض سے برلن روانہ کیا کہ پروشیا کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر گذارش کرے کہ فرانس پر سخت یورش ہوئی ہے اور اُس کی حالت

بہت نازک ہوگئی ہے کیونکہ ایسی اچانک یورش کے متعلق کوئی اعلان جنگ بھی شائع نہیں ہوا اور معذرت کرے کہ فرانسیسی فوج کا ایک چھوٹا سا جزو اُس کی بلا حصول اجازت امنیپک کی ریاست کے پار بھیجدیا گیا ہے۔ چونکہ بہت اشد ضرورت تھی اور بہت جلدی بھی تھی اجازت حاصل نہ کی جاسکی اور ایسی معقول وجوہ کی حالت میں فرانس کے شاہنشاہ کی معذرت قابل پذیرائی ہے" پروشیا کے بادشاہ نے تیوری پر بل ڈالکر خیر اس کو قبول کرلیا لیکن اُس کی ملکہ اور بہت سے جنگجو افسروں نے بڑا شور برپا کیا اور کہا کہ پروشیا کی اس فعل سے بڑی توہین ہوئی اور اس کا انتقام صرف تلوار ہی سے لیا جائیگا۔

اس زمانہ کی طرح اُس زمانہ میں بھی یورپ میں دو ہی قسم کے لوگ رہتے تھے یعنی فرماں روائی کرنے والے حاکم اور فرماں بردار محکوم اور انھیں دو فریقوں کا زور تھا۔ اگر نپولین کو فتح ہوتی تو ظاہر تھا کہ گویا جمہور کی نصرت تھی۔ روس کا بادشاہ اسکندر نوجوان بلند نظر اور بیشمار افواج کا مالک تھا۔ اور اُس کو آرزو تھی کہ اسٹرلٹز کی ہزیمت کے داغ کو اپنی ناموری کے دامن سے دھوئے۔ پروشیا کے بادشاہ کو بھی اپنے اجداد کی شہرت شجاعت پر غرور تھا اور اُس کی نرالی ملکہ نے بلا کا جوش پھیلا رکھا تھا اور اس بادشاہ کو نامور فاتح نپولین سے تیغ آزمائی کی تمنا تھی اور انگلستان جو مشرقی اور غربی نصف کرّوں کی بادشاہتوں کے بوجھ سے لدا ہوا تھا برابر یہی راگنی گائے جاتا تھا کہ نپولین کو ملک گیری کی سیر نہ ہونے والی ہوس ہے۔

پروشیا کی دو لاکھ جرّار فوج نے فرانس پر حملہ کرنے کو کوچ کیا۔ اور سکسنی کے صوبے میں یہ فوج در آئی۔ فریڈرک ولیم۔ بادشاہ پروشیا نے اس فوج کی سپہ سالاری خود اختیار کی تھی۔ اُس نے سکسنی کے بادشاہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ جنگ میں شریک ہوکر فرانس پر یورش کرے۔ اور کہا کہ تمامی یوروپ کے بادشاہوں کا نپولین

کے مقابلہ میں معاملہ واحد تھا۔ روس کے بادشاہ اسکندر نے بھی اپنی خونخوار افواج کو آراستہ کیا اور دھاوے کرتا ہوا پولینڈ کے ویرانوں کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ بھی دو لاکھ فوج تھی۔ اور یہ فوج ان بے عدد افواج کی کمک کو جو فرانس پر یورش کر رہی تھیں آ رہی تھی۔ اُدھر انگلستان اپنے جنگی جہازوں کے بیڑے بحر روم اور انگلش چینل میں روانہ کر چکا تھا اور ہر ایک غیر محفوظ ساحل کے مقام پر گولے برسائے جا رہے تھے اور دوسری قوموں پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا اور لالچ دیا جا رہا تھا کہ فرانس کی مخالفت پر وہ بھی آمادہ ہو جائیں اور نئی جمہوری حکومت کو برباد کر دیں۔

اس کالی گھٹا کو جو اب ازسر نو اُٹھ رہی تھی نپولین نے بڑی غمزدہ نگاہ سے دیکھا ابھی کچھ بہت زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ وہ ایک نہایت ہی سخت مہم کو سر کر کے واپس آیا تھا اور اپنے دشمنوں کو ایسا پسپا کیا تھا کہ یورپ کو حیرت ہو گئی تھی مگر افسوس ایک جتھہ اچھی طرح فنا ہونے پاتا تھا کہ دوسرا اور قایم ہو جاتا تھا۔ لیکن نپولین کو پروردگار نے وہ روح نہ دی تھی کہ مایوسی سے مضمحل ہو جاتی۔ ایک لمحہ اداس رہنے کے بعد اس نے اس نئے جتھے کے مقابلہ میں بڑی دلیری سے آستینیں چڑھائیں۔ اور اپنے بھائیوں کو نیپلس اور ہالینڈ میں حسب ذیل مراسلے روانہ کئے:-

"نہ ذرا مت پریشان ہونا۔ یہ جتھہ بھی بہت جلد گرداب فنا کا لقمہ ہوا جاتا ہے اور پروشیا اور اس کے رفقا کوئی کیوں نہوں کیا طاقت رکھتے ہیں کہ فرانس سے آنکھ ملا سکیں اور اس مرتبہ میں یورپ سے اس طرح تصفیہ کر دونگا کہ ہمیشہ کو فرصت ہو جائے اور ان دشمنوں کو اس بُری گت کو پہونچا دونگا کہ دس برس تک ان میں کروٹ لینے کی طاقت نہ رہیگی۔"

اس کے بعد نپولین متواتر اُڑتالیس گھنٹے اپنے دفتر کے کمرے سے باہر نہ نکلا اور اس نئی مہم کی تیاریوں میں برابر کار روائی اور تجویزیں کرتا رہا اور پھر دوشنبہ [illegible]

دوسرے خطوط اور مراسلات تحریر کرائے۔

یہ تمام خطوط ہنوز محفوظ ہیں اور جب تک انتظام دنیا اور سلطنت کے نظم و نسق کی بقا ہے یہ خطوط حیرت آمیز تعریف کی نگاہ سے دیکھے جائینگے۔ پھر اس کے بعد شاہنشاہ نے افواج خاصہ کو چھ دن کے اندر پیرس سے دریائے رین کے کنارہ پہونچا دیا یعنی ڈاک کے ذریعہ سے اس فوج نے ۶۰ میل یومیہ مسافت طے کی ۲۴ ستمبر ۱۸۰۶ء کو نپولین جوزفائن کو ہمراہ لے کر آدھی رات کو اپنی افواج میں جا ملنے کو گاڑی میں سوار ہو گیا۔

اس وقت بھی پہلی مہم کی طرح نپولین کو معلوم نہ تھا کہ آخر یہ جنگ کیوں اور کس غرض سے ہونے والی تھی۔ اور یورپ کے تاجدار کس بات کے خواہشمند تھے۔ پھر اس نے سینیٹ کے اراکین کو خدا حافظ کہا اور ذیل کے لفظوں میں اُن سے مخاطب ہو کر رخصت ہوا۔

دیکھئے فرانس حق پر ہے۔ جس جنگ میں مبتلا ہونے کو فرانس مجبور کیا گیا ہے اُس کا باعث فرانس نہیں ہے فرانس کو برابر فریب دیے جاتے ہیں اور اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ پس اس جنگ میں شریک ہونا فرانس کا محض اپنی حفاظت کی خاطر ہے۔ اسلئے ہم کو اپنے قوانین اور جمہور کی مدد پر اعتماد ہے اور یقینی ہمارے جمہور ایسی حق بجانب جنگ میں جس میں دشمنوں کی سراسر زیادتی ہے اپنی جان نثاری کے پورے ثبوت دینگے۔"

فوج میں پہونچ جانے کے بعد نپولین نے پہلے سرکاری مراسلہ میں لکھا "پروشیا کی ملکہ افواج کے ہمراہ سوار ہے کی مردانہ وردی پہنے اور اسلحہ سے آراستہ موجود ہے اور یومیہ بیس خطوط اس غرض سے لکھ رہی ہے کہ آتش جنگ کو ہر چہار سو مشتعل کرے وہ بعینہ مجنون آرمیڈا کی طرح خود اپنے ایوان کو آگ لگا رہی ہے۔ اُس کے پیچھے بادشاہ لوئی جو پروشیا کا دلیر اور مستعد فرمانروا ہے اور جنگ بندی کے خیال نے اُس کو ترغیب دی ہے بڑھا چلا آ رہا ہے اور اُس کو جنگ کی مصائب سے بڑی نامور ی

حاصل ہونے کی اُمید ہے - ملکہ - بادشاہ - اور تمامی وزرا جنگ جنگ پکار رہے ہیں لیکن جب اپنے تمامی خطرات اور مصائب کے ساتھ جنگ اُن کے درمیان جا پہونچے گی تو اُس وقت یہ سب بھی کہتے ہونگے کہ یوروپ کے شمالی میدانوں میں جنگ کرانے والا شخص کے ہم بانی نہیں فرانس بانی تھا۔"

کلیس میں نپولین جوزفائن سے رخصت ہوا - جوزفائن اس وقت ایسا رو رہی تھی کہ نپولین کو اپنے دل پر قابو نہ رہا مگر جلد اپنے تئیں سنبھال کر اُس نے جوزفائن کو گلے لگایا اور خدا حافظ کہکر اس غرض سے روانہ ہوگیا کہ فرانس کی افواج کی خود سپہ سالاری کرے اُس کی فوج کی نقل و حرکت سے پروشیا کی فوج حیران رہ گئی اور چند ہی روز میں نپولین نے اپنی تمامی فوج پروشیا کی فوج کے عقب میں اس طرح پہونچادی کہ اب نہ تو اُس کو رسد ہی بہم پہونچ سکتی تھی اور نہ وہ اپنے ملک ہی کو واپس جا سکتی تھی نپولین کو اپنی فتح کا یقین ہوگیا اور اس امید سے کہ شاید خونریزی نہو اُس نے فوراً پروشیا کے بادشاہ کو حسب ذیل لکھا:-

"میں اب سیکسنی کے وسط میں آپہونچا ہوں یقین کیجیے کہ فرانس کی افواج ایسی زبردست اور جرار ہیں کہ پروشیا کی فوجیں اُن کے مقابل ٹھہر نہیں سکتیں لیکن خونریزی کیوں کیجائے - آخر - اس خونریزی سے مقصد اور منشا کیا ہے! ہم اپنے جمہور کو اس بات پر کیوں آمادہ کریں کہ وہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ ڈالیں - اب میں فتح کو کوئی نعمت نہیں سمجھتا ہوں - اسلئے کہ وہ بڑی خونریزی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میرے سپاہی مجھکو میرے بچوں کی طرح عزیز ہیں - اگر میرا جنگی کارنامہ ابتک شروع ہوا ہوتا یا مجھکو جنگ سے کوئی خطرہ ہوتا تو میرا ایسا کہنا بیجا تھا - جہاں پناہ کو شکست ہوجائیگی اور افسوس ہے کہ محض سبب جب آپ اپنی رعایا کی جانوں کو معرض خطر میں ڈال رہے ہیں - ابھی جہاں پناہ کو کوئی گزند نہیں پہونچا ہے اور ابھی اس طریقہ سے

صلح ہو سکتی ہے کہ کسی طرح پروشیا کی کسر شان نہ ہوگی لیکن ایک ماہ کے بعد یہ موقع ہاتھ سے نکل جائیگا اور آپ کو دوسری وضع سے صلح کرنے پر مجبوری ہوگی اور پروشیا کی ناموری پر حرف آ جائیگا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ میری تحریر جہاں پناہ کو اسی طرح ناگوار ہوگی جس طرح ایک فرمانروا کو ہونا چاہیے لیکن کیا کروں حالات کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ پردہ میں نہاں نہیں کیے جا سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ اس خط کا ایک ایک حرف جہاں پناہ کو یقین دلائیگا کہ میری سچے جی سے یہی آرزو ہے کہ خونریزی نہو اب آخر میں خدا سے میں دعا کرتا ہوں کہ جہاں پناہ حفظ حافظ حقیقی میں رہیں"

آپ کا بھائی "نپولین"

اس خط کا کوئی جواب موصول نہوا۔ یہ خط پروشیا کے ایک افسر کو دیدیا گیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ یہ خط بادشاہ کو اس وقت پہونچا جبکہ جینا کی جنگ شروع ہو چکی تھی۔ دودن میں نپولین کے ہراول کا پروشیا کی جرار فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ فوجیں بڑے موقع سے مورچے ڈالے ہوئے تھیں۔ آسمان ابر وغبار سے صاف تھا اور ایک لاکھ فوج کے اسلحہ آفتاب کی شعاعوں میں جگمگا رہے تھے۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء کی ۱۳- تاریخ تھی۔ اٹھارہ ہزار بہادر سوار باد پا سمندروں پر زرق برق وردیاں پہنے میدان میں صف بستہ کھڑے تھے۔ صدہا توپیں دمدموں پر ایسی جمی ہوئی تھیں کہ ان کی برباد کردینے والی طاقت کے تصور سے خیال بھی سہما جاتا ہے۔ پروشیا کی فوج کا ہراول لینڈگرفین برگ نامی پہاڑی پر مورچہ بند تھا۔ یہ پہاڑی نہایت بلند تھی اور اس کی چڑھائی بہت ڈھلوان اور دشوار تھی لیکن نپولین نے پہلا کام یہی کیا کہ اس فوج کو پہاڑی سے بھگا کر آپ اسپر قابض ہو گیا۔ یہاں سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ پروشیا کی فوج فرسنگوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

ارسٹڈ کا میدان جو یہاں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا نظر نہ آتا تھا اور نپولین کو خبر
نہ تھی کہ پروشیا کی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ اُس میدان میں بھی مورچہ بند تھا۔ رات
میں پروشیا کی فوج نے اس کثرت سے آگ روشن کی کہ تمام افق میں اٹھارہ میل تک
روشنی ہی روشنی نظر آتی تھی۔ یہ دیکھکر نپولین نے نہایت ہی تیز رفتار سوار اپنی فوج
کو جو پیچھے تھی بلانے کے لئے اُسی وقت روانہ کئے اور لینڈ گریفین برگ کی پہاڑی پر
بھاری توپیں چڑھانے میں خود بڑے لایق انجنیر کی طرح کام کرنا شروع کردیا۔ لالٹین
ہاتھ میں لیکر جا بجا موانع دُور کراتا پھرتا تھا۔ کوئی خیال نہ کرسکتا تھا کہ اس بلند پہاڑ
پر توپیں چڑھائی جاسکتی تھیں لیکن نپولین کی ہمت۔ محنت اور تدبیر کے سامنے سب
ممکن تھا۔ فرانسیسی فوج کے اب پیچھے سے نئے دستے بھی آنا شروع ہوگئے اور نیز انہی
جوانوں نے ملکر راستہ ٹھیک اور صاف کردیا اور ابھی آدھی رات نہ ہوئی تھی کہ اس پہاڑ
پر بڑی زبردست توپوں کے دمدمے تیار ہوگئے اور ہیبت ناک باٹریاں قایم ہوگئیں

فرانسیسی فوج کا جو نیا حصہ آتا جاتا تھا اپنے اپنے موقع سے جو نپولین نے مقرر
کردیا تھا قایم ہوتا جاتا تھا۔ اور آرام کرنے کو لیٹتا جاتا تھا۔ جنرل سولٹ اور جنرل نے
کو نپولین نے یہ حکم دیا کہ تمام شب برابر دھاوا کئے ہوئے پروشیا کی فوج کے عقب
میں چلے جائیں کہ یہ فوج بھاگ کر بچ نہ سکے۔ جب صبح کو واقع ہونے والی فوج کا
نپولین ان محنتوں اور دوراندیشیوں سے اہتمام کرچکا اور اب آدھی رات گذر چکی تھی
کہ وہ نہایت اطمینان اور بے فکری سے اپنے خیمہ میں گیا لیکن بجائے اس کے کہ

اب ذرا لیٹتا اور تکان دور کرتا وہ میڈم کیمپن کے مدارس نسوان
کے نصاب تعلیم کو تیار کرنے کے لئے بیٹھ گیا[1]

[1] کونسٹ بلنٹ صاحب کہتے ہیں کہ نپولین نے یہ نصاب آسٹرلٹز کی جنگ سے قبل رات میں تیار کیا تھا۔ بہرحال کسی جنگ کی شب میں تیار کیا ہو۔ مدعا حاصل ہے۔ یہ مخصوص دماغ اور عادات وصفات نپولین ہی تک محدود ہیں۔ ہم کو ایسی مثالیں کہیں اور نہیں ملتیں۔ ۱۲ مصنف

یہی باتیں ہیں جن کو دیکھکر تمام دنیا حیران ہوگئی ہے۔ نپولین کے نزدیک یہ بڑی بات
بھی تھی کہ ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے میں ایسی محویت سے مصروف ہوجاتے کہ پہلے کام
سے دوسرے کو علاقہ ہی باقی نہ رہے۔ یہ حال اصلی تھا اور اس میں کسی تصنع یا بناوٹ کا دخل
نہیں۔ اُس کے خیالات کبھی مخلوط ہوتے ہی نہ تھے جس کام کو کر رہا ہوتا تھا اُس وقت
اُسی سے واسطہ ہوتا تھا۔ نپولین نے فرانس کی بہبودی اور رفاہ کے متعلق جو کچھ کیا وہ
اُنھیں لمحوں اور ساعتوں میں کیا جو جنگ وجدل کے دَوران اور افکار و پریشانی کے
زمانوں میں اُس کے ہاتھ آگئی تھیں۔ متحدہ یورپ نے کبھی اُس کو اتنی مہلت ہی
نہ دی کہ تلوار ہاتھ سے جدا کرتا اور اطمینان سے اپنے ملک کی بہبودی میں مصروف ہوتا۔

نپولین نے کہا ہے "فرانس کو اپنے نئے جسم کے لئے جسقدر اچھی ماؤں
کی ضرورت ہے اتنی کسی اور شے کی حاجت نہیں ہے"

فرانس کی بہبودی اور خوشحالی نپولین کی دلی خوشی کا باعث تھی۔ جینا اور آسٹرلٹز
کے میدانوں میں جہاں کثرت سے خونریزی ہوئی نپولین اپنی خوشی سے نہ گیا تھا۔
بلکہ وہ واقعی ایسا کرنے کو سخت مجبور کیا گیا تھا۔ دشمن اُس پر حملہ کر رہے اور
کہہ رہے تھے کہ وہ غاصب ہے۔ اور تخت شاہی سے اُس کو بزور سبکدوش کر
دینے کی بڑی بڑی تدبیریں کر رہے تھے۔

آدھی رات گذر چکی تھی اور پروشیا کی فوج میں آگ اس کثرت سے روشن تھی
کہ تمام افق روشن نظر آتا تھا اور اُس کا اتنا بڑا دَور تھا کہ فرانسیسی افواج اُس سے
محصور نظر آتی تھیں۔ لینڈگریفن برگ کی چوٹی پر بڑی سردہوا چل رہی تھی اور اب
اپنا لبادہ اوڑھ کر نپولین بھی اپنے سپاہیوں کی طرح ذرا آرام کرنے کو لیٹ گیا۔

فرانس کا دارالسلطنت پیرس اس مقام سے بہت دور تھا۔ اور شاید فرانس کی
کا فیصلہ آج صبح کو واقع ہونے والی جنگ کے نتیجہ پر منحصر تھا۔ آگ شتاں اور ...

اور پرو شیا کے زبردست فرمانروا نپولین کے خلاف دشمنی پر آمادہ ہوئے تھے پس اگر نپولین کو شکست ہو جاتی تو آسٹریا اور سوئیڈن اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرمانروا سب ہی تو رپبلک کے فرمانروا نپولین پر ٹوٹ پڑتے اور اُس کی تباہی میں کوئی شک باقی نہ تھا۔

رات تو آدھی آچکی تھی اور موسم کی شدت کا یہ حال تھا کہ اور نئی بات یہ پیش آئی کہ گرفتار شدہ مراسلات نپولین کے ہاتھ میں دیئے گئے اور وہ اُسی وقت اُٹھ بیٹھا۔ اور الاؤ کی روشنی میں اُن کو پڑھنے لگا کیا دیکھتا ہے کہ اسپین کے بوربون بادشاہ نے جس کو ٹریفالگر کی جنگ سے نصیحت ہو گئی تھی یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ انگلستان کی رفاقت اختیار کرے اور فرانس سے تعلق قطع کرے لیکن ظاہر میں نپولین سے دوستی کا اظہار کیا جا رہا تھا اور خفیہ انگلستان سے ساز باز ہو رہا تھا۔ ان مراسلات سے یہ سب معاملہ نپولین پر اچھی طرح آشکارا ہو گیا۔ اسپین کے بادشاہ کو یقین تھا کہ نپولین برجیسے ہزار ہا میل کے فاصلہ پر تھا اور اُس کو وہاں ہزیمت ضرور ہو گی اور اسی یقین پر یہ بادشاہ کوہ پیری نیز کو جو فرانس اور اسپین کے درمیان حدفاصل ہے خفیہ عبور کرنے اور فرانس پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مگر اب ہم کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ باوجود اپنی عالی حوصلگی اور فیاضی کے نپولین کوئی اتنا حلیم المزاج اور بُردبار شخص نہ تھا کہ ایسے مواقع پر ضبط کر سکتا۔ چنانچہ جب وہ ان خطوط کو پڑھ چکا تو اُس کو واثق یقین ہو گیا کہ اسپین کے تخت پر جب تک بوربون خاندان کی حکومت تھی فرانس کسی طرح محفوظ حالت میں نہ تھا۔ اور یہ دشمن بادشاہ جب ممکن ہو گا فرانس کو گزند پہونچائے بغیر نہ رہیں گے۔ پھر یہ خطوط جو اسپین کے بادشاہ کی مخالفت کے تحریری ثبوت تھے نپولین نے بند کئے اور آہستہ سے کہا ”اچھا۔ اب بوربون خاندان کے بجائے اسپین پر میرے خاندان کا لڑکا بادشاہی کریگا“ اور اسی ساعت

سے اسپین کے بادشاہ کی حکومت کا واقعی خاتمہ سمجھنا چاہیے۔

اس کے بعد نپولین نے پھر اپنا لبادہ اوڑھ لیا اور الاؤ کی طرف پاؤں کر کے لیٹ رہا۔ اور اسی آرام و اطمینان سے سو رہا جیسے اپنے سینٹ کلاوڈ کے ایوان میں سویا کرتا تھا۔

چار بجے صبح اٹھکر وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ انہیم کی افواج جو سنیز اکٹھی نہ تھیں گھنے کہرے سے پوشیدہ تھیں اور اسی تاریکی اور اسی کہر کی حالت میں فرانس کی فوجیں صف بستہ ہوگئیں اور شاہم زندہ باد کے نعروں سے جدھر نپولین نکل جاتا تھا ہوا گونج رہی تھی سپاہی سردی سے ٹھٹھرے ہوئے دو گھنٹے تک برابر کھڑے کانپتے رہے اور ٹھیک چھ بجے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور کچھ بہت دیر نہ ہونے پائی کہ فرانس کی جرار فوج پروشیا کی فوج میں جا بجا گھس گئی اور دست بدست جنگ شروع ہوئی۔

اب وہ معرکہ جدال و قتال اور ہنگامہ رستخیز برپا ہوا کہ قلم اُس کی ہولناک تصویر نہیں کھینچ سکتا اور خیال اس کا تصور نہیں باندھ سکتا۔ آٹھ گھنٹے پیہم تلوار پر تلوار رہی۔ انسان انسانوں میں یہ جنگ نہ تھی یہ جنگ عفریتوں میں تھی۔ ایک رستم کا دوسرے رستم سے مقابلہ تھا زمین پر کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ حملہ کے بگل اور توپخانہ کی گرج پر مجروحوں کی ہائے واے اور چیخیں جو پڑے گھوڑوں کے سموں سے پامال ہو رہے تھے بلند سنائی دیتی تھیں۔ فتح ڈانوا ڈول پھر رہی تھی اور پیچھے آفتاب کے ڈھل جانے پر پروشیا کے سپہ سالار کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا اور اُس نے اپنے ایک جنرل کو لکھا:۔

"فوراً اُس مقام پر جہاں ہم نے بڑا زور دے رکھا ہے اُسقدر فوج لیکر جتنی تم سے ممکن ہو جا پہونچو اس وقت ہم دشمن پر ہر جگہ غالب ہیں۔ اور ہمارے رسالوں نے دشمن کی کئی توپیں بھی چھین لی ہیں۔"

لیکن کچھ دیر نہ ہونے پائی تھی کہ اُس نے پھر اپنی فوج کے پچھلے حصہ کو حسب ذیل

پرشیان تحریر بھیجی :-

"خبردار! ایک لمحہ کی دیر نہ ہو۔ تم اپنی فوج کو جس کی صفیں ہنوز نہیں ٹوٹی ہیں آگے بڑھا لاؤ لیکن اپنی صفوں کے درمیان ایسے راستے رکھنا کہ ہماری ہزیمت خوردہ فوج کے پیچھے ہٹنے والے سپاہی اُن راستوں میں ہو کر گذر جائیں۔ غنیم کے رسالے حملہ کرنے کو ہیں اس کے لئے پورے تیار رہنا۔ ان رسالوں کا حملہ شروع ہو چکا ہے۔ ہماری سپاہ تتربتر ہو رہی ہے۔ یہ حملہ رک نہ سکا۔ اور ہمارے رسالے توپخانے اور پیدل درہم برہم اور زیر و بالا ہو رہے ہیں"

اس جنگ کے ذرا ذرا سے تفصیلی حالات موجود ہیں اور لکھا ہے کہ اپنے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی جس کا ہم سطور بالا میں حوالہ دے چکے ہیں۔ پروشیا کی فوج کا پچھلا حصہ فوراً اس غرض سے آگے بڑھا کہ جنگ کے دو حصوں کو پلٹ دے اور پروشیا کی فراری جب اس فوج کے راستوں میں سے جو اُن کے نکل جانے کو سپہ سالار کے حکم سے قصداً بنا دیئے گئے تھے نکل گئے تو یہ پروشیا کی تازہ دم فوج بڑی شان سے فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں نمودار ہوئی اور دقیقی تھوڑی دیر تک تو یہی معلوم ہوا کہ لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ نپولین لینڈ گرافن برگ کی چوٹی پر بے خوف نڈر اور مستقل کھڑا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اور اس جنگ کی جو بربادی کا گویا ایک آتشیں طوفان تھی رہنمائی کر رہا تھا۔ خاصہ کے رسالے ہنوز بیکار کھڑے ہوئے اس جنگ میں شریک ہونے کے جوش میں پھکے جا رہے تھے لیکن نپولین کی بے اجازت جگہ سے ہل نہ سکتے تھے اور آخر کار ایک من چلے نوجوان سوار سے نہ رہا گیا اور صف سے آگے نکل کر آواز پکارا "ارے یارو کیا کھڑے دیکھ رہے ہو۔ آگے بڑھو"

یہ آواز نپولین نے بھی سنی اور بڑی سختی سے ڈانٹ بتلائی "ہیں! ابھی کیسے پھر غضبناک چتون بنا کر بولا "ارے بے ریشہ۔ لونڈا۔ اور بوناپارٹ کو سبق دینے

چلا ہے؟ اس سے کہدو کہ پہلے بوناپارٹ کی طرح تین ہولناک اور دنیا کی مشہور لڑائیوں
میں سپہ سالاری کر لے پھر آکر ایسی نصیحت کرے۔"

اب شام کے چار بج چکے تھے۔ اور قطعی فیصلہ کی ساعت کو نپولین نے پہچان لیا۔
اور اُس نے جنرل مراٹ کو اشارہ کیا کہ اپنے رسالے لے جائے اور پروشیا کی بدحواس
سپاہ کو ایک دم میں خاک سیاہ کردے اور نصرت کو مکمل کردے۔ اس اشارہ کی دیر تھی
اور مراٹ اپنے سیلاب فنا کو لیکر دشمن کی طرف متوجہ ہوا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی
کوئی شے ان خاصہ کے شاہی رسالوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور نہ محفوظ رہی اور دم
کے دم میں سب کام ختم ہوگیا اور پروشیا کی فوج برباد ہوگئی مروت و رحمدلی نے اپنے
منہہ پر نقاب ڈال لئے تھے اور اس ہنگامۂ نفسی نفسی کو جو معرکہ حشر سے کسی طرح
کم نہ تھا خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ اب جنگ نہ تھی کہ قاعدہ کی پابندی سے کام
ہوتا۔ اب تو قتل عام تھا اور موت کے فرشتہ نے پروشیا کی ہزیمت خوردہ فوج پر قابو
پالیا تھا۔ مفرورین امواج سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ کوئی انتظام و ترتیب باقی نہ
رہی بندوقوں کی باڑھوں نے اُن کی صفوں اور پروں کو چھلنی کر ڈالا۔ افواج خاصہ سے
پورے بارہ ہزار سوار حملہ کر رہے تھے اور بھاگنے والوں کو پامال کرکے خاک میں ملا دیا
تھا تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا۔ مفرورین کو کوئی جائے امن باقی نہ تھی۔ نپولین
کی افواج نے اُن کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ ہر طرف بھاگ کر جاتے تھے اور ہر
طرف سے خون میں نہائے ہوئے واپس آتے تھے۔

جس وقت جینا کے میدان میں یہ واقعات پیش آرہے تھے۔ پروشیا کی ایک
اور فوج کو آرسٹڈ کے میدان میں اسی قسم کے حادثات اور مصائب کا سامنا پیش
آرہا تھا۔ آرسٹڈ جینا سے بارہ میل تھا ادھر سے جینا کے اور اُدھر سے آرسٹاڈ کے
مفرورین آکر بیچ میں گڑبڑ ہوگئے۔ دونوں پر پیچھے سے پیل اور گراب اور گولیاں

برس رہی تھیں۔ اب پریشانی کی کوئی انتہا باقی نہ تھی۔ سب کے جی چھوٹ گئے۔ اور ایسے سراسیمہ ہوئے کہ اپنے اسلحہ اتار کر پھینک دئے۔ سامان وغیرہ کی گاڑیاں جو اب بھی تھوڑی بہت ساتھ تھیں میدان میں چھوڑ کر جدھر جس کا منھ اٹھا گیا بھاگ نکلا نہ کسی سمت کا خیال تھا اور نہ جمع ہونے کا کوئی مقام مقرر کیا گیا تھا۔ مراٹ اپنے رسالوں سے اب بھی اسی طرح حملہ کر رہا تھا اور میدان کی زمین مقتولوں کی لاشوں سے چھپ گئی تھی۔

رات ہو گئی لیکن ہزیمت خوردہ فوج کو کوئی پناہ میسر نہ آئی اسی خونریزی اور بے رحمی سے تعاقب ہوتا رہا جیسا دن میں کیا گیا تھا۔ مفرورین کو اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ کسی مقام پر جمع ہو جاتے یا دم لے لیتے۔ جدھر جاتے فرانسیسی فوج کو اپنے سامنے پاتے۔ پروشیا کا بادشاہ خود گرفتار ہو جانے سے بال بال بچ گیا۔ اس لئے کہ اس کی فوج میں قطعی پریشانی پھیلی تھی اور عجیب بے ترتیبی سے بھاگ پڑی تھی۔ آئرسٹڈ کے میدان سے چند رفیقوں کے ہمراہ وہ فرار ہوا اور اندھیری رات میں خندق اور باڑے پھاندتا ہوا جنگل میں جا گھسا اور تمام رات اسی طرح بھاگنے کے بعد صبح کو ایک محفوظ مقام پر پہونچا۔

اس ہولناک جنگ میں پروشیا کی جانب بیس ہزار فوج مقتول اور مجروح ہوئی اور بیس ہزار قید کر لئے گئے۔ اپنی عادت کے موافق نپولین نے اپنی فوج کو ہر چہار سو تعاقب میں روانہ کر دیا تھا۔ اور خود تمام رات مجروحوں کی خبر گیری میں مصروف رہا۔ اپنے ہاتھوں سے ان کو پانی پلاتا رہا اور تشفی کرتا رہا۔ کچھ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو خالق نے اس کو بڑا رستمانہ اور نڈر دل عطا فرمایا تھا لیکن اسی کے ساتھ وہ حد درجہ رحم دل اور رقیق القلب بھی بنایا گیا تھا۔ ان مجروحوں کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ احتیاط کا فروگذاشت نہ کیا گیا۔ صبح ہوتے ہی اس نے جنرل ڈیوراک کو جینا کی

اسپتالوں کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ مجروحوں کی فرداً فرداً اُس کی طرف سے جا کر تسلی کرے اور اُن کو روپیہ دے اور ہر ایک شے کا جس کی اُن کو ضرورت ہو پورا انتظام کرے۔ اور بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کرے۔ ڈیوراک نے مجروحوں کے سامنے شاہنشاہ کی تحریر پڑھی اور وہ اپنی تکلیف بھول کر "شاہنشاہ زندہ باد" کے نعرے مارنے لگے۔ اور اگرچہ وہ بہت مجروح اور خستہ تھے لیکن اسی شوق کا اظہار کر رہے تھے کہ اپنے شاہنشاہ کے لئے جاں نثاری کا اُن کو اور موقع ملتا۔

چونکہ کارگزار افسروں اور سپاہیوں پر نپولین بہت مہربانی اور عنایت کیا کرتا تھا لہٰذا اس موقع پر بھی اُس نے جنرل ڈیوسٹ کو جس نے ارسٹڈ کا معرکہ سر کیا تھا بڑی عزت بخشی اور سرکاری مراسلہ میں لکھا:۔

"ہمارے داہنے بازو پر جنرل ڈیوسٹ کی فوج تھی جس سے حیرت انگیز بہادری کا ظہور ہوا۔ اس فوج نے غنیم کو صرف روکا ہی نہیں بلکہ برابر تین میل تک اُس کا تعاقب بھی کیا۔ ڈیوسٹ نے بڑی لاجواب شجاعت اور استقلال کا اظہار کیا ہے۔ جو سب سے اچھے سپاہی کے اوصاف ہیں"۔

اسی کارگزاری کے صلہ میں نپولین نے جنرل ڈیوسٹ کو ڈیوک آف آرسٹڈ کا خطاب دیا اور مزید عزت افزائی کی غرض سے اُس نے حکم دیا کہ سب سے پہلے پروشیا کے دارالحکومت برلن میں جنرل ڈیوسٹ ہی اپنا قدم رکھے۔ اس سے تمام فوج میں اُس کی وقعت دوبالا ہو گئی۔ پھر اس کے دو ہفتے بعد نپولین نے تمامی افسروں کے سامنے جنرل ڈیوسٹ کی بڑی آب و تاب کے لفظوں میں تعریف کی اور جب نپولین تعریف کر چکا تو جنرل ڈیوسٹ افسروں کی صف سے آگے بڑھا اور کہا: "اسے جہاں گیر، تیسری ڈیویژن کے سپاہی ہمارا سا تھ دیں گے اسی طرح جاں نثار ہیں جس طرح دسواں دستہ افواج قیصر روم کا جاں نثار تھا"۔

اب اس فتح کے بعد نپولین نے دور اندیشی اور دانائی کا وہ کام کیا جو کسی دوسرے

سپہ سالار کو سوچنا قریب قریب ناممکن ہے یعنی اُس نے چودہ روز کے اندر پروشیا کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مغرور بادشاہ کو مجبور ہو کر روس کی سرحد میں پناہ لینی پڑی اور یہاں اسکندر۔ شاہنشاہِ روس کی امداد کی توقع میں دن گننے لگا۔ تمام پروشیا کی ایک دم میں وہ حالت ہو گئی تھی کہ گویا آسمان سے اُس پر اچانک ایک بلا نازل ہو گئی تھی۔ اسلئے کہ ایک ماہ کے اندر پروشیا جیسی بڑی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اور پروشیا کی فوج قتل۔ اسیر۔ یا منتشر ہو چکی تھی۔ اور ایسے ایسے زبردست عسیر الفتح قلعے جن پر صدیوں سے زر خطیر صرف ہو رہا تھا نپولین نے فتح کر لئے تھے۔ اور اب نپولین پروشیا کے فرماں روا کے ایوان میں مقیم تھا۔ یہ خبریں سنکر یورپ کے تاجداروں کے اوسان خطا ہو گئے اور ایسا ہونا کچھ بیجا نہ تھا اسلئے کہ یہ واقعات تو افسانہ نظر آرہے ہیں اور ایسا یقین ہوتا ہے کہ سچی تاریخ سے اُن کو کوئی واسطہ نہیں ہے اور روس کے شاہنشاہ نے کہا ہے " اس آدمی سے ہمارا لڑنا ویسا ہی ہے جیسے کسی طفل شیر خوار کا کسی دیو سے مقابلہ کرنا ہے "

پروشیا کے بادشاہ نے سیکسنی کے فرمانروا کو نپولین کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا اس زمانہ کی خونریز لڑائیوں کے دوران میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی بڑی کمبختی تھی۔ اسلئے کہ ان کو کسی نہ کسی کا شریک ہونا پڑتا تھا۔ اس جنگ میں سیکسنی کے بہت سے افسر اور سپاہی اسیر کئے گئے تھے۔ جب نپولین جینا کے میدان میں پروشیا کی افواج کو فاش شکست دے چکا تو اُس نے جینا کے دار العلوم کے بڑے کمرے میں سیکسنی کے افسروں کو جمع کیا اور بڑی خندہ پیشانی سے کہنے لگا۔

" اے شرفا مجھے نہیں معلوم ہے کہ آپ کے بادشاہ سے میری کس وجہ سے جنگ ہو رہی ہے۔ آپ کا بادشاہ تو بڑا دور اندیش اور دانا ہے اور اُس کا مزاج نہایت حلیم ہے۔ آپ کا بادشاہ واجب التعظیم ہے پس میں چاہتا ہوں کہ پروشیا

کے ظالم پنجہ سے آپ کو رہا کردوں۔ اور جب فرانس اور سیکسنی کے باہم کوئی اپنا جھگڑا نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ آپس میں جنگ کریں۔ میں آپ کا ہمیشہ خیرخواہ رہونگا اور اب آپ سے میری صرف اسیقدر درخواست ہے کہ آپ آیندہ فرانس سے جنگ نہ کریں"

یہ تقریر سُن کر سیکسنی کے افسر حیرت زدہ ہوگئے۔ اس لئے کہ ایک فاتح اس سے زیادہ فیاضی اور عالی حوصلگی کا اظہار نہ کرسکتا تھا۔ نپولین حیرت انگیز فاتح تھا۔ اور اس تقریر سے اُس نے سیکسنی کے افسروں کے قلوب کو مسخر کرلیا ان افسروں نے بڑی خوشی سے عہد کیا کہ فرانس کے خلاف کبھی جنگ نہ کرینگے۔ اور اپنے دارالحکومتہ ڈریسڈن کو یہ کہکر روانہ ہوئے کہ ہم تین روز میں اپنے بادشاہ کو راضی کرکے واپس آسکتے ہیں"

ہیسی کا فرمانروا نہایت ہی کمینہ خصلت۔ خودسر اور ظالم فرمانروا تھا اُس کے پاس بتیس ہزار فوج تھی۔ اس فرمانروا نے جنگ برپا کرنے میں بیحد کوشش کی تھی۔ وہ انگریزوں کی دوستی پر دم دیتا تھا لیکن لطف یہ تھا کہ انگریز اُس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ زار روس یعنی شاہنشاہ اسکندر دو لاکھ فوج لئے ہوئے پولینڈ کے میدانوں میں اس غرض سے بڑھا چلا آرہا تھا کہ نپولین سے مقابلہ کرے۔ لیکن ادھر نپولین نے یہ قصد کیا تھا کہ اسکندر کی نصف ہی راستہ میں فوج روک کر جنگ کرے۔ پس چونکہ نپولین خود آگے بڑھنا چاہتا تھا لہذا ہیسی کے فرماں روا کو جو اُس کا جانی دشمن تھا اپنے پیچھے چھوڑنا اور اُس کا کچھ انتظام نہ کردینا بڑی کوتاہ اندیشی کا کام تھا۔ لہذا نپولین نے جنرل مورٹر کو مامور کیا کہ ہیسی میں جاکر اعلان کردے کہ موجودہ فرماں روائی کا خاتمہ ہوگیا اور اس اعلان کے بعد فرانس کی جانب سے ملک پر قابض ہوجائے اور سب فوج کو برخاست کردے۔

گرانڈ ڈیوک آف ویمر پروشیا کی افواج میں سے ایک بازو کا جنرل تھا اور اس کی

بیوی زار روس کی بہن تھی - اس بیگم نے بھی جنگ برپا کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا - نپولین اب ویمر میں داخل ہوا - یہ شہر نہایت ہی نفیس اور نامور مقام تھا اور گوئٹھ شلر - اور - ویلینڈ جیسے نامور شخص اس میں رہتے تھے - مگر اس شہر کی بھی وہی گت ہوئی جو دورانِ جنگ میں جنگ کے ہاتھوں سے ہونا چاہیئے - فراری اس میں سے بھی ہوکر بھاگے تھے اور تعاقب کرنے والے بھی اس میں ہوکر گذرے تھے - عمدہ عمدہ عمارتیں سیل کے گولوں سے مسمار اور خستہ و خراب ہوگئی تھیں - خون کے دریا بہ گئے تھے اور فرش پھسلنے ہو گئے تھے - اور اب ڈیوک آف ویمر کی بیگم نپولین کی خدمت میں حاضر ہوکر رحم کی التجائیں کرنے لگی -

لیکن نپولین نے اس کو صرف یہی جواب دیا کہ "کیوں بیگم صاحبہ اب آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جنگ کیا شے ہے اور اس کے نتائج کو بھی ملاحظہ فرمالیا "

نپولین نے بس اسی قدر انتقام پر اکتفا کیا اور اس بیگم کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور اس بات کا کچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بیگم اس کی نہایت شدید دشمن تھی - اس کے بعد وہ بیگم سے اس کے شوہر کی بدکرداری کا شکایت کے لہجہ میں ذکر کرتا رہا - پھر اس نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ پروشیا کے مجروحوں کی سخت محنت سے نگہداشت اور دوا دارو کی جاوے اور ان کی ضروریات کا لحاظ رکھا جاوے اور اسی کے ساتھ اس نے ایک پادری کو جس نے مجروحوں کی خبرگیری کی تھی بہت سا انعام دیا -

۲۸ - اکتوبر ۱۸۰۶ء کو نپولین بڑی شان و تزک سے برلن میں داخل ہوا - اور بادشاہ کے ایوان میں مقیم ہوا - یہ برلن اسی ملک پروشیا کا دارالسلطنت تھا جس کے فرمانروا نے جنگ کے شعلہ کو بھڑکایا تھا اور آئین ملک گیری کے لحاظ سے اب پروشیا کا تمام ملک نپولین کا ہوچکا تھا - لیکن نپولین نے اسقدر احتیاط اور نرمی سے کام لیا کہ تعریف نہیں ہوسکتی - پہلا حکم اس نے یہ دیا کہ شاہی حرم سرا میں

کوئی شخص نہ جاسکے اور اس کی حفاظت کے لئے سخت تاکید کی۔ لیکن ملکہ حرم سرا سے بڑی پریشانی اور بدحواسی سے فرار ہو چکی تھی اور اپنے مراسلات اور راز کی تحریریں سب میز پر چھوڑ گئی تھی۔ سرکاری مراسلات میں نپولین نے اس ملکہ کی کارروائیوں پر بڑی حرف گیری کی ہے۔ کیونکہ صرف اس ملکہ کی کوششوں کا یہ نتیجہ تھا کہ تمامی فوج اور پروشیا کے افسر غصہ سے مشتعل اور جنگ پر آمادہ ہوئے تھے اور یہ ملکہ خود گھوڑے پر چڑھ کر فوج کی سرداری تھی اور ہر طرح سے شعلۂ جنگ کے بھڑکانے میں کوشش کی تھی۔ نپولین کی ہمیشہ سے رائے تھی کہ عورتوں کو معاملات ملکی سے کوئی واسطہ ہونا چاہئے چنانچہ اس ملکہ کی جملہ کارروائیوں کو اس نے ناپسند کیا اور تحریر کے ذریعہ اپنی ناپسندیدگی اور ناراضی کا اظہار کیا چونکہ اس ملکہ نے اپنی جہالت اور ناوانی سے دوسری جاہل اور ناداں عورتوں کی طرح جو معاملات ملکی میں دخل دیا کرتی ہیں پروشیا کے بادشاہ اور رعایا اور ملک کو مصیبت میں مبتلا کیا تھا لہذا نپولین کی ناراضی کا اظہار کسی طرح بیجا نہ تھا مگر نکتہ چینیوں نے اس بنا پر کہ یہ ملکہ اب نہایت عاجز حالت میں تھی نپولین کی لفظی سختی پر حرف گیری کی ہے۔ چونکہ محض اس ملکہ کی وجہ سے شدید خونریزی ہوئی نپولین نے ایک سرکاری مراسلہ میں بھی ملکہ اور عموماً ایسے ہی چال چلن کی عورتوں کا ذکر کیا۔ اس پر جوزیفائن نے نپولین کو ایک شکایتی خط لکھا اور اس شکایتی خط کے جواب میں نپولین نے جوزیفائن کو حسب ذیل خط لکھا:-

۶- نومبر ۱۸۰۶ء ۹ بجے شب

جوزیفائن -

تمہارا خط موصول ہوا۔ تم مجھے ملامت آمیز اور شکایت آمیز الفاظ اسلئے لکھتی ہو کہ میں نے اپنے مراسلہ میں عورتوں کی مذمت کی ہے لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ عورتوں کا سازشوں میں شریک ہونا اور معاملات ملکی میں درخور ہونا مجھے پسند نہیں۔ لیکن اگر عورتیں

ہی اپنی کرتوت سے میری راے کو اپنی طرف سے خراب کردیں تو اس میں خطا انہیں عورتوں کی ہے میری تقصیر نہیں ہے۔مثلاً مجھے اسوقت ایک نیک نہاد خاتون کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور تم انصاف کرو کہ میں نیک خاتونوں کے ساتھہ کیسی ہمدردی سے پیش آتا ہوں۔ میرا اشارہ اسوقت میڈیم ہیزفیلڈ کی طرف ہے یعنی جسوقت میں نے اُسکو اُس کے شوہر کا خط دکھایا اور پوچھا کہ میڈیم بہچانو یہ باغیانہ خط کس کا ہے" تو بڑی بیگناہی سے وہ ایسی روئی کہ اُس کی ہچکی لگ گئی اور نہایت راستی سے کہنے لگی کہ بیشک یہ میرے شوہر ہی کی تحریر ہے" جوزیفائن۔ بس میرے لئے تو یہی اقرار کافی تہا۔ میڈیم ہیزفیلڈ کی گریہ وزاری مجھ سے کس طرح دیکھی جاتی اور میں نے اُس سے کہا۔ میڈیم۔ لو۔ یہ خط تم آگ میں ڈال دو اور پھر تمھارے شوہر کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت باقی نہ رہیگا۔ اور پھر یہ خط میں نے خود ہی جلادیا اور میڈیم ہیزفیلڈ کی تمنا کو پورا کردیا اُس کا شوہر اب محفوظ ہوگیا ورنہ دو گھنٹے کے اندر گولی سے ماردیا جاتا۔ پس دیکھو کہ اُن عورتوں سے جن کے عادات وصفات عورتوں کی طرح محبت۔ رحمدلی اور فیاضی کا اظہار کیا کرتے ہیں مجھے کیسی ہمدردی ہے جوزیفائن اسی قسم کی عورتیں صرف تمھارے مشابہ ہیں۔ میں بہت اچھی طرح ہوں خدا تم کو اپنے حفظ امان میں رکھے"

نپولین

جس واقعہ کی طرف نپولین نے اس خط میں اشارہ کیا ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ پرنس ہیزفیلڈ برلن کا گورنر تھا اور اس نے شہر نپولین کے حوالہ کرکے قول وقسم کرلئے تھے کہ کسی طرح سے کوئی بیوفائی عمل میں نہ آیگی اور فرانسیسی فوج کی عافیت کا ہر طرح خیال کیا جائیگا۔ یہ حلف تو کرلیا لیکن پرشیا کے بادشاہ سے سازباز قایم کیا اور تمامی ضروری واقعات جو پیش آرہے تھے اُس کو لکھ لکھ کر

بھیجنا شروع کر دیے۔ اتفاق سے اسی قسم کی ایک تحریر جو اُس کے خود قلم کی لکھی ہوئی تھی گرفتار کر لی گئی اور نپولین کے سامنے پیش کر دی گئی چنانچہ پرنس ہیزفیلڈ کورٹ مارشل میں پیش ہو گیا اور دو گھنٹے کے اندر گولی سے مار دیا جاتا۔

یہ وحشتناک خبر پاتے ہی میڈیم ہیزفیلڈ ایوان کے دروازہ پر جہاں نپولین گھوڑے سے اُتر رہا تھا اُس کے قدموں پر گر پڑی۔ نپولین واقعی رقیق القلب شخص تھا اور اور اُس کا مقولہ تھا کہ "عورت کا رونا مجھ سے کبھی دیکھا نہ گیا" نپولین فوراً ایک کمرہ میں چلا گیا جہاں آتشدان میں بڑی تیزی سے آگ روشن تھی اور وہ خط نکال کر میڈیم ہیزفیلڈ کے ہاتھ میں دیا اور کہا "میڈیم دیکھو تو یہ خط کس کا ہے" میڈیم ہیزفیلڈ اس خط کو دیکھکر اور بھی زار و قطار رونے لگی اور کہا کہ "جہاں پناہ۔ واقعی یہ تحریر تو پرنس ہیزفیلڈ ہی کی ہے"۔ نپولین نے کہا "اچھا اسے ابھی آگ میں ڈالدو اور پھر پرنس ہیزفیلڈ کے خلاف کوئی ثبوت باقی نہ رہیگا" میڈیم ہیزفیلڈ تو پریشان حواس تھی ہی اس بات کو سنکر اور بھی پریشان ہو گئی اور واقعی ایسی انوکھی بات کو کون باور کر سکتا تھا۔ چنانچہ میڈیم ہیزفیلڈ اس خط کو ویسی ہی پریشانی سے ہاتھ میں تھامے رہی اور آگ میں نہ ڈالا۔ یہ دیکھکر نپولین نے وہ خط اُس کے ہاتھ سے لیکر خود آگ میں ڈال دیا اور وہ فوراً جلکر راکھ ہو گیا۔ اب نپولین نے کہا "لو میڈیم۔ پرنس ہیزفیلڈ بچ گیا۔ اور تم خوش ہو جاؤ"۔ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ نپولین اس وقت محض غیر اور دشمن ملک میں تھا اپنی قوت کی حفاظت کے لئے جو کچھ بھی کرتا تھوڑا تھا اور اس موقع پر عبرت کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ضرور تھا۔ لیکن اُس نے کچھ نہ کیا۔ خط آگ میں جلا دیا اور پرنس ہیزفیلڈ کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد نپولین۔ پوسٹڈیم کو فریڈرک اعظم کے مزار پر گیا یہ وہی مقام ہے جہاں ایک سال اس سے پیشتر روس اور پروشیا کے بادشاہوں نے باہم قول و

تقسیم کئے گئے اور جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ جس وقت نپولین اس قبر کے پاس جاکر کھڑا ہوا تو اس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے قلب پر بہت اثر تھا۔ تھوڑی دیر تک سناٹے کا عالم رہا اور کسی شخص نے ایک لفظ بھی منھ سے نہ نکالا فریڈرک اعظم کی تلوار اس کی قبر کے پاس آویزاں تھی۔ نپولین نے اس تلوار کو اتار لیا اور بغور دیکھنے کے بعد جنرل ریپ کے ہاتھ میں دیکر بولا:-

"تمھیں معلوم ہے کہ اسپین کے ایلچی نے فرانسس اول کی تلوار میری نذر کی ہے۔ اور فارس کے سفیر نے چنگیز خاں کی تلوار میرے سامنے پیش کی ہے۔ اور اس تلوار کو جو فریڈرک اعظم کی کمر کی ہے میں دو کروڑ فرانک کے معاوضہ میں بھی جدا نہ کرونگا۔ میں اس تلوار کو پیرس بھیجونگا اور میرے پرانے سپاہی اس کو متبرک خیال کرینگے اس لئے کہ یہ تلوار دنیا کے بڑے نامور سپہ سالار کی ہے"

یہ سنکر جنرل ریپ نے ڈرتے ڈرتے کہا "اگر میں جہاں پناہ کی جگہ ہوتا تو اس تلوار کو اپنی کمر سے کبھی جدا نہ کرتا"

نپولین نے جنرل ریپ کو ایک نگاہ ملامت آمیز سے دیکھکر اور آہستہ سے اس کان کی لو پکڑ کر ظریفانہ لہجہ سے کہا "اے مرزا صحیح مستقیم۔ کیا میری کمر میں میری اپنی تلوار نہیں ہے"؟

۱۷۵۷ء میں فرانس کی افواج کو پروشیا کی افواج نے روزبک کے میدان میں شکست فاش دی تھی اور اس فتح کی یادگار میں ایک مینار تعمیر کیا تھا۔ نپولین کا اس میدان سے گذر ہوا اور وہ اس مینار کو دیکھنے کے لئے متوجہ ہوا۔ جب مینار کے قریب پہونچا تو یہ دیکھکر کہ یہ مینار بہت حقیر اور فرانس کے سپاہیوں کے قد سے اونچا نہ تھا اسے بہت حیرت ہوئی اور اس کا پتھر ایسا نرم تھا کہ سب کتبے [illegible] کی شدائد سے مٹ گئے تھے۔ نپولین نے اس کو تھوڑی دیر تک بغور دیکھا اور

آہستہ آہستہ اُس کے گرد پھرا۔ اس وقت نپولین اپنے ہاتھ سینہ پر باندھے ہوئے تھا
پھر بولا یہ مینار تو نہایت ہی نفرت خیز ہے" اسی اثنا میں اتفاق سے فرانسیسی فوج
کا ایک دستہ بھی وہاں آپہونچا۔ نپولین نے سفر مینا کے جوانوں کو حکم دیا کہ اس مینار
کو منہدم کر کے ایک گاڑی میں لادیں اور پیرس کو روانہ کردیں۔ اور خود گھوڑے کو
ایڑ دیکر وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اس تلوار اور مینار کے واقعات لکھتے ہوئے
مورخوں نے نپولین پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ لیکن یہ مورخ یہ نہیں لکھتے کہ
آئین جنگ کی رو سے کیا یہ فیصلہ کہیں قطعی طور سے ہو چکا ہے کہ فلاں فلاں شے
جائز مال غنیمت ہے اور فلاں فلاں چیز ناجائز ہے۔ یہ مسئلہ واقعی لاحل ہے اور
اس سوال کا قطعی فیصلہ کر دینا محال ہے۔ پھر نپولین پر نکتہ چینی بالکل بیجا ہے۔

ایسے ہی معاملات کے متعلق ہم نپولین کا ایک اور واقعہ حسب ذیل تحریر
کرتے ہیں جس سے نپولین کے عادات و صفات کا ناظرین پورا اندازہ کرینگے۔

جب نپولین آسٹرلٹز کی نامی جنگ میں کامل فتح حاصل کر چکا اور آسٹریا
کے دار السلطنت وائنا سے فرانس کو مراجعت کرنے لگا تو اُس نے وائنا کے
شرفا کو اس طرح الوداعی تقریر میں مخاطب کیا۔" اے شرفا اب میں تم سے رخصت
ہوتا ہوں۔ میرے دل میں تمھاری بڑی عزت ہے اور اُس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ
دیکھو میں نے تمھارے سلح خانہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگایا ہے اور وہ بدستور اپنی اصلی
حالت پر موجود ہے۔ جاؤ اور اُس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔ دیکھو میں نے اس
بات پر ہرگز توجہ نہ کی کہ قوانین جنگ کی رو سے یہ سلح خانہ میرا ہو چکا تھا۔ اس
جنگ کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب تم پر پڑیں تم کو لازم ہے کہ اُن کو
میری ذات سے منسوب نہ کرو بلکہ اُسی قاعدہ کلیہ سے منسوب کرو جو جنگ سے
بطور لازمی نتیجہ کے ہمیشہ پیدا ہوتا ہے۔ میری افواج نے چونکہ تمھارے ساتھ

بڑی عمدگی اور شرافت سے برتاؤ کیا ہے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میں تمھاری بڑی عزت کرتا ہوں"

نپولین نے ایک ماہ کے اندر پروشیا کی سلطنت کو تہ و بالا کر دیا۔ یعنی اس کی افواج کو غارت کر دیا۔ ملک کو فتح کر لیا اور دارالسلطنت برلن پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت یہ خبر یورپ کے بادشاہوں کو پہونچی تو اُن کے درباروں میں ہل چل پڑ گئی۔ نپولین **انقلاب** کا فرزند تھا۔ اور اس بات کا حامی تھا کہ بادشاہ اور رعایا کے حقوق برابر ہونا چاہیئے اور اسی لئے بڑے بڑے غیور بادشاہوں کو نیچا دکھا رہا تھا فرانس کے ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی کو یقین ہو گیا تھا کہ دولت و جاہ و عزت کے راستے اُس کے سامنے کھلے ہوئے تھے اور یہ ایسا خیال تھا کہ جس کے سبب سے خوشی کے مارے اُن کے دل دھڑکنے لگتے تھے فرانس کے ہر شخص کو یقین کامل ہو گیا تھا اور یہی خیال اب تک ہے کہ نپولین اُن کا سچا خیر خواہ تھا۔ اور اُن کے حقوق کا حامی اور محافظ تھا۔ جینا کی جنگ کے بعد نپولین نے ایک اعلان شائع کیا جس میں بڑے پرآب و تاب لفظوں میں اپنے سپاہیوں کی بہادری جفاکشی اور استقلال کی تعریف کی اور آخری الفاظ اس اعلان کے یہ تھے: "اے مردو مجھے تم سے اسی قدر محبت ہے جتنی تم کو مجھ سے ہے"

جنرل لالس نے ایک مراسلہ میں نپولین کو لکھا "کل میں نے جہاں پناہ کا اعلان سپاہ کے سامنے پڑھا اُس کے آخری فقرہ سے سپاہیوں پر عجب طرح کا اثر ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لفظیں سپاہیوں کے جگر میں اُتر گئی تھیں۔ میرے امکان میں نہیں ہے کہ اُس محبت کے اندازہ کو حیطہ تحریر میں لاسکوں جو ذرا یہی سپاہیوں کو جہاں پناہ سے ہے اور مختصر یہ ہے کہ کسی عاشق کو اپنے محبوب سے اُس سے زیادہ محبت نہیں ہو سکتی جتنی جہاں پناہ کے جاں نثاروں کو جہاں پناہ

سے ہے "

پروشیا والوں کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ حقوق کی برابری کے خیال میں بڑی بھاری طاقت تھی۔ اسی کے متعلق پروشیا کے ایک افسر نے اپنے مکان کو خط لکھا اور اتفاق سے یہ خط گرفتار کر لیا گیا۔ لکھا تھا "ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ فرانسیسی آدمی ہیں یا جن ہیں۔ اُن پر آگ برستی ہے اور وہ مطلق پروا نہیں کرتے اور ایسے جوش وخروش سے آگے بڑھے چلے آتے ہیں کہ ہمارے پروشیا کے سپاہیوں میں اُس جوش کا پتہ بھی نہیں۔ پس ایسے فرانسیسی سپاہیوں کے مقابلہ میں جو کسی شے سے روکے ہی نہیں جا سکتے۔ پروشیا کے کسانوں کی بھیڑ جو زبردستی پکڑ دھکڑ کر لڑنے کو سامنے کر دی جاتی ہے کیا حقیقت رکھتی ہے اور واقعی یہ کسان کر بھی کیا کر سکتے ہیں اور کس دل سے جانبازی کریں کیونکہ دولت وجاہ ومراتب تو سب امراء کے حصہ میں آچکے ہیں اور ان بیچارے غریبوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ پس فرانسیسی سپاہ کی بہادری عین حق ہے اسلئے کہ حقوق میں وہ سب کے ساتھ برابر کے حصہ دار ہیں "

پروشیا کا بادشاہ اب اُسی پولینڈ کے ویرانوں میں پناہ گیر تھا جس کو روس اور آسٹریا کے ساتھ شریک ہو کر غاصبانہ طریقہ سے اُس نے حصہ بانٹ کر لیا تھا۔ اور اُس کو بھی اب یقین ہو گیا تھا کہ جب تک پروشیا کے جمہور کو بھی مساوی حقوق نہ عطا کئے جائینگے فرانسیسی فوج سے کسی طرح مقابلہ نہ ہو سکے گا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی افواج جہاں پہونچتی تھیں یہی خیال پیدا ہو جاتے تھے اور یورپ کے ہر ملک میں چاہے وہ جمہوری حکومت کا طرفدار ہو یا مخالف یہ لگا یقین ہو گیا تھا کہ نپولین جمہور کا خیر خواہ تھا۔

انھیں پر آشوب ایام میں جبکہ نپولین پروشیا میں تھا اُس نے میڈلین کے عظیم الشان مندر کی تعمیر کی تجویز کی اس کی تعمیر سے نپولین کو اپنی شکر گذاری کے

اظہار سے مقصود تھا اور یہ عمارت فوج خاصہ کے نام سے منسوب کی جانے کو تھی۔ یہ تجویز ہوا کہ سنگ مرمر کی لوحوں پر تمامی ان افسروں اور سپاہیوں کے نام کندہ کئے جاویں جو الم۔ آسٹرلٹز۔ اور جینا کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے اور ان افسروں اور سپاہیوں کے نام جو ان لڑائیوں میں کام آئے تھے سونے کی لوحوں پر کندہ کئے جائیں۔

نپولین نے فرانس کے وزیر داخلہ کو پوزن سے ۱۹ دسمبر ۱۸۰۶ء کو تحریر کیا کہ علم ادب کو ترقی دینے کی سخت ضرورت ہے اور علم معانی کے متعلق جلد تجویزیں لکھکر میرے پاس غور کے واسطے روانہ کرو۔ اس علم سے ہر قوم کی زینت و رونق ہوا کرتی ہے۔"

اس دشوار اور انوکھی مہم کے دوران میں نپولین جوزیفائن کو برابر خطوط بھیجتا رہا۔ چند خطوط حسب ذیل ہیں:۔

۱- بام برگ - ۷- اکتوبر ۱۸۰۶ء

جوزیفائن۔ میں آج کرونچ کو روانہ ہوا۔ میری فوج دھاوے کرتی چلی جاتی ہے سب معاملات رو بہ راہ ہیں۔ میری تندرستی اچھی حالت میں ہے۔ تمھارا صرف ایک ہی خط میرے پاس آیا ہے۔ ہورٹینس اور یوجین کا بھی ایک ہی خط موصول ہوا ہے۔ الوداع۔

طالب خیر۔ نپولین

۲- گیرا - ۱۳- اکتوبر ۱۸۰۶ء ۲ بجے شب

پیاری جوزیفائن - میں گیرا میں ہوں۔ سب معاملات کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہیں اور جملہ باتیں میری حسب مراد پیش آ رہی ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو چند ہی روز میں بیچارے پروشیا کے بادشاہ کے خلاف معاملات نہایت ہی خوفناک

صورت اختیار کرینگے۔ مجھے اس بادشاہ پر رحم آتا ہے کیونکہ اپنی ذات سے یہ بہت بڑا نیکو صفات شخص ہے۔ اس وقت پروشیا کی ملکہ بادشاہ کے ساتھ ارفرٹ میں ہے اور اگر اس ملکہ کا بھی جی چاہتا ہے کہ جنگ کا تماشا دیکھے تو وہ اس ہولناک تماشہ کو دیکھیگی میں بخیریت ہوں۔ جب سے میں پیرس سے آیا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ میرے بدن پر گوشت آگیا ہے لیکن اسی کے ساتھ گھوڑے پر یا گاڑی میں مجھے ساٹھ میل سے لیکر چھتر میل تک روز چلنا بھی پڑتا ہے۔ آٹھ بجے شب کو میں سو رہتا ہوں اور بارہ بجے اٹھ بیٹھتا ہوں اور پھر کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے رات میں اکثر تمھارا خیال آتا ہے کہ تم ابھی لیٹی ہوگی۔

نپولین

۴۔ جینا۔ ۱۵ اکتوبر۔ ۳ بجے صبح

پیاری جوزفائن۔ پروشیا کی افواج کے مقابلہ میں میری سپاہ نے بڑی کامیابی سے کام کیا۔ کل مجھکو بڑی نامور فتح نصیب ہوئی۔ میرا ڈیڑھ لاکھ فوج سے مقابلہ تھا۔ بیس ہزار فوج کو میں نے اسیر کرلیا۔ سو توپیں اور بہت سے جھنڈے چھین لئے ہیں پروشیا کے بادشاہ سے بہت قریب تھا اور بادشاہ اور ملکہ دونوں گرفتار ہو جاتے سے بال بال بچگئے۔ میدان جنگ میں مجھے دو رات اور دو دن ہوگئے ہیں۔ لیکن میری تندرستی ایسی اچھی ہے کہ مجھے حیرت ہوتی ہے۔ دیکھو ذرا فکر مت کرنا ہورٹنس تمھارے پاس موجود ہے۔ چھوٹے نپولین اور ہورٹنس کو بہت بہت دعائیں

نپولین

۴۔ ویمر۔ ۱۶۔ اکتوبر۔ ۵ بجے شام

پیاری جوزفائن۔ مانسیو ٹیلیرنڈ تم کو سرکاری مراسلہ دکھائیگا اور تم کو میری

کامیابی کا حال معلوم ہو جائیگا وہی ہوا جو میں نے قیاس کیا تھا۔ پروشیا کی فوج ایسی برباد
ہوئی کہ کبھی کوئی فوج اس طرح برباد نہوئی ہوگی اس وقت مجھے صرف اسی قدر
مہلت ہے کہ تم کو اپنی خیریت لکھ بھیجوں۔ یہ تماشہ تو دیکھو کہ جتنی محنت کرنا پڑتی ہے
اور تھکاوٹ ہوتی ہے اور کھلے آسمان کے نیچے شب باش ہونا پڑتا ہے اُسیقدر میں موٹا
ہوتا جاتا ہوں۔ ہورٹنس اور نپولین کو پیار۔ خدا تمھارا نگہبان رہے۔

نپولین

۵۔ یکم نومبر۔ ۲ بجے صبح۔

ٹیلرانڈ آیا۔ اور اُس سے معلوم ہوا کہ سوا سے آنٹھ پہر رونے کے تم کو کوئی کام
ہی نہیں ہے۔ جوزیفائن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ اچھا تم چاہتی کیا ہو؟ دیکھو
تمھاری بیٹی ہورٹنس اور اُس کا بچہ نپولین تمھارا نواسہ یہ دونوں تمھارے پاس موجود
ہیں۔ اس کے علاوہ میری کامیابیوں کی تم ہر روز خوش خبریاں بھی سنتی رہتی ہو۔
پس میری رائے میں یہ باتیں تم کو خوش رکھنے کے لئے پوری کافی ہیں۔ اس مہم
کے دوران میں موسم نہایت عمدہ رہا۔ کبھی بارش نہ ہوئی۔ میں بخیریت ہوں۔ مانسیور
نپولین کی طرف سے ایک خط مجھے پہونچا ہے اور یقیناً یہ خط اُس کی ماں ہورٹنس نے
لکھا ہے اچھا خدا حافظ

نپولین

خورد سال نپولین جس کا اوپر خطوط میں چند مقام پر اشارہ ہے۔ لوئی اور ہورٹنس کا
بچہ اور موجودہ شاہنشاہ فرانس کا بھائی تھا۔ یہ بچہ بڑا ہونہار تھا۔ اور نپولین بونا پارٹ کو
جان کی برابر عزیز تھا۔ نپولین نے اُس کو اپنا جانشین بنانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا۔
اور جوزیفائن کو طلاق دینے کا خیال دل سے دور ہو گیا تھا۔

نپولین کی التجا لیکن اس کا بے اثر ثابت ہونا۔ بندرگاہوں کی آمد و شد کا راستہ کاغذی احکام کے ذریعہ سے بند کر دیا جانا۔ وزیر فرانس کی رپورٹ۔ برلن سے نپولین کا ایک حکم عام جاری کرنا جس کو تاریخ میں برلن ڈکری کہا گیا ہے۔ انگلستان اور فرانس کی منتقمانہ تجاویز۔ ایلیسن صاحب کی شہادت۔ مایوس سپاہ کو اعلان دیا جانا۔ نپولین کا سینیٹ کو پیغام بھیجنا۔ پولینڈ کے جمہور کی عرضداشت۔ نپولین کی پریشان حالت۔ دریائے وسچولا پر نپولین کا لشکر زن ہونا۔ سپاہ کی خبرگیری ایلا کی جنگ۔ بوڑھا کارآزمودہ گرانڈیل سوار۔ دل پر اثر کرنے والے واقعات جوزیفائن کے نام خطوط۔

جینا اور آرسٹڈ کی جنگ نے پروشیا کی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا اور فریڈرک ولیم کے قبضہ میں صرف اپنی سلطنت کا ایک بعید صوبہ باقی رہ گیا۔ اور اب وہ اس صوبہ میں ایک فراری کی حیثیت سے گیا۔ اس کی برباد فوج کا ایک چھوٹا سا حصہ اس کے پاس باقی تھا۔ نپولین کا ہرگز جی نہ چاہتا تھا کہ پیرس کی خوش آیند اور معتدل آب و ہوا کو چھوڑ کر ان سرد ممالک کو جاتا اور حملہ آوروں کو روکتا لیکن اگر وہ پیرس میں اتنی دیر کر دیتا کہ روس

پروشیا اور انگلستان کی افواج متحد ہوجاتیں تو بیشک وشبہ خود اُس کا خاتمہ ہوجاتا۔
پس اُس نے اپنے معمولی عزم وثبات اور چالاکی سے قبل اس کے کہ روس کا بادشاہ
سینٹ پیٹرزبرگ اور برلن کے مابین وسیع میدان کو اپنی ایک لاکھ فوج کے ساتھ
طے کرے پروشیا پر حملہ کردیا۔ اور اپنی مخصوص نقل وحرکت اور ان تھک جفاکشی سے
اُس نے اپنی تمامی فوج کو پروشیا کی فوج کے عقب میں پہونچا دیا۔ اور پروشیا کی
فوج کا اُس کے دارالحکومۃ برلن اور رسد کے ذخائر سے تعلق قطع کردیا۔ اور اپنی فتح
پر یقین کرکے پھر اُس نے اس غرض سے کہ خونریزی نہو پروشیا کے بادشاہ کو ایک
خط بھیجا۔ جس کی نقل او پر ہوچکی اور صلح کے لئے التجائیں کیں۔ لیکن کچھ سودمند نہوا
اور انجام کار پھر جنگ شروع ہوئی اور پروشیا کی فوج مغلوب ہوئی۔ اور تباہ کردی
گئی۔ اور جب یہ ہولناک تماشے ہوچکے تو نپولین نے بڑی خاموشی سے پروشیا کے
بادشاہ کے ایوان میں قیام کیا۔ پروشیا کی تمام سلطنت اُس کے اختیار میں تھی
لیکن اُس نے کسی کو نہ ستایا اور اپنے مارشل ڈیوراک کو پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم
کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جنگ ختم کیجاوے۔

یہ بدبخت بادشاہ اپنے دارالحکومۃ برلن سے پانسو میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر
ملا۔ دریائے وسیچولا سے بھی بہت دور پولینڈ کے اُس صوبہ میں تھا جو پروشیا میں
شامل کرلیا گیا تھا۔ اُس کے پاس اس وقت پچیس ہزار فوج تھی اور یہ اُس لقیۃ السیف
سپاہ سے باقی تھی جو فریڈرک اعظم کی تربیت دادہ تھی اور جس کی بہادری اور جفاکشی
کا اندازہ نہیں ہوسکتا روسی فوج نے حیرت زدہ ہوکر کہ پروشیا کی فوج پر ایسے
اچانک اور غیر متوقع حادثات پیش آگئے تھے پروشیا کے بادشاہ کا بڑی گرمجوشی
سے استقبال کیا۔ روسی افواج گراں کو دیکھکر فریڈرک کا جی بڑھ گیا اور اُس کو یقین
تھا کہ حسب قرارداد یہ روسی فوجیں اُس کی امداد کرینگی۔ اور اس کو اسی وجہ سے

امید باقی تھی کہ نپولین سے پورا انتقام لیا جائیگا۔ پس نپولین کے پیغام صلح کو اُس نے منظور نہ کیا اور صاف کہا کہ جملہ امور کا فیصلہ تلوار سے ہوگا۔

پس نپولین نے بر سر رسیدہ خطرہ کو دفع کرنے کی کوشش کے سوا اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس بعید مقام پر بیٹھا ہوا ادھر تو فریڈرک افواج کو فراہم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ادھر روس کا پرجوش بادشاہ بڑی بڑی تیاریاں کر رہا تھا۔ اور اُس کو امید تھی کہ اپنی بڑی افواج سے نپولین کو ضرور فاش ہزیمت دیگا۔ انگلستان کے بھی جنگی جہاز سمندروں میں گشت لگا رہے تھے اپنی افواج ڈین زگ اور کانگزبرگ میں جہازوں سے اُتار رہا تھا۔ اور روپیہ اور سامان برابر بھیج رہا تھا۔ اب طوفانی موسم سرما کا آغاز ہو چلا تھا۔ اور نپولین اس وقت حدود فرانس سے ایک ہزار میل سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ اور دشمن کی فوجیں کئی سو میل شمال پولینڈ کی برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں اور جنگل میں مقیم تھیں اور سامان رسد و حرب اس غرض سے جمع کر رہی تھیں کہ موسم بہار آتے ہی نپولین پر پوری شدت سے ٹوٹ پڑیں۔

نپولین کی اس حیرت انگیز فتح پر انگلستان کو ایسی سخت پریشانی پیدا ہوئی اور ایسا سخت غصہ آیا کہ اُس نے اب [illegible] چارہ جوئی کی کہ [illegible] سے بالاستثنا اس [illegible] انگلستان [illegible] جنگ سے کوئی [illegible] اپنے [illegible] بھیجتی رہتی ہیں اور [illegible] ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جہاز بھرتے ہیں۔ اور ہوا سے [illegible] سامان حرب کے دوسری [illegible] کی تجارت آزادی کے ساتھ جاری رہتی ہے اور صرف اُنہیں دو قوموں کو جن سے باہم جنگ ہوتی ہے یہ حق [illegible] کہ اپنی کافی بحری فوج سے ایک دوسرے

کے بندرگاہوں کا راستہ بند کردیں لیکن بحری طاقت کے اعتبار سے انگلستان سب سے زبردست تھا۔ پس اس نئے قانون کے گھوڑے دوڑا دیئے "کہ کوئی قوم فرانس یا اس کے شرکا سے تجارتی تعلق نہ رکھے" اور اپنے بحری قانون میں یہ دفعہ بھی قایم کردی کہ فرانس کے متعلق سمندر میں جس قسم کا مال ہاتھ آئے خواہ وہ صرف کا ہی جہاز یا کسی ملکیت سے ہو سب گرفتار کرلیا جائے۔ اور ایسے فرانسیسی سیاح بھی جو فوج سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں قید کرلئے جاویں اور جنگی قیدی سمجھے جائیں۔ فرانس کے وزیر خارجہ نے جب یہ خبر سنی تو بڑی لیاقت سے اپنی گورنمنٹ میں حسب ذیل رپورٹ روانہ کی اور اس کے آخری فقرے نیچے لکھے جاتے ہیں:-

"یہ قدرتی ہے کہ اپنی ذاتی حفاظت کے مدعا سے ہم بھی خاص انھیں ہتھیاروں کو استعمال کریں جو ہمارے گزند پہونچانے کی نیت سے ہمارے دشمن استعمال کر چکے ہیں۔ اور اس کے تعصب اور اس کی حماقت کو روک کر کے انھیں دشمنوں کو غصہ اور نفرت کا نشانہ بنادیں۔ چونکہ انگلستان کو اب یہ جرات ہوگئی ہے کہ اس نے فرانس کے سب بندرگاہوں کے راستے بند کرنے کا اعلان شایع کیا ہے۔ پس اس کا جواب یہی ہے کہ ہماری طرف سے بھی اعلان دیا جاتا ہے کہ انگلستان کے تمامی بندرگاہوں کا راستہ مسدود کردیا گیا۔ چونکہ انگلستان ہر ایک فرانسیسی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ پس ان تمامی ممالک میں جہاں فرانس کا فوجی دخل ہے فرانس کی جانب سے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمامی انگریزوں کو گرفتار کرلیا جاوے۔ اور چونکہ فرانس کے تاجروں کا مال انگلستان نے گرفتار کیا ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمامی انگریزوں کا مال بھی چھین لیا جاوے۔ چونکہ انگلستان تجارت کو روک دینا چاہتا ہے پس ہماری طرف سے بھی سخت ممانعت کی جاتی ہے کہ کوئی

انگریزی جہاز فرانس کے بندرگاہوں میں نہ آنے پائے۔ اور جب انگلستان اُن قوانین پرکار بند ہو جائے جن پر تمام شائستہ دنیا عمل کر رہی ہے اور وہ تسلیم کرلے کہ جنگ کے متعلق برّی و بحری آئین ایک ہی ہیں۔ اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ جنگ کے مال غنیمت سے رعایا کا مال مستثنیٰ ہے۔ اور یہ بھی مان لے کہ صرف اُنھیں بندرگاہوں کا راستہ روکا جاسکتا ہے جہاں بحری جہاز رہا کرتے ہیں اور جہاں سے حربی معاملات کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اور جب انگلستان اس طرح راہ راست پر آجائے تو جہاں پناہ بھی اس فرانسیسی اعلان کو جو ہرگز نا انصافانہ اعلان نہیں ہے منسوخ فرمادیں۔ کیونکہ قوموں کے باہم حقوق میں مساوات کی ضرورت ہے۔

پس انھیں اصولوں پر نپولین نے شہر برلن سے ایک اعلانِ عام شائع کردیا اور چونکہ یہ اعلان برلن سے شائع ہوا اس اعلان کا نام تاریخ میں برلن ڈکری ہے۔

اس مشہور اعلان کی نقل حسب ذیل ہے۔

فرودگاہ شاہنشاہی مقام برلن

۲۶- نومبر ۱۸۰۶ء

نپولین- شاہنشاہ فرانس و بادشاہ اٹلی کی طرف سے بوجوہ ذیل اعلان دیا جاتا ہے کہ چونکہ

۱- انگلستان اُن قومی قوانین پر عمل نہیں کرتا جن کو سب شائستہ سلطنتوں نے تسلیم کرلیا ہے۔

۲- اپنے مخالف ملک کے ہر متنفس کو اپنا دشمن جانتا ہے اور صرف مسلح جنگی جہازوں ہی

گرفتار نہیں کرتا بلکہ تجارتی جہازوں کے سپاہیوں کو بھی پکڑ کر قید کر لیتا ہے اور اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ سوداگروں کو بھی قید کر لیتا ہے۔

۳۔ انگلستان تجارت کے اسباب اور رعایا کے اسباب کو بھی جائز مال غنیمت شمار کرتا ہے جبکہ ضابطہ سے مال غنیمت وہی اسباب اور مال ہو سکتا ہے جو سرکار سے تعلق رکھتا ہو۔

۴۔ انگلستان نے غیر محفوظ شہروں۔ بندرگاہوں اور اُن مقامات کے راستوں کو بند کرنے کا اعلان شائع کر دیا ہے جو دریاؤں کے دہانوں پر واقعہ ہیں جبکہ شائستہ اقوام کے مجربہ قوانین کی رو سے راستہ انھیں مقامات کا بند کیا جا سکتا ہے جہاں افواج رہتی ہوں اور حفاظت کے لئے جنگی جہاز متعین ہوں اور قلعے اور باڑیاں بنی ہوں۔

۵۔ انگلستان نے اُن مقامات کا راستہ روکا ہے جہاں فرانس کا ایک بھی جنگی جہاز نہیں ہے اور حسب قاعدہ دشمن کے اُسی بندرگاہ کا راستہ بند ہونا چاہئے جہاں سے خطرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

۶۔ انگلستان نے اپنے اعلان کے ذریعہ سے اُن کثیر التعداد مقامات کے راستے مسدود کرنے کا حکم نافذ کیا ہے کہ اگر انگلستان اپنی تمامی افواج کو بھی جمع کر لے تو اُن مقامات کا راستہ بند نہیں کر سکتا۔ یعنی ایک پوری سلطنت فرانس کے ساحل کے تمامی مقامات کا راستہ بند کرنیکا اعلان کیا ہے۔

۷۔ انگلستان نے مداخلت بیجا کی ہے اور انگلستان کا اس فعل سے سوائے اس کے اور کوئی منشا نہیں ہے کہ تمامی ممالک میں آمد و رفت کے راستے مسدود ہو جاویں اور تمامی بر اعظم کی تجارت۔ صنعت و حرفت برباد ہو جائے اور صرف انگلستان کی تجارت اور صنعت و حرفت کو فروغ ہو جائے۔

۸ - چونکہ انگلستان کی نیت اور منشا تو صاف معلوم ہے پس وہ اشخاص اور وہ اقوام جو انگلستان کی اشیاء کی تجارت کرتے ہیں بے شبہ انگلستان کے معین و معاون ہیں اور انگلستان کے شریک ہیں -

۹ - انگلستان کا یہ چال چلن اور طریقۂ عمل پرانے زمانہ کے وحشیوں سے مشابہ ہے اور صرف انگلستان ہی کے مفید مطلب اور دوسری قوموں کے سخت مضر ہے -

۱۰ - یہ قدرتی امر ہے کہ دشمن کا انھیں ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا چاہیئے جو ہتھیار دشمن استعمال کرتا ہے اور دشمن کو ترکی بہ ترکی جواب دینا لازمی ہے اور جب دشمن انصاف کو بالائے طاق رکھدے اور صرف اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھے اور فیاضانہ خیالات کو جو شائستہ اقوام کا شیوہ ہے چھوڑ دے تو دشمن سے کسی طرح درگذر نہ کرنا چاہیئے

پس بوجوہ بالا مابدولت نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ انگلستان کے مقابلہ میں بھی وہی تدابیر اختیار کیجائینگی جو اُس نے اپنے تحریری اعلان میں شائع کی ہیں -

لہذا اس شاہی فرمان کے احکام اُس وقت تک نافذ رہینگے اور فرانس کی فرماں روائی کے اصول شمار کیے جائینگے جب تک انگلستان یہ بات نہ تسلیم کریگا کہ جنگ کے بری و بحری آئین ایک ہیں اور جب تک انگلستان یہ اقرار نہ کرلے گا کہ رعایا کا مال و اسباب جائز مال غنیمت نہیں ہے اور جب تک یہ بات نہ مان لیگا کہ سوائے مسلح سپاہیوں کے دوسرے لوگ جو جنگ سے تعلق نہیں رکھتے جنگی قیدی نہیں بنائے جاسکتے - اور یہ قبول نہ کرلے گا کہ صرف انھیں مقامات کی آمد و رفت کا راستہ مسدود کیا جاسکتا ہے جہاں جنگی جہاز موجود ہوں - افواج رہتی ہوں اور قلعے بنے ہوں -

پس مابدولت کی جانب سے اطلاع عام کے لئے اعلان شائع کیا جاتا ہے

۱ - جزائر برطانیہ کی آمد و رفت کا راستہ بند کردیا گیا -

۲- جزائر برطانیہ کے ساتھ ہر قسم کی تجارت کرنے یا تعلقات قایم رکھنے کی ممانعت کیجاتی ہے اور اسی وجہ سے وہ مراسلات اور پارسل جو انگلستان کو جاتے ہونگے یا کسی انگریز کے نام ہونگے یا انگریزی زبان میں لکھے ہوئے ہونگے اب بذریعہ ڈاک کے نہ جا سکینگے بلکہ گرفتار کر لئے جائینگے۔

۳- انگلستان کا ہر ایک باشندہ خواہ وہ کسی رتبہ اور درجہ کا ہو اور وہ ان ممالک میں موجود رہو جہاں فرانس کا فوجی قبضہ ہے یا جہاں فرانس کے رفقا کا قبضہ ہے پکڑ لیا جائیگا اور قید کر لیا جائیگا۔

۴- انگریزی گودام۔ انگریزی مال تجارت۔ اور ہر قسم کی اشیا جو انگلستان کی رعایا سے متعلق ہوں۔ یا وہ اشیا جو انگلستان اور اس کی نوآبادیوں کی ساختہ ہونگی اس اعلان کی رو سے جائز مال غنیمت شمار کیجاوینگی۔

۵- انگریزی اشیا کی تجارت کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اور وہ تمامی مال تجارت جو انگلستان کی فرمانروائی یا اس کی نوآبادیوں کی دستکاری کا ہو جائز مال غنیمت شمار ہوگا۔

۶- دفعات متذکرہ بالا کی رو سے جسقدر مال گرفتار کیا جاویگا اس کا نصف فرانسیسی تجار کو اس نقصان کے معاوضہ میں دیا جاویگا جو انگلستان کے ہاتھ سے انکو پہونچ چکا ہے۔

۷- انگلستان یا اس کی نوآبادیوں کے جہاز۔ یا وہ جہاز جو اس اعلان کے بعد انگلستان اور اس کی نوآبادیوں میں جائینگے کسی بندرگاہ میں داخل ہونے نہ پائینگے۔

۸- ہر ایک جہاز جو ازراہ فریب دفعات بالا کی تعمیل سے انکار کریگا گرفتار کر لیا جائیگا اور جہاز اور اس کا سب مال ضبط کر لیا جائیگا۔ اور یہ سب گویا انگلستان کا مال سمجھا جائیگا۔

۹۔ جملہ معاملات متنازعہ کا انفصال جن کا تعلق اس اعلان سے ہے پیرس کی عدالت غنیمت سے ہوگا اور اٹلی سے تعلق رکھنے والے معاملات کا فیصلہ ملان کی عدالت سے ہوگا۔

۱۰۔ وزیر صیغۂ خارجہ کو تاکید کی جاتی ہے کہ اسپین نیپلس۔ ہالینڈ۔ اور اٹر وریا اور ہمارے دوسرے رفقا کو جن کی رعایا نے انگلستان کے ہاتھوں سے ایذا اٹھائی ہے اس اعلان سے آگاہ کردے۔

۱۱۔ وزرائے صیغۂ خارجہ۔ اور حرب۔ خزائن۔ بحر۔ و پولیس کے وزیر حسب تعلقات خود اس اعلان سے آگاہ ہوں اور کاربند ہوں۔

(دستخط) نپولین

اس انتقامی کارروائی کی بعض مورخوں نے بڑی تعریف کی ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ نپولین کا یہ قابل نفرت فعل ویسا ہی تھا جیسا خود سر بادشاہوں کا ہوتا ہے لیکن دراصل یہ فعل ہرگز خود سری کا نہیں ہے۔ بلکہ نپولین کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ہے۔ نپولین کو امید تھی کہ انگلستان کی تجارت کو یورپ سے بند کرکے یورپ کے تمامی ممالک کو انگلستان کی ساخت کی اشیا سے بے نیاز کردیگا۔ چنانچہ ایسا ہوا اور چقندر سے فرانس میں شکر نکالنے کی ایجاد اسی برلن ڈگری کی بدولت سمجھنا چاہئے۔

نپولین نے کہا "میں تنہا تھا۔ پس مجھے اس بات کی ضرورت تھی کہ ہر چہار سو خود سری کام لوں۔ اور آخر کار یورپ کے فرمانروا میرے مدعا کو سمجھنے لگے اور میرے نتیجۂ محنت میں تمام شروع ہوگئے۔ اور اگر زمانہ مساعدت کرتا تو میں صنعت وحرفت اور تجارت کی رو کا بدل دیتا۔ شکر اور نیل فرانس میں پیدا ہونا شروع ہوگئے تھے اور روئی اور دوسری اشیا بھی اسی طرح پیدا ہونے لگتیں"

برلن ڈگری کے مشتہر ہونے کے بعد نپولین نے جو نو کو لکھا :-

" خبردار تمھارے محکموں کے افسروں کی لیڈیاں خاص سوئٹڈن کی چاے استعمال کریں۔ چین کی چاے کی طرح سوئٹڈن کی چاے بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور چکری کی قہوہ عرب کی قہوہ سے کسی طرح عمدگی میں کم نہیں ہے۔ لیڈیوں سے انھیں کو استعمال کراؤ۔ میڈیم ڈی اسٹیل کی طرح ان لیڈیوں کا یہ کام نہیں ہے کہ معاملات ملکی میں درخور ہوں۔ اور یہ بھی احتیاط رکھنا کہ انگلستانی پارچہ کو یہ لیڈیاں اپنی پوشاکوں میں استعمال نکریں میرے افسروں کی لیڈیوں کو پہلے نظیر قایم کرنا چاہیئے۔ اور اگر انھیں لیڈیوں نے یہ نظیر نہ دکھائی تو پھر مجھے اس کی پیروی کی اور کسی سے کیا توقع ہوسکتی ہے جاننا چاہیئے کہ انگلستان اور فرانس میں ایسا جھگڑا واقع ہے کہ جس پر دونو کی زیست و موت کا انحصار ہے اور مجھے اپنے سب دوستوں سے مدد کی حاجت ہے"

چونکہ نپولین ہمیشہ دشمنوں کے نرغہ میں گھرارہا اور اسے کبھی مہلت نہ ملی۔ وہ کہتا ہے " افسوس مجھے کبھی اتنی مہلت نہ ہوئی کہ میں وہ کام کرتا جس کے کرنے کو میرا جی چاہتا تھا پس میں وہی کام کرسکا جس کا مجھے موقع ملگیا۔ ان انگریزوں نے تو مجھ سے ہر روز ایک نئی قسم کی زندگی بسر کرائی "

۱۸ جنوری ۱۷۹۸ء کو فرانس کے ڈائرکٹروں نے بڑی ناانصافی سے یہ اعلان کردیا تھا کہ ایسے تمامی جہازوں پر جن پر انگلستان کا تجارتی مال ہو گرفتار کرلئے جائیں اور سب ملاح قید کرلئے جائیں۔ اس زمانہ کی طوائف الملوکی کے جہاں اور بہت سے سخت اور ظالمانہ احکام تھے منجملہ ان کے یہ بھی ایک حکم تھا۔ اور یہی وہ طوائف الملوکی تھی جس کا نپولین نے استیصال کیا تھا۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "کہ نپولین نے کانسل ہوتے ہی پہلا کام یہی کیا کہ اس حکم کو منسوخ کیا۔ اور پرانے قاعدہ کو جاری کردیا "

اگر بغور دیکھا جائے تو نپولین کا یہ اعلان دوستی اور میل جول پیدا کرنے کا اعلان تھا۔

۱۶ مئی ۱۸۰۶ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ دریائے ایلب سے بیکر بسٹ تک تمام ساحل کے بندرگاہوں اور دریاؤں کے دہانوں کا راستہ بند کر دیا جائے اور اسی اعلان کے جواب میں ۲۶ نومبر ۱۸۰۶ء کو نپولین نے برلن ڈکری کا اعلان کیا۔

اس کے بعد یکم جنوری ۱۸۰۷ء کو گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ایک اور اعلان شائع ہوا۔ جو اول الذکر اعلان سے بھی اشد تھا اور برطانیہ کے غرور کا پورا ثبوت تھا۔ یعنی اس کا یہ منشا تھا کہ فرانس یا اس کے رفقاء کے بندرگاہوں یا ان کے جہاز باہم تجارت کی کارروائی کو قطعی بند کر دیں اور جس طرح انگریزی جہازوں کو ان بندرگاہوں میں تجارت کرنے کا حق نہیں دیا گیا ہے اسی طرح انگلستان کی طرف سے بھی ان بندروں میں باہمی تجارت کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اور انگریزی جہازوں کے کپتانوں کو اطلاع دی گئی کہ دوسری اقوام کو بجز فرانس اور انگلستان کی باہمی جنگ سے کوئی واسطہ نہیں ان بندرگاہوں میں تجارت کی غرض سے جہاز بھیجنے کی ممانعت کر دیں۔ ایسی ممانعت سن لینے کے بعد یا اس میعاد کے گذر جانے کے بعد جو اس ممانعت کے اعلان کے لئے کافی خیال کی جائیگی اگر کوئی جہاز اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا تو جائز مال غنیمت تصور کیا جائیگا۔ نپولین نے اس اعلان کا کوئی جواب نہ دیا۔

۲۵۱

اس کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد یعنی نومبر ۱۸۰۷ء میں انگلستان نے محض اس غرض سے کہ فرانس کے زخم پر توہین کا نمک چھڑکے ایک اور اعلان شائع کیا۔ جو سب اعلانوں سے سخت تھا۔ یعنی اعلان کیا گیا کہ فرانس اور اس کے

تمامی رفقاء کے بندرگاہ اور دوسرے مقامات جہاں سے برطانیہ کے جہازوں کی آمد و رفت مسدود کی گئی تھی گو اُن کی بادشاہ انگلستان سے جنگ تو قطعی آمد و رفت بندکردیں اور ان مقاموں اور فرانس کی نوآبادیوں کی بنی ہوئی اشیاء اور اُن کی پیداوار کی تجارت قطعی ناجائز ہے اور یہ سب چیزیں جائز مال غنیمت ہیں۔

اس کا جواب نپولین نے ۱۷ دسمبر ۱۸۰۷ء کو اپنے ملان کے اعلان کے ذریعہ سے دیا۔

نپولین کے ان اعلانوں پر انگلستان کی پارلیمنٹ میں بڑی انوکھی بحثیں ہوئیں اور ان بحثوں کے درمیان پارلیمنٹ کے ہر دو فریق میں سے کسی رکن نے اس بات کا اشارہ تک نہ کیا کہ اس معاملہ میں سبقت اور پیش دستی انگلستان کی کی طرف سے ہوئی تھی۔

ایلی سن صاحب کہتے ہیں "اب جبکہ تیس برس کے بعد اس اہم معاملہ پر غیر طرفدارانہ رائے قایم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تو نہایت ہی سرسری طور سے مشاہدہ کرنے والے کے دل میں بھی یکایک یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انگلستان کے پارلیمنٹ میں جن وجوہ کے ساتھ اس معاملہ پر بحثیں ہوئیں وہ اس معاملہ کی ہرگز وجوہ نہ تھیں۔ اور نہ ان وجوہ پر اس معاملہ کی روداد کا انحصار تھا۔ یا جن وجوہ پر نپولین نے اس معاملہ کو قایم کیا تھا۔ یا جس روداد پر یورپ کے مورخین نے اس وقت سے اس وقت تک اس معاملہ پر بحث کی ہے۔ انگلستان کے پارلیمنٹ اور انگلستان کے مورخین نے بھی یقین کرلیا تھا کہ برلن ڈگری کا اعلان کرکے فرانس ہی نے زیادتی کی اور اس ڈگری کے جواب میں انگلستان کی کونسل کی طرف سے جو اعلان اور احکام جاری ہوئے آیا وہ برلن ڈگری کے مقام میں کافی تھے یا نہ تھے یا اُن سے انگلستان کو زیادہ نفع ہوا یا زیادہ نقصان ہوا۔

"لیکن یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ اس تجارتی جنگ میں آیا ابتدا برلن ڈکری سے کی گئی ہے یا بقول نپولین اور فرانسیسی مورخوں کے یہ برلن ڈکری انگلستان کے اعلان کے مقابلہ میں صرف ایک انتقامی تجویز تھی اور اس وقت فرانس کے شاہنشاہ کے اختیار میں انتقام لینے کی صرف یہی ایک صورت باقی تھی۔ جو اس نے انگلستان کے ناجائز اور نئی قسم کے جنگ کے جواب میں اختیار کی۔ کیونکہ اس ناجائز اور نئی قسم کی جنگ کو انگلستان نے صرف اس وجہ سے اختیار کیا تھا کہ اس کو اپنی سب سے قوی بحری طاقت پر گھمنڈ تھا۔ پس یہی سوال ہے جس پر تمامی معاملہ کے انفصال کا انحصار ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ باوجودیکہ نپولین نے اس معاملہ کی وجوہ کا بڑی وضاحت سے اعلان کردیا تھا مگر پھر بھی برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دونوں فریقوں میں سے ایک فریق نے بھی اپنی بحثوں میں ان وجوہ کے ساتھ اس سوال کو پیش نہ کیا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وگ فریق تو اسلئے گریز کرتا تھا کہ برطانیہ کی جس زیادتی کی تجویز کی نپولین کو شکایت تھی اور جس کے جواب میں فرانس کی گورنمنٹ نے اپنی برلن ڈکری کو حق بجانب سمجھا وہ تجویز مسٹر فاکس کی اختیار کی ہوئی تھی اور لارڈ ہاوک نے اس کی تائید کی تھی اور ٹوری فریق کو اسلئے گریز تھا کہ اس کو یہ امر گوارا تھا کہ برطانیہ کی بحری طاقت کی برتری میں کسی کو کلام ہو۔ اور اس فریق کی رائے میں برطانیہ کے لئے یہ بات حد درجہ مفید اور کارآمد تھی۔ اور اس سے ٹوری فریق کو یہ بھی نفع تھا کہ وگ فریق جو پارلیمنٹ میں اس کا ایک مخالف گروہ تھا بضرورت اس اصول کی تائید پر مجبور تھا جس اصول پر معاملہ زیر بحث کی تجاویز کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

"لیکن تاریخ نگار کو ان فوری جذبات اور خیالات سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اس کو بڑی نیک نیتی سے یہ غور کرنا چاہیئے کہ اس اہم معاملہ میں انگلستان

اور فرانس میں سے زیادتی کس کی تھی۔ اور اس معاملہ میں دوسرے بشری معاملات کی طرح جہاں غصہ کا جذبہ طبیعتوں پر ذا بو پایا کرتا ہے غالباً یہی بات ثابت ہو گی کہ فرانس اور انگلستان دونوں کی اس معاملہ میں خطا تھی۔

"لیکن بایں ہمہ انگلستان کے مورخ کے لئے رونے کا مقام ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے مئی ۱۸۰۶ء میں انگلش چینل کے کنارہ کنارہ فرانسیسی ساحل کا راستہ مسدود کرنے کا اعلان کیا اور اپنی اس تجویز کو انتقامی تجویز ظاہر کیا۔ واقعی کیا معقول اور قابل تحسین عذر ہے"

نپولین کی تمامی دَوُر زندگی میں کوئی ایسا فعل نہیں ہے جس کی بابت اُس پر ایسی بے رحمی سے نکتہ چینیاں ہوئی ہوں جیسی ان برلن اور ملان کے اعلانوں کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ فرانس نے اپنی عاجز اور حلیم ہمسایہ بہن سلطنت انگلینڈ کے خلاف بے وجہ زیادتی کی اور برلن اور ملان کے اعلان نہایت قبیح اور مذموم ظالمانہ فعل تھے۔

اب ہم برلن ڈکری سے قطع نظر کر کے اصل واقعات کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی اب نپولین کو یہ خبر ملی کہ چونکہ اُس کی سپاہ قصبات و دیہات کے مکانوں میں آرام و آسایش کے ساتھ سکونت پذیر تھی لہذا دریائے وسیچولا کے کنارہ نہایت سرد میدانوں میں جانے کو اُس کا جی نہ چاہتا تھا۔

یہ سُنکر نپولین نے کہنے والے سے پوچھا "کیا دشمن کے سامنے جانے اور مقابلہ کرنے سے میری سپاہ جی چراتی ہے"

جواب دیا گیا کہ "نہیں جی تو ہرگز نہیں چراتی ہے"

نپولین نے کہا "مجھے بھی یہی یقین ہے۔ میری سپاہ کی ایک حالت رہی ہے۔ اچھا میں اب اپنی سپاہ کو جگاتا ہوں"

پھر ٹھٹک کر تھوڑی دیر تک نپولین جلد جلد قدموں سے ٹہلنے لگا۔ اور اس وقت غور میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور فوراً ہی اس نے حسب ذیل اعلان تحریر کرایا۔

"اے میرے شیر مرد سپاہیو۔ آج پورا ایک سال ہوا کہ تم آسٹرلٹز کے میدان میں صف آرا تھے اور روسی افواج تمہارے سامنے سے بھاگ رہی تھیں اور تم نے ان کو گھیر لیا تھا اور پھر انھوں نے اپنے اسلحہ تمہارے سامنے رکھ دیئے تھے اور دوسرے ہی روز صلح کی درخواست پیش کی تھی۔ لیکن ہم کو دھوکا ہو گیا اور فیاضی کی بدولت جس کا ہم پر الزام عائد ہو سکتا ہے علیم کی جان بچی اور تیسرے جتھے کا خاتمہ ہوا تھا کہ چوتھا جتھہ اور قائم کر لیا گیا۔ لیکن اپنے جس شریف پر دشمن نے بھروسہ کیا ہے اس کا خاتمہ ہو چکا۔ کیونکہ اس کا دارالحکومت قلعجات۔ میگزین سلح خانے دو سو اسی جھنڈے۔ سات سو توپیں اور پانچ مستحکم شہر ہمارے قبضہ میں آ گیا۔ دریائے اوڈر۔ وارتا۔ اور پولینڈ کے ویرانے اور سرما کے طوفان تم کو ایک لمحہ نہ روک سکے۔ تم نے سب موانع کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور سب پر غالب آئے۔ اور تمہارے سامنے کوئی دشمن نہ ٹھہرا۔

"پولینڈ کے نامی اور قدیم دارالسلطنت کو روسیوں نے بچانے کی کوشش کی لیکن نہ بچا سکے اور دیکھو فرانسیسی جھنڈہ دریائے وسچولا پر اڑ رہا ہے۔ پولینڈ کے بہادر لیکن بدقسمت باشندے تمھیں دیکھ کر یہی خیال کرتے ہیں کہ سوبیسکی کی جری فوج اپنی مہمات سے واپس آ رہی ہے۔ اے دلاورو ہم اپنی شمشیر خون فشاں کو اسی وقت غلاف کرینگے جبکہ عالمگیر صلح ہو جائے گی ہم اپنے رفقا کے حقوق کو محفوظ کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اپنی تجارت اور اس تجارت کے لئے اپنی نوآبادیوں کو آزاد کر لیا دریائے اوڈر اور ایلب کے کنارے ہم نے پانڈیچری کا بدلہ لے لیا اور ہندوستان اور راس امید اور اسپین کی نوآبادیوں کو گویا پھر سے چھین لیا۔ روسیوں کو یہ حق

کس نے عطا کیا ہے کہ تقدیر کی میزان اپنے ہاتھ میں لیں اور ہماری منصفانہ تجویزوں میں مداخلت کریں۔ کیا وہ وہی روسی اور کیا ہم وہی ہم نہیں ہیں جن کا آسٹرلٹز کی جنگ میں دنیا نے تماشا دیکھ لیا ؟"

بیوریین کہتا ہے "جس وقت نپولین اعلان لکھوایا کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو الہام ہورہا ہے اور وہ باطنی جوش سے بھر جایا کرتا تھا۔ وہ اسقدر جلد مضمون لکھوایا کرتا تھا کہ لکھنے والوں کو اس کی پیروی کرنے میں بڑی سرعت سے کام لینا پڑتا تھا اور اکثر جب یہ اعلان اس کو دوبارہ پڑھکر سنائے جاتے تھے تو میں نے دیکھا ہے کہ بعض بعض موقعوں پر وہ فرط مسرت سے مسکرانے لگتا تھا کیونکہ اس کو معلوم ہوجاتا تھا کہ خاص خاص فقرے کیسا اثر ڈالنے والے ہوتے تھے"

اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ فرانسیسی فوج جوش سے بھر گئی اور سپاہیوں کے دل پر کہربائی اثر ہوگیا۔ پھر کسی نے شکایت نہ کی اور فوج کے پچھلے حصے بڑی تیزی سے کوچ کرکے ہراول سے جا ملنے کو بڑھے۔ وہ لوگ جو شاہنشاہ کے ہمراہ تھے اپنی مصائب اور ماندگی کو بھول گئے۔ اور دشمن سے جنگ کرنے کی آرزوئیں کرنے لگے۔ سپاہیوں کو اپنے سردار سے ایسی محبت تھی اور ان کو اس پر ایسا اعتماد تھا کہ اگرچہ وہ گرسنہ۔ برہنہ پا۔ اور ماندہ تھے تاہم ان کے دل کے دل برابر بڑھے چلے جارہے تھے۔ موسم سرما کا طوفان اب قریب آپہونچا تھا اور فرانسیسی توپوں کی گاڑیوں کے پہیئے دھری تک کیچڑ میں دھس جاتے تھے لیکن باوجود اس کے وہ بارش۔ کیچڑ۔ اور برف میں اپنے بے خوف سردار کے پیچھے چلے جارہے تھے۔ اور ان مصائب کا جن کو وہ طے کرچکے تھے بڑی خوشی سے ذکر کرتے تھے اور بڑے بڑے کاموں کے انجام دینے کی جو اب پیش آنے والے تھے امیدیں کررہے تھے۔

برلن چھوڑنے سے قبل نپولین نے اپنے وزیر صیغہ جنگ کو لکھا "وہ مہم جو میرے پیش نظر اب ہے اُن سب مہمات سے بڑی اور اہم ہے جو اب تک میں نے انجام دی ہیں پس مجھے ہر بات کے لیے قطعی تیار رہنا چاہئیے" اور اسی طرح اُس نے سینیٹ کو بھی ایسی مختصر اور جامع بلیغ عبارت میں تحریر کیا کہ تاریخ بلاغت میں بلاغت کی ایسی شاذ مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن اس سے بلیغ تر عبارت کسی نے نہیں لکھی ہے۔

اُس نے لکھا "یورپ کے تاجداروں نے فرانس کی عالی ظرفی اور فیاضی کا خوب مذاق اڑایا۔ عجب لطف ہے کہ ایک جتھہ فنا ہوتے ہی دوسرا جتھہ قائم ہوجاتا ہے ۱۸۰۵ء کا جتھہ فنا ہوا ہی تھا کہ ہم کو ۱۸۰۶ء کے جتھہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اب فرانس کو بھی زیبا ہے کہ آیندہ نرمی کا اظہار نہ کرے۔ اور فرانس کو مفتوحہ صوبجات پر اُس وقت تک قابض رہنا چاہئے جب تک کہ عالمگیر صلح نہ ہوجائے۔ انگلستان کو قومی حقوق کا کچھ لحاظ نہیں ہے اور اُس نے دنیا کے ایک چہارم حصہ کی تجارت کو مسدود کردیا ہے۔ اس کا بدلہ یہی ہے کہ انگلستان کی تجارت بھی بند کردی جائے اور جہاں تک حالات اجازت دیں یہ انسداد نہایت ہی سخت ہونا چاہئیے۔ چونکہ ہماری قسمت میں یہی لکھا گیا ہے کہ جنگ ہی کرتے رہیں پس ہم کو خوب جی کھول کر حوصلہ نکال لینا چاہئے۔ اور کام کو ادھورا کیوں چھوڑیں۔ ہم کو یقین ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ ایک مستوار صلح ہوگی"

نپولین کی شاقہ محنتوں کی کوئی حد نہ تھی۔ کیونکہ یہ مہم موسم سرما میں واقع ہوئی تھی۔ برلن سے وارسا تک ۴۰۰ میل کا فاصلہ ہے۔ اور نہایت شدید موسم سرما میں اُس وقت تک جبکہ سردی کی شدت سے پانی منجمد ہوکر یخ ہوگیا تھا اور برف و باران کے طوفان آرہے تھے ایسی طولانی چار سو میل کی مسافت کا طے کرنا نہایت ہی دشوار کام تھا۔ دریائے ویسچولا پر روس اور پروشیا کے بادشاہ ایک لاکھ بیس ہزار

فوج جمع کر کے مقابلہ کر سکتے تھے۔

روس۔ پروشیا اور آسٹریا کا باہم پولینڈ کو بانٹ لینا نہایت مذموم فعل تھا اور اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے اور زمانۂ حال کے اعتبار سے اس قبیح فعل نے یورپ پر بدنامی کا دھبہ لگا دیا ہے۔ جب نپولین پولینڈ کے اس حصہ میں پہونچا جس پر پروشیا نے قبضہ کیا تھا تو پولینڈ کے باشندے بڑی سرگرمی سے نپولین کے گرد جمع ہوئے اور تقسیم شدہ پولینڈ کے عائدین نپولین کے صدر مقام پر بڑی کثرت سے آنا شروع ہوئے اور نپولین کا بڑی دھوم سے خیر مقدم کیا۔ نپولین کو وہ اپنا رہائی دینے والا سمجھتے تھے۔ اور انھوں نے نپولین سے عرض کیا" اگر جہاں پناہ پولینڈ کو اس کے دشمنوں سے بچا دینگے تو ہم ہر طرح جان و مال سے حاضر ہیں" یہ بڑا فاتح جہاں جاتا نعروں سے ہوا گونجنے لگتی اور پولینڈ کے باشندے التجائیں کرتے کہ ہمیں ہتھیار دے جائیں اور ہم اپنی آزادی کے لئے اپنے دشمنوں سے جنگ کرینگے۔ نپولین کو اس بات سے سخت تردد ہوا۔

نپولین کے پاس وارسا سے ایک ڈیپوٹیشن آیا اور کہا کہ" جہاں پناہ پولینڈ کی خود مختاری کا اعلان کر دیں اور پولینڈ کے تخت پر اپنے خاندان کا ایک شخص مقرر کر دیں اور ہم جہاں پناہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب ایک شخص واحد کی طرح متحد ہو کر بڑی شکر گذاری سے حق وفاداری بجا لائینگے۔ نپولین نے اس کے جواب میں کہا"

" فرانس نے پولینڈ کی تقسیم کو ہرگز تسلیم نہیں کیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں تمھاری خود مختاری کا اعلان نہیں دے سکتا۔ لیکن ہاں میں اسوقت ایسا کر سکتا ہوں کہ تم مسلح ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت میں ہر شئے کو قربان کر دو حتی کہ اپنی جان سے بھی دریغ نہ کرو۔ کیا تم اس وجہ سے قابل الزام نہیں ہو کہ تمھارے باہمی اور اندرونی

نزاعات نے تمھاری آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ تم کو اپنے ملک کے اصلی مقاصد بھی نظر نہ آئے اب چونکہ تم سیکھ چکے ہو لہذا تم متحد اور یکدل ہو جاؤ۔ اور دنیا پر ثابت کر دو کہ بیشک پولینڈ کے مردان دلاور ایک ہیں اور ان کا باہمی اتفاق لاثانی ہے۔"

جب یہ ڈیپوٹیشن رخصت ہو گیا تو نپولین نے کہا: "پولینڈ کے باشندے مجھے بہت بھلے معلوم ہوئے اور ان کے اظہار جوش سے میں خوش ہوا۔ اور میرا جی چاہتا ہے کہ ان کو خود مختار بنا دوں۔ لیکن یہ کام آسان نہیں ہے۔ یہ گوشت بہت سے قصائیوں میں مردار ہو چکی ہے۔ روس۔ اسٹریا۔ اور پروشیا ایک ایک حصہ کے مالک ہو چکے ہیں اور اس کے علاوہ جب آگ لگ گئی تو معلوم نہیں کہاں بجھے۔ میرا پہلا فرض یہ ہے کہ فرانس کے مقاصد کی حفاظت کروں اور مجھے یہ بات ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتی کہ پولینڈ پر فرانس کے مقاصد قربان کئے جائیں پس پولینڈ کا معاملہ وقت کے حوالہ کرنا چاہئے اور وقت ہم کو ہدایت کرے گا کہ کیا ہونا چاہئے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ نپولین کی حالت بہت نازک تھی۔ فرانس کی حدود سے وہ صدہا فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ سرما کی شدت غیر قابل برداشت تھی۔ چاروں طرف برف ہی برف نظر آرہی تھی۔ اور روسی فوج جس کے سامان کا حال معلوم نہ تھا شمال میں گھٹا کی طرح امڈی چلی آرہی تھی۔ پروشیا کا بادشاہ اگرچہ ہزیمت اٹھا چکا تھا۔ تاہم منتظر بیٹھا تھا کہ اپنی ذلت و بربادی کا بدلہ لے۔ اسٹریا نے بھی اسی ہزار فوج جمع کی تھی اور پیچھے سے حملہ کر رہا تھا۔ اگرچہ اسٹریا کی فوج ظاہر میں دیکھ بھال اور محافظت کے لئے رکھی جاتی تھی لیکن نپولین کو خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ ذرا بھی معاملہ دگرگوں ہونے پر یہ فوج بھی خوشی سے پرشیا

کی شریک ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ انگلستان جس کی بحری طاقت لاثانی تھی فرانس کے متعدد دشمنوں کے ساتھ بڑی کامیابی سے کارروائیاں کر رہا تھا۔ اگر نپولین پولینڈ کی خود مختاری کا اعلان کر دیتا تو اس میں شک نہیں کہ اسکو ایک بڑا جاں نثار رفیق ہاتھ آجاتا جس کی دس کروڑ کی تعداد تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی روس۔ آسٹریا۔ اور پروشیا۔ فرانس کے اور بھی سخت دشمن ہو جاتے اور پھر رہا سہا صلح کا خیال بھی جاتا رہتا۔ پس اس نے پولینڈ والوں سے صاف کہدیا۔ "میں فرانس کو نئے جھگڑوں میں نہیں ڈال سکتا اور میں یہاں اسلئے نہیں آیا ہوں کہ اپنے خاندان کے لئے ایک تخت کی التجا کروں مجھے تختوں کی کوئی حاجت نہیں ہے"

دسمبر کے سخت طوفان۔ اور ایسے ویران اور سرد ملک میں جہاں کی ویرانی اور سردی قیاس میں نہیں آسکتی اور جہاں گھنے تاریک جنگل کھڑے ہیں اور گہری دلدلیں اور بے شمار میدانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ نپولین اپنی فوج کو دریا ئے وسچولا کے کنارہ لے گیا۔ اور اثنائے راہ میں جہاں دشمنوں سے مقابلہ ہوا اسنے طوفانی طاقت کے ساتھ ان کو منتشر کر دیا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ کچھ میل کے عرض میں فرانسیسی فوجیں دشمنوں سے مقابلہ کرتی ہوئی تھیں اور دشمنوں کے دمدموں اور مورچوں سے ان پر گولے گولیوں کا طوفان برپا ہوتا تھا لیکن ان کے آگے بڑھنے کو کوئی نہ روک سکا۔ ایسے سرد موسم میں کوچ کی دشواریاں قیاس سے خارج ہیں لیکن آخر کار شروع جنوری میں نپولین کی فوجیں دریائے وسچولا کے کنارے گھنے جنگلوں میں جا پہونچیں۔

دریائے وسچولا کے بائیں کنارہ ڈیڑھ سو میل تک فرانسیسی فوج نے اپنا کیمپ قائم کیا۔ اور دریا کے تمامی دروں پر ایسی زبردست فرانسیسی فوج

متعین کی گئیں کہ دشمن کا آکر اچانک حملہ کرنا غیر ممکن ہو گیا۔ سپاہیوں نے جنگل کے درخت کاٹ کر آرام دہ مکان بنا لئے کہ شدید سردی سے کوئی گزند نہ پہونچے۔ کیمپوں میں قابل دید صفائی کا انتظام تھا اور بڑی خوبی سے سیدھی سڑکیں قایم کی گئی تھیں۔ سپاہی ورزشی کھیلوں اور دیہاتی محنتوں سے اپنا جی بہلاتے تھے۔ مختلف دستوں کے برابر معائنے ہوتے تھے۔ فوجیں قلعوں کی حفاظت کر رہی تھیں جو پیچھے چھوڑ گئے تھے دریائے رین سے رسد کثرت سے چلی آ رہی تھی۔ اور سپاہیوں کو اپنے کیمپوں جہاں اُن کے گھر سامان سے بھرے ہوئے تھے ہر قسم کی راحت مل رہی تھی۔ نپولین کو اپنے آرام کی کچھ پروا نہ تھی۔ صرف اپنی فوج کی راحت کا خیال تھا۔ وہ ہر جگہ موجود تھا اور اپنی پیش بینی سے ہر قسم کی ضرورت کے لئے کافی انتظام کر دیا تھا۔ سپاہی اُس کی شاقہ محنتوں کو جو وہ صرف اُن کی آسایش کی خاطر کر رہا تھا۔ شکر گذاری کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ نپولین شبانہ روز گھوڑے پر سوار ایک بلکٹ سے دوسرے بلکٹ تک دوڑتا پھرتا تھا اور اُس کا بدن مینہہ میں شرابور اور کیچڑ میں لتھڑا ہوا برف سے ڈھکا ہوتا تھا نہ اُسے کھانے کا ہوش تھا اور نہ خواب بستر راحت کا کچھ خیال تھا۔ نہ تاریکی یا طوفان سے اُسے کوئی خطرہ تھا۔ نپولین کا قول تھا۔ "میرے سپاہی میرے بچے ہیں" اور جس شخص نے اُس کی محنت ماندگی اور ہوشیاری کو دیکھا ہے اُس کو نپولین کے قول کی صداقت میں کوئی شبہہ نہیں ہوسکتا۔ فوج میں ایک متنفس کو بھی نپولین کی پدرانہ شفقت میں کلام نہ تھا اور اسی کے بدل میں اس شاہنشاہ سپاہ کو بھی ایسی محبت تھی کہ کسی بشر سے کسی کو ایسی محبت نہ ہوئی ہو گی۔ سپاہ کو یہ دیکھنے سے بڑی مسرت ہوئی کہ نپولین نے فیاضی سے اقسام و انواع کی شراب کی کئی لاکھ بوتلیں مہیا کر دی تھیں۔ بڑی بڑی رسد گاہیں قایم کر دی

گئی تھیں کہ سپاہیوں کو اچھی خوراک اور گرم پوشاک دیجا سکے۔ مریضوں اور مجروحوں کی خاص طور سے فکر کی گئی تھی۔ وارسا میں چھ ہزار پلنگ تیار کرائے گئے تھے اور اسی طرح چھ چھ ہزار تھورن۔ پوزن۔ دریائے وسیچولا اور دریائے اوڈر کے کنارے دوسرے مقامات پر بنائے گئے تھے۔ تیس ہزار خیمے جو پروشیا کی سپاہ سے چھینے گئے تھے کاٹ ڈالے گئے تھے۔ اور ان سے بستر اور زخم باندھنے کی پٹیاں تیار کی گئیں۔ ہر اسپتال پر نپولین نے ایک نگران افسر مقرر کیا تھا جس کے پاس کثرت سے زر نقد موجود رہتا تھا کہ بیماروں کی آسایش کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا رکھا جائے اور اسی طرح ہر اسپتال پر ایک ایک پادری متعین تھا کہ بیماروں کی مذہبی طور سے استعانت کرتا رہے۔ ہر اسپتال پر ایسا پادری مامور تھا جس کو بیماروں کے ساتھ خاص دوستی اور الفت تھی اور نپولین نے ان پادریوں کو خاص طور سے تاکید کر دی تھی کہ اگر بیماروں کے ساتھ ذرا بھی غفلت کیجائے تو فوراً رپورٹ کر دیں۔ پس اپنے سپاہیوں کی آسایش کا نپولین نے ایسا انتظام کیا تھا جو بہت اختصار کے ساتھ اوپر بیان کیا گیا۔ وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہر ایک مصیبت میں شریک رہتا تھا اس زمانہ میں وہ خزمن کے مکان میں مقیم تھا اور یہی اس کا گویا شاہی ایوان تھا جس کے ایک ہی کمرہ میں وہ کھاتا۔ سوتا۔ اور افسروں سے ملاقات کرتا تھا۔ اُس کا قاعدہ تھا کہ جب کبھی کوئی حکم جاری کرتا تو یہ بات ضرور دیکھ لیتا کہ حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں۔ چنانچہ اس وسیع کیمپ میں بھی ہر ایک دمدمہ اور مورچہ اُس نے اپنی خود نگرانی میں تیار کرایا تھا۔

سرمائی شدتوں اور طوفانوں کے ساتھ اب جنوری کا مہینہ آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔ پولینڈ کے میدانوں میں ایسی شدت سے سردی تھی کہ تمام عالم سطح برف

نظر آرہا تھا۔ تمام یورپ نظر حیرت و استعجاب سے دیکھ رہا تھا کہ دو لاکھ فرانسیسی فوج ایسے شدید سرما کے موسم میں دریائے ویسچولا کے کنارہ مقیم تھی۔ روس کا شاہنشاہ اسکندر جس کی فوجیں ان شمالی ممالک کی سردی اور سرما کی عادی تھیں یہ تدبیریں کر رہا تھا کہ نپولین کی فوج پر اچانک حملہ آور ہو۔ چنانچہ نہایت ہی مخفی طور سے اُس نے اپنی جرار افواج کو متحرک کیا۔ نپولین بھی غافل نہ تھا اور اُس نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اپنے کیمپو سے برآمد ہو کر پیشتر اُس کے کہ روسی فوج پر جو خود چھاپہ مارنے کو آرہی تھی جا کر چھاپہ ماردیا۔

اب جنگ کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ روسی بڑی جانبازی سے مقابل ہوئے لیکن فرانسیسی فوج کے جوش و خروش کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ ہر ایک بن اور ہر ایک پہاڑ کے درہ میں اور ہر ایک سیلابی دریا کے کنارے جہاں برف کے انبار لگے ہوئے تھے روسی اپنی توپیں قایم کرتے تھے اور تعاقب کرنے والے فرانسیسیوں کے سینوں پر گولوں اور گولیوں کا مینہہ برساتے تھے۔ مگر فرانسیسی فوج کے دل کو تو نپولین جیسے سردار نے جوش و سرگرمی سے بھر دیا تھا پھر وہ کس طرح قدم پیچھے ہٹا سکتے تھے اور موت سے بے پروا برابر آگے بڑھتے چلے جارہے تھے۔ برف خون سے گلنار ہو گیا تھا۔ مجروحوں کی چیخیں سنی نہ جاتی تھیں اور وہ برف میں منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ مُردوں کی لاشیں برف کے ساتھ ٹھنڈے دریاؤں کی دھار میں بھی چلی جاتی تھیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کو دفن ہونے کا ٹھکانا کہاں ملا ہوگا۔ جنگ ختم نہ ہوتی تھی اور رات ہو جاتی تھی۔ اور برف سے ڈھکی ہوئی گھاٹیوں اور پہاڑیوں پر فوج کی دُھندلی آگ کا ٹمٹمانا ایک عجیب ہولناک منظر ہوتا تھا جن کے سپاہی قطعی سر بکف تھے اور برف پر اسی طرح سونے کو لیٹ جایا کرتے تھے جس طرح اپنے پلنگوں پر لیٹا کرتے تھے

اور سر پر سوا ے کھلے ہوئے آسمان کے کوئی دوسرا شامیانہ نہوتا تھا۔
ایک شب نپولین کا ایک نہایت ذلیل جھونپڑے میں قیام تھا جس کے بیچ میں اُس کا سفری پلنگ بچھا ہوا تھا پانچ منٹ میں اُس نے کھانے سے فرصت کرلی۔ کھانے میں اس وقت صرف ایک ہی رکابی تھی اور پھر گستنی کو گول گول گیند کی طرح لپیٹ کر خانساماں کے سر میں پھینک مارا اور کہا۔ لیجئے سفرہ بڑھائیے۔
پھر اسی وقت پروشیا کے نقشہ کو کھول کر زمین پر بچھا دیا اور کالن کورٹ سے کہا۔ "ذرا ادھر تشریف لائیے اور ملاحظہ کیجئے کہ میں کیا کیا مقام دیکھتا ہوں" اور اس نے اپنی آگے بڑھتی فوج کے راستہ کو آلپینوں سے نشان کرکے کہا "میں روسیوں کو یہاں۔ یہاں۔ یہاں شکست دونگا۔ تین مہینے میں یہ جنگ ختم ہو جائیگی۔ اچھا ہے۔ ذرا روسیوں کی بھی آنکھیں کھل جائیں۔ اور پروشیا کی حسین ملکہ کو بھی معلوم ہوجائے کہ بعض اوقات مشورہ دینے والوں کو بھی پوری پاداش ملتی ہے۔ مجھے ایسی عورتیں ہرگز پسند نہیں جو اپنا کام چھوڑ کر سلطنت کے معاملات میں دخل دیتی ہیں۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ عورت ذات ہوکر اور جنگ و جدال کا اشتعال دلوے۔ اور لوگوں سے ایک دوسرے کے گلے کٹوائے۔ بڑی شرم کا مقام ہے۔ اور ایسا ہولناک کھیل کھیل کر ایک عورت اپنی سلطنت کو معرض خطر میں ڈالے واقعی بڑی حیرت کی بات ہے"
اسی وقت شاہنشاہ کے پاس چند مراسلات آئے اور اُن پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر اُس نے تیوری چڑھائی اور کہا:۔
"بیشک ان مراسلات کو راہ میں بہت دیر لگائی گئی ہے۔ اچھا اُس اردلی کے سوار کو جو یہ مراسلات لایا ہے میرے سامنے لاؤ"
جس وقت یہ سوار سامنے حاضر ہوا تو نپولین نے غصہ سے کہا "کیوں صاحب

یہ مراسلات آپ کے ہاتھ میں کس وقت دیئے گئے تھے۔؟"

سوار نے جواب دیا کہ "آٹھ بجے شام کو یہ مراسلات مجھے دیئے گئے تھے"

نپولین نے کہا "اچھا یہ تو بتلائیے کہ آپ کو کتنے میل یہ کاغذات لانا پڑے ہیں؟"

سوار نے عرض کیا "جہاں پناہ یہ تو مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہے"

نپولین نے کہا "لیکن حضرت یہ بات جاننا تو آپ کا فرض تھا۔ لیجئے مجھ سے سنئے کہ آپ کو یہ کاغذات کے میل لانا ہوئے آپ کو ستائیس میل لانا ہوئے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ آٹھ بجے آپ کو یہ کاغذات دئے گئے تھے۔ اب ذرا اپنی گھڑی تو دیکھئے کہ کے بج چکے ہیں۔

سوار نے گھڑی دیکھ کر کہا "جہاں پناہ ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ لیکن راستہ کی حالت بہت خراب تھی اور بہت سے مقامات پر برف نے راستہ روک دیا تھا"

نپولین نے کہا بس جی بس۔ یہ سب لچر اور پوچ عذر ہیں۔ جائیے تشریف لیجائیے اور میرے حکم کا انتظار کیجئے" جب یہ خستہ و پریشان سوار کمرے سے باہر گیا اور اسکے پیچھے کواڑ بند ہو گئے تو نپولین نے کہا اس بے فکر اور غافل سوار کو ذرا اسی تحریک کی حاجت ہے۔ اب چونکہ میں نے اسے ذرا تنبیہ کر دی ہے آیندہ یہ بھی دیر نہ لگائیگا۔ اور دیکھو ابھی تماشا دیکھتا ہوں کہ انھیں مراسلات کا جواب یہی سوار دو گھنٹے میں پہونچا دیگا۔ دیر کا موقع نہیں ہے"

اس کے بعد ہی وہ سوار پھر طلب کیا گیا۔

نپولین نے کہا "اچھا لیجئے ان مراسلات کا جواب لیجئے اور بہت جلد لیجائیے۔ اور دیکھو خبردار جنرل لسلی کو یہ کاغذات تین بجے پہونچ جائیں۔ سن لیا۔ تین بجے پہونچیں جناب سمجھ گئے کہ ابھی نہیں سمجھے"

سوار نے جواب دیا "جہاں پناہ یہ کاغذات جنرل لسلی کو ڈھائی بجے پہونچینگے"

نپولین نے کہا "اچھا جاؤ گھوڑے پر سوار ہو" یہ کہکر پھر بولا "ذرا ٹھہرنا" اور سوار کو قریب بلا کر اُسی مہربانی کے لہجے میں جس سے وہ ہمیشہ دلوں کو مسخر کیا کرتا تھا اُس نے کہا "دیکھو جنرل لسلی سے ذرا اتنا اور زبانی میری طرف سے کہدینا کہ اُن معاملات کے متعلق جن کا ان کاغذات سے تعلق ہے اگر تمھاری حسن کارگذاری سے کامیابی کی خبر میرے کانوں تک پہونچیگی تو یہ بہت ہی بڑی مسرت کا باعث ہوگا"

اب دیکھئے کہ نپولین نے کس خوبی سے اس سوار کو فہمایش کی اور پھر کس خوش اسلوبی سے اُس کا دل بھی خوش کردیا۔

اس عرصہ میں نپولین حملہ آوروں کو دریائے ویسچولا کے کنارہ سے دوسو چالیس میل پیچھے ہٹا چکا تھا مگر پولینڈ کے سرما کے طوفانوں کا کچھ بےرنگ حال تھا۔ اور انجام کار روسی افواج نے بڑے عزم و استقلال سے ایلا کے میدان میں مورچے باندھے۔ یہ واقعہ ۷ فروری ۱۸۰۷ء کا ہے۔ رات کی سردی اور تاریکی کا حال قیاس سے خارج ہے۔ اور روسیوں نے دن بھر کے کوچ کے بعد تھک کر شب بھر اس مقام پر قیام کیا اور صبح ہوتے ہی جنگ کرنے کا عزم تھا۔ جس مقام پر روسی فوج مورچہ بند ہوئی وہ تین میل تک ایک خفیف بلند ڈھال تھا جس کے محاذ نہایت ہی وسیع میدان پڑا ہوا تھا۔ آج نہایت شدت سے ہوا چل رہی تھی اور برف گر رہا تھا۔ اور کالے بادل آسمان پر دوڑ رہے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ سخت طوفان کی آمد تھی۔ اسی بلند زمین پر روسی افواج نے دوہری صفت قایم کی اور پانسو مہلک توپیں دمدموں پر چڑھادیں کہ آنے والے فرانسیسیوں پر حشر برپا کردیں۔ یہ انتظام کرکے یہ فوج یخ بستہ زمین پر سونے کو لیٹ رہی۔ اس سوتی ہوئی فوج پر آدھی رات کا ہیبت ناک طوفان بڑے شدومد سے چل رہا تھا اور برف کی بارش ہورہی تھی۔

اسی طوفانی شب میں نپولین بھی اپنی دلیر افواج کے ہمراہ اس موقع پر آپہونچا۔ لیکن تاریکی کا وہ حال تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھتا تھا اُس نے اپنی فوج کو اُس خوفناک جنگ کے واسطے جو صبح کو ہونے والی تھی اُسی وقت ترتیب دیا اور موقعہ سے دو سو توپیں ایسے دمدموں پر چڑھا دیں کہ آگے بڑھتے ہوئے روسیوں کے دھوئیں اُڑا دیں۔ سامنے بلند زمین پر اسّی ہزار روسی فوج پڑی ہوئی تھی اور اُس کے سامنے میدان میں ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج تھی۔ دونوں فوجوں میں آدھے گولے کا ٹپہ تھا۔ تمامی افسروں کے دل نہایت ہی جوش و خروش سے بھرے ہوئے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ شب نہایت ہی ہولناک تھی اور اس کے ختم ہونے پر آنے والا دن اس سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھا۔

یخ بستہ زمین برہم آسمان - بادلوں کے دَل - برف کی بارش - طوفانِ باد کا شور اندھیری رات میں فوجوں کی دھندلی آگ کا ٹمٹمانا - بھوتوں کی طرح طلایہ کا پھرنا - اس شدید معرکۂ قتال کے لئے پیدلوں کا صف آرا ہونا - اور سمجھ میں نہ آنے والا شور و غوغا - اور زبردست افواج کی نقل و حرکت جو سمندر کے تموج سے مشابہ تھی - اور ان سب کے ساتھ آدھی رات کے طوفان نے ملکر ایسا ہولناک منظر پیدا کیا تھا کہ دیکھنے والے کا کلیجہ کانپا جاتا تھا - دونوں فوجوں کے سنتری اپنی سنگینوں سے ایک دوسرے کو چھو سکتے تھے - لیکن سردی - گرسنگی اور ماندگی کی وجہ سے انسانیت و مروت جنگ کے ہولناک خیال پر اس وقت غالب تھی اور مخالف فوجوں کے سپاہی جو صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تھے اس وقت بڑی محبت اور گرم جوشی سے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کر رہے تھے - جب آدھی رات گذر چکی تو نپولین بھی اپنی آرام چوکی پر ایک گھنٹہ کے لئے سوجانے کو لیٹ گیا - اور ایک گھنٹہ کے بعد فوراً اُٹھکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور جنگ کے واسطے فوج کو صف آرا کرنے لگا

اور اس منحوس صبح کا ابھی آغاز نہ ہوا تھا کہ توپوں کی باڑھیں شروع ہو گئیں کچھ کلام نہیں کہ یہ ہنگامہ نہایت ہی خوفناک تھا۔ اسلئے کہ سات سو گولہ انداز سات سو توپوں پر طرفین سے کام کر رہے تھے۔ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ دونوں فوجوں کے بہادروں نے گولوں اور گراب کے سامنے اپنے غیر محفوظ سینے کر دیئے تھے اور بیدرد توپوں کی باڑھوں نے پرے کے پرے صاف کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اُدھر برف کی بارش کا وہ عالم تھا کہ دُم رُک گئے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ دوست و دشمن میں تمیز دشوار ہو گئی تھی۔ فاتح اور مغلوب گروہ میدان میں رواں دواں تھے پھر اس کے علاوہ ہوا میں توپوں کا دھواں اس شدت و کثرت سے آمیز ہو گیا تھا کہ اُجلا دن اندھیری رات سے بدل گیا تھا۔ اور اسی کالے بادل کے شامیانہ کے نیچے فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے اس دھواں دھار عالم میں توپوں کی چمک تک دکھائی نہ دیتی تھی۔ رسالے حملہ کرتے تھے لیکن دوست دشمن کی تمیز نہ تھی۔ جنگ کا یہی حال رہا۔ اور ایک لاکھ چالیس ہزار جنگ جو صبح سے دوپہر تک تیغ زنی کرتے رہے اور اپنے سینوں کو گولوں۔ گولیوں اور گراب کا نشانہ بنا دیا تھا۔ سہ پہر ہو گیا اور انجام کار آفتاب نے بھی مغرب میں منہ چھپا لیا اور رات ہو گئی۔ نپولین نے اپنی جان کے خطرہ سے بے پروا میدان قتال میں گھوڑے پر دوڑا دوڑا پھر رہا تھا۔ اور اُنھیں مقامات پر جا موجود ہوتا تھا جہاں روسی افواج نے سب سے زیادہ داب ڈال رکھی تھی۔

اسی اثنا میں نپولین کو یہ خبر ملی کہ ایک گرجا کو جو نہایت ہی کار آمد مقام تھا غنیم نے چھین لیا یہ سنتے ہی اُس نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور باد صرصر کے مانند اپنے فوجی دستوں میں جا پہونچا جو نہایت ہی کثیر التعداد دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے۔

نپولین نے للکار کر کہا "ہیں یہ کیا حرکت ہے مٹھی بھر روسی فوج عظیم کے سپاہیوں کو پیچھے ہٹائے دیتے ہیں۔ بہادرو کیا کر رہے ہو۔ آگے بڑھو اور جاؤ اس گرجا کو ابھی چھین لو۔ اس کو چھین لو اور جانیں دیدو۔"

یہ سنکر شاہنشاہ زندہ باد کے مبہم نعروں کا وہ شور بلند ہوا کہ توپوں کی گرج کی بھی حقیقت نہ رہی اور گھنی صفیں باندھکر فرانسیسی گھوڑ چڑھے اس پر جھپٹے۔ گولوں اور گولیوں کا طوفان برپا تھا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ فرانسیسی جوان روسیوں کی صفیں چیر کر اندر گھس گئے۔ نپولین نے اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ ایک تجربہ کار گرانڈیل اس سے چند قدم کے فاصلہ پر پیچھے تھا اور اس کا سارا چہرہ بارود کے دھوئیں سے کالا تھا اور وردی لہو میں لال تھی۔ اور ایک ہاتھ مونڈھے سے گولہ نے صاف اڑا دیا تھا اور اس مہیب زخم سے خون کے فوارے جاری تھے۔ لیکن ایسی مجروح حالت میں وہ اپنی صفوں کی طرف بڑی تیزی سے جا رہا تھا۔

نپولین نے باواز بلند پکار کر کہا "کہاں جا رہا ہے۔ لوٹ۔ اور ابھی ہسپتال جا"

گرانڈیل نے جواب دیا "جہاں پناہ ضرور جاؤنگا۔ لیکن ذرا توقف فرمائیے اور اتنی مہلت دیدیجیے کہ ہم اس گرجا کو فتح کر لیں" پھر اس نے شاہنشاہ کی کوئی بات نہ سنی اور آن واحد میں اپنے گھوڑے سمیت دھوئیں میں غائب ہو گیا۔

نپولین کے ہمراہ ڈیوک آف وینٹزا موجود تھا اور اس نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا وہ کہتا ہے میں نے اچھی طرح دیکھا کہ ادھر تو وہ گرانڈیل دھوئیں میں غائب ہوا اور ادھر اس کی جاں نثاری اور شجاعت کا خیال کر کے شاہنشاہ رونے لگا اور اپنے آنسو ہم لوگوں سے نہ چھپا سکا۔"

اب اٹھارہ گھنٹے متواتر جنگ ہو چکی تھی۔ برف خون سے سرخ ہو گیا تھا اور مقتولوں اور مجروحوں سے میدان کی زمین چھپ گئی تھی۔ اس یخ بستہ ٹھنڈی

زمین پر جنگ کے مظلوم پڑے کراہ رہے تھے اور اسی حال میں تمام دن ختم ہو چکا تھا رسالے آتے تھے اور اُن کو پامال کرتے ہوئے باد تند کے جھونکے کے اندر نکل جاتے تھے اُن کی چیخوں کے سامنے توپوں کی گرج بھی ماند ہو گئی تھی۔ ایلا میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اور قرب و جوار کے دوسرے دیہات بھی جل رہے تھے جنگ اور عناصر کے طوفان کی شدت پر اس آتش زدگی نے اور ایک تازیانہ کر دیا تھا میدان میں عورتیں اور بچے ہلاک ہو رہے تھے سیل کے گولوں سے یہ سب اپنی جانیں بچانے کو بھاگ گئے تھے۔ اور اپنے شکستہ اور منہدم مکانات کو بدحواسی سے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن کہیں جان کی امان نہ تھی۔ جنگ اب بھی ویسی ہی ہو رہی تھی۔

جب شام کی سرخی زائل ہوئی اور رات کی اندھیری جھکی تو نپولین اسی گرجا کے قریب کھڑا تھا جس کو فرانسیسیوں نے روسیوں سے چھینا تھا۔ اس کے حواس اور استقلال میں سر مو فرق نہ تھا اور اس کے چاروں طرف گولے برس رہے تھے شاہی اسٹاف میں ہر ایک کے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ اور سب التجا کر رہے تھے کہ شاہنشاہ کسی محفوظ مقام پر کھڑا ہو۔ لیکن نپولین کو ان التجاؤں پر کچھ توجہ نہ تھی اور کوئی ایسا سب سے خطرناک مقام نہ تھا جہاں وہ نہ گیا اس نے اپنی دلیری سے سب کو رستم بنا دیا تھا۔ اور اب بھی وہ اپنے خستہ اور مجروح دستوں کو برابر آگے بڑھائے جاتا تھا۔ اب اس ہولناک رزم گاہ میں فرانسیسیوں کی تلواروں اور توپوں نے تیس ہزار روسیوں کی لاشیں بچھا دی تھیں۔ اور دس ہزار فرانسیسی بھی شربت اجل کا مزہ لے چکے تھے اور تلوار کے گھاٹ اُتر گئے تھے۔ بعض تو گولوں سے ایسے اُڑ گئے تھے کہ کہیں نشان باقی نہ تھا اور بعض کاری زخم کھا کر مرغ بسمل کی طرح پڑے پھڑک رہے تھے اور گھوڑوں کے سُموں سے پامال ہو رہے تھے۔

اب رات کے دس بجگئے تھے اور روسی فوج آدھی سے زیادہ کٹ چکی تھی کہ اتنے میں فرانسیسی فوج کا ایک تازہ دم حصہ میدان جنگ میں نمودار ہوا۔ اس فوج نے توپوں کی گرج سُنی تھی اور اسی آواز پر برابر مارا مار تمام دن چلی تھی اور اب عین موقع پر آپہونچی۔ روسی فوج اب تاب مقاومت نہ لاسکی۔ لیکن اُس کو اسی کا فخر کیا تھوڑا تھا کہ وہ تمام دن بڑے استقلال اور جوانمردی سے نپولین اعظم کا مقابلہ کرچکی تھی اور اب اُس نے فتح کا نعرہ مارا اور میدان سے فرار ہوئی۔ کھیت نپولین کے ہاتھ رہا۔ اب چونکہ نپولین کی فوج کی ماندگی کی بھی کوئی انتہا باقی نہ رہی تھی جس طرح ہوسکا اُس یخ بستہ اور خونی میدان پر دم لینے کو ٹھہر گئی نپولین کو بڑا روحانی صدمہ تھا کہ اب اُس کے سامنے بڑے درد انگیز منظر پیش ہونے والے تھے۔

اپنی عادت کے موافق اُس نے میدان قتال میں گشت شروع کیا۔ اور مجروحوں اور جاں بلبوں کو اپنے ہاتھوں سے مدد دینے لگا۔ آدھی رات گذر چکی تھی سردی قیاس سے باہر تھی۔ اور ہوا کا طوفان برپا تھا۔ نپولین اپنے ہمراہیوں کو جان توڑ کر مدد کرنے کی ہمت بندھا رہا تھا۔ اُس نے صرف فرانسیسی مجروحوں کی ہی داشت نہ کی بلکہ روسی مجروح سپاہیوں کے ساتھ بھی بڑی عنایت و ہمدردی سے پیش آیا۔ ایک فرانسیسی افسر کو اگرچہ اس وقت نپولین کے دل کا حال معلوم تھا تاہم اُس نے شاہنشاہ سے کہا: "آج کی فتح سے جہاں پناہ کی بڑی ناموری ہوگی"۔ نپولین نے جواب دیا۔ باشد۔ لیکن ایسے باپ کو جس کے بچے مارے جائیں فتح سے کوئی خوشی نہیں ہوسکتی اور جب دل کا یہ حال ہو فتح ایک دھوکا ہے"۔

جس وقت نپولین اس طرح گشت کر رہا تھا اُس کا اسپتال کی گاڑی کے قریب سے گذر ہوا۔ یہ گاڑی کاٹے ہوئے ہاتھ پاؤں سے بھری ہوئی تھی جن کے دیکھنے سے روح تھرائی جاتی تھی۔ اسی کے بعد نپولین نے دیکھا کہ ڈاکٹر ایک مجروح سپاہی

کی ٹانگ کو قطع کرنا چاہتا تھا لیکن سپاہی کاٹنے نہ دیتا تھا۔ گولے سے یہ ٹانگ پاش پاش ہو گئی تھی۔

نپولین نے کہا "یہ تو منہ پر بڑی بڑی مونچھیں اور ٹانگ کاٹے جانے سے ڈرا جاتا ہے!"

مجروح نے عرض کیا "نہیں جہاں پناہ یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ صرف یہ خیال ہے کہ ایسے جراحی عمل سے آدمی مرجاتا ہے۔ اور اگر میں مرگیا تو میرے چھوٹے بچوں اور ان کی بیچاری ماں" ...... اتنا کہکر سپاہی کا جی کچھ ایسا بھر آیا کہ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا بلکہ اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔

نپولین نے یہ سُن کر فوراً جواب دیا "ہیں۔ اگر تم مرجاؤ گے تو کیا ہے۔ کیا تمہارا شاہنشاہ۔ ذرا ادھر دیکھو۔ موجود نہیں ہے۔ وہ تو ہنوز زندہ ہے۔ پھر بچوں اور ان کی ماں کیطرف سے تم کو کیا غم ہے"

سپاہی حیرت اور مسرت سے نپولین کا منہ دیکھنے لگا اور بولا "واقعی میں بھی بڑا ہی احمق ہوں۔ جہاں پناہ کا فرمانا بجا ہے" پھر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر بولا "لو جی جلدی کرو۔ میں تیار ہوں۔ اپنا کام کرو"

اسی طرح دوسرے موقع پر ایک سوار بالکل کچلا ہوا برف اور لاشوں میں دبا پڑا تھا۔ جیسے ہی نپولین قریب سے ہو کر گذرا اُس نے اپنا سر اٹھا کر نہایت ہی کمزور آواز سے کہا۔ جہاں پناہ۔ ذرا ادھر متوجہ ہوجئے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس زخم سے نہ بچوں گا۔ اب میں عدم کو راہی ہوتا ہوں۔ لیکن کچھ پرواکی بات نہیں۔ شاہنشاہ زندہ باد" نپولین یہ سنتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور سوار کا سر اپنے ہاتھوں سے اٹھا لیا اور فوراً اُس کو اسپتال لیجائے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ ڈاکٹروں کو سخت ہدایت کیجائے کہ اس بہادر کی خاص طور سے واشت کریں۔ سوار اور ڈاکٹر

حسرت آلودہ سے نپولین کے چہرہ کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ میری ہزار ہا جانیں شاہنشاہ پر قربان ہیں"۔

کالن کورٹ کا بیان ہے کہ ایک باڑی کے قریب جس کو روسی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ہم نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ لفظوں میں اس کی تصویر کھینچنا محال ہے اس مقام پر ڈیڑھ سو یا دو سو فرانسیسی روسیوں کی چوہری قطاروں میں گھرے ہوئے تھے اور دونوں فریق بے مبالغہ دریا سے خون میں نہائے ہوئے تھے اور توپوں۔ بندوقوں اور تلواروں کے انبار لگے ہوئے اور اس حالت سے نمایاں ظاہر ہوتا تھا کہ فریقین شیروں کے مثل لڑے تھے اور ایک نے دوسرے کے سامنے سے منہ نہ موڑا تھا اور اسی مقام پر سب کٹ کر ڈھیر ہو گئے تھے۔ ان کے جسم زخموں سے چور چور تھے۔ لیکن کشتوں کے اسی انبار میں سے شاہنشاہ زندہ باد کی ایک خفیف آواز آئی غور سے دیکھا تو اس انبار میں لاشوں سے دبا ہوا ایک نوجوان افسر نظر آیا جس کے سینہ پر افسری کا تمغہ آویزاں تھا۔ اگرچہ اس کے چند کاری زخم آئے تھے تاہم اپنی کہنی ٹیک کر اس نے اپنے سر کو اونچا کر لیا تھا۔ اس کے خوشنما چہرہ پر آتی ہوئی موت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے شاہنشاہ کو پہچان لیا تھا۔ اور لغزش کرتی ہوئی آواز سے اس طرح کہا۔

"جہاں پناہ۔ آپ کو خدا اپنے حفظ و امن میں رکھے۔ اور میں اب رخصت ہوتا ہوں" یہ کہکر ذرا خاموش ہوا اور پھر کہنے لگا "ہے۔ ہے۔ اے میری عزیز ماں" اور شاہنشاہ کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھکر بولا" اے پیاری فرانس تجھ پر میری جان نثار دیکھ یہ میری آخری سانس بھی تیرے ہی خیال میں صرف ہوتی ہے" بس اسیقدر کہا تھا کہ اس کے طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی اور بدن سرد ہو گیا۔ اس افسر کا نام ارنسٹ آزولی تھا۔ اور یہ نہایت ہی بہادر شخص تھا۔ او

ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ نپولین اس کی تعریف کرچکا تھا۔ افسوس آرزونی کی بےوقت موت سے اُس کی حسین اور لائق بیوی کے دل پر کیسا کوہ غم ٹوٹ پڑا ہوگا۔ میں خود اس نوجوان خاتون سے واقف تھا اور وہ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے۔"

نپولین اسی مقام پر ٹھہر گیا۔ یہ جگہ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے تر تھی۔ نپولین آہ سرد بھر کر بولا "اے بہادر آرزونی۔ صد ہزار افسوس کہ تو مارا گیا اور میری آنکھوں نے تیرا مرنا دیکھا۔ خیر۔ دیکھا جائیگا تیری ماں کی خبر گیری میرے ذمہ ہے۔" اور پھر فوراً احکام جاری کرنے کا حکم دیا اور دستخطوں کے واسطے کاغذات جلد طلب کئے۔ اور پھر ڈاکٹر آیون سے کہنے لگا "دیکھو آرزونی کی کچھ بھی تدبیر ہوسکتی ہے۔" لیکن شاہنشاہ کا کہنا بیکار تھا اسلئے کہ آرزونی کا کام تمام ہوچکا تھا۔ اس کے بعد انھیں اُداس خیالوں میں ڈوبا ہوا نپولین میدان قتال میں پھر گشت کرنے لگا۔

اس خونریزی کے میدان میں جہاں موت کا ہنگامہ ایسا گرم تھا کہ ملک الموت کو بھی فرصت نہ تھی اور ایسے حالات میں کہ لاکھوں فکروں سے نپولین محصور تھا۔ اور رات نہایت تاریک اور سرد تھی اُس نے جوزیفائن کو فراموش نہ کیا جوزیفائن اس زمانہ میں پیرس میں تھی۔ نپولین نے قلم لیکر نہایت ہی تیزی سے حسب ذیل سطور گسیٹ دیں اور ایک سوار کو بلا کر یہ خط دیا اور حکم دیا کہ بے حد تیزی سے روانہ ہو۔

ایلا۔ ۳ بجے شب۔ ۹ فروری ۱۸۰۷ء

پیاری جوزیفائن۔ نہایت ہی سنگین جنگ واقع ہوئی۔ میں نے فتح پائی لیکن بڑا رنج اس بات کا ہے کہ میری طرف بہت نقصان ہوا۔ اگرچہ دشمن کا مجھ سے بہت زیادہ نقصان ہوا لیکن اس سے مجھے تسلی نہیں ہے۔ [illegible] خود اپنے

ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔ اور تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بخیریت ہوں۔

خیر طلب نپولین

جب صبح ہوئی تو وہ خوفناک منظر آنکھوں کے سامنے موجود تھا کہ شاید اس زمین پر کبھی پیشتر دیکھا نہ گیا ہوگا۔ چالیس ہزار مقتولوں سے زمین چھپ گئی تھی۔ اور انھیں کشتوں کے انباروں سے مجروحوں کی ایسی دردناک کراہیں سنی جا رہی تھیں کہ سننے والوں کا کلیجہ منہہ کو آیا جاتا تھا۔ چھوٹی بڑی توپیں۔ بندوقیں۔ تلواریں۔ مقتول و مجروح گھوڑے جن میں بعض جانکنی کے عالم میں تڑپ رہے تھے اور تکلیف سے چیخ رہے تھے ایسا ایک پُرہول منظر تھا کہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ نپولین کے دل پر نہایت گہرا اثر تھا۔ اور سرکاری رپورٹ میں اُس نے اس کا اس طرح اظہار کیا " آج میری آنکھوں کے سامنے وہ قیامت کا منظر موجود ہے کہ بادشاہوں کو لازم ہے کہ جنگ سے اجتناب کریں اور باہم صلح کریں " نپولین نے اب کچھ فوج روسیوں کے تعاقب میں روانہ کی اور آپ مظلوموں کی داشت میں مصروف ہوا۔

اُسی دن جوزیفائن کے نام اُس نے حسب ذیل ایک خط اور لکھا:۔

ایلا۔ ۶ بجے شام۔ ۹ فروری ۱۸۰۷ء

" پیاری جوزیفائن۔ آج پھر تم کو یہ مختصر تحریر بھیجی جاتی ہے۔ دیکھو ہرگز تردد کو پاس نہ آنے دینا۔ دشمن کو میرے مقابلہ میں شکست ہوگئی۔ چالیس توپیں۔ دس جھنڈے لو میں نے چھین لئے ہیں اور ان کے علاوہ بارہ ہزار روسی میرے پاس قید ہیں دشمن کا نہایت ہی سخت نقصان ہوا۔ لیکن میرا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ یعنی سولہ ہزار فرانسیسی بہادر سپاہ اس ہولناک جنگ میں کام آئی اس تعداد

کے علاوہ تین چار ہزار مجروح اسپتالوں میں پڑے ہیں۔ کاربینو ایک بم کے گولہ سے مارا گیا اس افسر سے مجھے بہت محبت تھی۔ یہ بڑی صفات کا شخص تھا۔ اس کا مجھے سخت صدمہ ہے۔ میرے سواروں کے گارڈ نے وہ وہ نمایاں کام کئے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ ایلی ہیں کے کاری زخم آئے ہیں"

خیر طلب نپولین

پھر دوسرے روز نپولین کے جی نے نہ مانا اور اُس نے جوزفائن کو اور خط لکھا:

ایلا۔ ۳ بجے صبح۔ ۱۱۔ فروری ۱۸۰۷ء

پیاری جوزفائن۔ ایک مختصر محبت نامہ اور لکھتا ہوں۔ تم کو ضرور بڑا تردد رہتا ہوگا۔ میں نے دشمن کو بڑی نامور جنگ میں فاش ہزیمت دی۔ لیکن اس جنگ میں بڑے بڑے بہادر فرانسیسی کام آگئے۔ موسم ایسا طوفانی اور خوفناک ہے کہ میں اپنے لشکرگاہ کو لوٹ نہیں سکتا۔ دیکھو کسی قسم کی فکر مت کرنا۔ یہ معاملات سب ختم ہوئے جاتے ہیں اور میں بہت جلد پیرس واپس آتا ہوں۔ اور یہ سب تکلیفیں بھول جاؤنگا۔ میں ایسی اچھی حالت میں ہوں کہ ایسا کبھی نہ تھا۔ نوجوان ٹیکر نے بڑی عمدگی سے کام کو انجام دیا۔ بڑے بڑے کڑے کام اُس پر پڑے۔ اب میں نے اُس کو اپنے پاس لے لیا ہے۔ اور توپ خانہ کا افسر بنا دیا ہے اور اب اُس پر کوئی سخت محنت نہیں ہے۔ اس کے معاملات میں مجھے بہت دلچسپی ہے"

نپولین

۱۴۔ فروری کو نپولین نے پھر ایک اور خط لکھا:

پیاری جوزفائن۔ میں ابھی تک ایلا میں ہوں۔ چاروں طرف مقتول ہی

مقتول نظر آرہے ہیں۔ اگر جنگ کے متعلق کچھ ناگوار بات ہے تو بس ایسے ہی دردناک منظر ہیں۔ مقتولوں اور مجروحوں کے دیکھنے سے جی کا نپا جاتا ہے۔ بہ بخیریت ہوں روسیوں کو اچھی ہزیمت ہوئی اب وہ مورچے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ تم کو میری طرف سے یقینی تردد رہتا ہوگا۔ اس بات سے مجھے بھی بڑی فکر ہے لیکن تم کو چاہیے کہ مطمئن رہو۔

طالب خیر نپولین

۷۸۶

نپولین کا صلح کی درخواست کرنا۔ پیرس کی قانون ساز مجلس کے نام مراسلہ۔ اعلان۔ آسٹریا کے بادشاہ کی درخواست۔ نپولین کا جواب۔ آسٹرولڈ میں شاقہ محنت کرنا۔ میڈیم ڈی اسٹیل۔ میڈلین کا مندر۔ شاہنشاہ کی دوراندیشی۔ خطوط قسطنطنیہ میں انگریزوں کا توڑ جوڑ۔ ڈینزگ Danzig متحدہ افواج کا نقشہ۔ فریڈ لینڈ کا معرکہ۔ روس کا درخواست صلح کرنا۔ نپولین کا فوج سے خطاب کرنا۔

ایلا میں نپولین آٹھ دن رہا اور اپنی مجروح سپاہ کی تیمارداری میں مصروف رہا۔ اور فوج کے لئے حفاظت و آرام کے سامان مہیا کرتا رہا اور اب اُس کو یوماً فیوماً امید ہوتی جاتی تھی کہ روس اور پروشیا کے بادشاہ مزید خونریزی نہ چاہینگے اور صلح کی شرائط پیش کرینگے۔ تمامی مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت تک جتنی لڑائیاں نپولین نے لڑیں وہ محض فرانس کی حفاظت کی غرض سے تھیں۔ اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نپولین مجبور ہو کر سب سے آخر جنگ پر آمادہ ہوتا تھا۔ اور سب سے پہلے صلح کی تجویز پیش کرتا تھا۔ خود اسی مہم میں دیکھ لیجئے کہ جینا کی جنگ سے قبل نپولین

نے پروشیا کے بادشاہ فریڈرک کو خود تحریر کر کے التجا کی کہ اب خونریزی نہ کی جاوے۔
لیکن یہ درخواست نامنظور کی گئی۔ آخر جینا کی جنگ واقع ہوئی لیکن ہنوز توپوں
کی گرج موقوف نہ ہوئی تھی کہ نپولین نے پھر قلم ہاتھ میں اُٹھایا اور تحریر کیا کہ خونریزی
سے اجتناب لازم ہے اور صلح کر لیجائے لیکن یہ درخواست بھی بڑی سختی اور درشتی
کے ساتھ نامنظور کی گئی۔ اور روس اور پروشیا نے خفیہ فوجیں جمع کر کے نپولین کی
افواج پر خود اُس کے کیمپ میں حملہ کر دیا۔ اس پر نپولین نے اُن کا ۲۴۰ میل تک
پیچھا کیا۔ اور اُن کی آدھی سے زیادہ فوج برباد کر دی۔ اور ایسی عظیم الشان فتح کے
بعد پانچ روز تک برابر انتظار کرتا رہا کہ یہ ہزیمت خوردہ دشمن صلح پر آمادہ ہوں۔
لیکن اُن کی طرف سے قطعی سکوت رہا۔ مگر نپولین وہ شخص تھا کہ اُس نے اپنی
خودداری اور شہرت پر گویا خاک ڈالدی اور اس فیروزمندی کی حالت میں اُس
نے پھر صلح کے متعلق حسب ذیل مراسلہ لکھا جس میں صرف یہ منشا تھا کہ خونریزی بند ہو
"میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے خاندان کی مصائب کا خاتمہ ہو اور پروشیا
کی سلطنت کا نظم و نسق جلد قایم ہو جائے یورپ کی امن چین کے لئے پروشیا
کی وساطت ضروری ہے۔ میری یہ بھی خواہش ہے کہ روس سے بھی صلح کر لو
لیکن اس میں صرف اتنی شرط ہے کہ وہ سلطنت ٹرکی سے بدنیتی نہ کرے۔ اور
ایسی حالت میں پھر صلح ہو جانا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی
دوسری اقوام کی طرح انگلستان سے صلح ہو جانا بھی ایک ضروری امر ہے۔ پس
اپنے ایک وزیر کے بھیجدینے میں کہ وہ میمر میں جا کر فرانس۔ سوئڈن۔ انگلستان
روس۔ پروشیا۔ اور ٹرکی کی کانگریس میں شریک ہو مجھے کوئی عذر نہیں ہے
لیکن چونکہ یہ کانگریس کئی برس قایم رہے گی۔ پس یہ بات پروشیا کے موجودہ حالات
و معاملات کے مضر ہے۔ میں نے پروشیا کی بہبودی اور خوشحالی کے متعلق نہایت

سادہ تجویزیں سوچی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جہاں پناہ میری نیک نیتی پر اعتماد فرمائینگے۔ مجھے بڑی تمنا ہے کہ پروشیا جیسی حکومت سے جس کے فرانس کے ساتھ قدیمی دوستانہ تعلق چلے آئے ہیں فرانس کے پھر وہی دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ اور انگلستان اور روس کے ساتھ بھی میری اسی قسم کی خواہش ہے"

عجب لطف ہے کہ نپولین کی اس دوستانہ تجویز کو متحدہ بادشاہوں نے بزدلی اور کمزوری پر محمول کیا اور انھوں نے بڑے زور شور سے اس کے خلاف تیاریاں شروع کر دیں۔ اب ان بادشاہوں نے شمال سے کاسک قوم کے جری اور وحشی سپاہی بکثرت افواج میں بھرتی کئے اور بڑے عزم و ثبات کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا۔ نپولین نے سویڈن سے بھی صلح کا پیغام کیا تھا لیکن وہاں سے بھی یہ پیغام رد کر دیا گیا تھا اور سویڈن کے بادشاہ نے پروشیا کے بادشاہ کو لکھا "میری رائے ہے کہ بوربون خاندان کے حق کی جواز کا اعلانِ عام کے ذریعہ سے اشتہار دیدیا جائے اور اُس کی طرفداری کا خاص طور سے اعلان کر دیا جائے۔ اس میں ہم سب کا فائدہ منتصور ہے اور اس معاملہ میں میری یہی قطعی رائے ہے"

لیکن جب فرانس کے خلاف متحدہ یورپ کے بادشاہوں کا یہ ارادہ ہو گیا کہ فرانس کو خود اپنے فرماں روا کے انتخاب کرنے کا حق نہ دیا جائے۔ تو نپولین کی صلح کی کوشش محض بیکار تھی۔ پس اگر نپولین بھی جنرل ڈگلٹ آرلنڈ کی طرح نمک حرام ہو کر فرانس کو دوبارہ بوربون کے حوالہ کر دیتا تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوتا کہ فرانس میں دوبارہ خون کے دریا بہ جاتے اور پھر خانہ جنگیوں کا طوفان برپا ہو جاتا۔ لہذا کیونکر ممکن تھا کہ فرانس جیسی یورپ کی متکبر سلطنت دوسرے بادشاہوں کے اس ذلیل و خوار کرنے والے حکم کو مان لیتی۔ اور نپولین کا یہ مقولہ قطعی صحیح تھا کہ بوربون اب فرانس واپس آکر

سلطنت نہیں کر سکتے اور اگر آئینگے تو ایک لاکھ فرانسیسیوں کے خون کا دریا بہ جائیگا
چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی ہوا یعنی یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے بوربون کی حمایت
کی اور ان کے پیچھے پیچھے بوربون آئے اور فرانس پر پھر سلطنت شروع کی لیکن اس
اثناء میں دس لاکھ فرانسیسیوں کے خون سے یورپ کی زمین لالہ زار ہوچکی تھی۔ لیکن
پھر بھی کیا نتیجہ ہوا؟ یعنی بوربون خاندان اب کدھر گیا اور فرانس کے تخت پر اب کون
بیٹھا ہوا ہے؟ اور بے شبہہ اس واقعہ سے یورپ کے تاجداروں کو عبرت ہونا چاہئے
جنیوا کی مہم سے چند روز قبل نپولین نے پیرس کی قانون ساز مجلس کو لکھا :-
"اے شاہزادو- اے مجسٹریٹو- اے سپاہیو- اے شہریو- تمھارے متعلق
مختلف محکموں کا کام ہے- لیکن ہم سب کا مقصد ایک ہی ہے- اور وہ یہ مقصد ہے
کہ فرانس کو ترقی ہو- سرکاری معاملات میں کمزور ہاتھ سے کام کرنا ایسی مصیبت ہے
کہ کسی پر اس سے بڑھکر مصیبت نازل نہیں ہوسکتی- اب چاہے مجھے ایک سپاہی
کی حیثیت سے دیکھئے یا فرسٹ کانسل کی حالت سے دیکھئے میرا خیال ایک ہی رہا ہے
اور شاہنشاہی کی حالت میں بھی میرا وہی خیال ہے- یعنی میں چاہتا ہوں کہ فرانس
خوش حال اور سرسبز ہو جائے میرا یہ منشا نہیں ہے کہ فرانس میں ممالک کا اضافہ
ہو جائے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ فرانسیسیوں کے عزم و ثبات میں فرق نہ آئے
میں یہ نہیں چاہتا کہ ہمارے اثر میں جو اس وقت یوروپ میں موجود ہے کوئی
زیادتی ہو- لیکن اسی کے ساتھ میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اس اثر میں کسی قسم
کا ضعف واقع ہو- میں فرانس کی سلطنت میں کوئی ریاست اضافہ نہ کرونگا-
لیکن مجھ سے یہ بھی نہ ہوگا کہ فرانس کے حقوق کو قربان کردوں میں اس رشتۂ اتحاد
میں بھی فرق نہ آنے دونگا جو یورپ کی ریاستوں کے ساتھ فرانس کا اس وقت
موجود ہے"

اب یہ دیکھ کر کہ صلح کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی اور دشمن دریائے نیمن کے کنارے پہنچا دئے گئے تھے نپولین نے اپنی کیمپ کو جو دریائے وِلیسچولا پر موسم سرما گذارنے کے لئے قایم کیا گیا تھا مراجعت کی تیاری کی اور فوج سے حسب ذیل خطاب کیا۔

"اے سپاہیو۔ ہم اپنے سرمائی قیام گاہ میں آرام و آسایش سے بیٹھے ہوئے تھے کہ وِلیسچولا کی وادی زیرین میں دشمن نے ہمارے پہلے دستہ پر حملہ کر دیا۔ اور ہم دشمن کے مقابلہ کو فوراً روانہ ہوئے۔ اور ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے ہم نے اسی فرسنگ تک دشمن کا تعاقب کیا۔ اور مجبور ہو کر اس نے اپنے قلعوں کی توپوں کی حفاظت میں دریائے پریگل کے پار جا کر پناہ لی۔ ہم نے دشمن سے ساٹھ توپیں اور سولہ جھنڈے چھین لئے۔ اور چالیس ہزار روسیوں سے زیادہ قتل۔ مجروح اور مقید کئے۔ ہماری طرف جو بہادر کام آئے بڑی دلیری سے جنگ کر کے سپاہیوں کی نامور موت مرے۔ اب اُن کے اہل و عیال کے ہم خود کفیل اور ذمہ وار ہیں۔ ہم نے دشمن کی تمامی تجویزوں کو خاک سیاہ کر دیا اور اب ہم اپنے کیمپ کو لوٹتے ہیں جہاں سرما آرام سے گذارینگے۔ اور دشمن نے اگر اب ہمارے آرام میں خلل ڈالا تو وہ اپنا کیا پائے گا۔ ہم چاہے دریائے وِلیسچولا کے پار ہوں یا دریائے ڈینوب کے پار ہوں ہم وہی فوج عظیمہ کے سپاہی ہیں"

نپولین نے ایلا میں خود اسوقت تک قیام کیا جب تک کہ ہر شخص اور ہر شے وہاں سے روانہ ہو گئی۔ اُس نے خود اپنی نگرانی میں فوج اور مریضوں۔ اور مجروحوں اور قیدیوں کو اور توپوں کو جو دشمن سے چھینی تھیں روانہ کیا۔ اُس نے نہایت کثرت سے برف پر چلنے والی گاڑیاں تیار کرائی تھیں۔ اور بیماروں اور مجروحوں کی آسایش کا حتی المقدور اہتمام کیا تھا۔ اس قسم کے چھ ہزار سے زیادہ اشخاص دو سو میل سے زیادہ بڑی آسایش کے ساتھ سفر کر کے دریائے وِلیسچولا کے کنارہ پہونچ گئے۔

اب آسٹریا نے متحدہ بادشاہوں کی شرکت کے لیئے عذر ڈھونڈھنا شروع کئے لیکن وہ بڑے واثق عہد و پیمان کے ساتھ شرط کرچکا تھا کہ فرانس کے مقابلہ میں آیندہ صف آرا نہوگا۔ نپولین نے بڑی احتیاط کی تھی اور اُسکو کوئی موقعہ نہ دیا تھا کہ شکایت کا عذر ہاتھ آتا۔ لیکن الم اور آسٹرلٹز کی ہزیمت کی ذلت کو آسٹریا بھول نہ سکتا تھا۔ اور آخر کار اُس نے چھیڑ اور جھگڑہ کی یہ صورت نکالی کہ اپنی طرف سے یہ پیغام دیا کہ فرانس روس اور پروشیا کے باہمی نزاع کو خود پنچ بنکر فیصل کردے نپولین اُس کے ارادہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ تاہم اُس نے اس درخواست کا فوراً جواب دیا :-

"مجھے آسٹریا کے بادشاہ فرانسس دوئیم کی پنچایت منظور ہے کہ فرانس اور مخالفوں میں باہم صلح اور آشتی ہوجائے کیونکہ یوروپ کی قوموں کو باہم میل جول کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن مجھے صرف اتنا خوف ہے کہ وہ "فرمانروائی" جس نے یورپ کی دوسری قوموں میں نفاق کا بیج بوکر خود حصول منفعت کا ایک ذریعہ پیدا کیا ہے اس پنچایت میں بھی فساد کی نئی نئی باتیں پیدا کردیگی۔ لیکن چونکہ لفظاً صلح کی ایک تجویز ہورہی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ فرانس اُس سے انکار کرے اور نفع نہ اٹھائے دنیا خوب جانتی ہے کہ اس تمامی خونریزی کا جواب تک ہوئی خود فرانس باعث نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے پر وہ مجبور کیا گیا ہے"

اس کے ساتھ ہی فرانس سے نپولین نے اسی ہزار فوج طلب کی اور اس سے پانچ مہینے قبل اسی قدر فوج وہ فرانس سے طلب بھی کرچکا تھا اور اس سے نپولین کا صرف یہ منشا تھا کہ متحدہ بادشاہونکو معلوم ہوجائے کہ فرانس کو شکست دینا محال ہے۔ اور پھر آیندہ خونریزی سے اجتناب کرکے صلح کرلیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق ایک تحریر سے ہوتی ہے جو نپولین نے کمیے سرز کو بھیجی تھی :-

"کیسے مرینر۔ اس بات کی نہایت سخت ضرورت ہے کہ میری تجاویز کی فوراً تعمیل کی جائے۔ اگر سینیٹ۔ یا مجلس شاہی میں میری تجویزوں پر ذرا بھی اعتراض کیا گیا تو یاد رکھو کہ یورپ میں فرانس کی نہایت نازک حالت ہوجائیگی اور آسٹریا کا بادشاہ فوراً حملہ کردیگا اور پھر ہم کو صرف دو ہی مرتبہ نئی افواج بھرتی کرنا ہونگی بلکہ بہ مجبوری ہم تین چار مرتبہ نئی فوجیں بھرتی کرینگے اور اس بھرتی سے کوئی نتیجہ نہوگا اور یہ فوجیں ہزیمت اٹھائینگی۔

"پس اگر نئی فوج کی بھرتی کا ایک دم بلا تردد اعلان کردیا جائیگا اور ہماری مجالس کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو شاید میں اس نئی بھرتی کی فوج کو اپنے پاس بلانے کی بھی حاجت نہ سمجھوں۔ اور یہ تو یقینی ہے کہ اس فوج کو میں معرکۂ جنگ میں ہرگز نہ بھیجونگا۔ کیونکہ ان لونڈوں کی فوج لیکر میں فرانس کے زبردست دشمنوں سے ہرگز لڑنے نہ جاؤنگا۔ مگر ہاں نئی فوج بھرتی کرنے کا ایک بڑا نتیجہ یہ ضرور پیدا ہوگا کہ آسٹریا کا بادشاہ یہ خبر سنکر دھک جائیگا اور ہم سے جنگ کرنے کی جرات نہ کریگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اگر فوج کے بھرتی کرنے میں ذرا بھی تامل ہوا تو یہی آسٹریا ہمارے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیگا اور جنگ شروع کردیگا۔ پس میں مکرر تاکید کرتا ہوں کہ نئی فوج کی بھرتی پر کسی قسم کا اعتراض نہ کیا جاویگا اور بہت جلد مقررہ وقت پر یہ کام کرلیا جائے۔ بس اب یہ تحریر ختم کیجاتی ہے۔ صلح حاصل کرنے کی یہی عمدہ تدبیر ہے اور دیکھ لینا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کیا گیا تو بڑی نامور صلح میسر آئیگی۔"

نپولین نے اس تحریر کی ایک نقل تو پرس بھیجی اور ایک نقل ٹیلرانڈ کو بھیجکر تحریر کیا کہ "آسٹریا کی گورنمنٹ کو فوراً اطلاع کردو کہ شاہنشاہ نپولین نے آسٹریا کی پنچایت کی درخواست کے مدعا کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور اس مدعا کو اچھی طرح سمجھکر شاہنشاہ اس پنچایت کو منظور کرتا ہے۔ کسی معاملہ کی پنچایت کردینا ضرور اچھی بات ہے لیکن یہ پنچایت نیک نیتی سے ہونا چاہئے۔ اسلئے کہ آسٹریا کی افواج کی خصوصاً ایسے

ہنگام میں نیا بیان ایک مشتبہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور اس غرض سے کہ پھر مصائب کا سامنا ہو اور ان مصائب سے آسٹریا محفوظ رہے میں کسی بات کو مخفی کرنا نہیں چاہتا اور اگر آسٹریا کو میری طاقت کا اندازہ کرنا منظور ہے تو میں بتلائے دیتا ہوں کہ میری محفوظ فوج کی تعداد کیا ہے۔ اور فرانس سے نئی فوج کسقدر آرہی ہے یعنی ایک لاکھ فرانسیسی فوج تو اس وقت جرمنی میں موجود ہے اور ایک لاکھ فوج اب دریائے رین کو عبور کر رہی ہے کہ آسٹریا مخالفت میں ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے۔

چنانچہ نپولین کی ایسی دانشمندانہ تجاویز سے متحدہ بادشاہوں کے ساتھ شریک ہونے کی آسٹریا کی ہمت نہ پڑی۔ اور اُس وقت جنگ کی ہولناکی میں کوئی زیادتی نہوسکی۔

یہ تو لکھا جا چکا ہے کہ اسپین کے تخت پر بھی بوربون خاندان کے بادشاہ کی حکومت تھی۔ پس اُس کو موقع کا انتظار تھا کہ نپولین پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ اب وہ موقع آیا اور اس کو یقین کامل ہوگیا کہ پولینڈ سے نپولین سلامت نہ لوٹے گا۔ کیونکہ واقعی نپولین میں وہ ایسا ہی بُری طرح گھرا ہوا تھا۔ پس اسی یقین کے بھروسہ پر اسپین کے بادشاہ نے اپنی افواج کو تیار کرکے جنگ پر آمادہ کردیا۔ نپولین اس وقت دریائے رین سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اب انگلستان نے اسپین کے بادشاہ کو پورا ابھاردیا کہ نپولین پر عقب سے حملہ آور ہو۔ چنانچہ جینا کی جنگ سے کچھ دن قبل جنگ کا اعلان مشتہر کردیا گیا۔ مگر جب اسپین کے بادشاہ فرڈینینڈ نے جینا کی عظیم الشان فتح کا حال سنا تو اوسان خطا ہوگئے اور بہت ہی قابلِ نفرت دناوت سے فرڈینینڈ نے نپولین کو ایک مراسلہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ "میں نے یہ فوج محض آپ کی کمک کے لئے تیار کی تھی کہ شاید اس کی ضرورت پڑے"۔ نپولین نے یہ مراسلہ پڑھا اور بالکل بھولا بن گیا۔ اور تبسم کیا۔ اور اس کے

(۲۴۳)

جواب میں لکھا "آپ کی نیک نیتی کا میں بہت شکرگذار ہوں۔ اس فوج میں سے پندرہ ہزار فوج فوراً فرانس روانہ فرما دیجیے" سنگ آمد سخت آمد۔ چارۂ انکار نہ تھا اور یہ فوج بھیجنا پڑی۔

نپولین نے فرانس کو لکھ بھیجا کہ اس فوج کی پوری مدارات کیجائیں۔ سامان خورد و نوش اور وردی وغیرہ کا بہت کافی سامان کیا جائے اور فرانس کے فلاں فلاں قلعوں میں یہ فوج متعین کی جائے اور اُن قلعوں کی فرانسیسی فوج پولینڈ کو بھیجدی جائے" اسپین کے بادشاہ کی صرف یہ ایک ہی فریب کی کارروائی نہ تھی۔ بلکہ بار بار ایسی ہی پُر فریب حرکات کرتا رہا اور انھیں کی وجہ سے آخر معزول کیا گیا یہ معزولی نپولین کے خود زوال کا بھی باعث ہوئی۔ مگر نہیں۔ اگر یہ خاندان اسپین میں حکمران بھی رہتا تو بھی نپولین کے لئے وہی ہوتا جو ہوا۔ یہ تومشیت ایزدی ہو چکی تھی کہ نپولین کو عروج بھی ہو اور زوال بھی ہو۔ اور مشیت ایزدی کا بدل دینا بشر کے امکان سے خارج ہے۔ اور دوسرے یوروپ کے تاجداروں کی تقلید میں نپولین امراء کا حامی و طرفدار ہوجاتا اور غرباء و رعایا کے حقوق کا دشمن بنجاتا تو ممکن تھا کہ فرانس کے تخت پر اور چند سے حکومت کرلیتا اور شاید دوسرے تاجدار اُس کی مخالفت پر شدت سے کمربستہ نہوتے۔ لیکن یہ نتیجہ بھی ضرور ہوتا کہ فرانسیسی قوم کے دل بھی اُس کی طرف سے پھرجاتے۔ نپولین کو زوال تو ہوا لیکن بڑا عظیم الشان زوال ہوا۔ اور اُس کی یاد فرانسیسیوں کی قوم کے دلوں پر ایسی گہری منقوش ہوگئی ہے کہ اب کسی طرح مٹ نہیں سکتی۔ نپولین کا خود قول ہے "**سینٹ ہیلینا تو لوح محفوظ** ہی میں لکھا ہوا تھا"

فریقین جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہے اور سرما جلد جلد گذر گیا۔ نپولین اپنی فوج کے کیمپ میں مقیم تھا اور خود طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھا کر اپنی فوج کو صبر و

استقلال کا سبق دے رہا تھا۔ اسی زمانہ میں اس کے بھائی جوزیف نے نیپلس سے ایک خط میں تکلیف و محنت کی شکایت لکھی۔ اس شکایت کے جواب میں نپولین نے لکھا:۔

"میرے ہمراہی افسروں میں سے بعض نے دو مہینے سے اور بعض نے چار مہینے سے کپڑے نہیں اُتارے ہیں اور خود مجھے آج پندرہ دن ہو چکے ہیں کہ بوٹ اُتارنے کی نوبت نہیں آئی ہے۔ ہم کیچڑ اور برف میں رہتے ہیں۔ نہ شراب ہے نہ ڈبل روٹی ہے صرف گوشت اور آلو ہماری غذا ہے۔ ہم لمبی لمبی منزلیں طے کرتے ہیں اور لوٹ آتے ہیں۔ کسی قسم کے آرام سے ہم آشنا نہیں ہیں۔ گراب اور سنگینوں سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور برف پر کھلے میدانوں اور سرد ہواؤں میں ہمارے مجروحوں نے برف پر چلنے والی گاڑیوں میں دو سو میل کی مسافت طے کی ہے"

آسٹروڈ میں ایک خستہ کھلیان کے مکان کے اندر نپولین مقیم تھا۔ سیویرے لکھتا ہے "اگر نپولین آسٹروڈ جیسے کوردیہ میں مقیم ہوتا جہاں سے وہ خود ہر شئے کی نگرانی کر رہا تھا اور اپنی تمامی افواج کو جابجا روانہ کر رہا تھا۔ بلکہ کسی بڑے شہر میں قیام کرتا تو نپولین کو اسی کام کے کرنے میں تین مہینے لگ جاتے جس کو وہ ایک مہینہ میں کر لیتا تھا"

آسٹروڈ میں نپولین صرف اہم اور نہایت ہی ضروری کاموں کی طرف ہی متوجہ نہ تھا بلکہ فرانس کی گورنمنٹ کے کل چھوٹے چھوٹے معاملات پر بھی برابر توجہ کر رہا تھا۔ ہر ہفتہ میں وزرا کے پاس سے مراسلات موصول ہوتے تھے اور اُن کے متعلق ایک خاص مقررہ دن پر وہ ذرا ذرا سی تفصیلی ہدایتیں لکھ بھیجتا تھا۔ ان میں بڑے بڑے معاملات کے علاوہ خفیف جزئیات پر بھی اُس کی نظر رہتی تھی۔ اُس کی مدح میں نظمیں لکھی گئی تھیں اور تھیٹروں میں گائی جاتی تھیں۔ لیکن اُس نے اس بات کو پسند نہ کیا

اور لکھ بھیجا کہ ان نظموں کی بجائے دوسری نظمیں تصنیف کی جائیں۔ جن میں میری تعریف نہ ہو لیکن اُن میں اچھے خیالات ظاہر کئے جائیں۔"

اُس نے لکھا۔ "میری سب سے زیادہ تعریف کے وہی اشعار ہو سکتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوم میں اچھے خیالات پیدا ہوں۔"

فرانس کی مجلس علما کی طرف نپولین کی بہت توجہ تھی۔ اس مجلس کی ایک میٹنگ میں میرابو کی یادگار پر نہایت سخت حملہ کیا گیا اس پر نپولین نے فوشنے کو لکھا۔ "تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آیندہ پھر ایسی حرکت نہ ہونے پائے۔ میرابو کا جب تذکرہ ہو تعریف کے ساتھ ہو۔ اس مجلس میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جن سے مجھکو خوشی نہیں ہوتی۔ ہم کو کب عقل آئیگی۔ اخلاق مسیحی ہم میں کب پیدا ہوگا کہ پھر ہم کسی کی مذمت نہ کریں۔ ہم میں یہ نیکی کب پیدا ہوگی کہ کسی کا برائی کے ساتھ تذکرہ کرکے اس کا جی نہ دکھائیں۔"

تعلیم کی ترقی پر بھی نپولین کو بہت توجہ تھی۔ اور تعلیم نسواں کے بارہ میں ایکون کے متعلق نپولین نے لیس پیڈ کو لکھا۔ "میں تجویز کرتا ہوں کہ لڑکیوں کو ایسی تعلیم دیجائے کہ وہ لائق عورتیں۔ بیبیاں۔ اور بچوں کی مائیں بنیں۔ پس لوگوں میں یہ بات پیدا کردیجائے کہ وہ اس پر یقین کرلیں۔ اور بحث و حجت نکریں۔ عورتوں کے دماغ مردوں سے زیادہ زود اثر پذیر ہیں اور اُن کے خیالات میں جلد تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔ جماعت میں اُن کی ایک خاص جگہ مقرر ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی قسمت پر قانع ہوں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ جب یہ لڑکیاں ان تعلیمی افادہ گاہوں سے جدا ہوں تو صرف اپنے سنگھار اور آرایش کی تعلیم حاصل کرکے علیحدہ نہوں۔ بلکہ نیکوکار عورتیں بنکر جدا ہوں اور اُن کے دل رحم و ہمدردی سے ایسے بھرے ہوں کہ سب کو اپنی طرف کھینچ لیں۔"

نپولین نے اس بات پر زور دیا کہ ان لڑکیوں کی تعلیم میں۔ تاریخ۔ ادب۔ اور فلسفہ استقدر شامل ہو کہ اُس جہالت کو جس سے عورتیں عموماً گھری ہوئی ہیں دور کردے کچھ علم طب۔ علم نباتات۔ اور کسی قدر ناچنا بھی سکھایا جاسے۔ لیکن اسی ایسی رقاصی ہرگز نہ سکھائی جائے کہ وہ تھیٹروں میں ناچیں۔ حساب بھی سکھایا جائے اور ہر قسم کی سوزن کاری سے اُن کا ماہر ہونا نہایت ضروری ہے"

نپولین نے اس کے بعد لکھا "زنانے کمروں میں جملہ سامان عورتوں کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا ہونا چاہیے۔ اپنے دستانے۔ موزے۔ کپڑے۔ ٹوپیاں۔ اور بچوں کی پوشاکیں اپنے ہاتھ سے عورتیں تیار کریں۔ مختصر یہ ہے کہ میرا یہ منشاء ہے کہ یہ لڑکیاں جوان ہو کر مفید عورتیں ثابت ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب اُن میں یہ سب لیاقتیں ہوجائینگی تو بیشک وہ قابل قدر عورتیں ہونگی"

نپولین کو یہ خبر ملی کہ میڈیم ڈی اسٹیل پیرس میں واپس آگئی تھی۔ اور اُس کی حکومت کے خلاف لوگوں کو بہکا کر فساد پر آمادہ کر رہی تھی۔ نپولین نے حکم بھیجدیا کہ وہ پیرس سے خارج کردی جاسے۔ اس پر نپولین کے بعض دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ پیرس سے بدر نہ کی جائے۔ نپولین نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر وہ پیرس سے نہ نکالی جائیگی تو بڑے بڑے شرافوں کو مصیبت میں مبتلا کردیگی اور پھر مجبور ہو کر ان شرفا سے مجھے سختی کا برتاؤ کرنا پڑیگا"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے میڈیم ڈی اسٹیل کے بارہ میں کہا "یہ بڑی لیاقت کی عورت تھی اور بڑی بلند نظر تھی۔ لیکن یہ ایسی سازشی عورت تھی کہ اپنی نمود و نمایش کی خاطر وہ اپنے دوستوں کو سمندر میں ڈال دیتی کہ اُن کے غرق ہونے کے وقت اس کو اُن کے بچانے کا موقع ملے۔ میں نے مجبور ہو کر اُس کو دربار سے نکالا تھا وہ بڑے جذبات سے بھری ہوئی تھی اور نہایت لفاظ تھی۔ جب میں اٹلی کا جنرل

تھا تو اُس نے مجھ پر جادو ڈالنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ باوجودیکہ میری اُس سے کوئی سنا شنائی نہ تھی لیکن اُس نے مجھے خطوط لکھے۔ اور جب میں اُس کے سامنے موجود ہوا تو اُس نے مجھے عذاب میں ڈال دیا۔ اگر میں اُس کے دام فریب میں آجاتا تو بڑا ہی غضب ہوجاتا پس میں نے ہمیشہ اُس سے بے اعتنائی کی۔ اور بے اعتنائی وہ شئے ہے کہ عورتیں ایسی ناراض ہوجاتی ہیں کہ پھر معاف نہیں کرتیں" اور پھر مسکراکر کہنے لگا" واقعی مردوں کی بے اعتنائی ضرور اس قابل ہے کہ عورتیں کبھی نہ معاف کریں"

اُس نے پھر کہا" جب میں اٹلی کی فتوحات کر کے واپس آیا تو ٹالیرانڈ کے یہاں دعوت کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا اس جلسہ میں میں بھی شریک تھا۔ میڈیم ڈی اسٹیل میری طرف مخاطب ہوکر بھری جماعت میں مجھ سے پوچھنے لگی" جنرل بتلاؤ تو آج دنیا میں کون سب سے اول درجہ کی خاتون ہے؟" میں نے اُس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھکر سرد مہری۔ اور رکھائی سے جواب دیا" میڈیم۔ آج دنیا میں سب سے اول درجہ کی وہ خاتون ہے جس کے سب سے زیادہ اولاد ہوئی ہے" میرا یہ کہنا تھا کہ بس وہ پانی پانی ہوگئی۔ مگر سنبھل کر فوراً کہنے لگی" آپ اگر ایسا نہ کہینگے تو کون کہے گا۔ اسلئے کہ یہ بات تو مشہور ہے کہ آپ کو عورتوں کی طرف سے نفرت ہے" میں نے جواب دیا" میڈیم معاف کیجئے گا مجھے تو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے" میں میڈیم ڈی اسٹیل کو آوارہ اور بدچلن عورت نہیں کہتا لیکن وہ مفتنی اور سازش کرنے والی عورت ضرور تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ بڑی لیاقت اور دباؤ والی تھی"

پھر میڈیم ڈی اسٹیل کے متعلق نپولین نے کہا" اُس کا مکان میری خلاف ایک سلح خانہ ہوگیا تھا اور میرے مخالف اُس کے مکان پر جمع ہوا کرتے تھے۔

اُس نے میرے مقابلہ میں دشمن پیدا کئے۔ اور میرے مقابل خود لڑی۔ غرض وہ عجیب غریب
عورت تھی لیکن باوجود ان سب باتوں کے وہ نہایت ہی لائق اور خوش طبع تھی اُس کا
نام فراموش نہوگا۔ اور اس غرض سے کہ میری راے اُس کی طرف سے نرم ہوجاے
لوگوں نے مجھ سے بار بار کہا کہ میڈیم ڈی اسٹیل سے ڈرنا چاہئے اور اگر اس سے دوستی
کرلی جاے گی تو فائدہ سے خالی نہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر میری مخالفت
کے بجاے وہ میری موافقت کرتی تو مجھے ضرور نفع ہوتا۔ کیونکہ اُس کا بڑا دباؤ تھا۔
پیرس میں اُس کا اثر مشہور ہے۔ اور باوجود اُن تمامی بُری باتوں کے جو اُس نے
اب تک میرے خلاف مشہور کی ہیں۔ یا آیندہ مشہور کریگی میں ہرگز یہ بات نہ کہونگا۔ کہ
وہ بُرے جی کی عورت ہے۔ اور مختصر یہ ہے کہ میرے اور اُس کے باہم ایک ذرا سی
جنگ ہوگئی تھی اور یہی جنگ ان سب باتوں کا باعث ہوئی"

اس کے بعد نپولین نے تمامی تاریخ نگاروں اور مضامین نویسوں کی طرف اشارہ
کرکے کہا" یہ لوگ مجھے بدنام کرنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ ہیں ان کا ہرگز شکار
نہیں ہوسکتا۔ مجھے بدنام کرنا گویا سنگ خارا کو دانتوں سے کاٹنا ہے۔ میرا کارنامہ
تو تاریخی واقعات سے بنا ہوا ہے لفظوں سے یہ ایوان منہدم نہیں ہوسکتا۔ اگر انکا
جی چاہتا ہے کہ میرے مقابلہ میں آئیں اور کامیاب ہوں تو اُن کو پہلے یہ چاہئے
کہ خود بھی واقعات سے مسلح ہولیں اور جب میں دیکھ لونگا کہ یہ واقعات کی شمشیر و سپر
سے مسلح ہوگئے تو اُس وقت لب کشائی کرنا یا قلم ہاتھ میں اُٹھانا سب سمجھوں گا۔
اس کے علاوہ یہ مضامین نگار چاہے جسقدر سر پٹکیں اور زور قلم دکھائیں میرا کچھ بھی نہیں
کرسکتے۔ میری شہرت ہمیشہ باقی رہیگی۔ اگر یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے مضامین کی داد
لیں اور دنیا اُن کی ستایش کرے تو اُن کو چاہئے ہے کہ پہلے میری تعریف کریں۔
جس زمانہ میں نپولین اسٹرڈم میں مقیم تھا تو اُس کے عزم و ہمت اور محنت کو

دیکھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی کام اُس کی طاقت سے خارج نہ تھا۔

اسی زمانہ میں وزیر داخلہ کو اُس نے لکھا ہے " اگر یہ منظور ہے کہ علم ادب کو ترقی ہو تو ایک رسالہ جاری کرنا چاہیئے۔ جس کے مضامین پر بڑی متانت اور نیک نیتی سے نکتہ چینی کی جایا کرے اور یہ نکتہ چینی اُس حماقت اور بدنیتی سے قطعی بری ہونا چاہیئے جو آجکل کے اخباروں میں وبا کے طور پر عام پھیلی ہوئی ہے جس سے فائدہ تو درکنار قوم کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ آجکل اخباروں کے مضامین پر اس نیت سے نکتہ چینی نہیں ہو رہی ہے کہ نقص دفع ہوں۔ اور ناتجربہ کاری دور ہو اور قوم کی ترقی کرتی ہوئی لیاقت کو نفع ہو۔ بلکہ اس نکتہ چینی کا یہ منشا ہے کہ جھلسائے اور برباد کرے۔ پس اخبار کے لئے ایسے مضامین منتخب ہونا چاہیئے جن میں معقول اور فصیح دلائل کے ساتھ بحث کی جائے۔ اور مضمون کی اصل خوبی کی تعریف کی جائے اور نقصوں پر نکتہ چینی ہو۔ اور ہر ایک عمدہ مضمون پر انعام دیئے جائیں "

اس کے بعد نپولین نے پھر لکھا " آپ کو ایک دارالعلوم کی تجویز قایم کرنا چاہیئے جس سے محض علم ادب کی ترقی مقصود ہو۔ اس سے میرا یہ منشا نہیں ہے کہ صرف صنائع و بدائع کا لحاظ کیا جائے۔ نہیں بلکہ تاریخ جغرافیہ کا بڑا جز شامل کیا جائے۔ اس میں کم سے کم درس دینے والے تیس لایق فاضل ہوں۔ اور یہ ایک دوسرے سے ایسے متعلق ہوں کہ تعلیم و تربیت کی تصویر کا ایک زندہ سلسلہ نظر آئیں۔ یہ دارالعلوم کتب خانہ سے ایسا مالا مال ہو کہ جو شخص جس زمانہ کی تاریخی معلومات حاصل کرنا چاہے پھر کسی دوسری کا محتاج نہ رہے اور جغرافیہ کے اعتبار سے ہر سیاح ممالک غیر کے تمدن۔ پیداوار و تجارت حرفت وغیرہ سے اس دارالعلوم میں بیٹھکر پورا آگاہ ہو سکے۔ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ فرانس جیسے بڑے ملک میں طالب علم کو جو کسی شعبۂ علمی میں کامل دستگاہ حاصل کرنا چاہتا ہے سامان مہیا نہیں ملتا اور وہ اندھوں کی طرح ٹٹولتا پھرتا ہے

پس ایک نہایت ہی معمور افادہ گاہ علمی کی نہایت ہی سخت حاجت ہے کہ یہ نقائص دور ہو جائیں۔ مجھے خود اپنی مشغول زندگی میں ان امور کی ذاتی وقتوں کا خود تجربہ ہو چکا ہے۔

اسی زمانہ میں میڈلین کے معبد کے نپولین کے سامنے بہت سے نقشے پیش کئے گئے۔ ان کے ملاحظہ کے بعد اس نے لکھا۔ میں نے سب نقشوں کو بغور ملاحظہ کیا۔ لیکن ان میں صرف ایک نقشہ ایسا ہے جو میری پسند ہے یہ نقشہ مالنیئو رویئن کا بنایا ہوا ہے اور میں نے طے کر لیا کہ یہ نقشہ ہر طرح سے اچھا ہے۔ میں مندر کا نقشہ چاہتا تھا۔ گرجا کا نقشہ میں نے نہیں مانگا تھا۔ اسلئے کہ ہم کتنا ہی عمدہ گرجا تعمیر کریں لیکن بھلا ممکن ہے کہ نوٹری ڈیم یا روم کے سینٹ پیٹر کے گرجوں سے وہ اچھا اور فایق ہو سکے۔ میں ایسا مندر تعمیر کرنا چاہتا ہوں جو سادہ پُر شوکت اور دیکھنے والوں پر اثر ڈالنے والا ہو۔ اور ایسا مستحکم اور مضبوط ہو کہ ہر موسم میں اُس کے اندر ضروری رسوم ادا کئے جا سکیں۔ نشستیں سنگ مرمر سے بنائی جائے اور اسی طرح دوسری نشست گاہیں بھی اسی پتھر کی ہوں۔ اور ادائے رسوم کا حصار بھی اسی پتھر کا ہو۔ اس میں کسی اور سامان آرائش کی ضرورت نہیں۔ پتھر اور لوہے سے کام لیا جائے۔ لہذا سنگ مرمر کی فرانس کے اندر تلاش کی جائے یہ پتھر صرف اسی عمارت کے کارآمد نہ ہوگا بلکہ دوسری عمارتوں میں بھی کام دیگا۔ جن کی تعمیر کا مجھے خیال ہے اور جن کی تکمیل کو چالیس یا پچاس برس درکار ہیں۔ میڈلین کی عمارت کو تیس لاکھ فرانک کافی ہیں۔ ایتھنس[1] کے مندر میں پندرہ لاکھ فرانک بھی صرف نہ ہوئے تھے لیکن ہمارے یہاں پینتھین میں پندرہ لاکھ فرانک جھونک دئیے گئے۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اتنی بڑی رقم کس مفاد اور کس غرض سے صرف کر دی گئی لیکن ایک ایسی عمارتیں

---

[1] ایتھنس یونان کا دار الحکومۃ ہے۔ (مترجم)

جو پیرس جیسے عالی شان شہر کی شان کے شایاں ہو پندرہ لاکھ فرانک کے صرفہ پر مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے"

پس نپولین کے حسب مراد میڈلین کا مندر تعمیر ہو گیا۔ یہ عمارت فوج عظیمہ کی یادگار میں تعمیر کی گئی۔ لیکن فی نفسہ نپولین کا منشا اس تعمیر سے دوسرا ہی تھا۔ یعنی اُس کی اصلی غرض یہ تھی کہ یہ عمارت لوئی شانزدہم بادشاہ فرانس۔ میری انٹوانیٹ اور دوسرے مظلوموں کی یادگار قایم ہو جو ایام انقلاب میں تیغ ستم کے گھاٹ اُتارے گئے تھے۔ اور وہ چاہتا تھا کہ جوں ہی لوگوں کے دماغوں سے انقلابی خیالات کی بو منتشر ہو وہ فوراً اس تعمیر کی بنا کے منشا کا اعلان کر دے۔

نپولین کو معلوم ہوا کہ مانیشیور برتھالٹ کو جس کی علمی فضیلت کی وجہ سے نپولین بڑی عزت کرتا تھا کچھ روپیہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اُس نے فوراً فاضل موصوف کو ایک خط لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ڈیڑھ لاکھ فرانک کی حاجت ہے۔ پس میں نے اس کے متعلق پیرس کو حکم بھیجدیا ہے اور یہ رقم آپ کی خدمت میں پہونچیگی۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ جیسے فاضل کی خدمت کا مجھے موقع ملا۔ اور میں اس بات کا ثبوت دے سکا کہ میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں"

نپولین کی سرکار سے پرچہ نویسوں کو اچھی اچھی رقمیں ملتی رہتی تھیں اور اُس کو اطلاع دی گئی کہ تماشہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے اور اُس نے وزیر صیغہ پولیس کو لکھا "میں کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ ملک میں کہیں بد امنی یا فساد ہو۔ یا کسی شخص پر بیجا حملے ہوں میری دلی خواہش ہے کہ مظلوموں کی دادرسی کیجائے۔ میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتا کہ تماشہ ہو یا نہو۔ لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ فساد ہو اور میں اُس کو خاموشی سے دیکھوں"

اسی طرح دو اخباروں میں فلسفی گروہ پر حملے شروع ہوئے۔ نپولین نے فوراً لکھا کہ اخباروں کے اڈیٹر سمجھدار آدمی ہونا چاہیئے۔ ان دو اخباروں کی بدولت

مذہب تعصب ثابت ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ کسی خاص فلسفی کی رائے سے بحث کریں۔ یہ اخبار تو خود فلسفہ جیسے علم پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ایجادِ زمانہ کو یہ اخبار ایک محاورہ کے اندر کھکر نکتہ چینی کریں یہ تو خود ایجاد کی ہمت پست کئے دیتے ہیں۔ اُن کو ملعون بتاتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں۔"

نپولین کی پیش بینی اور فراست ایسی زبردست تھی کہ اُس نے اپنی فوج کے لئے راحت و آرام کے ایسے سامان مہیا کر لئے تھے کہ وکیسچولا جیسے کور دیہہ مقام میں اُن سے بہتر مہیا ہونا محال تھا۔ لیکن افسوس روسی فوج کا یہ حال نہ تھا وہ فاقوں سے مر رہی تھی اور راہزنوں اور غارتگروں کی طرح جتھے باندھ باندھ کر لوٹتی اور غارت کرتی پھرتی تھی۔ اور اُس کے ہاتھوں سے دیہات پر بڑے ظلم ہو رہے تھے۔ بعض سپاہیوں کا تو بھوک سے ایسا تنگ حال ہو جاتا تھا کہ وہ خود فرانسیسی کیمپ میں آکر دستِ سوال پھیلاتے تھے۔ اور اشاروں سے بتلاتے تھے کہ کئی روز سے اُن کو کچھ بھی کھانا میسر نہیں آیا ہے ان مصیبت زدوں کو فرانسیسی سپاہی بڑی مہربانی سے اپنے پاس بٹھلا لیتے اور خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے۔

صرف اس مدعا سے کہ پیرس میں حرفت کو ترقی ہو نپولین نے حکم بھیجا کہ نہایت کثرت سے جوتے۔ بوٹ۔ گھوڑوں کے ساز اور توپوں کی گاڑیاں تیار کیجائیں۔ اور چونکہ یہ سامان نہایت بعید فاصلہ پر پولینڈ میں مطلوب تھا اور مخالفین کے ہاتھ سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا لہذا اس کی حفاظت کا نپولین نے ایک نہایت سادہ اور آسان طریقہ پیدا کر دیا۔ اُس کو معلوم تھا کہ گاڑیبان اس سامان کی محافظت کا اپنے تئیں ذمہ دار خیال نہ کرکے اُس کے بچانے میں ذرا بھی مدد نہ کرتے تھے جس طرح اس سے قبل توپوں کی گاڑیوں کے گاڑیبان نہ کیا کرتے تھے چنانچہ نپولین نے ان ذلیل گاڑیبانوں کو معزز سپاہی بنا دیا اور جب ان گاڑیبانوں نے دیکھا کہ وہ

بھی سپاہ کے زمرہ میں آ گئے اور اُن کو "محافظ سامان" کا معزز نام عطا ہوا تو اُن کی مسرت اور فخر کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا اُن کو معقول وردیاں عطا ہوئیں۔ اور فخر کی لہریں اُن کے دلوں میں جوشیں مارنے لگیں۔ پیرس سے ولیسچولا تک پوری دو ماہ کی مسافت تھی اور اس انوکھی فوج نے اپنی گاڑیوں کو جن میں خزانہ اور جملہ قسم کا سامان بھرا ہوا تھا رستانہ دلیری سے دشمنوں کی لوٹ مار سے بچایا اور حفاظت سے مقام مقصود پر پہونچایا۔ آئندہ یہ گاڑیبانوں کی نئی فوج ہمیشہ بڑی نمایاں بہادری کے جوہر دکھاتی رہی۔ اور نپولین کی ذکاوت نے ایک نئی فوج کھڑی کر دی۔

نپولین اس زمانہ میں اسی قسم کے مختلف کام کرتا رہا جن کا اوپر نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ اس فوجی کیمپ میں جہاں فرانسیسی فوج نہایت تدڑی کے ساتھ مقیم تھی اور جس قیامگاہ کو نپولین نے برفستان میں قایم کیا تھا یہ فرانسیسی قیام گاہ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا اور نپولین کے عزم و ثبات اور فتوحات سے دشمن ڈر گئے تھے اور اسی کے ساتھ سلطنت کے کاروبار کی نگرانی نپولین اتنی دور سے بیٹھا ہوا ایسی خوبی سے کر رہا تھا کہ گویا وہ پیرس کے اندر اپنے دیوان خاص میں بیٹھا ہوا تھا۔ اگرچہ نپولین کو اس زمانہ میں ایسی شدید محنت کا سامنا تھا کہ اس سے پیشتر کسی اکیلے الشان پر اتنی محنت کا ہجوم نہ ہوا ہوگا۔ تاہم کوئی ایسا منحوس دن جاتا ہوگا کہ وہ اپنی پیاری ملکہ جوزیفائن کو خط نہ لکھتا ہو۔ کبھی دو دو خطوط کی بھی ایک دن میں نوبت آ جاتی تھی۔ ان میں سے چند خطوط حسب ذیل نقل کئے جاتے ہیں

پوزان - ۲ - دسمبر ۱۸۰۶ء

آج آسٹرلڑ کی جنگ کی فتح کے سالانہ جلسہ کا دن ہے۔ میں شہر کے ایک جلسہ میں شریک ہوا پولینڈ کی لیڈیاں تو بالکل پیرس کی لیڈیاں معلوم ہوتی ہیں لیکن ان سب میں میرے حسب منشاء و مراد صرف ایک ہی لیڈی ہے۔ کیا تم بھی اس کا نام سُننا

چاہتی ہو - اچھا لو - میں تم کو اس کی تصویر ہی بھیجے دیتا ہوں - لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اس کو اپنے خط و خال سے سر مو متفاوت نہ پا کر کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ " واہ یہ تو خود میری اپنی (جوزیفاین کی) تصویر ہے " پیاری جوزیفاین راتیں بڑی طولانی اور سرد ہیں اور ہم تنہا ہیں - کیا تم کو اس خیال سے افسوس ہوتا ہوگا - ؟

نپولین

پوزن - ۳ - دسمبر ۱۸۰۶ء

پیاری سرد مہر - جوزیفاین ؟ - نومبر کا لکھا ہوا تمھارا خط مجھے آج ملا - تم لکھتی ہو کہ پیارے تمہارے خطوط نہیں پڑہتا - دیکھو بس تمہارا یہی خیال تو میرے جی کو رنج دیتا ہے - تمھاری رائے میری طرف سے بڑی غلطی پر ہے - اور لو - جاؤ - میں بھی تمھارا شکریہ ادا نہیں کرتا پھر تم یہ بھی لکھتی ہو کہ میر الغافل تمھاری جانب سے صرف یا یں وجہ ہے کہ اب مجھے کسی اور کی زلف کا سودا ہو گیا ہے - پھر اسی کے ساتھ آپ کیا مزہ کی بات تحریر فرماتی ہیں لیکن مجھے اس سے کچھ رشک نہیں ہے " واہ - آپ کے کیا کہنے ہیں مجھے اس کا پورا تجربہ ہو چکا ہے کہ غصہ ناک شخص ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ انھیں مطلق غصہ نہیں ہے اور بزدل کہا کرتے ہیں کہ ہم قطعی نہیں ڈرتے - تم بھی لہٰذا اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتیں - اور لو تم نے خود ثابت کر دیا کہ تم کو رشک ہے - تمھارے اس فقرہ سے مجھے کیا ہی مزہ آیا ہے - لیکن - نہیں - پیاری جوزیفائن - یہ بات محض غلط ہے - تمھاری یہ سب خام خیالی ہے - میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ سے دنیا کی اور تمامی باتیں سرزد ہو سکتی ہیں - لیکن بس ایک یہی بات مجھ سے غیر ممکن ہے کہ تمھارے ہوتے ہیں کسی اور کی طرف نگاہ اٹھاؤں - جوزیفاین تم کو کیا خبر ہے کہ پولینڈ کیسا مقام ہے یہ ملک قطعی ویران ہے اور یہاں میں ایسی محنتوں میں پھنسا ہوا ہوں کہ مجھے کسی اور

طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ کل صوبے کے عمایدین کو میں نے ایک دعوت میں بلایا تھا۔ اس جلسہ میں بہت سی اعلیٰ درجہ کی خواتین بھی شریک تھیں بعض کے لباس نہایت بھڑکیلے تھے اور بعض کی پوشاکیں گنوار و تھیں۔ سب کا طرز پیرس کا سا تھا۔ میں خیریت سے ہوں۔ اچھا خدا تمہارا نگہبان۔

نپولین

پوزن - ۳ دسمبر ۱۸۰۶ء

تمہارا خط مورخہ ۲۷۔ نومبر موصول ہوا۔ اس خط کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دماغ چل گیا ہے اور یہ مصرع بار بار میری زبان پر آتا ہے کہ عورت آتش است از وے بہ پرہیز۔ خدا کے لئے تسلی رکھو میں تم کو لکھ چکا ہوں کہ میں پولینڈ جیسے ویران ملک میں ہوں۔ اور جس وقت موسم سرما کے یہ تکلیف دہ مہینے ختم ہوئے میں تم کو فوراً اپنے پاس بلا لونگا۔ چند روز اور ٹھہر جاؤ۔ یاد رکھو جتنا بلند مرتبہ پر انسان پہونچتا ہے اسی قدر پابند ہو جاتا ہے اور اپنے حسب مراد و منشا کام نہیں کر سکتا اور اُس کی خواہشیں پوری نہیں ہوتیں تمہارے گرم گرم فقروں سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی خوبصورت عورتیں کسی روک اور موانع کی قایل نہیں ہیں۔ اور جس کام کو انکا جی چاہے بس فوراً ہی اُس کی تعمیل ہونا ضروری ہے رہا میں۔ تو میں اقرار کر چکا ہوں کہ تمہارا غلام ہوں۔ میرا ایک آقا اور ہے اور وہ معاملات کی حالت ہے۔ اور اس آقا کو مجھ پر ذرا رحم نہیں ہے۔ اچھا اب ختم کرتا ہوں اس لئے کہ اس وقت نہایت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ جوزیفائن تم ذرا متردد ہونا۔ میں تم سے ایک خاتون کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ میڈیم ابل ہے۔ ہر شخص اُس سے نفرت کرتا ہے اور لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اپنی عادات و صفات کے اعتبار سے

وہ فرانس کی عورت نہیں ہے بلکہ پروشیا کی ہے۔ لیکن مجھے اس بات پر یقین نہیں ہے کیونکہ میں تو اسی عورت کو احمق کہونگا جو احمقی کی باتیں کرے۔

نپولین

گولیمن۔ ۲۰۔ دسمبر ۱۸۰۶ء۔ ۵ بجے صبح

پیاری جوزیفائن۔ میں تم کو اس وقت نہایت ہی مختصر خط لکھتا ہوں۔ میں نہایت ہی خراب خرمن گاہ میں مقیم ہوں۔ روسیوں کو میں نے شکست دیدی۔ اور ۲۴ قطعہ توپیں اور سامان چھین لیا۔ اور چھ ہزار روسی سپاہی قید کرلئے۔ موسم کی شدت اور خرابی کا حال بس کچھ نہ پوچھو۔ موسلا دھار مینہ برس رہا ہے اور گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہے۔ دو دن میں اب ہم وارسا پہونچینگے۔ اور اب دوسرا خط میں تم کو وہیں سے لکھونگا۔

نپولین

۲۳۔ جنوری ۱۸۰۷ء

تمھارا خط مورخہ ۱۵ جنوری موصول ہوا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ایسے سنگین سفر کی میں عورتوں کو اجازت دوں۔ اسلئے کہ سڑکیں نہایت خراب اور خطرناک ہو رہی ہیں۔ لہذا تم فوراً پیرس کو واپس چلی جاؤ۔ اور وہاں چین کے ساتھ اپنی قسمت پر قانع رہو۔ تمھارے اس فقرہ پر میں بے اختیار ہنس پڑا کہ اپنا جی بہلانے کو تم نے شوہر کر لیا ہے۔ میں نادانی سے خیال کیا کرتا تھا کہ عورت مرد کے واسطے خلق کی گئی ہے۔ اور مرد اپنے ملک اہل وعیال اور ناموری کے لئے بنایا گیا ہے۔ پس آپ میری نادانی کو معاف فرمایئے۔ ان حسین عورتوں سے ہمیں ہر روز نئے سبق ملتے ہیں۔ الوداع۔ تم یقین جانو کہ محض مجبوری کی وجہ سے میں تمھیں اپنے پاس نہیں

بلا سکتا ہوں۔ اور دیکھو اس سے مجھے بڑا روحانی صدمہ ہے۔ بس اب تو کہدو کہ "میں" (جوزیفائن) "اُس کو (نپولین کو) کس قدر پیاری ہوں"

نپولین

بلا تاریخ۔

میری پیاری جوزیفائن۔ آخر اس وہم کا کیا علاج ہے۔ ۴ جنوری کے خط نے مجھے بڑی تکلیف دی۔ اُس کی لفظیں حد سے زیادہ غمناک ہیں۔ آخر تم کو یہ کیا ہو گیا ہے۔ جوزیفائن تم تو بڑی پاک طینت بیوی ہو۔ اپنی لفظوں سے میرے جی کو دُکھانا تمھاری سمجھ سے بعید ہے۔ ذرا تسلی کرو۔ تمھارے خطوط سے اب حماقت کی بو آتی ہے۔ دیکھو۔ تھوڑے دنوں اور تنہا رہو اور تم کو میرے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے۔ اپنی جان کیوں مفت گھلاتی ہو۔ نہیں ایسا مت کرو۔ میں بالکل خیریت سے ہوں اب میں اپنی فوج کے ہراول کو دیکھنے کو جارہا ہوں۔ آج کی تمام رات مجھے ڈاک گاڑی اور گھوڑے پر نہایت سرعت کے ساتھ چلنا ہوگا۔ اچھا۔ اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

نپولین

آسٹرلٹز کے قیام گاہ سے ایک خط میں نپولین نے ۷ ماچ جلدی میں لکھدی۔ اور اس خط میں وہ لکھتا ہے:۔

جوزیفائن۔ مجھ سے ملنے کا تم کو اتنا شوق نہیں ہے جتنا تمھارے ملنے کا میرے دل کو شوق ہے۔ میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ تمھارا دل ٹھکانے رہے اور تم پریشان نہو۔ علاوہ جنگ کے میرے جی کو اور چیزیں بھی بھلا رہی ہیں اور سب سے

زیادہ میرا جی بہلا رہی ہے وہ اداے فرض کا خیال ہے۔ اور میری تمام عمر ہو گئی کہ اسی خیال پر میں نے اپنے آرام و راحت اور شاہی لطفوں کو قربان کر دیا ہے"

نپولین

خورد سال نپولین سے شاہنشاہ کو بڑی الفت تھی۔ یہ وہی خورد سال نپولین تھا جس کا بار بار شاہنشاہ نے اپنے خطوط میں حوالہ دیا ہے۔ یہ ہورٹنس اور شاہنشاہ کے بھائی لوئی کا بچہ تھا جب پانچ برس کا ہوا تو ہر طرح سے ذکی اور ہونہار معلوم ہوتا تھا۔ شاہنشاہ کو بڑا اطمینان تھا اور اُس نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اسی بچہ کو اپنا جانشین کرے اور طلاق کے خیال کی تکلیفیں جوزیفائن کے دل سے دور ہو گئی تھیں۔ لیکن افسوس اسی سال آغاز موسم بہار میں یہ بچہ یکایک بیمار ہو کر موت کا لقمہ ہو گیا اور نپولین کو یہ غمناک خبر آسٹرودہی میں پہونچی۔ نپولین کی امیدوں کا اس خبر نے خاتمہ کر دیا جس وقت نپولین نے اس خبر کو پڑھا۔ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ چپ ہو گیا۔ اور نگاہ زمین پر گڑ گئی اور بہت دیر تک اسی سکوت کے عالم میں بیٹھا رہا۔ اس وقت جب کہ شاہنشاہ کے رنج و غم کی کوئی انتہا نہ تھی کسی کو دم مارنے کی جرات نہ تھی اور نہ اُس سے کسی قسم کی کوئی بات کر سکتا تھا۔

نپولین کے اقتدار کا ستارہ اس وقت معراج کمال کو پہونچا ہوا تھا لیکن باوجود اس کے جب وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا تھا تو کوئی وارث تاج و تخت نظر نہ آتا تھا۔ اور اُس کو خیال ہوتا تھا کہ میرے مرتے ہی فرانس میں خانہ جنگیوں کا طوفان برپا ہو جاویگا اور ہر ایک بڑا جنرل اپنے رفقا کی امداد سے یہی کوشش کریگا کہ فرانس کا تاج اپنے سر پر رکھ لے۔ پس نپولین جی ہی جی میں گھل رہا تھا کہ اُس کی اتنی جانفشانی اور محنت کا آخر انجام کیا ہوگا۔ نپولین بلند نظر شاہنشاہ تھا اور اُس کو بڑی آرزو تھی کہ اپنی سلطنت

اپنی اولاد کو پہونچاتا۔ چنانچہ اس مدعا کے پورا کرنے میں اُسے کسی طرح کسی بات میں دریغ نہ تھا حتیٰ کہ وہ اپنی جان جیسی عزیز چیز سے بھی دریغ نہ کر سکتا تھا۔ دنیا کی سب سے زیادہ پیاری چیز نپولین کو جوزیفائن تھی۔ اور اُس کو اکثر خیال ہوتا تھا کہ فرانس کی خاطر اگر جوزیفائن جیسی محبوب بیوی سے بھی جدائی ہو جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ اُس کو معلوم ہو گیا کہ طلاق کا مسئلہ اب پھر پیش ہوگا۔ اور شاہنشاہ کے دل میں اسی کی اُدھیڑ بن رہنے لگی کہ آیا جوزیفائن قیمتی تھی یا فرانس کے تخت و تاج کا وارث قیمتی تھا۔ یہ خلش اور یہ فکر بڑی خطرناک تھی۔ نپولین کو اپنے دل پر بہت زیادہ اختیار تھا اور وہ بہت ضبط کا انسان تھا۔ مگر پھر اندرونی تکلیف رنگ لائے بغیر نہ رہی اور بقول شاعر۔ ؎

؎ تواں داشتن نہاں عشق زمردم لیکن

زردی رنگ و رخ و خشکی لب راچہ علاج

رنگ زرد ہو گیا۔ خاموشی آٹھ پہر رفیق ہوئی اور نیند اُچٹ کر راتوں میں اختر شماری ہونے لگی۔

مگر اس بچہ کا مرجانا تو جوزیفائن کے لئے ایک قیامت ہی ہو گیا اور اس حادثہ کے نتیجہ صحیح کو یہ زیرک بیوی فوراً سمجھ گئی۔ پس جوزیفائن کے غم کو حیطہ بیان میں لانا محال ہے۔ شب و روز نالہ و بکا تھا۔ خواب و خور سے کوئی سروکار باقی نہ رہا تھا۔ دیکھنے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ اس بچہ کا ۵ مئی ۱۸۰۷ء کو ہیگ میں انتقال ہوا۔ اگر یہ جی جاتا تو فرانس کے موجودہ بادشاہ لوئی نپولین کا بڑا حقیقی بھائی ہوتا۔ اس حادثہ جانگزا کی خبر پڑھکر نپولین کے قلم سے جوزیفائن کو جو پہلا خط گیا وہ حسب ذیل ہے:-

۱۴ مئی ۱۸۰۷ء۔

میری پیاری جوزیفائن۔ میں کس طرح اور کس جی سے لکھوں کہ پیارا نپولین خورد سالی اور طفلی میں دنیا سے چل بسا۔ اس حادثہ سے تو زندہ درگور ہو گئی۔ تیرے جائز اور حق بجانب

غم اور رنج و الم کی تیرا پیارا شاہنشاہ نپولین قدر کرتا ہے۔ لیکن اسے پیاری تو ذرا اُس اندوہ و غم کا بھی تو اندازہ کر جو اس ہونہار بچہ کی بے وقت موت سے مجھ بدنصیب کو پہونچا ہے۔ ہائے میرا جی کیسا تڑپ کر رہ گیا کہ میں تیرے پاس اس وقت موجود نہیں کہ تیرا غم غلط کرتا یہ تقدیر کا لکھا تو دیکھ کہ تیرا خود کوئی بچہ اب تک ضائع نہیں ہوا ہے کہ تجھکو ایک غم کا تجربہ ہو جانے پر اس بچے کے مرنے کا کو نہ کم صدمہ ہوتا۔ لیکن دنیا تو دارالمحن ہے۔ جو اس میں رہے گا ضرور ایسے صدمات سہے گا۔ میں بڑے تردد سے تیرے دوسرے خط کا انتظار کر رہا ہوں۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہونے کی توقع ہے کہ اب تیرے غم میں کمی ہے اور تیرے حواس درست ہیں۔ جوزیفائن صبر و شکر سے کام لے اور اپنی زیادہ بیقراری سے اپنے بونا پارٹی کو اب زیادہ تکلیف نہ دے۔ میں دوسرے خط کا بڑے تردد سے منتظر رہونگا۔

نپولین

اس کے بعد نپولین نے اس بچہ کی ماں ہورٹنس کو لکھا :۔

میری پیاری بیٹی ہورٹنس۔ مقام ہیگ سے جتنی خبریں آئی ہیں اُن سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری عقل میں فتور آگیا ہے۔ اور تیرے حواس بجا نہیں۔ لیکن اے جان پدر ایک بات میری بھی سُن لو۔ یعنی دنیا میں یہی دستور چلا آتا ہے کہ چاہے جسقدر واجبی اور حق بجانب غم کیوں نہو مگر آخر اُس کی ایک حد ضرور ہوتی ہے۔ اپنی جوانی پر رحم کرو۔ اور دیکھو۔ یہ انتہائے غم کہیں تمھاری جان نہ لے لے۔ صبر و شکیبائی سے کام لو۔ کیا تم کو نہیں معلوم ہے کہ یہ دنیا سراپا مصیبت ہے اور اندوہ و محن سے پر ہے اور اس مکارہ کے ہاتھوں سے وہ وہ ایذائیں آئے دن پہونچا کرتی ہیں کہ اُن کے مقابلہ میں موت ایک بہت حقیر اور چھوٹی مصیبت ہے۔

تمہارا طالب خیر۔ پدر۔ **نپولین**
از مقام فن کلنس ٹن
۲۰۔ مئی ۱۸۱۰ء

چار دن بعد نپولین نے جوزیفائن کو پھر لکھا:۔
۲۴۔ مئی ۱۸۱۰ء

پیاری جوزیفائن۔ مجھے تمہارا وہ خط جو تم نے مقام لاکن سے تحریر کیا ہے موصول ہوا اور یہ بات معلوم ہونے سے کہ ہنوز تمہارے رنج و غم کا وہی حال ہے اور ابھی ہورٹنس تمہارے پاس نہیں آئی سخت صدمہ ہوا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہورٹنس کے ہوش و حواس اب تک بجا نہیں ہوئے۔ جوزیفائن ایسی بودی لڑکی سے بھلا کون محبت کریگا۔ وہ اس بات کی ہرگز مستحق نہیں کہ اس سے اُلفت کیجائے اسلئے کہ۔ اُسکو اپنے بچوں کے سوا کسی سے محبت ہی نہیں ہے۔ جوزیفائن صبر کرو اور اب مجھے زیادہ نہ ستاؤ۔ سوچو جس مصیبت کا کوئی علاج نہو ضرور اُس کی انتہا ہونی چاہئے۔ خدا حافظ

نپولین

۲۔ جون کو نپولین نے ہورٹنس کو ایک خط اور لکھا:۔

نورچشمی۔ جسوقت سے تم پر یہ جانکاہ حادثہ گذرا ہے تم نے مجھے دو حرف کا بھی کوئی خط نہ لکھا۔ میری پیاری بیٹی ہورٹنس۔ تم تو دنیا و مافیہا کو ایسا فراموش کر بیٹھیں کہ گویا اب دنیا میں تمکو کوئی اور غم سہنا یا رنج برداشت کرنا باقی ہی نہیں ہے۔ مجھے دوسرے معتبر ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ اب تم کو کسی سے نہ کوئی سروکار ہے نہ دنیا میں کوئی اور شے ایسی باقی رہی ہے کہ تمہارا جی بہلے اور غم گھٹے۔ اور تمہارے

سکوت سے مجھے اس بات کا یقین ہوتا ہے۔ نور چشمی۔ یہ کہاں کی عقل ہے۔ کیا تم نے ہم سے یہی وعدہ کیا تھا اور کیا میں اور تمھاری ماں غریب جوزیفائن تمھارے نزدیک کوئی شے نہیں۔ تم بڑی ناسمجھ لڑکی ہو۔ کاش ہم دونوں بھی اس وقت مال موسن میں ہوتے اور تمھارا غم بٹاتے۔ اب میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کر رہی ہو عقل کے خلاف ہے۔ اپنا جی بہلاؤ اور غم بھلاؤ۔ بیٹی میں تم کو خدا کے حفظ وامان میں دیتا ہوں۔ تقدیر پر شاکر رہو۔ اپنی صحت کو خراب کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ اس صورت میں تم اپنے فرائض کس طرح ادا کر سکو گی۔ اس کے سوا تمھاری حالت میں ایسا انقلاب واقع ہونے سے تمھاری ماں کو نہایت ہی سخت صدمہ ہے۔ اور اب تم کو زیبا نہیں ہے کہ اُس کے غم کو بڑھاؤ۔

داعی خیر نپولین

اس کے بعد نپولین نے ایک خط اور لکھا:

ہورٹنس۔ آرلنس کا لکھا ہوا خط مجھے موصول ہوا۔ تمھارے غم نے میرے کلیجہ میں ناسور کر دیا ہے۔ لیکن میں پھر یہی مشورہ دونگا کہ ذرا ہمت سے کام لو۔ محبت غم کا سرچشمہ ہے۔ وہ بڑے بہادر ہیں جو اپنے اوپر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں مجھے یہ بات ہرگز خوش نہیں آسکتی کہ اُدھر تو جوز و سال نپولین کے حادثہ سے جگر چھلنی ہوا اور اُدھر تم اُس کے غم میں ایسی مبتلا ہو کہ ہمارے ساتھ ناانصافی کرو مجھکو اور تمھاری ماں کو تو یہ امید تھی کہ ہماری تمھارے دل میں بڑی گنجایش ہے اور ہم اب بھی یقین رکھتے ہیں کہ باوجود اپنے ایسے بڑے غم کے تم ہم کو فراموش نہ کرو گی اور ہماری نصیحت پر عمل کرکے اپنی حالت کو درست کرو گی۔ بس بہت غم کیا۔ اب صبر کرو اسلئے کہ نہ تمھارے نقصان کی کوئی تلافی ہے نہ اس درد کی کوئی دوا ہے۔

میں خیریت سے ہوں۔ ۱۴۔ جون کو میں نے دشمن پر بڑی عظیم الشان فتح پائی۔ اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور صبر و شکیبائی کی نصیحت کرتا ہوں۔

نپولین

پولینڈ کے برفستان میں بیٹھا ہوا نپولین موسم بہار کا انتظار کر رہا تھا اور بڑی توجہ اور عزم و ہمت سے دوسرے امور کی طرف متوجہ تھا۔ نوّے نوّے میل کے ایک دن میں دھاوے کرتا تھا اور شب و روز پشتِ رہوار پر سوار رہتا تھا۔ برف۔ طوفان اور کیچڑ وغیرہ کی اُس کو کچھ پروا نہ تھی۔ فوج بھرتی کرنے والے گماشتوں سے رات دن خط و کتابت جاری تھی۔ رسد فراہم کرنے والوں کے ساتھ بھی یہی حال تھا۔ کیونکہ فوج کے لئے بڑے بڑے سامانوں کی حاجت تھی۔ جو کچھ پیرس میں ہو رہا تھا نپولین کی سب پر نگاہ تھی گورنمنٹ کی جملہ کارروائیوں کا سرانجام اُسی کی ہدایتوں کے موافق ہو رہا تھا۔ جاڑوں کی طولانی راتیں اکثر انھیں خیالات میں گذر جاتی تھیں کہ وہ اپنے دشمنوں پر کن تدابیر سے غالب آئے۔ اور اپنے رفقا کو کیا صلۂ عنایت کرے اور یورپ کی دوسری حکومتوں سے سلسلۂ اتحاد کس طرح مضبوط کرے۔ اور آئندہ توہینوں سے فرانس کو کیسے بچائے۔

اب انگلستان نے ایک زور اور لگایا۔ وہ یہ تھا کہ سلطان ٹرکی کو فرانس کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی اور جب توڑ جوڑ سے کچھ کار برآری نہ ہوئی تو انگلستان نے ایک ایسی تدبیر سے چارہ جوئی کی کہ جس کی جوابدہی کی کوئی قوم جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ یعنی درۂ دانیال میں انگریزی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ داخل کر دیا گیا۔ اور ترکوں کی کمزور باڑیوں کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ چنانچہ یہ بیڑہ شہر قسطنطنیہ کے محاذ سمندر میں لنگر انداز ہوا۔ اور گنجان عمارتوں کی طرف انگریزی توپوں کے

وہاں نے پہیر وئیے گئے۔ اور نہایت ہی جامع الفاظ میں حکم صادر ہوا کہ " فرانسیسی تصیر کو
ابہی قسطنطنیہ سے نکال دو۔ اپنا بیڑہ ہمارے سپرد کردو۔ اور فرانس کے مقابلہ میں ہمارے
شریک ہو۔ نہیں تو آدہ گھنٹہ میں قسطنطنیہ کے مکانات اور عمارتیں زمین دوز کر دی جائنگی"
لیکن نپولین نے قسطنطنیہ میں سفیر بہی ایسا مقرر کر رکہا تہا کہ اُس کی لیاقت
کے سامنے ایسا ہولناک موقع کوئی وقعت نہ رکہتا تہا۔ اس سفیر کا نام جنرل
سی بیسن شیانی تہا اور اُس نے گورنمنٹ ٹرکی کو فوراً آمادہ کر دیا کہ یہ وقت کسی طرح
دب جانے کا نہیں تہا۔ ادہر تو اُس نے ٹرکوں کو آمادہ کیا اور اُدہر انگریزوں کو چال
دے کر معاملات کے متعلق گفتگو کرنے میں وقت گزارنا شروع کر دیا۔ اسی میں کئی
دن گذر گئے۔ اور قسطنطنیہ کے مرد وزن اور بچے۔ کیا ترک کیا یونانی اور کیا آرمینیا
والے حفاظت کی تیاری میں شبانہ روز محنت کرنے لگے۔ اور فرانسیسی جنرل
تمامی امور میں ہدایتیں دیتے رہے اور کام کی نگرانی کرتے رہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ
گذرنے نہ پایا تہا کہ ۹۱۶ بڑی اور دو سو چہوٹی توپیں قسطنطنیہ کے دمدموں پر چڑہا دی
گئیں اور انگریزی بیڑہ پر مار شروع ہوگئی۔ اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر فرار ہوا اور
بہ دقت آبنائے ردانیال سے باہر آیا۔ اس گستاخ کارروائی کی بدولت انگریزوں
کی طرف ڈہائی سو جانوں کا اتلاف ہوا۔ اس کے بعد گورنمنٹ ٹرکی کا فرانس
سے اتحاد اور زیادہ ہوگیا اور اس نتیجہ سے نپولین کو بڑا اطمینان ہوا۔

ڈین زگ میں مخالفین کی پچیس ہزار فوج قلعہ بند تہی اور اس شہر کا فتح کرلینا (۲۶۸)
نپولین کے لئے نہایت ہی کارآمد تہا۔ اس کا محاصرہ مارشل لیفی ور کے سپرد ہوا۔
یہ جنرل نہایت شجاع تہا لیکن ساتہ ہی اس کے جاہل تہا۔ چنانچہ محاصرہ کی کارروائی
میں تساہل واقع ہونے سے اس کو بڑی بے چینی تہی کیونکہ وہ فوراً ہی اپنے
فوج کے ساتہ حملہ آور ہونا چاہتا تہا۔ اگرچہ ڈینزگ سے نپولین سّو میل سے زیادہ

دور مقیم تھا تاہم مارشل لیفی ور سے روزانہ خط و کتابت کر رہا تھا۔ اور محاصرہ کے متعلق تدبیریں ہو رہی تھیں۔ اس خط و کتابت میں لبا اوقات خود نپولین کو ان جھگڑوں میں مداخلت کرنا پڑتی تھی جو مارشل لیفی اور اس کے ماتحت افسروں میں واقع ہوتے تھے۔ اس پُرجوش جنرل کے نام نپولین کا ایک مراسلہ ہم ذیل میں نقل کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کس قدر دور اندیش اور عاقل تھا:۔

"تم سے اور کچھ تو ہوتا نہیں۔ صرف یہی ہوتا ہے کہ ہمارے رفقا کو برا بھلا کہو اور اُس کی کارروائیوں میں عیب نکالو اور ہر شخص کے کہنے پر جو تم سے پہلے آکر کچھ کہے اپنی رائے تبدیل کرو۔ تم کو فوج کی حاجت تھی اور دہ میں نے تم کو بھیجدی اور زیادہ فوج بھیجنے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اور تم شکر گذاری تو درکنار اُلٹی شکایتیں کئے جاتے ہو۔ ہمارے رفقاء سے خصوصاً پولینڈ والوں اور بیڈن والوں سے تم ذرا بھی نرمی نہیں کرتے۔ یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو توپوں کے منہ میں گھس جائیں یا بندوقوں کی گولیوں کی بوچھار کو اپنے سینوں پر لینے کے عادی ہوں۔ لیکن ہاں رفتہ رفتہ عادی ہوجائینگے۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سنہ ۱۷۹۲ء میں ہم خود ایسے بہادر نہ تھے جیسے اب ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ متواتر پندرہ سال سے ہم جنگ میں مصروف ہیں۔ پس چونکہ تم معمر اور تجربہ کار سپاہی ہو ذرا نرمی سے کام لو۔ اسلئے کہ ہمارے نوجوان سپاہیوں کے عہد سپہ گری کا ابھی آغاز ہے اور وہ تمہاری طرح ابھی مستقل اور شجاع سپاہی نہیں ہیں۔ تم اس بات پر تو ذرا غور کرو کہ بیڈن کا فرمانروا اپنی تمامی درباری آسائشیں چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہے اور اپنی سپاہ کے ساتھ ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کو مستعد ہے۔

"پس اُس کی عزت کرو اور اُس کی بہادری کی داد دو۔ یہ بہادری وہ ہے جس کی نظیر دوسرے فرمانرواؤں میں شاذ نظر آتی ہے۔ تمہارے نوجوانوں سے کے

سینے جیسے تم ہر جگہ کام لینے کو آمادہ ہو قلعہ کی فصیلیں منہدم نہیں کر سکتے پس تم کو لازم ہے
کہ اپنے انجنیروں کو کام کرنے دو۔ اور جنرل جیسپ لوپ کے مشوروں پر عمل کرو۔ یہ جنرل
بڑا سائنس کا عالم ہے اور اس پر اعتماد کرتے رہو اور اُس کے مقابلہ میں ایک ناتجربہ کار
خام سوار کے مشورہ پر عمل نہ کرو جس کو ایسی باتیں سمجھنے کی لیاقت ہی نہیں جو اُس کے
مُنہہ سے نکلتی ہیں۔ اپنی جوانوں کی جانوں کو اُس موقع کے لئے بچا رکھو جبکہ تم کو
سائنس سے یہ معلوم ہو کہ ہاں ان کی بہادری سے مفید کام لینے کا یہ موقع ہے اور
اسی کے ساتھ صبر و تحمل کا سبق سیکھو۔ کیوں عجلت کرتے ہو اور ہزاروں سپاہیوں
کی جانیں کھوتے ہو جن کی جانیں چار روز اور توقف کرنے سے بچنا ممکن ہے۔
محاصرہ کی تدابیر کو پختہ ہونے دو۔ اور وہی صبر و تحمل و استقلال ظاہر کرو جو تم جیسے معمر
تجربہ کار جنرل سے ظہور میں آنا چاہئے۔ بس تمھاری ناموری تو اسی میں ہے کہ تم
ڈینزگ فتح کرلو پس ڈینزگ کو فتح کرو اور میں تم سے راضی ہوں"۔

اکیاون دن کی سخت جنگ کے بعد آخر ۲۶ مئی ۱۸۰۷ء کو ڈینزگ کا قلعہ فتح
ہوگیا۔ یہاں مخالفین نے رسد کا سامان نہایت کثرت سے جمع کر رکھا تھا۔ چنانچہ اسی
سامان میں سے نپولین نے دس لاکھ شراب کی بوتلیں فوراً اپنی فوج کو روانہ کرا دیں
اب برف پگھلنے کا وقت بھی آگیا تھا۔ اور موسم سرما گذر کر موسم بہار کی آمد آمد ہو رہی
تھی۔ مگر ابھی موسم اس لائق نہ ہوا تھا کہ جنگ شروع کی جاتی۔ اگرچہ نپولین پیرس سے
پندرہ سو میل کے فاصلہ پر تھا اور یہ مخالفین کا ملک تھا اور اُس کے مقابلہ میں انگلستان
سوئڈن۔ پروشیا اور روس دست بہ قبضہ تھے تاہم فوج کی آرام و آسائیش کا کوئی
ایسا ضروری سامان نہ تھا جو نپولین نے کثرت سے نہ فراہم کرلیا ہو۔ لیکن اُدھر
مخالفین کی فوج کا یہ حال تھا کہ طرح طرح کی مصیبتیں جھیل رہی تھی اور فاقہ زدہ سپاہ نے
قرب و جوار اور اطراف کے دیہات کو لوٹ کر برباد کردیا تھا۔

متحدہ مخالف افواج کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تھی۔ اور اس میں سے ایک لاکھ فوج ہر وقت ایک مرکز پر آسانی سے جمع کی جاسکتی تھی۔ ادھر نپولین کے پاس چار لاکھ فوج اس طرح موجود تھی کہ کچھ تو راستہ میں تھی اور کمپو کو آرہی تھی اور کچھ لمبے چوڑے کمپوں میں پھیلی ہوئی تھی اور اس میں سے جب نپولین چاہتا ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج دریائے نیمن سے لیکر دریائے ڈنیچو لانا تک کسی موقع پر ایک اشارہ کے ساتھ فراہم کر لیتا۔ نپولین نے اپنی حیرت انگیز دور اندیشی سے پیش آنے والے واقعات کو اچھی طرح معلوم کر لیا تھا۔ اور اس نے حکم دیدیا کہ شروع مئی میں اس کی افواج میدان میں آکر روز قواعد کیا کریں۔

شروع جون میں دشمن کی فوج اپنے کمپو سے یکایک اس نیت سے برآمد ہوئی کہ مارشل سنے کی فوج کو اچانک گھیر کر غارت کر دے۔ دشمن کی طرف سے اس کارروائی کا ہونا تھا کہ نپولین کی تمام فوج کو تیار ہونے کا حکم پہونچگیا۔ یہ فوج اس وقت ڈیڑہ سومیل کی لمبی قطاروں میں پھیلی ہوئی تھی۔ اب اس نے کوچ کر دیا اور ایک مرکز پر جمع ہوجانے کو بڑھی۔ غنیم کی فوج سے ہر موقع پر مقابلہ ہوتا تھا اور رات دن جنگ ہوتی تھی اور تلواروں کی جھنکار اور توپوں بندوقوں کی گرج سے ہوا گونج رہی تھی۔ مگر نپولین تو پہلے سے اچھی طرح تیار ہوچکا تھا اور بڑے عزم و ثبات سے کام کر رہا تھا اور نتیجہ کا منتظر تھا۔ اس نے ہر موقع پر دشمن کو شکست دی کیونکہ ہر مقام پر اس کی فوج غنیم کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی۔ اور پہاڑوں میں اور میدانوں میں وہ دشمن کا تعاقب کر رہا تھا۔

جس میدان میں مقابلہ ہوتا زمین خون سے لالہ زار ہوجاتی مائیں اپنے شیرخوار بچوں کو گود میں لئے ہوے اپنے اُجڑے ہوے گھروں سے بدحواسی کے ساتھ فرار ہوتیں۔ ہر قریہ میں روسی فوج مقابلہ کرتی اور ایک گھنٹہ نہ گذرنے پاتا کہ آگ کے

طوفان سے اُس گاؤں کا خاتمہ ہوجاتا اور زمین لاشوں سے پٹ جاتی اور روسی بدحواس ہوکر فرار ہوتے۔ سواروں کا پیدلوں سے دست بہ دست مقابلہ ہوتا اور جدھر نظر جاتی آگ کے شعلے ہی شعلے نظر آتے ان لڑائیوں میں دس ہزار سے زیادہ گھر اُجڑ گئے۔ اور ہزاروں بے گناہ عورتیں اور بچے موت کا لقمہ ہوگئے۔ اناج کے کھیت پامال ہوکر کیچڑ میں مل گئے۔ لیکن جنگ کے طوفان میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ اور بڑے زور شور سے جاری رہی۔ آہ و فریاد کی کوئی شنوائی نہ تھی۔ روسی بھاگ رہے تھے اور خونخوار فرانسیسی اُن کا تعاقب کر رہے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کے سب سے زیادہ بدمعاش اور بُرے آدمی فوجوں میں جمع ہوتے ہیں اور یہ سپاہی جن سے فوج کی صفیں بنی ہوئی ہوتی ہیں جب گرم پیکار ہوتے ہیں تو کسی کے روکے نہیں رُکتے اور ان غارتگروں برباد کرنے والوں اور قاتلوں کے ہاتھ سے کہیں پناہ کی جگہ نہیں ملتی۔ ان کے لئے کیا خرمن گاہیں کیا دیہات اور کیا بڑے شہر سب کا لوٹ لینا گویا مباح ہے۔ جس وقت ان کے جور وستم پر خیال کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ ان کے ہاتھوں سے انسانوں پر کیا کیا آفتیں نازل ہوئیں تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ رہا میدان جنگ میں سپاہی کا سپاہی کو خاک و خون میں ملانا تو یہ جنگ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

نپولین کی کوششیں اَن تھک کوششیں تھیں۔ اُس کے عزم و ثبات انسانوں سے متجاوز تھے۔ نہ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ کھاتا تھا نہ آرام ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا اور نہ سوتا تھا۔ آندھی مینہ کیچڑ کی اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اور جب اپنے افسروں کو لے کر وہ دھاوے کرتا تھا اور اپنے ڈیڑھ سو میل کے طولانی کیمپ میں آندھی کی طرح دوڑا دوڑا پھرتا تھا کہ اپنی زبردست اور سہمگیں افواج کو ہوشیار اور آمادۂ پیکار کرے تو اُس کے نیچے کئی کئی گھوڑے مرجاتے تھے۔

۵ جون کو جنگ کا طوفان شروع ہوا اور شب و روز اسی شدت سے برپا رہا
روسی جانیں توڑ توڑ کر مقابلے کرتے تھے لیکن آخر میں فرار ہی ہونا پڑتا تھا۔ انجام کار
دریائے ایل کے کنارے سلس برگ میں روسیوں کی پوری نوّے ہزار فوج ۱۵ جون
کو جمع ہو کر صف آرا ہوئی اور خندقیں اور دمدمے تیار کر کے مورچہ بند ہو گئی۔ اس
فوج کے ہمراہ پانسو بڑی توپوں کا توپخانہ تھا اور دمدموں پر گراب سے بھری ہوئی اسلئے
تیار تھیں کہ حملہ آور فرانسیسیوں کو ایک دم میں گھاس کی طرح کاٹ کر فنا کر دیں۔

لیکن فرانسیسی سپاہیوں کو اپنی جان کی کہاں پروا تھی۔ اور لیجئے صرف تیس ہزار
فرانسیسی فوج نے اس روسی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ آور فرانسیسی فوج کے سردار
مُرات اور نے تھے۔ مگر اس موقع پر نپولین موجود نہ تھا۔ کہ خونریزی کے ہولناک
منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ اس فوج کے برہنہ سینوں پر روسیوں نے
پانسو توپوں کو ایک دم کھول دیا اور پرے کے پرے حملہ آور فرانسیسیوں کے
آن کی آن میں ہوا میں اُڑ گئے لیکن اس سے کیا ہو سکتا تھا۔ فرانسیسی تو باہم
قول و قسم کر چکے تھے۔ اور دریائے خون میں تیرتے ہوئے اسی جوش و خروش سے
بڑھے چلے گئے اپنے ساتھیوں کی لاشیں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتے
چلے جاتے تھے اور چند منٹ میں وہ روسی دمدموں پر جا چڑھے اور گولندازوں کو تہ تیغ
کر کے فتح کا نعرہ بلند کیا

ادھر فرانسیسیوں کا یہ حال تھا کہ یکایک دوسری طرف سے باد رفتار سواروں کی
ایک بڑی زبردست جماعت نمودار ہوئی اور حملہ کے بگل سے ہوا گونجنے لگی۔ یہ دس ہزار
سوار آتے ہی فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑے۔ یا تو فرانسیسی فتح کے نعرے مار رہے تھے
یا اب اُن کی صفوں میں موت کا بازار گرم ہو گیا۔ دمدموں سے وہ نیچے گرا دیئے
گئے اور ہر طرف خاک و خون میں غلطاں نظر آنے لگے تمام دن اسی پر بھی فرانسیسیو

نے میدان نہ چھوڑا اور نہایت دلیری سے گرم پیکار رہے۔ نتیجہ ہنوز مشتبہ حالت میں تھا۔ بارود کے دھوئیں سے عالم سیاہ نظر آرہا تھا اور گندھک کی بو ہوا میں بھر گئی تھی۔ رات ہو گئی اور توپوں کی چمک سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگجو افواج کے سمندر میں ہنوز تلاطم اور تموج برپا تھا اسی حال میں موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہو گیا گویا خود قدرت اس زبون اور دردناک منظر پر ایسی رو رہی تھی کہ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ اب آدھی رات آ چکی تھی۔ پس توپوں کی گرج میں ذرا کمی واقع ہوئی۔ بارہ گھنٹے متواتر جنگ کرنے سے سپاہی اب تھک کر نیم جان ہو گئے تھے۔ لہذا اسی خراب خستہ زمین پر جس پر خون کے دریا بہ چکے تھے مُردوں اور مجروحوں کے قریب ذرا دم لینے کو لیٹ گئے۔ اسی وقت نپولین بھی میدان جنگ میں گھوڑا مارے ہوئے آ پہونچا اور یہ دیکھکر کہ جنرل مراٹ اور جنرل نے نے اپنے جوش جنگ کی بدولت بہت سی فرانسیسی فوج کا نقصان کرا دیا تھا اُسے سخت ملال ہوا۔

صبح ہو گئی۔ آندھی پانی کا وہی حال تھا۔ لیکن اب آنکھوں سے اچھی طرح نظر آرہا تھا کہ کل کی جنگ کا کیا نتیجہ ہوا اور کیسا اتلاف جان ہوا۔ جدھر نظر جاتی تھی سوائے خون یا مقتولوں اور مجروحوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مخالف فوجیں ایک دوسرے سے نہایت ہی قریب پڑی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان کا میدان اٹھارہ ہزار لاشوں سے چھپا ہوا تھا۔ اور مقتولوں اور بہت سے مجروحوں کے جسموں سے اُن مرد و عورت حرامزادوں نے کپڑے اُتار لئے تھے جو محض اسی نیت سے لشکر کے ہمراہ رہا کرتے ہیں یہ مقتول لہو میں لال تھے ان کے بدن ریزہ ریزہ ہو گئے تھے اور تلواروں کے ایسے ڈراونے زخم لگے ہوئے تھے کہ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا اب مخالف فوجوں نے اپنی باہمی رضامندی سے تھوڑے عرصہ کے لئے جنگ ملتوی کر کے مجروحوں کو ٹھکانے سے بھیجا۔ اور مقتولوں کو دفن کیا اور یہ دیکھنے سے کیسا تعجب معلوم ہوتا ہے

کہ اس وقت وہی روسی اور فرانسیسی جو اس سے قبل ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے باہم ملے چلے نہایت دوستی کے ساتھ مجروحوں کی مدد کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے اس رحمدلی کے کام میں بازی لیجانے کی سعی کر رہے تھے۔

جب اس کام سے فرصت کر چکے تو فریقین کے سپاہی پھر صف آرا ہوکر آمادہ پیکار ہوئے۔ روسی اپنی خندقوں کے پیچھے مورچہ بند ہوگئے لیکن فرانسیسی کھلے میدان میں تھے۔ نپولین کو ہمیشہ یہی فکر رہتی تھی کہ بیکار خونریزی نہو۔ پس اُس نے اپنی فوج کو اس طرح تیزی سے حرکت دی کہ وہ روسیوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لایق ہوگئی اور چنانچہ روسی فوج تاب مقابلہ نہ لاکر کیونکہ اُسے ایک توپ سر کرنیکی بھی مہلت نہ ملی ہٹنے پر مجبور ہوئی۔ ۱۲ جون کو تمام روسی سراسیمہ بھاگ گئے اور اگرچہ بہت تھک گئے تھے لیکن ۱۴ جون کو پھر مقابل ہوئے اور تمام دن لڑتے رہے۔ اس کے بعد پھر پسپا ہوکر آخر کار فریڈلینڈ کے میدان میں جاکر جمے لیکن قسمت کا لکھا تو ضرور ہی پورا ہوتا ہے۔ اس فوج کی قسمت کا بھی اب فیصلہ قریب تھا۔ نپولین نے اس فوج کو دباکر دریا کے موڑ میں اس طرح بند کردیا کہ دو طرف دریا موجزن تھا اور ایک طرف فرانسیسی فوج نے راستہ بند کردیا تھا۔ پس بھاگ جانا غیر ممکن تھا۔

۱۴ جون کو علی الصباح فریڈلینڈ کی جنگ شروع ہوئی۔ جنرل لالنس کا دستہ فرانسیسی فوج کے آگے تھا۔ اور روسی فوج بڑے زور شور سے اسی پر لوٹ پڑی کیونکہ اُس کو یقین کلی تھا کہ جب تک فرانسیسی فوج سے کمک آئیگی لالنس کی فوج کا خاتمہ ہوجائیگا۔ نپولین دس میل تھا کہ اُس نے بھاری توپوں کی گرج کا شور سنا اور اُس نے فوراً فوج کو فراہم کرکے موقع پر پہونچنے کا حکم دیا۔ دوپہر کو نپولین اُن بلندیوں پر جا پہونچا جہاں سے میدان جنگ اچھی طرح نظر آتا تھا۔ اور

جس وقت اُس نے دیکھا کہ دو طرف سے دشمن کو دریا کے موڑ نے گھیر رکھا تھا اور ایک طرف سے فرانسیسی فوج حملہ آور تھی اور اُس کو دبا رہی تھی تو اُس کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

نپولین بولا "دیکھو آج ۱۴ جون ہے اسی تاریخ میرنگو میں ہم نے آسٹریا کو شکست دی تھی۔ یہ تاریخ ہمارے لئے بڑی سعید ہے"

نہایت ہی بڑی دشمن کی فوج کے مقابلہ میں فرانسیسی صبح سے جنگ کر رہے تھے لانس کی ۲۶ ہزار فوج پر اسی ہزار روسی فوج کا دباؤ پڑ رہا تھا۔ جس وقت نپولین پہاڑی پر نمودار ہوا جنرل اوڈی ناٹ اپنا گھوڑا اخیز کر کے اُس کے پاس پہونچا اور عرض کیا۔

"حضور والا جلدی کیجئے کیونکہ میرے سپاہیوں میں اب دم باقی نہیں ہے۔ بیحد تھک گئے ہیں" مجھکو تھوڑی سی کمک پہونچا دیجئے اور میں ان روسیوں کو ابھی پس پا کئے دیتا ہوں اور دریا میں ڈھکیلے دیتا ہوں" اس بہادر جنرل کی وردی گولیوں سے چھلنی ہوگئی تھی اور گھوڑا خون میں نہایا ہوا تھا۔ نپولین نے بڑی نگاہ مہر سے اپنے جنرل کی طرف دیکھا اور پھر بڑے غور و احتیاط سے میدان جنگ کو دیکھنے لگا۔ اُس کے جنرلوں میں سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اشارہ کیا کہ جنگ کو دو ایک گھنٹے ملتوی کر دینا اولی ہے کہ ہماری بقیہ فوج موقع پر آجائے اور کچھ دم لے لے" نپولین نے بڑا زور دیکر کہا۔ نہیں نہیں۔ اسلئے کہ جس طرح روسی اس وقت جال میں پھنس گئے ہیں پھر بار دگر اس طرح پھنسنا محال ہے"

اب نپولین نے اپنے افسروں کو اپنے پاس بلایا اور اپنی تجویز جنگ سے اُن کو آگاہ کیا۔ اور مارشل نے کا ہاتھ پکڑ کر فریڈلینڈ کے چھوٹے قصبہ کی طرف اشارہ کیا جہاں بڑی کثرت سے روسی فوج جمع تھی اور کہنے لگا۔

مارشل نے "بازی جیت لینے کا اصل مقام وہ ہے۔ پس جاؤ اور اس پر دھاوا کر دو۔

صفحہ

اور خبردار واپس ہونے کی کوشش نہ کرو نہ اودھر اودھر دیکھنا۔ روسیوں کے اس گھنے انبوہ میں گھس جاو اور ہر گز مت پروا کرو کہ جانوں کا کس قدر نقصان ہوا اور فریڈ لینڈ میں داخل ہو جاؤ۔ اور پُلوں پر قبضہ کر لو۔ اس کی کچھ پروا نکرنا کہ تمھارے چپ و راست کیا ہوتا ہے یا تمھارے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ اس سب کو اپنی فوج لاکر میں خود دیکھ لونگا۔"

چونکہ جنرل نے "اپنے وقت کا رستم تھا اور یہ مہم نہایت سنگین تھی لہذا بڑی خوشی سے اپنے سمند باد پا کو مہمیز کر کے اپنے رسالوں میں جا ملا۔ اس بہادروں کے سرتاج فوج کو نپولین بغور دیکھ رہا تھا اور اس کی پُر شکوہ وضع سے متاثر ہو کر بیساختہ کہنے لگا "ہاں یہ جنرل البتہ شیر بیشۂ شجاعت ہے۔" جنرل نے کے چودہ ہزار جرار سوار جن کے قدموں سے گاؤ زمیں کانپ رہی تھی دشمن پر جا پڑے۔ ادھر نپولین نے اشارہ کیا اور بقایا فرانسیسی سپاہ نے قدم آگے بڑھایا۔ اس ہولناک منظر کی تصویر کھینچنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ اور جنگ کے قیامت نما شور نے زمین کو ہلا دیا تھا۔ نپولین نے فوج کا ایک حصہ محفوظ کر لیا تھا اور وہ فوج کے مرکز میں کھڑا تھا۔ توپ کا ایک بڑا گولہ سنسناتا ہوا سپاہیوں کی سنگینوں سے ذرا اونچا سروں پر ہوتا ہوا نکل گیا اور ایک نوجوان سپاہی بے اختیار جھک کر دبک گیا۔ یہ دیکھکر نپولین نے کہا "لڑکے یہ گولا تیرے لئے نہیں آیا تھا۔ اگر تیرے لئے آتا تو تحت الثریٰ میں بھی تجھے ڈھونڈھ لیتا اور تجھکو ہلاک کر ڈالتا۔"

فریڈ لینڈ میں بہت جلد آگ لگ گئی اور اس کی جلتی ہوئی عمارتوں اور خون بہتی ہوئی گلیوں پر جنرل نے قابض ہو گیا۔ رات آگئی اور اس وقت کا ہیبتناک منظر لابیان تھا۔ روسیوں کے پچیس ہزار سپاہی مقتول و مجروح ہو چکے تھے اور اب انھوں نے دریا کی سمت ہٹنا شروع کیا۔ تعاقب میں فاتح فرانسیسی تھے اور گولوں اور گولیوں کی مار سے برا حال کر دیا تھا۔ پل تو پہلے ہی توڑ دیے گئے تھے اور اب وہ ہنگامہ بربادی و بدحواسی شروع ہوا کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے۔ روسیوں کی بھاگتی

ہوئی فوج دریا میں پھاند پڑی بعض کو تو گھاٹ مل گیا اور چھاتی چھاتی پانی میں ہو کر پرلی پار اتر گئے اور تو بچا نے جاوے لیکن ہزاروں غرقاب ہو گئے اور بہ گئے۔ بعد کو دیکھا گیا کہ میلوں تک غرق شدہ سپاہ کی لاشیں دریا کے کنارہ کنارہ پڑی ہوئی تھیں۔ دریا عبور کرتے ہوئے سپاہیوں پر بھی ایسی گراب کی مار پڑی تھی کہ دریا کا پانی سرخ ہو گیا تھا۔

متحدہ فوج میں اب کیا باقی رہا تھا۔ سب ستیا ناس ہو گئی اور نپولین کا اب زیادہ مقابلہ کرنا غیر ممکن تھا۔ فراریوں کے انبوہ کے انبوہ دریائے نیمن کے پار اتر گئے اور روس میں جا کر پناہ گیر ہوئے اور روسی جنرلوں اور روسی سپاہ نے صلح کے لئے فریاد شروع کر دی۔ چنانچہ اسکندر نے نپولین کے پاس ایک وکیل بھیجا کہ برائے چندے جنگ ملتوی کر دیجا سے نپولین نے بے تامل جواب دیا کہ بڑا اتلاف جان ہو چکا۔ اور بڑی مصائب پیش آچکیں اور بہت تھک چکے پس میری بھی یہی دلی خواہش ہے کہ جنگ موقوف ہو۔ میں بڑی خوشی سے اس درخواست کو منظور کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس کا نتیجہ بہت اچھا ہوگا اور ہمارے باہم پوری صلح ہو جائیگی۔ لیجئے دس ہی دن کے اندر یہ مہم بھی نپولین کے حسب مراد ختم ہو گئی اور اب اس نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان بھیجا۔

"میرے بہادرو۔ ۵۔ جون کو روسی فوج نے ہم پر ہمارے کمپو میں حملہ کیا۔ یہ دیکھکر کہ ہم بظاہر غافل تھے دشمن نے سخت دھوکا کھایا۔ اور اس نے بہت دیر میں جبکہ اس کا کام بگڑ گیا یہ بات دیکھی کہ ہمارا آرام شیر کا سا آرام تھا اور ہم کو چھیڑنا گویا شیر کو چھیڑنا تھا۔ اب وہ ہم کو چھیڑ کر پچھتا رہا ہے۔ دس دن کی جنگ میں ہم نے ایک سو بیس توپیں اور سات جھنڈے چھین لئے اور ساٹھ ہزار کے قریب دشمن کے سپاہی ہمارے ہاتھ سے مجروح و مقتول ہوئے۔ دشمن کی فوج کے تمامی ذخائر۔ اسپتال۔ گاڑیاں۔ کانگزبرگ کا قلعہ اور تین سو کشتیاں جو اس بندرگاہ میں موجود تھیں جن میں ہر طرح کا سامان جنگ بھرا ہوا

تھا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار بندوقیں جو انگلستان نے ہمارے دشمنوں کو مسلح کرنے کے لئے بھیجی تھیں ہمارے قبضہ میں ہیں۔ ہم دریائے ولسیچولا سے آ کر لے اور شاہین کی تیزی کے ساتھ دریائے نیمن کے کنارہ پہونچے۔ میرے تاجپوشی کے سالانہ جلسہ کی خوشی تم نے آسٹرلٹز میں منائی تھی اور فریڈلینڈ میں میرنگو کی فتح کے سالانہ جلسہ کی تم نے خوشی کی اور دوسرے جتھ کی جنگ کا تم نے خاتمہ کر دیا۔

" اے فرانسیسی بہادر مردو۔ تم نے اپنی اور میری دونوں کی آبرو رکھ لی۔ تم بڑی عزت سے فرانس کو لوٹو گے۔ کیونکہ بڑی ناموری سے تم نے دشمنوں کو صلح کرنے پر آخر کار مجبور کر دیا ہے اور یہ صلح یقینی دیرپا صلح ہو گی اب وہ وقت آ پہونچا کہ فرانس میں امن وچین ہو اور وہ انگلستان کے حاسدانہ دباؤ سے محفوظ رہے۔ میں تمھارے ساتھ ایسی فیاضیوں کا اظہار کرونگا کہ تم کو معلوم ہو جائیگا کہ تمھارا شاہنشاہ تمھارا شکر گذار ہے اور تم پر دل وجان سے فریفتہ ہے"

باب سی و ششم

ٹلسِٹ کا صلح نامہ

صلح کی تجویزیں ٹلسِٹ کا کشتیوں کا بیڑہ۔ نپولین اور اسکندر کی گاڑھی دوستی۔ پروشیا کا بادشاہ ملکہ کی پریشانی ٹلسٹ کا صلح نامہ۔ انگلستان کے مورخوں کی غلط بیانی۔ نپولین کا پیرس کو واپس آنا۔ جشن عام۔

دریائے نیمن کے کنارہ جو یورپ اور سلطنتِ روس کے ویرانوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے نپولین نے اپنی فوج کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ بولون کے کیمپ کو چھوڑے ہوئے اسی ابھی صرف بیس مہینے ہوئے تھے اور اتنے زمانہ میں اُس نے تمامی براعظم یوروپ کو مجبور کر کے متحدہ افواج کو فاش ہزیمتیں دیدیں۔ اب جاڑے کی زحمتیں تو ختم ہی ہو چکی تھیں۔ بہار کی آمد تھی شگوفے کھِل رہے تھے۔ سپاہی اپنی نامور فتوحات کے نشۂ مسرت سے سرجوش اپنے سردار نپولین پر جاں نثاری کو آمادہ اور جہاں وہ لیجائے جانے کو تیار تھے۔ لیکن اُس کے دشمنوں میں اب یہ سکت باقی نہ تھی کہ اس کے مقابلہ میں آتے اور جنگ کرتے۔ شاہنشاہ روس اسکندر اور پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم کی مایوسی اور شکستوں نے کمریں توڑ دی تھیں اور اب اپنے پریشان اور دل شکستہ ستر ہزار سپاہیوں کے ساتھ دریائے نیمن کے شمالی کنارہ پر پڑے ہوئے

تھے۔ چونکہ ان افواج کے تمامی توپ خانے اور جمیع سامان حرب ہاتھوں سے نکل چکے تھے لہذا وہ نہایت ہی بے دل اور افسردہ خاطر تھیں۔ لیکن دریائے نیمن کے دوسرے کنارہ پر فرانس کا عقابدار پھریرا لہرا رہا تھا اور اُس کے گرد ایک لاکھ ستر ہزار فرانسیسی ایسی فوج جو متواتر فتوحات حاصل کر چکی تھی خیمہ زن تھی۔

دریائے نیمن کے بائیں کنارہ پر ٹلسٹ ایک چھوٹی سی بستی ہے جس کی آبادی قریب دس ہزار کے ہے۔ نپولین کو ٹلسٹ آئے ہوئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ اسکندر کا ایک خط اُسے دیا گیا جس کا منشا یہ تھا کہ صلح کر لیجائے۔ نپولین اپنے دار السلطنت پیرس سے ایک سال سے غیر حاضر تھا۔ اور بڑی بڑی محنتیں کر چکا تھا۔ اور اس نے بڑے اظہار مسرت سے یہ پیغام منظور کر لیا۔ پروشیا کے بادشاہ کی طرف سے مارشل کال کروتھ وکیل ہو کر آیا اور نپولین سے صلح کر لینے کی استدعا کی۔ نپولین اُس کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آیا اور کہا "پروشیا کے تمامی افسروں میں سے صرف تم ایک ایسے جنرل ہو جس نے ہمارے فرانسیسی قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ میرے دل میں تمھاری بڑی عزت ہے اور میں تمھارا شکر گذار ہوں۔ اور بس تمھاری وجہ سے میں جنگ ملتوی کرتا ہوں اور ہرگز نہیں کہتا کہ پروشیا کے بقیہ قلعوں پر میرا قبضہ کرا دیا جائے"

دونوں فوجوں کے درمیان صرف دریائے نیمن حائل تھا اور نپولین نے ازراہ دور اندیشی اپنی فوجوں کو ایک موقعہ پر جمع کر کے خندقیں کھود لی تھیں۔ اور سامان حرب بڑی کثرت سے جمع کر لیا تھا اور فوجوں کو اس ترتیب سے قایم کیا تھا کہ گویا جنگ ہنوز موقوف نہیں ہوئی تھی۔ اب دونوں ہزیمت خوردہ بادشاہوں نے صلح کے نامہ و پیام میں بڑی عجلت کی۔ اور پہلی ملاقات کی تاریخ ۲۵ جون قرار پائی۔

یہ بات شاذ دیکھی گئی ہے کہ ایک ہی شخص بڑا شاعر بھی ہو اور ریاضی داں بھی ہو

لیکن یہ دونوں صفات نپولین میں عجب انوکھے پن سے جمع تھیں۔ قدرت کے عالیشان اور حسین منظروں کا نپولین سے زیادہ کوئی دلدادہ نہ تھا۔ اخلاقی فضیلت کے اثر کو وہ خوب جانتا تھا اور اسی طرح اچھی طرح واقف تھا کہ دوسروں پر اُس کا اثر کیسے ڈالا جاوے۔ یہ موقع ایسا تھا کہ دنیا کے دو نامور تاجداروں میں ملاقات ہونے کو تھی اور ان میں باہم اس بات پر دوستانہ طریقے سے بحث ہونے کو تھی کہ آیا اب بھی ضروری تھا کہ جنگ کو جاری رکھکر یوروپ کا ستیاناس کیا جاوے۔ ایک برس سے اُن کی افواج باہم ایسا سخت جدال و قتال کر رہی تھیں کہ دنیا میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور وہی دو فوجیں جن کی تخمینی تعداد دو لاکھ سے کم نہ تھی اب بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں موجود تھیں اور بیچ میں صرف ایک دریا حائل تھا۔ اور اس حیرت زا تماشہ پر تمام یوروپ تردد کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ نپولین کو خوب معلوم تھا کہ یہ نہایت ہی عظیم الشان موقع تھا۔ اور اسی وجہ سے اُس نے اس کے متعلق ایسی تیاریوں کا حکم دیا کہ جن کا اثر کبھی فراموش نہ ہو سکے۔

اُس نے حکم دیا کہ نہایت ہی شاندار وضع سے چند کشتیاں سجائی جائیں اور دریائے نیمن کی دھار کے وسط میں دونوں کناروں سے برابر فاصلہ پر کھڑی کی جائیں۔ چنانچہ بڑے تکلف سے کشتیاں سجائی اور آراستہ کی گئیں۔ ایک کشتی پر نہایت بیش بہا شامیانہ استادہ کیا گیا اور آراستگی کے صرفہ کا مطلق خیال نہ کیا گیا دونوں کناروں پر فوجیں صف بستہ ہو کر کھڑی ہوئیں اور اس انوکھے تماشے کی سیر کو ہزارہا مخلوق اطراف سے آ ٹوٹی۔ باہمی میل جول کا وہ خوشنما منظر تھا کہ خدا بھی جس سے راضی معلوم ہوتا تھا۔ آسمان ابر سے صاف تھا اور مشرق سے آفتاب عالمتاب نے بڑے جاہ و جلال سے طلوع کیا۔ موسم بہار کے تازہ شگفتہ شگوفوں سے نسیم صبح معطر تھی اور مشام جان کو تازگی اور فرحت بخش رہی تھی۔

ایک بجے ٹھیک دریا کے دونوں جانب سے توپوں کی سلامیاں اس زور شور سے دغیں کہ گویا بادل گرج رہے تھے اور اب دونوں طرف سے دونوں شاہنشاہ اپنی جلو میں چیدہ چیدہ افسر لئے ہوئے کشتیوں میں سوار ہوئے اور پھر دوسرے ہمراہی افسر زرق برق لباسوں سے جھلکتے ہوئے اپنے اپنے بادشاہوں کے پیچھے دوسری کشتیوں میں روانہ ہوئے اور خاص بجرا نپولین اور اسکندر کے واسطے آراستہ سامنے موجود تھا اور دو اور نفیس کشتیاں ذرا فاصلے سے شاہی امیروں کے واسطے تیار کھڑی تھیں۔ پہلے نپولین کشتی پر پہونچگیا اور اُس کو لے کر اسکندر کے استقبال کو آگے بڑھا اور دونوں بادشاہ بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے۔ دونوں فوجیں بڑے غور سے انھیں دیکھ رہی تھیں اور اسی وقت دونوں فوجوں سے جن میں دو لاکھ سپاہی تھے ایسا خوشی کا نعرہ بلند ہوا کہ ہوا گونج گئی اور توپوں کی سلامیوں کی آواز سے گرج ماند ہوگئی۔ دونوں شاہنشاہ شامیانہ میں ساتھ ساتھ داخل ہوئے اور اسکندر کی پہلی لفظیں یہ تھیں۔

"انگریزوں سے مجھے اتنی ہی نفرت ہے جتنی تم کو ہے۔ اور اُن کے خلاف جو کارروائیاں تم کرنا چاہو میں تمھارا شریک و معین ہوں"

نپولین نے جواب دیا "اگر ایسا ہے تو سب کام آسانی سے ہو جائینگے اور سمجھئے صلح ہوگئی"

یہ ملاقات دو گھنٹے رہی۔ نپولین کی مادرزاد لیاقت اور دلفریب طرز توجادو کا اثر رکھتے ہی تھے۔ اسکندر اُس پر اُسی وقت فریفتہ ہوگیا۔ اسکندر نے بعد کو کہا کہ "مجھے آجتک کسی شخص سے اتنی محبت نہ ہوئی جتنی نپولین سے"

نپولین نے کہا "اگر آپ اور میں براہ راست صلح نامہ کے متعلق گفتگو کریں گے تو معاملات نہایت صفائی کے ساتھ سمجھ میں آجائینگے اور دوسرے کو اس میں شریک

کرنا مناسب نہیں۔ اور ہم باہم چند لمحوں میں اتنے معاملات طے کر لینگے کہ ہمارے وکلاء سے کئی روز میں اُتنے معاملات طے نہونگے۔ پس میرے اور آپ کے درمیان میں تیسرے شخص کی ضرورت نہیں ہے"

اسکندر کی عمر صرف ۳۰ سال کی تھی۔ اور وہ بے حد بلند نظر تھا۔ اور نپولین جیسے شاہنشاہ کا ایک مفتوح اور مغلوب بادشاہ سے ایسے الفاظ میں خطاب کرنا اسکندر کی بڑی مسرت اور دلجمعی کا باعث ہوا۔ کیونکہ نپولین ایسا بادشاہ تھا کہ چار دانگ عالم میں جس کی شہرت کا شور تھا۔ نپولین نے تجویز کیا کہ ٹلسٹ میں دونوں کا قیام ہونا چاہیئے اور یہ مقام جنگ کے اثر سے مستثنیٰ کر دیا جاوے اور اسکندر یہاں آکر صلح نامہ کی کارروائیاں کرتا رہے اور اسکندر نے اس تجویز کو بہ طیب خاطر منظور کر لیا یہ طے ہوگیا کہ اسکندر مع اپنے گارڈ کے ٹلسٹ میں ایک مقام پر مقیم ہوجائے۔ اور کسی دوسرے حصہ میں نپولین رہے۔ پس نپولین نے روس کے شاہنشاہ کے مدارات اور آرام و آسایش کے جملہ سامان مہیا کر دینے کا فوراً حکم دیدیا۔ اور آن کی آن میں اعلیٰ سے اعلیٰ فرش فروش اور سامان اسکندر کے قیام گاہ میں مہیا کر دیا گیا

دوسرے روز دونوں بادشاہ پھر کشتی پر ملاقی ہوئے اور پروشیا کا مصیبت زدہ بادشاہ بھی اسکندر کے ہمراہ آیا۔ لیکن فریڈرک ولیم ایک بھدا نا سمجھ اور موٹی عقل کا بادشاہ تھا۔ نہ تو وجاہت جسمانی ہی رکھتا تھا نہ اعلیٰ دماغی عطیات سے ممتاز تھا۔ بڑی ناانصافی سے اُس نے جنگ کو چھیڑا تھا اور اب اُس کی سلطنت نپولین کے قبضہ میں تھی۔ اُسے کچھ نہ مل سکتا تھا۔ ہاں نپولین محض اپنے رحم اور فیاضی سے جو کچھ اُسے دیدیتا وہی وہ پا سکتا تھا۔ اسکندر البتہ برابری سے صلح نامہ میں شریک ہوسکتا تھا۔ اسلئے کہ روس پر ہنوز نپولین نے یورش نہ کی تھی اور اسکندر کے

طاقت و اقتدار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ یہ ملاقات مختصر ہوئی یعنی صرف آدھ گھنٹہ میں ختم ہو گئی۔ اس سے پروشیا کے بادشاہ کو بے حد پریشانی ہوئی۔ اُس نے چند عذرات پیش کرنے کی کوشش کی کہ نپولین کے مقابلہ میں وہ آمادہ پیکار کیوں ہوا تھا لیکن نپولین تو بڑا عالی حوصلہ اور فیاض شاہنشاہ تھا اور اُس نے کسی قسم کی ملامت وغیرہ سے اُس کے مجروح دل پر نمک پاشی کو گوارا نہ کیا۔ اُس نے صرف اسی قدر کہا کہ پروشیا کے بادشاہ کا انگلستان کے ورغلانے پر آمادۂ جنگ ہو کر تمام یورپ کو مبتلائے مصیبت کرنا واقعی افسوس کی بات ضرور ہوئی۔ یہ بات طے پائی کہ پروشیا کا بادشاہ بھی ٹلسٹ میں آجائے اور اسکندر کے ساتھ مقیم ہو اور پھر دونوں فریق اپنی اپنی جانب رخصت ہو گئے۔

اور اُسی دن پانچ بجے شام کو اسکندر دریائے نیمن عبور کر کے ٹلسٹ میں مقیم ہونے کو چلا آیا۔ نپولین کنارہ تک اُس کے استقبال کو گیا۔ دونوں پرانے ملاقاتیوں کی طرح ارتباط سے ملے۔ نپولین نے نہایت محبت اور خوش اخلاقی کا اظہار کیا اور فرانسیسی فوج نے اسکندر کا بڑے اظہار مسرت سے خیر مقدم کیا فوجیں خوشی کے نعرے مار رہی تھیں اور توپخانوں سے سلامیوں کی شلک داغی جا رہی تھی اور اسی حالت سے اسکندر اپنے قیام گاہ کو پہونچایا گیا۔ نپولین اور اسکندر نے کھانا بھی ساتھ ساتھ کھایا۔ اسکندر کی بڑی عزت و احتشام کے ساتھ مدارات کی گئی اور یہ اُسی وقت طے ہو گیا کہ اسکندر اور نپولین ہمیشہ خاصہ ساتھ ساتھ تناول کیا کریں۔ اسکندر بڑا شائستہ اور خوش اطوار شاہنشاہ تھا اور پیرس کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے شرفا سے اُس کی تہذیب کم نہ تھی۔ نپولین کی عظمت اور دلفریبی سے اسکندر حیرت میں ہو گیا اور نپولین کا جو لوگوں کی ملکوں سے زیادہ آسانی کے ساتھ تسخیر کیا کرتا تھا فریفتہ ہو گیا۔

دونوں شاہنشاہ گھوڑوں پر سوار ہوکر دور تک روزمرہ سیر کو جایا کرتے اور دریائے نیمن کے کنارے سیر کرتے اور خوب باتیں ہوتیں - اب دونوں میں ایسی بے تکلفی ہوگئی کہ وہ صرف کھانا ہی ساتھ ساتھ نہ کھاتے تھے بلکہ ہر وقت ساتھ رہتے تھے اور صلحنامہ کی پیچیدہ شرائط پر جواب واقع ہونے والا تھا بحث کرتے - جب طرفین کے افسروں نے اپنے شاہنشاہوں کی باہمی محبت و الفت کو دیکھا تو انھوں نے بھی آپس میں رشتۂ محبت وارتباط کو مضبوط کیا اور ایک دوسرے کے دوست ہوگئے روز کھیل تماشے ہونے لگے اور دونوں لشکرگاہوں میں بڑا اچھا میل ہوگیا جب دونوں شاہنشاہ سوار ہوکر سیر کو نکلتے تو فوجیں بڑی خوشی سے مسرت کے نعرے مارتیں - اور اسکندر زندہ باد اور نپولین زندہ باد کے نعروں سے ہوا گونج لگتی - نپولین نے اسکندر سے کہا "میرے سپاہی ایسے بہادر ہیں کہ اب ان سے زیادہ بہادر ہونا محال ہے - لیکن جب اپنی صفوں میں ہوتے ہیں تو اگر مگر کرتے ہیں - اگر روسیوں کی طرح مضبوط اور تربیت پذیر ہوتے تو ہفت اقلیم ان کی چھوٹی سی بازی گاہ تھی"

ایک دفعہ صبح کو نپولین اور اسکندر ساتھ ساتھ گھوڑوں پر چڑھے چلے جارہے تھے وہ ایک فرانسیسی سنتری کے قریب سے ہوکر نکلے - سنتری نے سلامی دی - اس سنتری کے چہرہ پر نہایت بڑا اور بد نما تلوار کے زخم کا ایک نشان تھا - نپولین نے ایک لمحہ اس کے چہرہ کو بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر اسکندر سے کہا - "برادرمن - کہیئے اس سپاہی کو آپ نے دیکھا - جو سپاہی ایسے مہیب زخم کھائیں اور بچ جائیں کیسے جری ہوسکتے ہیں پس اب بتلایئے کہ ایسے سورما سپاہیوں کی طرف سے آپ کی کیا رائے ہے"

اسکندر نے زخم کے نشان کو بغور دیکھا اور جواب دیا "یہ سب سچ ہے کہ

ایسے زخم کھا کر اس طرح بچ جانے والے سپاہی ضرور بہادر ہیں لیکن میرے روسی سپاہی ان سے بھی بڑھ کر بہادر ہیں کہ ایسے کاری ہاتھ مارتے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی اُن کے بارہ میں کیا رائے ہے؟"

سکندر کا یہ کہنا تھا جس کا جواب نپولین کے پاس شاید کچھ نہ تھا کہ یہ فرانسیسی تیور بدل کر کچھ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا اور اتنا کہنا تو اُس کا صاف سمجھ میں آیا "جہاں پناہ۔ اطمینان رکھیں ایسے روسی سپاہی جن پر حضور کو ناز ہے۔ اب کدھر ہیں۔ ہماری تلواروں کے گھاٹ سب اُتر گئے۔ ہم نے ایک کو باقی نہیں رکھا"

اس برجستہ جواب پر اسکندر پہلے تو ذرا اسٹ پٹایا۔ لیکن پھر نپولین کی طرف مخاطب ہو کر بڑی بے تکلفی سے کہنے لگا "لیجئے دوسرے مقامات کی طرح یہاں پر بھی جیت آپ ہی کی رہی"

نپولین نے ہنس کر کہا "اس موقع پر کیا اور دوسرے موقعوں پر کیا۔ فتوحات کے متعلق واقعی میں اپنے سپاہیوں کا ہی زیر بار احسان ہوں"

اکثر یہ دونوں بادشاہ دنیا کا نقشہ سامنے پھیلا کر گھنٹوں مشورہ میں مصروف رہتے تھے نپولین اسکندر کے سامنے نئی نئی تجویزیں پیش کرتا تھا اور اسکندر روز بروز اُس پر فریفتہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ نپولین کا بڑا مدعا یہ تھا کہ اسکندر انگریزوں سے علیحدہ ہو جائے اور فرانس کا حامی بن جائے۔

ایک دن نپولین کہنے لگا "معلوم نہیں آخر انگلستان کے کیا مقاصد ہیں اور وہ چاہتا کیا ہے اُس کی خواہش یہ ہے کہ سمندروں پر حکومت کرے لیکن سمندر تو سب اقوام کی ملکیت ہیں۔ انگلستان چاہتا ہے کہ اُن اقوام پر ظلم کرے جو تمامی قصوں سے علیحدہ ہیں اور کسی کی جانب دار نہیں۔ انگلستان چاہتا ہے کہ تمامی تجارت کا اجارہ کر لے اور دوسری قوموں سے زبردستی اپنی نوآبادیوں

کی پیداوار کی منہ مانگی قیمت لے - اور یورپ میں جہاں جی چاہے اپنے قدم جماوے یعنی پرتگال میں - ڈنمارک میں - سوئیڈن میں - اور کرۂ ارض کے نامی نامی اور کارآمد سے کارآمد مقاموں پر جیسے راس امید جبل الطارق اور مالٹا ہے اپنا قبضہ کرلے اسی طرح بحیرہ بالٹک کے دہانہ پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ تمام تجارتی دنیا کو اپنے قوانین کی پابندی پر مجبور کردے - اور اب اور لیجئے مصر کی فتح کا قصد ہے - اور ابھی حال میں جیسا اُس نے ارادہ کیا تھا اگر درۂ دانیال پر اُس کا قبضہ ہو گیا ہوتا تو معلوم نہیں وہ کیا کر گذرتا؟"

" مجھ پر تو یہ الزام عائد کئے جاتے ہیں کہ جنگ کا دلدادہ ہوں - لیکن کیا یہ الزام صحیح ہیں - ہرگز نہیں - میں ابھی ثابت کردینے کو تیار ہوں - اور انگلستان کے اور میرے درمیان جائیے آپ خود ثالث ہوجائیے - اور آپ واقعی سب سے زیادہ موزوں ثالث ہوسکتے ہیں - اس لئے کہ اس سے قبل انگلستان کے شریک رہ چکے ہیں اور آیندہ فرانس کے شریک ہونے والے - لیجئے اب میں مالٹا بھی دیئے دیتا ہوں لیکن اس کے معاوضہ میں برطانیہ اعظم کو اس پر راضی ہوجانا پڑے گا کہ امنیس کے صلح نامہ کی شکست سے آجتک جو کچھ میں نے فتح کیا ہے فرانس کے قبضہ میں رہے اور انگلستان مالٹا پر شوق سے اپنا قبضہ رکھے - مگر انگلستان کو وہ نوآبادیاں جو اُس نے میرے رفقا یعنی اسپین اور ہالینڈ سے چھین لی ہیں واپس کردینا ہونگی اور پھر میں انگلستان کو ہینوور Hanover بھی واپس کردونگا - اب فرمائیے یہ شرائط قرین انصاف ہیں یا نہیں - ؟ یا ان کے علاوہ کوئی اور دوسری شرائط ایسی ہوسکتی ہیں جن کو میں منظور کرلوں - کیا میں اپنے رفقا کا ساتھ چھوڑ سکتا ہوں - ؟ اور دیکھئے جب میں اپنی یورپ کی تمامی فتوحات سے دست برداری کرتا ہوں اور اُن کے معاوضہ میں اپنے رفقا کے اُن مقبوضات کو واپس

طلب کرتا ہوں جو انگلستان نے چھین لئے ہیں تو کیا کوئی انصاف والا مجھکو غیر منصف پا زبردستی کرنیوالا کہہ سکتا ہے؟"

"اگر انگلستان ان شرائط کو نہ مانے تو اُسے ماننے پر مجبور کیا جائے - یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بسبب ضد کے وہ تمام دنیا کو ہمیشہ مصیبت میں ڈالتا ہے - ہمارے پاس انگلستان کو صلح کر لینے پر مجبور کر دینے کے ذرائع موجود ہیں - یعنی اگر ان منصفانہ شرائط کو انگلستان نہ مانے تو آپ فوراً اعلان کر دیں کہ آپ فرانس کی شریک ہیں اور عام طور سے مشتہر کر دیجئے کہ بحری امن و چین قایم کرنے کی غرض سے آپ سے اپنی افواج فرانسیسی افواج سے متحد کر دیں - اور انگلستان کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کے علاوہ اسکو تمامی براعظم یورپ سے جنگ کرنا ہوگی یعنی روس سے پروشیا سے - ڈنمارک سے سویڈن سے پرتگال سے اور جب ہم اس عزم کا اعلان کر دینگے تو متذکرہ بالا طاقتیں خواہ مخواہ ہماری شریک ہو جائینگی - آسٹریا بھی ہماری طرف ہو جائیگا - یعنی جب اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ اب تو اسے ہم سے جنگ کرنا ہوگی یا انگلستان سے - اور جب انگلستان پر اس طرح چہار طرف سے داب پڑیگی - اور پھر بھی وہ قرین انصاف صلح سے انکار ہی کرتا رہیگا تو ممکن نہیں کہ اُس کو ہتھیار رکھ دینا پڑیں"

"میری جانب سے انگلستان کے ساتھ آپ ثالثی کریں اور آپ کی طرف سے میں سلطان ٹرکی کے ساتھ ثالثی کرونگا اور اگر سلطان ٹرکی نے آپ کے ساتھ قرین انصاف شرائط پر عہد نامہ کرنے سے انکار کیا تو ترکوں کے مقابلہ میں میں آپکا شریک ہو جاؤنگا اور آپ اور میں سلطنت عثمانیہ کو ملکر باہم تقسیم کر لینگے"

ایسے ایسے خیالات سنکر اسکندر کا وہ حال ہوا کہ جوش مسرت سے خیر حال ہو گیا - اور وہ نپولین کی رائے کے موافق کارروائی کرنے پر آمادہ ہو گیا -

پنولین کی برتری اور دماغی فضیلت نے اسکندر کو بالکل اپنے قابو میں کرلیا تھا۔ پنولین کی تعریف اسکندر کی زبان سے آٹھ پہر سُنی جاتی تھی۔ اور ہر شخص سے جو اسکندر سے ملتا تھا وہ بے اختیار کہتا تھا پنولین کی کیا تعریف بیان کروں ۔عقل مجسم ہے دماغ ایسا پایا ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے بشر کو عطا ہوا ہو۔ سبحان اللہ کیسا باتدبیر جری سپہ سالار ہے ۔خیالات کی وسعت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بڑا بھاری مدبّر ہے ۔کاش میری پہلے سے اُس سے ملاقات ہوتی تو میں ایسی فاش غلطیاں کیوں کرتا۔ اور دیکھو ہم دونوں ملک کیسے بڑے بڑے کام انجام دے چکے ہوتے۔"

پروشیا کا بادشاہ بیچارہ البتہ بڑے تردد کی حالت میں تھا۔ نہ اُس کے پاس اب ملک ہی باقی تھا نہ فوج ہی رہی تھی۔ بلکہ اب وہ پنولین کی عالی حوصلگی کا منتظر تھا جو کچھ پنولین دیدیتا وہی وہ پاسکتا تھا۔ نہ اُس کا کوئی رفیق تھا نہ اُس کو کوئی امید ہی باقی تھی۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اپنے ساتھی تاجداروں کے راستہ میں وہ ایک بار سا معلوم ہورہا تھا۔ لیکن صد آفرین ہے پنولین کی شرافت اور فیاضی پر کہ اُس نے پروشیا کے بادشاہ کے ساتھ بڑی عزت اور خاطر و مدارات کا برتاؤ کیا۔ پنولین نے ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں کہا:۔

"ٹلسٹ میں ۔میں اور اسکندر اور پروشیا کا بادشاہ قریباً روزہی سیر کو گھوڑوں پر جایا کرتے تھے ۔میں بیچ میں ہوتا تھا۔ فریڈرک ولیم ہمارے برابر نہ چلتا تھا اور یہ خیال کرکے کہ ہم دونوں کی باتوں میں وہ مخل ہوتا ہے وہ قصداً پیچھے ہوجاتا تھا۔ مگر بعض وقت اسکندر اس کی وجہ سے بہت دق ہوتا تھا اور ہماری شگفتگی میں فرق آجاتا تھا۔ اکثر اس بہانہ سے کہ ہم کو مکان پر ضروری کام ہے ہم کھانے کے جلسہ کو جلد ختم کردیتے تھے اور فریڈرک کے چلے جانے کے بعد چاے نوشی کے بہانہ سے میں اور اسکندر آدھی آدھی رات تک بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔"

ان دونوں جبکہ نپولین اور اسکندر میں یہ طولانی مشورے ہوا کرتے تھے سلطنت ٹرکی کا اکثر ذکر چھڑتا تھا۔ یہ اسلامی سلطنت پاش پاش ہو رہی تھی۔ اسکندر کی بڑی تمنا تھی کہ ترکوں کو یورپ سے نکال دے اور قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے لیکن نپولین اس تجویز کا قطعی مخالف تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ زار روس کو اتنی طاقت دیدینا سخت ہی نقصان دہ بات تھی۔ اس بات پر تو نپولین راضی تھا کہ اسکندر دریائے ڈینیوب کے صوبجات پر قبضہ کر لے۔ لیکن یہ بات وہ ہرگز روا نہ رکھ سکتا تھا کہ اسکندر سلسلہ کوہ بلقان کو پار کر کے قسطنطنیہ جیسے متکبر اور مغرور شہر پر قابض ہو جائے۔

ایک دن دونوں سیر سے واپس آکر دفتر کے کمرہ میں بند ہو گئے۔ یہاں بہت سے نقشہ پھیلے ہوئے تھے۔ نپولین نے اپنے سکرٹری مانشیور مینی ویل سے کہا۔ کہ "ٹرکی کا نقشہ لے آؤ"۔ جب نقشہ سامنے آگیا تو وہ قسطنطنیہ پر انگلی رکھکر کہنے لگا۔ قسطنطنیہ! آہ۔ قسطنطنیہ۔ یہ تو تمام جہان کی سلطنت کا مول رکھتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ اسکندر کو میں اس پر قبضہ نہ کرنے دونگا۔ چاہے دنیا کیوں نہ ٹل جائے۔

نپولین نے قسطنطنیہ اور سلطنت ٹرکی کے متعلق سینٹ ہلینا میں کہا "اسکندر کو بس اب یہی خیال ہے کہ کسی طرح سلطنت ٹرکی پر قبضہ کر لے۔ اس کے بارہ میں مجھ سے اور اُس سے بڑی بڑی بحثیں رہیں۔ پہلے تو مجھے بھی اس خیال سے مسرت ہوئی کہ چلو اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ یہ وحشی ترک یورپ سے نکال دئے جائیں لیکن جب میں نے اس کے نتیجوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس سے روس کی طاقت بے انتہا بڑھ جائیگی۔ اور یونانی روس کے فوراً شریک ہو جائینگے بس یہ خیال آنا تھا کہ میں نے قطعی انکار کر دیا۔ خاصکر اس وجہ سے کہ اسکندر قسطنطنیہ مانگتا تھا اور قسطنطنیہ میں اُس کو کسی حال میں دے نہ سکتا تھا۔ کیونکہ یوروپ کی طاقتوں کے موازنہ میں اس سے فرق آیا جاتا تھا۔"

تلسٹ میں نپولین نے اسکندر سے کہا کہ "ایک قدرتی اتفاق ایسا واقع ہو گیا ہے کہ میں سلطان ٹرکی کے متعلق آزادی سے کارروائی کروں۔ ابھی سلیم قتل کیا گیا اور دوست سلطان سلیم قید کر دیا گیا اور تخت سے اتار دیا گیا ہے مجھے خیال تھا کہ ترکوں کی حالت سمجھائی جائے اور ان کے عزم و ہمت اُن کو واپس کرائے جائیں اور اُن کو تعلیم دی جائے کہ اپنے فطرتی استقلال اور بہادری سے وہ کس طرح کام لیں۔ لیکن یہ سب خام خیالی تھی اور اب وہ وقت آن پہونچا کہ ایسی سلطنت کا جو اپنے تئیں قایم نہیں رکھ سکتی خاتمہ کر دیا جائے اور اُس کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ انگلستان کی طاقت بڑھانے کا ذریعہ بنے"۔

پروشیا کے بادشاہ کی ملکہ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ تلسٹ اس مدعا سے آئی تھی کہ اپنے بے نظیر حسن صورت اور دلفریبیوں کی وجہ سے نپولین کو زیادہ مفید شرائط پر صلح نامہ کرنے پر مائل کرے۔ اپنے زمانہ کی عورتوں میں یہ ملکہ ایسی حسین واقع ہوئی تھی کہ اس ۳۲ برس کے سن میں اپنے حسن و جمال سے اُس نے یورپ کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

نپولین نے کہا "کوئی کلام نہیں ہے کہ پروشیا کی ملکہ بڑی لایق۔ باخبر۔ اور معاملات ملکی سے پوری آگاہ تھی اور پندرہ برس اُسی نے واقعی سلطنت رانی کی۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ باوجود میری تقریر اور کوشش کے گفتگو میں ہی غالب پڑتی تھی اور جب اُس کا جی چاہتا تھا گفتگو کو اپنے معاملات کے مطلب پلٹ دیتی تھی اور جب جی چاہتا تھا تقریر کو پھیر دیتی تھی۔ اور باوجود ایسی لیاقت کے اور معاملات کو ہر پہلو پر نظر دیتے کے یہ موقع کسی کو نہ دیتی تھی کہ وہ ناراض ہو جائے یا برا مان جائے۔

مگر اگر بڑے ملکہ ہمارے جلسہ میں ذرا پہلے آجاتی تو ہمارے صلح نامہ کی تجویز دلیر پر

بڑا اثر پڑ جاتا۔ لیکن خوش نصیبی کی یہ بات ہوئی کہ وہ ایسے وقت پہ آئی کہ جب معاملات
طے ہو چکے تھے۔ اس کے آتے ہی میں اس کی ملاقات کو گیا۔ وہ بڑی حسین تھی لیکن
پہلے شباب کی بہار سے وہ ذرا آگے ہی ہوئی تھی لیکن بایں ہمہ ظاہر ہے کہ حسین
عورتوں اور عشق بازی کی سلطنت کے معاملہ میں پیش نہیں جاتی۔"

نپولین نے جوزفین کو ایک خط میں لکھا تھا "پروشیا کی ملکہ واقعی بڑی دلفریب
عورت ہے اور مجھ سے خوب عشوہ و ناز سے پیش آتی ہے۔ لیکن اس سے تم کہیں
ڈاہ نہ کرنے لگنا۔ میں وہ پتھر نہیں ہوں جس میں جونک لگ سکے۔ میرے ساتھ
ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے لیکن بے نتیجہ۔ کیونکہ اگر میں چاہت میں پھنس گیا تو خوب
جانتا ہوں کہ کہیں کا نہ رہونگا۔"

اس بدقسمت ملکہ نے جب یہ دیکھا کہ اس کی کوشش کا کچھ نتیجہ نہ ہوا اور سب
معاملات طے ہو گئے تو بڑی کھسیانی ہوئی اور جب آخری دعوت ختم ہونے پر نپولین
اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسے زینہ سے نیچے لایا تو اس نے نگاہ حسرت سے نپولین
کے چہرہ کی طرف دیکھکر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا اور بولی:-

"چونکہ محض خوش قسمتی سے میں آپ جیسے مشہور آفاق شاہنشاہ اور سپہ سالار
کے اتنے قریب آپہونچی ہوں پس آپ مجھے یہ یقین دلانے کا موقع دیکر تسلی بخشیں کہ
میرا آپ سے رشتۂ الفت ہمیشہ کے لئے مضبوط ہو گیا۔"

نپولین نے جواب دیا "اے میڈم مجھے نہایت سخت افسوس ہے کہ ایسا
نہیں ہو سکتا۔ اور اس کو میں اپنی بدقسمتی طالع سے منسوب کرتا ہوں"

جب ملکہ اپنی گاڑی کے پاس پہونچی تو اس میں گر کر اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا
اور زار و قطار روتی سسکیاں بھرتی رخصت ہوئی۔ اور در اصل اس ملکہ کو ایسا
جانکاہ صدمہ پہونچا کہ چند ہی روز میں وہ آغوش لحد میں جا سوئی۔ یہ ہی وہ [illegible]

جس نے پروشیا کی فوج کو ابھار کر آمادہ پیکار کیا تھا اور یہ ایسی ملکہ تھی کہ اس کی ارفع ہمت سے یہ دیکھنا گوارا نہوا کہ اُس کے ملک اور گھر پر بربادی چھائے۔ اور جب یہ بربادی آئی تو اُسی وقت وہ بھی چل بسی۔

اس موقع پر جو صلحنامہ ہوا اُس کو تاریخ میں ٹلسٹ کا صلح نامہ کہتے ہیں۔ پروشیا کے بادشاہ کو اُس کی سلطنت کا آدھا حصہ واپس دیا گیا۔ اور اس سے قبل پولینڈ کا جو حصہ بانٹ ہو چکا تھا اُس قدر حصہ کو علیحدہ کر کے پولینڈ سے پھر ملحق کیا گیا اور اُس کا نام "وارسا کی ریاست" رکھا گیا اور سیکسنی کے بادشاہ کی زیر حفاظت کر دیا گیا۔ نپولین نے سب ماتحتوں کو جو خدمتگاروں کی طرح ذلت سی کام کرتے تھے رہا کر دیا اور غلامی کا رواج قطعی میٹ دیا اور معاملات مذہبی میں سب کو اجازت دیدی کہ اُن کی قوت ایمانیہ جس طریقہ مذہب کو قبول کرے اُسی پر چلیں اور یہودیوں کو جبر و ظلم سے جو اُن پر ہمیشہ ہوتے رہتے تھے خلاصی بخشی جب اس صوبہ کی رعایا نے دیکھا کہ پروشیا کے جور و ستم سے اُن کو نجات ہوگئی تو گھر گھر جشن ہونے لگے اور اظہار مسرت کا کوئی اندازہ نہ رہا۔ اب وہ ایک معنی کر آزادانہ زندگی بسر کرنے لگے۔

نپولین کی بڑی خواہش تھی کہ پولینڈ کی فرمانروائی بدستور قایم کر دی جائے لیکن افسوس اسکندر اس تجویز پر کسی طرح راضی نہوا۔ پروشیا کے اُس صوبہ کا نام جو دریائے ایلب کے بائیں کنارہ پر واقع تھا ویسٹ فیلیا رکھا گیا اور اُس کی حکومت جیروم بوناپارٹ کو تفویض ہوئی۔ اور اُس کی بارہ کروڑ فرانک کی آمدنی محاصل کو گھٹا کر سات کروڑ فرانک کر دیا گیا۔ رین کے جتھہ کو اسکندر نے تسلیم کر لیا۔ اور ہالینڈ، نیپلس۔ اور ویسٹ فیلیا کے بادشاہوں کو جائز بادشاہ مان لیا۔ اسکندر نے انگلستان کے معاملہ میں ثالثی کو بھی منظور کر لیا۔ اور اس کے

معاوضہ میں نپولین نے سلطان ٹرکی کے متعلق پنچایت کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ تاکہ دنیا سے شعلۂ جنگ دفع ہو اور عام صلح ہو جائے۔ اسکندر اور نپولین نے باہمی اتحاد کر لیا۔ اور جارحانہ اور مدافعانہ کارروائیوں میں ایک دوسرے کے شریک ہو گئے۔ اس مشہور عہدنامہ کی ضروری شرطیں یہی تھیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ نپولین نے اپنی حالت کو مستحکم کر لیا۔ اور اب شمالی سلطنتوں سے کوئی سلطنت اُس پر حملہ آور نہیں ہو سکتی تھی۔

بعض مورخ نپولین پر الزام دھرتے ہیں کہ بڑا بوداحمق تھا اسلئے کہ جب پروشیا کا بادشاہ اُس کے پورے اختیار میں آچکا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ ایسے دشمن بادشاہ کو نپولین نے توی رکھا۔ اور دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ نپولین بڑا مغرور اور پرہوس تھا کہ پروشیا کی سلطنت کا ایک بڑا حصہ اُس نے نکال لیا۔ لیکن بے طرفدار مورخ تو یہی کہے گا کہ اُن حالات کو دیکھتے ہوئے جو اس وقت موجود تھے نپولین نے جو کچھ کیا اُس سے اُس کی صرف بڑی دانشمندی ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا سخی اور عالی حوصلہ شاہنشاہ تھا۔ اور اُس نے بڑے اعتدال کے ساتھ کارروائی کی۔ جسقدر اُس کے ساتھ زیادتیاں کی گئی تھیں اُن کا بدلہ اُس نے ہرگز نہیں لیا۔ اُس نے آیندہ کے حملوں سے فرانس کو بچانے کی کوشش کی۔

اس عہدنامہ کے ہوتے ہی جس میں نپولین نے فرانس کو بڑھانے کا خیال ومیلان ظاہر نہیں کیا تاکہ اُس کے مخالف سے مخالف تاریخ نگاروں کو حیرت ہوتی۔ اُس نے سیویرے کو بلایا اور کہا " لو صلح ہو گئی۔ مجھ سے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے غلطی کی ہے اور مجھے دھوکا دیا جائیگا۔ یہ سب کچھ سہی۔ لیکن ہم بہت جنگ کر چکے تھے اور اب ضرور اس بات کی حاجت تھی کہ ہم ذرا سستائیں۔ اب میری یہ خواہش ہے

باوجودیکہ انگلستان کی سمندروں پر حکومت تھی پھر بھی نپولین نے اپنے تئیں ایسے بلند مرتبہ پر پہونچادیا تھا کہ خواہ مخواہ حسد پیدا ہوتا تھا۔ انگلستان کی متکبرانہ کارروائیوں نے اس کی گورنمنٹ کو نہایت نفرت کے قابل بنا دیا تھا۔ ہیزلٹ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"فرانسیسی گورنمنٹ کا انگلستان کی یہ شکایت کرنا کہ وہ دست دراز ہے گستاخ ہے اور لوٹ مار مچا رکھی ہے کیونکہ بحری اعتبار سے وہ بہت طاقتور ہے تو یہ شکایت ایسی حق بجانب ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اور بات حق بجانب نہیں ہے۔ یورپ اب اس بات پر متفق تھا کہ دوسری اقوام کے حقوق کو تسلیم کرنے پر انگلستان کو مجبور کر دے اور انگلستان جنگ کرنے سے روک دیا جائے۔ لیکن انگلستان تو ایسی محفوظ جگہ یعنی سمندر میں واقع ہوا ہے کہ وہاں تک کسی کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ پس اس نے اپنے جنگی جہازوں کو جمع کر کے متحدہ دنیا کے مقابلہ کا عزم کیا۔"

جب نپولین فرانس واپس آرہا تھا اور سیکسنی کے دارالحکومتہ ڈریسڈن میں پہنچا تو اس نے جوزیفائن کو خط لکھا:-

"کل شام میں ڈریسڈن پہنچا۔ اس وقت پانچ بجے تھے۔ میں بخیریت ہوں لیکن سو گھنٹے سے میں گاڑی میں سوار تھا اور اس سے ذرا بھی مدد نہوا تھا۔ سیکسنی کا بادشاہ میرے ساتھ ہے۔ مجھے وہ بہت پسند ہے اور میرے اور تمہارے درمیان جو فاصلہ تھا وہ آدھا ختم ہو چکا ہے۔ اور تم دیکھو گی کہ ان خوبصورت راتوں میں سے ایک رات کو پُرشک شوہر کی طرح میں سینٹ کلاؤڈ میں گھس پڑونگا۔ دیکھو میں تم کو پہلے سے خبر کئے دیتا ہوں۔ تمہارے دیدار سے مجھے جیسی مسرت ہوگی میرا ہی جی جانتا ہے۔

مشتاق دیدار نپولین

۲۷- جولائی کو انویلڈس سے توپوں کی سلامیاں گرجنے لگیں اور پیرس کی مشتاق جمہور کو معلوم ہوگیا کہ اُن کا شاہنشاہ آپہونچا- نپولین کی عادت تھی کہ تھکائی کو مانتا تھا اور نہ ایسے موقعوں پر نمود و نمایش ہی کو پسند کرتا تھا- پس رات میں سفر کرکے وہ علی الصباح پیرس میں داخل ہوا اور اپنے آنے کی کوئی سرکاری طور سے اطلاع بھی نہ کی- برقی سُرعت سے اُس کے آنے کی خبر پیرس میں پھیل گئی- کچھ ایسی بے اختیار خوشی سے تمامی جمہور کے دل بھر گئے کہ جس کی انتہا نہیں اور سڑکوں پر ازدحام ہو گئے- نپولین نے فرانس کو طوائف الملوکی اور محتاجی کے قعر سے نکال کر خوشحالی اور شہرت کے بلند آسمان پر پہونچا دیا تھا- بوربون فریق اور جمہوری حکومت کے طرفدار دونوں اِس بات کو مانتے تھے جب شام ہوئی تو دیکھا جارہا تھا کہ پیرس کے تمامی مکانوں کی کھڑکیاں روشن تھیں لیکن ان خوشیوں کو دیکھنے کے لیے نپولین پیرس میں کچھ بھی نہ ٹھیرا- اور فوراً ہی سینٹ کلاوڈ کو روانہ ہوگیا اور وہاں اپنے سامنے وزراء کو جمع کرکے معاً کام شروع کر دیا- اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ذراسی تفریح کرکے گویا وہ ابھی واپس آیا ہے-

گورنمنٹ کی ساکھ سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کی ذات پر جمہور کو قطعی بھروسہ تھا اور اُس کی گورنمنٹ نہایت مستقل خیال کی جارہی تھی- اور جب وہ کانسل ہوا تو پانچ فیصدی گورنمنٹ اسٹاک پالسو پر صرف ساڑھ فرانک قیمت رکھتا تھا لیکن جب وہ فریڈلینڈ سے واپس آیا تو وہی اسٹاک قیمت میں بڑھکر پانسو پر چار سو سینتیس فرانک ہوگیا تھا اور اس وقت معقول ضمانت پر چھ سات فیصدی سود حاصل ہو سکتا تھا-

مذکورہ بالا مہم پر جانے سے قبل نپولین نے جس کو طوعاً و کرہاً اس مہم پر جانا پڑا تھا اپنے وزراء کو بلایا اور اُن سے کہا:-

" اس جنگ کے متعلق میں بے گناہ ہوں۔ میری طرف سے جنگ چھیڑنے کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں نے حساب کتاب بھی نہیں کیا ہے۔ اگر میں نے خود یہ جنگ چھیڑی ہو تو مجھے شکست ہو جائے۔ و لیکن ابھی سے کہے دیتا ہوں کہ میرے دشمن برباد ہو جائینگے اسلئے کہ مجھے نظر آرہا ہے کہ خدا کا ہاتھ درمیان میں ہے۔ اور خدا چاہتا ہے کہ مجرموں کو سزا ملے پس اُس نے دشمنوں سے عقل چھین لی ہے اور اسی لئے جب حماقت سے انھوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا عزم کیا تو ایسے وقت کو منتخب کیا کہ اُس وقت میں نہایت ہی قوی تھا اور ایسا زبردست تھا کہ ایسا کبھی نہ تھا "

جینا کی جنگ سے بھی قبل جبکہ نپولین کو یقین ہو گیا تھا کہ اُس کی ضرور فتح ہو گی تو اُس نے پروشیا کے بادشاہ کو حسب ذیل مراسلہ لکھا تھا :۔

" میری فتح میں کوئی کلام نہیں ہے۔ تمھاری افواج کو ضرور شکست ہو گی۔ لیکن میرے سپاہیوں کی جان کا بھی نقصان ہو گا اور یہ سپاہی میرے بچوں کی طرح مجھے عزیز ہیں۔ اگر کسی طرح یہ خونریزی نہ ہو اور میری آبرو پر بھی حرف نہ آئے تو میں سب کچھ منظور کرنے کو تیار ہوں۔ جہاں تک میرا اختیار ہے۔ اپنی آبرو کے بعد جو چیز سب سے زیادہ مجھے پیاری ہے وہ میرے سپاہیوں کی جان ہے "

جب آسٹریا کو جینا اور اسٹرلٹز میں بڑی زبردست ہزیمتیں ہو چکیں تو نپولین نے ایک سرکاری مراسلہ کے آخر میں لکھا تھا " ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو یہ پہلے سے منظور تھا کہ وہ لوگ جنھوں نے اس جنگ کو برپا کیا تھا پہلی ہی ضربوں کے سامنے فنا ہو جائیں "

اس وقت نپولین ایسی مسلسل فتوحات کے بعد پیرس کو واپس آیا تھا کہ تاریخ میں جن کی نظیر نہیں۔ جیسا مذکور ہو چکا ہے۔ وہ فوراً سینٹ کلاوڈ کو گیا اور وزراء

کو جمع کیا۔ جیسا وہ اس وقت خوش حال تھا ایسا کبھی نہ تھا۔ اس کے بشرہ سے خوشی ٹپکی پڑتی تھی۔

اس نے کہا: "یہ تو یقین ہے کہ یورپ میں بڑی صلح ہو گئی۔ رہی بحری صلح تو تمامی بادشاہ ملکر اس کو جبریہ حاصل کر لینگے۔ آؤ اب اپنی عظمت سے فائدہ اٹھائیں اور تجارت کی طرف توجہ کریں۔ اور اب میں سپہ سالاری کا پیشہ اچھی طرح کر چکا۔ اور اب میں تمھارے ساتھ وزیر اعظم کی طرح کام کرونگا اور فوجی انتظاموں کے بجائے اب ملک کی اندرونی فلاح کی تدبیریں کرونگا۔" پھر اس کے بعد شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم معہ جملہ ارکین کے نوٹری ڈیم کی گرجا کو گئے اور اماںسٹ کے صلح نامہ کی خوشی اور شکر گذاری میں خدا کی حمد کے راگ گلائے گئے۔

لوئی بوناپارٹ کے نام خطوط - جیروم بوناپارٹ - ٹریبونیٹ Tribunate کی موقوفی - نپولین کا کونسل میں حال - مقتول افسروں اور سپاہیوں کے بچے - دور اندیشی سے بھری ہوئی حکمت عملی - وزیر داخلہ کی رپورٹ -

---

نپولین نے جسمانی آرام اور اظہار مسرت کے متعلق دھوم دھام یا جشن میں ایک دن بھی ضائع نہ کیا بلکہ اپنے جانے مانے عزم و ثبات سے فرانس کی ترقی اور سرسبزی کی تجویزوں میں مصروف ہوگیا - نہایت احتیاط سے سفیروں کا انتخاب کیا گیا اور وہ یورپ کے بادشاہوں کے درباروں کو روانہ کئے گئے اور اُن کو مفصل طور سے اس بات کی ہدایت کردی گئی کہ جہاں تک ہوسکے ان بادشاہوں سے جملہ امور میں اتفاق کرکے وہ یہی تجویز کریں کہ انگلستان سے صلح ہوجائے - کیونکہ جیسا روس کے بادشاہ نے تجویز کیا تھا کہ انگلستان سے صلح کا پیغام کیا جائیگا - اور ہنوز یہ ممکن تھا کہ انگلستان ایسے پیغام کو نہ سنے اور صلح نہ کرے - اس جنگ میں یہ ممکن تھا کہ کوئی طاقت شرکت سے اپنے تئیں علیحدہ رکھ سکتی - وہ بادشاہ

جو انگلستان کے جہازوں کو اپنے بندروں میں آنے کی اب تک اجازت دے رہے تھے ضرور تھا کہ نہایت کافی طور سے وہ انگلستان کو مدد دے رہے تھے۔ اس کے خلاف جن بادشاہوں نے انگلستان کے جہازوں کا اپنے بندروں میں آنا اور مال اُتارنا موقوف کردیا تھا وہ یوروپ کے اُن متفقہ بادشاہوں کے شریک تھے جو انگلستان کو صلح پر مجبور کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ یہ متحدہ بادشاہ وہی تھے جو کل تک نپولین کے مقابلہ میں شمشیر بکف تھے۔ اور لیجیے آج وہ دن ہے کہ نپولین نے اپنے عزم و ثبات اور خوش تدبیری سے ان سب کو انگلستان کا مخالف کردیا ہے۔ اُن لوگوں کے حقوق کو دونوں فریقوں نے نظر انداز کردیا جو ان فریقوں میں سے کسی فریق کے شریک ہونا چاہتے تھے سب سے پہلے انگلستان نے ان لوگوں کی خبر لی۔ یعنی ان کی تجارت کو کیا فرانس اور کیا فرانس کے رفقاء کے ممالک سے قطعی بند کردینے کا حکم دیا۔ نپولین نے بھی سختی کا سختی سے مقابلہ کیا اور حکم دے دیا کہ انگلستانی مال قطعی نہ خرید کیا جائے۔ ہالینڈ کو سب جانتے ہیں کہ قطعی تجارتی ملک ہے۔ لوئی بوناپارٹ نہایت نیک مزاج اور صلح پسند طبیعت کا فرماں روا تھا اور اُسے صرف اپنی رعایا کی بہبودی کی فکر تھی اور اُن جھگڑوں سے جو یورپ میں ہو رہے تھے اُسے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ وہ اُن قواعد ہی کے اجرا پر مائل تھا جو یوروپ میں جاری ہو رہے تھے۔ پس اُس کے تمامی ملک میں خفیہ طور سے بلا ادائے محصول بہت سا ممنوع مال داخل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس پر نپولین نے ایک خط کے ذریعہ حسب ذیل تنبیہ کی:-

فرماں رواؤں کو لازم ہے کہ اپنے طرز عمل میں صرف موجودہ وقت کا ہی لحاظ نہ رکھیں بلکہ آیندہ کی بھی فکر کریں۔ ایک جانب تو انگلستان ہے جس نے اپنی کوشش سے

صفحہ ۲۷۰

وہ اقتدار حاصل کیا ہے کہ تمام دنیا پر دباؤ ڈال رہا ہے اور دوسری طرف فرانس اور یوروپ کے دوسرے فرماں روا ہیں جنھوں نے اتحاد کے ذریعہ سے استحکام حاصل کیا ہے اور اب وہ انگلستان کی برتری کو گوارا نہیں کر سکتے۔ ان فرماں رواؤں کی بھی تجارت اور نو آبادیاں ہیں اور ساحل کے اعتبار سے انگلستان کے مقابلہ میں یوروپ کا زیادہ ساحل ان فرماں رواؤں کے قبضہ میں ہے۔ لیکن ان میں اتحاد نہ تھا اور انگلستان نے ان پر جدا جدا حملے کئے اور انگلستان کو ہر ایک سمندر میں فتح ہوئی اور اُس نے تمامی بحری افواج کو غارت کر دیا۔ روس، سویڈن، ڈنمارک، فرانس اور اسپین کے پاس کافی ذریعے موجود ہیں کہ بحری طاقت قایم کریں لیکن اُن کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اپنے بندرگاہوں کے باہر وہ ایک جہاز بھی نہیں بھیج سکتے۔

"میں صلح کا خواہشمند ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو فرانس کی آبرو میں بھی فرق نہ آئے اور یہ صلح بھی ہو جاے۔ اور اس کے لئے فرانس ہر طرح سے مستعد ہے۔ ہر روز مجھے زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ صلح ہونا چاہیئے اور یوروپ کے دوسرے فرماں رواؤں کا بھی میری ہی طرح حال ہے۔ مجھے انگلستان سے کوئی خواہ مخواہ کی عداوت نہیں ہے۔ نہ مجھے کوئی ایسی نفرت ہے کہ جس پر میں غالب نہیں آسکتا۔ لیکن انگلستان میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے۔ میں نے یوروپ میں بڑی لحاظ سے جو کچھ انگلستان کے خلاف کارروائیاں کی ہیں وہ ایسے حسد یا بلند نظری کی وجہ سے نہیں کی ہیں جیسا میرے دشمن خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ صرف اس نیت سے کی ہیں کہ انگلستان ناچار ہو کر متنازعہ فیہ باتوں کو طے کر دے۔ مجھے اس سے کوئی رنج نہیں ہے کہ انگلستان امیر اور خوش حال بنے۔ اور اس سے میرا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ فرانس اور یوروپ

کے دوسرے ممالک بھی انھیں حقوق سے فایدہ اٹھا ہیں جن سے انگلستان اٹھارہا ہے۔

پس یوروپ کے فرماں رواؤں کا اتحاد کسی اور غرض پر مبنی نہیں ہے صرف اتنی ہی منشا ہے کہ وہ وقت جلد آجاے کہ فرانس اور یوروپ کے دوسرے ممالک کے حقوق صاف طور سے قایم ہوجائیں۔ شمالی فرماں روا دوسروں کی تجارت کو مسدود کرنے کے اصول پر سختی سے عمل کررہے ہیں اور اس سے ان کی تجارت بڑی ترقی پر ہوگئی ہے۔ اب پروشیا کی دستکاری اسی وجہ سے فرانس کی دستکاری کا مقابلہ کرنے لگی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ فرانس اپنے تمامی ساحل پر جو خلیج لیانس سے بحرایڈریاٹک تک پھیلا ہوا ہے کسی غیر ملک کی ساخت کی اشیا آنے نہیں دیتی۔ اور یہی بات میں اسپین میں جاری کرنے والا ہوں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پرتگال کو انگلستان کے ہاتھ سے چھین لینگے اور اسپین کے ساحل کو دونوں سمندروں یعنی اٹلانٹک اور بحرروم میں فرانس کی حکمت عملی کا پابند کردینگے۔ پس یورپ کا کل ساحل انگلستان کی اشیا کا اپنے یہاں آنا موقوف کردیگا۔ صرف ٹرکی میں انگریزی مال جاے گا اور اس سے کوئی ایسا نقصان نہیں ہے کیونکہ ترک یورپ کے ساتھ تجارت ہی نہیں کرتے ہیں۔

"اب تم کو دیکھنا چاہیے کہ ہالینڈ میں انگلستان کا مال برابر آرہا ہے اور اس کے پھر کیا نتیجے ہونے والے ہیں۔ اس سے انگلستان والوں کو بڑی منفعت ہوگی اور یہی رقم وہ ہمارے مقابلہ میں جنگ میں صرف کرینگے اور اسی روپیہ کو امداد میں دوسری فرماں روائیوں میں بھیجیں گے کہ وہ بھی ہمارے مقابلہ پر آمادہ ہوں۔ پس آپ کا اور میرا دونوں کا فرض ہے کہ انگلستان کی منفعتی حکمت عملی کے خلاف حفاظت کا انتظام کریں۔ چند سال کی اور حاجت ہے کہ انگلستان بھی ہماری طرح صلح کی تمنا کرنے لگ گا۔ اب یہ بھی دیکھ لو کہ تمھارا ملک کس موقع سے واقع ہوا ہے اور جن باتوں کی

طرف میں اشارہ کر رہا ہوں وہ تمھارے ملک کے لئے جسقدر مفید ہیں اسقدر فرانس کے لئے نہیں ہیں کیونکہ ہالینڈ بحری اور تجارتی ملک ہے۔ اور اُس میں عمدہ عمدہ بندرگاہیں۔ جہاز ہیں۔ ملاح اور جہازراں ہیں۔ لایق سپہ سالار ہیں۔ اور ایسی نوآبادیاں ہیں جن پر ہالینڈ کی گرہ سے کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اور ہالینڈ کے باشندے فن تجارت سے انگلستان والوں کی طرح واقف ہیں۔ پس ہالینڈ کو اپنے اتنے بہت سے فوائد کو محفوظ رکھنے کی سعی کرنا چاہیئے۔ اور اگر صلح ہو گئی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ پہلے کی طرح وہ سرسبز نہو جاوے۔ فرض کرو کہ چند سال اُس کو تکلیف ہی پہونچیگی۔ لیکن پھر بھی یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہالینڈ کا بادشاہ انگلستان کا ایک گورنر بن کر رہے۔ اور ہالینڈ اور اُس کی نوآبادیاں برطانیہ اعظم کی باجگذار ہوں پس تمھارا انگریزی تجارت کو پناہ دینا وہی نتیجے پیدا کریگا جو میں ابھی بیان کر چکا اور سسلی اور پرتگال کی مثالیں تمھاری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔

"اچھا وقت گذرنے دو اور دیکھو لیل ونہار کا کیا رنگ ہوتا ہے۔ تم اپنی شراب کی نکاسی چاہتے ہو۔ انگلستان کو اس کی حاجت ہے۔ اب اُس مقام کو دریافت کرو جہاں انگریزی مال بلا ادائے محصول اُتارا جاتا ہے۔ اپنی شراب شوق سے فروخت کرو لیکن قیمت میں زر نقد لو۔ جنس تبادلہ میں مت لو۔ اور دیکھو خبردار قیمت نقد ہی لو اور تبادلہ میں جنس ہرگز ہرگز مت لو۔ آخرکار صلح ہو گی اور اُس وقت انگلستان سے تم تجارتی معاہدہ کر لینا شاید میں بھی انگلستان سے ایسا عہدنامہ کرونگا۔ لیکن معاہدہ تو کرونگا مگر فریقین کے حقوق کی ذمہ داری پہلے کرا لونگا اور اگر انگلستان کی بحری فضیلت کو مان بھی لینگے جو اُس نے اپنے خزائن کو اور اپنی جان کو دے کر حاصل کی ہے اور جو فضیلت اُس کو قدرتی طریقہ سے ہونا بھی چاہیئے اسلیئے کہ جغرافیہ کے اعتبار سے انگلستان واقع ہی ایسا ہوا ہے اور اُس کے

مقبوضات کو بھی تسلیم کرلیں جو ہرسہ اکناف عالم میں اُس کے پاس ہیں تو کم از کم اتنا تو
ضروری ہوگا کہ ہمارے جہاز سمندروں میں آزادی سے پھرینگے اور اُن کی توہین نہ
کی جائیگی اور ہماری تجارت برباد نہوگی - سردست تو ہم یہ انتظام کرتے ہیں کہ انگلستان
یوروپ کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے پائے"

یاد ہوگا کہ نپولین نے اٹروریا کی حکومت اسپین کے دو شاہزادوں کے سپرد
کی تھی - یہ بادشاہ جو کاہل وجود آدمی تھا اور مزاج میں سخت عیاشی تھی جلد مرگیا - پس
اس کی ملکہ جو بادشاہ اسپین کی بیٹی تھی اپنے خوردسال بیٹے کی طرف سے نایب السلطنت
تھی - یہ بھی نہایت بودی اور بے پروا عورت تھی - نہ تو وہ یوروپ کے اُس بڑے انتظام
کی قدر ہی جانتی تھی اور نہ اُس کو سمجھ ہی سکتی تھی جو نپولین کے اب پیش نظر تھا اور وہ
اُس پر عمل درآمد کرنا چاہتا تھا - اور انگریز لیگھارن میں اُسی طرح آزادی سے تجارت کررہے تھے جس طرح
یوروپ میں پھیل جاتا تھا - پس نپولین نے حکم بھیجدیا کہ دوجین چار ہزار فوج لیجا کر لیگھارن
میں تمامی انگریزی مال پر قبضہ کرلے اور اس کے بعد انگریزوں کے حملہ کے مقابلہ میں
لیگھارن کو مستحکم کرکے برلن ڈکری کے نفاذ پر زور دے - یہ جو دوسری کا فعل تھا لیکن
اس کے جواب میں نپولین نے کہا کہ دنیا صلح کی خواہشمند تھی - اور انگلستان کی تمام
سمندروں پر حکومت تھی اور انگلستان پر زور سے کوئی فتح حاصل نہ کرسکتا تھا اور
اُس کو صلح کرلینے پر مجبور کرنے کا اگر کوئی طریقہ تھا تو یہی تھا کہ اُس کی تجارت پر حملہ
کیا جائے اور اس بات پر تمام یوروپ آمادہ تھا - پس نپولین کو معلوم ہوا کہ ایک
نالایق ملکہ کا جو اٹروریا پر برائے نام حکومت کررہی تھی اور ایک بڑی تجویز کے پورا
ہونے میں ہارج تھی اب حاکم رہنا مناسب نہ تھا -

نپولین کا سب سے چھوٹا بھائی جیروم بوناپارٹ اس زمانہ میں اکیس برس کا
اوجڈ اور بے فکر رحم دل نوجوان تھا اور اُس کی اس حالت سے نپولین ناراض

رہا کرتا تھا۔ اُس کو نپولین نے ایک چھوٹے جنگی جہاز کا کپتان کر دیا تھا اور اُس کو چھوٹا ماہانہ کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جیروم نے کچھ مزید روپیہ طلب کیا اس پر نپولین نے لکھا:

"مسٹر بحری کپتان صاحب۔ میں نے آپ کا خط پڑھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ فوراً اپنے جہاز پر تشریف لے جا کر وہ کام سیکھیں جو آئندہ آپ کی ناموری اور شہرت کا باعث ہونے والا ہے۔ میری رائے میں آپ کا جوان مر جانا بہتر ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ ساٹھ برس کی عمر تک جئے اور اپنے ملک کی خدمت نہ کی یا اپنے پیچھے نیک نام نہ چھوڑا تو اس سے تو یہی اولیٰ تھا کہ آپ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے"

اپنے بحری سفروں کے اثنا میں جیروم نیو یارک کو بھی گیا اور وہاں بالٹی مور کے امیر سوداگر کی نوجوان حسین بیٹی مس ایلیزبیتھ سے شادی کر لی۔ نپولین ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ فرانس کے قانون کے موافق فرانسیسی شاہزادہ کی ایسی شادی جس میں فرانسیسی گورنمنٹ کی منظوری نہ لی جائے ناجائز تھی کیونکہ اس شاہزادہ کی اولاد فرانس کے تاج و تخت کی وارث ہو سکتی تھی۔ فرانس کی بہبودی کے خیال سے یہ بات اشد ضروری تھی کہ اُن شاہزادوں کی شادیاں جو فرانس کے تخت کے وارث ہو سکتے تھے ایسے خاندانوں میں ہونا چاہئے تھیں جن سے فرانس کو تقویت ہو۔ پس نپولین نے اس شادی کو ناجائز قرار دیکر حکم دیدیا کہ یہ لڑکی فرانس نہ آنے پائے۔ پس یہ لڑکی اپنے خورد سال بچہ کو ہمراہ لے کر بڑے رنج و غم سے بالٹی مور کو واپس چلی گئی اور جیروم کی شادی ورٹم برگ کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ کر دی گئی۔ اور نپولین نے اُس کو ویسٹ فیلیا کا بادشاہ کر دیا۔ اُس کا بیٹا پرنس نپولین اب فرانس کی شاہنشاہی کا وارث ہے۔ اور وہی شاہنشاہ ہو گا اگر کوئی نپولین کا بیٹا زندہ نہ رہا۔

یاد ہو گا کہ فرانسیسی گورنمنٹ میں تین مجلسیں تھیں۔ یعنی سینیٹ۔ ٹری بیونیٹ اور لیجسلیٹو باڈی۔ نپولین نے چاہا کہ ٹری بیونیٹ اور لیجسلیٹو باڈی۔ کے ارکین اور کارمنصبی کو ملا کر ایک کر دے۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ ٹری بیونیٹ کی مجلس قطعی فضول تھی اور اس پر پانچ لاکھ فرانک کا صرفہ پڑتا تھا۔ اسی واسطے میں نے اُس کو توڑ دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے اس طرح قانون سے انحراف کرنے پر بڑا غوغا مچے گا۔ لیکن میں قوی تھا۔ جمہور پر مجھے پورا بھروسہ تھا اور میں اپنے تئیں مصلح خیال کرتا تھا۔ کم سے کم اتنا تو ضرور صحیح ہے کہ میں جو کچھ کرتا تھا بھلائی کے واسطے کرتا تھا۔ اور اگر میں ریاکار ہوتا یا میری نیت میں فرق ہوتا تو میں بڑی ہیونیٹ قایم کر دیتا اور ہنگام ضرورت وہ میرے خیالات کی تائید اور ارادوں کی منظوری کرنے کو آمادہ رہتا۔ لیکن یہی وہ بات ہے جو تمام اپنے عہد حکومت میں میں نے نہ کی اور نہ اُس کی جستجو کی اور میں نے وعدہ۔ روپیہ یا عہدہ کے معاوضہ میں نہ کبھی رائے کو مول لیا اور نہ کسی فیصلہ کو حاصل کیا۔''

اپنے دیوان کے مشیران خاص کو نپولین نے بڑی احتیاط سے انتخاب کیا تھا اور اس مجلس میں ہر ایک محکمہ کے لایق ترین اشخاص کو جہاں وہ دستیاب ہوئے انتخاب کر کے مقرر کیا تھا۔ کونسل میں علیحدہ علیحدہ گروہ تھے تاکہ ادب۔ سائنس قوانین۔ دیوانی۔ حربی۔ بحری اور مذہبی امور پر رپورٹ دیں۔ جسوقت فرانس کی سلطنت میں کوئی نیا صوبہ اضافہ ہوتا تھا۔ نپولین اُس صوبہ کے لایق ترین شخصوں کو تلاش کر کے اپنے مشیروں کے گروہ کو تقویت دیتا تھا

جینوآ۔ فلورینس۔ ٹیورن اور ہالینڈ سے ایسے ایسے ذکی اور لایق شخص اُس کے ہاتھ آئے تھے کہ اُس کے زوال کے بعد بھی وہ اپنی جگہ پر قایم رہے۔

اور بعد کو جب وہ اپنے ممالک کو واپس گئے تو وہاں کے بادشاہوں نے اُن کو بہت بڑے بڑے عہدے عنایت کئے۔

مشیروں کا جلسہ عموماً ٹوئی لریز میں ہوا کرتا تھا۔ یا اگر نپولین سینٹ کلاوڈ میں ہوتا تو اراکین کو وہیں طلب کرلیتا اور خود عموماً میر مجلسی کیا کرتا۔ اُس کی کرسی مہاگینی لکڑی کی فرش سے ایک فٹ اونچی ہوتی تھی اور سامنے کئی لمبی میزیں بچھی ہوتی تھیں۔ جن کے قریب اراکین بیٹھے ہوتے تھے۔ کبھی نپولین سر جھکا کر خیال میں غرق ہو جاتا اور بظاہر معلوم ہوتا کہ مباحثہ کی طرف قطعی متوجہ نہیں ہے۔ اور بعض وقت اُس کی تیزی طبیعت برقی اثر سے اُس کے تمام جسم کو سرعت اور چابکی سے بھر دیتی۔ بعض وقت وہ اپنے آنے کی اطلاع بھیجتا۔ کبھی وہ اچانک آموجود ہوتا۔ اور کبھی ٹوئی لریز کی سیڑھیوں پر طنبور کے بجنے سے معلوم ہوتا کہ وہ آرہا ہے۔ بادشاہ کی نشست کی کرسی اپنی جگہ پر قایم رہتی۔ اور جب وہ خود موجود نہ ہوتا تو وزیر اعظم صدارت کی کرسی پر بیٹھتا۔ اُس کی کرسی شاہنشاہ کی خالی کرسی کے قریب بچھا دی جاتی۔ جب کام شروع ہوتا دروازے مقفل کر دئے جاتے اور پھر کوئی رکن جسے دیر ہو جاتی اندر آنے نہ پاتا۔

یہ نشست کتنی ہی دیر تک کیوں نہ ہوتی لیکن شاہنشاہ کی جبین سے تکان کے آثار ہرگز ظاہر نہ ہوتے۔ بااوقات سینٹ کلاوڈ میں نو بجے صبح سے شام کے پانچ بجے تک رہا کرتے تھے۔ اور پھر وہ غسل کر کے اُسی وقت کام میں ایسی مصروفیت سے مشغول ہو جاتا کہ گویا کسل یا ماندگی سے اُس کو کوئی علاقہ ہی نہ تھا۔ اُس کا قول تھا کہ ایک گھنٹہ کا نہانا میرے لئے چار گھنٹے سونے کی برابر ہے۔" دوسروں سے بھی اُس کو کسی قدر اپنی جیسی دماغی محنت کی توقع ہوا کرتی تھی۔ اگر رپورٹ لکھی جانے کو ہوتی تھی تو دوسری صبح کو اُس کی تحریر کا حکم دیا جاتا تھا اگر کونسل کے کسی ممبر کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ قانون سابق مجلس

میں قانون کا مسودہ پیش کرے تو اُس کو اپنی رپورٹ تیار کرنے کے واسطے دو گھنٹہ کی بھی مشکل سے مہلت دیجاتی تھی۔ اگر وہ خود اپنی زبان سے کچھ بول کر لکھنے کا حکم دیتا تو اسقدر تیز بول جاتا کہ وہ بول چکتا اور کئی صفحے لکھنے کو باقی رہ جاتے۔ تاہم اُس کے میر منشی ایسے قابل اور لایق تھے کہ جب وہ لکھ چکتے تو شاذ ہی کہیں پر تبدیل او ر تغیر کرنا پڑتا۔

فصاحت کی شان و شوکت دکھانے کا اُس کی مجالس میں قلت وقت کی وجہ سے مقرروں کو موقع نہ ملتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک نئے ممبر صاحب نے کچھ فصاحت و بلاغت جھاڑی اور اس پر ایسا قہقہہ لگا کہ بیچارے سٹ پٹا گئے۔ نپولین سادہ تقریر لیکن پرمعنی چاہتا تھا۔ کونسل میں تمامی علوم کے ماہر ہی اراکین نہ تھے بلکہ مدبران زمانہ بھی رکن تھے۔ نپولین چاہتا تھا کہ سلطنت کے تمامی لایق اور علوم کے ماہر اُس کی مجالس میں اراکین ہوں۔

مجالس میں بڑی آزادی سے بحث ہوتی تھی۔ اور جن لوگوں کی راے شاہنشاہ معلوم کرنا چاہتا تھا اُن کو بڑے اصرار سے تقریر کرنے پر مجبور کرتا تھا ایک مرتبہ وہ مجلس میں ایسے موقع پر آیا کہ اراکین میں کسی امر پر نہایت ہی جوش کے ساتھ بحث ہو رہی تھی۔ اس بات کی خبر آئی تھی کہ جنرل ڈیو پانٹ کے تحت فرانسیسیوں کے ہمراہی اسپین والوں نے دشمن کی اطاعت قبول کر لی۔ اور فرانس کی شکست کا یہ پہلا موقع تھا۔ جس وقت نپولین نے اس موقع کی تفصیل شروع کی تو اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہوگئی۔ جنرل ڈیو پانٹ سے وہ نہایت ناخوش تھا۔ اور جب اُس نے اُن ذریعوں کو بیان کرنا شروع کیا جن سے نہایت ہی نازک حالت میں جنرل ڈیو پانٹ چارہ جوئی کرسکتا تھا تو اُسنے بڑے جوش سے ہاں بخشیک۔ کارنیل کے ڈراما میں ہارس نے نہایت ہی صحیح کہا ہے یعنی جب اُس سے پوچھا گیا کہ آخر آپ کا فراری بیٹا کرتا کیا؟ تو ہارس کے جواب میں

کہا کہ اس کو مرجانا چاہیئے تھا یا عالی حوصلہ بہادروں کی طرح وہ شجاعت دکھائی ہوتی جو یابوسی میں دکھائی جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو کارنیل پر اس بات کا عیب لگاتے ہیں کہ اس کی پہلی بات کا اثر بعد کو آنے والی بات سے پھینکا پڑجاتا ہے۔ انسان کی فطرت سے ہرگز آگاہ نہیں ہیں"۔

ایک موقع پر توپ خانہ کے پرانے افسر جنرل گسنڈی نے جو نپولین کا پرانا رفیق تھا سیاست مدن پر خیالی تجاویز کی حمایت کی جن پر ہرگز عمل نہ ہوسکتا تھا۔

نپولین نے طنز سے پوچھا" جنرل صاحب یہ سب واقفیت آپ کو کس ذریعہ بہم پہونچی ہے"

اس سوال پر اس ناتراشیدہ سپاہی کو قدرے برا معلوم ہوا اور جواب میں کہنے لگا" جہاں پناہ یہ سب اصول میں نے خود حضور سے سیکھے ہیں"

شاہنشاہ یہ جواب سن کر محبت سے بولا۔ جنرل کیا کہتے ہو۔ ایں مجھ سے؟۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر سلطنت سنگ خارا کی بھی بنی ہوئی ہو تو ارباب تدبر اس کو پیس کر سرمہ کردینگے۔ نہیں جنرل تم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی جگہ پر سوگئے ہوگے اور یہ سب نیند میں دیکھا ہے"

اب موقع پاکر اس اکھڑ سپاہی نے جواب دیا" ہم سوگئے ہونگے۔ یا ہم سو جاتے ہیں؟ اور یہ جتنے حضرات اراکین موجود ہیں میں ان سے بازی بدتا ہوں کہ ایک صاحب تو ذرا سو کر مجھے مجلس میں دکھادیں۔ جہاں پناہ ہجوم کار نے ہم کو ایسا عذاب میں نہیں ڈالتے کہ ہم کو ذرا بھی آرام کا موقع ملے"

اس حاضر جوابی پر تمام اراکین بے اختیار ہنس پڑے اور شاہنشاہ بھی خوب ہی ہنسا۔

ایک عورت قتل کے معاملہ میں تین مرتبہ ملزم ہوئی اور تینوں مرتبہ رہا ہوئی

لیکن کارروائی میں کچھ ایسی بے ضابطگی ہوئی کہ چوتھی مرتبہ اُس کا مقدمہ پھر پیش ہوا نپولین نے ازروے انصاف اس بیچاری عورت کی طرف سے رہائی کا دعوی کیا۔ اور تمامی مجلس کے مخالف ہوکر تنہا بحث کی اور آخر میں یہ طے پایا کہ شاہنشاہ کو معاف کردینے کا حق حاصل ہے لیکن قانون کی روسے تو کوئی گنجایش نہیں ہے اور قانون کا نفاذ ضرور ہوگا۔ نپولین نے اس کے جواب میں کہا "اے شرفا۔ مجلس میں فیصلہ کثرت راے پر ہوتا ہے اور میں تنہا رہ گیا ہوں اور سواے مغلوب ہوجانے کے مجھے اور کیا چارہ ہے لیکن میں ایمان سے کہتا ہوں کہ صرف ضابطہ کی رو سے میں مغلوب ہوا جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے خاموش کردیا ہے۔ لیکن مجھے قایل نہیں کردیا ہے"

ایک اور موقع پر ایسا جوش بڑھا ہوا تھا کہ راے دینے کی حالت میں شاہنشاہ کو تین مرتبہ روک دیا گیا اس پر اُس شخص کی طرف مخاطب ہوکر جس نے ایسی خلاف ورزی سے روکا تھا اُس نے سخت لہجہ سے کہا "جناب ابھی میری تقریر ختم نہیں ہوئی ہے۔ اور میں التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے تقریر جاری رکھنے کی اجازت دیں اور مجھے یقین ہے کہ اس مجلس میں ہر فرد کو اپنی راے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے" اس پر بھی سب کے سب ہنس پڑے اور خود شاہنشاہ بھی بڑی خوشی دلی سے سننے لگا۔

اپنے مجروح سپاہیوں کی خبرگیری اور مقتول سپاہیوں کے بچوں کی پرورش کی طرف شاہنشاہ کو نہایت ہی توجہ تھی۔ اُس کے شکر گذار دل میں ہمیشہ یہی پیچ و تاب رہتا تھا کہ ایسے جاں نثاروں کی خدمت کا کس طرح سے پورا حق ادا کیا جائے جنھوں نے اُس کی خاطر وہ وہ مصائب برداشت کی تھیں کہ قیاس و یقین سے باہر ہیں۔ مجلس میں ایک مرتبہ اُس نے یہ تجویز کی کہ محکمہ گیرائی آبکاری اور تحصیل

مالگذاری میں جتنی اسامیاں خالی ہوں مجروح سپاہیوں یا اُن سپاہیوں کو جو خدمات فوجی سے سبکدوش ہوگئے ہیں اور ہنوز دوسری خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ دی جایا کریں۔ اس پر بہت سختی سے اختلاف کیا گیا۔ اور نپولین نے کہا کہ سب آزادانہ رائے ظاہر کریں۔

مانشیور مالیوٹ نے کہا: "اگر اس تجویز پر عمل درآمد کیا گیا تو مجھے یہ خوف ہے کہ قوم کے دوسرے فرقوں کے جمہور اپنے تئیں ستایا ہوا سمجھیں گے کیونکہ ایسی حالت میں فوجی صیغہ کو ترجیح دی جا رہی ہے"

شاہنشاہ نے جواب دیا کہ "تم ایسی حالت میں کہ کوئی امتیاز والی بات موجود نہیں ہے۔ ایک امتیاز پیدا کر رہے ہو۔ فوج کے لوگ کوئی غیر ہیں۔ کیا وہ قوم میں داخل نہیں ہیں۔ اور جس نازک حالت میں ہم سب ہیں اس کو دیکھتے ہوئے سلطنت کا کوئی رکن سپاہی ہونے کی حالت سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور سپاہی کا پیشہ اختیار کرنا اب پسند پر موقوف نہیں ہے بلکہ ضروری ہے۔ چونکہ فوج میں کثرت سے لوگوں کو داخل ہونا پڑا ہے لہذا اُن کے قدیمی پیشے خواہ مخواہ اُن سے چھوٹ گئے۔ پس ان لوگوں کی اگر رعایت کی جائے تو کونسی ناانصافی ہے۔

اس پر مانشیور مالیوٹ نے جواب دیا کہ "اس سے کیا یہ نتیجہ اخذ کیا جائیگا کہ جہاں پناہ کا یہ ارادہ ہے کہ آیندہ جس قدر عہدے خالی ہوں وہ سپاہیوں کو دئے جائیں۔"

شاہنشاہ نے جواب دیا "ہاں واقعی میرا یہی ارادہ ہے۔ صرف سوال تو یہ باقی ہے کہ آیا مجھے ایسا کرنے کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں۔ کانسٹیٹیوشن نے یہ اختیار تو مجھے دیا ہے کہ تمامی عہدوں پر لوگوں کو نامزد کر دیا کروں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اصول عین انصاف پر مبنی ہے کہ جس کو سب سے زیادہ تکلیف

اور صدمہ پہنچا ہو اُس کو سب سے زیادہ معاوضہ دیا جائے" اور پھر آواز کو بلند کر کے اس طرح مخاطب ہوا " اے شرفا۔ جنگ راحت و آرام کا محکمہ نہیں ہے۔ تم تو آرام سے یہاں اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہا کرتے ہو اور اطمینان سے ہماری جنگی رپورٹیں یا ہماری فتوحات کے حال پڑھ لیا کرتے ہو۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ راتوں میں ہماری پلک سے پلک نہیں لگتی۔ ہم بڑی منزلیں طے کرتے ہیں۔ اور طرح طرح سے عسرت اور تنگی و تکلیف سے گذر کرتے ہیں۔ لیکن میرا حال تمھاری طرح نہیں ہے میں خود ان مہمات میں شریک رہتا ہوں اور ان آنکھوں سے سب کچھ خود دیکھتا ہوں اور بعض اوقات یہی مصائب خود برداشت کرتا ہوں۔" اگرچہ شاہنشاہ کی بڑی تمنا تھی کہ یہ قانون نافذ ہو جاتا۔ اور اُس نے اُس کی حمایت میں بڑی محنت سے تقریریں کیں لیکن ایسی سخت مخالفت ہوئی کہ آخرکار اُس کو یہ تجویز چھوڑ دینا پڑی۔

اسٹرلز میں جتنے سپاہی مقتول ہوئے تھے سب کے بچوں کو نپولین نے متبنیٰ بیٹا کر لیا تھا اور اسی وجہ سے اُن کو اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے نام کے سامنے نپولین کا لفظ اضافہ کر لیں۔ ان نوجوانوں میں سے ایک دفعہ ایک نوجوان نے نپولین کو اپنی طرف عجب طرح سے مخاطب کر لیا۔ نپولین نے اُس سے پوچھا کہ تم کونسا پیشہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔ اور اُس کے جواب کا انتظار نہ کر کے خود ایک پیشہ کا نام لے دیا۔ جوان نے جواب دیا۔" نہیں جہاں پناہ میرے باپ نے اتنی دولت نہیں چھوڑی ہے کہ میں اس پیشہ کو کامیابی سے کر سکونگا" نپولین نے جواب دیا" تجھے اس بات سے کیا ہے۔ کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں"؟ نپولین میں جوش ہمدردی بھی اُس کے عزم و ہمت ہی کے پایہ کا موجود تھا۔

شاہنشاہ کا ارادہ ہوا کہ قومی حفاظت کی غرض سے جمہور میں جنگی فریق بندی کر دی جائے۔ پہلا درجہ نوجوان بیٹوں کا تجویز ہوا اور اُن کے سپرد فقط اتنا

کام ہوا کہ شہروں کی فصیلوں تک جایا کریں۔ دوسرے درجہ میں ایسے شخص رکھے گئے جن کی شادی ہو گئی تھی اور ادھیڑ عمر کے تھے اُن کو حکم تھا کہ وہ اپنے پیشے کرتے رہیں اور اُن کو نہ چھوڑیں۔ تیسرے سن رسیدہ لوگ تھے اور یہ اُسی شہر کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے جس میں سے وہ بھرتی کئے گئے تھے۔ جس وقت یہ معاملہ زیر بحث تھا تو شاہنشاہ نے اُس کی ضرورت پر بڑی پرزور تقریر کی تھی۔ اُس کی تیز نگاہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ آیندہ کی حالت کی تصویر اُس کی آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔ اور آنے والی قوی مصیبت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور لیجئے یہ مصیبت بہت جلد آہی گئی۔ اراکین میں سے ایک نے نہایت ہی چکر اور ہیر پھیر سے اپنی تقریر میں اس تجویز سے اختلاف ظاہر کیا۔ شاہنشاہ نے فوراً کہا " جناب جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہیئے۔ اپنے خیالات کو چھپانے سے کیا فائدہ۔ جو کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو یہاں کوئی دوسرا نہیں ہے "

اس مقرر نے کہا " اگر یہ تجویز عمل میں لائی گئی تو عام پریشانی پھیل جائیگی اور ہر شخص کو خوف ہو جائیگا کہ قومی محافظوں میں میرا نام بھی درج ہو جائیگا۔ اور کہیہ خیال ہوگا کہ اندرونی حفاظت کے بہانہ سے یہ محافظ ملک سے باہر بھیجے جائینگے "

شاہنشاہ نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں اب آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور پھر سب اراکین کی طرف مخاطب ہو کر بولا " اے شرفا۔ تم صاحب اہل و عیال ہو۔ دولت والے ہو۔ اچھے عہدوں پر ممتاز ہو۔ ضرور تمھارے بہت سے خدمتگار اور چاکر اور تم سے علاقہ رکھنے والے لوگ ہونگے۔ پس یا تو تم بدنیت چالاک لوگ ہو یا قطعی بے پرواہو کہ جمہور کے خیالات اور رائے پر اثر نہیں ڈالتے ہو۔ آپ مجھ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ پس یہ بتائیے کہ آپ نے یہ کس طرح جانا کہ دوسرے مجھ کو نہیں جانتے ہیں۔ تم نے کب دیکھا ہے کہ اپنی حکومت کے دوران میں

میں نے چالاکی یا دغا سے کوئی کارروائی کی۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ پس مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ پیچ دار تدبیروں پر کاربند ہو کر کارروائیاں کروں۔ شاید میرا قصور یہی ہے کہ میں ہر معاملہ کو صاف علانیہ اور اختصار کے ساتھ جامع الفاظ میں کہدیتا ہوں۔ میں تو صرف اپنے مُنہ سے اتنا کہدیتا ہوں کہ "میں حکم دیتا ہوں" رہی اُس کی باضابطہ صورت اور تفصیل یہ اُن لوگوں کا کام ہے جو میرے ارادوں کو عملی صورت میں لاتے ہیں اور یہ خدا کو علم ہے کہ آیا مجھ کو اس بارہ میں اپنے تئیں مبارکباد دینے کی وجوہ موجود ہیں یا نہیں۔ پس اگر مجھے افواج کی حاجت ہوتی میں سینیٹ سے صاف لفظوں میں کہہ دیتا کہ مجھے فوج درکار ہے اور سینیٹ Senate یہ فوج بہم پہونچاتا۔ یا اگر سینیٹ کے ذریعہ سے بھی یہ فوج بہم نہ پہونچتی تو میں جمہور کو مخاطب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ کس خوشی سے اکثر وہ فوج میں شریک ہو جاتے۔ چاہے کوئی کتنا ہی خلاف کہے مگر اصل واقعہ یہی ہے کہ فرانس کے جمہور کو مجھ سے محبت ہے اور وہ میری عزت کرتے ہیں۔ اور ان جمہور کے میری جانب سے نیک خیالات حاسدوں کی نکتہ چینی سے برتر ہیں۔ فرانس کے جمہور میرے سوا کسی دوسرے کو اپنا محسن نہیں جانتے۔ اور میرے ذریعہ سے وہ اُن سب باتوں کا جو اُن کو حاصل ہوئی ہیں لطف اٹھا رہے ہیں۔ میری وجہ سے اُن کو یقین ہے کہ اُن کے بیٹے اور بھائی بلاامتیاز ترقیاں پا رہے ہیں اور عزت حاصل کر رہے ہیں اور امیر ہو گئے ہیں۔ میرے ہی ذریعہ سے وہ کام میں مصروف ہیں اور اُن کو اُن کی محنت کا صلہ مل رہا ہے اُن کو میری طرف سے ناانصافی کی شکایت کا موقع نہیں ملا ہے۔ اور جمہور یہ سب باتیں دیکھتے ہیں محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ پس یقین رکھو کہ فرانس کے جمہور ہمیشہ اُن تدبیروں سے اتفاق کرینگے جو ہم اُن کی بہبودی کے لئے عمل میں لائینگے۔

"پس اُس فرضی اختلاف سے جس کا اشارہ کیا جارہا ہے دھوکا مت کھاؤ یہ اختلاف پیرس کے ایوانوں میں پایا جارہا ہے جمہور کے گروہ میں اس کا وجود نہیں ہے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اس تجویز میں میرا کوئی پوشیدہ مقصد نہیں ہے کہ میں قومی محافظوں کو فرانس سے باہر بھیجوں۔ اس وقت میرے خیالات صرف یہیں تک محدود ہیں کہ ایسی تدبیر کروں جس سے فرانس کے قیام۔ امن چین اور حفاظت کے سامان درست ہوجائیں۔ پس فوراً قومی محافظین کا گروہ قایم کرنے کی تجاویز کیجیے تاکہ ہر شہری کو خطرہ کے وقت پر معلوم رہے کہ اُس کا فرض کیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ضرورت ہو تو یہ مانسئیور کیسے سربز جو سامنے موجود ہیں اپنے کندھے پر بھی ایک بندوق رکھیں۔ پس جب یہ ہوگا تو ہماری قوم نہایت ہی مستحکم قوم بنجائیگی اور انسان اور زمانہ کے حملوں کا مقابلہ کرسکے گی۔"

رفاہ عام کے کام جن کی طرف نپولین نے اپنی توجہ مبذول کی اس قدر کثرت سے ہیں کہ یہاں پر اُن کے لکھنے کی گنجایش نہیں ہے۔ چالیس ہزار میل سے زیادہ پختہ سڑکوں کا ایسا جال بنایا گیا کہ تمام ملک فرانس کو گھیر لیا۔ سمپلن۔ کوہستان سنیس اور کوہستان جینیور کی یادگار سڑکوں کی تکمیل کی اشد تاکید کی گئی۔ چودہ پُل تعمیر کیے گئے جن میں سے بعض آج تک یورپ کی حیرت انگیز یادگاروں میں شمار ہوتے ہیں نہایت ہی عظیم الشان ایسی دو نہریں کھودی گئیں کہ تمام ملک فرانس سیراب ہوگیا اور کشتیاں چلنے لگیں۔ اینٹ ورپ میں ایسی حیرت انگیز عمارتیں تعمیر ہوئیں کہ تمام دنیا کی حیرت کا باعث ہیں۔ تمام فرانس کے قلعوں کا معائنہ کیا گیا اور مرمت ہوئی پیرس میں تیس فوارے قایم کیے گئے جو شبانہ روز جاری رہتے تھے۔ اور کیروزیل اور اٹوئلی کے عظیم الشان محرابوں کو ہزاروں کاریگروں اور مزدوروں نے مل کر گویا بزور طلسم فوراً تعمیر کردیا۔ ان کے علاوہ وینڈوم کا ایوان۔ میڈلین کا نفیس مندر

لیجسلیٹو ہال کی روکار۔ نیوا کیچینج کا محل یہ سب نپولین کے تعمیر کرائے ہوئے ہیں۔

اس سے پہلے فرانس میں نہ ایسی سرسبزی تھی نہ فرانس کے لوگ ایسے کام میں مصروف تھے۔ ملک میں نہایت ہی امن وامان تھا۔ نپولین کی ہر دل عزیزی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ انگلستان نے سب بحری تجارت کو روک دیا تھا۔ لیکن نپولین ایسا ذکی شاہنشاہ تھا کہ اُس نے نئی بری تجارت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ سڑکوں پر کثرت سے گاڑیوں کی آمد و رفت تھی اور نہروں میں قیمتی مال تجارت سے لدی ہوئی کشتیاں آتی اور جاتی تھیں۔

اب ہم ذیل میں سرآرچی بالڈ ایلی سن کی عبارت کو جو صاحب موصوف نے وزیر داخلہ کی رپورٹ سے اخذ کرکے تحریر فرمائی ہے درج کرتے ہیں اور اس سے ثابت ہو جائیگا کہ ہم نے جو کچھ اوپر تحریر کیا ہے مبالغہ نہیں ہے۔

"اور یہ کام جو شاہنشاہ نپولین کے عہد فرماں روائی میں اختیار کئے گئے تھے واقعی ایسے ہیں کہ سوائے فرانسیسی جمہور کے کہ وہ عظمتِ عامہ کے بڑے دل دادہ ہیں کسی دوسری قوم کے لئے بھی جو اُن کی طرح عظمت عامہ کی دل دادہ ہو نہایت کافی ہیں کہ وہ اپنے شاہنشاہ کی گرویدہ اور جاں نثار بن جاے۔ اور اگست ۱۸۰۷ء کی رپورٹ میں جب نپولین ٹلسٹ سے واپس آیا اور چیمبرس سے ملا تو وزیر داخلہ نے حسب ذیل لکھا تھا۔ اور سرکاری کاغذوں کے مبالغوں کو ہر طرح ملحوظ رکھنے کے بعد بھی اس قدر باقی رہتا ہے کہ آنے والی نسلیں حیرت سے دیکھیں گی اور اس سے بدیہی ثبوت ملتا ہے کہ شاہنشاہ نپولین کو اپنی بلند نظری کے ساتھ کیسی کیسی باتوں پر توجہ تھی۔

رپورٹ میں لکھا تھا۔ تیرہ ہزار فرسنگ سرکاری سڑک نہایت اچھی حالت میں موجود ہے اور مرمت ہو گئی ہے۔ دو بڑے کام جو صدیوں سے زیر تجویز تھے

یعنی کوہستان سمپلن اور سینس کی سڑکیں چھ سال کی شاق محنت کے بعد تکمیل کو پہونچ گئیں۔ اسپین سے اٹلی جانے والی سڑک زیر تعمیر ہے۔ ایپی نائنس کے کوہستانوں میں بڑے زور شور سے کام ہو رہا ہے اور پیڈ مانٹ کا بحر روم تک راستہ جلد تیار ہوا جاتا ہے اور لیگوریا کا فرانس سے تعلق ہو جائیگا۔ اٹھارہ دریاؤں کے ظرفوں کو اس طرح صاف کیا گیا ہے اور بندوں کے ذریعہ سے پانی ایسا بلند کر دیا گیا ہے کہ اب کشتیاں بہ آسانی آتی جاتی ہیں۔ ان دریاؤں کو ایسے موانع سے آگے بڑھا دیا گیا ہے جن کو یہ خود عبور نہ کر سکتے تھے۔ اور پچھلی مہم کے دوران میں چار پل تعمیر ہو گئے۔ دس پل اور بن رہے ہیں اور کام تیزی سے جاری ہے بندرگاہوں میں بھی اسی طرح ترقی ہوئی ہے۔ اینٹ ورپ جواب تک ایک گمنام مقام تھا ہماری بحری تیاریوں کا بڑا مرکز بنگیا ہے۔ اور یہ پہلا موقع ہے کہ اُس کی بندرگاہ میں چوہتر اور اسی توپوں کے جہاز تیر رہے ہیں اور اُس کے پاس چودہ جنگی جہاز تیار ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے تیار ہو کر سمندر میں پہونچ گئے۔ اس بندرگاہ کے جہاز سازی کے کارخانہ کے قریب سمندر عمیق کر دیا گیا۔ اندر آنے کے دروازہ کو وسعت دے دی گئی اور اُس میں اب پورا بیڑہ جنگی جہازوں کا آسکتا ہے۔ ڈنکرک اور کیلے میں پل پائے تعمیر کئے گئے ہیں اور راچفرٹ اور مارسیلس میں بھی اسی قسم کی بحری ترقیاں کی گئیں ہیں۔ ہمارے روئی کے کارخانے مستحکم بنیاد پر قایم ہو گئے اور فرانس میں اُن مقاموں کی تلاش ہو رہی ہے جہاں روئی اچھی پیدا ہو سکتی ہے۔ سن کے کپڑے بنانے کے متعلق بڑے تردد سے کوشش کی جا رہی ہے علاج مویشیاں کے مدرسے قایم ہو گئے اور ایسے مشاق ڈاکٹر فوجوں اور جنگ کے مقامات پر مامور ہو گئے۔ تجارت کے متعلق ایک مجموعہ قوانین تیار ہو رہا ہے۔ فنون ذہنی اور کلوں

کا مدرسہ کو مہیں ہیں ترقی کر رہا ہے۔ اور چالونس کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسرے مدارس اسی وضع پر قایم کئے جا رہے ہیں۔ ہماری دستکاریوں کی اٹلی منڈی ہو گئی ہے۔ چونکہ جنگ کی صورت نے تجارتی نزاع کی وضع اختیار کر لی ہے اس لئے فرانس کی دستکاری کو بڑی زبردست تحریک ہو رہی ہے ہماری ہر فتح سے جیساکہ انگلستان کی دستکاری کا فرانس میں راستہ بند ہوتا جاتا ہے اُسی قدر فرانس میں اپنی دستکاری کے متعلق ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اور اس بڑی سلطنت کے دارالحکومت پیرس پر بھی توجہ کی گئی ہے۔ شاہنشاہ کی خواہش ہے کہ پیرس ہفت اقلیم کے شہروں میں اول درجہ کا شہر ہو جائے اور اسی لئے اُس کی عظمت و شان بڑھائی جائے۔ اُس کے ایک گوشہ پر ایک پل تیار ہو گیا اور آسٹرلٹز کی فتح کی یادگار میں اُس کا نام آسٹرلٹز برج رکھا گیا ہے۔ دوسری طرف ایک پل اور تعمیر ہو رہا ہے جسکا نام جینا برج نہایت موزوں نام ہوگا۔ لوور قریب تکمیل کے ہے۔ صدیوں سے جس کی تکمیل کا خیال کیا جا رہا تھا لیکن وہ فرانسس اول ہنری رابع۔ اور لوئی شانزدہم کی یادگار اب شاہنشاہ نپولین کے حکم سے قریب اختتام ہے۔ شہر کے تمام حصوں میں جابجا فوارے جاری ہیں اور رات دن چھوٹتے رہتے ہیں۔ اور ان سے کافی شہادت ملتی ہے کہ شاہنشاہ کو فرانس کے ادنیٰ سے ادنیٰ طبقے اور درجے کے لوگوں کی تفریح کا بھی بڑا خیال ہے۔ فتوحات کی یادگاریں دو عظیم الشان محرابیں بن رہی ہیں۔ ایک تو خود شاہنشاہ کے دولت سرا کے وسط میں اور دوسری پیرس کی سب سے زیادہ خوبصورت سایہ دار سڑک کے سرے پر قایم کی گئی ہے۔ الپس پہاڑ کی چوٹی پر جنرل ڈیزے کا مقبرہ تعمیر ہو گیا۔ اس ہولناک پہاڑ کی چوٹی پر ایسا مقبرہ جس میں فرانس کے کاریگروں نے اپنی اُستادی کو ختم کر دیا ہے ان پہاڑوں پر ایسا ہی حیرت انگیز معلوم ہو رہا ہے جیسے شاہنشاہ کا اپنے توپ خانوں کو اس پر

سے کوہستان کی دوسری جانب کھینچوا کر لیجانا دنیا نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ ہمارے صناع سنگ مرمر اور تصویر کشی کے کپڑوں پر ہماری فتوحات کے منظر بڑی خوبی سے کھینچنے میں مصروف ہیں۔ اور چونکہ شاہنشاہ اپنے دل میں ہمیشہ نئی فیروزمندیوں کی تصویر کرتا رہتا ہے۔ اپنے مقابلہ کے لئے جہالت کے شیطان کو انتخاب کیا ہے اور بارہ قانون آموزی کے کالج اور خاص خاص شہروں میں ڈاکٹری اور طبی مدارس قایم کر کے جہاں مفت تعلیم دیجاتی ہے شاہنشاہ نے نہایت ہی کارآمد علوم کو عام کر دیا ہے"

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "جب فرانسیسی جمہور نے اندرونی رفاہ کے ساتھ تلسٹ کے عہدنامہ کو جس سے بڑے بڑے ملکی فوائد برآمد ہوئے دیکھا اور یہ دیکھا کہ پروشیا مفتوح ہوگیا۔ وارسا کی ریاست اور ویسٹ فیلیا کی بادشاہت از سرنو قایم ہوگئی تو ان کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ اور انقلاب عظیم کے خوشنما دھوکے سے بہت مسرور ہوئے۔ یہ وہ انقلاب تھا جس کا ظلم و تعدی کے ساتھ آغاز ہوا اور سخت خونریزی سے جس نے نشو ونما پایا۔ اور اب گویا اسی کی بدولت وہ شان و عظمت نصیب ہوئی جو عدیم النظیر ہے"

اب ہم کو ذرا کسی دوسرے شاہنشاہ کا بھی نام بتلا دیا جائے جس نے شاہنشاہ نپولین کی طرح اپنی ذاتی آرام و راحت کا قطعی خیال نہ کر کے ملکی بہبودی میں اسی کی طرح اپنی جان کو کھپا دیا ہو۔ فرانسیسی نپولین کو خوب اچھی طرح جانتے تھے اور اسی وجہ سے اُس پر فریفتہ تھے۔ اور اب چونکہ لوگوں پر اس کے سچے عادات و اطوار دن بہ دن ظاہر ہوتے ہیں لہذا ہر ملک میں عالی حوصلہ اور فیاض دل کے لوگ اُس سے ایسی ہی محبت کرنے لگیں گے۔

نپولین کی شاقہ محنت - وزیر داخلہ کے نام مراسلات - سکرٹری انسٹیٹیوٹ کا جلسہ - شہر پیرس کی ترقی کا صرف - نپولین کا مجموعۂ قوانین - شاہنشاہ کی تحریریں - ڈیوڈ کی کھینچی ہوئی تصویر - جمہوری امرا کے قایم کرنے کی تجویزیں - نپولین پر اتہامات کا لگایا جانا اور اُس کا بدنام کیا جانا - شاہنشاہ کا کارنامہ مصنفہ گولڈ اسمتھ -

واقعی نپولین کی دماغی محنت بشر کی طاقت سے باہر معلوم ہوتی ہے - اور ایسی محنت کے اعتبار سے کوئی شخص اُس کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے - پیرس کے دفتر میں اُس کی تحریریں محفوظ ہیں اور کئی سو جلدوں کی برابر ضخامت رکھتی ہیں جس مضمون پر وہ لکھنے بیٹھا ہے بس قلم توڑ دیئے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمامی بشری معلومات کا وہ ماہر تھا - یعنی حرب - نظام سلطنت - آئین سازی - تعلیم - خزائن و محاصل - سیاستِ مدن - مذہب - فلسفہ - فنِ تعمیر - اور ایسے دوسرے معاملات جن کو انسان نگاہِ لطف سے دیکھتا ہے سب ہی کا وہ بڑا جاننے والا تھا

اور باوجودیکہ اُس کے متعدد دشمنوں نے اُس کو ہمیشہ لڑائیوں میں مصروف رکھا اور اسی کے ساتھ تمامی افکار سلطنت جن کا تمام یورپ سے تعلق تھا اُس کے ذمہ تھیں تاہم بیس برس کی عہد حکومت میں جو کچھ اُس نے اپنے قلم سے لکھا یا دوسروں کو لکھوایا اُس کی ضخامت اسپین۔ فرانس اور انگلستان کے سب سے زیادہ ضخیم تصنیفوں والے لوپ ڈے ویگا۔ والٹیر اور سر والٹر اسکاٹ کی یکجائی تصانیف سے بہت زیادہ ہے اور فرانس کی ڈائرکٹری سے اُس کی دو برس یعنی ۱۷۹۶ء اور ۱۷۹۷ء کی مخفی خط و کتابت جو پیرس میں ۱۸۱۹ء میں چھپ کر شائع ہوئی گھنی چھپی ہوئی سات بڑی جلدوں میں ہے۔ ذیل میں ایک مراسلہ نقل کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وزرا کے ساتھ کس قسم کی خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ بات لطف سے خالی نہیں ہے۔ اُس کی رفعت خیال۔ اُس کی عالی بلند نظری۔ اُس کے وسیع خیالات اُس کی عملی عقل اور بے تکلفی کے ساتھ اُس کے تعالی ورجہ لہجہ کی آمیزش جس سے وزرا مخاطب کئے جاتے تھے اس مراسلہ کو پڑھنے سے پڑھنے والی کو حیرت زدہ کر دیتی ہے۔

شان بیٹن بلو۔ ۱۴ نومبر ۱۸۰۷ء

" ما نسیور کریٹیٹ۔ وزیر داخلہ۔

تم کو شاہی فرمان پہونچ گیا ہے جس میں میں نے تم کو اجازت دے دی ہے کہ اسی لاکھ فرانک شہر پیرس کے اخراجات کے لئے قرض دیدو میں خیال کرتا ہوں کہ تم اُن عمارتوں کو جن کی تعمیر شروع ہوگئی ہے جلد ختم کرنے میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہو۔ اور اسی طرح شہر کے محاصل میں اضافہ کرنے کا بھی تم کو خیال ہے۔ ان عمارتوں میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن سے بہت آمدنی نہ ہوگی۔ بلکہ یہ عمارتیں صرف شہر کی زینت کے لئے تعمیر کی گئی ہیں۔

لیکن بعض محاصل مثلاً بازار کی کمیٹیاں اور مذبح وغیرہ ایسی ہیں جن سے معقول
آمدنی ہوگی۔ لیکن اس غرض کے پورا کرنے کو ان سے آمدنی ہو بڑی چستی کی
ضرورت ہے۔ وہ کام جن کی تعمیر کے متعلق میں نے حکم کو روپیہ دیا ہے منقطع
نہیں ہوئے ہیں جیسا اکثر ہوتا تھا کہ گذشتہ سے وہ رقم جو ادا ہونے کے لیئے منظور
کی گئی ہے بار بار ان میں شرطیہ لگادی ہے۔ جملہ امور بڑی سرگرمی سے انجام کو
پہونچانا چاہیئے۔ اگر یہ رقم مذکورۂ بالا پیرس کے واسطے قرض دیدی جائیگی تو اس
کی آمدنی میں بڑی ترقی ہوجائیگی اور پیرس کی رونق بھی دوبالا ہوجائیگی۔ میرا قصد
ہے کہ دوسرے صیغوں میں بھی روپیہ دینے کا رواج ڈالدوں۔

مجھے بہت سی نہریں بنانا ہے۔ یعنی ڈیجون سے پیرس تک۔ رین سے سون
تک اور رین سے شیلڈ تک۔ میری خواہش ہے کہ ان کا کام اسی تیزی کے ساتھ
جاری ہوجائے جیسا میرا جی چاہتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ سرکاری روپیہ سے کوئی
تعلق نہ رکھکر ان نہروں کے لئے دوسرے ذرائع سے رقم مہیا کروں۔ پس میں
سینٹ کوئنٹن کی نہر کو فروخت کیئے ڈالتا ہوں۔ اور اس روپیہ کو برگنڈی کی
نہر پر صرف کرونگا۔ اور پھر لینگی ڈاک کی نہر کو فروخت کروں اور اس رقم سے رین
لیکر سون تک جدید نہر تیار کرادوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سینٹ کوئنٹن کی
نہر اسی لاکھ فرانک میں فروخت ہوجائیگی اور اسی قدر رقم میں لوئنگ کی نہر بھی
فروخت ہوگی اور لینگی ڈاک کی نہر اس سے بھی زیادہ میں فروخت ہوگی۔ پس ان
ذریعوں سے فوراً تین کروڑ فرانک میرے پاس آجائینگے اور پس میں ان تینوں
بڑی نہروں کو بڑی تیزی سے شروع کرودنگا۔ میرے پاس روپیہ ہے اور خزانہ
عامرہ سے اب کچھ دینا نہ پڑیگا بلکہ خزانہ میں روپیہ بڑھیگا۔ یعنی اگر خزانہ میں بقدر
لوئنگ۔ سینٹ کوئنٹن کی آمدنی کی کمی واقع ہوگی تو اس سے زیادہ سلیٹ

شمپین اور برگنڈی کی نہروں کے ذریعہ سے آمدنی شروع ہوجائیگی۔

" اور جب یہ نہریں اگر زمانہ نے مساعدت کی ختم ہوجائینگی تو میں ان کو بھی فروخت کردونگا اور دوسری جدید نہریں تیار کرونگا پس میرا خاص مدعا یہ ہے کہ انگلستان کی روش کے خلاف کارروائی اختیار کروں یعنی اگر کوئن ٹن کی نہر کو انگلستان بناتا تو یہ کرتا کہ پہلے بادشاہ کی سرکار سے منظوری کا ایک فرمان حاصل کیا جاتا اور پھر صاحب سرمایہ لوگوں کے ہاتھ میں یہ کام چھوڑا جاتا۔ لیکن میں نے اس کے خلاف یہ کیا ہے کہ کوئن ٹن کی نہر تیار کرکے یہ کام جاری کردیا۔ اس نہر میں اسی لاکھ فرانک کے قریب صرف ہوئے ہیں اور یہ پانچ لاکھ فرانک سالانہ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ پس اگر میں اس نہر کو کسی کمپنی کے ہاتھ فروخت کرڈالوں گا تو میری گرہ سے کیا خرچ ہوگا۔ کیونکہ اسی رقم سے دوسری نہر تیار کردونگا۔ پس میں التجا کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر تم میرے پاس ایک رپورٹ بھیجدو۔ ورنہ دیکھو ہم اس سے قبل ہی مرجائینگے کہ ان نہروں میں کشتی رانی شروع ہو۔ دیکھو چھ سال ہوئے کہ کوئن ٹن کی نہر شروع کی گئی ہے لیکن ہنوز اتمام کو نہیں پہونچی۔ یہ نہریں بڑی ضروری ہیں۔ برگنڈی کی نہر کا تخمینہ تین کروڑ فرانک ہے اور جو رقم خزانہ سے صرف ہوگی اس کی مقدار سالانہ بارہ لاکھ فرانک سے زیادہ نہیں ہے۔ دوسرے صیغوں سے پانچ لاکھ فرانک سے زیادہ مہیا نہیں ہوسکتے پس اس حساب سے اس نہر کی تکمیل کو بیس برس درکار ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس مدت میں کیا کیا انقلاب پیش آنے والے ہیں۔ لڑائیاں شروع ہوجائینگی اور نا قابل آدمی با اختیار ہونگے اور نہریں غیر مکمل پڑی رہ جائینگی۔

" رین سے شیلٹ تک نہر بنانے میں بھی بڑی رقم درکار ہوگی اور خزانہ میں اتنا روپیہ کہاں ہے کہ یہ کام ہمارے حسب خواہش جلدی سے تکمیل کو پہونچیں۔ نہر نپولین

کا بھی یہی حال ہے پس مجھے فوراً رپورٹ کے ذریعہ سے مطلع کرو کہ ان تینوں نہروں پر کسقدر روپیہ سالانہ خرچ کیا جا سکیگا میں خیال کرتا ہوں کہ دوسری عمارتوں کا ہرج کئے بغیر ان پر ڈیڑھ یا دو کروڑ فرانک سالانہ خرچ کئے جا سکینگے اور اس طرح پانچ برس کے اندر ہی ان میں کشتی رانی ہونے لگے گی۔ ورا مجھے مطلع کرو کہ ان تین نہروں کے واسطے موجودہ محاصل میں سے کتنی رقم دی جا سکتی ہے۔ ۱۸۰۷ء کے واسطے میں نے کیا منظور کیا ہے۔؟ اور ۱۸۰۶ء کی رقم سے کسقدر روپیہ باقی ہے؟ تاکہ نہروں کا کام پوری سرعت کے ساتھ شروع کر دیا جاوے۔ اُن تین نہروں کے فروخت کر ڈالنے کی تجویز میرے سامنے پیش کرو جو قطعی تیار ہو چکی ہیں اور یہ بھی لکھو کتنی قیمت پر اُن کو فروخت کر ڈالنا مناسب ہے۔ اور خریداروں کا پیدا کر دینا میرا کام ہے۔ اس طریقہ سے ہمارے ہاتھ میں بہت بڑی رقم آ جائیگی۔ اپنی رپورٹ میں مجھے یہ بھی لکھو کہ جن نہروں کو میں فوراً مکمل کر دینا چاہتا ہوں اُن میں تکمیل کسقدر روپیہ کی حاجت ہے اور اس قیمت کو اُس لاگت سے مقابلہ کرو جو اُن تین نہروں میں لگی ہے جن کو میں اب فروخت کرنا چاہتا ہوں۔

"میری خواہش اور مرضی کو اب تم سمجھ گئے میرا یہ قصد ہے کہ تمہاری رپورٹ سے بھی زیادہ کام کروں۔ شاید اس سے سرکاری عمارات اور انہار کے لئے ایک سرمایہ پیدا ہو جائیگا اور نہروں کی آمدنی بھی اُسی سرمایہ میں فوراً شامل کر دی جائیگی اور اسی سرمایہ میں تینوں کی وصول شدہ قیمت اور دوسری نہروں کی قیمت بھی اضافہ کر دی جائیگی بشرطیکہ دوسری نہریں فروخت کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس طرح ہم فرانس کی رد کار تبدیل کر دینگے۔

"میری حکمرانی کی شان تو اسی میں معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے ممالک کی رد کار تبدیل کر دوں۔ اگر یہ بڑے کام تکمیل کو پہونچ گئے تو صرف جمہوری کا فائدہ

۲۸۶

نہیں ہے بلکہ میرے خود اطمینان اور مسرت کا باعث ہوگا۔ گداگری کے موقوف کر دینے کو بھی میں بڑا ضروری اور ناموری کا کام خیال کرتا ہوں۔ روپیہ کی کمی نہیں ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کام بڑی سستی سے ہو رہا ہے اور وقت گذرتا چلا جاتا ہے۔ ... دیکھو ہمیں اپنے بعد ایسی یادگاریں چھوڑ جانا ہے کہ ہماری اولاد ہمیں یاد رکھے۔

ایک مہینے کے لئے میں باہر جاتا ہوں۔ ۱۵۔ دسمبر تک ان سوالوں کے جواب تیار ہو چکیں۔ بڑی احتیاط سے تفصیلی معاملات کی جانچ کر لینا کہ ایک حکم عام جاری کر کے میں گداگری کا خاتمہ کر دوں ۱۵ دسمبر تک تم سرمایہ کا ایسا انتظام کر رکھنا کہ ساٹھ یا سو محتاج خانوں کی مدد کو کافی ہو سکے کہ گداگری کا استیصال کر دیا جائے وہ مقام بھی تجویز کر لینا جہاں یہ مکان تعمیر کئے جائیں اور ان کے انتظام کے قواعد مرتب ہو جانا ضروری ہے۔ اب آئندہ ہدایات کے لئے تم مجھ سے تین چار مہینے کی مہلت اور مدت مانگنا۔ تمھارے پاس نوجوان اور مستعد محاسب۔ زیرک۔ حاکم اور لائق انجینیر موجود ہیں سب کو جگا دو اور دفتر کی معمولی محنت خیال کر کے ہمیشہ کی طرح مت سو۔ اسی کے ساتھ سرکاری عمارات اور انہار کے متعلق جملہ امور انتظامی کا فیصلہ ہو چکنا بھی ایسا ہی ضروری ہے تاکہ موسم بہار کے آغاز تک فرانس میں ہم کو ایک گداگری کی بھی صورت نظر نہ آئے۔ اور سب اس مدعا سے کام میں مصروف ہوں کہ ان کے ملک کی زینت ترقی کرے اور آمدنی کے ذریعے پیدا ہوں۔

"اس کے سوا تم وہ ضروری سامان بھی مہیا کر رکھنا کہ کاٹن ٹن اور روچ فرٹ کی دلدلوں کا پانی نکال دیا جانے سے روپیہ حاصل کرنے کی میں تجویز نکالوں اور یہ رقم سرکاری تعمیرات اور دوسری دلدلوں کا پانی نکالنے کے انتظام وغیرہ میں صرف کی جائے۔

شاہنشاہ نے تبسم کر کے کہا "دیکھئے ہم بیٹھے آپ کا کام کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ آپ خود اپنا کام کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ آپ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ہے اور شام کو خوب لطف رہ چکے ہیں لیکن کام میں غفلت ہونا چاہئے"
مسٹر ڈارو نے جواب دیا "حضور والا میں نے اور سیر ہو کر کھانا کھایا ہے۔ نہیں بلکہ متواتر کئی راتوں سے برابر لکھ رہا ہوں اور ذرا بھی نہیں سویا ہوں اور یہ سب اسی کا نتیجہ تھا جو حضور والا نے ملاحظہ فرمایا۔ لیکن مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے"

نپولین نے کہا "تو پھر تم نے مجھے اس بات کی اطلاع کیوں نہ کر دی میری یہ خواہش نہیں ہے کہ تم کو ہلاک کر دوں۔ اچھا۔ سلام جاؤ اور آرام کرو"

نپولین خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ علما اور سائنس دان لوگوں کا کس قدر اثر جمہور اور ملک پر پڑا کرتا ہے۔ پس اسی لئے وہ انسٹیٹیوٹ کو ہوشیار نگاہ سے دیکھتا رہتا تھا۔ یہ دستور تھا کہ جب کسی جدید رکن کا انتخاب ہو جاتا تھا تو وہ اپنے پیش رو کی تعریف میں اسپیچ دیا کرتا تھا۔ بوربون خاندان کے خیرخواہ اور حامی مانسیئور چیٹو براانڈ کا مانسیئور چینیر کے بجائے انتخاب ہوا۔ مانسیئور چینیر وہ شخص تھا جو لوئی شانزدہم کے قتل کا فتوےٰ دینے والے ججوں میں سے ایک جج تھا۔ چیٹو براانڈ نے خلاف قاعدہ و دستور کے مانسیئور چینیر کے کام پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ یہ اسلئے کشتنی ہے کہ اپنے بادشاہ کے قتل میں شریک تھا۔ یہ کہنا تھا کہ کونسل میں تلاطم برپا ہو گیا اور نہایت پرجوش اور غضب آلود بحث شروع ہو گئی اور انسٹیٹیوٹ کی اس کونسل سے یہ بات نکل کر تمام پیرس میں مشتہر ہو گئی۔ اور اسی وقت پرانے جھگڑے تازہ ہو گئے اور عداوت و دشمنی کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ نپولین نے حکم دیا کہ وہ اسپیچ اس کو ملاحظہ کرائی جاوے۔ اور ملاحظہ کے بعد حکم دے دیا کہ وہ بے حد لغو اور

بیہودہ تھی اور شائع نہ کی جائے۔ انسٹیٹیوٹ کے ارکین میں سے ایک شخص شاہنشاہ کے یہاں بھی بڑے عہدہ پر ممتاز تھا اور مباحثہ میں شریک ہو کر اُس نے مانسٹیو چیپیو براںڈ کی خوب تائید کی تھی۔

دوسرے جلسہ میں جبکہ شاہنشاہ کے حضور میں فرانس کے بڑے ممتاز ممتاز آدمی موجود تھے یہ شخص بھی آیا شاہنشاہ نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"کیوں۔ جناب ذرا یہ تو فرمایئے کہ یہ انسٹیٹیوٹ ملکی معاملات میں مداخلت کرنے والی جماعت کب سے بن گیا ہے۔؟

انسٹیٹیوٹ کی سلطنت کی حدود تو یہیں تک محدود ہیں کہ نظمیں لکھی جائیں اور زبان کی غلطیوں پر نکتہ چینی کی جائے۔ ذرا انسٹیٹیوٹ کو اپنی آنکھیں کھول لینا چاہیئے کہ اُس نے علمی فرماں روائی کو کیوں خیرباد کہدیا ہے۔ اور اگر آنکھیں کھول کر کام نکیا تو میں اس کو اُس کی حدود کے اندر لانے پر مجبور ہو جاؤنگا۔ اور یہ تو فرمایئے کہ آپ میں یہ حوصلہ کیسے پیدا ہوا کہ ایسی نا ملایم اور ناروا تقریر کی تائید کی جرات کی۔ اگر مانسٹیو چیپیو براںڈ کے حواس معطل ہو گئے تھے یا فساد برپا کرنے کی نیت تھی تو حوالات خانہ اس کو ہوش میں لانے کے لئے موجود ہے یا دوسری سزا سے اوسان ٹھیک ہو سکتے تھے۔ لیکن باوجود ان سب امور کے اس کی رائے جہاں تک تھی ذاتی تھی اور وہ اس بات پر مجبور نہیں تھا کہ خواہ مخواہ میری حکمت عملی کا پابند بن جاتا۔ کیونکہ اُس کو میری حکمت عملی سے ہنوز واقفیت نہیں ہے۔ لیکن کیا آپ کی حالت بھی اُسی کی طرح ہے؟ آپ کو میرا ہر وقت تقرب حاصل ہے۔ میرے ارادے آپ پر مخفی نہیں ہیں۔ مانسٹیو چیپیو براںڈ کو ایک طرح سے معاف بھی کیا جا سکتا ہے لیکن کہیئے تو آپ کے پاس کیا عذر ہے؟

آپ قطعی مجرم ہیں۔ آپ کے چال چلن کو بھی میں اسی طرح مجرمانہ تصور کرتا ہوں۔

اس چال چلن کی یہ منشا ہے کہ پھر غدر ہو۔ طوائف الملوکی ہو۔ اور خونریزی ہو۔ کیا آپ ہم سب کو قزاق خیال کرتے ہیں؟ اور کیا میں غاصب ہوں؟ جناب کسی کو تخت سلطنت سے ڈھکیل کر میں اس پر چڑھ بیٹھا ہوں۔ میں نے تو تاج پایا ہے۔ وہ گر پڑا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا لیا اور قوم نے وہ میرے سر پر رکھ دیا۔ قوم کے فعل کی عزت کیجیے۔ اس وقت جو معاملات پیش آئے اور جمہور میں ان پر بحث شروع ہوئی اگر ان کو نہ روکا جاتا تو انقلاب واقع ہو جائیگا۔ ہنگامے برپا ہونگے اور امن خلایق میں خلل واقع ہو جائیگا۔ بوربون بادشاہ یا دوسری خود سر بادشاہت تو پردہ راز میں نہاں ہو چکی اور اسی طرح نہاں رہے گی۔ پس کیا میں موجودہ اراکین سلطنت یا ان لوگوں کو جو سابق بادشاہ کے قتل میں شریک تھے سزا کا مستوجب ٹہراؤں؟ پس کیا وجہ ہے کہ ایسے نازک معاملات معرض بحث میں لائے جاتے ہیں؟ وہ معاملات جو انسان کے احاطہ تجویز سے خارج ہیں خدا ہی کی مرضی اور حکم پر چھوڑنا چاہیئے۔ اور کیا جو محنتیں میں نے کی ہیں ان کے ثمر خاک میں ملجائینگے؟ اور کیا میری کوششیں ایسی رائگان ہیں کہ اگر میری موجودگی تم کو نہ روکے تو تم ایک دوسرے کے خون میں نہانے لگو؟"

پھر ایک لمحہ کا توقف کرنے کے بعد اس نے تاسف سے کہا "افسوس ہے اے فرانس تیرے حال پر۔ ابھی تو تجھے بہت دنوں تک ایک محافظ کی محافظت کی ضرورت ہے"۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں نے حتی المقدور اسی بات کی سعی کی کہ تمھارے باہمی جھگڑوں کو مٹاؤں۔ میں ہمیشہ یہی فکر میں کرتا رہا کہ تم سب باہم متفق ہو جاؤ۔ میں نے تم سب کو ایک ہی چھت کے نیچے جمع کر کے بلایا اور ایک ہی مجلس میں بٹھایا اور ایک ہی جام میں شراب پلائی۔ پس میرا حق ہے کہ میں تم سے اس بات کی توقع کروں کہ تم میری مدد کرو۔ جب سے عنان حکومت

میں نے اپنے ہاتھ میں لی ہے کیا میں نے کسی شخص کی طرز معاشرت۔ افعال راے۔
یا تحریر کے متعلق تحقیقاتیں کی ہیں؟ پس تم کو لازم ہے کہ میری طرح بردباری سیکھو
میرا صرف ایک مدعا رہا ہے۔ اور میں نے اگر پوچھا ہے تو تم سے صرف ایک سوال
پوچھا ہے اور وہ یہ سوال ہے۔ کیا تم فرانس کی خوشحالی اور ترقی میں میرے صدق
دل سے معاون و معین ہوسکے؟ اور جن لوگوں نے جواب میں کہا ہے "کہ ہاں ہم مدد
دینگے" اُن کو میں نے ایک صراط مستقیم پر ڈال دیا اور اُن کو پہاڑ کی طرح مستحکم کر دیا
اور اُن کو دوسری راہ نہ چلنے دیا۔ اور اسی راستہ پر چلا کر دوسرے سرے پر لے گیا
اور میں نے انگلی سے اشارہ کر کے تبلایا کہ دیکھو یہ عزت ہے اور فرانس کی شان
و شوکت ہے۔"

یہ ملامت آمیز تقریر سخت تھی اور جس شخص سے مخاطب ہوکر کی گئی تھی وہ بڑا نازک دماغ
اور غیرت والا تھا۔ چنانچہ اُس نے اجازت چاہی کہ دوسرے روز مجھے اپنے حضور
میں شاہنشاہ حاضر ہونے کی پروانگی دے۔ اور جی میں ٹھان لیا کہ استعفا دیدے
اُس کو اجازت دی گئی اور جب دوسرے دن وہ سامنے آیا تو شاہنشاہ نے فوراً
بلا انتظار اس کے کہ وہ کچھ کہے اُس سے خطاب کیا۔

"مہربان من۔ تم کل والی بات کے متعلق مجھ سے باتیں کرنے کو آئے ہو۔
تم کو اُس وقت صدمہ ہوا لیکن یاد رکھو کہ مجھے بھی اُسی قدر رنج ہوا۔ مگر وہ نصیحت
تھی اور میں نے چاہا کہ ایک سے زیادہ آدمی اُسے سُن لیں۔ اور اگر اُس سے
جمہور کے لئے کچھ نیک نتائج نکلے تو ہم کو ہرگز صدمہ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اب تم اُس
کا ہرگز خیال نہ کرو۔"

اس سال نپولین نے صیغۂ محاصل کے حساب رکھنے میں نہایت سخت یہ
انتظام کیا کہ ہر رقم دو جگہ درج کی جائے اور یہی انتظام آج جاری ہے۔ اس سے فرانس

کا حساب سب سے زیادہ صحیح حالت میں رہتا ہے اور یورپ کی جملہ سلطنتوں کے حساب سے صاف رہتا ہے۔

نپولین نے تجویز کیا کہ بازاروں کی سڑکیں شیشہ کی چھتوں سے محفوظ کر دی جائیں کہ پاپیادہ چلنے والوں کی جماعت کو خرید و فروخت میں بارش وغیرہ کی تکلیف نہ ہونے پاوے اور یہی آغاز تھا کہ آج پیرس میں عجیب وغریب راستے موجود ہیں جہاں پیرس کے جانے والے سیاح گھنٹوں آرام کرتے ہیں۔ چالیس مذبح ایسے واقع ہوئے تھے کہ پیرس بدنما ہو گئی تھی۔ سخت بدبو رہتی تھی اور قصابوں کی بازار سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ نپولین کے حکم سے وہ سب اٹھائے گئے اور شہر کے باہر چار مذبح مناسب موقع سے تعمیر کروائے گئے جو شہر کے چار پھاٹکوں سے متصل تھے۔

اُن جنرلوں اور سپاہیوں کی نپولین نے بڑی قدر دانی کی جنھوں نے فرانس کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی تھیں اور سچی شجاعت کا اظہار کیا تھا۔ اُن کی باقاعدہ تنخواہوں کے علاوہ شاہنشاہ نے دو کروڑ فرانک اُن کو انعام میں دئے اور اپنی شکر گذاری کا اظہار کیا اور مجروح سپاہیوں کی معقول سالانہ زخموں کی صورت میں پنشن مقرر کی۔ اُن لوگوں پر گوناگوں عنایت و رحمت کرنے میں نپولین نے بڑا مبالغہ کیا جنھوں نے فرانس کی آزادی مستقل کرنے میں میدانِ جنگ میں معرکہ آرائیاں کی تھیں۔

دوسروں کے ساتھ بھی وہ عنایت سے پیش آتا تھا۔ اپنی ذات سے جہاں تک تعلق تھا وہ جزرس۔ کفایت شعار اور اعلیٰ درجہ کا سادہ تھا۔ اور اس بات کو بڑی محتاط نگاہ سے دیکھتا رہتا تھا کہ سرکاری روپیہ کسی طرح بیجا صرف تو نہیں ہوتا تھا۔

ہارٹنیک میں جوزیفائن کی منہ بولی ماں کا انتقال ہوا۔ نپولین نے حکم دیا

کہ حبشہ کے مرد اور عورتیں جو اُس کی خدمت میں تھے سب آزاد کردیئے جائیں اور اُن کی تمامی عمر آرام سے بسر کرنے کا انتظام کردیا۔ اُس نے حکم دیا کہ مسیحی گرجوں کی تعداد بڑھا کر تین ہزار کردی جائے۔ تاکہ مذہبی برکات سے دیہات کے آدمی بھی فائدہ اٹھائیں۔ اُس نے مذہبی تعلیم کے لئے بہت سے مدرسے قایم کئے تاکہ تعلیم پاکر بہت سے لوگ پادری اور واعظ ہو سکیں

قوم نے اس بات پر زور دیا کہ جدید مجموعۂ قوانین کا نام بدلکر شاہنشاہ کے نام سے منسوب کیا جائے اور اُس کا نام مجموعۂ قوانین نپولین رکھا جائے۔

تھیرس صاحب لکھتے ہیں "اگر خطاب کسی موقع پر پورے استحقاق سے دیا گیا ہے تو وہ موقع یہی تھا۔ کیونکہ یہ مجموعۂ قوانین خاص نپولین کی دماغی محنت کا اُسی طرح نتیجہ صریح تھا جس طرح بلا شرکت غیرے۔ آسٹرلٹز اور جینا کی فتوحات اُس کی اپنی لیاقت کا نتیجہ تھیں۔ یہ درست ہے کہ مقنان سلطنت نے اس معاملہ میں اُسے مدد دی تھی۔ لیکن یہ کام نپولین ہی کے عزم و استقلال کا تھا کہ اُس کو مکمل کردیا اور اپنے صائب سے اُس کی اصلاحیں عمل میں لایا"

یہ مجموعۂ قوانین وہ ہے جس کی شہرت لازوال ہے اور نپولین کی ذکاوت اور اُس کی بنی نوع سے محبت کی بین دلیل ہے۔ نپولین نے اپنی ماتحت ریاستوں پر زور دیا کہ اسی مجموعہ پر عملدرآمد کیا جائے۔ اور یورپ کے بڑے حصہ میں وہ رائج ہو گیا۔ اور جہاں اُس کا رواج ہوا جمہور کے حقوق مساوی ہو گئے اور امراء کے ظلم و ناجائز استحقاق کا خاتمہ ہو گیا۔

چونکہ فرانس کی شان و عظمت کی ترقی کا نپولین دلدادہ تھا پس سب بادشاہوں سے بڑھکر علوم لطیفہ کا شاید وہ قدردان تھا جس صورت سے ممکن تھا اُس نے سائنس ادب اور فنون کو ترقی دی۔ دنیا کے سپہ سالاروں میں نپولین پہلا سپہ سالار ہے جس نے سپاہیوں کی فوج کے ہمراہ عالم اور سائنس داں لوگوں کی جماعتیں رکھیں۔ تاکہ انسانی معلومات میں

ترقی ہو۔ اُس کی سرپرستی کا یہ نتیجہ ہوا کہ زبان میں نامعلوم قیاسات کی طاقت بڑھی اور لاپلیس۔ سگے لی لیو۔ کیپلر۔ اور نیوٹن پر سبقت لے گیا اور اجرام فلکی کی حرکات کا نہایت صحیح اندازہ کر کے اپنے نام کو لازوال کر دیا۔ کیوویر نے گذشتہ مخلوق کے مقبروں کی تحقیقات کر کے ہماری زمین کی عجیب و غریب تاریخ کو ظاہر کیا جبکہ اُس کی کوئی شکل نہ تھی اور وہ خالی تھی اور سمندر پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

نپولین کی تحریر اور اُس کے کاموں پر دنیا کو ایک سی حیرت ہے بوربون اور ارلینس[1] Orleans خاندان کے اراکین اُس کے ساتھ ہرگز انصاف نہیں کر سکتے اُس کے خطوط۔ اعلان جنگ کی سرکاری رپورٹیں اور وزرا کو ہدایتیں روز روشن کی طرح دنیا میں مشہور ہیں اور اب وہ اور بھی سب لوگوں کے سامنے آیا چاہتی ہیں اور اُن تمامی طعنہ زنیوں اور بدیوں سے دھند کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے جو اُس کے نام سے دشمنوں نے منسوب کر رکھی ہیں۔ جو شخص اس وسیع الخیال بادشاہ کے متعلق کاغذات کا مطالعہ کرتا ہے حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ صفائی۔ درستی۔ جوش۔ پرزور دلایل۔ اور اعلیٰ سادگی جو اُس کی تقریریں پائی جاتی ہے۔ سائنس۔ ادب۔ اور میدان فصاحت میں اُسکو سب سے عالی رتبہ دیتی ہے۔

تھیرس صاحب بڑے تعجب سے لکھتے ہیں "کہ میں نے شاہنشاہ کے قلم کی لکھی ہوئی تحریریں پڑھیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ عجب قسمت والا شخص تھا کہ وہ سب سے بڑا انشا پرداز تھا۔ اور اپنے زمانہ کا سب سے بڑا سپہ سالار تھا اور سب سے بڑا آئین ساز تھا اور سب سے بڑا مدبر تھا"۔

[1] آرلینس خاندان وہی ہے جس کے متعلق سنیٹ ہلینا کی اسیری کے دوران میں نپولین نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ خاندان فرانس پر حکومت کریگا۔ چنانچہ اسی خاندان کا لوئی فلپ سنہ ۱۸۴۰ء میں فرانس کا فرماں روا تھا جبکہ نپولین کی نعش سینٹ ہلینا سے آئی۔ مترجم۔۱۲

ہر ایک پاکیزہ طبیعت شخص یونان اور روم کے علماء کی یونانی اور لاطینی تصانیف
کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ بڑے ذوق سے نپولین نے بھی اپنی یونیورسٹی میں یونانی اور لاطینی
کو داخل کیا۔ ہر ایک عالی خیال آدمی کے دل میں ایک اُداس عنصر پیوست ہوتا ہے
گزشتہ سلطنتوں کے حالات پر وہ افسوس کے ساتھ غور کرتا ہے۔ نپولین کی مطلب
پرستی میں بڑی خوبی سے عالی درجہ کا شاعرانہ ادراک بھی آمیز تھا۔ آفتاب پر غور کرو کہ
دراں حالیکہ وہ اناج کو پکاتا ہے اور رسیلے شاداب پودوں کو غذا پہونچاتا ہے مگر
اسی کے ساتھ نافران اور گلاب میں مصوّر کی طرح خوبصورتی سے قلم کاری بھی کرتا ہے
اس مدعا سے کہ لوگ محنت پر آمادہ ہوں۔ اور لایق لوگ بدگوئی کیے جانے سے
محفوظ رہیں نپولین نے انسٹیٹیوٹ میں ایسے درجے قایم کر دیے کہ ادب۔ فنون
اور سائنس پر سے رود رعایتا رپورٹ کیا کریں۔ اور شاہی کونسل کے درمیان
یہ رپورٹیں شاہنشاہ کے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور مستحقین کو بڑی فیاضی سے صلے
دیے جاتے تھے۔ جبکہ سب سے پہلی اس قسم کی رپورٹ شاہنشاہ کے سامنے
پڑھی جا چکی تو اُس نے انسٹیٹیوٹ کے نایبوں سے کہا:

”اگر فرانسیسی زبان نے خاطر خواہ ترقی کر کے پورا رواج پا لیا تو یہ بات تم جیسے
لایق لوگوں کی بدولت میسر آئیگی اور ہم تمھارے بڑے ممنون احسان ہیں۔ تمھاری
جانکاہیوں کی کامیابی کے متعلق میں نے ایک صلہ مقرر کیا ہے۔ ان جانکاہیوں
سے قوم شائستہ ہو جائیگی۔ اور میری سلطنت کی شان و شوکت بڑھانے کو ان جانکاہیوں
کی بڑی ضرورت ہے یہ رپورٹ میں نے بڑی مسرت سے سنی اور تم میری حمایت
وحفاظت پر بھروسہ رکھو۔“

ذہین اور طبّاع لوگوں کی محنت کا سب سے بڑا صلہ یہی تھا کہ شاہنشاہ اُس کی
محنتوں پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرے۔ فن مصوری کو تحریک دینے کے لئے شاہنشاہ نے

جوزیفائن اور اپنے ارکین دربار کی شاندار جماعت کو ہمراہ لیا۔ اور داؤد مصور کی تصویر کشی کے مدرسہ کا معائنہ کرنے کو گیا یہ موقع وہ تھا کہ یہ نامور مصور تاج پوشی کے جلسہ کی تصویر کو ابھی ختم کر چکا تھا۔ مصور نے اس تصویر میں خاص حالت تصویر کی اس طرح قایم کی تھی کہ شاہنشاہ نپولین اپنے ہاتھ سے جوزیفائن کے سر پر تاج شاہی رکھ رہا ہے اس تصویر پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ تو نپولین کی تاجپوشی کی تصویر نہوئی بلکہ جوزیفائن کی تاج پوشی کی تصویر ہوئی۔ تھوڑی دیر تو نپولین اس مصور کی تصویر کے پُر اثر منظر کو خاموشی اور حیرت سے دیکھتا رہا اور پھر مصور سے مخاطب ہو کر بولا :-

" مانسیور داؤد۔ ملکہ میری ہاں۔ اور شاہنشاہ کس خوش اسلوبی سے اس تصویر میں قایم کیئے گئے ہیں بس تمھارا حصہ ہو گیا کہ تم نے مجھکو ایک فرانسیسی نایٹ بنا دیا ہے۔ اور مجھے بڑی مسرت ہے کہ تمھاری تصویر کی بدولت آنے والے لوگوں کو بھی ثابت ہو جائیگا کہ ملکہ کے ساتھ مجھے بڑی محبت تھی " پھر دو تین قدم چل کر شاہنشاہ ٹھرا اور مصور سے مخاطب ہو کر بولا " مانسیور داؤد میں تسلیم بجا لاتا ہوں " اس وقت شاہنشاہ نے ٹوپی اُتار کر ہاتھ میں لے لی تھی اور سر کو بہت جھکا دیا تھا۔

مصور نے بڑے سلیقہ سے جواب دیا " میں سلطنت کے تمامی مصوروں کی جانب سے بادشاہ نپولین کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ صرف میری وجہ سے تمامی فن مصوری کے ماہرین کی ایسی عزت ہوئی "

بعد کو یہ تصویر لووری کے عجائب خانہ میں آویزاں کی گئی۔ نپولین نے پھر ایک دن مقرر کیا اور مانسیور داؤد اور اُس کے شاگردوں سے ملاقات کی اور نامور شاگردوں کو لیجن آف آنر کا نشان عظمت عطا کیا اور اس گروہ کا افسر مانسیور داؤد کو بنایا۔

فرانس کے انقلاب نے بوربون خاندان کے امرائے تخت کو اُلٹ کر جمہوری تخت اُس سے بھی زیادہ شان و شکوہ کے ساتھ قایم کیا۔ بادشاہت کے لئے یہ

ضروری بات ہے کہ تخت شاہی کے گرد امراء و اراکین دربار کا گروہ حاضر ہو۔ نپولین جمہور کا
بادشاہ تھا۔ جمہوریں نے اُس کو منتخب کیا تھا پس جمہور ہی کی بہتری کی وہ کوشش کرتا تھا
اُس نے بڑے زبردست عزم و ہمت سے جمہوریں میں سے امرا قایم کرنے کی کوشش کی
اگر نپولین خاندانی امراء کے گروہ کو نظر انداز کر دیتا تو ایسا کرنا ممکن تھا۔ لیکن نہیں اُس نے
اس گروہ میں سے بھی ایسے امرا انتخاب کئے جو جمہوری سلطنت کے اصولوں کے مخالف
نہ تھے۔ لیکن ان خاندانی امرا کو اُس نے کسی قسم کا ایسا اعزاز نہ دیا جو انھیں تک محدود
رہتا۔ اور کھول کر کہدیا کہ جو اپنی عمدہ خدمات کی وجہ سے مستحق ہوگا اعزاز پائیگا جن لوگوں
نے ایسی خدمات انجام دیں کہ جن کی شہرت لازوال تھی۔ نپولین نے خطابات بھی اُن کو ایسے
ہی دئے کہ لازوال تھے۔ مگر ان نئے امراء کو جنہوں نے ۔ راپوولی کیسٹ ٹگ لین۔ ناشی سیلو
آرسٹڈ اور ایلاک کے میدان جنگ میں خطاب پائے تھے۔ قدیمی امراء جن کو اپنے آبائی
اعزاز پر ناز تھا حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

سائیسوں کے لڑکے ورزی کے امیدوار۔ سوداگروں کے محرر صرف بوجہ اپنی بڑی
لیاقتوں کے اپنے ادنی پیشے چھوڑ کر بڑے بڑے مرتبوں پر پہونچ گئے تھے اور بڑے بڑے خاندانی
امراء کے لڑکے محض اس وجہ سے کہ نالایق اور بیچکارہ تھے خوار و ذلیل تھے۔ لیکن ان قباحتوں
سے جو اس انقلاب سے پیدا ہونے والی تھیں۔ نپولین اچھی طرح آگاہ تھا۔ اور سینٹ ہلینا میں
اسی مضمون پر گفتگو کرتے ہوئے اُس نے کہا :۔

"بادشاہت کے سہارے اور مدد کے لئے صرف اور واقعی جس کی ضرورت ہے وہ
امراء کا گروہ ہے۔ اگر امراء نہوں سلطنت ایسی کشتی سے مشابہ ہے جس میں ڈانڈ نہ ہو۔
اور وہ ہوا کا غبارہ ہے۔ اصلی امرا وہی ہیں جو قدیمی ہوں اور واقعی ایسے اُمرا سے ایک
طلسماتی طاقت قایم ہوتی ہے۔ اور یہی چیز تھی جس کو میں قایم نہ کرسکا۔ باشعور جمہور سوائے
اتنی ترقی کے کہ سب کے حقوق مساوی کردئے جائیں اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور اُس

زمانہ میں حکمت عملی یہی تھی کہ قدیم امراء کو اُسی وقت تک قایم رکھا جاتا جب تک کہ اُن کے خیالات جمہوری اصول کے مطابق رہتے۔ اس سے علاوہ قدیمی تاریخی ناموں سے فائدہ اُٹھانے کی ضرورت تھی۔ یہی ایک طریقہ تھا کہ ہمارے جدید کونسلوں اور افادہ گاہوں کے طریقوں پر پرانے طریق کا حالہ ڈالا جاتا

" میں نے ان سب باتوں کی تجویز کرلی تھی۔ لیکن مجھے مہلت نہ ملی کہ اُن پر عملدرآمد کرتا اور وہ تجویزیں یہ تھیں کہ ہر ایک پرانے سپہ سالار یا دریسٹر کے بیٹوں کو اختیار دے دیا جاتا کہ جب وہ ثابت کر دیتے کہ اُن کے پاس اتنی دولت موجود ہے جتنی درکار تھی تو گورنمنٹ سے وہ نواب کا خطاب حاصل کر لیتے۔ اور اسی طرح کافی دولت موجود ہونے پر ہر ایک جنرل یا صوبہ کے صوبہ دار کا بیٹا چھوٹے درجے کے نواب کا خطاب حاصل کرسکتا۔ اس طریقہ سے بعض کے مراتب بڑھ جاتے بعض کی حوصلہ افزائی ہوتی اور بعض کو ہمسری کا خیال پیدا ہوتا اور کسی کو نقصان نہ پہونچتا۔ دیکھنے میں تو یہ سب خوبصورت کھلونے معلوم ہوتے ہیں لیکن آدمیوں پر فرماں روائی کرنے کے لئے بڑے ضروری ہیں۔ بگڑی ہوئی قوموں پر اُنھیں اصولوں سے حکومت نہیں ہوسکتی جن سے سادی اور نیکوکار قومی جماعتوں پر حکومت ہوتی ہے۔ ان وقتوں میں اگر ایک شخص ایسا ہے کہ دوسروں کی بھلائی کے لئے سب چیزیں قربان کر دے تو اُس کے مقابلہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں شخص ایسے موجود ہیں کہ حصولِ مدعا۔ خود بینی۔ اور لطف کی خاطر اپنے اوپر حکومت گوارا کرتے ہیں

" پس ایسے آدمیوں کے نئے جنم کی ایک دن میں کوشش کرنا مجنونانہ حرکت ہے۔ کاریگر کی اصل لیاقت تو اسی میں ظاہر ہوتی ہے کہ اپنے اوزاروں کو قاعدہ سے کام میں لائے۔ اور اُن مادّوں سے جو بظاہر نکمے معلوم ہوتے ہوں نیک نتیجہ نکالے اور میرے خطابوں۔ فیتوں۔ اور امتیازی صلیبوں کا لوگوں کی عزت افزائی کے واسطے ایجاد کرنے کا اصل راز یہی تھا۔ اور ان کھلونوں کے ایجاد کرنے اور کام میں لانے میں

اگرچہ کچھ دشواریاں تھیں لیکن مفید نتیجے سے خالی نہ تھیں۔ اور اپنی حالت شائستگی کے اعتبار سے ان کھلونوں کی وجہ سے دوسروں نے ان کھلونوں کے رکھنے والے اشخاص کی عزت کی اور خود ان لوگوں میں غیرت اور حمیت کا مادہ پیدا ہو گیا۔ کمزور لوگوں کی خودبینی کو ان سے تشفی ہوئی اور زبردست لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔"

دبدبۂ بادشاہی کو جمہوری ہمسری کے ساتھ جمع کرنا فعل عبث۔ لیکن نپولین واقعات کی ایسی بھول بھلیاں میں پھنسا ہوا تھا کہ انسان کا اُس سے باہر نکل آنا محال تھا۔ دس برس کی ہولناک طوائف الملوکی سے صاف ظاہر ہو چکا تھا کہ فرانس میں جمہوری حکومت قایم کرنے کی قابلیت و استعداد ہنوز پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب نپولین جمیع اختیارات کو سمیٹ کر قدیمی امرا کو جمع کر رہا تھا۔ اگرچہ اُس کا اصل رجحان یہی تھا کہ جمہور کو ہر طرح سے فائدہ پہونچے تاہم وہ ایک قطعی شاہنشاہی کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں کہ موروثی امرا کا قایم کرنا لوادہ بانت میں سے تھا نپولین کو کچھ شک تھا۔

ادمیرا نے سینٹ ہلینا میں نپولین سے کہا۔ اس بات سے سب کو تعجب ہوتا ہے کہ آپ نے فرانس میں ڈیوک کسی ایک شخص کو بھی نہ بنایا۔ اگرچہ اس کے خلاف دوسرے مقامات پر آپ نے بہتوں کو ڈیوک بنا دیا۔"

نپولین نے جواب دیا۔" اگر میں فرانس میں کسی شخص کو ڈیوک کا خطاب دے دیتا تو بڑی ناراضگی پیدا ہو جاتی۔ مثلاً اگر میں بورگونی[1] میں اپنے کسی بڑے جنرل کو ڈیوک بناتا تو بورگونی کے جمہور میں تلاطم برپا ہو جاتا۔ اور وہ خیال کر لیتے کہ اس خطاب کے ساتھ امرا کے حقوق اور موروثی جاگیر ضرور شامل ہو گی۔ قوم کو پُرانے اُمرا سے ایسی نفرت ہو چکی تھی کہ ایسے خطابات سے جیسے ڈیوک وغیرہ ہیں اُن میں بلا کی ناراضگی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور اگرچہ میں بااختیار اور طاقت والا تھا لیکن میں بھی اس فعل کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ پُرانی امرا

[1] مقام کا نام۔ ۱۲

کی جماعت کے استیصال کے لئے میں نے نئی امرار کی جماعت کی بنیاد ڈالی۔ اور اُن امرا میں سے جن کو میں نے قایم کیا بہت سے ایسے تھے جو جمہور میں سے قایم کئے گئے تھے۔ معمولی سپاہی کو بھی ڈیوک بن جانے کی توقع ہو سکتی تھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی میں مجھ سے غلطی ہوئی یعنی اس سے بھی یہ نتیجہ نکلا کہ مسری کے انتظام میں جس کے جمہور دلدادہ تھے کمی واقع ہو گئی لیکن آخر میں کرنا بھی کیا؟ یعنی اگر فرانسیسی خطاب کے ساتھ لوگوں کو ڈیوک بناتا تو بھی جمہور یہی خیال کرتے کہ لیجئے قدیمی امراؤں کی بنیاد پڑ چلی۔ جن کی بدولت قوم زمانہ دراز سے مصیبتیں جھیل چکی تھی۔"

نپولین کو قطعی اختیارات حاصل تھے۔ اور یہ اختیارات اسی وجہ سے تھے کہ ایسے واقعات آکر حائل ہوئے کہ نپولین اُن کا کچھ انتظام نہ کر سکتا تھا۔ ضروری تھا کہ اُس کو قطعی اختیارات حاصل ہوں کہ متحدہ دشمنوں کو جو فرانس کی آزادی چھین لینے کی غرض سے بار بار یورشیں کرتے تھے زک دی جائے۔ ہر ایک باسلیقہ اور باشعور فرانس کے شخص نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ اور اس بات سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اپنی تمامی طاقت اور اپنے تمامی اختیارات کو نپولین نے صرف فرانس کی سرسبزی اور خوش حالی کے لئے صرف کیا اور اپنی ذات کو خود غرضی سے کوئی نفع نہ پہونچایا۔ اپنی مشہور و معروف فصاحت سے نپولین نے ایک موقع پر کہا۔

"میں نے نہایت مستحکم سلطنت قایم کی تھی۔ جو بڑی سرعت سے کام کر رہی تھی اور بڑے نازک نازک کام انجام دینے کے لایق تھی۔ اور در اصل ایسی سلطنت کی ضرورت تھی تاکہ وہ تمامی دشواریاں جو ہر سمت جمع تھیں رفع ہو جائیں اور وہ حیرت انگیز کام سرانجام ہوں جیسے ہم نے سرانجام کئے۔ افسروں کو بھی اسی خوبی کے ساتھ منتخب کیا تھا اور اُن کی کارگذاریاں بھی حیرت خیز تھیں۔ اور چار کروڑ فرانک سکے باشندہ

کو بھی یہی تحریک ہو گئی تھی۔ اندرون ملک کے افسر ایسی چابکی سے کام میں مصروف تھے کہ سلطنت کے سرحدی صوبوں میں بھی اُسی تیزی سے کام ہو رہا تھا۔ دوسرے ملک کے لوگ جب ہم کو ایسی مصروفیت کی حالت میں دیکھتے تھے تو حیرت میں ڈوب جاتے تھے۔ اور بڑے نتیجوں کو وہ اسی بات سے منسوب کرتے تھے کہ تمامی سلطنت میں بڑی یکجہتی سے کام ہو رہا تھا۔

بڑا افسر اپنے ماتحتوں اور اُس مقام کے جمہور کی مدد سے بجائے خود ایک چھوٹا سا شاہنشاہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اُس کے اختیارات مرکز کی طاقت سے آئے تھے۔ پس وہ بھی خیال کرتا تھا کہ اُس کی صاحبی جب ہی تک تھی جب تک وہ اپنے عہدہ پر مامور تھا اور کوئی موروثی خیال اس مقام کی حکومت کے متعلق جس کا وہ حاکم تھا اُس کے دل میں جاگزین نہیں ہو سکتا تھا۔ پس امرائی انتظام تھا لیکن تکلیف کسی کو نہ تھی۔ لیکن ان عہدہ داروں کو اختیار دیا جانا ناگزیر امر تھا۔ رہے میرے اپنے قطعی اختیارات تو واقعات ہی ایسے زبردست آموجود ہوئے کہ خواہ نخواہ وہ اختیارات مجھے تفویض ہو گئے۔ اس لئے ضروری تھا کہ انتظام کی بڑی کل کے چھوٹے پرزے ماتحت حالت میں رکھے جائیں۔ اور مرکز کی حرکت دینے والی طاقت کے ساتھ اتحاد سے کام کریں۔"

اس قسم کا نظام سلطنت بہت مناسب اور کافی تھا اور کسی کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ چونکہ فرانس پر مخالفوں نے بار بار حملے کئے تھے مجبوراً فرانس میں اس قسم کا انتظام قایم کیا گیا اور اُس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے۔ کہ اسی انتظام کی وجہ سے بیس برس کامل نپولین اپنے ملک فرانس کے بدخواہوں کو برابر نیچا دکھاتا رہا جو تمامی یورپ سے جمع ہو ہو کر یورشیں کرتے تھے۔ پس جب خطروں نے ہر سو سے گھیر لیا اور فرانسیسی

گھبرا گئے تو انھوں نے اپنے تئیں نپولین کے سپرد کر دیا کیونکہ اُس کی لیاقتوں پر اُن کو اعتماد تھا اور اسی کے ساتھ اُس کو تمامی اختیارات بھی دیدیئے۔ اور صد آفرین ہے نپولین پر کہ جیسا فرانس کی جمہور نے اس کو خیال کیا تھا اُس نے ویسا ہی اپنے تئیں ثابت کر دیا۔ فرانس کی خوش حالی اور بہبودی کی خاطر اُس سے فوق العادت محنتوں اور لیاقتوں کا اظہار ہوا اور جہاں اس سے غلطی ہوئی وہ اسی راستہ میں ہوئی جبکہ فرانس کی خاطر وہ بلند بلند تخئیلات سرگرم تگاپو ہوا۔

اُس کو اسکندر۔ شاہنشاہ روس کی طرح پورے اختیارات حاصل تھے لیکن یہ زار روس امیروں کا بادشاہ تھا۔ نپولین کو جمہور نے منتخب کیا تھا۔ لیکن اتنے بڑے اختیار کا حاصل ہونا ہولناک شے تھی۔ بادشاہ کو شاہی کونسل۔ سینٹ۔ مجالس قانون ساز کے لئے ارکین انتخاب کرنے کا خود اختیار حاصل تھا۔ بڑی بحری افواج میں جملہ عہدوں کی تقرری وہ خود کیا کرتا تھا۔ فرانس کی تمامی پولیس جملہ مجسٹریٹ۔ عدالتوں کے جج۔ آبکاری۔ محاصل۔ محصولات کے افسر۔ تمامی پادری۔ درس گاہوں۔ مدرسوں۔ یونیورسیٹیوں کے اُستاد۔ پوسٹ ماسٹر۔ سڑکوں۔ محکمہ تعمیرات۔ انہار۔ قلعہ جات کے افسران وغیرہ کی تقرری یا تو نپولین بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کیا کرتا تھا۔

سینٹ ہلینا میں نپولین ایک دن گولڈ اسمتھ کی لکھی ہوئی اپنی سوانح عمری پڑھ رہا تھا جس میں مصنف مذکور نے نپولین کو خوب ہی خوب بدنام کیا تھا اور اُس نے پڑھا کہ اُس کی ذات سے وہ تمامی جرائم منسوب کئے گئے تھے جو شیطان کے امکان میں ہو سکتے ہیں کتاب کو خاموشی سے ایک طرف رکھ کر اُس نے کہا:۔

"جہاں تک ان مصنفوں کے اختیارات میں ہے میرے کارناموں کو مختصر کرنے دو۔ پوشیدہ کرنے دو اور مذموم طور سے لکھنے دو لیکن یہ تو ممکن نہیں کہ وہ میرے کارنامہ پر پردہ ڈال سکیں۔ یہ محال ہے کہ فرانس کا تاریخ نگار تاریخ لکھنے کو قلم اُٹھائے اور تمامی

سلطنت فرانس کا حال لکھنا سہواً چھوڑ جائے۔ اگر اس میں ذرا بھی انصاف ہے تو وہ میرے ساتھ ضرور انصاف کریگا۔ واقعات خود بول اٹھینگے اور وہ آفتاب کے مثل روشن ہیں۔ طوائف الملوکی کی فتنہ انگیزیوں کو میں نے بند کر دیا۔ میں نے انقلاب کو آلائش سے پاک کیا۔ قوموں کو علی رتبہ پر پہونچایا اور بادشاہوں کو تخت نشین کیا۔ لوگوں میں ہمسری کے خیال کو پیدا کیا اور ہر ایک صاحب جوہر کو صلہ دیا اور شان و عظمت کی حدود کو فراخ کیا یہ سب کام آخر کچھ تو وقعت رکھتے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کے متعلق مجھپر حملہ کیا جائے اور مورخ مجھ کو نہ بچائے۔ کیا مجھ پر میرے ارادوں کی وجہ سے حملہ کیا جائیگا؟ لیکن اس کے بھی کافی ثبوت موجود ہیں کہ اختیارات کامل کی از حد ضرورت تھی کیا یہ کہا جائیگا کہ میں نے آزادی کو روک دیا؟ تو یہ جواب دیا جائیگا کہ آزادی کے آستانہ پر اب بھی بدکاری۔ طوائف الملوکی اور بے باکی کا ہجوم تھا۔ کیا مجھ پر یہ الزام لگایا جائیگا کہ میں جنگ کا حد سے زیادہ شایق تھا؟ تو یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ پہلا حملہ ہمیشہ مجھی پر ہوا ہے۔ کیا یہ اعتراض کیا جائیگا کہ میری نیت عالمگیر بادشاہت کی تھی؟ تو ثابت ہوسکتا ہے کہ یہ ناگہانی واقعات کا نتیجہ تھا اور میرے دشمنوں نے بتدریج اس عزم پر مجھے مائل کر دیا تھا اور سب سے آخر میں کیا مجھ پر یہ الزام عاید کیا جا سکتا ہے کہ مجھ میں جاہ طلبی تھی؟ یہ صحیح ہوسکتا ہے۔ لیکن میری جاہ طلبی کی نوع پر غور کرنا چاہئے میں نے بڑی عالی حوصلگی اور فیاضی سے طلب جاہ کی اور ایسی جاہ طلبی کی مثال معدوم ہے۔ میں نے عقل کی بادشاہت کو قایم کیا اور بنی نوع انسان کے پوری خوشحالی اور اطمینان کے سامان مہیا کئے۔ اور اسی موقعہ پر مورخ کف افسوس ملکر کہے گا وہ ہائے۔ ایسے شخص کی جاہ طلبی کو دشمنوں نے پورا نہ ہونے دیا۔ اور میرا کارنامہ یہ تھا جو چند لفظوں میں میں نے اوپر بیان کیا۔"

ٹولی لریز میں دربار - چھوٹا لڑکا - شاہی کونسل سے خطاب پریسیڈنٹ کی تقریر - شاہنشاہ کا مدرسہ نسواں کا معائنہ کرنا - ایک لڑکی کی دلیری - جیروم بادشاہ - لیسیٹ فیلیا کو نصیحت - سینٹ ہیلینا میں نپولین کے الفاظ - لاک ہارٹ صاحب کی شہادت - مسٹر چیپٹال کا بیان

---

۱۵ - اگست ۱۸۰۶ء کو نپولین کی عمر ۳۷ سال کی ہوئی - ٹولی لریز میں نہایت ہی نفیس مجمع تھا - اُس شام کے کیا کہنے ہیں - تمامی پیرس کے باشندے جوش سے مدہوش ایوان شاہی کے بیچ باغ میں جمع ہوئے - مسرت خیز نعروں سے وہ اپنے شاہنشاہ کا نام لے رہے تھے - شاہنشاہ ملکہ کا ہاتھ ہاتھ میں لئے سقف پر بار بار آتا تھا - اور اُس کے گرد بڑے بڑے ارکین کا گروہ تھا - جس وقت وہ سامنے نظر آتا تھا لاکھوں آدمیوں کے نعروں کی آواز سے ہوا گونج اُٹھتی تھی - لیکن نپولین نے چپکے سے ڈیوراک کو اپنے ساتھ لیا اور بھیس بدلے ہوئے تماشائیوں کے انبوہ میں جا ملا - ہر مقام پر لوگ بڑے اظہار شکرگذاری سے اُس کا نام لے رہے تھے - انھیں میں ایک چھوٹا سا لڑکا بھی خوشی سے "شاہ زندہ باد" کے نعرے مار رہا تھا - نپولین نے بچہ کو گود میں

اُٹھا لیا اور پوچھا "تم سب لوگوں کی طرح کیوں شور کر رہے ہو؟" بچے نے کہا "میری ماں اور باپ نے مجھ سے کہا ہے کہ شاہنشاہ سے محبت کرو اور اُس کو دعائیں دو"۔ وہیں پر ماں اور باپ بھی موجود تھے۔ نپولین نے اُن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ پیلی کے بلوہ سے پناہ لے کر وہ پیرس کو بھاگ آئے تھے اور یہاں بڑی خوشی اور اطمینان سے رہتے تھے۔ اسی کے ساتھ اُنھوں نے نپولین کے انصاف و حسن انتظام کا بیان کر کے شکرگزاری کے بہت سے کلمات کہے۔ صبح کو نپولین نے اُن کو معقول تحفہ بھیجا اور یہ دیکھ کر کہ سب کو شاہنشاہ سے اُن کی باتیں ہوئی تھیں اُن کو سخت حیرت ہو گئی۔

دوسری صبح کو اپنے مارشلوں اور ایک بڑی جمعیت کو ہمراہ لے کر نپولین مجلس شاہی کو گیا اور حسب ذیل تقریر کی :-

"اے شرفا! آپ کے پچھلے جلسے کے بعد نئی نئی لڑائیاں ہوئیں۔ نئی نئی فتوحات حاصل کی گئیں اور معاہدوں کے ذریعہ سے امن چین قائم ہوئے۔ معاملات ملکی کے اعتبار سے اُن سے یورپ میں بہت تبدیل واقع ہو گئی۔ تمام قوموں کو یہ دیکھ کر کہ انگلستان کے دباؤ کا خاتمہ ہو گیا یکساں مسرت ہے۔ میں نے جو کچھ کیا صرف فرانس کے جمہور کی بہبودی کے لیے کیا کیونکہ یہ بہبودی مجھے اپنی شان و شوکت سے بھی بڑھ کر عزیز ہے میری خواہش ہے کہ معاملات بحری کے متعلق بھی صلح ہو جائے۔ اس کے معاملہ میں چاہے کوئی قوم خفا ہو یا ناراض لیکن یہ خواہش تو میں پوری ہی کر کے چھوڑوں گا۔ اگر جنگ واقع ہوئی تو سب نتیجوں کا اختیار خدا کو ہے لیکن اپنے متعلق یقین دلاتا ہوں کہ میری قوم مجھ میں کوئی فرق نہ پائے گی اور مجھے یقین ہے کہ میری شرکت میں میری قوم پوری اعانت کرے گی۔ جب میں تم سے پندرہ سو میل کے بُعد پر تھا میں نے تمھاری جاں نثاریوں اور وفاداریوں کو دیکھا اور تمھاری عزت میرے جی میں بہت زیادہ ہو گئی اور بعض ثبوت اپنی الفت و محبت کے تو تم نے ایسے دیے کہ میرے دل پر نقش ہو گئے ہیں

"میں نے اس بات پر بڑی غور کیا ہے کہ ہمارے انتظامی محکموں میں سادگی اور آسانی کو ترقی ہو۔ میں نے چند نہایت ہی معزز خطابات دیئے ہیں جن سے اور بھی شان و شوکت بڑھے گی۔ میں بڑی بڑی خدمات کے معاوضہ میں بڑے بڑے صلے عنایت کرنے والا ہوں اور موروثی امرائی استحقاقوں کو کم کرنے والا ہوں کیونکہ یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ میرا وزیر داخلہ آپ کو بتلائے گا کہ کون کون سی سرکاری عمارتیں تعمیر ہونا شروع ہوئیں اور کون کون سی ختم ہو گئیں۔ لیکن ہنوز ہم کو بڑے بڑے کام کرنا باقی ہیں میں نے ایسا انتظام سوچا ہے کہ قریہ قریہ میں زمینوں کی قدر بڑھ جائیگی اور ایسی ترقی ہو گی کہ وہاں کے باشندوں کو شہریوں کی طرح آسائش سے زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملیگا لیکن اس بڑے مقصد کے پورا کرنے کو اے شرفا مجھے تمہاری امداد کی حاجت ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ تمہاری امداد پر بھروسہ کروں۔"

سب نے اس تقریر کو بڑی مسرت سے سنا اور دلوں پر بڑا اثر ہوا جب نپولین رخصت ہو گیا تو آئین ساز مجلس کے صدر نے تمامی فرانس کی طرف سے حسب ذیل تقریر کی:-

"آج کی تقریر شاہنشاہ نے ایسی کی ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایسے بادشاہ کی تصویر کھنچ گئی کہ جو بڑے صلح اور امن کے ایام میں اپنے ملک کی بہبودی کے انتظام میں ہمہ تن مصروف ہو لیکن ذرا توجہ طلب یہ امر ہے کہ ہمارے شاہنشاہ نے اس ملک کی اندرونی رفاہ میں جو جو شاقہ محنتیں کیں اور جو جو عاقلانہ تجاویز نکالیں وہ ایسے وقت میں نکالیں جبکہ وہ میدان جنگ میں شب و روز پروشیا کے دوسری سرحد پر ہم سے پانسو فرسنگ پر دشمن کے مقابل مصروف جنگ تھا۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اتنے بعید فاصلہ سے اور ایسی حالت میں اس نے فرانس کے لئے یہ یہ کچھ کیا تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ صلح اور امن کے ایام میں جب وہ بے فکری سے فرانس کے اندر ہمارے درمیان بیٹھ کر فرانس کا انتظام کریگا تو کیا کیا کرشمے دکھائیگا۔ بس یہی خیال کر لو کہ جو کچھ وہ کرے

فرانس کی خوش حالی اور سرسبزی کے لئے کریگا اور اسی کام میں مصروف رہے گا اور پھر خود اُس کی شان و شوکت کسقدر بڑھیگی۔

"آج وہ ایسا قوی ہے کہ سلطنتوں کو گھٹاتا ہے اور سلطنتوں کی حدود کو وسیع کرتا ہے اُس کی دھاک سب پر بیٹھی ہوئی ہے پس جائے غور ہے کہ ایسے شاہنشاہ کو جب اور شان و عظمت حاصل ہوگی تو وہ کونسی ایسی شئے ہے جس کی ہم توقع نہیں کرسکتے جب صلح ہو جائیگی اور ہتھیار رکھ دیئے جائینگے تو یہی فرانس کی لا فتح فوج جو آج دھاوے کر رہی ہے اور تختوں کو الٹ رہی ہے ثابت کریگی کہ میں وہ فوج ہوں جو آج اپنے عاقل شاہنشاہ کے اشارے سے سلطنتوں کو محفوظ کر رہی ہوں۔ اور ممالک کو زراعت اور حرفت سے مالا مال کر رہی ہوں اور اُن ممالک کے ایوانوں کو اعلیٰ فضا و پر سے مزین کر رہی ہوں اور اخلاق نیک اور قوانین کی پابندی سے دوہرا مضبوط کر رہی ہوں۔

زنانہ مدارس سے نپولین کو بڑی دلچسپی تھی۔ ایسا ایک مدرسہ اُس نے ایکوئن میں قایم کیا تھا اور ممتاز لڑکیوں کو ہمیشہ انعام دیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ اس مدرسہ کے معائنہ کو گیا تو دیکھا کہ سب لڑکیاں سوزن کاری میں مصروف ہیں سب درجوں میں کچھ کچھ پوچھتا اور اچھی اچھی باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی سے پوچھنے لگا۔

"بھلا یہ تو بتاؤ کہ ایک قمیص کے سینے میں کے ترتبہ سوئی میں ڈورا پرونا پڑتا ہے؟"
لڑکی نے بگڑ کر کہا "جہاں پناہ مجھے تو صرف ایک ہی دفعہ ڈورا ڈالنے کی ضرورت ہو۔ اگر کافی لمبا ڈورا پڑ سکے"

"اس حاضر جوابی پر نپولین ایسا خوش ہوا کہ اپنی سونے کی زنجیر فوراً اُس لڑکی کو اتار دی کیا شک ہو سکتا کہ شاہنشاہ کی عطا کی ہوئی زنجیر اُس لڑکی کے لئے

بڑی نعمت تھی بادشاہ کے اس انعام اور ایسی مہربانی کے برتاؤ سے تمامی لڑکیاں اُس کی گرویدہ ہوگئیں۔

جب نپولین کا دورِ سلطنت آخر ہوا اور بوربون بادشاہ ازسرِنو فرانس کے تخت پر بیٹھا تو ایک حکم یہ بھی صادر ہوا کہ اس مدرسہ سے وہ تمامی چیزیں دور کر دی جائیں جن سے غاصب نپولین کی یاد باقی ہے۔ لڑکیوں سے سب چیزیں لے لی گئیں جو شاہنشاہ نے اُن کو انعام یا تحفہ میں دی تھیں لیکن مس بروانشے نے اپنی سونے کی زنجیر اپنے سینہ میں چھپالی اور کہا کہ یہ زنجیر اس وقت علیحدہ ہوگی جب سانس نکل جائیگی۔ ایک دن ایک نوکر نے یہ زنجیر دیکھ لی اور پرنسپل کو اطلاع کر دی زنجیر طلب کی گئی لیکن لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ ہرگز نہ دونگی۔ اس پر مدرسہ کے بڑے افسروں کو اطلاع دی گئی اور زنجیر پھر طلب کی گئی۔ لیکن لڑکی نے جواب دیا یہ زنجیر شاہنشاہ نپولین کا عطیہ ہے اور میں یہ زنجیر ہرگز نہ دونگی۔ چاہے جو کچھ کیوں نہ ہو جائے میں چاہے ہلاک ہی کیوں نہ کر دی جاؤں۔ چنانچہ وہ حوالات کر دی گئی اور کئی دن حوالات رہی۔ لیکن اس پر بھی زنجیر نہ دی۔ اسے دیکھ کر تمام اسکول کی لڑکیاں بگڑ گئیں اور مس بروانشے اسکول سے نکال دی گئی

کچھ عرصہ کے بعد بوربون خاندان کی سفیرہ بانو ڈچز انگولیم مدرسہ میں آئی سب لڑکیوں کو حکم دیا گیا تھا کہ بوربون بادشاہ کی عمر دراز ہونے کا دعائیہ نعرہ بلند کریں لیکن جب ڈچز انگولیم عمارت میں داخل ہوئی تو خلافِ نصیحت سب لڑکیوں نے "وِو نپولین زندہ باد" کا نعرہ اس زور سے مارا کہ ڈچز کے اوسان خطا ہو گئے۔

کونٹ ڈی لائل نے جو بعد کو لوئی ہیجدہم کے لقب سے فرانس کا بادشاہ ہوا ایک نئی سازش کی تجویز کی تاکہ نپولین ہلاک کر دیا جائے۔ اسکندر روس کا بادشاہ اُس زمانہ میں نپولین کا بڑا دوست تھا۔ چنانچہ جب اُس نے اس سازش کی اطلاع پائی تو مزید اظہارِ دوستی کی نیت سے اُس نے فوراً نپولین کو لکھ بھیجا۔ اس کے جواب میں نپولین نے اپنے سفیر جنرل سیواری سے متعینہ دربارِ روس کو لکھا کہ شاہنشاہ روس

کا اس اطلاع سازش کے متعلق جو تمھارے ذریعہ سے مجھے کی گئی ہیں شکر گذار ہوں لیکن یہ سمجھ لینا کہ کونٹ ڈی لائل کی حرکات کی میری رائے ہیں کچھ وقعت سے غلطی ہے۔ اگر کونٹ روس ہیں رہنے سے بیزار نشستہ خاطر ہے تو اس کو اطلاع کر دو کہ وہ سیدھا پیرس چلا آئے اور اس کے جملہ اخراجات کا میں متکفل ہونگا۔"

سینٹ پیٹرز برگ کے دربار کی ذرا ذرا سی خبریں نپولین کو پہونچتی تھیں۔ اسکندر عیش پرست شاہنشاہ تھا۔ چنانچہ ایک حسین عورت پر ایسا فریفتہ ہوا کہ اپنے وقت کے بڑے حصہ کو اس کی صحبت میں ضائع کرنے لگا۔ نپولین نے معاملات ملکی کے متعلق ایک خط اپنے وزیر کو لکھ کر اس کے آخر میں لکھا:۔

"ایک شاہنشاہ کے اوباش چال چلن کو میں نظر انداز نہیں کرسکتا۔ ایک عورت نے روس کے شاہنشاہ کے دماغ کو مختل کر دیا۔ کیسے تعجب کا مقام ہے۔ لیکن اگر تمام دنیا کی عورتیں جمع ہو جائیں تو میرا ایک گھنٹہ بھی ضائع نہیں کرسکتیں۔ تمامی معاملات سے مجھے اطلاع دیتے رہو۔ آدمی کی خانگی زندگی اس کے عادات و اطوار کا آئینہ ہے جس سے ہم بہت سی نصیحتوں کو حاصل کرسکتے ہیں"

ورٹم برگ کے بادشاہ کی بیٹی سے جب جیروم کی شادی ہو چکی اور جیروم اور اس کی بیوی پیرس سے اپنی بادشاہت ویسٹ فیلیا کو چلنے لگے تو نپولین نے جیروم کو حسب ذیل نصیحت کی:۔

"برادر من میرا خیال ہے کہ تم اسٹٹ گارٹ کو بھی جاؤ گے کیونکہ تم کو ورٹم برگ کے بادشاہ نے بلایا ہے۔ وہاں سے تم کیسل کو جاؤ گے اور ایسے شان و شکوہ سے جاؤ گے جیسی تمھاری رعایا کو امید ہے شہر کے ڈپٹی اور بڑے بڑے پادری اور موجودہ ریاستوں کے نائب تمھارے پاس آئینگے دیکھو نصف ان میں سے امرا ہونگے اور نصف جمہور میں سے ہونگے پس ایسی جماعت کے سامنے تم کو اس

بات کی باضابطہ قسم کھانا پڑے گی کہ تم جمہوری حکومت قائم رکھو گے۔

"پہلے مشیرانِ سلطنت میں سے بقدر نصف کے مامور کیجیو اور کام شروع کرنے کو یہ تعداد کافی ہو گی لیکن ضرور ان میں سے بڑی تعداد ایسے اشخاص کی ہو کہ وہ جمہور میں سے ہوں امرا میں سے نہ ہوں۔ لیکن یہ کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم جمہور ہی میں سے بڑی تعداد ہمیشہ انتخاب کیا کرو گے۔ دربار کے ارکین کے متعلق بھی یہی لحاظ رکھنا لیکن ان میں امرا بھی شامل ہوں۔ لیکن وزرا، مشیرانِ سلطنت حکام اپیل میں امرا کی بڑی تعداد شامل نہ ہونے پائے۔ اس کارروائی کا اثر ممکن ہے کہ جرمنی میں محسوس ہو اور امرا کو کچھ ناراضگی پیدا ہو۔ یہی کافی ہے کہ اس کارروائی میں کوئی بناوٹ نہ ہو اور نہ کبھی اس معاملہ پر بحث کیجیو۔ کسی پر ظاہر کیجیو کہ تم جمہور کو اعلیٰ ترقیاں دینا چاہتے ہو۔ اصلی اصول یہی رہے کہ جس طبقہ میں اعلیٰ لیاقتوں کے لوگ ہاتھ آئیں بڑے عہدوں پر مامور کئے جائیں۔

"جس بات پر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجموعہ قوانین نپولین (کوڈ آف نپولین) فوراً جاری کر دینا۔ تمہاری رعایا کی خوشحالی میرا اصل مقصد ہے اس سے صرف یہی نہ ہو گا کہ تمہاری ناموری ہو گی بلکہ یورپ کے نظم و نسق پر بھی اثر ہو گا۔ ایسے لوگوں کی بات پر کان نہ لگانا جو تم سے کہیں گے کہ رعایا ہمیشہ سے غلامی کی خوگر ہو رہی تمہاری سلطنت کے دور میں جو کچھ فائدے اس کو پہونچیں گے ہرگز اظہار شکرگذاری نہ کرے گی۔" یاد رکھو کہ ویسٹ فیلیا کی رعایا اس سے بہت زیادہ مہذب ہے جتنی تمہارے سامنے بیان کی جائے گی۔ جب تک رعایا کو تم سے دلی محبت نہ ہو گی تمہارا تخت مضبوطی سے قائم نہ ہو گا۔ جرمنی کے لوگوں کی صرف یہ تمنا ہے کہ جو لوگ صاحب لیاقت و جوہر ہیں تم ان کا لحاظ کرو اور عہدے دو۔ ہر قسم کی چاپلوسی اور بادشاہ و رعایا کے درمیانی موانع فوراً دور ہو جانا چاہیئے۔

"مجموعہ قوانین نپولین سے رعایا کو فائدہ پہونچانا قانونی کارروائی کی سادگی جیوری کی جماعت کا مقرر کرنا ایسی کارروائیاں ہونگی کہ تمہارا دور حکومت ممتاز ہوجائیگا اور اگر سچ پوچھو تو میں بڑی بڑی فتوحات کی اتنی وقعت نہیں کرتا جتنی متذکرۂ بالا امور کی وقعت کرتا ہوں کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے تمہاری حکومت مستحکم ہوجائیگی - تمہاری رعایا کو ایسی آزادی - بہبری اور خوشحالی میسر ہونا چاہیئے کہ دوسرے جرمنی کے لوگوں نے کبھی دیکھی بھی نہو - آزادانہ گورنمنٹ سے کسی نہ کسی طرح سے ایسی تبدیلیاں پیدا ہونگی کہ جنکی طرز کارروائی کے لئے مبارک ہونگی اور تمھاری بادشاہت کو قوت حاصل ہوگی اس طریقہ انتظام سے تمھارے اور آسٹریا کے مابین ایسی حد فاصل پیدا ہوجائیگی کہ دریاے ایلب سے بھی بڑھکر زبردست ہوگی اور قلعوں سے ایسی حفاظت ہوگی نہ فرانس کے دامن حمایت سے وہ نکلیگا - اور اگر تمھاری خوبی انتظام سے رعایا کو خاطر خواہ فائدہ پہنچا تو پھر وہ ہٹ دھرم پروشیا کے زیر حکومت جانا کبھی پسند نہ کریگی جرمنی - فرانس - اٹلی - اور اسپین کے لوگ حقوق میں برابری چاہتے ہیں اور خیالات کی آزادی کی تمنا کرتے ہیں اب کئی سال ہوچکے ہیں کہ یورپ کے معاملات کی میں رہبری کر رہا ہوں - اور مجھکو خوب تجربہ ہوگیا ہے کہ موروثی امرا کی فریاد کے جمہور خلاف ہیں پس جمہوری بادشاہ بنو اور اگر تمھارے وقت میں لوگوں میں کافی عقل اور ادراک نہیں ہے تو عاقلانہ حکمت عملی سے سب کچھ ہوسکتا ہے"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا کہ "مجھے ہمیشہ ہوتا رہا کہ پیرس تمام یوروپ کی دار الحکومت بنجائے مثلاً بعض اوقات مجھے یہ خیال ہوا کہ اُس کی آبادی ۲۰ لاکھ یا ۴۰ لاکھ کی ہوجائے - مختصر آنکہ اُس کی حالت مثل افسانہ کے زبردست اور عجیب نظر آنے لگے اور اس میں اسی آبادی کے لائق سرکاری محکمجات قایم ہوجائیں "اگر خدا مجھے تین سال کی مہلت اور فرصت دے دیتا تو پیرس کی صورت

ایسی بدل جاتی کہ پُرانی پیرس ڈھونڈے نہ ملتی۔ اُس کی پُرانی حالت کا ایک نشان بھی باقی نہ رہتا۔ میں فرانس کی کایا پلٹ کر دیتا۔ آرکی میدس[1] تو ہر شے کا اس شرط پر وعدہ کرتا تھا کہ اُس کے ڈنڈے کو ٹیک کی جگہ ملجاتی۔ لیکن میں یہ سب چیزیں کر دکھاتا اگر میرے عزم و ثبات۔ استقلال اور میرے بجٹ کو سہارہ کا مقام ملجاتا۔ جمہوری بادشاہ اور فرانس کے شاہنشاہ کے درمیان میں فرق دکھلا دیتا۔ فرانس کے بادشاہوں کے پاس انتظامی اور میونسپل افادہ گاہ کبھی نہ ہوسے۔ اُنھوں نے صرف یہی دکھلایا کہ وہ بڑے بادشاہ ہیں اور اپنے کام کے آدمیوں کو ہمیشہ برباد کیا۔

"قوم کے عادات و اطوار میں کچھ بھی سوائے اُن باتوں کے جو ایک لمحہ باقی رہتی ہیں یا فوراً معدوم ہوجاتی ہیں موجود نہیں ہے۔ ہر کام اسی لئے کیا جارہا ہے کہ ذرا دیر کو جی خوش ہو جاوے یا وہ کام موجودہ ترنگ کے موافق ہو لیکن کوئی کام اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے۔ یہی بس ہمارا اصول ہے اور اسی کے موافق کام ہوتا ہے۔ ہر شخص کام تو کرتا ہے لیکن نتیجہ یہ ہورہا ہے کہ گویا کچھ بھی نہ کیا۔ کوئی اثر بعد کو باقی نہیں رہتا۔ کیا یہ بات ناریبا نہیں ہے کہ پیرس میں ایسے تھیٹر اور تماشے گھر موجود ہیں جو اُس کی شان کے شایاں نہیں ہیں۔؟

"اکثر لوگوں نے میری خاطر جلسے اور دھوم دھام کرنا چاہے لیکن میں نے کبھی منظور نہ کیا۔ ان میں دعوتیں دی جاتیں جلسے ہوتے اور آتش بازیاں چھوٹتیں اور دس دس گیارہ گیارہ لاکھ فرانک صرف ہوتے اور ان کی تیاریوں میں لوگوں کے بہت دن بیکار رائگاں ہوتے اور پھر ان کے سامانوں کو علیحدہ کرنے اور اکھاڑنے میں بہت کثیر رقم صرف ہوتی۔ مگر میں نے ثابت کرکے دکھا دیا کہ انھیں رقموں سے وہ کام ہوسکتے

[1] آرکی میدس۔ یونان کا سب سے بڑا ریاضی داں ۲۱۲ سنہ قبل حضرت مسیح قتل کیا گیا اسی حکیم ریاضی داں کو ارشمیدس کہتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

تھے کہ ہمیشہ قایم رہ سکتے تھے۔

"پس جن جن دشواریوں سے ہیں نے نیک کام کئے دوسروں کو اُن کے سمجھنے میں اسی قدر دشواریاں اور محنت درکار ہے۔ اگر شاہی ایوان کے آتش دانوں۔ پردہ کی دیواروں اور اسباب ہی تک معاملہ محدود ہوتا تو یہ ذرا دیر کا کام تھا۔ لیکن جب میں نے ٹوئی لریز کے باغ کو وسیع کیا اور شہر کے محلوں کی صفائی ناوں کا صاف کرانا۔ یا دوسرا رفاہ عام کا کام اختیار کیا جس سے کسی خاص ایک شخص کا تعلق نہ تھا تو مجھے بڑی محنت کرنا پڑی۔ چھ چھ اور دس دس تحریریں روزانہ لکھنا پڑیں اور بڑے عزم سے کام کرنا پڑا صرف نابدوں اور ناوں کی درستی اور صفائی میں مجھے تین کروڑ فرانک صرف کرنا پڑے اور کوئی میرا شکر گذار نہوا۔ قریب قریب تین ہی کروڑ فرانک کی لاگت کے مکانات مجھے منہدم کرنا پڑے جو ٹوئی لریز کے سامنے واقع تھے اور کیروزیل کو بنایا اور لوور کو کھولا۔ میں نے جو کچھ کر دکھایا وہ بے حد ہے اور جن کاموں کا میرا ارادہ تھا اور جو میری تجویز میں تھے وہ اس سے بھی زیادہ بے حد تھے"

بعض لوگ خیال کرینگے کہ اس تذکرہ میں نپولین کی شاقہ محنتوں کو بڑی تفصیل سے لکھنا اور کچھ نہیں ہے صرف ایک دوست کی جانب سے مدحت طرازیاں ہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اب میں انگریزی مورخ کا بیان لکھتا ہوں۔ اُس کو ناظرین ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ یہ مورخ کیا لکھتا ہے۔ لاک ہارٹ صاحب کی تاریخ کے ہر صفحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے زبردست شاہنشاہ نپولین کا حال لکھنے میں جس کے خلاف انگلستان بیرحمی سے جنگ کرتا رہا خوب جی کے پھپولے پھوڑے ہیں لیکن دیکھئے یہی لاک ہارٹ صاحب لکھتے ہیں:-

"شاہنشاہ کیسی ہی مصروف رکھنے والی مہم میں کیوں نہ ہوتا۔ وہ فرانس کے انتظام کے متعلق تفصیلی معاملات کو جانچتا اور ایسے غور سے جانچتا کہ فرانس سے

آدھی سلطنت کے بادشاہ کے لئے نہایت اطمینان اور امن کے زمانہ میں بھی اتنے غور سے جانچنا غیر ممکن تھا۔ اگر نپولین کو کوئی اور شغل ہوتا تو اُس کا سب سے زیادہ مرغوب مشغلہ یہ تھا کہ اقلیدس کے اختلاف اور جبر و مقابلہ کے سوالات حل کرنا۔ اور اس مشغلہ میں وہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ اپنے آغاز حکومت ہی کے زمانہ میں اُس نے سرکاری حساب کتاب میں خود غلطیاں نکالیں اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خزانہ وغیرہ کے حساب اس صحت و صفائی سے رکھے جانے لگے کہ کسی خانگی سیٹھ ساہوکار کے بہی کھاتے اس صحت اور صفائی سے نہیں رکھے جا سکتے۔ اُس کی نگاہ سے کوئی بات پوشیدہ نہ تھی اور ہر کام کے لئے اُس کے پاس وقت موجود تھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ ملازم کو یہی خیال رہتا کہ میرے کام کا نگراں خود شاہنشاہ ہے اور جن معاملات کو تدبیر سلطنت سے کوئی تعلق ہوتا اُن کے انتظام کے واسطے بجائے آزاد اخباروں۔ آزادی سے بحث کرنے والی مجالس اور عام رائے کے شاہنشاہ کی پولیس ہر جگہ موجود رہتی تھی اور سوائے اُن مقدمات کے جو ملکی معاملات سے تعلق رکھتے تھے جمہور کو اختیار تھا کہ اپنے مقدمات کی سماعت چند ججوں کی ایک جماعت سے کرائیں۔

"نپولین کا مجموعہ قوانین بھی جس میں اُس نے خود محنت کی ہے آئین کا نہایت ہی مفصل اور مشرح مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی تدوین میں اُس نے اپنے زمانہ کے بڑے لائق لائق لوگوں کی بھی مدد لی اور فرانس کے لئے وہ ایک بے بہا نعمت و برکت ہے اور نپولین کا یہ قول نہایت حق بجانب ہے کہ یہ مجموعہ قوانین اپنے ہاتھ میں لیکر میں آنے والی نسلوں کو فائدہ پہونچاؤنگا" اور یہ مجموعہ قوانین پہلا سلسلہ وار اور باقاعدہ قانون ہے جو فرانس کو حاصل ہوا ہے۔ اور یہ بڑی صائب رائے اور کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ اور آج یہ قانون صرف فرانس ہی میں رائج نہیں ہے بلکہ یورپ کے بڑے حصہ میں استعمال ہو رہا ہے۔ اور آدمی آدمی کے درمیان نہایت عاقلانہ اور مقررہ

اصول کے ساتھ اس میں انصاف کیا گیا ہے۔

"نپولین کی عظیم الشان فتوحات۔ اُس کی نفیس سڑکوں۔ پلوں نہروں اور دوسری یادگاروں اور فرانس کے باشندوں کی برتری اور سرسبزی سے جو ان کو اپنے مشہور سردار کی بدولت نصیب ہوئی اُس تمامی صرفہ کی تلافی ہوگئی جو فرانس نے برداشت کیا۔ خانگی مصائب کی طرف سے جمہور کو بے فکری ہوگئی اور حقوق میں وہ ہمسری حاصل ہوئی جس کے نام سے اس "ظالم" نے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی تھی لیکن یہ بھی نظر انداز کرنیکے لائق نہیں ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے ہر محکمہ میں اُس نے لایق سے لایق لوگ جمع کئے تھے اور لیاقت اور محنت کے اعتبار سے نہایت معقول صلے دیتا تھا۔

پیرس کو آراستہ کر کے اُس نے فرانسیسی قوم کا جی خوش کر دیا اور ٹوئی لریز کا دربار ایسا ہی عالی شان بنا دیا جیسا کہ لوئی چہاردہم[1] کے زمانہ میں تھا۔ امرا جلاوطنی سے لوٹ آئے تھے اور دربار میں انقلاب کے سورماؤں کے ساتھ برابر شریک ہوتے تھے اور تمامی جشنوں میں جوزیفائن ایک مادرزاد ملکہ کی طرح لیاقت سے سربراہی کیا کرتی تھی۔ دربار کی شان و عظمت تو ایسی عالی ہوتی تھی کہ لاثانی تھی اور بغلی کمروں میں بہت سے فرمانروا بہ کثرت بھرے ہوتے تھے لیکن نپولین کو دیکھئے تو وہی حسب عادت سیدھا سادا لباس پہنے ہوتا تھا اور یہ بڑا شاہنشاہ معمولی رتبہ کے افسر سے بھی زیادہ جفاکشی اور محنت کرتا تھا۔ اور نپولین کو ایک شاہنشاہ کی حیثیت سے دیکھا جاوے تو اُس کو جلسہ داریوں کا ذرا سا بھی وقت میسر نہ تھا۔ اُس کے ذاتی دوست نہایت ہی تھوڑے تھے۔ دن محنت میں صرف ہوتا تھا اور رات مطالعہ میں گذر جاتی تھی اگر اپنی فوج کے ساتھ وہ میدان جنگ میں نہ ہوتا تو صوبجات کے دَورے کرتا پھرتا اور وزرا سے کام کو

[1] لوئی چہاردہم فرانس کا نہایت زبردست فرمانروا تھا۔ ولادت ۱۶ ستمبر ۱۶۳۸ء وفات ۱۷۱۵ء مترجم ۱۲۔

خود اپنی آنکھ سے دیکھتا اور اپنے لشکر سے جہاں مقیم ہوتا تھا اپنے مشاہدات کے موافق برابر فرمان جاری کرتا رہتا اور تاکیدیں کرتا کہ ہر قریہ شہر اور ضلع کی حالت میں ترقی ہو کیونکہ یہی اس کا بڑا مقصد تھا۔"

پس نپولین ایسا نپولین تھا جس کی تصویر جو اُس کے دشمن نے کھینچی ہے ناظرین نے دیکھ لی۔ نپولین نے انگلستان سے صلح کر لینے کی کوشش میں اپنی جانب سے سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اُس نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں ملکی توڑ جوڑ یا آشتی سے حتی المقدور کام لیا۔ اور اُن طولانی لڑائیوں کے متعلق جو انقلاب کے بعد پیش آئیں نپولین کو جواب دہ ٹھہرانا سب سے بڑی تاریخی غلطی ہے۔ مسٹر رچرڈ کاب ڈن بڑا منصف مزاج مورخ تھا اور وہ نہایت راستی اور صداقت سے حسب ذیل ریمارک دیتا ہے:۔

"ہم لوگوں میں یہ عام اور کھلا ہوا عقیدہ پایا جاتا ہے کہ ہماری جانب سے کسی قسم کا اشتعال نہیں دلایا گیا۔ اور ہم پر ناانصافی سے حملہ کیا گیا۔ اور ہم تو صلح کے آرزومند تھے لیکن ہم کو جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور ہم تو چپ خاموش تھے لیکن ہمارے جزیرہ پرورش کی دھکی دی گئی۔

"لیکن مجھے سخت ہی تاسف ہے کہ یہ خیال قطعی غلط ہے بلکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ میں اس بات کی تصدیق میں ذرا بھی پس وپیش نہیں کرتا کہ پچھلی جنگ میں پیش قدمی انگلستان ہی طرف سے ہوئی کیونکہ تاریخی کاغذات اور سرکاری تحریروں سے یہ معاملہ ایسا صاف ثابت ہے کہ کسی جج کی عدالت میں بھی شہادت کے وثوق پر کوئی مقدمہ ایسا صاف ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ کہنا کافی نہیں ہوسکتا کہ فرانس نے جنگ کا اشتعال نہیں دیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے (اگر کسی قوم کی شان میں یہ کلمات کہنا مناسب ہوں) کہ انگلستان سے جنگ کرنے سے بچنے کو فرانس نے

قدموں پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔

"مگر اصل تو یہ ہے کہ ان جنگ کے بانیوں کی چھوٹوں بھی یہ نیت نہ تھی کہ قوم کی آزادی کے لئے جنگ کی جائے اُنھوں نے تو صرف اسی مدعا سے لڑائی چھیڑی تھی کہ یورپ کی پرانی وضع کی بادشاہتیں قایم رہیں۔ انگلستان میں بھی جنگ کے حامی جمہور کی آزادی کے خواہاں نہ تھے آزاد خیال فریق تو صلح کرنے پر جما ہوا تھا اور لیب ٹرون۔ بڈفرڈ۔ لاوڈر ڈیل۔ ہوس آف لارڈس میں اور فاکس۔ شریڈن۔ اور گرے۔ ہاؤس آف کامنس میں جنگ کے سخت مخالف تھے۔ اور صرف چند سمجھدار آدمی اُن کے طرفدار تھے۔ لیکن کیسے افسوس کا مقام ہے کہ ان صلح کے حامیوں کی بات کسی نے نہ سنی۔ اور اُن کے جان و مال غیر محفوظ حالت میں کر دیئے گئے اور یہانتک تو ہوا کہ اُن کی مستورات کی جمہور نے بے حرمتی کی۔ مگر ہم کو پوست کندہ حالات صرف اس وجہ سے لکھنے کی ضرورت ہے کہ مبادا ابھی تماشہ پھر نہ ہونے لگے۔ جمہور کا بڑا گروہ اُس وقت قطعی جاہل تھا اور اُن کو فرانس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے چھیں مارنے کو بہکا لیا گیا تھا اور یہ بھی بالکل صحیح ہے اور ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب یہ جنگ دو برس جاری رہ چکی یعنی ہنوز اُس کو دو ہی سال کا زمانہ ہوا تھا کہ اُس کا یہ اثر شروع ہوا کہ غلّہ گراں ہو گیا۔ محنت مزدوری گھٹ گئی اور محنت کرنے والی جماعت پر مصیبت اور ایسی آفت آپڑی کہ جس وقت بادشاہ انگلستان پارلیمنٹ کو جا رہا تھا اُس بادشاہ کی گاڑی کو گھیر کر فریاد کی گئی کہ ہم فاقوں مرے جاتے ہیں ہمیں روٹی دیجئے۔

"لیکن اب فرانس کی آخری جنگ کے سوال کی روداد پر غور کرنا چاہیئے۔ انگلستان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تو محض اپنی حفاظت کی خاطر فرانس سے لڑتے رہے تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔ اور اگر کاغذات سرکاری کو دیکھا جائے جو بلا تغیر و تبدّل موجود ہیں تو اس بات کا یقین ہو جائیگا۔ اور ہمیں یہ بات نہ بھولنا چاہیئے کہ انگلستان کی تاریخ

انجام کار ایسے ہاتھوں میں جانے والی ہے جہاں اُس کے ساتھ اُسی قدر ہمدردی اور طرفداری کا اظہار کیا جائے گا جہانتک حق اُس کی طرف ہے اور وہ آنے والی نسلیں ہیں اور اُن کے فیصلہ کا مرافعہ کہیں نہیں ہے معاملہ موجودہ میں جو ہمارے سامنے زیر بحث ہے ہم صرف شہادت ہی سے مجبور نہیں ہو گئے ہیں کہ اس بات کا اقبال دعوی داخل کردیں کہ ہم انگلستانی جارحانہ جنگ کر رہے تھے بلکہ خود جنگ کے بانیوں اور اس جنگ کے شرکاء کے اقرار اس کثرت سے موجود ہیں کہ ہم اس اقبال دعوے کے داخل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم نے محض زور کے ذریعہ سے ایک قوم کی رائے کو جو اپنا بادشاہ خود مقرر کر چکی تھی اور اپنے طرز حکومت کو بدلا تھا مغلوب کرنا چاہا۔ اور یہ بدترین وجہ ہے جس سے کوئی قوم دوسری قوم سے جنگ کیا کرتی ہے۔

باب چہلم

اسکندر سے خط و کتابت کرنا

انگلستان کا صلح سے ہنوز انکار۔ انگلستان کا کوپن ہیگن پر گولہ باری کرنا۔ صلح کی قطعی امید باقی نہ رہنا۔ اسکندر کی خواہشیں۔ کالن کورٹ سے خط و کتابت۔ مجوزہ کانفرنس۔ ٹرکی کے معاملہ میں نپولین کا فیصلہ۔ آسٹریا کی پریشانی۔

ٹلسِٹ کے عہدنامہ کی بعض مخفی دفعات کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ نپولین اور اسکندر نے خفیہ تجویز کی تھی کہ انگلستان پر حملہ کیا جائے اگر وہ روس کی پنچایت قبول کرنے سے انکار کرے یا یورپ میں اسی طرح شعلۂ جنگ مشتعل کرنے پر اڑا رہے جس طرح برسوں سے جنگ برپا کرتا رہا تھا۔ اسی طرح نپولین اور اسکندر نے یہ بھی معاہدہ کر لیا تھا کہ اگر سلطان ٹرکی فرانس کی ثالثی ماننے سے انکار کرے تو اس کے مقابلہ میں بھی روس اور فرانس ایک ہو جائیں۔ یہ بھی باہمی اقرار ہو لیا تھا کہ اگر انگلستان صلح کرنے پر راضی نہ ہو تو سویڈن۔ ڈنمارک۔ پرتگال۔ اور آسٹریا سے کہا جائے کہ اپنے بندرگاہوں میں انگریزی تجارت کا ہونا قطعی بند کر دیں۔ ٹلسِٹ کے مخفی صلحنامہ کی یہ ایسی شرائط تھیں۔

نپولین فرانس کی ترقی کا دلدادہ تھا اور صبر سے اُس خط وکتابت کے نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا جو روس اور انگلستان میں ہو رہی تھی۔ اور خود اپنا سفیر دربار ٹرکی میں کوشش کرنے کو روانہ کیا تھا کہ روس اور ٹرکی میں صلح ہو جائے۔ نپولین کو کامیابی ہوئی۔ ٹرکی نے اس کی پنچایت کو منظور کر لیا اور تلواریں غلاف کر دی گئیں اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ انگلستان نے اب دیکھا کہ اُس کے رفقا نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا پس اُس نے ٹرکی سے اتحاد کی کوشش کی اور فرانس کے خلاف جوڑ چلا۔ اور نہایت انصاف سے ٹرکی کو مطلع کیا۔ کہ روس اُس کے صوبجات سلطنت چھیننے کو مُنہ پھیلائے ہوئے تیار بیٹھا ہے اور اس طرح ترکوں کو بہت جلد آمادہ جنگ کر دیا۔ روس کی پنچایت کا جو انگلستان کے معاملہ میں اُس نے کرنا چاہی تھی کچھ نتیجہ نہ ہوا یعنی پہلے تو دربار لندن سے درخواست لینے پر حیلے حوالے ہوتے رہے۔ اور پھر آخر کار کسی قسم کی خط وکتابت یا صلح کی گفتگو سے قطعی انکار کر دیا گیا جس سے دنیا کو حیرت ہو گئی۔

اب یہاں پر ہم نہایت اختصار سے انگلستان کی ایک نئی دست درازی کا حال لکھتے ہیں جس سے تمام یورپ کو سخت غصہ آ گیا۔ یعنی ڈنمارک نے نہایت استقلال سے اس وقت تک اپنی قطعی بے تعلقی کی حکمت عملی پر کاربندی کی تھی اور چونکہ اُس نے فرانس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو نگاہ رشک سے دیکھا تھا لہٰذا اُس نے ہالینڈ والوں کی ایک فوج اپنی سرحد پر متعین کر دی تھی۔ اور چونکہ اُس کو انگلستان کی جانب سے کچھ خدشہ نہ تھا اُس کے جہاز غیر محفوظ حالت میں تھے۔ نپولین نے احتیاط کے ساتھ لیکن تاکید سے ڈنمارک کو بھی لکھ بھیجا تھا کہ اگر انگلستان صلح سے انکار کریگا تو یورپ کی تمامی فرمانروائیوں کو فریقین میں سے ایک فریق کا صاف طور سے شریک ہونا ضروری ہو گا۔ کیونکہ نہایت خوفناک جنگ پیش آئیگی انگلستان اور ڈنمارک میں اُس وقت نہایت ہی پوری دوستی تھی لیکن انگلستان کو خوف پیدا

ہوا کہ مبادا نپولین ڈنمارک کو اپنی جانب کرلے پس اُس نے ڈنمارک کے جہازوں پر جو ری سی قبضہ کر لینے کا عزم کر لیا۔ ڈنمارک کا بڑا نہایت غیر محفوظ حالت میں کوپن ہاگن[1] کی بندرگاہ میں لنگر انداز تھا اور اُس کو کسی قسم کے خطرہ کا گمان بھی نہ تھا۔ اور چونکہ اُس کی کسی سے لڑائی نہ تھی صرف پانچ ہزار سپاہ اُس کی دار الحکومت کے گرد قلعوں میں تھی۔ انگریزی گورنمنٹ نے مخفی طور سے ایک جنگی بیڑہ تیار کیا۔ جس میں پچیس بڑے اور چالیس چھوٹے جہاز تھے اور ان کے ساتھ تین سو ستتر سامان وغیرہ کے غراب تھے اور جہازوں پر تیس ہزار سپاہ تھی۔ یہ زبردست بیڑہ ساؤنڈ[2] Sound میں در آیا اور بیس ہزار سپاہ بہ سرکردگی ڈیوک آف ویلنگٹن کے جو اُس وقت صرف سر آرتھر ویلزلی مشہور تھا ساحل پر اُتار دی گئی اور کوپن ہیگن کا خشکی اور تری دونوں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ اور فوراً نائب السلطنت کے پاس وکیل بھیجا گیا کہ بیڑہ جہازات اور قلعجات انگلستان کے حوالہ کر دیے جائیں۔ مسٹر جیکسن جو گستاخ اطوار اور زہریلی طبیعت کا شخص تھا اس خدمت پر جو واقعی اُس کے شایان تھی مامور ہوا اور اُس نے نائب السلطنت سے کہا کہ انگلستان کا دربار سمندر کو محفوظ کرنا اور ڈنمارک کے جہازوں کو اپنے قبضہ میں کر لینا صرف اس غرض سے چاہتا ہے کہ مبادا سمندر اور جہاز دونوں فرانس کے ہاتھ لگ جائیں۔ پس قلعجات۔ کوپن ہیگن کا بندر اور سب جہاز انگلستان کی فوج کے قبضہ میں فوراً دیدیجئے نہیں تو سارا شہر گولوں سے اُڑا دیا جائیگا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب خطرہ دور ہو جائیگا تو یہ سب چیزیں بدستور واپس دیدی جائینگی اور اس اثنا میں انگلستان ڈنمارک سے نہایت دوستانہ برتاؤ کریگا۔ اور جس قدر انگلستان کی فوج کا خرچ ہوگا وہ سب انگلستان خود دیگا۔

---

[1] کوپن ہیگن ڈنمارک کا دار الحکومت ہے۔ مترجم ۱۲

[2] ساؤنڈ۔ ڈنمارک کے شمال میں ایک آبنائے ہے جو بحر شمال اور بحر بالٹک کو ملاتا ہے۔ مترجم ۱۲

نائب السلطنت شاہزادہ کا غصہ سے بُرا حال ہوگیا اور اُس نے کہا "اگر ہم تمہاری اس ذلیل تجویز کو منظور کرلیں تو اس ذلت کا معاوضہ کس طرح دیا جائیگا ؟"

اس کے جواب میں مسٹر جیکسن نے کہا " جنگ تو جنگ ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی ضروریات سے مجبور ہونے میں چارہ نہیں۔ کمزور کو زبردست سے دبنا چاہیئے"

یہ تلخ گفتگو فوراً ختم ہوگئی۔ اور دونوں جدا ہو گئے۔ لیکن چونکہ شاہزادہ مقابلہ نہ کرسکتا تھا عجیب مایوسی سے اُس کا سامنا تھا۔ انگریزی وکیل مسٹر جیکسن واپس آیا اور انگریزی توپخانوں کے کھولے جانے کا حکم ہوگیا۔ انگریز بہت بڑی بڑی توپیں ہمراہ لائے تھے اور ان کے ساتھ کرنل کانگریو بھی تھا جو ان بڑی توپوں کی پہلی آزمایش کرنے کو آیا تھا۔ لیکن چونکہ شہر کی فصیلوں کے اندر کچھ سپاہ بھی تھی لہذا یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ شہر پر حملہ کرکے فتح کرلیا جائے۔

چنانچہ انگریزوں نے ایسے مقامات پر جہاں اُن کو خود کسی قسم کا گزند نہ پہونچے دمدمے تیار کرکے انگارہ سے سرخ گولوں کے واسطے بھٹیاں تیار کیں یعنی اپنی توپیں قایم کیں۔ اور بڑے اطمینان۔ استقلال۔ اور بے رحمی سے سب تیاریاں کرکے اُس وقت تک کوئی توپ کام میں نہ لائی گئی جبتک کہ سب توپخانے اس طرح تیار اور آراستہ نہ ہوگئے کہ کوپن ہیگن پر ایک دم سے بربادی اور آتش باری کا طوفان برپا نہ کیا جا سکے۔

کسی معمور اور آباد شہر پر گولے برسانے سے اور کونسی آفت زیادہ خطرناک ہوسکتی ہے۔ بم اور سیل کے گولوں میں رحم کا احساس نہیں ہوسکتا۔ اُن کو ماں اور بچوں کی چیخوں کی پروا نہیں ہوتی۔ مریضوں کے بستر رنج اور شیر خوار اطفال کے گہوارون سے وہ بچکر نہیں نکلتے۔ کوپن ہیگن میں ایک لاکھ کی مردم شماری تھی۔ وہ بڑا خوش حال اور آباد شہر تھا۔ ۲۔ تاریخ ستمبر ۱۸۰۷ء کی شام سے

اس پر یہ ناگہانی قیامت زا حادثہ شروع ہوا۔ شہر پر گولوں کا ہولناک مینہ برس رہا تھا۔ توپوں کی گرج سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے اور زمین لرز رہی تھی۔ تمام رات اور دوسرے دن سہ پہر تک اسی طرح گولے برستے رہے اور قتل عام جاری رہا شہر میں جا بجا آگ لگی ہوئی تھی صدہا مکانات کے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور عورتوں اور بچوں کے لہو سے سڑکیں اور کوچے لال ہو گئے تھے۔ اور اس جلتے دار السلطنت سے دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے سہ پہر کو صرف اس خیال سے کہ کافی سزا ہو چکی اور اطاعت قبول کر لی جائیگی چند گھنٹوں کے لئے توپیں روک دی گئیں۔ شہر کی حفاظت جنرل سپے ملین کے سپرد تھی اور وہ اس ہولناک بربادی کے تماشہ کو دیکھ رہا تھا اور غم و غصہ سے اس کا کلیجہ پھٹا جاتا تھا لیکن بڑے استقلال اور افسوس سے آپ چپ تھا ادھر تو وہ خیال کر رہا تھا کہ ہزاروں جانیں بے گناہ تلف ہوئی جاتی ہیں اور ادھر اپنی عزت اور غیرت مجبور کر رہا تھا کہ ایسی ذلت سے کس طرح اطاعت قبول کی جا سکتی تھی۔

شام تک انتظار کرنے کے بعد انگریزی توپخانوں سے پھر طوفان کا آغاز ہوا۔ تمام رات۔ تمام دن۔ اور دوسری رات یہی طوفانِ اجل تیز جھونکوں سے چلتا رہا۔ اب دو ہزار شہری طعمۂ آتش ہو چکے تھے اور تین سو مکانات منہدم ہو کر زمین کے برابر ہو گئے تھے۔ اور ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ آدھا شہر جل رہا تھا۔ چند خوبصورت گرجے غارت ہو چکے تھے۔ سلح خانہ میں آگ لگی ہوئی تھی تین شبانہ روز شیطانی بربادی کی گلیں اپنے پھٹنے والے سیل کے گولوں سے آباد سڑکوں۔ گرجوں۔ سکونت کے مکانوں اور باغوں۔ دایہ خانوں میں خونریزی کا ایسا طوفان برپا کرتی رہیں کہ قیاس سے باہر ہے۔ بچوں اور معذور بوڑھوں کی پناہ کا کوئی مقام باقی نہ رہا تھا چھتوں پر گولے پھٹتے تھے اور انھیں توڑ کر نیچے کمروں میں پہونچتے تھے اور تمامی کنبے کے مردوں عورتوں کو اور بچوں کو خاک میں ملا دیتے تھے۔ وہ خوش نصیب تھے جن کا فوراً ہی کام تمام ہو گیا تھا۔ اسلئے کہ مجروح افتادہ مکانوں کی پناہ تلاش کرتے تھے اور وہاں زندہ جل کر مرتے

۹۲ حص

تھے۔

بیل کے گولوں سے جو گراب نکل کر چاروں طرف منتشر ہوتا تھا عجب مصیبت کی خونریزی برپا کرتا تھا۔ ماں جب دیکھتی تھی کہ اس کے بچے کا ہاتھ یا پیر اڑ گیا تو رنج و غم سے بدحواس ہو جاتی تھی۔ فرط محبت سے باپ اپنی حسین دختر کو اپنی گود میں چھپاتا تھا اور اسی گود میں دیکھتا تھا کہ گراب لگا اور جسم پاش پاش ہو گیا۔ یہ دیکھنے سے محبت بھرے باپ کے اندوہ و غم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ توپوں کی گرج۔ بم کے گولوں کا پھٹنا۔ عمارتوں کا شور کے ساتھ منہدم ہونا۔ تمام شہر میں آگ کا لگ جانا۔ دم روک دینے والے دھوئیں کے بادل۔ عورتوں اور بچوں کا چیخنا۔ چبوتروں اور کمروں کے فرش پر تازے خون کا بہنا۔ مقتولوں اور مجروحوں کے پاش پاش جسم۔ بس یہ سب ایسا ہولناک منظر تھا کہ احاطہ تصور سے باہر ہے۔ جنرل پے مین سے بچوں اور عورتوں کا اس طرح قتل ہونا زیادہ نہ دیکھا گیا اور کوپن ہیگن انگریزوں کے حوالہ کر دیا گیا۔

اب کیا تھا۔ فاتح شہر میں گھس پڑے۔ کوئی مکان ایسا نہ تھا جس کو تھوڑا بہت گزند نہ پہنچا ہو۔ اور شہر کا آٹھواں حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔ دوست اور دشمن نے ملکر آگ کو بجھایا۔ چھوٹے بڑے پچاس جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ دو بڑے جہاز جل گئے تھے اور تین چھوٹے جہازوں کو نقصان پہونچا تھا۔ جہازوں کے کارخانہ کی تمامی شہتیر۔ ہتیار اوزار اور بحری فوج کے کثیر ذخائر انگلستانی جہازوں میں پہونچا دئے گئے اور دمدموں اور جہازوں کی توپیں جنکی تعداد تین ہزار پانسو تھی انگریزوں نے اپنے قبضے میں کر لیں۔ اور لوٹ کی تعداد رقم جو جہازیوں نے باہم تقسیم کر لی امیر البحر لارڈ گیمبیر کے تخمینہ کے اعتبار سے دس لاکھ پونڈ تھی اس کے بعد انگریزی جہازوں کے نصف بلاح ہالینڈ کے جہازوں پر متعین کر دئے گئے اور پھر کوپن ہیگن کو خاکستر کے ڈھیر اور خون سے رنگی ہوئی حالت میں چھوڑ کر یہ انگریزی جہاز اپنے وطن

انگلستان کو روانہ ہو گئے۔ یہ بیڑہ فتح کی سلامیاں واغتا اور نصرت کے پھریرے اڑاتا اور اپنی قزاقانہ مہم کے مال غنیمت سے لدا ہوا دریائے ٹیمس Thames کے دہانے میں آخرکار جا داخل ہوا۔ اور نپولین کی عاجزانہ صلح کی درخواست کا جو زار روس کی وساطت سے پیش کی گئی تھی لندن کے دربار نے یہ جواب دیا جو اوپر بیان ہوا۔

ڈیوک آف ولنگٹن ہندوستان میں عظیم الشان فتوحات حاصل کر کے ابھی حال میں واپس آیا تھا۔ اور اپنا حربی دور اُس نے کوپن ہیگن سے شروع کیا جو واٹرلو میں بڑی ناموری سے ختم ہوا۔ اس روئیں تن ڈیوک کا پارلیمنٹ نے شکریہ ادا کیا کیونکہ کوپن ہیگن کی مہم کو اُس نے بڑی خوبی اور لیاقت سے انجام کو پہونچایا تھا۔ اور شہر کو توپوں کے گولوں سے اڑایا تھا۔ افسوس! کوپن ہیگن اور واٹرلو! وہ دن دور نہیں ہے کہ ان دونوں کو انگلستان بہ رغبت تمام بھول جائیگا۔

کوپن ہیگن کے واقعہ کو تمام یوروپین اقوام نے متفقہ رائے اور نگاہ سے دیکھا۔ لیکن کسی اور ملک میں اسپر اتنی نکتہ چینی نہیں ہوئی جتنی انگلستان میں ہوئی۔ ہاؤس آف لارڈس اور کامنس کے ممتاز ارکین اور تمامی جمہور نے بڑے زور شور سے غصہ کی آواز بلند کی۔ لارڈ گرین وایل۔ اڈنگٹن۔ شریڈن۔ اور گرے صاحب نے معہ بہت سے ارکین کے نہایت ہی سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اب صلح کا خیال قطعی باقی نہ رہا۔ اور ایک جانب انگلستان اور دوسری طرف نپولین نہایت شدید جنگ کے واسطے آمادہ اور تیار ہوئے۔

روس کے شاہنشاہ کو ٹرکی کے صوبہ بالڈیویا اور ویلےشیا جو دریائے ڈینوب کے کنارہ واقع تھے چھین لینے کی بڑی آرزو تھی اور اُن کو فتح کر کے وہ قسطنطنیہ کے قریب پہونچنا چاہتا تھا۔ اگر یوروپ کی کوئی دوسری طاقت ترکوں

کی مدد نہ کرتی تو وہ روس کی اس ملک گیری کو روک نہ سکتے تھے۔ نپولین یہ بات ہرگز نہ چاہتا تھا کہ روس کا شاہنشاہ ان صوبوں پر قابض ہو کر مشرقی فرماں روائی کی طرف قدم بڑھائے۔ لیکن جب روس کے بادشاہ کے ساتھ اپنی دوستی قائم رکھنے کی ضرورت کو دیکھتا تھا تو اُس کی اس دست درازی پر طوعاً و کرہاً نیم راضی ہوتا تھا برطانیہ کے دربار سے فوراً ایک سفیر متعین کیا گیا کہ روس کے شاہنشاہ کے پاس جائے اور کہے کہ انگلستان سے روس کو اتحاد کر لینا چاہئے اور ٹرکی کے صوبجات مذکورہ فتح کر لینے میں انگلستان کی طرف سے مدد دیجائیگی۔ اور ایک اوکھا سفیر اس کوشش کے لئے اسٹریا کے دربار میں بھی بھیجا گیا کہ آسٹریا خاموش رہے اور ٹرکی کے دونوں صوبوں کو فتح ہو جانے دے۔ چنانچہ انگریزی سفیر نے سینٹ پیٹرز برگ میں پہونچکر روس کے شاہنشاہ سے کوپن ہیگن کے معاملہ کے متعلق معذرت کی اور کہا کہ یہ کارروائی صرف اس غرض سے کی گئی ہے کہ تمامی یوروپ کے دشمن نپولین کو نقصان رسانی کا موقع نہ ملے۔ اور روس کو بجائے رنج کے اس معاملہ میں خوشی ہونا چاہئے۔ اور انگلستان کو روس پر بھروسہ ہے کہ وہ ڈنمارک کو اس واقع کے حق ہونے اور حق تسلیم کرنے کے متعلق سمجھائیگا اور تمامی جہاز ڈنمارک کو واپس کر دئے جائینگے بشرطیکہ وہ نپولین کے خلاف انگلستان کا شریک ہو لیکن اسکندر نے نہایت سخت جواب دیا اور بہت خفا ہوا اور انگلستان اور روس کے باہم بات چیت کا سلسلہ جلد بند ہو گیا۔

اسکندر نے نپولین کے سفیر جنرل سیوری کو فوراً بلایا اور کہا ” دیکھو صلح کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ پھر شروع ہوئی۔ اس کی تو مجھے پہلے سے بھی توقع تھی لیکن کوپن ہیگن اور انگلستان کے دربار کے تکبر کا مجھے خیال نہ تھا۔ میں اپنا ارادہ مستقل کر چکا اور اپنے وعدہ کو پورا کرونگا اور میں وہی راستہ اختیار کرونگا جو تمہارے

شاہنشاہ کی رائے میں سب سے زیادہ موزوں ہوگا۔ میں نے نپولین کو دیکھا ہے اور مجھے فخر ہے کہ ہم نے اپنے خیالات کا ایک دوسرے سے اظہار کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بات کا سچا ہے کاش میں اُس سے پھر اسی طرح ملا ہوتا جیسا ٹلسٹ میں ملنے کا اتفاق ہوا یعنی ہر روز اور ہر وقت۔ کیا ہی سلیقہ گفتگو ہے عجیب وغریب سمجھ ہے کیسی انوکھی ذہانت ہے۔ اُس کے پاس رہنے سے مجھے کسقدر نفع ہوا چند ہی روز میں اُس نے کتنی بہت سی باتیں مجھے سکھا دیں۔ لیکن ہمارے مابین بڑی دوری واقع ہوئی ہے۔ مجھے اُس سے جلد ملنے کی آرزو ہے۔"

اسکندر نے نپولین سے فرانس کی بنی ہوئی بندوقیں خریدنے کی اجازت چاہی اور اُس نے لکھا "چونکہ ہم ایک مدعا کے حاصل کرنے کو دشمن سے جنگ کرینگے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے اسلحہ بھی ایک ہی سے ہوں۔ اُس نے امراء کے لڑکوں کو جو بحری خدمات انجام دینے کے لئے تعلیم دئے جانے کو تھے فرانس میں جانے اور تعلیم پانے کی بھی اجازت مانگی۔ اور اس کے ساتھ نپولین کو نہایت ہی نادر اقسام کے سموری پوستین وغیرہ بھی بھیجے اور کہا "میں نپولین کا پوستین گر ہونا چاہتا ہوں۔"

لیکن نپولین سخت ہی پریشان تھا۔ اسکندر کی دوستی سے تو اُس کو بڑا اطمینان ہوا۔ لیکن اُس کو اسکندر جیسے جاہ طلب بادشاہ کی نیت کا بھی اچھی طرح خیال تھا کہ قسطنطنیہ فتح کرنے اور مشرقی زبردست سلطنت قبضہ میں لانے کا اس کا عزم تھا۔ روس کا اتنی بڑی طاقت حاصل کرنا اور ایسے اقتدار کو پہونچنا یورپ اور دنیا کے لئے خطرناک تھا یعنی اُس کے ایک ہاتھ میں تو قطب شمالی ہوتا اور دوسرے میں درۂ دانیال ہوتا اور پھر وہ تمام عالم کی فرمانروائی کا مدعی بن جاتا۔ اگر نپولین اسکندر کو مشرق کی طرف قدم بڑھانے کی اجازت دیدیتا تو اس سے زیادہ اسکندر کو کوئی

شنے خوش نہ کر سکتی تھی۔ نپولین کی بڑی آرزو تھی کہ روس کے شاہنشاہ سے اتحاد قایم رہے لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ یورپ کی امن میں فرق آئے۔

پس نپولین نے اپنے سفیر کالن کورٹ سے تمامی راز بیان کرکے اُسے سینٹ پیٹرزبرگ اس لئے بھیجا کہ حتی المقدور اتحاد قایم رہنے کی سعی بھی کیجائے۔ اور ایسی تدبیر ہو کہ اسکندر ٹرکی پر یورش کرنے سے باز بھی رہے۔ اور اپنے سفیر کو باوقعت بنانے کی غرض سے اُس نے آٹھ لاکھ فرانک سالانہ اُس کی تنخواہ مقرر کی اور فرانس کے نہایت لایق اور ممتاز نوجوان اُس کے ہمراہ کئے۔ نپولین نے اسکندر کو بھی ایک خط لکھکر اس میں اُس کے تحائف کا شکریہ ادا کیا اور اپنی طرف سے چینی کے نہایت عمدہ ظروف کا تحفہ بھیجا۔ ڈنمارک نے فوراً اپنے تئیں نپولین کی حفاظت میں دیدیا اور اُس کی درخواست کے موافق نہایت قوی فرانسیسی فوج اُس کی حفاظت کے لئے وہاں متعین کردی گئی۔

ٹلسٹ کے قیام کے بعد سے اسکندر نپولین کی لیاقتوں کا فریفتہ ہوگیا تھا اور نپولین کی بڑے جوش سے تعریف کیا کرتا تھا۔ لیکن روس کے امرا نے نپولین جیسے ساحر کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ پس جیسی جمہوری اثر کی ترقی ہوتی جاتی تھی انکا خوف بڑھتا جاتا جاتا تھا۔ فرانس کی جمہوری حکومت کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ عوام کو ترقی ہوتی تھی اور امرا کو تنزل ہوتا تھا۔ اسکندر بھی خواہاں تھا کہ مغرور امرا کا کچھ زور گھٹ جائے اور جمہور کی قدرے ترقی ہو۔ پس روس میں دو فریق پیدا ہوگئے۔ ایک گروہ میں تو اسکندر کی ماں اور بڑے بڑے امرا تھے اور فرانس سے جنگ کے خواہاں ہوئے اور دوسرے گروہ کا سرگروہ خود اسکندر اور کم دباؤ والے سردار تھے جو فرانس سے صلح رکھنا چاہتے تھے۔

کالن کورٹ کو معلوم ہوگیا کہ روس کے امرا کے دل میں نپولین کی طرف سے

غبار ہے۔ لہذا اُس نے اپنا ایک معتمد ماسکو کو روانہ کیا کہ جا کر دیکھے کہ وہاں کے امرا کی کیا رائے ہے۔ ماسکو کے امرا علانیہ شکایت کر رہے ہیں کہ ٹلسٹ کے عہدنامہ سے عجیب تبدیلی واقع ہوگئی۔ اور نوجوان زار روس فرانس کا شریک ہو گیا ہے اور کہتے تھے کہ انگلستان سے مخالفت پیدا ہوتے ہی ہماری تجارت کا ستیاناس لگ گیا اور ان جملہ امور کی تلافی یہی ہے کہ ٹرکی کے صوبے مالڈیویا اور ولیشیا ہمارے قبضہ میں آئیں۔ لیکن بھلا نپولین اس بات کو کیوں گوارا کرنے لگا۔

کالن کورٹ نے یہ سب حالات نپولین کو لکھکر یقین دلایا کہ زار روس کے صاف ہونے میں تو کوئی شبہہ نہیں ہے لیکن روس کے امرا پر کسی طرح اعتماد نہیں ہوسکتا ہے نپولین نے اس معاملہ پر بڑی دیر تک غور کیا۔ اُس سے اتحاد قایم رکھنا اشد ضروری تھا۔ لیکن روس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے بھی بڑا خطرہ تھا۔ روسیوں نے تمامی یورپ پر سکہ بٹھانے کا قصد کیا تھا۔ ترکوں نے نپولین کے دوست سلطان سلیم کو تخت سے اُتار کر پہلے تو قید کیا پھر اُس کو قتل کیا تھا۔ اور اب ترک اُن لوگوں کے سر قلم کر رہے تھے جو فرانس سے اتحاد قایم رکھنے کے حامی تھے۔ انگلستان کے گماشتے ترکوں کو برابر برانگیختہ کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنے تئیں اُن باتوں کا ذمہ وار نہ خیال کیا جو لڑائی کو واقع ہوئیں۔

نپولین نے بھی اب اس بارہ میں کوئی اعتراض مناسب نہ سمجھا کہ ترکوں کے دونوں صوبے نکل کر روس کے قبضہ میں چلے جائیں۔ ترکوں نے بھی ان صوبوں کو بلا استحقاق صرف بزور شمشیر اپنے قبضہ میں کیا تھا اور ایسے ایسے ظلم کئے تھے کہ جن کے اعادہ سے کلیجہ کانپا جاتا ہے۔ متکبر خودسر بادشاہوں کا حق جس سے وہ آزاد قوموں کو اپنا غلام بناتے ہیں واجب الاحترام حق نہیں ہے۔ اگر روس کی حکومت بُری تھی تو ترکوں کی اُس سے بدتر تھی پس نپولین نے ان ترکی

صوبوں کو روس کی قلمرو میں منتقل ہو جانے کے بارہ میں کوئی اعتراض پیش نہ کیا نہ حتیٰ سے کہ اس کو وہ ظلم سمجھا بلکہ صرف اس وجہ سے کہ اس کو خلافِ مصالح ملکی سمجھا ترکی گورنمنٹ اب نپولین سے خلاف وحشیانہ جنگ پر آمادہ تھی اور انگلستان سے اتحاد کر لیا تھا جو نپولین کا سخت دشمن تھا پس نپولین کی طرف سے امداد کی اس کو کوئی توقع نہ ہونا چاہیے تھی مگر نپولین سے یہ بھی ممکن نہ ہو سکا کہ خود علیحدہ ہو جاتا اور روس اور ٹرکی کو باہم نپٹ لینے دیتا۔ ٹرکی اور انگلستان ملکر ایک قوم کی طرح نپولین کے مقابلہ پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور ترکوں نے نپولین کی پنچایت نامنظور کر کے روس سے جنگ کا عزم کیا تھا۔ پس ٹلسِٹ کے عہدنامہ کے موافق نپولین پابند تھا کہ روس کا ساتھ دے۔

پس نپولین نے اسکندر سے مشورہ کی تجویز پیش کی اور آسٹریا کے بادشاہ فرانسس کو بھی اس میں شریک کرنا چاہا کہ ٹرکی کے متعلق جملہ امور کا فیصلہ کر لیا جاوے۔ اس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ فرانس روس اور آسٹریا تینوں متحد ہو کر ایشیا کے براعظم کو عبور کریں اور انگلستان کے ہندوستانی مقبوضات پر حملہ آور ہوں۔ آسٹریا کو اس معاملہ میں سخت تعلجان تھا۔ روس سے وہ پہلے ہی سے خائف ہو رہا تھا۔ دریائے ڈینیوب کے مخارج کا ترکوں کے قبضہ میں ہونا تو بری بات تھی ہی لیکن ان مقامات کا ترکوں کے ہاتھ سے نکلنا اور روس کے ہاتھ میں جانا اور بھی بری اور خطرناک بات تھی۔ اسلئے بہت ضروری تھا کہ حتیٰ الامکان اس کے روکنے کی کوشش کی جاتی جس وقت اسکندر کو کانفرنس کے متعلق اطلاع ہوئی تو نہایت ہی خوش ہوا۔ اسلئے کہ ٹرکی کے دونوں صوبے روس میں شامل ہو جانا اس کے عہد حکومت کے لئے بڑے فخر کا مقام تھا اور اسی کے ساتھ روس کی سلطنت کا اقتدار بھی بہت کچھ بڑھ جاتا۔ اور روس کے امراء کو ایسی حالت میں فرانس سے

اتحاد رکھنے میں کوئی اعتراض بھی باقی نہ رہتا۔ اسکندر کو ایسا جوش ہو گیا تھا کہ نپولین کا مراسلہ پڑھتے وقت اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہو گئی تھی۔ اس وقت کالن کورٹ موجود تھا۔

اسکندر مراسلہ کو بار بار پڑھتا تھا اور کہتا تھا۔ نپولین بہت بڑا شخص ہے بہت بڑا شخص ہے۔ اُس سے کہدو کہ میں تمام عمر اُس کا رفیق رہونگا۔ میری سلطنت اور افواج سب اُس کے اختیار میں ہیں۔ اور جب میں روسی اعزاز بڑھانے کی غرض سے اُس سے کوئی چیز عطا کرنے کو کہتا ہوں تو جاہ طلبی کی نیت سے نہیں کہتا ہیں چاہتا ہوں کہ تمامی قوم روس اُس کے اختیار میں دیدوں۔ اور وہ بھی اُس کی ایسی ہی جاں نثار ہو جائے جیسا میں ہوں۔ ٹرکی کے معاملہ میں وہ آسٹریا کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے دافعی صحیح رائے ہے اور بڑی عاقلانہ تجویز ہے۔ اور میں قطعی اس رائے سے متفق ہوں۔

صفحہ ۲۹

نپولین کی تجویز ہے کہ ہندوستان پر یورش کی جائے۔ میں اس پر بھی راضی ہوں۔ اپنی ٹلسٹ کی ملاقات میں میں نے اس مہم کی تمامی دشواریوں سے اُس کو آگاہ کر دیا ہے۔ لیکن اُس کی تو عادت ہے کہ کسی دشواری یا موانع کی وہ کوئی وقعت نہیں کرتا۔ لیکن اتنا بعد فاصلہ ہے اور موسم اس قسم کے شدید ہیں کہ اُس کے خیال سے بدرجہا زیادہ ہیں لیکن کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ دشواریوں کے مقابلہ میں انتظام بھی میں ویسے ہی زبردست کرونگا۔ ہم کو پہلے ٹرکی کے صوبوں کے متعلق رائے متفق کر لینا چاہیئے اور اس معاملہ میں ٹھیک ٹھیک مشورہ جب ہی ہو گا۔ جب ہمارے باہم ملاقات ہو۔ جس وقت معاملہ کی صورت پختگی کو پہونچیگی میں سینٹ پیٹرزبرگ سے فوراً روانہ ہو جاؤنگا۔ اور جہاں وہ تجویز کریگا اُس سے ملوں گا۔ یہانتک کہ خاص پیرس تک جانے کو میں موجود ہوں۔ لیکن یہ مجھ سے ہو نسکیگا

اسلئے کہ یہ ملاقات تو ایک اہم معاملہ میں مشورہ کرنے کی غرض سے ہوگی۔ اظہار شان وشوکت کی غرض سے نہ ہوگی۔ میری رائے میں ویمر مناسب ہوگا کہ وہاں ہمارا خاندان موجود ہے۔ لیکن وہاں بھی ہزاروں باتوں کے متعلق ہم کو پریشانیاں ہونگی۔ ارفرٹ میں ہم کو نہایت ہی آزادی سے کام کرنے کو ملے گا۔ کالن کورٹ اسی مقام کے بارہ میں تم اپنے شاہنشاہ کو لکھ بھیجیں فوراً روانہ ہوجاؤنگا۔ اور ایک تیز ڈاک کے سوار کی طرح جا پہونچونگا۔

اب ارفرٹ کی کانفرنس کا معاملہ چھڑا۔ روسی اور فرانسیسی سفیروں کی بہت سی ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد نپولین کے پاس دو تجویزیں لکھکر بھیجی گئیں۔ ایک میں تو ٹرکی کے جزوی بٹوارے کا ذکر تھا۔ یعنی ترکوں کے قبضہ میں درہ دانیال اور باسفرس اور ایشیا کے تمامی مقبوضات باقی چھوڑ دیئے جاتے۔ اور روس کو مالڈیویا۔ اور۔ وسے لیشیا دریائے ڈینیوب کے بائیں کنارے۔ اور بلگیریا دریائے ڈینیوب کے داہنے کنارے دیا جاتا اور آسٹریا کے آنسو پونچھنے کو سرویا اور بوسینیا دیئے جاتے اور یونان کو ترکوں کے پنجۂ ظلم سے رہائی دیکر فرانس کی حفاظت میں دیا جاتا۔ دوسری تجویز نہایت ہی خوفناک اور عظیم الشان تھی۔ اور وہ تجویز یہ تھی کہ ترکوں سے یورپ اور ایشیا کے تمامی مقامات جو اُن کی سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں چھین لئے جائیں۔

روس کو قسطنطنیہ جس پر اُس کا مدت سے دانت تھا اور باسفرس سے ملحق صوبے وسے دیئے جائیں اور آسٹریا کو اس تقسیم میں معقول حصہ دیا جائے اور فرانس کو تمامی یونان۔ مجمع الجزائر۔ آبنائے دانیال۔ سیپرس۔ شام اور مصر دیئے جائیں۔ پس روس کے دربار نے نپولین کے سامنے یہ تجویزیں پیش کیں لیکن یہ مناسب نہ خیال کیا گیا کہ ایسے وحشت خیز معاملات کے کاغذ پر دستخط کئے جائیں

"جب نپولین کے پاس بھیجنے کو یہ کاغذ فرانسیسی سفیر کے ہاتھ میں دیا گیا تو اسکندر نے جس کا جوش ماہ بہ ماہ بڑھا ہوا تھا اُس سے کہا۔ نپولین سے کہدینا کہ میں اس تجویز سے بالکل متفق ہوں اور روس کے دربار کی یہ واقعی اور سچی رائے ہے"

چونکہ اُس زمانہ کے حسب حال یہ کاغذ نہایت ہی انوکھا تھا اور اُس وقت کے نہایت بڑے دو شخصوں کے متعلق ہے جو اپنے عزم و ثبات اور جبروت سے تمامی یورپ پر اپنا اثر ڈالے ہوئے تھے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر ہم اُس کو بجنسہ نقل کردیں:-

"چونکہ فرانس کا شاہنشاہ اور اٹلی کا بادشاہ وغیرہ وغیرہ نپولین یورپ میں امن چین قایم کرنے کی غرض سے یہ تجویز کرتا ہے کہ دولت عثمانیہ کو اُس کے صوبے علیحدہ کر کے کمزور کردیا جائے۔ پس شاہنشاہ اسکندر جو اپنے عہد و پیمان پر واثق ہے اس تجویز سے اتفاق کرتا ہے۔"

سب سے پہلا خیال جو روس کے شاہنشاہ کے دل میں۔ جو ٹلسٹ کے واقعات بڑے شوق سے یاد کیا کرتا ہے جہاں یہ تجویز اُس کے سامنے پیش ہوئی تھی۔ ناشی ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ شاہنشاہ نپولین اس تجویز کی تکمیل پر حسب قرارداد معاہدہ تسنیخ فوراً آمادہ ہوگا۔ اور اسی تجویز میں اُس نے ہندوستان پر یورش کرنے کی تجویز کو بھی اضافہ کیا تھا۔

"ٹلسٹ میں یہ بھی تجویز ہوا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کو ایشیا میں ہٹا دیا جائے اور یورپ میں اس کے متعلق صرف قسطنطنیہ اور رومیلیا کے شہر باقی رکھے جائیں"

"اسی وقت یہ نتیجہ بھی نکالا گیا تھا کہ فرانس کے قبضہ میں البانیا۔ موریا۔ اور جزیرہ کینڈیا (اقرلیطیش) دیدیا جائے۔"

"وسے لیشیا اور مال دیویا روس کے لئے تجویز ہوئے تھے اور روس کی

سلطنت کی حدود بائے جسنوب قائم کی گئی تھی اور اس میں بیسارابیا بھی جو ساحلی حصہ زمین ہے شامل سمجھی گئی تھی۔ اگر اس حصہ میں بلگیریا بھی اور شامل کر دیا جائے تو شاہنشاہ روس ہندوستان پر یورش کرنے کی تجویز سے اتفاق کرتا ہے اور یہ معاملہ اس وقت زیر بحث نہ تھا لیکن بہ شرط ہے کہ افواج انشیاے کوچک میں ہو کر جائیں جیسا کہ شاہنشاہ نپولین نے راستہ کی تجویز خود کر لی ہے۔

"آسٹریا کی فوج کو ہندوستان کی مہم میں ساتھ لینے کی تجویز سے اتفاق کیا جاتا ہے اور اس کے معاوضہ میں آسٹریا کو ٹرکی کے حصے کروشیا اور بوسینیا بشرطیکہ شاہنشاہ نپولین خود ان کا کوئی جزو لینا نہ چاہے تو دیدیا جائے۔ اور سرویا کی آیندہ حالت کا انفصال حسب ذیل طریقہ میں کرکے کیونکہ تمامی ٹرکی میں اس صوبے سے بڑھکر جنگجو مخلوق کسی اور جگہ نہیں ہے آسٹریا کو اس معاملہ میں بہت زیادہ دلچسپی لینے پر آمادہ کیا جائے۔

"سرویا کے باشندے نہایت جنگجو ہیں اور اسی وجہ سے ان کی زیادہ وقعت کرنا چاہئے اور ان کے معاملات کا انفصال خوب سوچ سمجھکر کیا جانا مناسب ہے۔ سرویا کے باشندوں کا عزم تھا کہ ترکوں سے انتقام لیں اور اسی وجہ سے انھوں نے ترکی جوے کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیا اور عزم بالجزم کر لیا کہ اب ترکوں کی رعایا نہ بنیں گے۔ پس صلح اور امن کو مستحکم کرنے کے واسطے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود مختار کر دئیے جائیں۔

"ٹلسٹ کے صلحنامہ میں سرویا کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ انھوں نے چند مرتبہ شاہنشاہ اسکندر سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ ان کو وہ اپنی رعایا میں شامل کر لے۔ چونکہ ان سرویا والوں کو شاہنشاہ اسکندر سے ایک محبت ہے اسلئے شاہنشاہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو آرام و اطمینان حاصل ہو جائے لیکن ساتھ

۲۹۵ء

ہی اس کے شاہنشاہ کی یہ نیت نہیں ہے کہ وہ روس کی قلمرو میں شامل کرلئے جائیں
اسلئے کہ شاہنشاہ ایسے مقبوضات جدید نہیں چاہتا جن سے صلح کے راستہ میں
کسی قسم کے موانع واقع ہوں وہ بڑی خوشی سے سرویا سے دست بردار ہوتا ہے
اوران دوسری باتوں سے بھی دست کش ہوتا ہے جو صلح میں حایل ہوں۔ پس
شاہنشاہ کی تجویز یہ ہے کہ سرویا کی ایک جدا حکومت قایم کردی جائے اور کوئی ایسا
آرچ ڈیوک اس کا فرماں روا کردیا جائے جو کسی شاہی خاندان کا سردار نہو اور
آسٹریا کا تاج وراثتاً اُس کو نہ پہونچتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ یہ شرط بھی لگادی جائے
کہ سرویا کبھی آسٹریا کی سلطنت میں شامل نہ کیا جاویگا۔

"صرف بحث تو سلطنت عثمانیہ کے توڑ دینے سے ہے جیسا اوپر بیان ہوچکا ہے
اور یہ سب ٹلسٹ کے عہدنامہ کے موافق ہے۔ پس اس بحث نے روس اور فرانس
کے سفیروں کے روبرو کوئی دشوار امر پیش نہیں کیا۔ اور یہ سفیر دو شاہنشاہوں کی
جانب سے معاملہ پر غور و بحث کے لئے مامور ہوے ہیں۔

"پس اس عہدنامہ میں جو تین فرماں رواؤں کے درمیان ہونے والا ہے
روس کے شاہنشاہ کو کوئی عذر نہیں ہے تاکہ معاملہ متذکرہ بالا کے متعلق شرایط
قایم ہوجائیں لیکن اس بات کا خیال کرنے سے کہ اب جو مراسلہ شاہنشاہ
نپولین کا آیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے بہت زیادہ پاش
پاش کردینے کا عزم ہے۔ اور ٹلسٹ میں ایسی تجویز نہیں ہوئی تھی۔ پس شاہنشاہ
روس اس غرض سے کہ تینوں سلطنتوں یعنی فرانس۔ آسٹریا اور روس کے مقاصد
کا لحاظ رکھا جائے اور خاصکر اس مدعا سے کہ فرانس کے شاہنشاہ کے ساتھ اظہار
دوستی کا ثبوت دیا جائے تجویز مذکور سے اتفاق کرتا ہے۔

"شاہنشاہ روس نے اپنے مقاصد کے متعلق یہ اصول بھی ملحوظ رکھا ہے

کہ اس تقسیم میں اُس کا حصہ بہ اعتبار وسعت ملک کے اوسط درجہ کا ہو اور اسی کے ساتھ فرانس کو خاص طور سے بڑا حصہ دیا جائے۔ اس اصول کے علاوہ اُس نے یہ عاقلانہ اصول اور زیر نظر رکھا ہے کہ تجارتی تعلقات اور حدود ملک کے اعتبار سے جیسی اب موجودہ حالت خراب ہے اس نئی تقسیم کی تجویز میں وہ بہت سے تغیرات کا بھی خواہاں نہیں ہے اور انھیں دونوں اصولوں کو ملحوظ رکھکر شاہنشاہ روس کو کسی قسم کا رشک وحسد نہ ہوگا بلکہ بڑی خوشی ہوگی اگر شاہنشاہ نپولین اُن مقامات کے علاوہ جن کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے مجمع الجزائر کے تمامی جزیرے۔ قبرس روڈس اور لیوانٹ۔ شام و مصر کے بافیتانده بنادر اپنی سلطنت سے ملحق کرلے۔

اگر اس بڑے پیمانہ پر تقسیم قرار پاپا جائے تو سرویا کی ریاست کے متعلق شاہنشاہ اسکندر اپنی پہلی رائے کو تبدیل کردینے کو موجود ہے۔ پس اس نیت سے کہ آسٹریا کو بھی معقول و معزز حصہ ملجائے۔ سرویا کو آسٹریا سے ملحق کردیا جائیگا اور اس میں مقدونیا اور اضافہ کرنا مناسب ہوگا لیکن مقدونیہ کا وہ حصہ اضافہ نہ کیا جائیگا جس کو فرانس اپنی البانیا کی حدود مستحکم کرنے کے لئے لینا چاہیے گی اور اسی غرض سے سالونیکی فرانس کو دیدیا جانا ضروری ہے۔ آسٹریا کی سرحد کا خط اسکوپیا سے آرفین تک ہوگا اور اُس کی حکومت سمندر تک وسیع ہوجائیگی۔ رہا کروشیا تو چاہیے اس کے اوپر فرانس متصرف ہو یا آسٹریا اور یہ بات شاہنشاہ نپولین کی مرضی پر منحصر رہیگی۔

شاہنشاہ اسکندر کو ٹلسٹ کی گفتگو سے خاص اطمینان ہوگیا ہے لہذا وہ اُن آسٹریا کے مقبوضات کو جن سے روس اور آسٹریا میں ہمیشہ شکر رنجی پیدا ہوجایا کرتی ہے کیونکہ وہ دونوں کی سرحد پر واقع ہیں اپنے دوست شاہنشاہ نپولین ہی کی مرضی پر چھوڑتا ہے اور یہ بات شاہنشاہ اسکندر اپنے دوست شاہنشاہ

نپولین سے چھپی نہیں کرسکتا۔

"اس طرح تقسیم کی رو سے علاوہ اُن مقامات کے جو روس کو پہلی تجویز کے اعتبار سے دیئے جانا تجویز ہوئے ہیں روس کو شہر قسطنطنیہ اور چند فرسنگ زمین ایشیائی حدود میں اور دیئے جائینگے اور یورپ میں ایک حصہ رومیلیا کا اضافہ کیا جائیگا تاکہ آسٹریا کے نئے مقبوضات کی سرحد کی جانب روس کی سرحد بلگیریا سے لیکر سرویا اور تھوڑا سویس بک کے پار تک اور سلسلۂ کوہستان مابین سوئس بک و ٹرین پول تک اور پھر دریائے موزرا سے سمندر تک قایم ہو جائے۔

"اس دوسری تقسیم کی تجویز کے متعلق جو گفتگو ہوئی ہے اُس میں صرف اسی قدر رائے کا اختلاف ہے کہ فریقین میں سے ایک فریق نے یہ خیال کیا کہ اگر روس کو قسطنطنیہ پر قبضہ دیا جائے تو فرانس کو دردہ دانیال پر قابض ہونا چاہیئے۔ یا کم سے کم ایشیائی سمت پر جیل ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس دعوے پر دوسرا فریق معترض ہوا اور بنائے اعتراض یہ قایم کی کہ جدید تجویز میں حصص فریقین کے درمیان کوئی تناسب نہیں ہے۔ فرانس کے لئے بہت بڑا حصہ تجویز ہوا ہے اور ایسی حالت میں قسطنطنیہ کے قریب فرانس کو اگر ایک قلعہ پر بھی قبضہ دیا گیا تو شاہنشاہ روس کے اصول کا خون ہو جائیگا کیونکہ جغرافیہ اور تجارت پر نظر کرنے سے اُس کی حالت جیسی پہلے بے موقع اور خراب تھی ویسی ہی اب بھی رہیگی۔

"پس اس خیال سے کہ شاہنشاہ نپولین روس کے شاہنشاہ کا بہت بڑا دوست ہے اسی لئے شاہنشاہ نے موانع دور کرنے کی غرض سے حسب ذیل تجویز کی ہے۔

"اول۔ روس کا شاہنشاہ۔ آسٹریا اور روس کی جدید مقبوضات کے درمیان ہو کر فرانسیسی افواج کے لئے راستہ کھول دیگا تاکہ شام کے بندرگاہوں تک

فرانس کی جنوبی سرحد کی قایم ہوجائے۔

"دویم۔ اگر شاہنشاہ نپولین سمرنا پر قابض ہونا چاہے گا یا کسی اور بندرگاہ کو لینا چاہیگا جو ٹولیا کے ساحل پر واقع ہوگا اور اپنی افواج اُدھر بھیجے گا تو اس کی مدد کو شاہنشاہ روس اپنی افواج بھیجے گا۔

"سویم۔ اگر سمرنا یا کسی دوسرے ساحلی مقام پر جس پر فرانس کا قبضہ ہوگا بعد کو ترک یا انگریز حملہ آور ہونگے تو جہاں پر ضرورت ہوگی روسی افواج برابر مدد کو بھیجی جائینگی۔

"چہارم۔ شاہنشاہ روس کو یہ بھی خیال ہے کہ آسٹریا کا شاہنشاہ بھی اسی طرح سالونکی کے فتح کرنے میں فرانس کو مدد دے اور جہاں کہیں بندرگاہ میں مدد کی حاجت ہوگی دریغ نہ کریگا۔

"پنجم۔ شاہنشاہ روس جنوبی بحر اسود کے ساحل پر قابض ہونا نہیں چاہتا اگرچہ پہلی گفتگو میں اس حصہ ساحل پر اُس کا قابض ہونا مفید ظاہر کیا گیا تھا۔

"ششم۔ ہندوستان میں روسی افواج کو چاہئے جسقدر کامیابی ہو لیکن روس کا شاہنشاہ وہاں مقبوضات حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ اور فرانس چاہے جسقدر صوبجات اپنے قبضہ میں لائے روس کا شاہنشاہ بڑی خوشی کا اظہار کریگا اور فرانس کے شاہنشاہ کے جوجی میں آئے وہ صوبہ ہندوستان کا روس کو دے کوئی عذر و اعتراض نہوگا۔

"اگر ہر دو تجاویز میں سے ایک منظور کرلی جائے اور پھر ہر دو بدل عمل میں لائے تو شاہنشاہ روس بڑی خوشی سے ارفرٹ کے مقام پر جاکر شاہنشاہ نپولین سے ملاقات کریگا اور یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جملہ امور جیسے تجویز ہوئے ہیں پہلے سے منظور کرلیے جائیں تاکہ دونوں شاہنشاہ فوراً دستخط کردیں اور کچھ مزید باتیں اضافہ کرنیکی حاجت باقی نہ رہے۔ اور زیربحث حصہ کرہ ارض کی قسمت کا فیصلہ

ہو جائے اور انگلستان کو اُس صلح کے کر لینے پر مجبور کر دیا جائے جس سے جان بوجھ کر وہ گریز کر رہا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے۔"

اس مراسلہ کو پاتے ہی نپولین نے پچھلی تجویز سے یک قلم انکار کر دیا۔ کسی طرح وہ اس بات پر راضی نہ ہو سکا کہ قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو وہ اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ روس جیسے ملک کے زبردست شاہنشاہ سے قطع دوستی ہو جائے اور باہم تیغیں میان سے کھینچی جائیں مگر وہ اس پر ہرگز راضی نہ ہوا کہ تمامی یورپ کو معرض خطر میں ڈالا جائے۔

اسکندر کا تو قول تھا کہ قسطنطنیہ میرے گھر کی کلید ہے۔

لیکن نپولین کا مقولہ تھا کہ قسطنطنیہ ہفت اقلیم کی سلطنت ہے۔

آسٹریا سخت پریشان تھا کہ وہ اس سے خائف تھا کہ فرانس جا بجا آزادی کی اشاعت کرتا جاتا تھا۔ اپنے قبضہ سے اٹلی نکل جانے سے اُسے بہت صدمہ تھا اور الم اور آسٹرلز کی ہزیمتوں سے شکستہ دل ہو رہا تھا اور اپنے بڑے رقیب اسکندر کی دست درازی سے ہراساں تھا۔ اس کے سوا باوجود روس کی امداد کے وہ فرانس سے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ پس روس و فرانس کے متحد ہو جانے کی حالت میں آسٹریا کس طرح پیش لے جا سکتا تھا۔ صرف انگلستان کی مدد سے آسٹریا کو اٹلی حاصل کرنے کی توقع ہو سکتی تھی۔ نپولین دربار آسٹریا سے خط و کتابت کرنے میں نہایت صفائی اور بے تکلفی سے کام کرتا تھا وہ صدق دل سے چاہتا تھا کہ فرانس کے ساتھ آسٹریا اور روس کا اتحاد ہو جائے۔ سازش کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ نہایت منصفانہ شرائط کے ساتھ وہ انگلستان سے صلح کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو سوا اسے مہلت اور فرصت کے کسی چیز کی زیادہ تمنا نہ تھی کیونکہ وہ فرانس کی خوش حالی میں اپنا وقت صرف کرنا چاہ رہا تھا اور اس کی آرزو تھی کہ اُس کی بڑی پر عظمت سلطنت دنیا کا چمن بن جائے چونکہ تمامی یورپ سے مقابلہ کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا پس صلح کو مقدم سمجھتا تھا اور

ہر قسم کی رعایت اور درگذر کو موجود تھا۔

اُس نے کہا ”انگلستان صلح کا بڑا دشمن ہے۔ تمامی دنیا آرام آرام لکار رہی ہے پس اگر تمام یورپ ایک ہو جاوے تو انگلستان مقابلہ کی تاب نہ لا سکیگا“

آسٹریا کے دربار نے نہ کبھی صاف بات کی اور نہ عہد و پیمان ہی پر ثابت قدم رہا بڑے جبر و اکراہ سے وہ یوروپ کی طاقتوں کا شریک ہوا اور اب اُس نے لنڈن کے دربار کو دو پیغام دیکر ایک سفیر روانہ کیا ایک پیغام تو علانیہ تمام یورپ کے سننے کے لئے تھا اور اُس کا منشا یہ تھا کہ فرانس نے روس کی وساطت سے نہایت منصفانہ شرائط کے ساتھ صلح کی تجویز پیش کی ہے اور اب اگر انگلستان نے صلح کرنے سے انکار کیا تو ضرور تمامی یوروپ کی طاقتیں اُس کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑی ہونگی۔ دوسرا پیغام پُر فریب اور مخفی تھا اُس کا مطلب یہ تھا کہ براعظم یورپ میں آسٹریا تنہا رہ گیا ہے اور فرانس کا و روس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اس فقرہ سے ذراسی عالی حوصلگی کا اظہار کیا تھا کہ انگلستان کو صلح کا خیال کرنا چاہئے۔ اور اگر اب بھی وہ جنگ پر اڑا رہا تو اُس کے بہترین دوست اُس سے علحدگی پر مجبور ہو جاینگے۔ آسٹریا کے اس سفیر کے سپرد یہ خدمت بھی کی گئی تھی کہ وہ علانیہ اس بات کا اظہار کردے کہ انگلستان کی اُس کارروائی پر جو کوپن ہیگن کے خلاف کی گئی ہے اور جو سراسر انحراف قانونی ہے تمامی بے تعلق بادشاہتوں کو سخت رنج ہے“

باب چہل و یکم

نمبر ۲۹۶

اٹلی اور اسپین

اٹلی میں شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم کا دورہ۔ وینس میں مدارات۔ لیوشین سے ملاقات ملان ڈکری۔ عالی شان تجاویز۔ برک صاحب کی شہادت پرتگال کے معاملات۔ پرتگال کی بادشاہ بیگم۔ اور خاندان شاہی اور درباریوں کی فراری۔ اسپین کے بوربون۔ فرڈی نینڈ کی گرفتاری۔ چارلس اور فرڈی نینڈ کی نپولین سے اپیل۔ سیویرے سے گفتگو۔ بادشاہ ہالینڈ کے نام مراسلہ۔ مرات کے نام مراسلہ۔ فرڈی نینڈ کو جواب اسپین کے بوربون سے ملاقات۔ اسپین کے باشندوں کے نام اعلان۔ اسپین میں جوزیف بوناپارٹ کا داخل ہونا۔ ضروری تحقیقات اومیرا سے نپولین کی گفتگو ÷

(۱)

اسی زمانہ میں اٹلی کا دورہ کرنے کو نپولین پیرس سے روانہ ہوا اور حسب عادت بڑی سرعت سے ایک شہر سے دوسرے شہر کو ہوتا ہوا نکلتا چلا گیا اور کہیں آرام و قیام نہ کیا۔ ایک نگاہ میں وہ بڑی دانائی سے سرکاری تعمیرات کے متعلق فیصلہ کر دیتا تھا۔ ۱۶ نومبر ۱۸۰۷ء کو وہ پیرس سے روانہ ہوا تھا۔ جوزیفائن ہمراہ تھی ۵ انومبر کی آدھی رات کو جب نپولین آرام کرنے کو چلا تو تولی لرزیں نہایت خوشنما جماعت موجود

تھی اور اُس نے ایک ملازم سے کہا "اٹلی جانے کو صبح چھ بجے گاڑی حاضر ہو" بس صرف اس فقرہ سے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ اٹلی جائیگا۔ حتی کہ جوزیفائن تک کو پہلے سے کوئی اطلاع نہ تھی۔ ۲۱- نومبر کی صبح کو شہر میلان کی سڑکوں پر نپولین کی گاڑی دوڑ رہی تھی یوجین کے پاس قطعی اچانک پہونچا اسلیئے کہ یوجین کو شاہنشاہ کے تشریف لانے کی مطلق خبر نہ تھی۔ اُسی صبح کو نپولین میلان کے بڑے گرجا میں گیا اور ترانہ حمد گایا گیا۔ گھنٹوں کے بجنے اور حمد کے راگ اور ارگن باجہ کی گونج سے اُس کی وجد کی حالت ہوگئی تھی اور چہرہ پر عجیب سنجیدگی کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ اس کی متین اور سنجیدہ طبیعت بشاشی سے مانوس نہ تھی راتوں کو مےنوشی اور بدمستی کرتے اُسے کبھی کسی نے نہ دیکھا۔ اُس نے تبسم بھی شاذ و نادر ہی کیا۔ ایک نرم اُداسی بشرہ پر چھائی رہتی تھی۔ وہ مجسم سنجیدگی اور متانت کی تصویر تھا۔ سہ پہر کو اُس نے یوجین کی ملکہ سے ملاقات کی شام کو تھیٹر میں اس غرض سے گیا کہ اٹلی کے لوگ اُسے دیکھیں۔ ایسے تھیٹر کے تماشوں کا اُسے شوق نہ تھا جن کا انجام خوشی پر ہوتا ہے اُس کو تو ایسے تماشوں کا ذوق تھا کہ غم اور رنج کے ساتھ اُن کا خاتمہ ہو۔ اس کے بعد قانون و آئین بنانے والے ارکان دولت جمع کیے گئے اور نپولین نے اُن سے حسب ذیل خطاب کیا۔

" اے شرفاء اپنے تخت کے گرد آپ کو جمع دیکھنے سے مجھے خوشی ہے۔ تین سال باہر رہنے کے بعد آج جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے جمہور نے بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں تو مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ لیکن اپنے آباو اجداد کی غلطیوں کے نشان محو کرنے کو ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور اُسی وقت اٹلی اُس رفعت کو پہونچیگی جو خلاق عالم نے اُس کی قسمت میں لکھ رکھی ہے۔ ہمارے آباء باہمی نفاق اور انانیت کے کچھ ایسے دلدادہ تھے کہ رفتہ رفتہ تمامی حقوق سے محروم

ہو گئے اور ملک اُس عظیم الشان ترکہ سے بے نصیب ہو گیا جو ہمارے بزرگوں نے اپنے جلیل القدر حربی کارناموں کے بعد ہمارے لئے اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ پس میرے عہد حکومت کا اصلی منشاء اور حقیقی مدعا یہی ہے کہ پہلی جیسی عظمت اور نیکوکاری پھر قائم ہو جائے "۔

اٹلی والوں نے ایسے عالی حوصلہ الفاظ صدیوں سے نہ سنے تھے۔

اس کے بعد تین دن نپولین ہمہ تن کام میں مصروف رہا اور بے شمار احکام جاری کئے گئے۔ نپولین نے کوہستان سمپلن کو اُس جدید سڑک کے ذریعہ سے عبور کیا جو اُس نے خود بنوائی تھی اور یہ دیکھکر کہ ان سخت ٹھنڈے مقامات پر مسافروں کی رہائش و آرام کے مکانات نہایت ناکافی ہیں اُس پر بڑا اثر ہوا۔ اُس نے حکم دیا کہ تین بنگلے تعمیر کئے جائیں یعنی ایک تو پہاڑ کی چوٹی پر اور ایک ایک دونوں جانب چڑھائی کے آغاز پر۔ اُس نے یہ بھی حکم دیا کہ چوٹی پر ایک گرجا تعمیر کیا جائے۔ ایک مسافر خانہ ہو ایک اسپتال ہو اور ایک کوٹھی ہو۔ اور حکم دیا کہ ان مزرعوں میں جو دہقان آباد ہوں اُن سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے۔ ان مزرعوں کو اُس نے آباد کرنا اس طرح شروع کیا کہ پہلے سپاہیوں کو ان میں رہنے کا حکم دیا اور اُن کے یہ خدمت سپرد کی کہ سڑک کی مرمت میں اعانت کرتے رہیں اور اگر کوئی حادثہ واقع ہو تو اُس موقع پر سب جمع ہو جائیں اور چند روز میں اتنا بہت سا کام انجام دیکر جس کے پورا کرنے میں دوسروں کو مہینے لگ جاتے وہ ۱۰ دسمبر کو وینس روانہ ہو گیا۔ بر سکیا۔ ویرونا اور پیڈوا کی سڑک سے چلا اور جہاں جاتا بڑی خوشی سے اُس کا خیر مقدم کیا جاتا۔

راستہ میں اُسے بیویریا کا بادشاہ اور بادشاہ بیگم ملے جن کی بیٹی کی یوجین سے شادی ہوئی تھی اور جوزیف اور ایلیزا بھی ملے جن سے نپولین کو بڑی محبت تھی۔

اب تینوں شاہی گروہ ایک دوسرے کے ہمراہ ہو گئے اور اٹلی کے کوہستانوں اور وادیوں سے گذرنا شروع ہوئے جو خورسند اور شاد ماں باشندوں کے نعروں سے گونج رہے تھے جب یہ گروہ وینس پہنچا تو شہر کے حکام و عمائدین آراستہ کشتیوں اور بجروں میں استقبال کو منتظر کھڑے تھے۔ جب شاہنشاہ شہر کی نہروں میں ایک کشتی کے ذریعہ سے روانہ ہوا تو دھوم دھام اور بینڈ باجوں کی سہانی خیر مقدم کی سریلی آوازیں اور شہریوں کا جوش مسرت قابل دید تھا۔ تمامی بجروں اور کشتیوں کی آراستگی میں بڑے بڑے تکلفات ظاہر کیئے گئے تھے اور وہ لوگ جو ان میں سوار تھے زرق برق پوشاکوں سے جگمگا رہے تھے شاہنشاہ کے ہمراہ اُس کی عزیز ملکہ جوزیفائن تھی اور اٹلی کا گورنر۔ بویریا کے بادشاہ اور بادشاہ بیگم۔ نیپلس کا بادشاہ۔ ایلزا۔ لکا کی شاہزادی۔ مرات۔ گرانڈ ڈیوک آف برگ۔ اور برتھیر گرانڈ ڈیوک نیوفشل تھے۔ وینس کو اس بات سے بڑی مسرت تھی کہ وہ جابر بادشاہ کے ظالمانہ آئین سے بچ گئی تھی اور اُس کے باشندوں کو بڑی آرزو تھی کہ نپولین اب اس کو اٹلی کی سلطنت سے جو خوش حالی سے مالامال ہو رہی تھی شامل کر لیگا۔

اگرچہ بڑے تزک و احتشام سے اس وقت جشن ہو رہا تھا لیکن نپولین رفاہ عام کے کاموں کی تدابیر میں ہمہ تن مصروف تھا۔ اور لایق لایق انجنیروں کو ہمراہ لئے ہوے جہاز سازی کے کارخانوں۔ نہروں۔ اور سلحہ خانہ کا معاینہ کر رہا تھا۔ اور اسی وقت یہ تجویز پیش کر دی گئی کہ وینس کے بندرگاہ کو ایسا عمیق کر دیا جاے کہ بڑے سے بڑا جہاز اُس میں لنگر انداز ہو سکے اسی کے ساتھ نہروں کو عمدہ حالت میں رکھنے اور جھیلوں کو گہرا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ نپولین نے حکم جاری کر دیا کہ اتنا وسیع بندر قایم کیا جاے کہ توپوں کے جو ہتر جہاز اُس میں آسکیں۔ ایک بہت بڑی نہر بنائی جاے اور یہ کام نپولین کے قوت آب کے متعلق بہت بڑے مشہور کام ہیں۔ اس نے

ایسا ایک آزاد بندرگاہ بھی قایم کیا جہاں محصول دینے سے قبل تجارتی مال آیا کرے پھر اس نے حفظان صحت کا یہ انتظام کیا کہ گرجا کے احاطوں میں مردے دفن نہوں اور ایک چھوٹے سے جزیرے میں قبرستان قایم کر دیا۔ لوگوں کی تفریح کی جانب سے بھی اس نے غفلت نہ کی سینٹ مارک کو جو تاریخی واقعات سے مملو تھا ازسر نو مرمت کر کے آراستہ اور ایسا روشن کیا گیا کہ بقعۂ نور نظر آنے لگا۔ اسپتال تعمیر کئے گئے۔

نپولین نے وینس میں پہونچکر مندرجہ بالا کام کئے۔ یعنی اس رواروی کے چند روزہ قیام میں اتنا کام کیا جو آسٹریا کی عہد حکومت کے بدنظم صدہا سال میں نہو سکا تھا۔ پس ایسے ہی عظیم الشان کارنامے تھے جن کے انجام کو پہونچانے کے لئے شاہنشاہ کی روح خواہش کر رہی تھی۔ اس کے معاوضہ میں جمہور تہ دل سے شکرگذاری کا اظہار کرتے ہوئے جوش مسرت سے نعرے مارتے تھے۔ لیکن وینس اور اٹلی کے بڑے بڑے جزو آسٹریا کی قلمرو سے نکال لئے گئے تھے پس آسٹریا تیز نگاہ سے موقع کا منتظر تھا کہ وقت آتے ہی جمہور کے شاہنشاہ پر حملہ کرے اور ان مقامات پر پھر قابض ہو جاے۔

اب وینس سے رخصت ہو کر شاہنشاہ نے اٹلی کے خاص خاص قلعوں کا معاینہ کیا۔ اس نے اپنے بھائی لیوشئین کو لکھدیا کہ "میں تم سے مانٹوا میں ملوں گا" کچھ عرصہ سے ان دونوں میں شکررنجی ہو گئی تھی نپولین چاہتا تھا کہ میل ہو جاوے۔ لیوشئین نے پیرس کے ایک ساہوکار کی بیوہ سے خفیہ دوسری شادی کر لی تھی۔ اور وہ نہایت غصہ ناک۔ لایق اور صاف دقطعی چال چلن کا شخص تھا اور ہرگز نہ چاہتا تھا کہ نپولین کا تابعدار بن کر رہے۔ نپولین کو اپنے اقتدار کا علم تھا اور اپنی ذکاوت و دانائی پر پورا اعتماد تھا پس اپنی تجاویز کو اس نے دوسروں کے ذریعہ سے شاذونادر ہی پورا کرانے کی خواہش کی۔ لیوشئین اور نپولین کی تخلیہ میں بہت دیر ملاقات رہی یہاں تک کہ آدھی رات سے زیادہ متجاوز ہو گئی۔ جب لیوشئین رخصت ہوا تو آنکھوں

صفحہ ۲۹

میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ دونوں بھائیوں میں رائے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ اگرچہ ایک دوسرے کی بڑی وقعت کرتے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ اس تخلیہ کی ملاقات میں کیا باتیں ہوئیں۔ نپولین کے سکرٹری بیرن مین ایول نے صرف اتنا لکھا ہے :-

"جب شاہنشاہ کا حکم مجھے پہونچا تو نو بجے شب کو میں اُس سرائے کو گیا جہاں لیوشین بوناپارٹ فروکش ہوا تھا۔ میں اُس کو شاہنشاہ کے کمرہ میں لے گیا آدھی رات کے بعد تک ملاقات رہی۔ جب لیوشین رخصت ہوا تو سخت ہی پریشان و مضطر تھا۔ آنکھوں میں کثرت سے آنسو تھے۔ میں اُسے پھر سرائے کو پہونچانے گیا اور وہاں مجھے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ نے بڑی منت سے اصرار کیا کہ لیوشین فرانس واپس چلے اور بادشاہ بننا منظور کرے۔ لیکن اس کے ساتھ جو شرط لگائی جاتی تھیں وہ اُس کے امور خانگی اور آزادی ملکی کے بالکل خلاف تھیں۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ شاہنشاہ سے میرا سلام کہدیجیو اور شاید اس سے اُس کی دائمی مفارقت مراد تھی"۔ جب شاہنشاہ نے دیکھ لیا کہ لیوشین کسی طرح اپنی بات سے نہیں ہٹتا ہے تو اُس نے اُسے مہلت دی کہ معاملہ پر غور کرے۔ اس کے بعد شاہنشاہ نے اپنے دوسرے بھائیوں۔ اور اپنے وزرا ٹیلیرانڈ اور فوشے سے کوشش کرائی کہ لیوشین کسی طرح کہا مان لے لیکن کچھ اثر نہوا۔ اس سے نپولین کو بڑا صدمہ ہوا کیونکہ ایک لائق بھائی جس کے عادات و اطوار اور ذکاوت کی وہ بڑی قدر کرتا تھا اُس سے چھوٹ گیا۔ لیکن ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جس سے لیوشین کی عالی حوصلگی کا بڑا پورا ثبوت مل گیا اور جس سے اُس کی بڑی تعریف ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شاہنشاہ کا زوال ہوا تو لیوشین ہی وہ پہلا شخص تھا جو بڑی بے چینی سے آکر شاہنشاہ کا طرفدار اور شریک حال ہو گیا"

دونوں بھائیوں کی باہمی جاں نثاری کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے

اور اس سے زیادہ اور کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ جب نپولین قید کر کے سینٹ ہلینا بھیجدیا گیا تو لیوشین نے گورنمنٹ برطانیہ کو ایک درخواست اس مضمون کی بھیجی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں سینٹ ہلینا جاؤں اور اپنے بھائی کے ساتھ قید میں رہوں۔ اسی کے ساتھ اُس نے یہ بھی لکھا تھا کہ چاہے میری بیوی اور میرے بچوں کو میرے ہمراہ جانے دیا جائے یا نہ جانے دیا جائے لیکن میں جاؤنگا میں کسی قسم کا خرچ کا بار بھی ڈالنا نہیں چاہتا۔ اور دو برس تک وہاں رہونگا۔ اور جانے سے قبل اور واپسی کے بعد جو جو شرائط اور قیود لگائی جائیں مجھے سب قبول و منظور ہیں۔

اب نپولین بانوا سے میلان کو روانہ ہوا۔ جب وہاں پہونچا تو بیشمار خطوط اُس کو ایسے ملے جن میں لکھا تھا کہ یورپ کے بہت سے مقامات پر اُس کی تشریف آوری کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ برلن ڈکری کے احکام پر اب سخت عمل درآمد ہو رہا تھا اور اس سے گورنمنٹ برطانیہ کا بڑا نقصان ہونے لگا تھا۔ یعنی برطانیہ کا مال فروخت نہو سکتا تھا۔ بڑے ساہوکاروں کا دوالا نکلا جاتا تھا۔ کارخانے تباہ ہوئے جاتے تھے۔ کاریگر فاقوں سے مر رہے تھے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یورپ کے دوسرے ممالک کا اتنا نقصان نہ تھا کیونکہ نپولین نے تجارت کے دوسرے راستے کھول دیئے تھے صنعت و حرفت کو عموماً ترقی ہو رہی تھی۔

جب مایوسی کی بہت نازک حالت ہو گئی تو برطانیہ کی کونسل سے کچھ جدید احکام جاری ہوئے۔ اور یہ پہلے احکام سے بھی زیادہ سخت تھے ان احکام کے ذریعہ سے فرانس کے بندرگاہوں اور نیز یورپ کے دوسرے ممالک کے بندرگاہوں کا راستہ پھر سے بند کیا گیا جن کا فرانس سے اتحاد تھا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ تمامی دنیا کی اقوام کے جہاز جائز مال غنیمت شمار کئے جائینگے جبتک کہ وہ کسی برطانیہ کے بندرگاہ میں اپنا مال نہ اُتاریں یا وہاں نہ ٹھہریں جب کہ وہ فرانس یا اُس کے کسی رفیق

ملک کو جا رہے ہوں - اور اس تمام مال پر پچیس فیصدی محصول باندھ دیا - اس طرح انگلستان نے محصول کے ذریعہ سے روپیہ وصول کرنے کی سعی کی اور یہ معاوضہ صرف اتنی بات کا قرار دیا گیا کہ برطانیہ کا مال خریدنے سے انکار کیا گیا تھا۔

نپولین نے میلان میں جب برطانیہ کے یہ جدید احکام پائے تو انتقام لینے کی غرض سے مشہور میلان ڈکری جاری کر دی - برلن ڈکری تو نپولین نے فرانس یا اُس کے رفقاء کے بندر گاہوں میں آنے سے صرف اُنھیں جہازوں کو روک دیا تھا جو خاص برطانیہ کے ہوں یا کسی برطانیہ کے بندر گاہ میں مقیم ہوئے ہوں کیونکہ ایسی حالت میں اُن پر انگریزی مال ہونے کا احتمال تھا اور یہ پابندی اسی زمانہ تک محدود کی تھی جب تک برطانیہ کے برتاؤ میں نرمی اور صلح کے آثار نہ نمودار ہوں - اور چونکہ سمندروں میں برطانیہ نے تمام مال کو ضبط کرنا شروع کر دیا تھا اسلئے نپولین نے بھی حکم دے دیا تھا کہ براعظم یورپ میں جو مال ہاتھ آئے ضبط کر لیا جائے - لیکن میلان ڈکری میں انگلستان کے ظلم کی تقلید کرتے ہوئے شاہنشاہ نپولین نے یہ حکم جاری کیا کہ چونکہ فرانس کے زبردست دشمن انگلستان نے بے تعلق ریاستوں کے حقوق کا کچھ لحاظ نہیں کیا ہے پس جو جہاز برطانیہ کے احکام کی تعمیل کرے گا اور محصول ادا کریگا وہ کسی قوم کا جہاز متصور نہوگا اور بے دریغ ضبط کر لیا جائیگا - اور اُس نے اعلان کر دیا کہ یہ سخت احکام اُس قوم کے متعلق فوراً منسوخ کر دیئے جائینگے جو برطانیہ کو اپنے جہازوں کی عزت کرنے پر مجبور کریگی - لیکن دوسری اقوام کے خلاف یہ احکام بدستور اُس وقت تک جاری رہینگے جب تک کہ برطانیہ راہ راست پر آ کر دیگر اقوام کے قوانین کی پابندی نہ کریگی اور انصاف وغیرت کے آئین پر کاربند نہوگی - پس اودھر تو برطانیہ نے تمامی جہازوں کے جو اُس کی بندر گاہوں میں نہ جائیں اور محصول نہ ادا کریں ضبط کر لینے کا حکم جاری کر دیا اور ادھر نپولین نے

تمامی جہازوں کو جائز مال غنیمت قرار دیا جو انگلستان کے بندروں میں جائیں اور محصول دیں۔ اور اب کمزور ریاستوں کی وہ حالت ہوگئی کہ ان دو زبردست مخالفوں کی باہمی مخالفت کی وجہ سے پامال ہو کر خاک میں مل گئیں۔

میلان ڈکری میں نپولین نے لکھا کہ یورپ کا ہر ایک فرماں روا اپنی فرمانروائی اور اپنے جھنڈے کی آزادی کا امین ہے۔ اور اگر غیر قابل معافی بودے پن سے برطانیہ کا ظلم جائز رکھا گیا اور وہ اصول بنگیا اور اُس کا رواج پڑگیا تو انگریز اس سے فائدہ اٹھاکر اسی کو اپنا حق قایم کرلینگے جیسے کہ اُنھوں نے مختلف فرمانروائیوں کی نرمی کی بدولت یہ انوکھا مذموم اصول قایم کرلیا ہے کہ قومی جھنڈا مال کا محافظ نہیں ہے اور اپنے بندرگاہوں کا راستہ مسدود کرنے کے حق میں یہ ہٹ دھرمی کا اضافہ کرلیا ہے کہ تمامی فرمانروائیوں کے خلاف قوانین کا انحراف کیا جارہا ہے مگر نپولین نے امریکہ کی گورنمنٹ کو فوراً اطلاع کردی کہ یہ احکام اُس سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔ اور اپنی قانون ساز کونسل سے نپولین نے خطاب کیا کہ امریکہ کی جمہوری حکومت ایسی حکومت ہے کہ اُس نے سمندر اور تجارت سے دست برداری کرلی لیکن انگلستان کا غلام بننا گوارا نہ کیا۔

صفحہ ۲۹۹

میلان میں نپولین کو یہ اطلاع بھی ملی کہ انگلستان نے اُس فوج کو جو کوپن ہیگن سے کامیاب لوٹی ہے پرتگال جانے کا حکم دیا ہے۔ پرتگال کی کمزور بندرگاہوں میں اور جبرالٹر (جبل الطارق) کے عبیر الفتح قلعہ میں جس کو انگلستان نے اسپین سے جبراً چھین لیا تھا انگلستان نہایت زبردست افواج جمع کر رہا تھا۔ پرتگال حقیقت میں انگلستان کی ایک نوآبادی تصور کرنا چاہیئے۔ نپولین نے اپنے غیر قابل اطمینان رفیق اسپین کو اس خطرہ سے آگاہ کیا اور اُس کی مدد کو فوج روانہ کی۔ جب نپولین میلان سے رخصت ہوا تو شکر گذار اٹلی کے باشندوں نے اُن

فوائد کے معاوضہ میں جو فیض رساں شاہنشاہ نپولین کی بدولت اُن کو حاصل ہوئے تھے ایک یادگار قایم کرنے کا تہیہ کیا۔

اب نپولین پیڈ مانٹ کو ایلکسینڈریا کا عالی شان قلعہ ملاحظہ کرنے کو جسے وہ تعمیر کرا رہا تھا روانہ ہوا پھر یہاں سے ٹیولس کو گیا۔ جہاں جاتا لوگوں کو عزم و ہمت سے کام کرنے پر آمادہ کرتا اور بڑے فیاض ہاتھ سے لوگوں کی بھلائی کے انتظام کرتا۔ اُس نے دریاے پو کے ظرف کو عمیق کرنے کا حکم دیا تا کہ ایلکسینڈریا تک برابر جہازرانی ہوسکے اور خود اپنے ذاتی فنِ انجنیری سے کام لیکر ایسا ایک راستہ قایم کیا کہ دریاے پو سے نہر نکالی جاے اور بحر روم میں ملادی جاے۔ کوہ جینیور پر اُس نے ایک بڑی سڑک قایم کردی اور فرانس اور پیڈمانٹ کے مابین ایک جدید راستہ تیار ہوگیا۔ اور سات دریاؤں پر اُس کے شاہنشاہی حکم کے موافق سات عالی شان پل تعمیر ہوگئے۔ ان کاموں میں بڑا زرِ خطیر مطلوب تھا لیکن بڑی دانائی سے اُس نے سب کے لئے روپیہ فراہم کردیا پس کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ عیش کے بندے نفس پرست دوسرے بادشاہ اس عالی حوصلہ فیض رساں شاہنشاہ کے عالی شان کارناموں کے اثر سے خائف ہوگئے ہوں۔ کیونکہ اُسے خود غرضی آرام و آسایش۔ تن پروری وغیرہ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ جو کچھ محنت کر رہا تھا صرف بنی نوع انسان کی رفاہ اور بھلائی کی نیت سے کر رہا تھا۔ اور نپولین کے ساتھ بڑا انصاف ہوا گر اٹلی اور دوسرے ممالک کے فوائد کو جہاں نپولین نے حکومت کی ہے انگریزوں کے کثیر المقدار ہندوستانی مقبوضات کے فوائد اور رفاہ کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا جاے۔

برک صاحب لکھتے ہیں "انگلستان نے کوئی گرجے۔ اسپتال۔ ایوان یا مدارس تعمیر نہیں کئے۔ انگلستان نے کوئی۔ پل۔ نہریں۔ سڑکیں۔ پانی کے

تالاب نہیں بنائے۔ اگر آج ہم ہندوستان سے نکال دیئے جائیں تو ہماری کوئی یادگار ہند میں باقی نہ ہوگی۔ اور ہماری بے رونق حکومت بن مالس یا شیر کی حکومت سے بہتر خیال نہ کی جائیگی"

نپولین ٹیورن سے بڑا شادماں واپس ہوا۔ جمہور نعرہائے تحسین و آفرین سے آسمان اٹھائے لیتے تھے۔ نپولین ان سب تعریفوں کا مستحق تھا۔ جوزیفائن اس کے پہلو میں بیٹھی تھی اور کون کہہ سکتا ہے کہ اُسے خوشی زیادہ تھی یا غم زیادہ تھا۔ اگرچہ نپولین اُس سے بے انداز محبت کرتا تھا اور شاید ہی اُس سے بڑھکر کسی شوہر نے اپنی زوجہ سے الفت کی ہو اور اس کے بدلہ میں جوزیفائن بھی اُس پر جان فدا کرنے کو آمادہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے وہ خوب جانتی تھی کہ یہ غیور اور دلفریب شخص ضرور اس مادہ کا بنا ہوا شخص تھا کہ اگر اس کی تدابیر اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ضرورت پڑیگی تو محبت والفت کے ہر ایک رشتہ کو اپنے دل سے نوچ کر پھینک بھی دیگا۔

یکم جنوری ۱۸۰۸ء کو شام کے وقت نپولین پیرس پہونچگیا تمام درباری اور شہر کے حکام ٹولی لریز میں آکر حاضر ہوئے اور مسرور پیرس کے جمہور سے باغ بھر گیا۔ گرجوں میں گھنٹے بجنے لگے اور شہر میں روشنی ہونے لگی۔ اور لاکھوں آدمیوں کے نعروں سے اس بات کا صاف ثبوت ملنے لگا کہ نپولین سے ان لوگوں کو دلی محبت تھی۔

جزیرہ نما اسپین کے مغربی حاشیہ پر پرتگال ایک تنگ وچیر کے مثل واقع ہے۔ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی ہے۔ صدہا سال کی ظالمانہ حکومت نے اُن کاہل اور علاموں سے بدتر حالت کو پہونچا دیا تھا۔ اور اُس میں برطانیہ کا ایسا اثر تھا کہ وہ برطانیہ کی ایک نوآبادی سے بہتر حالت میں نہ تھا۔ انگریزی جہاز اُس کی بندرگاہ میں کثرت سے موجود تھے اور اُس کے بازاروں میں انگریزی تجاروں کی بے شمار

کوٹھیاں تھیں۔

نپولین نے پرتگال کی گورنمنٹ کو ایک مراسلہ اس مضمون کا لکھا کہ چونکہ اب فساد زیادہ طول پکڑ گیا ہے لہذا پرتگال کو کھلی ہوئی کارروائی کرنا لازم ہے اور اس کو اعلان کے ساتھ یا تو فرانس کا شریک ہونا چاہئے یا انگلستان کا۔ صاف ایک بات کہدینا لازم ہے پس اگر یورپ کے تاجداروں کی شرکت منظور ہے تو انھیں کی طرح کارروائی کرنا چاہئے اور اپنے بندرگاہوں کو انگلستان کے جہازوں کے خلاف بند کرنا اور تمام انگریزی مال کو جو پرتگال میں موجود ہے ضبط کرلینا چاہئے۔ اس پر خط وکتابت شروع ہوئی۔ اور پرتگال کی گورنمنٹ نے جملہ مراسلات نپولین کے گورنمنٹ برطانیہ کو بھیجنا شروع کردئیے پارلیمنٹ میں مسٹر کننگ صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ نپولین کے مراسلات کے جواب پرتگال کی طرف سے لندن ہی کے دربار نے خود لکھوائے تھے۔ جوابوں میں حیلہ حوالہ سے چارہ جوئی کی گئی۔ اور نپولین اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا۔ اور اس نے اسپین کی فوج کے ساتھ فرانسیسی سپاہ پرتگال کو اس غرض سے روانہ کردی کہ وہاں جاکر انگریزوں کو نکال دے۔ اور پرتگال کو خلاصی دے۔ مقابلہ بالکل فضول تھا۔ نہ مقابلہ کیا گیا۔ ایک بندوق یا توپ بھی فیر نہوئی۔ خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ جنرل جونو کی سرکردگی میں ایک چھوٹی سی فوج نے پری نیز کے کوہستان کو عبور کیا۔ اور پرتگال کے دارالحکومۃ لسبن کی طرف قدم اٹھائے۔ پرتگال کے جمہور تو ذلیل وخوار ہوکر غلامی کی نوبت کو پہونچ ہی چکے تھے بڑی بے پروائی سے فرانسیسی فوج کو آتے ہوئے دیکھتے رہے اور کچھ نہ بولے۔ ان پر ایسے تنذو ہو چکے تھے کہ اپنے بادشاہ سے ان کو ذرا بھی الفت نہ رہی تھی۔ اور ایسے ذلت وخواری کے قعر میں گرچکے تھے کہ آزادی کا خیال بھی ان میں باقی نہ رہا تھا۔

یہ حالت دیکھکر لسبن کے اراکین دربار میں رائے کا اختلاف شروع ہوا بعض

کہتے تھے کہ انگلستان سے رفاقت نہ چھوڑی جاسے اور اس کی بڑی دبحری فوج کی مدد سے نپولین کا مقابلہ کیا جاسے۔ دوسرے یہ راے دیتے تھے کہ یورپ کے دوسرے بادشاہوں کی شرکت کیجیے اور انگلستان کا ساتھ چھوڑ دیجیے۔ تیسرا گروہ کہتا تھا کہ یہ کچھ نہ کرنا چاہیے بلکہ نقد وجنس ہمراہ لے کر بحر اعظم اٹلانٹک کے پار اپنے مقبوضات برزیل کو امریکہ جنوبی میں بھاگ چلیے۔ پرتگال کے اس وسیع ملک کا ساحل جنوبی امریکہ میں چار ہزار میل طولانی ہے اور تمامی برزیل کا رقبہ پرتگال سے پچاس گنا بڑا ہے۔

صفحہ ۳

جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ جنرل جونو لسبن سے دو منزل ہے تو اسی پچھلی تجویز پر سب کی راے قایم ہو گئی۔

پرتگال کی ملکہ خبط الحواس تھی اور اس کی جگہ پر شہزادہ مدار المہامی کر رہا تھا۔ شاہی خاندان اور امرا کے لیجانے کو اس وقت لسبن کے بندرگاہ میں ۳۶ جنگی وتجارتی جہازوں کا بیڑہ موجود تھا۔ نومبر ۱۸۰۷ء کی ۲۷ تاریخ تھی اور اگرچہ باد و باراں کا سخت ٹھنڈا طوفان برپا تھا تاہم ایک ساعت کی دیر کرنے کا موقع نہ تھا۔ جنونی حالت میں ملکہ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور شاہزادے۔ شاہزادیاں اور امرا کا گروہ سیلابی سڑکوں پر گذرتا ہوا جہازوں پر پہونچا راستوں میں ہزارہا گاڑیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اور ان پر شاہی ایوانوں کے ظروف طلائی ونقرئی اور قیمتی اسباب اور انمول تصاویر لدی ہوئی تھیں۔

گورنمنٹ اور اراکین کی کوشش سے جسقدر زر نقد جمع کرنا ممکن تھا صندوقوں میں بھر کر جہازوں پر پہونچا دیا گیا۔ گھاٹوں پر انواع واقسام کے بیش بہا اسباب مینہ میں بھیگے اور کیچڑ میں لتھڑے پڑے تھے۔ ہر طرف گاڑیاں مختلف خاندانوں کے لوگوں کو جہازوں میں سوار کرنے کو لاتی ہوئی کھڑکھڑاتی پھرتی تھیں۔ آٹھ ہزار کے قریب مرد۔ عورتیں بچے اور ملازم بڑی گھبراہٹ اور اضطراب کے ساتھ

جہازوں میں سوار ہوجانے کو دوڑ پڑے ۔ یہ سب کے سب ایسے سراسیمہ اور حواس باختہ تھے کہ کھانے کی بہت سی ضروری چیزیں لانا بھول گئے ۔ جہازوں پر سوار ہونے کی پریشانی میں میاں بیوی سے ماں باپ بچوں سے جدا ہو گئے تھے کیونکہ سب پریشانی میں مختلف راستوں سے گھاٹ کو بھاگ کر گئے تھے اور جب تک یہ سفر ختم ہوا اور جہاز بریزیل کو نہ پہونچ گئے ایک کو دوسرے کی امن و عافیت کے متعلق بڑا تردد رہا ۔ اس ذلیل فراری دربار کی محافظت کے لئے ایک انگریزی بیڑا برابر بندرگاہ کے سامنے گشت کرتا رہا ۔ ہوا کے جھوکے کے ساتھ فراریوں کے جہاز بندرگاہ سے باہر نکلے ۔ انگریزی جہازوں نے سلامی داغی ۔ سرسڈنے اسمتھ نے جو بیڑہ کا کمانڈر تھا فراری جہازوں کے ہمراہ زبردست ہمراہی جہاز متعین کئے کہ پرتگال والوں کو بہ حفاظت تمام بریزیل پہونچا دیں اور جوں ہیں یہ بیڑہ اُفق میں نظر سے اوجھل ہوا جونو لسبن میں داخل ہوا اُس کے ہمراہ صرف پندرہ سو سپاہی تھے اور لسبن کے تین لاکھ آدمیوں نے ذرا بھی مقابلہ نہ کیا اور ایک خواب طلسم کی طرح پرتگال انگلستان کے ہاتھ سے نکل کر نپولین کے قبضہ میں پہونچ گیا ۔

بوربون خاندان کی ایک شاخ اسپین پر حکمراں تھی ۔ چارلس رابع بادشاہ تھا یہ نہایت معمر ۔ ضعیف دماغ ۔ کاہل اور عیاش تھا ۔ اسپین کے جمہور اس سے سخت متنفر تھے ۔ اس کی بیوی میریا لوئیسا نیپلس کی شاہزادی تھی ۔ لیکن چال چلن کے اعتبار سے ایسی آوارہ تھی کہ اسپین کے بدنام سے بدنام گھر میں بھی ویسی عورت ملنا دشوار امر تھا ۔ مینویل گوڈوی ایک دراز قد خوش قطع سپاہی بادشاہ کے بادی گارڈ کا ایک جوان تھا نہ تو اُس میں کوئی اخلاقی خوبیاں تھیں نہ وہ کوئی روشن دماغ ہی شخص تھا ۔ تاہم اُس میں بہت سی دل فریب جسمانی اور ذہنی خوبیاں تھیں ۔ وہ خوب گاتا تھا ۔ بالسری خوب بجاتا تھا اور ایک انوکھے مذاق کا

جوان تھا۔ شب ماہ کا وہ دلدادہ تھا۔ اندھیرے برجوں کے سایہ میں پھرنے کا شائق تھا۔ اور بڑے شوق کے ساتھ اسپین کے پرجوش لوچ دار راگ گایا کرتا تھا۔ ملکہ اٹلی کے نورانی میدانوں کی پرورش یافتہ تھی اور نیپلس کے عیش پسند دربار میں نشو ونما پایا تھا اور اسی کے ساتھ اخلاق کو سنجیدہ اور پختہ کر دینے والی تعلیم سے بے نصیب رہی تھی۔ گوڈوی کے دلکش راگ سنتے سنتے آخر یہ نتیجہ ہوا کہ ملکہ نے اُس کو محل میں بلا بھیجا اور دولت و عزت سے اُس کو لاد دیا اور پھر اپنے شوہر۔ سلطنت۔ اور خود اپنے ننگ و ناموس کو اُس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نالایق بادشاہ کو بھی بڑا اطمینان ہو گیا کہ افکارِ سلطنت سے سبکدوش ہو گیا۔ اور اُس نے ملکہ کی کارروائی میں کوئی چون وچرا نہ کیا۔ اور ایک بادشاہ کی نالایقی اور ذلت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ بادشاہ گوڈوی سے محبت کرنے لگا اور اُس کی مدد پر بھروسہ کر کے کہا کرتا تھا کہ یہ میرا محافظ و مددگار ہے۔ اس کے بعد گوڈوی نے بالی کے مقام پر ایک عہدنامہ تحریر کرایا اور شاہ صلح پسند کا خطاب لیا۔

اسپین کے معاملات انتظام کی وضاحت کے لئے یہاں پر ایک مختصر تقریر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو چارلس رابع اور نپولین کے باہم بعد کو ہوئی اور جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ چارلس کی کیا حالت تھی۔ اُس نے نپولین سے کہا۔ ”میری تو خوب لطف سے زندگی بسر ہوتی ہے۔ یعنی صبح ہوتے ہی۔ چاہے جاڑے کا موسم ہو یا گرمی کا۔ میں شکار کھیلنے کو نکل جاتا ہوں اور دوپہر تک شکار کھیلتا رہتا ہوں اور پھر کھانا کھاتا ہوں اور فوراً شکار کو چل دیتا ہوں اور شام تک شکار کھیلتا رہتا ہوں۔ رات میں مینوئل گوڈوی آکر مختصر طور سے معاملات کی رپوٹ کر دیتا ہے اور میں سو رہتا ہوں اور صبح ہوتے ہی پھر شکار کو چلا جاتا ہوں“۔ پس غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ زلزلہ کی حالت سے تمام یورپ۔ میں گو

آسٹرلٹز۔ جینا۔ آرسٹڈ۔ ایلا اور فرڈلینڈ کے توپ خانوں کی گرج سے متزلزل ہو رہا تھا۔ اسپین کے بادشاہ اور اُس کے انتظام کا یہ حال تھا۔

چارلس رابع کے تین بیٹے تھے۔ فرڈی نینڈ۔ کارلو۔ اور فرانسسکو۔ فرڈی نینڈ ولی عہد تھا اور اس کی پچیس برس کی عمر تھی۔ اور وہ بھی اپنے باپ کی طرح آرام طلب اور ماں کی طرح آوارہ مزاج تھا۔ اُس کی ماں اُس کی نسبت کہا کرتی کہ ہمارے بیٹے فرڈی نینڈ کا دماغ خچر کے دماغ کی طرح ہے اور دل شیر کی مانند ظالم ہے۔" اس نوجوان شاہزادہ کو تخت نشین ہونے کی فکر تھی۔ اور جمہور کی بڑی فریق غالب اُس کی طرفدار تھی۔ اور چونکہ موجودہ دربار کی بدچلنی سے رعایا عاجز آگئی تھی وہ کھُلی آوازوں سے کہہ رہی تھی کہ گورنمنٹ میں کسی قسم کی تبدیلی کیوں نہو بہرحال موجودہ گورنمنٹ سے تو ضرور بہتر ہوگی وہ عظیم الشان سلطنت جو چارلس پنجم کے دَور حکومت میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اب طوائف الملوکی اور بربادی کے قعر میں گر رہی تھی اور برباد ہوئی جاتی تھی۔ گوڈوی پر چونکہ حال میں عنایات خسروانہ ہوئی تھیں اُس سے رعایا سخت متنفر تھی۔ ملک میں جابجا سازشوں کا بازار گرم تھا۔ اسپین کی وہ ذلیل حالت ہو رہی تھی کہ یورپ کو اُس کے نام سے ذلت کا دھبّہ لگ گیا تھا بادشاہ اور ملکہ میں اتنی ملکی دور اندیشی نہ تھی کہ نپولین کی ترقیوں پر نگاہ کرتے اور اُن کو سمجھتے۔ گوڈوی کو زبردست دماغ والے ذہین نپولین سے نفرت تھی اور بہت خوف تھا کیونکہ وہ امرائی سلطنت کا استیصال کر رہا تھا اور جمہور کے حقوق کا اعلان کر رہا تھا اور اُن کو برابر حقوق دیتا چلا جاتا تھا۔

اب گوڈوی نے شاہزادہ فرڈی نینڈ پر یہ الزام لگایا کہ وہ باپ ماں اور وزیر کو زہر دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ الزام صحیح ہو۔ چنانچہ شاہزادہ ولی عہد گرفتار کر لیا گیا اور مقید کر دیا گیا۔ جمہور کو گوڈوی سے نفرت تو تھی ہی انھوں نے جھٹ مقید شاہزادہ کی شرکت کی اور ادھر خود مقید شاہزادہ

نے بھی اُن کو خوب اُبھار دیا اور ہزار ہا مخلوق نے خنجروں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر شاہی محل کو گھیر لیا۔ اس محل میں گوڈوی رہتا تھا۔ بادشاہ کے سپاہیوں کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس انبوہ کا مقابلہ کریں۔ گوڈوی خوف زدہ ہو کر پرانے بوریوں میں جو مکڑی کے جالوں سے میلے ہو رہے اور اَٹ اَٹ ان کے نیچے گھڑے تھے جا لپٹا۔ غصہ ناک جمہور کواڑ توڑ کر محل میں سیلاب کی مثل گھس پڑے اور کمروں اور بالاخانوں پر جستجو کرنے لگے اور مسہریوں۔ آئینوں۔ تصویروں وغیرہ کو اوپر سے نیچے فرش پر ایسا پھینکا کہ سب چیزیں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یہاں گوڈوی کی آشنا دو حسین عورتیں بھی تھیں لیکن اُن کی بے حرمتی نہ کی اور اُن کو گاڑی پر سوار کر کے وہاں سے روانہ کردیا۔ گوڈوی چٹائیوں میں لپٹا ہوا یہ سب دندنکار سُن رہا تھا اور اُسے یقین ہو گیا تھا کہ نہایت بے رحمی سے قتل کیا جائیگا۔ لیکن میلی اور گرد آلود چٹائیوں نے اس کو چھپا لیا تھا۔ (۱۴۱)

رات ہو گئی اور پھر رات گذر گئی۔ دن نکلا اور وہ بھی ختم ہو گیا۔ لیکن بیچارا مصیبت کا مارا گوڈوی بھوکا پیاسا چٹائیوں سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرسکا۔ اس پرفساد شہر میں اب پھر رات ہوئی۔ بلوائیوں کے شور و غل سے کیونکہ اب تک اُن کو ہر طرح کامیابی ہوئی تھی سب کے دل خوف سے کانپ رہے تھے۔ اور خوفزدہ گوڈوی وزیر کے خطرہ اور تکلیف کا اندازہ تو بیان ہی نہیں ہوسکتا۔ چھتیس[۳۶] گھنٹے سے وہ چٹائیوں میں لپٹا ہوا تھا اور حرکت کرنے کی مجال نہ تھی تیسری صبح کو آخرکار وہ پیاس کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور چٹائیوں سے باہر نکلا۔ لیکن جبکہ وہ زینہ سے چپکے چپکے نیچے اُتر رہا تھا ایک ہوشیار شخص نے اُسے دیکھ لیا اور چلانے لگا۔ تمام سڑکوں پر شور مچ گیا اور بلوائی ایوان کی طرف دوڑ پڑے۔ بیچارے گوڈوی کے کپڑے گرد میں اَٹے ہوئے تھے۔ بال اُلجھے ہوئے

تھے۔ سر پر ٹوپی تک نہ تھی اور کئی دن کی تکلیف سے چہرہ ہولناک ہو گیا تھا۔ اسی حالت زار و خراب میں بلوائیوں نے اُسے گرفتار کیا اور سڑک پر کھینچ لے گئے۔ لیکن عین اس حالت میں خاصہ کے چند سوار برہنہ شمشیریں ہاتھوں میں لئے آپہنچے اور بزور تیغ گوڈوی تک پہونچے اور بلوائیوں سے خلاصی دلا کر اُس کا بازو پکڑے ہوئے گھوڑوں کو بھگا لیچلے۔ سڑک ناہموار تھی اور گوڈوی کا تھے کے ایک طرف لٹکا ہوا چلا جا رہا تھا اور بلوائیوں کا گروہ بھیڑیوں کی طرح چیختا ہوا پیچھے دوڑا چلا جاتا تھا۔ گوڈوی خوف اور چوٹ سے نیم جان ہو گیا اور آخر کار اُس کی جان بلوائیوں کے ہاتھ سے بچانے کو سواروں نے ایک قیدخانہ میں جو قریب ہی موجود تھا اُس کو ڈال کر باہر سے مقفل کر دیا۔

اس کے بعد کوستے اور گالیاں دیتے ہوئے یہ بلوائی ملکہ اور بادشاہ کے مُنہ چڑھے گوڈوی کے خود مکانات کی طرف متوجہ ہوئے اور سب مکانات کو لوٹ لیا۔ اور اس کے بعد سب سے زیادہ خوفناک آواز بلند ہوئی کہ آؤ اب ایوانِ شاہی کی بھی خبر لے لو۔ آج میڈرڈ میں خاصہ فرانسیسی انقلاب نظر آرہا تھا۔

بادشاہ چارلس اور ملکہ لوئیا کا خوف و ہراس سے بُرا حال تھا۔ اور اُن کو یہی خیال ہو رہا تھا کہ عنقریب مارے جائینگے۔ اسی اضطراب کی حالت میں جمہور کا غصہ فرو کرنے کو بادشاہ نے ایک عام اعلان مشتہر کیا کہ "گوڈوی کو عہدۂ وزارت سے معزول کر دیا اور بادشاہ نے سلطنت سے خود دست بردار ہو کر محبوب شہزادہ فرڈی ننیڈ کو تخت نشین کیا"۔ لیکن یہ دست برداری قطعی مکاری تھی کیونکہ بادشاہ نے سخت مجبور ہو کر ایسا ارادہ ظاہر کیا تھا ورنہ حقیقت میں تخت چھوڑنے کا اُس کا ہرگز منشا نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے نپولین سے استغاثہ کرتے ہوئے حسب ذیل خوشامد

الفاظ لکھے :-

"میں نے تختِ سلطنت سے دست برداری کی اور اپنے بیٹے کو جانشین کیا۔ اسلئے کہ میری باغی رعایا نے میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رکھا تھا کہ یا تو تخت سے دست بردار ہو جاؤں یا مارا جاؤں۔ جبریہ مجھ سے دست برداری کرائی گئی ہے اور اب مجھے کسی ذریعہ سے مدد کی توقع باقی نہیں ہے اگر ہے تو صرف اپنے عالی حوصلہ رفیق شاہنشاہ نپولین سے ہے"

اسی کے ساتھ فرڈی نینڈ نے بھی نپولین سے مدد اور حمایت کی درخواست کی۔ اس تحریر میں حتی المقدور ثنا خوانی اور خوشامد سے چارہ جوئی کی گئی تھی۔ یعنی فرڈی نینڈ نے لکھا :-

روز بروز و نیا نپولین کی مدحت طرازی میں رطب اللسان ہوتی جاتی ہے۔ شاہنشاہ کو مطمئن رہنا چاہئے کہ فرڈی نینڈ ہمیشہ ایسا فرماں بردار اور جاں نثار رہے گا جس طرح سعادت مند بیٹے رہا کرتے ہیں۔ پس فرڈی نینڈ شاہنشاہ سے پدرانہ شفقت وحفاظت کا متمنی ہے۔ اور شاہنشاہ کے خاندان کے ساتھ رشتہ یگانگت کا خواستگار رہتے

یاد ہوگا کہ جب نپولین کو یہ اطلاع ملی تھی کہ اُس کا برائے نام رفیق اسپین کا بادشاہ اُس کے خلاف مسلح ہو رہا ہے اور انگلستان سے سازش کر رہا ہے تو اُس وقت نپولین جینا کی جنگ سے ایک شام قبل لینڈ گریفن برگ کی پرستانی سرو چوٹی پر مقیم تھا۔ یعنی نپولین فرانس سے بہت دور وسط پروشیا میں تھا اور اُس کا روس۔ پروشیا اور انگلستان کی متحدہ فوجوں سے مقابلہ تھا اور ایسے وقت اس بوربون خاندان کے اسپین کے بادشاہ نے یہ عزم محض دغا شعاری سے کیا تھا کہ اپنے دوست شاہنشاہ نپولین پر خنجروں سے حملہ کرنے کو

تمامی جزیرہ نمائے اسپین و پرتگال کو باوجود یکہ شاہنشاہ نے ان بوربون بادشاہوں کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچایا تھا آمادہ کر دیتے[1] اور اگر نپولین کو جینا کی جنگ میں ہزیمت ہوجاتی تو کسی قسم کا شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اسپین کے پرجوش دہقان بسرکردگی انگریزی افواج وافسران کے کوہستان پرینیز کو عبور کرتے اور سیلاب کی طرح غیر محفوظ فرانس پر آٹوٹتے اور سارا قصہ ختم ہوجاتا۔ اور ایک لمحہ میں نپولین تخت سے علیحدہ کردیا جاتا اور مرفوع بوربون فرانس کے تخت پر بٹھا دیئے جاتے۔

اندھیری آدھی رات کے وقت پڑاو پر آگ کے سامنے نپولین بیٹھا ہوا تھا کہ اسپین کے بادشاہ کی دغا کے متعلق یہ مراسلہ اُس کو موصول ہوا تھا۔ لیکن وہ ایسا گہرا اور عالی ظرف تھا کہ اُس سے ذرا بھی غصہ کا اظہار نہ کیا اور مراسلہ کو لپیٹ کر اُس نے تبسم کیا اور کہا تھا "بہت اچھی بات ہے۔ ان بوربون بادشاہوں کے جانشین میرے خاندان کے شخص ہونگے" دوسرے ہی دن جینا اور آرسٹڈ میں اسے ایسی نامی فتح نصیب ہوئی کہ پروشیا کی سلطنت پس کر سُرمہ ہوگئی اور اس غیر متوقع نتیجہ کو سنتے ہی اسپین کے بوربون نے اس تلوار کو جسے میان سے کھینچا تھا غلاف کردیا اور پھر خوشامد سے شاہنشاہ کے قدموں پر سر رکھدیا۔ لیکن باوجود اس خوشامد کے نپولین کو بھی اچھی طرح معلوم تھا اور یورپ کو بھی خوب معلوم تھا کہ یہ اسپین کے بوربوں صرف موقعہ کے منتظر تھے کہ کاری ہاتھ ماریں۔ پس نپولین کے ساتھ تو یہ حالات تھے جو اوپر مذکور ہوئے اور

[1] - ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "کہ میڈرڈ میں روس اور اسپین کی گورنمنٹ کے باہم ایک کمیٹی ہوئی تھی جس میں لسبن کا دربار بھی شریک تھا اور یہ طے ہوگیا تھا کہ موقع ہاتھ آجائے یعنی فرانسیسی افواج برلن کی سڑک پر بہت دور نکل جائیں تو اسپین کی گورنمنٹ کوہستان پرینیز میں جنگ شروع کردے اور انگریزی افواج کو اپنی مدد کے لئے بلالے،، پس اگر نپولین نے ایسی تجاویز اختیار کیں کہ اُس کے مقابلہ میں پھر دوبارہ ایسا ہی فریب نہ کیا جاسکے تو نپولین کے خلاف ہمارے دلوں میں غصہ پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ ۱۲ مصنف

خاندانی خرابیوں کی وہ نوبت تھی جن کا ذکر ہو چکا ہے کہ اسپین کے بادشاہ نے نپولین سے استغاثہ پیش کیا۔ نپولین کو اس وقت سخت پریشانی تھی۔ تمامی عمر میں کبھی اس کی حالت مذبذب نہیں دیکھی گئی۔ لیکن یہاں پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قطعی فیصلہ کے ساتھ وہ کوئی کارروائی نہ کر سکتا تھا۔ صرف دو پہلو وہ اختیار کر سکتا تھا اور دونوں خطرات سے پر تھے۔ ایک پہلو تو یہ تھا کہ اپنے اعجازی اقتدار و زور سے وہ بوربون کا خاتمہ کر دیتا اور اسپین کے تخت پر ایسا شخص بٹھا دیتا کہ اسپین کی کایا پلٹ کر کے فرانس کا سا جمہوری جوش اس میں پیوست کر دیتا۔ اور اس طرح سے اُس کا رفیق حکمران ہو جاتا اور عقب سے فرانس محفوظ ہو جاتی۔ اور کوئی فکر باقی نہ رہتی اگر شمالی یورپ جو دل میں اب بھی اُس کا مخالف تھا کسی وقت پھر مخالفت پر کمر بستہ ہوتا۔ لیکن ایسی صورت میں ایک حالت خلاف دیانت تھی جس سے اُس کو سخت ہی پس و پیش تھا اس سے تمامی یورپ اُس سے برہم بھی ہو جاتا اور یورپ کے تاجدار اس فعل کو جائز حق وراثت کے مقابلہ میں جمہوری حق کی ایک فتح خیال کر لیتے اور انقلابی فرانس کی جانب سے سخت خوفناک دست درازی تصور کرتے اور اُس تلخی میں جس سے یہ تاجدار فرانس کی جمہوری حکومت کو دیکھ رہے تھے ایک اور زہر مل جاتا۔

دوسری تجویز یہ ہو سکتی تھی کہ نپولین فرڈی نینڈ کو تخت سلطنت پر قائم رکھتا کیونکہ چارلس اور گوڈوی کا معاملہ تو اب بحث سے خارج ہو چکا تھا اور فرڈی نینڈ کو ایسی لایق و فایق بیوی سے بیاہ دینے کی کوشش کرتا کہ وہ نپولین کے خیالات سے رنگی ہوئی ہوتی اور فرڈی نینڈ کے ضعیف دماغ پر اپنا پورا اثر ڈال کر اُس کو وفاداری اور سچائی کے راستہ پر لے آتی۔

بڑے غور و فکر کے بعد جس میں کبھی تو نپولین ایک رائے پر مائل ہوتا تھا اور کبھی دوسری پر آخر کار اُس نے پچھلی تجویز کا عزم کر لیا۔ اور فرڈی نینڈ کو جواب میں لکھا کہ تمہاری خلاف

جو الزام لگائے گئے ہیں ہیں اُن کی تحقیقات کرونگا اور تحقیقات کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شاہزادہ سے جس کی بے عزتی ہو چکی ہو میں رشتہ یگانگت قایم نہیں کرسکتا۔

اس کے ساتھ ہی اُس نے لگاہ دوڑانا شروع کی کہ فرڈی نینڈ کی شادی کس سے کی جائے۔ لیکن اعلیٰ ذہن و ذکاوت اور ارفع عادات وصفات کی لیڈیاں جو عالی حوصلہ کاموں کی قرار واقعی قدر جانتی ہوں شاذو نادر ہوا کرتی ہیں یہ سچ ہے کہ سینٹ کلاوڈ اور ٹوئی لریز کے ایوانوں میں حسین و خوش قطع لیڈیاں کثرت سے موجود تھیں لیکن جیسی لڑکی کی نپولین کو تلاش تھی ویسی ایک بھی نہ تھی۔

نپولین کے بھائی لیوشین انٹلی میں اپنی خوشی سے اُواس اور مغموم شخص کی طرح جلا وطنی کی حالت میں رہتا تھا پہلی بیوی سے ایک بیٹی تھی اور جیسا چاہیئے تھا لیوشین ویسی اُس کی خبر گیری اور پرداخت نہ کرتا تھا۔ نپولین نے اُسی کو منتخب کیا اور پیرس میں بلایا۔ لیکن اسپین کی ملکہ بنانے سے قبل نپولین نے اُس کے عادات وصفات کا امتحان کرنا ضروری سمجھا پس اُس نے حکم دیا کہ یہ لڑکی جسقدر خط و کتابت کرے ڈاک خانہ میں اُس کی سخت نگرانی رہے۔ مگر بڑی بدقسمتی کی یہ بات تھی کہ چونکہ اس لڑکی نے اپنے باپ لیوشین کے ساتھ جلا وطنی میں پرورش پائی تھی اُس کو اپنے دوسرے چچاؤں سے جو یورپ میں بادشاہی کر رہے تھے بغض و حسد پیدا ہو گیا تھا اور میل و محبت کرنے پر اُس کا عالی خیال مائل نہ تھا۔ اور محض تکبر سے اُس نے اپنے دشمنوں کو رام کرنے کی کوشش نہ کی۔ اور خود نپولین اور دوسر خاندانی لوگوں کے خلاف نکتہ چینی کے خطوط لکھنا شروع کر دیئے۔ یہ تمامی خطوط لاکر شاہنشاہ کے ہاتھ میں دیئے گئے وہ اُن کو پڑھتا اور مسکراتا جاتا تھا۔ اور شاید عصہ سے اُس نے اپنی ماں بھائیوں اور دوسرے خاندانی شخصوں کو بلا کر ٹوئی لریز میں ایک کمیٹی جمع کی اور یہ ظریفانہ خطوط ساری جماعت کے روبرو پڑھے گئے۔ نپولین کی

تو عادت ہو گئی تھی کہ اُس پر ہر قسم کے حملے ہوتے تھے چنانچہ وہ اپنے رشتہ داروں کے غصہ سے جو اُس کے خلاف ظاہر ہوا کرتا بہت خوش ہوا اور اسی حالت میں اُس نے یہ اعلان کر دیا کہ اُس کی بھتیجی بنا رلوٹ میں وہ صفات نہیں ہیں جن سے وہ اُس کے اصول اسپین میں پیوست کر سکے اور دوسرے دن اُس نے اس لڑکی کو اٹلی واپس کر دیا مگر درحقیقت یہ لڑکی خوش قسمت تھی کہ فرڈی نینڈ سے اُس کی شادی نہ ہوئی۔ اسلئے کہ فرڈی نینڈ ایسا جابر اور نااہل ثابت ہوا کہ تاریخ میں اُس کی دوسری مثال ملنا محال ہے۔ مگر یہ ممکن تھا کہ فرڈی نینڈ سے اُس کی شادی ہو جانے پر دنیا کی تقدیر پلٹ جاتی۔

اس معاملہ میں کامیاب ہونے سے نپولین کو بہت صدمہ ہوا اور اسپین کے بوربون بادشاہ کو تخت سے اُتار دینے کے متعلق اب بھی وہ پس وپیش میں تھا لیکن ایسا معاملہ آپڑا اور ایسے اسباب جمع ہوتے گئے کہ اس معزولی کے معاملہ میں ابر ممد ومعین ہوتے گئے۔ ایک فرانسیسی فوج بہ سرکردگی جنرل مرات کے اسپین میں داخل ہو چکی تھی اور اس کے بھیجے جانے کا کچھ منشا تو یہ تھا کہ پرتگال میں بلوہ ہونے پائے اور کچھ وجہ یہ تھی کہ انگلستان کے حملہ سے اسپین محفوظ رہے۔ جس کا خطرہ ہو رہا تھا۔ میڈرڈ دارالسلطنت اسپین میں فرانسیسی افواج نے دخل کر لیا تھا اور بادشاہ بالکل نپولین کے اختیار میں تھا۔ تاہم نپولین کو بڑی پریشانی تھی۔ اور کسی کو نہیں معلوم ہے کہ اُس کے دل میں کیا کیا خیال پیدا ہوتے تھے۔ اُس نے ان خیال پر کسی کو مطلع نہ کیا۔ وہ لوگ بھی جو اُس کے بڑے رازدار تھے اور جن کی مدد پر اُس کو پورا بھروسہ تھا اُس کا منشا دریافت نہ کر سکے اور گمان ہوتا ہے کہ اب تک اُس نے کسی امر کا قطعی فیصلہ اپنے دل میں نہ کیا تھا۔

چارلس رابع کی تخت سے کنارہ کشی کی خبر نپولین کو سینٹ کلاوڈ میں ملی۔ شنبہ کی شام

تھی۔ دوسرے دن وہ گرجا کو گیا۔ سب دیکھ رہے تھے کہ وہ فکر میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب نماز ہوچکی تو اُس نے جنرل سیبیچیے کو فوراً طلب کیا یہی سیویرسے ڈیوک آفنرو وی گو تھا۔ اور اُس کو رمنہ میں درختوں کے پیچھے لے گیا۔ دو گھنٹہ کامل گفتگو ہوئی اور اس کے بعد شاہنشاہ نے کہا:۔

"چارلس رابع نے تخت سے دست برداری کرلی۔ اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہوا ہے۔ یہ تبدیلی اُس انقلاب کا نتیجہ ہے جو شاہ صلح پسند (گوڈوی) کے خلاف واقع ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دست برداری بہ طیب خاطر نہیں ہوئی ہے۔ میں اسپین میں تبدیلی کرنے پر آمادہ تھا۔ لیکن تبدیلیاں ایسی صورت میں واقع ہوئیں کہ میرے منصوبے کے خلاف ہیں میں چاہتا ہوں کہ تم میڈرڈ کو چلے جاؤ۔ اور ہمارے سفیر سے ملاقات کرو اور پوچھو کہ اس انقلاب کو اُس نے کیوں نہ روکا جس میں اب مجھے دخل دینا پڑیگا اور میں نشانۂ سہام مطاعن ہونگا۔ قبل اس کے کہ میں بیٹے کو جائز بادشاہ تسلیم کروں مجھے اُس کے باپ کے خیالات سے آگاہ ہونا ضرور ہے۔ وہ میرا رفیق ہے اور وہ وہی شخص ہے جس سے میرے عہدنامے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مجھسے استغاثہ کرے گا تو میں اُس کی امداد کرونگا۔ فرڈی نینڈ کو میں جائز بادشاہ اُس وقت تک تسلیم نہیں کرسکتا جب تک کہ یہ دست برداری جائز ثابت نہوجائے اور نہیں تو ایک دن یہی نتیجہ ہوگا کہ نمک حراموں کا ایک غول میرے محل میں بھی گھس پڑیگا اور مجھے تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کریگا اور تمامی سلطنت کو درہم برہم کرڈالے گا۔ جب دریائے نیمن پر میں نے عہدنامہ مکمل کیا تو میں نے شرط کرلی تھی کہ اگر انگلستان روس کی ثالثی کو منظور نہ کرے تو روس کو میرا شریک ہونا ہوگا اور انگلستان کو صلح کرلینے پر مجبور کیا جائیگا۔ فی الحقیقت میں کمزور ہوجاؤنگا اگر اُن لوگوں سے جن کو میں نے ہزیمت دی ہے صرف ایک فائدہ اُٹھانے

کے بعد اسپین کے باشندوں کو اس بات کا موقع دیدوں کہ وہ مجھے تازہ مصائب میں پھنسادیں
اگر میں اسپین والوں کو انگلستان سے ایکا کر لینے کی اجازت دے دونگا تو انگلستان کو اُس
نقصان کے مقابلہ میں جو روس سے بگاڑ لینے پر اُسے پہونچا ہے بہت زیادہ نفع ہوگا۔
مجھے ایسے انقلاب سے دراصل بہت خطرہ ہے کہ جس کی نہ علت مجھے معلوم ہے
نہ جس کا مقصد میں جانتا ہوں۔

"مزید ان باتوں سے میں اسپین کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا چاہتا ہوں
ایسی جنگ کرنا ایک گونہ قانون سے منحرف ہو جانا ہے۔ لیکن مجھے اس جنگ کے خطرات
سے بھی اُس حالت میں کوئی اندیشہ نہ ہوگا اگر اسپین کا بادشاہ ایسی حکمت عملی اختیار کریگا
اگر چارلس حکمراں ہوتا اور شاہ صلح پسند (گوڈوی) عہدہ سے معزول نہ کیا گیا ہوتا تو اسپین
سے ہماری صلح رہتی۔ لیکن اب تو تمامی معاملات دگرگوں ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ اب اسپین
پر ایسا جنگ جو بادشاہ حکمراں ہو گیا ہے جو اپنی رعایا کے تمامی ذریعوں کو ہمارے خلاف
کام میں لانے پر آمادہ ہے تو ایک دن وہ آئیگا کہ میرے خاندان کو فرانس کے تخت
سے علیحدہ کر کے وہ اپنے خاندان کو فرانس کا بادشاہ کر دینے میں کامیاب ہو جائیگا۔
تم دیکھتے ہو کہ اگر میں نے ابھی سے روک تھام نہ کی تو کیا نتیجہ پیش آنے والا ہے۔
خطرہ کو پہلے سے دیکھ لینا میرا فرض ہے۔ اور دشمن کو ان ذریعوں سے محروم کر دینا
چاہئے جو خطرہ عائد ہو جانے کی حالت میں اُس کو فائدہ بخش ہوں۔ اگر باپ یا بیٹے سے
میرا حسب مراد معاملہ طے نہ ہو گیا تو میں دونوں کو صاف تخت سے اتار دونگا۔ اور میں
بھی وہی کرونگا جو کورٹیز اور لوئی چہاردہم نے کیا تھا۔ اور میری حالت بھی لوئی چہاردہم
کے مشابہ ہو جائیگی جس نے اپنے پوتے کو مدد دینے کی غرض سے جنگ وراثت میں
اپنے تئیں ایک فریق بنالیا تھا۔ دونوں حالتوں میں ملکی ضروریات ایک ہی قسم کی
لاحق حال ہو رہی ہیں۔ اور میں ان سب باتوں کے لئے تیار رہوں۔ اور اب عنقریب

میں بلے اُن کو روانہ ہوتا ہوں۔ میں اُس حالت میں میڈرڈ کو بھی چلا جاؤنگا اگر بغیر جائے کام نہ ہو سکا۔"

ڈیوک آف روڈی گو اسی دن حسب ذیل ہدایت لیکر میڈرڈ کو روانہ ہوگیا۔ دوسرے دن نپولین نے اپنے بھائی لوئی بادشاہ ہالینڈ کو لکھا:-

"اسپین کے بادشاہ نے تخت سے دست برداری کر لی۔ شاہ صلح پسند قید کردیا گیا میڈرڈ میں بلوہ ہو رہا ہے۔ اسپین کے باشندے مجھ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اُن کا انتظام کردوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک براعظم یورپ کے اندر ایک زبردست حرکت پیدا نہ کردونگا۔ انگلستان سے مستقل صلح نہ ہوگی۔ پس میں نے عزم کرلیا ہے کہ اسپین کے تخت پر ایک فرانسیسی نسل کا بادشاہ بٹھال دوں۔ اس غرض سے اسپین کی بادشاہت کے لئے میں تم کو منتخب کرتا ہوں۔ فوراً لکھو کہ اس معاملہ میں تمھاری کیا رائے ہے لیکن تمھیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ ابھی میری یہ تجویز خام ہے اگرچہ میری ایک لاکھ سپاہ اسپین میں موجود ہے تاہم حالات ایسے ہیں کہ یا تو مجھے براہ راست کارروائی کرنا ہوگی جس سے دو ہفتہ کے اندر کام ہوجائے یا زیادہ دیکھ بھال کر کام کرنا ہوگا جس میں چند ماہ صرف ہونگے۔"

اس تحریر کے دو دن بعد نپولین پھر پس وپیش کرتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ اور اُس نے مراٹ کو جو اُس وقت میڈرڈ میں موجود تھا حسب ذیل مراسلہ لکھا:-

"مانسیور گرانڈ ڈیوک آف برگ۔ اسپین کی حالت کے متعلق مجھے خوف ہے کہ شاید تم مجھے بھی دھوکا دوگے اور خود بھی دھوکا کھاجاؤ گے۔ ۲۰ مارچ کے واقعہ سے حالات نہایت پیچیدہ ہوگئے ہیں۔ میں بڑا پریشان ہوں۔ ہرگز یہ بات مت خیال کرنا کہ تم ایک نہتی قوم پر حملہ کرنے کو ہو یا صرف اپنی فوج کو دکھلا کر تم اسپین کو مطیع کرلوگے۔ ۲۰ مارچ کے بلوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپین کے باشندوں میں عزم وہمت ہنوز موجود

ہیں تمھیں ایک نئی قوم سے کام پڑنے والا ہے۔ وہ بڑی جری ہو اور تمامی جوش وخروش کا اظہار کریگی جو ایسی قوم سے ظہور پذیر ہوا کرتا ہے جو معاملات ملکی کے جذبات سے تھکی ہوئی نہیں ہوتی۔ امرا اور پادری لوگ اسپین کے مالک ہیں اور اگر اُن کو اپنے حقوق اور اپنی بقا کے متعلق خدشہ ہو گیا تو ایسی ایسی ٹڈی دل افواج وہ ہمارے مقابلہ میں لائینگے کہ جنگ کبھی ختم نہو گی۔ میرے بھی شرکار موجود ہیں۔ اگر فاتح کی حیثیت سے میں اپنے تئیں ظاہر کرونگا تو یہ لوگ میرے شریک نہ رہینگے۔ شاہ صلح پسند سے اس وجہ سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اُس پر یہ الزام ہے کہ اسپین کو اُس نے فرانس کے حوالہ کردیا۔ اور یہی شکایت اس بات کی علت واقع ہوئی کہ جمہور نے فرڈی ننیڈ سے ہمدردی کی۔ جمہوری فریق سب سے کمزور ہے۔ اور الیسیٹوریا کے شاہزادے میں ایک صفت بھی ایسی موجود نہیں ہے جو قوم کے سرداروں میں ہونا ضروری ہے لیکن اگر وہ ہمارے خلاف آمادہ ہوا تو اس سے کہ وہ سرداری کی صفات سے معرا ہے اُس کا کچھ نقصان نہوگا اس خاندان کے لوگوں پر میں کسی قسم کا تشدد روا نہ رکھونگا۔

"میں تم کو اُن تمامی موانع سے آگاہ کرتا ہوں جو پیش آنے والے ہیں۔ دوسرے اور بھی موانع ہیں جن کو تم خود جانتے ہو۔ اس موقع کو ہماری پریشانیاں بڑھانے کے لئے انگلستان کبھی اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیگا۔ وہ اپنی افواج کو جو پرتگال کے ساحل پر اور بحر روم میں موجود ہیں روزمرہ امیں بھیجتا ہے اور جزیرہ سسلی اور پرتگال کے باشندوں کو فوجوں میں بھرتی کر رہا ہے اور چونکہ شاہی خاندان نے ابھی اسپین نہیں چھوڑی ہے اور امریکا کے جزائر کو نہیں گیا ہے لہذا ایک انقلاب واقع ہوتے ہی یہی خاندان پھر تخت کا مالک ہوسکتا ہے یا اس کا استیصال ہوسکتا ہے۔ لیکن تمامی یورپ میں اسپین ایسا ملک ہے جو پادشاہ کے استیصال کے متعلق انقلاب

برپا کرنے کو سب سے کم تیار ہے۔ ایسے لوگ جو گورنمنٹ کے ظلم اور اُس کی مذموم عیاشیوں
اور بدکاریوں کو سمجھیں اور اُس طوائف الملوکی سے پیدا ہونے والے نقصانات کو
دیکھیں جو جائز بادشاہ کو معزول کرنے کے بعد پیدا ہو جایا کرتے ہیں اسپین میں بہت
تھوڑے ہیں بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جو بدنظمیوں اور غدر سے فائدہ اٹھاتی
ہیں اپنی سلطنت کی بہبودی کی غرض سے میں اسپین کو بہت فائدہ پہونچا سکتا ہوں۔
پس وہ ذریعے جو سب سے بہتر ہیں اور اختیار کئے جانا چاہئیں کون سے ہیں۔ کیا
میں خود میڈرڈ کو جاؤں۔ کیا باپ اور بیٹے کے باہمی نزاع کو فیصل کرکے میں خود اسپین
کا محافظ اعظم بن جاؤں۔ چارلس رابع کو اب تخت پر قایم رکھنے میں مجھے دشواری نظر
آتی ہے۔ اسلئے کہ وہ خود اور اُس کے منظور نظر لوگ ایسے غیر ہر دلعزیز ہو گئے
ہیں کہ وہ اب تین مہینے بھی اپنی جگہ پر قایم نہیں رہ سکتے۔

فرڈی نینڈ فرانس کا دشمن ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسپین کا بادشاہ بنایا گیا ہے۔ اور اُس کو
اسپین پر فرماں روا رکھنا گویا اس گروہ کو مدد دینا ہے جو بیس برس سے فرانس کو برباد کرنے
کے درپے ہے۔ فرڈی نینڈ سے رشتہ کرلینا بھی ایک بودا تعلق ہے۔ پس میری رائے
ہے کہ کسی معاملہ میں جلدی نہ کرنا چاہئے اور انتظار کرنا چاہئے کہ واقعات کیا صورت
اختیار کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ اُن افواج کو جو پرتگال کی سرحد پر ہیں قوی کردیا
جائے اور انتظار کیا جائے میں اُس جلدی کی کارروائی کو پسند نہیں کرتا جو تم نے
میڈرڈ پر ایک دم سے قبضہ کرلینے میں اختیار کی ہے۔ میڈرڈ سے ہماری افواج دس
فرسنگ پر رہنا چاہئے تھیں۔

۳۰۴

" اس کے بعد میں وہ رائے قایم کرونگا جو ضروری معلوم ہوگی اور سردست
میں تمھارے لئے حسب ذیل ہدایات لکھتا ہوں:-

فرڈی نینڈ سے میری ملاقات اُس وقت تک اسپین کے اندر مت طے کرلینا جب تک

تم کو یہ قطعی معلوم نہ ہو جاوے کہ اسپین کے تخت پر وہی قایم رکھا جائیگا۔ چارلس اور اُس کی ملکہ اور گوڈوی کے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آنا۔ تم خود بھی اُن کی ویسی ہی عزت کرنا اور دوسروں سے بھی ویسی ہی عزت کرانا جیسی اُن کی پہلی ہوتی تھی تم وہ طریقہ اختیار کرنا کہ اسپین والوں کو معلوم نہو کہ میرا کیا قصد ہے تمھیں اس کے کرنے میں بہت آسانی ہوگی۔ امراء اور پادری لوگوں کو سمجھا دینا کہ اگر اسپین کے معاملات میں بہ مجبوری فرانس کو مداخلت ہی کرنا ہوئی تو تمھارے حقوق کا پورا احترام کیا جاویگا۔ اور اُن کو یقین دلا دینا کہ شاہنشاہ کا صرف اسی قدر منشا ہو سکتا ہے کہ اسپین کی ملکی حالت کو سُدھار کر اُس کو یوروپ کے دوسرے شائستہ ملکوں کا ہمپایہ بناوے۔ اور بادشاہ کے منظور نظر لوگوں کے جور و ستم سے اُس کو رہا کروے۔ مجسٹریٹوں اور باخبر لوگوں سے تم کہدینا کہ اسپین کے انتظام کی کل کو اس بات کی حاجت ہے کہ اُس کے پُرزے از سر نو ترتیب دیئے جائیں اور جمہور کو امراء کے ظلم سے بچایا جاوے اور ایسے افادہ گاہ قایم کر دیئے جائیں جن سے صنعت و حرفت و زراعت میں جان پڑ جاوے۔ فرانس کی امن اور خوشحالی کا اُن سے حال بیان کرنا۔ اور جتلا دینا کہ یہ امن و خوشحالی باوجود ان جنگوں کے فرانس کو میسر ہے جن میں وہ ہمیشہ مصروف رکھی گئی ہے۔ مذہبی جاہ و جلال سے اُن کو آگاہ کرنا کہ یہ سب اُس بڑے مذہبی معاہدہ کی بدولت میسر آیا ہے جو شاہنشاہ نے پوپ کے ساتھ کیا ہے اور کہنا کہ اگر اسپین میں انتظام از سر نو کر دیا گیا تو وہ فائدے ہونگے امن چین تو گھر پر ہوگا اور باہر کے ممالک میں عزت ہوگی۔ پس اپنی تقریر و تحریر میں ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا۔ جلدی کر کے کسی کام کو معرض خطر میں مت ڈالنا۔ بلے اِن میں میں انتظار کر سکتا ہوں۔ میں پرنیز کو عبور کر سکتا ہوں اور پرتگال کی سرحد کو مضبوط کر سکتا ہوں۔ وہاں میں آسکتا ہوں اور جنگ کر سکتا ہوں۔

"دیکھو میں یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ افواج میں سخت قواعد کی پابندی سے کام کیا جاوے

اگر کوئی ذرا سا بھی قصور کرے تو بے سزا دیئے مت چھوڑنا۔ باشندوں کا بڑا لحاظ و پاس کیا جائے۔ ان سب سے بڑھکر خانقاہوں اور گرجوں کا احترام رکھا جائے ہماری فوج اور اسپین کی فوج میں کسی قسم کی بدمزگی نہ پیدا ہونے پائے۔ ایک بندوق کا بھی فیر نہو۔ اپنی فوج کے رستہ اور قیام گاہ کو خود اپنی آنکھ سے دیکھ کر ایسا قایم کرنا کہ اسپین کی افواج اور ہماری افواج میں کئی فرسنگوں کا فصل رہے۔ اگر لڑائی چھڑ گئی تو سب کیا کرایا خاک میں ملجائیگا؟"

اس تحریر کے چار دن بعد یعنی ۲ر اپریل کو نپولین سرحد کی طرف روانہ ہوا یہ سفر اُس نے صرف اس غرض اور وجہ سے اختیار کیا کہ اسپین سے برابر اُس کے پاس مختلف و متضاد خبریں پہونچ رہی تھیں۔ بورڈو میں ایک ہفتہ قیام کر کے جہاں قومی ترقیات کی تدابیر میں وہ ہمہ تن مصروف رہا وہ بے اَن جو کوہستان پرینیز کے دامن میں ایک غیر مشہور بستی ہے گیا۔ جوزفائن ہمراہ تھی ۱۵۔ اپریل کو وہ بے ان میں پہونچا اور دوسرے روز فرڈی ننینڈ کو لکھا:-

"حالات موجودہ پر نظر کرکے تم مجھے بے تکلفی سے سچی بات لکھنے کی اجازت دو۔ شاہ صلح پسند کی کارروائی پر میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اپنی رعایا کو خونریزی کا عادی کرنا بادشاہوں کے حق میں بُرا ثابت ہوا کرتا ہے۔ رعایا بڑی خوشی سے اُس اطاعت کا انتقام لیتی ہے جو بادشاہوں کی وہ کرتی ہے شاہ صلح پسند کے خلاف اُس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی جب تک ملکہ اور بادشاہ کو جو تمھارا باپ ہے ماخوذ نہ کیا جائے۔ تاج پر تمھارا کوئی اور حق سوائے اُس کے جو تم کو اپنی ماں سے پہونچتا ہے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسی کارروائی عمل میں لائی گئی جس سے تمھاری ماں کی ذلت ہو تو پہلے تمھارے حق کی ذلت ہے گوڈوی کا ظلم اور جرم اگر اُس کے خلاف ثابت ہو سکتا ہے تو تمھارے حق سلطنت

کا خون ہو جائیگا اور میں تم سے اور اسپین کے باشندوں اور تمام دنیا سے بہ آواز بلند کہتا ہوں کہ اگر چارلس رابع نے بہ طیب خاطر تخت سے دست برداری کی ہے تو تم کو اُس کا جانشین تسلیم کر لینے میں مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔"

فرڈی نینڈ اپنی ماں کو دنیا میں بدنام کرنا اور گوڈوی کو اس کا آشنا قرار دیکر مجرم ثابت کرنا چاہتا تھا۔ نپولین نے بڑی خوبی سے اشارہ کر دیا کہ اگر وہ ماں کو بے عزت اور بدنام کریگا تو اُس کے حق وراثت کے جواز میں بھی خامی پڑ جائیگی۔ کیونکہ ایسی صورت میں اُس کا ولد الحلال ثابت ہونا مشکوک حالت میں ہو جائیگا۔ لیکن فرڈی نینڈ تو ایسا بہائم سیرت تھا کہ اس بے عزتی کو محسوس نہ کر سکا۔ اور اُس سے بھی زیادہ شیطان خصلت ماں نے ایسا انتقام لیا کہ کسی ماں نے ویسا نہ لیا ہوگا۔ یعنی ملکہ نے فرڈی نینڈ کے منہ پر بہت سے اشخاص کے سامنے کہدیا کہ "یہ حرامی ہے اور میرا شوہر اس کا باپ نہیں ہے۔"

فرڈی نینڈ کو توقع تھی کہ نپولین سے خود ملنے میں مدعا حاصل ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ میڈرڈ سے روانہ ہوا اور کوہستان پری نیز کو عبور کر کے نپولین کے پاس بے اُن میں پہونچا۔ اُس کی جلو میں بڑے زرق برق ہمراہی تھے۔ اُس نے اپنے ہمراہ اپنے دوست اور مشیر اسکوئی کوئز کو بھی لیا تھا جو اُس کا معلم رہ چکا تھا جس وقت چارلس اور ملکہ اور گوڈوی نے سنا کہ فرڈی نینڈ نپولین کے پاس گیا تو اُن کو سخت پریشانی ہوئی۔ اور اُنھوں نے خیال کیا کہ فرڈی نینڈ کے یکطرفہ بیان سے معاملہ اُس کے حق میں فیصل ہو جائیگا۔ پس وہ بھی بہ سرعت تمام بے اُن کو روانہ ہوئے کہ نپولین سے تمامی داستان بیان کریں جس کے قبضۂ قدرت میں اس وقت اُن کی قسمتوں کا فیصلہ تھا۔

فرڈی نینڈ کے پہونچتے ہی نپولین نے اُس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ اور بہت خاطر کی۔ لیکن یہ اخلاق و مدارات کی ایسی

طلائی زنجیر تھی کہ فرڈی نینڈ اب نکل کر کہیں جا نہ سکتا تھا۔ بڑی بڑی شاہانہ دعوتیں ہونے لگیں اور بڑے بڑے عالی مرتبت مصاحب اُس کے گرد جمع کردیئے گئے۔ اب فی لیل و خوار والدین اور مجرم منظور نظر گوڈوی بھی نپولین کے پاس پہونچے۔ ان کے ہمراہ فرڈی نینڈ کے دونوں چھوٹے بھائی بھی تھے۔ نپولین نے ان کے ساتھ بھی نہایت اچھا برتاؤ کیا لیکن اُس نے فریقین میں کسی کو بادشاہ تسلیم کرنے سے اغماض کیا۔ یہ شاہی خاندان اچانک اُس کے قبضہ میں آگیا تھا۔

۳۰۵

پہلے تو اُسے قطعی کارروائی کرنے میں چاہے جو کچھ پس وپیش ہوا ہو۔ لیکن اب پس وپیش کا خاتمہ ہوگیا۔ نپولین نے اب چارلس سے ملاقات کی۔ یہ ضعیف بادشاہ خوب جانتا تھا کہ خود تو تخت کو قایم نہ رکھ سکتا تھا لہذا اُس نے اسپین کی فرمانروائی کو نپولین کے ہاتھ میں دے دینے کو اس بات پر ترجیح دی کہ تخت فرڈی نینڈ جیسے نفرت کئے گئے اور نااہل بیٹے کو دیا جائے۔ چنانچہ اُس نے صاف کہدیا کہ میں تخت سے بخوشی دست بردار ہوں اور نپولین جس بادشاہ کو چاہے مقرر کردے۔ نپولین نے اسی وقت اسکوئی کوئز کو بلا بھیجا اور اُس سے کہا :۔

"قابل رحم بادشاہ چارلس نے اپنے تئیں مجھے سپرد کردیا ہے اور میں اُس کے معاملہ میں ضرور اُس کی مدد کو آمادہ ہوں وہ جبر بہ تخت سے معزول کیا گیا ہے۔ میری فوج اُس وقت اسپین میں موجود تھی۔ اور اُس کا ایک حصہ دربار کے قریب تھا اور لوگوں کو اسی وجہ سے کچھ کچھ یہ یقین تھا کہ اس معاملہ میں میری بھی شرکت تھی اور میری غیرت مقتضی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے اس شبہہ کو فوراً دور کردوں"

"اس کے علاوہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میری سلطنت کی حفاظت وامن کے لئے یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بوربون خاندان کو جو میرے قطعی دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے اسپین کی فرماں روائی سے علیحدہ ہوجانا چاہئے۔

تمھاری قوم کی خیر بھی اسی میں ہے کہ یہ تبدیلی عمل میں آئے۔ نیا خاندان جو میں اسپین کے تخت پر بٹھاؤنگا اچھے قوانین کی پابندی کریگا اور فرانس سے دوستی قایم رکھکر اسپین کو اُس طاقت کے خطرہ سے جو اسپین کی آزادی میں خلل انداز ہو سکتی ہے بچائیگا

چارلس رابع اپنی خوشی سے مجھے اپنے اور اپنے خاندان کے حقوق دے رہا ہے اور اُس کو اس بات کی ترغیب اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اُس کے بیٹے ایسے پُراشوب زمانہ میں جو قریب آرہا ہے سلطنت پر حکومت کرنے کے لایق نہیں ہیں۔

"پس یہی وجوہ ہیں کہ میں نے عزم کرلیا ہے کہ بوربون خاندان کا بادشاہ آیندہ اسپین پر حکومت نہ کرے۔ لیکن میرے دل میں فرڈی ننیڈ کی عزت ہے۔ اور اُن نقصانات کے معاوضہ میں جو اُسکو اٹھانا ہونگے میں اُسے عوض دینا چاہتا ہوں پس تم اس سے یہ بات جاکر ظاہر کردو کہ وہ اپنے اور اپنی اولاد کے حق فرمانروائی سے دست برداری کرے اور اسکے معاوضہ میں اُسے اٹروریا کے بادشاہ کا خطاب دونگا اور اپنی بھتیجی سے اُسکی شادی کردونگا۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو میں اُس کے باپ سے معاملہ کرلونگا اور اُسکو اور اُسکے بھائیوں کو پھر کچھ معاوضہ نہ ملیگا اور اگر وہ میری مرضی کے موافق کاربند ہوگا تو اسپین کو آزادی حاصل ہوجائیگی۔ اُسکے اپنے قانون جدا مرتب ہوجائینگے اُسکے رسم و رواج قایم رہینگے اور مذہب بحال رہیگا۔ اسپین کا مجھے ایک قرینہ بھی اپنے لئے درکار نہیں ہے۔"

چارلس رابع ملکہ لوئیا اور گوڈوی چونکہ سالہا سال سے عیش پرستی کی زندگی بسر کرچکے تھے لہذا ان کو بادشاہت صرف عیش و عشرت ہی کی غرض سے درکار تھی۔ پس نپولین نے اُن کو ایک عمدہ گڑھ اور سیر و تفریح اور شکار کی غرض سے کافی علاقہ اور عیش و آرام سے بسر کرنے کو کافی روپیہ دے دیا اور اس کو لے کر انھوں نے بڑی خوشی سے بلاتکلیف وہ تاج سے دست برداری کرلی۔ لیکن فرڈی ننیڈ اور اُس کے بھائی کو اپنے حقوق چھوڑنے میں بہت عذر تھا۔ نپولین نے جیسا پہلے

تجویز کر دیا تھا تمام خاندان سے ایک جلسہ میں ملاقات کی۔ چونکہ بادشاہ اور ملکہ کو اپنے بیٹے سے بلا کی نفرت تھی لہذا دونوں اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ اُس کو ضرور تخت سے دست بردار کر دیا جائے۔ یہ ملاقات انوکھی ملاقات تھی۔ ناقابل بوڑھا بادشاہ ایک لمبے سُنہرے گُلے کا بید جس پر بعض وقت وہ ٹیک بھی لگا لیتا تھا فرڈی نینڈ کے سر پر ہلاتا تھا اور اُس کو نہایت سخت وسُست کہتا تھا اور کوستا جاتا تھا۔ اب ملکہ کی باری آئی اور اُس کی زبان قینچی کی طرح بیٹے پر چلنا شروع ہوئی اور اُس نے سینکڑوں صلواتیں بیچارے فرڈی نینڈ کو سنانا شروع کر دیں۔ یہ انوکھا تماشا دیکھ کر نپولین حیران و پریشان ہو گیا۔ اور چند لمحوں تک تو وہ ایسا دریائے حیرت میں ڈوب گیا کہ گویا زبان گنگ ہو گئی۔ پھر نپولین وہاں سے رخصت ہوا لیکن پہلے ترشی سے فرڈی نینڈ کے کان کھولتا گیا کہ اگر شام کو تخت سے دست برداری نہ کر لی اور بادشاہ کو جائز مالک تاج و تخت تسلیم نہ کر لیا تو اُسی طرح گرفتار کر لیا جاویگا جس طرح باغی بیٹے گرفتار کیے جاتے ہیں اور ایک سازش کا بانی گرفتار کیا جاتا ہے جو والدین کی جان اور سلطنت کے خلاف سازش کرتا ہے۔ اور کمرہ چھوڑتے وقت اُس نے تمام لوگوں سے جو وہاں موجود تھے اس طرح خطاب کیا۔

"عجب ماں ہے اور عجیب بیٹا ہے۔ شاہ صلح پسند ضرور ہے کہ کم رتبہ شخص ہے لیکن ان دونوں سے ہر طرح جب بھی لایق ہے" اور اُس نے پھر کہا "میں جو کچھ اس وقت کر رہا ہوں ایک معنی سے اچھا نہیں ہے لیکن حکمت عملی کا یہی تقاضا ہے کہ اپنے عقب میں اور پیرس سے اتنا قریب ایسے خاندان کو باقی نہ رکھوں جو میرے خاندان کا دشمن ہو"

فرڈی نینڈ کو اپنے جرم کا علم تھا اور وہ نپولین کے انصاف پر کر باغی کی طرح اُس کا بھی مقدمہ کیا جاتا کانپنے لگا۔ پس اس خطرہ سے بچنے کو کیونکہ یہ تو اُسے

خوب معلوم تھا کہ ماں باپ دونوں ذرا بھی رحم کرنے والے نہ تھے اُس نے اُسی کثیر المقدار معاوضہ کو جو نپولین دیتا تھا لینا منظور کر لیا مگر اُس نے اٹروریا کی فرمانروائی اختیار کرنے سے انکار کیا نویر کا قلعہ پسند کیا اور اپنے مصارف کے لیئے دس لاکھ فرانک اور بھائیوں میں سے ہر ایک کے واسطے چار چار لاکھ فرانک سالانہ کی منظوری کرالی۔ چارلس۔ لوئیا۔ اور گوڈوی کے دل کو تسلی ہوگئی اسلیئے کہ فرڈی نینڈ تخت سے اتار دیا گیا تھا اور اپنے تکلیف وہ تاج وتخت سے دست بردار ہو کر اُنھوں نے نفیس محل اور شکارگاہ اور معقول آمدنی پر جس سے عیش کے ساتھ بسر کر سکتے تھے اپنا اطمینان خاطر ظاہر کر دیا۔ اور بقیہ عمر چین چان سے اور عیش وخورمی کے ساتھ بسر کی۔

نپولین نے فرڈی نینڈ کے چھوٹے بھائیوں کو دے لینکے کا گڈھ دیا اور فرڈی نینڈ کو بھی اتنے زمانہ تک وہیں مقیم رکھا جب تک کہ لوبر کا قلعہ درست وآراستہ ہوا اور پھر اُس نے پرنس ڈی ٹیلرانڈ کو جو نہایت شریف النسل۔ درباری اور اس قلعہ کا عیش پسند مالک تھا لکھا کہ تینوں شاہزادے آتے ہیں ان سے نہایت اخلاق۔ مروت اور شفقت سے پیش آئیے۔

نپولین نے لکھا۔ میری یہ خواہش ہے کہ شاہزادوں کا استقبال کیا جائے لیکن ظاہرا دھوم دھام اور نمایش سے کام نہ لیا جائے۔ لیکن اُن کی بڑی دلدہی اور خاطر کی جائے اور جہاں تک تمھارے امکان میں ہو ان کا دل بہلاؤ۔ اگر دے لینکے میں تھیٹر ہو اور خوشی کا تماشہ کرنے والے اچھے ایکٹر موجود ہوں تو یہ تماشہ بھی شاہزادوں کو دکھاؤ۔ بہتر ہو کہ تم میڈیم ڈی ٹیلرانڈ کو بھی وہاں لیجاؤ اور اُس کے ہمراہ چار پانچ اور لیڈیاں بھی ہوں اگر فرڈی نینڈ کسی لیڈی پر فریفتہ ہو جائے تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے بشرطیکہ یہ لیڈی اطمینان کے قابل ہو۔ یہ بات بڑی ضروری ہے کہ شاہزادہ کوئی ہمارے مضر کارروائی نہ کرنے پائے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اُس کی دلبستگی رہے

اور وہ مصروف ہے سخت حکمت عملی تو اس کی مقتضی ہے کہ میں اُس کو کسی قلعہ میں بند کردوں لیکن چونکہ اب اُس نے مجھ پر بھروسہ کرلیا ہی اور وعدہ کرلیا ہی کہ میری مرضی کے خلاف نکریگا اور ملک اسپین میں میری رائے کے موافق کام ہوتا رہیگا پس میں نے یہی تجویز کیا ہی کہ اُسے ویسی قلعہ میں بھیجدوں اور اُسے خوشیوں اور دلفریبیوں سے محصور کردوں اور غالباً یہ کام مئی اور جون کے مہینوں تک رہیگا اور اس اثنا میں اسپین کے معاملات ایسی صورت پکڑ لینگے کہ میں قطعی کارروائی کرنے کے لایق ہوجاؤنگا۔ رہے تم تو تمھاری رسالت نہایت موقر ہے۔ تمھارے گھر میں تین نامور شاہزادے آتے ہیں اور تمھاری سپرد یہ خدمت ہے کہ اُن کا جی بہلاؤ۔ اور یہ کام قوم کی حالت اور تمھارے رتبہ کے شایان ہے "

فرڈی نینڈ اور اُس کے بھائی اپنی ذلیل لیکن پر از عیش و نشاط قسمت پر قانع ہوگئے۔ یہ بات قیاس میں آنے کی نہیں ہے کہ باوجودیکہ نپولین نے اُن کو فرماں روائی سے معزول کیا تھا تاہم اُن کے دلوں پر ایسا قابو کرلیا تھا کہ وہ اُس کی نہایت مداح اور دوست ہوگئے تھے یعنی جب نپولین کو فتح ہوا کرتی تو بڑی خوشیاں مناتے۔ قلعہ میں چراغاں اور آتشبازی کے ذریعہ سے اپنی مسرت کا اظہار کیا کرتے تھے اس معاملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین حیرت انگیز قوار کا شاہنشاہ تھا۔ جھوٹی کہانیوں میں بھی تو اس سے عجیب تر واقعہ نہیں پایا جاتا۔ کیسے تعجب کا مقام ہے کہ توپ یا بندوق کا ایک فیر بھی نہوا اور اسپین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور بڑا متکبر اور زبردست فریق اپنی آبائی ملک کی حکومت سے علیحدہ کردیا گیا اُس نے اُن کو اسپین سے جلاوطن کردیا اور باوجود اس جلاوطنی کے یہ لوگ اُس کے شکر گذار رہے اور ہمیشہ تعریفیں کرتے رہے۔

اب نپولین نے اسپین کے باشندوں کو حسب ذیل اعلان دیا :-

"اے اسپین کے باشندو۔ بڑی بڑی مصائب جھیلنے کے بعد آخر وہ نوبت آپہونچی تھی کہ تمھاری قوم کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔ لیکن میں نے اس خطرہ کو دیکھا اور تمھارے علاج کو جلدی سے آیا۔ تمھاری شان و عظمت تمھاری طاقت و قوت میری قوت کا ایک زبردست جزو ہے تمھارے بادشاہوں نے اپنا حق فرمانروائی مجھے دے دیا۔ میری خواہش نہیں ہے کہ تمھارے ملک پر فرماں روائی کروں لیکن میں یہ بات ضرور چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے تم کو ایسے منافع پہونچیں کہ تمھاری اولاد میرا نام شکر گذاری سے لے۔ تمھاری بادشاہت قدیم ہے اور بوڑھی ہوگئی۔ میرا یہ کام ہے کہ اس میں خون جوانی بھر دوں۔ میں تمھارے نظم ونسق میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور اگر تم میری استعانت کرو تو ان اصلاح کے کاموں سے تمھیں فائدے اٹھاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تمھارے افادہ گاہوں کو برباد کروں یا ان کو بگاڑوں میں نے چاہا ہے کہ تمھارے ملک کے صوبوں اور شہروں سے وکلا آئیں اور میرے سامنے مشورہ کریں۔ کہ میں خود ان سے مل کر تمھاری حوائج و ضروریات کا تحقیق کروں۔ پھر میں ان سب خطابوں سے جو مجھ سے منسوب کئے جائیں دست بردار ہو جاؤں اور ایک قانون و آئین بنا کر جس سے تمھاری حفاظت ہو اور تمھارے جمہور کو مساوی حقوق کا دعویٰ ہو جائے ایک دوسرے اپنے جیسے شخص کو تمھارے تخت پر بٹھا دوں۔ اسپین والو ذرا سوچو کہ تمھارے آبا و اجداد کیسے تھے اور تم کیسے ہو۔ یہ تمھارا قصور نہیں ہے۔ یہ تقصیر تو اس طرز حکومت کی ہے جس کے ذریعہ سے تم پر فرماں روائی کی گئی ہے اپنی موجودہ حالت کے نتیجوں سے پوری امید اور اعتماد رکھو۔ میں اس بات کی تمنا رکھتا ہوں کہ تمھاری اولاد کا فرد فرد مجھے یاد رکھے اور یہی کہے کہ نپولین نے ہمارے ملک کو نیا جنم دیا تھا۔"

لوئی بوناپارٹ ہالینڈ کا بادشاہ بیماری اور مصائب خانگی سے ایسا مضمحل ہو گیا تھا

کہ اُس نے اسپین کی فرماں روائی سے جہاں اُس کو بہت محنت کرنا پڑتی انکار کر دیا
لہذا نپولین نے اپنے بھائی جوزیف کو جو اس وقت نیپلس میں حکمراں تھا لکھا:-

"چارلس رابع بادشاہ اسپین نے اپنے حقوق فرماں روائی سے دست برداری
کر کے یہ حکومت مجھے دے دی ہے نیپلس کی حکومت کو اسپین کی فرماں روائی
سے کوئی نسبت نہیں ہے جہاں ایک کروڑ دس لاکھ کی مردم شماری ہے اور علاوہ
امریکہ کی نو آبادیوں کے پندرہ کروڑ فرانک سالانہ کا محاصل ہے۔ یہاں کی حکومت
ایسی ہے کہ میدرڈ کا فرانس سے صرف تین دن کی مسافت کا بعُد ہے۔ تمھارا
میڈرڈ میں ہونا گویا فرانس کے اندر ہونا ہے اور نیپلس تو دنیا کے دوسرے چھور پر
واقعہ ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس تحریر کے دیکھتے ہی تم مدار المہامی تو اُس
شخص کے سپرد کرو جسے تم مناسب سمجھو اور فوجیں مارشل جورڈون کے حوالہ کر د
اور سب سے نزدیک راستہ سے میرے پاس بلے اُن کو چلے آؤ اور یہ راز سربستہ
کسی پر مت ظاہر کرو چونکہ یہ واقعی راز ہے بڑی جلدی لوگ شبہ کرنے لگیں گے"

اسپین میں کوئی جمہوری حکومت کی وضع نہ تھی۔ خود سر بادشاہ کی حکومت تھی۔
پادری لوگ کسی ملکی یا مذہبی تحقیقات کو نہ ہونے دیتے تھے اور جمہور نہایت ذلت
اور غلامی کی حالت کو پہونچ چکے تھے۔ اور بادشاہ ایسا بدکار اور نالایق تھا کہ شایستہ
ملک میں کہیں ایسا بادشاہ نہ تھا۔ پس اسپین جیسے ملک کو ایسے بادشاہ سے رہائی
دینے کی کوشش کرنا اور عالی مناصب پر پہونچانے والی ہمسری کے قانون کا
نفاذ کرنا ہرگز بُری نظر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اگر نپولین اپنے ارادہ میں کامیاب
ہو جاتا تو اسپین کو ایسے ایسے فائدے پہونچتے ہوتے کہ تمام ملک میں بڑی شکرگذاری
سے اُس کا نام لیا جاتا اور اسپین کے باشندے اُسے کبھی نہ بھولتے۔ غلامی
کی آفتوں میں ایک بہت بڑی آفت یہ ہوا کرتی ہے کہ غلام آزادی کی قدر

نہیں جانتے اور نہ ہی قسطیو دسکے اسیروں کا تو کچھ اس سے بھی زیادہ حال ہے یعنی ان بیڑیوں سے یہ لوگ تو خلاصی چاہتے ہی نہیں۔

سب کو تسلیم ہے کہ جوزیف بوناپارٹ بڑی بڑی ذہنی خوبیوں سے آراستہ تھا یعنی وہ ذکی۔ عالی حوصلہ۔ اور ایماندار شخص تھا۔ اور اخلاقی خوبیوں کے اعتبار سے تو اس کا دامن اخلاق تمامی عیوب سے پاک تھا۔ وہ ایسا ہی نوع انسان کا دوست تھا کہ کسی کو کلام ہی نہیں ہو سکتا۔ نیپلس پر اس نے ایسے عدل و انصاف۔ و دانائی۔ اور جفاکشی سے حکومت کی تھی کہ حکومت کے ساتھ ریاست کا رنگ ہی کچھ اور ہو گیا تھا۔

جوزیف کے آنے سے پیشتر ہی نپولین نے اسپین میں ایسے اشخاص بھیج دئے تھے کہ بری و بحری فوج۔ خزائن اور سرکاری عمارات کا حال دیکھیں اور رپورٹ کریں۔ نپولین نے کہہ دیا تھا کہ پہلے مجھے انھیں کا غذات کی ضرورت ہے کہ ضروری احکام جاری کردوں اور انھیں کا غذات کی مجھے بعد کو ضرورت ہو گی کہ دیکھوں اسپین کو میں نے کس حال میں پایا تھا۔ اسپین کی بہبودی کے لئے اس نے بڑی بڑی تدبیریں سوچی تھیں۔ اور ان تدابیر میں سے بعض پر عمل بھی ہو چلا تھا اور جن کے متعلق اس کے سخت سے سخت دشمن اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بے اُن میں بڑی کانگریس ہوئی جس میں اسپین کے ڈیڑھ سو نہایت نامور شخص جمع ہوئے۔ یہ روشن دماغ شخص اُن تدبیروں سے واقف ہو کر بڑے خوش ہوئے جو اسپین کے متعلق پیش ہوئیں۔ اسپین کے حالات کے مناسب آزادانہ کانسٹی ٹیوشن قایم کیا گیا کہ زمانہ کی روش کے موافق شائستگی اور آزادی کو ترقی دی جائے۔

۷۔ جون ۱۸۰۸ء کو جوزیف بے اُن پہونچا۔ اور کانگریس کے وکلا اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے نئے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے پھر سب ملکر نپولین کے پاس گئے۔ اور اس بات پر اپنے بڑے فیض رساں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا کہ وہ

آیندہ حالت سنبھالنے کے سامان کر رہا تھا ۹ جولائی کو تجربہ کار سپاہ کے انبوہ کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے جبکہ کانگریس کے اراکین کی سو گاڑیاں آگے آگے اور اس سے بھی زیادہ پیچھے پیچھے تھیں جوزیف میڈرڈ کو روانہ ہوا کہ جاکر تخت نشین ہو جوزیف کی تخت نشینی کی خبر اقوام غیر کو بھیجی گئی اور قریب تمامی طاقتوں نے اُسے بادشاہ تسلیم کرلیا اور شاہنشاہ روس نے اپنے مراسلہ میں اُس کو بادشاہ تسلیم کرنے کے بعد بہت سے الفاظ اپنے اظہار اطمینان کے لکھے تھے کیونکہ وہ جوزیف کے شریفانہ عادات وخصائل سے خوب آگاہ تھا۔ فرڈی نینڈ نے بھی ویلنکے کے قلعہ سے جوزیف کو مبارک باد کے خطوط لکھے اور لکھا کہ آپ کوشش کریں کہ نپولین اپنی ایک بھتیجی کی مجھ سے شادی کردے۔

یہ سب کارروائی تو ہوئی لیکن اس میں ایک بات ایسی تھی کہ جب کسی شخص کو اُس کا خیال آتا ہے تو قلب بے چین اور مضطرب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اور جب تک اس کارروائی پر سختی سے نکتہ چینی نہ کی جاوے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ نپولین کی ذات سے اسقدر کثرت سے خوبیاں منسوب ہیں کہ اُس کے عیب اُن کے سامنے ہیچ معلوم ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سنجیدہ فہم شخص اُس کو متہم کرنے میں پس وپیش کرتا ہے۔ جن جن وقتوں اور دشوار حالتوں سے نپولین کو سابقہ رہا ہے کسی کے حیطہ خیال میں نہیں آسکتیں۔ پس اُس کو نگاہ نرم سے دیکھنا ناگزیر امر ہے۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ اُس وقت اسپین کے تخت پر کس کو حق حاصل تھا۔؟ چارلس رابع برائے نام بادشاہ تھا اور ملکہ کا آشنا گوڈوی در اصل فرماں روا تھا پھر چارلس نے اپنے بیٹے کے حق میں خود تخت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اُس نے حلفیہ تمام قوم کے سامنے یہ اعلان کردیا کہ جیسا خوشی درغبت سے

میں نے یہ کام کیا ہے تمامی عمر میں ایسی رغبت اور خوشی سے میں نے دوسرا کام نہیں کیا ہے اور اُسی دن جس دن یہ حلفیہ اعلان دیا گیا اُس نے مخفی انکار نامہ میں اعلان کیا کہ میں اب اعلان کرتا ہوں کہ وہ اعلان جس کے ذریعہ سے میں نے تخت سے دست برداری کی اور اپنے بیٹے کو بادشاہ مقرر کیا ایسا فعل تھا جس کے اختیار کرنے پر میں اسلئے مجبور ہوا کہ خونریزی نہو لہذا پہلا اعلان ناجائز ناجائز قرار دینا چاہیئے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ تخت چارلس کا تھا یا گوڈوی کا۔ فرڈی نینڈ نے زبردستی تخت پر قبضہ کیا تھا۔ اُس نے مخفی طور سے بلوہ کرایا اور بادشاہ کو تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا تو کیا فرڈی نینڈ کا تخت پر حق تھا؟ نپولین نے تو چارلس۔ گوڈوی۔ اور فرڈی نینڈ کو یقین دلا دیا تھا کہ سے نشاط افزا پینا اور سیر وشکار میں مصروف رہنا اُن کے حق میں حکومت اور افکار جہاں بانی سے بہت زیادہ خوشگوار تھا اور انھوں نے اُس کے حق میں تخت سے دست برداری کرلی۔ اب بھی غور کرنا چاہیئے کہ کیا نپولین کا اس فرماں روائی پر حق تھا؟

اگر نپولین کو دنیا دیکھتی کہ اُس نے فرڈی نینڈ کو تخت پر بٹھال دیا جس نے محض ظلم و دغا سے باپ کو تخت سے علیحدہ کیا تھا تو نپولین کو اور بھی ہدف سہام مطاعن بناتی۔ پھر اس پر ایک حماقت یہ بھی ہوتی کہ نپولین کے فریق مخالف کے قالب عناد و فساد میں اور جان پڑجاتی۔ اور اُس کے اصولوں کو نہایت ہی مہلک صدمہ پہونچ جاتا کیونکہ فرڈی نینڈ کو تخت پر قایم رکھنے کے لئے اُسے فوجی امدادیں دینا پڑتیں اور دنیا کی سب سے زیادہ بے رحم اور آزادی کی جڑ کاٹنے والی حکومت کو اپنے ہاتھوں سے پرورش کرنا پڑتا۔ اور فرانس میں آزادی اور اسپین میں غلامی کا حامی ثابت ہونے سے اُس کی شہرت و ناموری کے چہرہ پر ایسا کلنک کا ٹیکا لگ جاتا کہ پھر کسی طرح مٹائے نہ مٹتا۔

اُدھر بادشاہان یورپ سازشوں۔ دغابازوں اور حاسدانہ انحراف قوانین سے

متحد ہو ہو کر نپولین کو معزول کر دینے کی سعی میں مصروف تھے۔ دنیا میں ایسی زبردست کوششیں کبھی نہیں ہوئیں پرانی دنیا میں کسی تاجدار کا تاج و تخت پر ایسا بلند و پاکیزہ دعوی نہیں تھا جیسا نپولین کا حق تھا۔ اسلئے کہ تمامی فرانس کے جمہور نے مل کر اُسے تخت نشین کیا تھا۔ اور اُس نے محض حفاظت خود اختیاری کی غرض اسے اسپین کے بوربون بادشاہوں سے وہ طاقت چھین لی جو وہ اُس کی بربادی کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ اور حق یہ ہے کہ بڑی عالی حوصلگی سے نپولین نے ان معزول بادشاہوں کی تکلیف کم کرنے کا انتظام کر دیا۔ اور اُس نے اُن کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ اُس کے ثنا خواں ہو گئے۔ لیکن افسوس متحد بادشاہان یورپ آخر کار کامیاب و غالب ہوئے اور اُنھوں نے نپولین کو تخت سے اُتار دیا اور اُس کی آرام و آسایش کا کچھ انتظام نہ کیا۔ اُنھوں نے اُس کو سینٹ ہلینا کی ننگی پہاڑی پر قید کیا جہاں طوفان سے قیامت برپا رہتی تھی اور جہاں نپولین نے چھہ برس متواتر سخت مصیبتیں جھیلیں۔ ہای وُوے لینکے اور لانگ وُڈ[1] کی سختیاں۔ کلیجہ پانی ہوا جاتا ہے لیکن ہم یہ بھی ثابت کر دینگے کہ عالی ظرف و عالی حوصلہ فاتح نپولین تھا یا اُس کے مخالفین تھے۔

اسی معاملہ کے متعلق نپولین نے اومیرا سے کہا۔

"اگر وہ حکومت اپنی وضع پر جیسی میں نے اسپین کے لئے تجویز کی تھی اسپین میں قایم ہو جاتی تو اسپین کے لئے سب سے زیادہ مفید ثابت ہوتی۔ اسپین والے گویا نیا جنم لیتے۔ میں اُن کو بہت بڑی قوم بنا دیتا۔ ضعیف اور زنانے بوربون بادشاہوں

---

[1] لے۔ وُوے لینکے میں نپولین نے فرڈی نینڈ کو رکھا تھا اور لانگ وڈ میں متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو قید کیا تھا۔ نپولین نے تو فرڈی نینڈ کی آسایش کا پورا انتظام کر دیا تھا جیسا ناظرین پڑھ چکے۔ لیکن متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو لانگ وڈ میں تکلیفیں دیں اُن کا حال ناظرین آگے پڑھینگے۔ ۱۲ مترجم۔

کے بجائے میں اسپین کا ایسے بادشاہ کو فرماں روا بناتا کہ اپنی نیکیوں اور عمدہ کارروائیوں کے ذریعے سے وہ اسپین کے باشندوں کے دلوں میں اپنا گھر کرلیتا۔ باطل پرستی اور پیر پرستی کو میں نیست و نابود کر دیتا پادریوں کی ظالمانہ عدالتوں۔ خانقاہوں۔ اور خود کاہل وجود درندے راہبوں کا نشان میٹ دیتا۔"

نپولین سے لیس کیس سے بھی اسی معاملہ میں چند مرتبہ باتیں ہوئیں۔ اور نپولین نے کہا:۔

"میری اسپین کے متعلق حکمت عملی پر خوب نکتہ چینیاں ہوئیں اور دیکھو نتیجہ سے وہ بات نہ نکلی جو میں نے اختیار کی تھی۔ اور ثابت ہوگیا کہ میں نے غلط چال چلی تھی۔ مجھے چاہیے تھا کہ اسپین میں آزادانہ قوانین قایم کرکے فرڈی نینڈ کو فرماں روا کردیتا اور اگر وہ نیک نیتی سے کام کرتا تو اسپین مرفہ الحال ہوجاتا اور ہمارے طریقوں کو اختیار کرلیتا اور میرا بڑا مدعا حاصل ہوجاتا اور فرانس کو ایک بڑا حامی مل جاتا اور واقعی بہت بڑی طاقت کا اس کی طاقت میں اضافہ ہوجاتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف فرڈی نینڈ وعدہ ایفا نہ کرتا تو خود اسپین کے باشندے اُسے معزول کر دیتے اور بجائے فرڈی نینڈ کے مجھ سے دوسرا فرماں روا طلب کرتے۔ بہر حال اسپین میں اسی کے متعلق جو کچھ جدال وقتال واقعہ ہوا ضرور بڑا مصیبت خیز تھا۔ اور فرانس کی مصائب کا پہلا سبب یہی جدال وقتال ہوا۔

"مجھ پر ایسے ایسے الزام لگائے گئے کہ جن کی وجہ میری طرف سے پیدا نہوئی تھی تاریخ میرے ساتھ انصاف کریگی۔ اسپین کے معاملہ میں مجھ پر فریب بے ایمانی اور جال بچھانے کے الزام لگے لیکن میں بالکل بے گناہ تھا۔ اب چاہے کوئی کچھ کہے لیکن میں نے وعدہ خلافی کی نہ عہد شکنی کی۔ اور یہ بات میں اسپین اور یورپ کی دوسری طاقتوں کے متعلق مساوی کہہ سکتا ہوں۔

"ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ دنیا صاف اقرار کرلے گی کہ اسپین کے متعلق خاص کارروائیوں میں اُس کے دربار کی خانگی سازشوں سے میرا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور باپ بیٹے میں سے کسی کے ساتھ میں نے عہد شکنی نہیں کی۔ اور جھوٹ بول کر میں نے اُن کو بے رُوئے اُن میں نہیں بلایا بلکہ انھیں دونوں میں سے ہر ایک نے اس بات میں جلدی کی کہ میرے پاس کون پہلے پہونچے۔ جب دونوں میرے قدموں پر آگرے تو مجھے اُن کی نالائقی کا یقین ہوگیا۔ اور اسپین کی بڑی قوم پر مجھے رحم آگیا اور اسپین کو نیا جنم دینے کا موقع جو انوکھی طرح سے قسمت نے میرے سامنے پیش کیا تھا میں نے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کیونکہ انگلستان کے دباؤ سے اُس کو نکال لینا اور فرانس کے ڈھنگ پر لے آنا اب ممکن تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اس سے یورپ کی امن چین کی ابتدائی بنیاد پڑ جائیگی۔ لیکن جیسا کہا جاتا ہے میں نے کوئی رذیل و ذلیل مکر و فریب نہیں کیا برخلاف اس کے اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو وہ علانیہ اور انوکھے عزم و ہمت کے ساتھ ہوئی۔ بے اُن کوئی ایسی کمین گاہ نہ تھی جس کو میں نے تجویز کر رکھا ہو۔ بلکہ اس مقام پر تو میں نے بڑی زبردست ملکی حکمت عملی کو ظاہر کیا۔ میں اپنے تئیں الزاموں سے محفوظ رکھ سکتا تھا اگر ذرا سے ریا سے بھی چارہ جوئی کرنا چاہتا یعنی شاہ صلح پسند کو میں جمہور کے حوالہ کردیتا جو آتش غیظ و غضب سے مشتعل ہو رہے تھے۔ لیکن اس خیال سے تو مجھے خوف پیدا ہو جاتا تھا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاہ صلح پسند کو قتل کرا کر میں اُس کا خون بہا لے رہا ہوں۔ علاوہ بریں یہ کیوں تسلیم نہیں ہے کہ اس تمامی کارروائی میں جرأت نے مجھے بڑا نقصان پہونچایا۔"

"بہرحال میں نے پیچ و فریب سے ہرگز چارہ جوئی نہیں کی۔ میں نے اپنے تئیں بہت قوی پایا اور ایسے پراقتدار مرتبہ سے جس پر میں تھا میں نے کارروائی کرنے کی جرأت کی۔ میں نے مشیت ایزدی کے مثل کام کرنا چاہا جو خود بخود انسان

کی مصائب کا درمان ہوتی ہے اور بعض وقت اُس کے علاج بادی النظر میں سخت معلوم
ہوتے ہیں لیکن اُن کا سمجھنا انسان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔"

نپولین نے کہا۔ پس مختصر الفاظ میں اسپین کی یہی تاریخی حالت تھی اور دنیا جو
اُس کے جی میں آئے لکھے یا خیال کرے لیکن نتیجہ وہی ہوگا جو میں نے بیان کیا ہے
تم دیکھ لوگے کہ مجھے ہرگز ضرورت نہ تھی کہ ہیر پھیر کی کارروائی کرتا یا جھوٹ بولتا۔
وعدہ شکنی کرتا یا بے ایمانی کرتا۔ اپنے تئیں قابل الزام کرنے کی غرض سے یہ بات
نہایت ضروری ہو جاتی کہ میں منصف بن اپنے تئیں ذلیل کرتا تاہم میں نے کبھی اس
قسم کی خواہش کا اظہار نہ کیا۔"

ایلی سن صاحب کہتے ہیں کہ تمامی ہفت اقلیم کی تاریخ کے ورق اُلٹ ڈالیے
لیکن مکر و فریب اور دغا کا اُس سے زیادہ مذموم فعل نہ پایا جائیگا جیسا نپولین سے
اسپین پر قبضہ کرنے میں سرزد ہوا۔"

لیکن اس کے برخلاف سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں کہ انصاف کی بات تو یہی ہے
کہ اپنی اس خود غرضانہ کارروائی کو تمامی انوکھی بحث میں کسی وقت دوسرا رنگ چڑھانے اور
پوشیدہ کرنے کی نپولین نے ہرگز کوشش نہ کی۔"

ہم بھی سر والٹر اسکاٹ کی رائے سے پورا اتفاق کرتے ہیں کیونکہ یہ معاملہ تو صاف
کھلا ہوا ہے یعنی بوربون خاندان میں نہایت ہی شدید خانگی نزاع تھی۔ باپ اور
بیٹے ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ خاص اپنی ذاتی غرضوں کو
سے دونوں اُس کے پاس گئے کہ اُس کو اپنا شریک اور حامی بنالیں۔ ان کی
وفا شعاری سے نپولین کو پہلے سے رنج تھا اور وہ اُن کو تخت سے اُتارنا چاہتا تھا۔
یہ موقع اُس کے ہاتھ آیا اور اُس نے ان کو معزول کر دیا۔ اور اُس نے دونوں
سے صاف کہہ دیا کہ تھا اسپین کی فرمانروائی پر قائم رکھنا میرے حق میں سخت مضر ہے

اور اگر تم سخت سستی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ دونگا یعنی دولت و شان سے تم کو آسودہ کردونگا۔ اُدھر باپ اور بیٹے میں ایسی سخت عداوت تھی کہ دونوں نے یہی پسند کیا کہ حکومت نپولین کے ہاتھ میں بھلی چلی جلے لیکن اُن کا مخالف اسپین کے تخت پر فرماں روائی نہ کرے پس دونوں نے نپولین کا کہنا قبول کر لیا اور نپولین نے بڑی شاہانہ عالی حوصلگی سے اُن کو ایوان۔ دولت اور شکار گاہیں عطا کیں اور اسپین کے تخت پر ایسا شخص کو بادشاہ مقرر کر دیا کہ ویسا دوسرا ملنا محال تھا۔ اور ذلیل اسپین نے ترقی شروع کر دی اور نپولین کو امید ہو گئی کہ اسپین کی طرف سے اُس کو اس بات کا خدشہ باقی نہ رہا کہ کوئی پیچھے سے آکر اچانک خنجر کا اس پر وار کرے گا۔

اُدھر تو ہمیں اُن میں یہ معاملات پیش آرہے اور اُدھر نپولین اپنے بعید صوبجات کی بہبودی اور ترقی میں مصروف تھا۔ بڑی شاہانہ محنت سے اُس نے فرانس کی بحری حالت کو سدھارنا شروع کر دیا بندرگاہ درست ہونے لگے اور جہاز سازی کے کارخانے قائم ہو گئے۔ ساحل پر قلعے تعمیر ہونا شروع ہوئے۔ اقسام اقسام کے جہاز بنائے گئے۔ اور بحری افسروں کی تعلیم کی طرف پوری توجہ کی گئی۔ فرانس کے جھنڈے کو توہین سے بچانے اور تجارت کو ترقی دینے میں بڑی ہمت صرف کی گئی اور جب ذرا سی فرصت ملجاتی۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر ساحل پر جا پہنچتا اور بندرگاہوں کا معائنہ کر کے بحری معاملات سے واقفیت حاصل کرتا۔ انھیں دوروں کے اثنا میں ایک مرتبہ اُس نے دیکھا کہ باربرداری کا انتظام نہ ہونے سے نہایت عمدہ قسم کے بلوط اور دیودار کے لٹھے پڑے سڑ رہے تھے۔

اُس نے اپنے وزیر کو لکھا۔ اس قیمتی لکڑی کو اس طرح بیکار پڑا دیکھنے اور خراب ہونے سے میرا دل خون روتا ہے "

باب چہل و دوم ۴۲

اژدحام خطرات

۳۰۹ء

شاہنشاہ کی ہر دلعزیزی کے بارہ میں تھیرس کی شہادت۔ اس کا بے عیب اخلاق لینگوڈک کی نہر کے متعلق اس کی ہوشیاری۔ آسٹریا کی جانب سے دھمکیوں کا پھر شروع ہونا۔ میٹرنک Metternich سے ملاقات۔ اسپین کے پادریوں کا دباؤ۔ اسپین اور پرتگال میں بلوہ۔ جوزف بوناپارٹ کی نازک حالت۔ ساوڈ اور ریچھ

بے ان سے نپولین پیرس کو واپس گیا اور راستہ میں فرانس کے جنوبی محکموں کا ملاحظہ کرتا گیا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں بڑے اظہار مسرت کے ساتھ اُس کا استقبال نہ کیا گیا ہو۔ فرانس اعلیٰ درجہ کی سرسبزی پر تھا اور یہ تمامی سرسبزی نپولین کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ یورپ کا کوئی تاجدار رعایا میں ایسا ہردل عزیز نہ تھا جیسا نپولین تھا۔ اور کسی بادشاہ کی رعایا ایسے خلوص سے محبت نہ کرتی تھی جیسی فرانسیسی نپولین سے کرتے تھے۔

تھیرس صاحب کہتے ہیں "نپولین جہاں جاتا ہزاروں آدمیوں کا انبوہ جمع ہو جاتا اور خوشی سے نعرے مارنے لگتا۔ یہ حیرت انگیز شاہنشاہ جس نے فرانس کو طوائف الملوکی

سے بچاکر خوش حال کردیا تھا اور امن چین قایم کرکے مذہب کو بحال کیا تھا فرانسیسیوں کی نگاہ میں انسان سے بڑھکر تھا۔ اور وہ اُس کو دیوتا خیال کرتے تھے؀

لیکن تھیرس صاحب کا ایسا لکھنا اور ایسی شہادت دینا اُن لوگوں کو بے شک انوکھا معلوم ہوگا جن کے کان تک صرف فاتح انگلستان اور فرانس کے بوربون کی پھیلائی ہوئی باتیں پہونچی تھیں۔ ذکی ناظرین بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اسی لمحہ سے جبکہ متحدہ یورپ نے نپولین کو مغلوب و پامال کیا تو فرانس کے حکمران خاندان انگلستان۔ اور تمامی خودسر بادشاہان یورپ کے لئے یہ بات اشد ضروری اور مفید خیال کی گئی ہوگی کہ اپنے زبردست حریف نپولین کو جہانتک امکان میں ہو بدنام کریں اسلئے کہ اُن کے سر پر سلطنت کا استحکام اسی بات میں تھا کہ نپولین کو ایک ملعون ظالم ثابت کردیں۔ لہذا اسینٹ ہلینا کے بے یار وغمگسار جلاوطن نپولین کے بدنام کرنیوالوں پر یوروپ کے خودسر بادشاہوں نے دولت کے مینہہ برسائے اور اُن کی دل کھول کر سرپرستی کی۔ اور ان حملوں کی صدائیں ہنوز یورپ میں گونج رہی ہیں۔ نپولین کی مانند کسی دوسرے شخص کے ساتھ ظلم نہیں کیا گیا۔ تاہم نپولین ایسا نپولین نکلا کہ واٹرلو میں شکست کھاکر اُس نے سینٹ ہلینا میں فتح پائی۔ اجڑی چٹان پر وہ مقید تھا اور جواب وہی یا اپنی بریت میں اُس کو منہہ سے ایک لفظ نکالنے کی اجازت نہ تھی اور اُس نے خاموشی سے اُن تمامی شکایتوں کو سنا جن سے دنیا بھردی گئی تھی اور آخرکار سب پر غالب آیا۔

انگلستان کا یہ دعوی تھا کہ یورپ کی آزادی کے لئے جنگ میں وہ مصروف تھا۔ اور اُس کو فتح ہوئی اور اُس کو وہ مدعا حاصل ہوا جس کے لئے اُس نے جنگ کی تھی۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ وہ آزادیاں کہاں ہیں؟ کیا مکار فرڈی نینڈ نے سپین کو آزادی بخشی؟ کیا بوربون کے ظالمانہ راج میں نیپلس کو آزادی نصیب ہوئی

کیا ہنگری کی جمہوریت پسند کے باشندوں کی پردرد چیخیں جن سے دنیا کے کان بہرے ہوئے
جاتے ہیں آزاد آدمیوں کی سی چیخیں ہیں؟ کیا سائبیریا سے بندگان کے جگر دوز مرثیے جو ان
کی سرد ہواؤں کے جھونکوں سے مل مل کر دردناک الاپ رہے ہیں مسرت آزادی کے نغمے
ہیں؟ یورپ کی آزادی کے حال پر صد ہزار افسوس! یہ آزادیاں تو واٹرلو کے
قتل عام میں یورپ کے متعدد خود سر بادشاہوں کے ہاتھ سے خاک میں جا سوئیں۔
اور طرفہ تماشا کہ انگلستان کے پہلو پر اب روس کی خود سری سے وہی رشتہ ہے
جو نپولین کے زمانہ میں فرانس کی جمہوری حکومت سے تھا۔ آزادیاں تو نپولین کے
روئیوالی سرو شمشاد کے ساتھ دفن ہوگئیں۔ نپولین کا زوال کیا ہوا جمہور کے حقوق کا
خاتمہ ہوگیا اور خود سری کے راج کی شاہنشاہی ہوگئی۔ اور نپولین نے تو ثابت کر دیا
تھا کہ دو صورتوں سے معاملہ خالی نہیں یعنی یا تو یورپ میں جمہوری حکومت ہونے
والی ہے یا روس کے کاسک اس کو اپنی خود سر حکومت سے پامال کرینگے۔ اور
واقعی دیکھا جا رہا ہے کہ شب تار کے مانند روس کی تاریکی یورپ پر چڑھتی چلی آرہی ہے۔

ایسے شخص کے خانگی تہذیب و اخلاق کے اوصاف کا صحیح اندازہ کرنا جو دنیا
کی نگاہ میں بڑے ممتاز پایہ کا شخص ہو ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ ایک زمانہ ایسا تھا کہ نپولین
پر وہ تمامی مذموم اتہام لگائے جاتے تھے جو انسان کی ذات سے منسوب کئے جا سکتے
ہیں اور اس کے خاندان کے تمامی شخص اسی کی طرح بدنام کئے جاتے تھے لیکن
کیسے تعجب کا مقام ہے کہ اب نپولین کے سخت ترین دشمن کہہ رہے ہیں کہ اس
معاملہ میں جیسا نپولین پر ظلم کیا گیا کسی شخص پر ایسا ظلم نہیں ہوا۔
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہوا ہے "ایک وقت ایسا تھا کہ اُن تمامی بہتانوں
پر جو نپولین پر لگائے گئے انگلستان میں یقین کیا گیا تھا اور کچھ ایسا دنیا کا قاعدہ ہے
کہ جس قدر بعید از قیاس تہمت لگائی جائے اسی قدر زیادہ اس پر یقین کیا جاتا ہے۔ اور

قومی منافرت کا وہ حال ہوتا ہے کہ شک کو جگہ نہیں دیجاتی۔ مثلاً یہی بات مشہور کی گئی
تھی کہ جوزیفائن بدکار تھی۔ نہیں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کہا جاتا تھا۔ مگر اس کا ثبوت
کچھ نہ تھا۔ نپولین تو ایسا بیداغ اخلاق رکھتا تھا کہ بداخلاقی اور بدوضعی کی اُس نے
جڑ کاٹ دی تھی اور اپنے دربار اور اپنے حضور میں مشتبہ چال چلن کی عورت کو
آنے ہی نہ دیتا تھا پس کیونکر امکان میں ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی عورت سے شادی کرتا
جس کو وہ آوارہ اور بدوضع جانتا ہو۔

لارڈ ہالینڈ صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۸۰۲ء کے سفر پیرس میں میری نپولین سے ملاقات
ہوئی۔ اُس کی زبردست بلند نظری اور اُس کے پُروقار زوال نے اُس کی نسبت اور
بدگوئی پر اور رنگ چڑھا دیا ہے لیکن اصل بات قایم ہونے کے لئے ابھی تھوڑا وقت
درکار ہے۔ پھر بھی جب سے اُس کا زوال ہوا ہے سچائی رفتہ رفتہ جگہ پکڑتی جاتی ہے۔
آنے والی نسلیں اُس کو صرف بڑا آدمی ہی تسلیم نہ کرینگی بلکہ یہ بھی مانیں گی کہ بہت
سی باتوں میں وہ بہت ہی اچھا آدمی تھا اور نجی اور خانگی نیکوکاریوں میں بہتوں پر سبقت
لے گیا تھا۔ نپولین کے اخلاق قابل تقلید ہی نہ تھے بلکہ جب ان اخلاقوں کو ہم اُس
کے ہم عصر بادشاہوں کے اخلاقوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہم حیرت میں ڈوب جاتے
ہیں۔ نپولین کی سودائے طلب جاہ کو چھوڑ کر جب بغور دیکھا جاتا ہے تو کوئی شوہر اپنی
بیوی سے ایسی محبت کرنے والا یا کوئی خاندان کا سرپرست اپنے خاندان سے
ایسے سلوک و مراعات کرنے والا جیسے نپولین تھا نظر نہیں آتا اور ان معاملات
میں وہ ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔"

لوئی بونا پارٹ جس کی خوبیاں سب کو تسلیم ہیں نپولین کے متعلق کہتا ہے:"
وہ پرہیزگار تھا۔ اگر اس کو کسی بات کا شوق تھا تو صرف ایسی باتوں کا تھا جن سے
عالی حوصلگی کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بات جس پر آج سب کا اتفاق ہے یہ ہے

کہ اس نے جس پہلی بیوی سے شادی کی وہ بیوہ تھی اور عمر میں اس سے بڑی تھی۔ لیکن آخر دم تک ایسی بیوی کے ساتھ وہ بڑے میل جول سے رہا اور اس کو کبھی ذرا سا بھی شکایت کا موقع نہ دیا۔ آج کوئی اس پر الزام لگا کر ثابت نہیں کر سکتا کہ اس کا کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا یا وہ بدچلن تھا۔ اور جب اس نے دوسری شادی کی تو اس وقت اس کی عمر بیالیس سال کی تھی اور اس دوسری بیوی سے بھی محبت کا یہی حال رہا اور کبھی فرق نہ آیا۔"

نپولین پر جہاں اور ہزاروں الزام لگائے گئے ہیں وہاں ایک بڑا الزام یہ بھی لگایا گیا ہے کہ جوزفائن کی بیٹی ہورٹنس سے اس کا ناجائز تعلق تھا۔ بورین نپولین کا پرائیویٹ سکرٹری تھا اور اس پر تغلب کا الزام لگایا گیا اور عہدہ سے معزول کیا گیا۔ اور جب بوربون بادشاہ پھر فرمانروا ہوا تو بورین اس کے دربار کا رکن ہوا اور اسی حالت میں جبکہ بادشاہ کے ساتھ وہ ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھا اس نے بڑی عداوت سے نپولین کا کارنامہ لکھکر خوب جی کے پھپولے پھوڑے۔ لیکن یہی بورین لکھتا ہے "اس اتہام کو بھی اسی قسم کی تہمت تصور کرنا چاہئے جو دنیا محض عداوت و حسد سے بڑے آدمیوں پر لگایا کرتی ہے اور اپنا جی خوش کیا کرتی ہے۔ لیکن غیر طرفدار مورخ کا شیوہ نہیں ہے کہ ایسے بہتان کو تسلیم کرلے۔ نپولین تو نہایت ہی سخت پابندیوں پر عمل کرنے والا شخص تھا اور اس قسم کی تہمت سے اس کو کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ گناہ تو ایسا ہے کہ جس کا خیال بھی اس کو کبھی نہیں گذرا اور نہ یہ گناہ اس کے اخلاق اور مذاق کے موافق تھا۔"

ہورٹنس کے متعلق ڈچز آف ابرانٹیز کہتی ہے "۱۸۰۰ء میں ہورٹنس بڑی البیلی اور دلفریب لڑکی تھی۔ اس کے بعد وہ یورپ کی شاہزادیوں میں سے ایک نہایت ہی عمدہ شاہزادی ہوئی۔ میں نے بہت سی بیگموں کو جو ان کو اپنے درباروں میں اور

نیز مرس کے دربار میں دیکھا ہے لیکن ہورٹنس کی لیاقت کی مجھے ایک بھی نظر آئی۔ فرسٹ کانسل اُسے بیٹی سمجھتا تھا۔ فرانس تو ایسا ملک ہے جہاں بہتانوں کے طوفان برپا کیئے جاتے ہیں اور داقعی اسی ملک کا حصہ ہے کہ شفقت پدری کو آشنائی یا عاشقی کہا جاتا ہے لیکن اس بہتان کے ساتھ سلوک بھی وہی ہوا جس کا وہ مستحق تھا۔ یعنی یہ بہتان اب صرف اسی وجہ سے یادگار ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا کے کسی بہتان کی تردید ہی نہ ہوئی۔ واقعہ مجھ سے پوچھئے۔ وہ یہ ہے کہ بوناپارٹ کو صرف دنیا کی ایک شے سے عشق تھا۔ اور اس ایک شئے کے عشق میں اُس کے دوسرے تمامی جذبات فنا ہو گئے تھے" وہ اس کے بعد کہتی ہے کہ "جوزیفائن کو بوناپارٹ کی وفا پر بلا کا اعتماد تھا۔ اور اس پر وہ بڑا فخر کیا کرتی تھی"

اسی الزام کے متعلق خود جوزیفائن نے ہورٹنس کو لکھا ہے "تمھارے ساتھ جس محبت کا اظہار میرا شوہر کرتا ہے اُس محبت کو بعض لوگ محبت پدری ہی نہیں خیال کرتے اور اس محبت کو دوسرے معنی پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ لوگ بوناپارٹ کے خیالات اور اُس کی روحی پاکیزگی سے قطعی واقف نہیں۔ یہ بیچارے نہیں جانتے کہ خدا نے بوناپارٹ کو وہ ارفع روح بخشی ہے جس تک عامیانہ جذبات کی رسائی نہیں"

نپولین باوجود زمانہ کی عالمگیر خرابیوں کے کچھ ایسے عادات و صفات کا شخص واقع ہوا تھا کہ بعض دشمنوں کا گروہ تو عداوت سے یہ مشہور کرتا تھا کہ وہ بہت بڑا عیاش اور زانی شخص تھا۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ نپولین نامرد اور مجرّد ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ بات پیش کرتے تھے کہ اگر نامرد نہیں ہے تو اس کے اولاد کیوں نہیں ہوتی۔

ڈچیز آف ابگولن جو جوزیفائن کی دوست تھی اور ایام مصائب میں اُس کی

محسن رہ چکی تھی چال چلن کے اعتبار سے مشتبہ حالت میں تھی اور اس نے جوزیفائن سے درخواست کی کہ شاہی دربار میں اُسے بھی حاضر ہونے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ جوزیفائن اُس کے احسانوں سے دبی ہوئی تھی۔ اس نے شاہنشاہ سے درخواست کی کہ ڈچز کو دربار میں آنے کی اجازت دی جائے۔ مگر نپولین نے صاف انکار کر دیا۔ اور جوزیفائن نے ڈچیز کو لکھا۔ "مجھے نہایت افسوس ہے کہ میرے پرانے دوست ایسا خیال کرتے ہیں کہ میں جو چاہوں کر سکتی ہوں اور اسی خیال کی بنا پر یقین کر رہے ہیں کہیں پرانا زمانہ بھول گئی۔ مگر یہ حال نہیں ہے۔ شاہنشاہ اُن اشخاص سے سخت متنفر ہے جو اپنے اخلاقی حالات کو درست نہیں کرتے اور اُس کو خوف ہے کہ بدچلنی ترقی نہ کر جائے پس جس ایوان میں وہ شاہنشاہی کر رہا ہے وہ نیک چلنی اور مذہبی پابندی کی مثال قایم کرنا چاہتا ہے میں افسوس کرتی ہوں کہ مشتبہ چال چلن کے لوگوں کا اُس کے دربار میں گذر قطعی ناممکن ہے"

انگسال صاحب لکھتے ہیں کہ نپولین کی سلطنت پر جس نے سب سے کم بھروسہ کیا اور جس نے سلطنت کی سب سے زیادہ بیخ کنی کی وہ ایسی عورتیں تھیں جنھوں نے اُس کے ساتھ کرشمۂ و ناز کر کے تعشق کا اظہار کیا لیکن اُس نے ان عورتوں کو کھیول کی طرح جھنکار دیا۔ یہی نتالہ جنرل جب مصر کی مہم سے واپس آیا تو اُس پر صرف دو عورتوں کا اثر تھا ایک تو اُس کی ماں کا اور دوسرا اُس کی بیوی جوزیفائن کا۔ ہم کو یہ بات لکھ دینے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں ہے کہ نپولین نہایت فرماں بردار بیٹا اور محبت سے بھرا ہوا نیک چلن شوہر تھا۔ وہ ایسا پاکدامن تھا کہ عورتوں کے تملق اور حسن و جمال کا جادو اُس پر کبھی نہ چلا اور تمامی پیرس کی پری جمال عورتیں اُس کو دام فریب میں نہ لا سکیں۔ وہ ہمیشہ سادہ لباس پہنتا۔ بانکپن سے اُسے سروکار نہ تھا۔ اور سوائے خاندانی تعلقات کے کسی دوسری عورت سے اُسے کبھی تعلق نہوا"

سینٹ ہلینا میں ایک دفعہ نپولین ایک کتاب موسوم بہ "اسرار دربار نپولیانہ" مصنفہ گولڈا سمتھ پڑھ رہا تھا۔ اس میں نپولین سے ایسی ایسی مذموم باتیں منسوب کی گئیں تھیں کہ قابل بیان نہیں۔ نپولین اس کو پڑھتا جاتا تھا اور کبھی تو اس کے چہرہ سے سخت نفرت کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور کبھی قہقہہ مار کر ہنس دیتا تھا۔ اور آخر کار بڑی نرمی سے تبسم کر کے کہنے لگا "اخلاقی معاملات میں مجھ پر حملہ کرنا بڑی غلطی ہے دنیا کو خوب معلوم ہے کہ اخلاق کی درستی میں میں نے بڑی کوشش کی تھی۔ یہ لوگ ضرور واقف ہیں کہ میری جبلت ہی میں عیاشی کا میلان نہ تھا۔ اور اس کے سوا اگر ایسا میلان ہوتا بھی تو مجھے ہجوم کار سے اتنی فرصت کب مل سکتی تھی کہ میں اس طرف رجوع ہوتا" جب نپولین پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہونچا جہاں اس کی ماں پر بدچلنی کی تہمت لگائی گئی تھی تو غصہ اور غم کے ساتھ اس نے یہ فقرہ بار بار کہا "ہائے خاتون عالی جاہ۔ ہائے بانوئے عالی مقام۔ تو اور تیری نسبت یہ گستاخی۔ خداوندا اس کی نگاہ سے یہ لفظیں نہ گذریں"

اب ہم کافی ثبوت دے چکے کہ نپولین اُن نامعقول بادشاہوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جا سکتا جنھوں نے یورپ کے ممالک میں فرماں روائیاں کیں اور تاج وتخت کے نام کو کلنک کا ٹیکا لگایا۔ تاریخ میں ایسے عیاشوں کے ساتھ جیسے ہنری ہشتم[1]۔ چارلس[2] دوم اور جارج چہارم[3] تھے۔ نپولین کا نام نہیں لکھا جا سکتا۔ ایسے بادشاہوں کی صحبت و رفاقت سے تو نپولین نفرت کے ساتھ منہ پھیر لیتا۔

---

[1] ہنری ہشتم انگلستان کا بادشاہ تھا۔ اس نے ۱۵۰۹ء سے ۱۵۴۷ء تک حکومت کی چھ بیویوں سے اس نے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ مترجم۔ ۱۲

[2] چارلس دوم۔ یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا ۱۶۶۰ء سے ۱۶۸۵ء تک فرماں روائی کی۔ مترجم۔ ۱۲

[3] جارج چہارم یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا ۱۸۲۰ء سے ۱۸۳۰ء تک حکومت کی۔ ۱۲ مترجم

جس اثنا میں نپولین جنوبی فرانس کے محکموں کا ملاحظہ کر رہا تھا ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے نپولین کی ہوشیاری اور تمیز کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ لینگولی ڈاک کی نہر کے پل پر اس نے چند عمارتوں کی تعمیر کا حکم دیا تھا لیکن ان کا بنانا نہایت ضروری مگر پیچیدہ دشوار کام تھا اور انجنیئر نے اس بڑے کام کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا۔ نپولین نے اُس کو ملاحظہ کرنا اور اس کے بنانے والے انجنیئر کو انعام دینا چاہا۔ چنانچہ اُس نے سررشتہ انہار کے حاکم کو لکھ بھیجا کہ یہ انجنیئر موقع پر حاضر ہو۔ جب سب موقع پر پہونچ گئے تو نپولین نے انجنیئر سے گفتگو شروع کی اور تمامی دشواریوں کے متعلق جو تعمیر میں پیش آئی تھیں سوال کرنے لگا۔ لیکن انجنیئر گھبرا گیا اور جواب دینے میں ہچکچانے لگا۔ نپولین نے سررشتہ کے افسر سے کہا "مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ یہ عمارت اس انجنیئر کی تجویز سے نہیں بنی ہے اور یہ اس کی لیاقت سے بہت بالاتر کام ہے"

اس افسر کو فوراً اقرار کرتے بنی کہ واقعی اس کام کا مجوز اور تعمیر کرنے والا نہ میں ہوں نہ چیف انجنیئر ہے۔ بلکہ ہم دونوں کے ایک ماتحت نے اُس کو انجام دیا ہے اور نہ وہ کوئی مشہور شخص ہے اور نہ اُس کو کوئی جانتا ہے"۔

شاہنشاہ نے اس ماتحت افسر کو اسی وقت سامنے بلایا اور تمامی معاملات پر جن سے وہ واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا خوب سوال کئے اور نہایت شافی جواب پائے۔

نپولین نے کہا "خوب ہوا کہ میں اس عمارت کو خود ملاحظہ کرنے آیا نہیں تو مجھے نہ معلوم ہوتا کہ اس کی ایسی خوبی سے تم نے تکمیل کی ہے اور تم کو وہ انعام نہ ملتا جس کے از روئے انصاف تم مستحق ہو"۔ چنانچہ اس ماتحت افسر کو شاہنشاہ نے اسی وقت چیف انجنیئر کر دیا اور اپنے ہمراہ پیرس کو لے گیا۔

۱۸۰۸ء کے ماہ اگست میں نپولین پیرس واپس آ گیا۔ آسٹریا کے بادشاہ کے

دل میں تو ہمیشہ آتش بغض و عناد مشتعل رہتی ہی تھی اور ہزیمتوں سے ذلیل ہوکر مدت سے موقع کا منتظر تھا کہ اپنے خوفناک دشمن نپولین پر جو امرا کا دشمن اور جمہور کا حامی تھا حملہ آور ہو۔ اب اس نے دیکھا کہ اسپین میں خواہ مخواہ اُس سے فساد ہوگا اور اپنی قوت کو نپولین ضرور اُس طرف متوجہ کرلیگا پس آسٹریا نے دھمکی دینا شروع کردی۔ اُس نے کہا کہ نپولین کا عزم معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے تمامی فرماں رواؤں کو تخت سے اُتار دے اور اسپین کے بادشاہ کی معزولی کا حوالہ دیکر اُس نے اعلان کے ساتھ کہا "یورپ کے تمامی فرماں رواؤں کی یہی گت ہونے والی ہے" اس کے جواب میں آرچ ڈیوک چارلس نے کہا "اگر ایسا ہوگا تو ہم بھی شمشیر بکف ہوکر جان دینگے اور آسٹریا کا بادشاہ ایسی آسانی سے معزول نہ کیا جائیگا جس طرح اسپین کا بادشاہ معزول کیا گیا ہے"

چنانچہ تمام آسٹریا میں افواج کی درستی ہونے لگی اور سات لاکھ سپاہ مسلح کردی گئی اور روزانہ قواعد ہونے لگی توپخانے کے چودہ ہزار گھوڑے خرید لیے گئے اور دس لاکھ بندوقیں مول لی گئیں اور ہنگری کے قلعوں پر بیس ہزار کاریگر کام میں مصروف ہوگئے کہ اگر آسٹریا کی شکست ہو تو ان قلعوں میں بند ہوکر طولانی جنگ قایم رکھی جائے اور فرانس کی سرحد کی طرف افواج قاہرہ روانہ کردی گئیں اور تمام قوم کو آتش جوش سے بھر دیا گیا۔ اور فرانسیسیوں کو خواہ وہ وائنا میں تھے یا شہر سٹی میں تھے ذلیل کیا گیا اب نپولین کو ایک اور جنگ کا خوف پیدا ہوگیا جس سے اُس کو کسی قسم کا فائدہ ہونا ممکن نہ تھا۔ ہاں نقصان بہت بڑا تھا۔ یعنی وہ فرانس کی ترقی اور زینت میں مصروف تھا اور یہ جنگ اس کام میں مخل ہوتی۔ پس نپولین کے حق میں صلح سب سے زیادہ کارآمد شے تھی۔ انھیں حالات میں اُس نے آسٹریا کے سفیر میٹرنک سے ملاقات کی۔ اگرچہ نپولین نہایت نرم اور عالی حوصلہ تھا لیکن بات صاف کہدیا کرتا تھا۔ اس

ملاقات میں دوسرے اور درباروں کے سفیر بھی موجود تھے۔ نپولین نے نرم لہجہ میں لیکن اتنی بلند آواز سے کہ حاضرین اچھی طرح سن لیں کہا:۔

"بالتھیور ہیئرنگ۔ ان تیاریوں سے یا تو تمھارا یہ ارادہ ہے کہ واقعی مجھ سے جنگ کرو۔ یا یہ چاہتے ہو کہ مجھے ڈرالو۔"

ہیئرنگ نے جواب دیا "عالیجاہا۔ نہ ہمارا جنگ سے مدعا ہے نہ ڈرانے کا منشا ہے۔"

نپولین نے جواب میں کہا "تو ان حربی تیاریوں سے کیا مطلب ہے؟ اس سے تم کو خود پریشانی ہے اور یورپ کو کھٹکا ہے ان تیاریوں سے صلح معرض خطر میں ہے اور تمھارے خزانے کو نقصان پہونچ رہا ہے۔"

ہیئرنگ نے کہا "یہ تیاریاں صرف اپنی حفاظت کی نیت سے کی جارہی ہیں"

اس کے جواب میں نپولین نے نرمی سے لیکن مضبوطی سے کہا "اگر یہ تیاریاں محض اپنی حفاظت کی غرض سے ہیں تو ان میں اسقدر عجلت کیوں کی جارہی ہے۔ جب نئی تجویز کی جاتی ہے تو سوچ کر آہستہ آہستہ کام کیا جاتا ہے نہ کہ ایسی جلدی سے۔ جو کام سہولت سے کیا جاتا ہے ہمیشہ اچھی طرح انجام کو پہونچتا ہے۔ ایسی حالت میں کوئی میگزین نہیں قایم کرتا۔ افواج نہیں جمع کرتا اور گھوڑے نہیں خریدتا خصوصاً توپخانے کے گھوڑے۔ تمھاری فوج تعداد میں چار لاکھ ہے اور تمھاری بے قاعدہ فوج کی تعداد بھی تقریباً اسی قدر ہے اور اگر میں بھی تمھاری تقلید کروں تو اپنی باقاعدہ استمراری فوج میں اسی قدر مجھے بھی اضافہ کرنا پڑے۔ اور اتنی بڑی فوج کسی طرح رکھنا معقول بات نہیں میں تمھاری تقلید نہ کرونگا۔ اسلئے کہ پھر تو بہت جلد اس بات کی ضرورت آپڑیگی کہ عورتوں اور بچوں کو بھی مسلح کیا جائے اور ہماری حالت وحشیوں سے مشابہ ہوجائیگی۔ پس بتاؤ کہ یہ فوجی تیاریاں آخر کس غرض سے ہیں۔ کیا میں نے تم سے کچھ طلب کیا ہے

کیا میں نے تمھارے کسی صوبہ پر دعویٰ کیا ہے۔ پریس برگ کے عہد نامہ سے فرانس اور آسٹریا کے باہم جملہ معاملات طے ہو گئے۔ تمھارے آقا کے وعدہ سے دونوں بادشاہوں کے باہمی نزاعات کو فیصل ہو جانا چاہیئے۔ میں تم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ صرف یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے اور تمھارے باہم آشتی رہے۔ کیا ہمارے درمیان کوئی ایک بھی دشوار بات باقی ہے۔ اگر ہو تو مجھے بتلا دو کہ اُس کو ابھی اسی مقام پر طے کر دوں۔"

میٹرنک نے جواب دیا۔ آسٹریا کی گورنمنٹ کا یہ عزم نہیں ہے کہ وہ فرانس پر یورش کرے اور نہ اُس نے فرانس کی سمت کوئی فوج روانہ کی ہے۔"

اب نوپولین نے صاف کہا "تم غلط کہتے ہو۔ فرانسیسی افواج کے قیام گاہوں کے سامنے گلیشیا اور بوہیمیا میں آسٹریا کی فوجیں جمع ہو گئی ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے اور شک کی گنجایش نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسی قدر فوجیں فرانس سے بھی بھیجی جائینگی اور وہاں جا کر جمع ہو جائینگی اور بجائے اس کے کہ سیلیشیا کے قلعوں کو میں منہدم کروں اُن کی درستی کروں گا۔ فوجوں اور رسد سے بھر دونگا اور تمامی کارروائیاں جنگی پایہ پر کرنا پڑینگی اور یہ تم کو خوب معلوم ہے کہ میں وہ آدمی نہیں ہوں کہ کوئی اچانک مجھ پر چھاپہ مار جائے۔ میں ہر وقت مستعد رہونگا۔ ممکن ہے کہ تم کو روس کی امداد پر ناز ہو تو یہ دھوکا ہے۔ روس میرا رفیق ہے۔ تمھاری جنگی تیاریوں کو اُس نے سخت ناپسند کیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کارروائی کرنے والا ہے۔ پس اس لالچ میں مست رہنا کہ فرانس پر حملہ کرنے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اگر ایسا کیا تو فاش غلطی کرو گے۔ مانسیئور میٹرنک مجھے اس بات کا تو یقین ہے کہ تم یا تمھارا بادشاہ یا تمھارے ملک کے روشن خیال شرفا جنگ کے حامی نہیں ہیں۔ لیکن جرمنی کے امرا کا کیا علاج کیا جائے۔ اُن تبدیلیوں کی وجہ سے جو حال میں واقع ہوئی ہیں

اُنھوں نے تمام جرمنی میں شور مچا رکھا ہے تم اُن سے دبتے ہو۔ اور اپنے خیالات کا اپنے جمہور پر اظہار کرتے ہو اور وہ لڑنے مرنے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ اور اگر یہی حالت رہی تو رفتہ رفتہ دیکھ لینا کہ تم کو کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑیگا اور حالت سخت نازک ہوجائیگی۔ اور وہ نازک حالت کیا ہوگی یہ ہوگی کہ خواہ مخواہ تم کو جنگ کرنا پڑیگی۔ اخلاقی اور جسمانی خلقت کا یہ خاصہ ہے کہ جب اُن کے جوش کا وہ حال ہوجاتا ہے جو طوفان آنے سے پہلے حالت ہوا کرتی ہے تو اس بات کی ضرورت واقع ہوتی ہے کہ طوفان ہی کی طرح بڑے جوش وخروش سے اُن کا بھی اظہار ہو کہ ہوا صاف وساکت ہوجائے تمھاری موجودہ حالت سے بس اسی بات کا مجھے خطرہ ہے اور میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ صرف صلح کا خواستگار ہوں لیکن اگر تم اس پر بھی نہ مانوگے اور جنگ کی تیاری کروگے تو میں بھی جنگ کی تیاری کرونگا۔ اور نتیجہ بیان کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے اس سے پہلے مجھ سے اور تم سے جو جو معرکے رہ چکے ہیں اُن کا نتیجہ دنیا دیکھ چکی ہے۔ پس کیا مزہ ہوگا کہ حصول صلح کی خاطر ہمارے باہم جنگ ہوگی۔"

آسٹریا کے سفیر نے اس تقریر کو قلمبند کرکے فوراً اُسکو روانہ کردیا۔ دوسرے دن آسٹریا کی نیت کا اندازہ لینے کی غرض سے فرانسیسی سفیر کو ہدایت بھیجدی گئی کہ آسٹریا کے دربار میں فوراً فرانس کی طرف سے یہ بات پیش کردے کہ جنگی تیاریاں یک قلم موقوف کردی جائیں یا باضابطہ جنگ کا اعلان کردیا جائے اس کے ساتھ ہی نپولین نے آسٹریا کے بادشاہ کو لکھا کہ جوزیف بوناپارٹ کو اسپین کا بادشاہ تسلیم کرلیجئے۔ اس کے بعد نپولین نے رین کے فرماں رواؤں کے جتھہ کو لکھا کہ اپنی اپنی افواج کو تیار کرلو کہ یہ جنگ جسکا نہ کوئی موقع ہے اور نہ جس کا کوئی مدعا ہے روکی جائے۔ اور آسٹریا کو معلوم ہوجاے کہ اُس کے مقابلہ کو سب آمادہ ہیں۔ پھر اخبار مانی ٹیور میں ایک مضمون شائع ہوا جس کی

۱۴۳ص

نسبت کہا جاتا ہے کہ خود نپولین نے لکھا تھا اور جس کے منشار سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ یورپ کے جمہور کو آسٹریا جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔ خلاصہ مضمون یہ تھا:-

"آسٹریا نے انقلابی طریق اختیار کیا ہے۔ کانونشن کے طریق عمل پر فریاد کرنے کا اب اُسے کوئی حق حاصل نہیں رہا جس نے ایوانوں میں جنگ اور غریب گھروں میں صلح کا اعلان دیا ہے۔ وانیا میں ایک تجویز قایم کی گئی ہے کہ تمام یورپ میں بلوہ کر دیا جائے۔ اور اس کی تعمیل بادشاہوں کے سپرد کی گئی ہے جو شہر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور آسٹریا کے جنرلوں کے اعلانوں سے اس کی تائید ہو رہی ہے اور ان خیالات کو اُس کی افواج کے دستوں سے وسعت ہو رہی ہے جو خاص افواج سے اس وقت چھ سو میل کے فاصلہ پر موجود ہیں"۔

خیر ادھر تو یہیں تک خیریت تھی مگر اسپین میں معاملات نے نہایت ہولناک وضع اختیار کی تھی۔ پادری جن کا پرجوش عوام پر سخت دباؤ تھا غیظ و غضب میں بھر گئے تھے اور تمام ملک میں انھوں نے شعلۂ فساد کو مشتعل کر دیا۔ اسپین کی قومی عزت کو دھبہ لگ گیا۔ اور فرانسیسی اور اُن کے رفقاء بڑی بے رحمی سے قتل ہونا شروع ہوئے گڑھیاں لوٹ لی گئیں اور جلا دی گئیں۔ اور فرانسیسی انقلاب کا پورا نقشہ جم گیا اور اسپین کے باشندوں نے تخت اور مذہب کی اُسی شدت سے حفاظت شروع کی جس طرح فرانسیسیوں نے تخت اور مذہب کو غارت کرنے کی کوشش کی تھی۔

چونکہ آسٹریا میں سخت جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں اسلئے نپولین نے اپنے کارآزمودہ افواج کو جو دریائے رین پر مقیم تھیں وہیں رکھا۔ اور اسّی ہزار نو آموز ناتجربہ کار سپاہ بھرتی کر کے اسپین کو روانہ کر دی۔ اس میں سے سترہ ہزار اسپتالوں میں بیمار پڑی تھی اور صرف ترسیٹھ ہزار کام کے سپاہی باقی تھے۔ خود اسپین کے ایسے سربرآوردہ اشخاص جن کا جوزیف سے ارتباط تھا اُس سے کہنے لگے کہ ہماری فوج قابل اعتماد

حالت میں بنیں ہے اسپین کے سپاہیوں نے جمہور سے بھائی چارہ کر لیا اور ملک میں خوف پیدا کرنے والے گھنٹے بجنا شروع ہو گئے اور بلوہ کے اظہار میں پہاڑی ٹیلوں پر رات میں آگ روشن ہونے لگی۔ کسان ایک ہی قسم کی موٹی جھوٹی غذا اور ترکاریاں کھاتے کھاتے اُکتا گئے تھے اور لوٹ کھسوٹ پر تیار بیٹھے تھے۔ نپولین نے اسپین پر اچھا بادشاہ مقرر کیا تھا اور قانون بھی بہت عمدہ مرتب کر دیا تھا لیکن اسپین کے باشندوں کے حال پر افسوس ہے کہ اس اچھے بادشاہ کو انھوں نے تخت سے اتار دیا اور غلامی کی بیڑیاں خود پہن لیں ابی ڈھی پریڈٹ نے نپولین سے کہا کہ آپ ایک مرد اشراف اور نیکو نہاد شخص ہیں لیکن آپ کی حالت اُس شخص کی سی ہے کہ جو ایک بد ذات لڑاکا جورو کو اُس کے خصم کے ظلم سے رہائی دیتا ہے لیکن یہ بد ذات جورو اُسی محسن پر حملہ آور ہوتی ہے اور اُس کی آنکھیں نکال لیتی ہے یہ سُن کر نپولین مسکرانے لگا۔ برطانیہ کی بحری افواج اسپین کے ساحل پر بہ کثرت موجود تھیں اور برطانیہ سے اجازت بھی حاصل نہ کی اور اسپین والوں کی طرفدار ہو گئیں۔ اور برٹش گورنمنٹ نے جب یہ خبر سنی تو بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ نے پارلیمنٹ سے کہا "اسپین کے لوگوں نے فرانس کے ظلم اور غصب کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھائے ہیں اور اب میں اسپین کو برطانیہ کا دشمن نہیں خیال کرتا بلکہ میں اُن کو اپنا فطرتی دوست اور رفیق تسلیم کرتا ہوں" اور اسپین کے جنگی قیدیوں کو فوراً رہا کر کے لباس اور اسلحہ دیکر اسپین روانہ کر دیا کہ جا کر بلوائیوں کی تعداد کو بڑھاویں۔ اور برطانیہ کے جہازوں نے اسپین کے ساحل پر زر نقد اور نہایت کثرت سے سامان حرب اُتارنا شروع کر دیا اور اس کام میں ایسا مبالغہ کیا گیا کہ اسپین والے دنگ ہو گئے اسی کے ساتھ تیس ہزار فوج بھی کمک کو بھیجدی گئی۔ ان افواج کا افسر ڈیوک آف ولنگٹن تھا جس کا نام اُس وقت تک صرف سرآرتھر ویلزلی تھا۔ چونکہ کوپن ہیگن میں وہ بڑا کارنمایاں کر چکا تھا اس لئے اس خدمت کی انجام دہی کے لئے وہی منتخب کیا گیا

جوزیف نہایت نیک مزاج رحم دل اور صلح پسند شخص تھا اور اس طوفان جنگ سے
جو یکایک اُس کے گرد جمع ہو گیا وہ گھبرا گیا اور اسی خوف کی حالت میں اُس نے نپولین
کو لکھا "میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ پچاس ہزار تجربہ کار سپاہ اور پانچ کروڑ فرانک کی اس
وقت ضرورت ہے۔ اور اگر ذرا تاخیر ہوئی تو پھر ایک لاکھ سپاہ اور ساڑھے بارہ
کروڑ فرانک کی حاجت ہو گی"۔ چونکہ اُس کو رعایا سے بہت محبت تھی اس لئے اُس نے
فرانسیسیوں کی بہت شکایت کی جو اسپین والوں سے اُن کے ظلم کا انتقام بھی
ویسی ہی سختی سے لے رہے تھے۔

نپولین نے جواب میں لکھا "صبر کرو اور ہمت مت ہارو۔ تمھیں کسی قسم کی مدد کی ضرورت
نہ پڑیگی۔ فوج کافی پہونچ جائیگی۔ میرے سپاہیوں پر الزام مت لگاؤ۔ میں اور تم جو کچھ
اس وقت ہیں انھیں کی جاں نثاری سے ہیں۔ ان بدمعاشوں کو جو انھیں قتل
کر رہے ہیں وہ خود سمجھ لینگے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ ان بدمعاشوں کو خائف
کردیں۔ اسپین والوں کو اپنا خیر خواہ بنانے کی کوشش کرو۔ لیکن اسی کے ساتھ سپاہ
کو بے دل مت کرو۔ اگر بے دل کردیا تو ایسی غلطی ہوگی کہ علاج نہ ہو سکے گا۔

چونکہ آسٹریا نے شمال میں جنگ کی بڑی بڑی تیاریاں کر دی تھیں دریائے رہن کی قرب وجوار سے
اپنی فوج کو ہٹا لینا نپولین کے لئے دانشمندی کا کام نہ تھا۔ نپولین اسلئے جوزیف کی مدد کو صرف رنگروٹ سپاہ
اور حربی سامان بھیج سکتا تھا جو ون گذرتا تھا اسپین کے معاملات ہولناک صورت پکڑتے جاتے تھے اور
تمام اسپین اور پرتگال میں بغاوت اور بلوہ کا شعلہ بھڑک اٹھا تھا۔
فرانسیسی فوج کا ایک جزو جس کی تعداد بیس ہزار تھی جنرل ڈیوپانٹ کی ماتحتی میں
تھا اور اس کی ساری جمعیت کو اسپین کی ایک ٹڈی دَل فوج نے سِلِین میں
گھیر لیا تھا۔ چونکہ فرانسیسیوں میں سخت بیماری پھیل گئی تھی اور کسی طرف سے رسد کا
سامان بہم نہ پہونچا تھا اور فاقے ہو رہے تھے اسلئے اُنھوں نے اطاعت قبول

کرلی اور یہ پہلی ذلت تھی جو فرانس کے جھنڈہ کو نصیب ہوئی۔ جس وقت یہ خبر نپولین کو پہونچی تو جوش سے وہ کانپ گیا۔ جنرل ڈیوپانٹ پر اُسے بڑا بھروسہ تھا اور یقین تھا کہ یہ جنرل مرجاے گا لیکن اطاعت نہ قبول کریگا۔ جس وقت یہ خبر نپولین کو دی گئی تھی اُس وقت وہ بورڈو میں تھا۔ مراسلات کو اُس نے پڑھا لیکن رونمائی مخفی صدمہ کا کسی پر اظہار نہ کیا۔ وزیر خارجہ اس وقت موجود تھا اور شاہنشاہ کی اُداسی دیکھ کر ڈر گیا۔

اُس نے پوچھا "جہاں پناہ کیا کچھ علیل ہیں؟"

نپولین نے جواب دیا "نہیں میں بیمار نہیں ہوں"

وزیر نے پوچھا "کیا آسٹریا نے اعلان جنگ کر دیا؟"

نپولین نے کہا "کاش اسی قدر ہوتا"

وزیر نے پوچھا "آخر ماجرا کیا ہے؟"

نپولین نے اول تو بڑی اُداسی سے اطاعت قبول کر لینے کی تفصیل سنائی اور پھر کہا:-

"اس کا تو کچھ مضائقہ نہیں کہ فوج کو شکست ہوجائے۔ جنگ میں ایسا روز ہوتا رہتا ہے اور پھر اس کی تلافی ہوجایا کرتی ہے۔ لیکن ذلت کے ساتھ اطاعت قبول کرلینا تو ہمارے حربی کارنامے کے دامن شہرت پر ایسا داغ لگا ہے کہ اب مٹ نہیں سکتا۔ غیرت اور آبرو پر آنچ آنا لاعلاج ہے۔ اس حادثہ کا اخلاقی نتیجہ تو نہایت ہی ناقص ہو گا۔ صد افسوس۔ اُنھوں نے تو بیڑہ سب ڈبو ئی۔ ہائے ہمارے سپاہیوں کی جھولوں کی اس طرح تلاشی لی جائے جس طرح چوروں اور راہزنوں کے جھولوں کی تلاشی لی جاتی ہے۔ جنرل ڈیوپانٹ سے کیا مجھے یہی امید تھی۔ اس شخص سے تو مجھے عشق تھا اور میں اس کو مارشل بنانے کی فکر میں تھا۔ مراسلات میں لکھا ہے کہ فوج کو تباہی سے بچانے اور سپاہیوں کی جانیں محفوظ رکھنے کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر تھی ہی نہیں کہ اطاعت قبول کرلیجائے

لیکن یہ بات اس اطاعت سے بدرجہا بہتر تھی کہ اپنے ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے یہ سب مرجاتے اور ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ ان کی موت نیکنامی اور سرخ روئی کا تمغہ ہوتی اور ہم اس کا انتقام لے لیتے۔ سپاہی کی جگہ پر ہم ہمیشہ دوسرا سپاہی قایم کر سکتے ہیں۔ لیکن صرف آبرو ایسی شے ہے کہ جہاں ایک مرتبہ گئی پھر کبھی حاصل نہیں ہوسکتی"۔

اسی جوش کی حالت میں نپولین نے ان اشخاص کی نسبت کہا جنھوں نے اطاعت کے کاغذ پر دستخط کئے تھے :-

"انھوں نے ہماری حربی آبرو کو خاک میں ملا دیا۔ اور یہ داغ انھیں کے خون سے دھوئے جائینگے"۔ لیکن پھر فوراً یہ جوش فرو ہوگیا اور اُس کے مزاج میں نرمی قایم ہوگئی اور اپنے رفقا کے حال پر وہ تاسف کرنے لگا۔ اور بار بار کہا "ہائے بدقسمت ڈیوپانٹ۔ تو ہی تو ہے کہ اٹلی، میل۔ اور فرڈ لینڈ میں فتح کے سہرے تیرے ہی سر پر ہیں۔ ہائے افسوس جنگ بھی کیا شے ہے کہ ایک دن میں تمام عمر کی فتوحات کے آئینہ پر زنگ آجاتا ہے"۔

اب جنرل سیویرے نے جوزلیف کو یہ مشورہ دیا کہ میڈرڈ کو چھوڑ دیجئے اور دریا ایبرو کے کنارہ قلعہ میں چلکر پناہ لیجئے۔

لیکن جوزلیف نے جواب دیا "یہ تو سچ ہے کہ میں ایسا کروں لیکن بوناپارٹ کیا کہیگا"۔

سیویرے نے آہستہ اور دبی زبان سے کہا ہاں بوناپارٹ اس فعل سے ناراض ضرور ہوگا۔ اُس کا جوش غیظ گرجہ ہے تو ایک طوفان۔ لیکن مہلک نہیں ہے۔ وہ اگر اس مقام پر ہوتا تو ضرور ٹھہرا رہتا۔ لیکن جو باتیں اُس کے لئے ممکن ہیں دوسرے کے لئے ممکن نہیں ہیں"۔

پس جوزلیف میڈرڈ سے نکلکر دریائے ایبرو کے کنارے چلا آیا اور مورچہ بندیاں

کر کے اُس نے نپولین کو لکھا۔

"اب ایک اسپین کا باشندہ بھی ایسا نہیں ہے جو میرا شریک ہو۔ اگر میں ایک جنرل کی حیثیت سے کام کروں تو میں قایم رہ سکتا ہوں کیونکہ تمھارے کار آزما سپاہیوں کی مدد سے میں اسپین والوں کو فتح اور مغلوب کر سکتا ہوں۔ لیکن ایک بادشاہ کی حیثیت سے میں قایم نہیں رہ سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ لازم آئیگا کہ میں اپنی رعایا کے حصہ کو اس غرض سے قتل و غارت کرونگا کہ دوسرا حصہ میری اطاعت کرے۔ پس ایسے اشخاص پر میں فرماں روائی کرنا نہیں چاہتا جو مجھے اپنا فرماں روا بنانا نہیں چاہتے۔ لیکن باوجود اس ارادہ کے میں یہ ہرگز گوارا نہیں کرونگا کہ ایک ہزیمت خوردہ شخص کی طرح میں اسپین سے نکلوں۔ پس مجھے اپنی ایک جنگ آزمودہ فوج بھیجدو کہ اُس کی مدد سے میں میڈرڈ جاؤں اور اسپین والوں سے معاملات کا تصفیہ کرلوں۔ پھر میں تم سے اپنی نیپلیس کی حکومت واپس مانگ لونگا اور وہاں جاکر حسب مراد چین سے اُن لوگوں پر حکومت کرتا رہونگا جو مجھ سے راضی ہیں اور میری فرماں روائی میں خوشحال ہوئے ہیں"

نپولین اس مراسلہ کی تحریر جس سے جوزیف کی سخت رائے منکشف ہو رہی تھی بہت رنجیدہ ہوا۔ جوزیف سے اُسے بڑی الفت تھی اور اس کی رائے اور شرکت کو سب بھائیوں کی رائے اور شرکت پر ترجیح دیتا تھا۔ اور اُس نے اپنی دلیری اور ہمت سے جوزیف کی ہمت بڑھانے کو حسب ذیل مراسلہ تحریر کیا۔

"دیکھو یہ موقع ایسا ہے کہ تم ثابت کردو کہ تم نپولین کے حقیقی بھائی ہو۔ جیسا کہ تمھاری حالت اس وقت تقاضا کر رہی ہے اُسی عزم و ثبات کا اظہار کرو۔ بلوائیوں کی ایک مٹھی بھر آدمیوں کی میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔ ان کو میں اپنے چند رسالوں سے سیدھا کر دونگا۔ ان کی کیا ہستی اور جان ہے کہ میری اُن قاہرہ افواج کے سامنے ٹھہر سکیں جن کے مقابلہ میں روس آسٹریا اور پروشیا نہ ٹھہرے۔ بڑے بڑے محالات

کو میں اسپین میں ممکن ثابت کر دونگا۔ میرے اقتدار کی وہاں کوئی انتہا نہو گی۔"

نپولین نے فوراً بڑی کافی فوجی کمک بھیجنے کا وعدہ کیا اور جنگ کے متعلق نہایت عاقلانہ اور بڑی تفصیلوں کے ساتھ مشورے لکھے اور ادھر سے باغیوں کی جماعت کے بارہ میں بڑے مبالغہ کے ساتھ اُس کو خبریں بھیجی گئیں۔

نپولین نے جواب میں لکھا" دوران جنگ میں ہر وقت دیکھا گیا ہے کہ صحیح اور سچی خبروں کا حاصل کرنا بہت دشوار ہوا کرتا ہے۔ لیکن اگر محنت گوارا کی جائے تو مجمل حال معلوم ہو سکتا ہے۔ تمھارے پاس ہزارہا سوار موجود ہیں اور اُن کے سوا بہادر جنرل لاسیل بھی ہے۔ سواروں کو تیس چالیس میل تک گرد و نواح میں بھیجدو کہ دھاوا کر دیکھ آئیں۔ اور بڑے بڑے آدمیوں کو پکڑوا کر حوالات کردو اور مت چھوڑو جب تک وہ تمامی حالات بیان نہ کر دیں ان سے دانائی کے ساتھ سوال کرو اور تم کو سب سچے حالات معلوم ہو جائینگے جو اپنی فوج کے اندر سوتے رہنے سے تم کو کبھی نہ معلوم ہونگے۔

لیکن جوزلیف کے رحم نے اُس کو اجازت نہ دی کہ اسپین والوں پر بندوقیں اور توپیں چلوائے۔ چنانچہ برائے نام جنگ ہوئی اور اس سہل انگاری پر پہلے تو نپولین مسکرایا۔ لیکن لعد کو اُس نے لکھا کہ اب تم جنگ کو موقوف کردو اور اپنے مورچوں کے اندر خاموش بیٹھے رہو۔ ہم خود آتے ہیں۔ اور باوجود آسٹریا کی تمامی تیاریوں کے اب نپولین نے شمال سے ایک لاکھ جرار فوج طلب کی کیونکہ اسپین کے معاملات زیادہ خوفناک صورت پکڑ گئے تھے اور حکم دیا کہ یہ فوج دھاوے کرتی ہوئی فرانس کو طے کر کے پری نیز کے کوہستان پر چڑھ جائے اور شاہنشاہ کا انتظار کرے۔ اور اس ایک لاکھ کارآزمودہ فوج کی جگہ اُس نے شمال میں ایک لاکھ رنگ روٹ بھرتی کر کے فوراً بھیجدیئے۔ اور ان آنے اور جانے والی فوجوں سے فرانس کی سڑکوں پر ازدحام نظر آنے لگے۔

پرانے تربیت یافتہ سپاہیوں کو اپنی جان کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ اور وہ حیوان ہو جاتے ہیں اور طبیعت میں بہیمی صفات پیدا ہو جاتی ہیں اور قوت ایجابیہ سلب ہو جاتی ہے۔ اور اپنی چند روزہ حیات کو ہر طرح لطف سے گذارنے کی کوشش کی جاتی ہے نپولین تو انسان کی مخفی خواہشوں اور حالتوں پر اثر ڈالنے میں استاد کامل تھا اور اس نے تمامی بڑے بڑے شہروں میں جہاں جہاں سے اس فوج کا گذر ہونے کو تھا یہ انتظام کر دیا تھا کہ خوب آتش بازیاں چھوڑی جائیں اور روشنی کی جائے اور تماشے ہوں اور دعوتیں دی جائیں اور ایسے ایسے پرجوش راگ نظم کر دیے گئے کہ جن سے حربی جوش پیدا ہو گیا اور یہ راگ ان سپاہیوں کے سامنے تماشوں میں گائے گئے اور انھیں تیاریوں اور تدبیروں کے ساتھ پرینیز کے کوہستان کے دامن میں حربی ذخائر کے انبار لگا دیے گئے۔

صفحہ ۱۴۳

جب روس کے شاہنشاہ اسکندر نے اسپین کے حادثات کا حال سنا تو فرانس کے سفیر کالن کورٹ سے جو اس کے دربار میں متعین تھا کہا :-

" اس بگڑے ہوئے معاملہ کو جس طرح ہو سنبھال لو اور بڑی ندری سے کام کرو۔ تمھارے شاہنشاہ نے اسپین میں نو آموز سپاہ بھیجی تھی اور وہ بھی تعداد میں کافی نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ خود موقعہ پر موجود نہ تھا اور بڑی بڑی فاش غلطیاں ہوئیں۔ لیکن ان سب کی وہ جلد تلافی کر دیگا۔ تمھارا بادشاہ بوربون فرماں رواؤں کو فرانس سے اتنے قریب جیسا اسپین ہے کبھی باقی نہ چھوڑیگا۔ اس کی حکمت عملی یہ قدیمی ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اس کی اقبال مندی اور ترقی کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھتا خاصکر اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی ضرورت ہے کہ بوربون نہ چھوڑے جائیں۔ اور اس کو بھی میری حکمت عملی پر حسد نہ ہونا چاہئے جو میری سلطنت کی امن کے لئے ضروری ہے اور اس کی معقول وجہ موجود ہے۔ اور میں اپنی رائے پر قائم ہو نگا

میں آسٹریا کو ایسا مراسلہ بھیجتا ہوں کہ اپنی کوتاہ اندیشی پر غور کرنے کو وہ مجبور ہو جائیگا میں تمہارے شاہنشاہ کے سامنے ثابت کردونگا کہ ہر حال میں میں اُس کا شریک ہوں۔ اور اپنے شاہنشاہ کو لکھ بھیجو کہ جتنی جلد ممکن ہو میں اُس سے ملاقات کرونگا۔"

کالن کورٹ لکھتا ہے "جب ۱۸۰۸ء میں روس کا سفیر بنا کر میں بھیجا گیا تو شاہنشاہ نپولین کا ستارۂ تقدیر و اقبال اپنے اوج کمال پر پہونچا ہوا تھا بڑی عالی شان اور عالی حوصلہ باتوں کا اُس کے دل میں نہایت منصفانہ خیال جاگزین تھا۔ ذاتی اخراجات میں وہ کفایت شعاری کرتا تھا لیکن اُن باتوں میں جن سے سریر سلطنت کی رونق تھی وہ بڑا فیاض تھا۔ فضول خرچی اور اسراف کا وہ دشمن تھا۔ اپنے بلند مرتبہ کے شایاں کام کرنے کا جیسا خیال نپولین کو تھا دوسرے بادشاہ کو نہیں ہوسکتا۔ ایسی زبردست سلطنت کے سفیر کو جیسی فرانس کی سلطنت تھی وہ اسی رتبہ اور وقار کے ساتھ رکھتا تھا جو فرانس کے شایان حال تھا۔ جب میں خود سفیر کی خدمات انجام کرنے پر متعین ہوا تو مجھ سے شاہنشاہ نے کہا " سفارت کے اخراجات کے متعلق میں تم کو پورے اختیارات دیتا ہوں۔ دوسری اقوام کے سامنے ہم کو امیر قوم کے شہریوں کی طرح رہنا لازم ہے ایسا نہو فرانس کا دربار غریب و حقیر ثابت ہو۔ زار روس عیش و خوشی کا دلدادہ ہے۔ بڑے بڑے جلسہ کرنا۔

"روس کے دربار کی شان و شوکت کا نقشہ عجیب حال تھا اور لوئی چہاردہم کی جوانی کے ایام کی شان و شوکت کی کہانیاں جہانتک میں نے سنی تھیں وہ روس کے دربار میں آنکھ سے دیکھ لیں۔ فی الحقیقت اس دربار کے دیکھنے سے عظیم الشان لوئی چہاردہم کے دربار کا چربہ خیال میں اُترا آتا تھا۔ کسی دربار میں عیش و عشرت شان و شوکت اور ریاست کے ایسے عناصر جمع نہ تھے جیسے سینٹ پیٹرزبرگ میں موجود تھے۔ یعنی تخت کے گرد جوان پری جمال اور خوش مذاق مرد و زن کے گروہ کے گروہ جمع رہتے تھے۔

"دعوت کے دن تو ایوان شاہی کی دھوم دھام اور رونق کی کوئی انتہا ہی نہ

ہوتی تھی۔ الف لیلہ کے افسانے آنکھوں کے سامنے موجود ہو جاتے تھے۔ کوہ قاف کی پریاں جن کی خوش وضعی۔ ادا اور سلیقہ پر دل ہاتھوں سے نکلے جاتے تھے شرقی لباسوں سے آراستہ اور جواہرات سے لدی ہوئی ہر چہار سو چھم چھم کرتی پھرتی تھیں ان میں سے بعض نہایت شائستہ اور تعلیم یافتہ اور بعض جاہل اور اکثر ہوتی تھیں لیکن حسن میں یکتائے زمانہ اور رقص و سرود کی سب شیفتہ اور دلدادہ ہوتیں۔ جوان بھی ایسے سجیلے اور خوش اوصاف جمع تھے کہ ہمارے پیرس کے جوان اُن کے سامنے ماند ہو جاتے تھے۔

"ہر روز نیا تماشہ اور کرشمہ نظر آتا تھا۔ اور مجھے اکثر دقت پیش آجایا کرتی تھی ان نئے نئے جلسوں میں اپنے سررشتہ کے افسروں کو روس کے مذاق کے حسب حال بنا کر کیسے لیجاؤں اور جلسوں میں سلیقہ سے شریک ہوں۔ رات میں تو دعوتیں۔ ناچ اور جلسے ہوتے تھے۔ دن میں برف پر چلنے والی گاڑیوں کی سواری ہوتی تھی۔ اور ہزاروں مثالوں میں سے ایک مثال روس کے خرچ کی میں تمھیں اس موقع پر سناتا ہوں۔ یعنی اپنی سفارت کے محل میں میں نے جلسۂ رقص کے بعد دعوت کی تھی اور صرف ایک قاب کی قیمت میں جس میں پانچ ناشپاتیاں تھیں دو ہزار سات سو پچاس فرانک صرف ہوئے تھے۔ ایک اور دعوت میں ولایتی مرغی پر چار فرانک خرچ ہوئے تھے اور اس کثرت سے خرچ ہوئے تھے کہ گویا فی پونڈ ایک فرانک قیمت میں تھے۔ اور اس سے خیال نہ کرنا چاہئے کہ یہ خرچ کوئی مستثنیٰ خرچ تھا اور یہاں پر اسلئے بیان کیا گیا ہے کہ سنکر حیرت پیدا ہو نہیں۔ حال یہ ہے کہ جس معاملہ میں ذرا بھی کفایت کی جاتی یا خرچ سے بچا جاتا وہیں پر ذلت کا دھبہ لگ جاتا۔

"اسی مضمون پر ہمارے شاہنشاہ نپولین نے ایک بات لکھی تھی اور میں اُسے اس مقام پر دوہراتا ہوں۔ میرا یہ قاعدہ تھا کہ روس سے دوران سفارت میں شاہنشاہ

کو ذرا ذرا سی باتیں جو روس کے دربار میں ہوا کرتی تھیں پوری تفصیل کے ساتھ لکھا کرتا تھا۔ اور شاہنشاہ کی بھی یہی تاکید تھی کہ گپّی مراسلات اُس کے پاس بھیجے جائیں تاکہ تمامی حالات سے اُس کو واقفیت ہو جائے۔ ان مراسلات میں اُس کو بڑا مزہ آتا تھا۔ جب میں نے اُس کو لکھا کہ ایک ایک ناشپاتی کی قیمت میں پانسو فرانک دیئے گئے ہیں تو اُس نے مجھے جواب میں لکھا "کالن کورٹ۔ ایک زمانہ میں میں نائب لفٹنٹ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اُس وقت اگر میری سالانہ آمدنی اتنی ہوتی جتنی تمہاری روسی ناشپاتیوں کی ایک قاب کی قیمت ہے تو میں اپنے تئیں خوش نصیب خیال کرتا۔ ایسے اسراف تو مجنون اور احمق کیا کرتے ہیں" اور مجھے یقین ہے کہ اس اسراف پر شاہنشاہ واقعی نادان جوا سلطنت کی اس وقت یہ حالت تھی کہ خزانۂ شاہی میں روپیہ نہ رہا تھا۔ کیونکہ جنوب میں تو انگلستان۔ پرتگال اور اسپین نے ایکا کر لیا تھا اور شمال میں سات لاکھ فوج سے آسٹریا نے یورش کا عزم بالجزم کیا تھا۔ اور پروشیا بھی جس کو شکستوں سے بڑی سخت کو بھی موقع کا منتظر تھا۔ اور یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ روس کے امراء جن کی سردار شاہنشاہ روس کی ماں تھی نپولین کے قطعی خلاف تھے اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ روس کا شاہنشاہ اسکندر ان سرداروں کے کب تک خلاف رہ کر نپولین کا رفیق رہ سکے گا۔ بینک کے بیوپار کے متعلق جوا کھیلنے والوں نے ہوش ربا خبریں اُڑانا شروع کر دی تھیں۔ اور ۹۴ فیصدی سے نرخ اُتر کر ستّر فیصدی رہ گیا۔ پس نپولین نے روپیہ کے معاملہ میں اُسی جوش و خروش سے انتظام شروع کیا جس طرح میدان میں وہ دشمن سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ اور اُس نے کہا میں ریچھوں[1] کے مقابلہ میں جنگ کرنا چاہتا ہوں"۔

---

[1] ریچھ اور سانڈ۔ یہ دونوں اصطلاحیں اسٹاک ایکسچینج کے متعلق بازی بدنے اور جوا کھیلنے والوں کے لئے استعمال ہوتی ہیں ریچھ تو وہ کہلاتا ہے کہ آئندہ کسی تاریخ مقررہ پر سرمایہ دینا منظور کرتا ہے باوجودیکہ خود اُس کا سرمایہ نہیں ہوتا اور سانڈ اسے کہتے ہیں جو روپیہ لینا منظور کرتا ہے۔ اور

اور دو تین ماہ تک اس دانائی سے خرید کی کہ نرخ پھر اُسی مقدار کو پہونچ گیا جو قومی آبرو کے لیے ضروری تھا اور ہنڈیاؤں کا بازار اصلی حالت پر آگیا۔ اور جواریوں کو شکست ہوگئی۔ اس کامیابی پر نپولین کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور اُس نے کہا "لو۔ ہم نے ریچھوں کو شکست دے دی۔ اور وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرینگے" سرکار کو روپیہ قرض دینے والوں کو اطمینان ہوگیا اور فوج کے مصارف کا بھی انتظام ہوگیا۔ لیکن بہت سے جواری اس اثناء میں برباد ہوگئے۔ لیکن نپولین نے بڑی نیاضی سے اُن کو کچھ معاوضہ دے دیا

نوٹ بقیہ صفحہ ۴۳۵۔ اس معہودہ میعاد میں ریچھ سٹاک کی قیمت گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسے ریچھ اپنے پنجوں سے گراتا ہے اور سانڈ قیمت کو اُٹھاتا ہے جس طرح سانڈ کا قاعدہ سینگوں سے اُٹھانے کا ہے۔ لیکن یہ روپیہ دراصل نہ لیا جاتا ہے نہ دیا جاتا ہے بلکہ وعدہ کی تاریخ پر قیمت میں جو فرق واقع ہوتا ہے ہارنے والا جواری اسی قدر حساب کر کے جیتنے والے کے حوالہ کر دیتا ہے۔ ۱۲ مصنف

آرفرتھ میں نپولین اور اسکندر کی ملاقات

شاہنشاہوں کا ارفرتھ میں ملاقات کرنا۔ علماء کی خدمت میں نپولین کا اظہار نیازمندی کرنا۔ اسکندر کے صفات و عادات۔ آسٹریا کے شاہنشاہ کے نام مراسلہ۔ طلاق کا اشارہ نپولین کا وزرا اور اسی بات سے باخبر ہونا۔ اس کی شاق محنت۔ اسکندر سے اس کی محبت۔ شاہ انگلستان کے نام مراسلہ۔ انگلستان کی جانب سے نہایت ترش جواب۔ اومیرا سے نپولین کی گفتگو۔ نیپیر صاحب کا اقرار:۔

۱۸۰۸ء کی ستمبر کی ستائیسویں تاریخ جس پر ملاقات ٹھری تھی قریب آرہی تھی۔ اور اس مشہور ملاقات کی طرف تمام یورپ کی نگاہ لگی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہورہا تھا کہ اسی ملاقات کے نتیجہ پر دنیا کی قسمت کا فیصلہ ہے۔ یوروپ کے تمام ممالک سے بادشاہ شاہزادے۔ اور درباری اس عجیب ملاقات کا تماشہ دیکھنے کو آرفرتھ میں جمع ہورہے تھے۔ فرانس کا شاہنشاہ نہایت متواضع میزبان تھا اور سب کی مہمانی اس نے اپنے ذمہ لی تھی۔ جب نپولین پیرس سے روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ ایسا زرق برق اور پرشکوہ جلوس تھا کہ شاید کسی دوسرے بادشاہ کے ہمراہ کبھی نہ ہوا ہوگا۔ فرانس کی

کی رعایا دیکھ رہی تھی کہ اُن کا بادشاہ شان و عظمت میں سب پر فائق تھا اور اس سے اُس کو بڑی خوشی تھی۔ نپولین نے ارفرتھ کو عیش و نشاط کے متعلق جملہ سامان ایسے لوگوں کے واسطے جو عیش و نشاط ہی کی خاطر جیتے ہیں پہلے ہی سے روانہ کر دئے تھے۔

دس بجے صبح کو نپولین ارفرتھ پہونچا۔ بادشاہوں۔ نوابوں۔ شاہزادوں۔ گرجا کے بڑے بڑے پادریوں اور فوج و ریاست کے عمائدین سڑکوں پر اول ہی جمع ہو گئے تھے۔ سب کا سلام لیتا ہوا اور خیر مقدم کے نعرے سنتا ہوا وہ فرودگاہ میں پہونچا اور سہ پہر کو سیکسنی کے بادشاہ اور نہایت پرشان و شوکت موکب کو اپنے جلو میں لے کر شاہنشاہ اسکندر کی ملاقات کو جو ایک کھلی ہوئی گاڑی میں سوار آ رہا تھا روانہ ہوا چھ میل کے فاصلہ پر نپولین کی اپنے دوست سے ملاقات ہوئی۔ شاہنشاہ روس کو گاڑی میں آتا دیکھ کر نپولین بڑے اشتیاق سے اپنے گھوڑے کو خبر کر کے گاڑی کے قریب پہونچا۔ دونوں اپنی سواریوں سے اُتر پڑے اور بڑے تپاک سے بغل گیر ہوئے۔ اسکندر اور اُس کے ہمراہیوں کے واسطے گھوڑے تیار تھے۔ اور دونوں بادشاہ گھوڑے پر سوار ساتھ ساتھ نہایت بے تکلفانہ دوستی سے باتیں کرتے ہوئے ارفرتھ میں داخل ہوئے۔

یہاں نپولین نے اُن تمامی نامور اشخاص کو جنہیں اس ملاقات میں شریک ہونے کی اجازت تھی روس کے شاہنشاہ کے سامنے پیش کیا اور پھر شاہنشاہ کو ہمراہ لیکر اُس ایوان کو پہونچا دیا جہاں شاہنشاہ مقیم ہونے کو تھا۔ یہ تجویز ہو گیا تھا کہ ہر روز اسکندر نپولین کے ساتھ کھانا تناول کرے۔ شام کی دعوت میں یورپ کے نامی سے نامی اشخاص شریک ہوئے۔ تمام شہر میں روشنی کی گئی اور فرانس کے سب سے زیادہ نامور ایکٹروں نے تماشہ کیا۔ اسکندر نپولین کے پاس بیٹھا

ہو اٹھا۔ اتنے میں تماشا گاہ کے چبوترہ سے ایک ایکٹر نے کہا۔ بڑے آدمی کی دوستی خدا کی نعمت ہے"

اسکندر یہ مقولہ سنتے ہی بڑی آن سے اٹھا اور نپولین کا ہاتھ پکڑ کر جھکا اور کہنے لگا اس مقولہ کی صداقت کا میں ہر روز تجربہ کرتا ہوں" اس کا یہ کہنا تھا کہ ہزار ہا شاہزادوں بادشاہوں۔ امراء اور عمائدین نے جو موقعہ پر موجود تھے بے ساختہ خوشی کا ایسا نعرہ مارا کہ عمارت کی دیواریں ہل گئیں۔

نپولین کو تو ایسے جلسوں میں کچھ لطف آتا نہ تھا۔ اس کو تو اسی میں مزہ آتا تھا کہ ہر وقت کام میں مصروف رہے چنانچہ اب باہمی مشورہ کے لئے وقت مقرر کر دیا گیا۔ اسکندر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو بڑا ہی بے چین ہو رہا تھا۔ مگر نپولین یہ دیکھ کر کہ روس کی سلطنت نہایت قوی تھی یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو قسطنطنیہ روس کے قبضہ میں نہ جانے پائے مگر اسی کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ اسکندر راضی رہے۔ یہ کانفرنس بیس دن رہی۔ لیکن چونکہ آسٹریا کا ارادہ جنگ کرنے کا تھا اسلئے وہ کانفرنس میں مدعو نہ کیا گیا تھا۔ مگر اس نے اپنا ایک سفیر مبارکباد دینے کو اس موقع پر خاصکر اسلئے بھیجا تھا کہ ان دونوں بادشاہوں کی آسٹریا کے بادشاہ سے بہت ہی قریب ملاقات واقع ہو گی۔ لیکن اصل مدعا یہ تھا کہ اگر ممکن ہو تو یہ سفیر اس ملاقات کے راز سے واقف ہو جائے۔ نپولین نے اس سفیر کی خاطر کی لیکن ذرا اس سے بچا بچا رہا۔ اور اپنی معمولی بے تکلفانہ عادت کے موافق اس نے سفیر سے کہا "اس جلسہ میں تمھارا بادشاہ نہیں مدعو کیا گیا اور ہم صرف اسی وجہ سے اس کو مدعو نہ کر سکے کہ اس نے بڑی خوفناک فوجیں کھڑی کی ہیں اگر تمھارے بادشاہ کو روس اور فرانس سے اتحاد رکھنا ہے تو اس کو ایسا شیوہ اختیار کرنا چاہئے جس سے دوستی کا اظہار ہو۔ اور اگر اس کو انگلستان سے میل

کرنا زیادہ مرعوب ہے تو اُس کو انگلستان جا کر اخلاط پیدا کرنا چاہئے" راز کو مخفی رکھنے کی غرض سے صرف چار آدمیوں پر اُس کا اظہار ہوا تھا دو تو شاہنشاہ تھے اور دو دونوں شاہنشاہوں کے وزیر تھے۔

جرمنی کے تمام سامان اور تمام حسین عورتیں ارفرتھ میں جمع ہو گئی تھیں۔ نپولین نے میزبان بنکر سب کے جی بہلانے کے بڑے بڑے سامان کئے تھے اور سب کو تو دعوتوں اور رقص و سرود کے جلسوں میں مصروف کر دیا تھا اور خود تمام دن اور رات کے بڑے حصہ میں اُن مقاصد کی اُدھیڑبُن میں لگا رہتا تھا جو اُس وقت اُس کے پیش نظر تھے۔

اُس موقع پر ایک نہایت مشہور و ممتاز لیڈی شاہزادی ٹورجو پروشیا کی ملکہ کی بہن تھی۔ ارفرتھ میں آئی تھی۔ وہ اس بلا کی حسین تھی اور اپنی ذہنی برکات کے اعتبار سے ایسی دلفریب واقع ہوئی تھی کہ جرمنی کے شائستہ۔ خوش رو اور لایق لوگ اُس کے یہاں جمع رہتے تھے۔ چونکہ نپولین علوم کا دلدادہ تھا ان امرا اور شاہزادوں کے ہمراہ بڑے نامور علما بھی ارفرتھ میں آئے تھے۔ یعنی وی لینڈ اور گرٹی جیسے شخص بھی موجود تھے۔ نپولین نے دبدبۂ شاہی وغیرہ کو بالائے طاق رکھا اور ان سے بڑی نیازمندی سے ملا۔

۳۱ صفحہ

وی لینڈ سے شاہنشاہ کی ملاقات شاہزادی ٹور کے قیام گاہ میں ہوئی تھی اور وی لینڈ اس ملاقات کا حال حسب ذیل لکھتا ہے :-

"مجھے کمرہ میں آئے ہوئے چند ساعتیں گذری تھیں کہ نپولین اس کمرہ کو طے کرتا ہوا ہماری طرف آیا۔ ڈچز آف ویمر نے مجھے اس کے سامنے پیش کیا۔ اور اُس نے نہایت اخلاق سے چند لفظیں مجھ سے کہیں اور پھر بڑے غور سے میرے چہرہ کو دیکھنے لگا۔ میری نگاہ سے ایسا کوئی مصر نپولین کی طرح نہیں گذرا ہے جو ایک نگاہ میں دوسرے انسان کے خیالات کی تہ کو پہونچ جاتا ہو۔ اور ایسا مستقل۔ ایسا سادہ۔ ایسا حلیم المزاج

اور منکسر شخص بھی میں نے نہیں دیکھا جیسا نپولین تھا۔ اس کی کسی بات سے ظاہر ہوتا تھا
کہ وہ چوبیس اقتدار و الا زبردست شاہنشاہ ہے۔ اس نے مجھ سے اس طرح باتیں کیں
جیسے کوئی پرانا دوست اپنے برابر والے سے کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ انوکھی
یہ بات تھی جس سے تمام جماعت کو حیرت ہوگئی کہ وہ صرف مجھی سے برابر ڈیڑھ گھنٹہ باتیں
کرتا رہا۔ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ نمایش اور دھوم دھام سے اسے کوئی خطہ نہ ملتا تھا۔
باوجود اپنی شستہ اور خوش اطواری کے وہ مجھے روئیں تن معلوم ہوا۔ جب آدھی
رات ہوگئی تو مجھے خیال ہوا کہ اب اس کو زیادہ روکنا مناسب نہیں ہے اور میں نے
جانے کی اجازت چاہی تو اس نے بڑے دوستانہ طریقے سے کہا "اچھا تشریف
لیجائیے اللہ حافظ ہے"

سوئزرلینڈ کے مشہور مورخ مولر سے بھی اسی دوران میں نپولین کی ملاقات ہوئی
اور اس ملاقات کا حال وہ اس طرح لکھتا ہے۔

"نہایت غیر طرفداری اور سچائی سے جس طرح کوئی خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہتا ہے میں
میں بھی کہتا ہوں کہ نپولین کی ہمہ دانی۔ طرز بیان اور سمجھ سے میں حیرت میں ہوگیا۔
اس نے مجھ سے اس طریقے سے باتیں کیں کہ میں اس پر شیدا ہوگیا۔ اور شک نہیں
کہ میری تمام عمر میں یہ ملاقات کا دن بھی عجیب دن تھا۔ اپنی ذکاوت اور بے غرضانہ
نیکی سے اس نے مجھے بھی فریفتہ کرلیا"

باوجود اپنی جاہ طلبی کے اسکندر عیش پسند اور خوش خلق تھا وہ ایک جلسہ میں لیسٹ فیلیا
کی ملکہ کے ساتھ ناچا۔ لیکن نپولین ورٹر کے مصنف گوئٹے سے باتیں کرتا رہا۔ جب جلسے سے
فرصت ہوگئی تو نپولین نے جوزیفائن کو خط میں لکھا "ویمر میں ایک جلسہ ہوا جس میں شاہنشاہ
اسکندر ناچا۔ لیکن میں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم تو اب چالیس برس کے ہوچکے"
اسکندر عاشق مزاج بھی تھا ارفرتھ میں تسٹیر کے درمیان ایک نہایت مشہور

تماشہ کرنے والی تھی اور اپنے چھریرے پن اور خوبصورتی میں بے نظیر تھی۔ اسکندر کا اس پر دل آگیا۔ اور اس نے نپولین سے پوچھا کہ اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور اس سے ملوں تو کوئی بڑی بات تو نہیں ہے۔ نپولین نے کڑے ہو کر جواب دیا ہرج تو کوئی نہیں ہے۔ الا تمام پیرس میں آپ کی شہرت ہو جائیگی اور آج ہی ذرا ذرا سے حالات یہاں سے چلکر دوسرے ڈاک بدلنے کے مقام پر پہونچ چکینگے" اپنی اس بدنامی سے زار ڈر گیا اور سودائے عشق کو جو اس عورت کی طرف سے پیدا ہوا تھا سر سے نکال ڈالا۔

ارفرتھ ہی میں نپولین نے ٹالما سے کہا تھا کہ نیرو کے متعلق ریسین کی تصنیف موسوم بہ بریٹینی کس پر تمہاری رائے غلط ہے۔ دیکھو شاعر نے نیرو کے شروع عہد میں اس پر بے رحم اور خودسر بادشاہ ہونے کا الزام نہیں لگایا ہے۔ لیکن ہاں جب نیرو عشق کے جنون سے دبا اور اس عشق میں اس کو مدعائے دل حاصل نہوا تو محض اسی وجہ سے وہ ظالم۔ جفاکار اور جابر بن گیا"

جینا کے میدان میں جہاں نپولین نے پروشیا کی فوج کو شکست فاش دی تھی جنگی کھیل اور تماشے ترتیب دیے گئے اور یہ سب انتظام انھیں لوگوں نے کیا جو نپولین کی ازدیاد عزت کی خواہش سے اپنی ہزیمت فراموش کرنا چاہ رہے تھے۔ لینڈ گرافن برگ کی پہاڑی پر جہاں دو سال اس سے پہلے نپولین ۱۹۔ اکتوبر کو رات میں مقیم ہوا تھا ایک عظیم الشان خیمہ ایستادہ کیا گیا۔ میدان جنگ میں اس وقت نپولین کی جلو میں بڑا جلیل القدر موکب تھا۔ ہزارہا آدمی نپولین جیسے فاتح کو دیکھنے کو گرد جمع ہو گئے تھے تماشے اور کھیل ہوئے۔ لیکن یہاں پر صرف ایک ذرا نپولین کی فیاضی کا کرشمہ دکھانا منظور ہے یعنی چونکہ جینا کی جنگ میں اس بستی کو آتش زدگی وغیرہ سے سخت نقصان پہونچا تھا نپولین نے اس وقت بستی والوں کو تین لاکھ فرانک جنگی معاوضہ کے طور پر عطا کئے۔

آخر کار دونوں شاہنشاہوں کے باہم جملہ مراتب طے ہو گئے اور عہد نامہ پر دستخط ہو گئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرانس اور روس میں عہد نامہ کی سنجیدگی سے تجدید کی گئی اور معاہدہ کیا جاتا ہے کہ دونوں سلطنتیں امن و جنگ دونوں حالتوں میں متحد ہو کر کارروائی کرینگی اور دونوں بادشاہ ملکہ انگلستان پہ اس بات کا زور ڈالینگے کہ وہ صلح کر لے۔ اور اس صلح نامہ کی درخواست میں ایسی منصفانہ شرائط تجویز کیجائینگی کہ انگلستان کے جمہور اپنے بادشاہ سے خود ایسی صلح کر لینے پر اصرار کرینگے۔ روس نے جوزیف کو اسپین کا فرماں روا تسلیم کر لیا۔ اور فرانس اس بات پر راضی ہو گیا کہ روس فن لینڈ مولڈیویا۔ اور ولیشیا پر قابض رہے۔ نپولین نے بادشاہ انگلستان کے نام مراسلہ کا خود مسودہ لکھا جس میں صلح کی تجویز پیش کی گئی اور دونوں شاہنشاہوں نے اس پر اپنے دستخط کر دئے۔

چونکہ اس موقع پر آسٹریا کا بادشاہ مدعو نہ کیا گیا تھا وہ بہت خفا ہوا۔ رخصت کے وقت نپولین آسٹریا کے سفیر سے ملا۔ اور اُس سے آسٹریا کی مخالفانہ تجاویز کی شکایت کی۔ اور کہا کہ تمہارا بادشاہ جب تک یورپ کی امن چین میں خلل انداز رہیگا یورپ کے معاملات سے اُس کی علیحدگی رہیگی۔ اور پھر نپولین نے اس سفیر کو ایک خط دیا اور کہا کہ اپنے بادشاہ فرانسس کو یہ دے دینا۔ نپولین نے بڑی بے تکلفی سے اُس میں دوستانہ طریقے سے لکھا تھا:۔

"برادرم۔ آپ کی نیک نیتی پر مجھے کبھی شک نہیں ہوا ہے۔ لیکن یہ دیکھکر کہ ہمارے باہم کچھ عرصے سے پھر مخالفت کی صورت پیدا ہو چلی ہے مجھے ڈر پیدا ہوا۔ وائنا میں جو آپ کا دارالحکومت ہے ایک گروہ ایسا موجود ہے جو فساد کرنا چاہتا ہے اور آپ سخت تدابیر و تجاویز اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں یہ بات میرے اختیار میں بھی ہے کہ آپ کی سلطنت کے ٹکڑے کر دوں یا کم سے کم اُس کی طاقت کو گھٹا دوں لیکن

میں نے ایسا نہ کیا آپ کا جو کچھ موجودہ حالت ہے وہ میری مرضی سے قایم رہی ہے۔ اور یہی اس بات کا کامل ثبوت سمجھنا چاہئیے کہ آپ کی طرف سے میرے دل میں کوئی فاسد ارادہ نہیں ہے۔ آپ کی سلطنت کی رونق کا میں ہمیشہ ذمہ دار رہا ہوں میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی سلطنت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچاؤنگا۔ پھر آپ کو یہ بات کس طرح زیبا ہے کہ آپ پھر اسی سوال کو معرض بحث میں لاتے ہیں جو پندرہ سال کی متواتر جنگ سے طے ہو چکا ہے۔ اگر آپ سیدھی سادی دوستانہ روش اختیار کرینگے تو آپ کی سلطنت کی خوش حالی اور بہبودی ہوگی اور آپ کو ایسی راحت اور بے فکری رہے گی جس کی آپ کو بہت سی تکلیفوں کے اٹھانے کے بعد خواہش اور آرزو ہے۔ پس ایسی کارروائیاں کیجئے کہ دوسروں کو دہشت نہ ہو اور آپ کا مدعا اسی سے حاصل ہو جائیگا۔ ان دنوں سب سے بہترین طرز عمل یہ ہے کہ سادگی اور سچائی سے کام کیجئے اور مجھے صاف لکھ بھیجئے کہ وہ کون سے امور ہیں جن سے آپ کو تردد ہے اور میں ان ترددات کو فوراً رفع کردونگا۔

انھیں مخفی ملاقاتوں میں یہ مسئلہ بھی پیش کیا گیا کہ جوزیفائن کو طلاق دیجائے اور روس کے خاندان کی کسی شاہزادی سے نپولین دوسری شادی کرلے ہم جس وقت اس مسئلہ پر بحث کرنے کو قلم اٹھاتے ہیں تو سچ یہ ہے کہ رنج سے کلیجہ منہ کو آیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ یہ معاملہ وہ معاملہ ہے کہ نپولین کے چال چلن پر اس سے بڑا اور کبھی نہ مٹنے والا دھبہ لگتا ہے جوزیفائن نے تو نپولین کو معاف کردیا کیونکہ وہ ایسی ہی باوفا۔ عالی حوصلہ۔ اور نیکونہاد بانو تھی۔ لیکن دنیا نپولین کو کس طرح معاف کر سکیگی یہ جوزیفائن وہی جوزیفائن ہے جس نے بڑے بڑے مصائب اور خطرات کی سنگینیوں میں وفا کا دامن نہ چھوڑا اور نپولین کی شہرت اور آبرو بڑھانے میں بڑے بڑے سلیقوں کا اظہار کیا۔ اُس کی محبت و وفا پر کسی خاتون کی محبت و وفا سبقت نہ لے جاسکی۔

پس کیسا ہی دنیاوی اشد ضروری امر ہو ان تعلقات کے قطع کرنے کو کافی نہیں ہو سکتا
نپولین کے اس فعل سے خدا کا قہر اُس پر ٹوٹ پڑا۔ نپولین نے ہار کر آخر خود بھی اس بات
کا اقرار کیا ہے کہ "ہاں جوزفائن کو طلاق دینا واقعی سب سے بڑی بلا تھی جو مجھ پر نازل
ہوئی" نپولین کا یہ عذر محض پوچ اور لچر عذر ہے کہ بڑے لالچ نے مجھے ناچار کر دیا تھا
اور میں جوزفائن کو کبھی طلاق نہ دیتا اگر میری حب جاہ کے ساتھ بڑے عالی حوصلہ
اور ارفع مقاصد مخلوط نہ ہوتے۔"

لیکن جس طرح ہم اپنے انتہائی غم کی حالت میں نپولین کو برا کہہ رہے ہیں ہمیں ذرا
اُس کی معذرت پر بھی توجہ کرنا چاہئے جو دنیا کی ملامت کی تلخی کم کرنے کو وہ ہمارے
سامنے پیش کرتا ہے۔ جوزفائن بھی ہمارے سامنے فریادی ہے۔ اُس کے رخسار
سیل اشک میں ڈوبے ہوئے ہیں اور سوز محبت سے اُس کا دل شمع کی مانند گھل
رہا ہے۔ لیکن واہ ری خاتون دریا دل۔ اپنی فریادوں میں ہم سے وہ یہ بھی التجا
کرتی ہے کہ "میرے شوہر کو معاف کر دو اور اگرچہ اُس نے مجھے اپنے گھر سے نکال
دیا تاہم اُس نے مجھ سے ایسی محبت کی ہے کہ دنیا کی کسی شے سے ایسی الفت نہیں
کی گئی ہے! ایسی جوزفائن کو طلاق دینا۔ ایسا اندوہناک اور پر حسرت نمونہ
تو اس تماشہ گاہِ عالم میں کبھی ہوا ہی نہ ہوگا۔ لیکن اب نپولین کا عذر بھی سُن لیجئے۔
اُس نے جوزفائن سے کہا "جوزفائن مجھ کو تجھ سے محبت ہے اور تجھ کو بھی یقین ہے کہ مجھ
صرف تجھی سے محبت ہے اور دنیا میں دو ایک ساعتیں خوشی کی جو کبھی نصیب ہوئی ہیں وہ مجھے تیری ہی بدولت
نصیب ہوئی ہیں۔ تجھے خوب معلوم ہے کہ یورپ کے سب تاجدار مجھ سے اسلئے
مخالفت کر رہے ہیں کہ میں جمہور میں پیدا ہوا اور انھیں جمہور کا حامی ہوں اور امرائی
گروہ مجھے بہت دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جنگ و جدل اور اُس سے پیدا
ہونے والی مصائب کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ ہزارہا گھر برباد ہو گئے اور یورپ کے

ممالک کی زمین لہو میں لال ہو گئی۔ اگر میں کسی شاہی خاندان کی شاہزادی سے مثلاً روس یا اسٹریا کی شاہزادی سے شادی کر لونگا تو میں بھی شاہی خاندان میں شمار ہونے لگونگا۔ اور میری اولاد شاہی نسل سے سمجھی جائیگی اور اس بچہ کی ذات سے میرا ایک ایسا رفیق پیدا ہو جائیگا کہ میرے حقوق قایم رہینگے اور یورپ میں امن چین ہو جائیگا اور جنگ کی تباہی سے ہزاروں خانمان محفوظ ہو جائینگے۔ اور اس باہمی جدائی کے بعد کیا ممکن نہیں ہے کہ میں تجھ سے ویسی محبت کرتا رہوں جیسی اس وقت کرتا ہوں ہم ایک دوسرے کے دلی دوست بنے رہینگے۔ ہم میں باہم ملاقات ہوتی رہیگی۔ اتحاد اور پیار ویسا ہی قایم رہیگا۔ تو۔ پیاری جوزیفائن کہا یہ بات ناممکن ہے کہ صرف بڑے شریفانہ اور بنی نوع کی بہبودی کے اغراض کی غرض سے ہم صرف ایک رشتہ کو جو شوہر و زوجہ کے باہم ہوتا ہے قطع نہ کر دیں۔ دل تو ہمارے ملے ہی رہینگے پس اس رشتہ کے قطع کرنے سے ہم ایسی نفس کشی کی نظیر دکھلا سکینگے کہ آجتک کسی بشر نے نہیں دکھائی۔ اور اس بات پر راضی ہو جانا ایسے بڑے فوائدوں کی تکمیل کر دینا ہے کہ یہ موقعے انسان کے ہاتھ بڑی خوش قسمتی سے آتے ہیں۔

"جوزیفائن غور تو کر۔ کہ اگر ابھی میں مر جاؤں تو میرا جانشین کون ہوگا؟ ہزاروں جاہ طلب دعوے دار تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے۔ تمامی قوم کو طوائف الملوکی پر آمادہ کر دینگے اور فرانس کے لئے جو چیزیں میں ترکہ میں چھوڑونگا وہ خونریزی۔ آتش زنی اور بربادیاں ہونگی۔ اور اگر دوسری شادی کر لینے سے کہیں خدا نے مجھے بیٹا دیدیا تو ان سب مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ قوم میں امان بنی رہے گی اور وہ خوشحال ہو جائیگی۔ اب جوزیفائن انصاف تجھی پر ہے اور تو ہی کہدے کہ ہمارا باہمی رشتہ قطع کرنا کیسا ہے۔ کیا یہ نہایت عالی حوصلگی اور نیک نیتی پر مبنی نہیں۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو یہ بڑی گرانبہا قربانی ہے اور فرانس اس قربانی کی قدر کریگا اور وہ نسلیں جنھوں نے

عالم اسباب میں ابھی قدم نہیں رکھا ہے دنیا میں آکر ہم کو دعائیں دینگی اور رحمت بھیجیں گی
نپولین کے ان خیالات کی سب قدر کرینگے۔ نپولین کو بچپن سے کسی مذہبی
مدرسہ میں مذہبی قواعد کی سخت پابندی کی تربیت نہ ہوئی تھی۔ اور وہ اس معاملہ کو اس
مذہبی نگاہ سے نہ دیکھ سکا جس نگاہ سے سچی مذہب کا پکا دیندار دیکھتا ہے۔ اُس کے
کان تک یہ سنجیدہ الفاظ نہ پہونچے تھے "کہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ یوں اور اس طرح فرماتا ہے"
اُس پر صرف دنیوی انصاف اور ضروریات کا اثر تھا اور اسی اثر کے اعتبار سے
اُس نے طلاق کے معاملہ میں جو کچھ عزم کیا تھا ظاہرا عالی حوصلگی اور نیک نتائج
کی امیدوں سے خالی نہ تھا۔ لیکن ایک ربانی انصاف بھی ہے اور وہی قوانینِ الٰہی
کو سنبھالے ہوئے ہے اور یہ اُن حالتوں میں اپنا کام کرتا رہتا ہے جبکہ دنیا وار کی
آنکھ کو اُس کی ضروریات نہیں سوجھتی ہیں۔ قانونِ الٰہی پر نپولین ہنس دیا کرتا تھا
لیکن چونکہ وہ عروج و اقتدار کے فلکِ ہفتم پر پہونچا ہوا تھا دنیا نے اُس کے گناہ
کو دیکھ لیا اور اسی دنیا نے پھر اُس گناہ کی پاداش کو بھی مشاہدہ کیا۔

اس نازک معاملہ کے متعلق ٹیلرانڈ نے اشارۃً کچھ چھیڑ چھاڑ کی اور نپولین کے
اس ارادہ کو سنکر اسکندر بے حد مسرور ہوا اور کہنے لگا "مجھے تو اُس دن کا بڑا ہی بے چینی
سے انتظار ہے کہ ہم دونوں صرف دوست ہی نہ کہلائیں بلکہ بھائی کہلائے جائیں۔
اسکندر نے کہا وہ دن جلد آئے کہ میں پیرس جاؤں اور اپنی بہن کو فرانس کی ملکہ کہکر
گلے لگاؤں۔ اور یہ کہتے ہی اُس کا چہرہ خوشی سے دمک گیا مگر اُس نے یہ بھی صاف
کہدیا کہ میری ماں اور روس کے امرا اس معاملہ میں سخت مخالفت کرینگے۔ یہ نپولین
کے سخت دشمن ہیں کیونکہ وہ تمامی یوروپ کی ایسی سلطنتوں کی بنیادیں ہلائے
ڈالتا ہے جہاں قدیم سے امرا کا راج چلا آیا ہے" اس ملاقات میں اس بارہ
میں خفیف ہی سا اشارہ ہوکر رہ گیا اور کچھ پورا زور نہ دیا گیا۔ نپولین اس معاملہ

میں اکثر بڑے نزدو سے غور کیا کرتا تھا۔ اور اُس کے ارادہ میں ہمیشہ جوزفائن کی محبت جس سے اُس نے جوانی میں شادی کی تھی حایل ہو جایا کرتی تھی۔ اگرچہ جوزفائن سے دوسرے ہزارہا اشخاص نے اس ہولناک افواہ کا تذکرہ کیا تھا لیکن اب تک نپولین کو اس معاملہ میں جوزفائن کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔

(۴۱۸)

نپولین کی مدحت طرازی میں اسکندر ہر وقت رطب اللسان رہتا تھا وہ صرف اُس کی ذکاوت ہی کا مداح نہ تھا بلکہ اُس کی شائستگی۔ دلفریب شگفتگی اور کریم النفسی کا بھی اسی طرح ثناخواں تھا اور وہ کہتا تھا کہ نپولین سب سے زیادہ بڑا ہی آدمی نہیں ہے بلکہ سب آدمیوں سے بہتر بھی ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اُس میں جاہ طلبی ہے اور وہ جنگ کا شایق ہے لیکن یہ سب غلط ہے صرف ملکی ضروریات کی وجہ سے وہ جنگ کرتا ہے اور جب لڑتا ہے جبکہ معاملات کی پیچیدگی اُس کو لڑنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

نپولین ہر معاملہ سے ایسا باخبر تھا کہ تمام دنیا کو حیرت ہو گئی تھی۔ مذہبی شخصوں۔ فلسفیوں۔ مورخوں۔ افسانہ نگاروں سے جب اُس کو گفتگو کا اتفاق ہوا تو اُس نے ثابت کر دیا کہ ہر معاملہ میں اُس کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ ٹیسی لس پر جس نے اپنے زمانہ کے حالات کو ضرورت سے زیادہ رنگینی کے ساتھ بیان کیا ہے نپولین کی قدح مسیحی مذہب اور اسلام کے مابین فرق کا بیان کرنا۔ زمانہ حال کے علم ادب کی خامیوں پر اُس کی ایک سرسری نظر ڈالنا ایسی باتیں ہیں کہ سب علما نے اُس کی ہمہ دانی کو مان لیا ہے۔ اُس نے جرمنی افسانوں کا ذکر کیا ہے جن کا شیکسپیر سے چربہ اُتارا گیا ہے اور جن میں مسرت خیز واقعات کو اندوہ ناک معاملات اور ظرافت کے ساتھ انوکھی طرح سے مخلوط کر دیا گیا ہے اور اسی کے متعلق اُس نے گرٹی سے کہا "مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آپ جیسا لایق شخص ان معاملات میں امتیاز نہ کر سکا"۔ ادھر ٹیس صاحب کہتے

ہیں کہ نپولین کا یہ اعتراض ایسا جامع ہے کہ ہمارے زمانہ کے بہت سے نکتہ چیں اُس کو سمجھ بھی نہیں سکتے ہیں"

ایک دعوت کے جلسہ میں پوپ صاحب کے ایک عام حکم کے متعلق جس کا نام "گولڈن بل"، (سنہرا فرمان) رکھا گیا تھا بحث چھڑی۔ ایک صاحب نے اس کی تاریخ ۱۴۰۹ء بیان کی لیکن نپولین نے کہا۔ تم غلطی پر ہو۔ ۱۴۰۹ء میں یہ حکم جاری نہیں ہوا۔ یہ حکم چارلس رابع کے عہد میں ۱۳۵۶ء میں جاری ہوا تھا۔ اس پر سب کو حیرت ہوئی کہ ایسی ایسی علمی اور تاریخی باتیں نپولین کو ایسی صحیح کیونکر معلوم ہیں۔ نپولین اپنے حیرت کرنے والے جلیل القدر مہمانوں کے تعجب پر مسکرا کر کہنے لگا "جب میں فوج میں لفٹنٹ تھا تو ویلینس کی سپاہ کے ساتھ تین برس رہا تھا۔ چونکہ جلسہ وارول کا عادی نہ تھا تو نہایت تنہائی میں رہتا تھا۔ اتفاق سے میں ایک کتب فروش کے گھر مقیم تھا اور اُس کے کتب خانہ تک میری اچھی طرح رسائی تھی اور اُس کی سب کتابیں کئی مرتبہ میں نے مطالعہ کی تھیں۔ جن کے مضامین خواہ حربی معاملات سے متعلق ہوں یا دوسرے مضامین سے تعلق رکھتے ہوں مجھے سب یاد ہیں"

واقعہ بھی یہی ہے کہ نپولین کی محنت اور حافظہ کو دیکھکر کہا جا سکتا ہے کہ فوق العادت محنت اور حافظہ اُس کو عطا ہوئے تھے۔ فرانس کا ذرا بھی مشہور شخص ہو لیکن نپولین سے پوشیدہ نہ تھا۔ اُس کے خانگی حالات۔ عادات و اطوار اور لیاقت کا حال سب ہی کچھ سن لیجئے۔ اُس نے بڑی صحت کے ساتھ اپنے وزرا سے فہرستیں تیار کرائی تھیں جن کو وہ سلطنت کی اخلاقی حالت دکھلانے والی فہرستیں کہا کرتا تھا۔ اور پھر وزرا کی رپورٹ اور خانگی خط و کتابت کی مدد سے اُس نے ان اخلاقی آئینوں کی تصحیح کی تھی۔ سب خطوط اُسی کے پاس آتے تھے اور وہ خود سب کو پڑھتا تھا اور مضامین کو کبھی نہ بھولتا تھا رات دن میں وہ بہت کم سوتا تھا اور جاگنے کی حالت میں ہر ساعت سے کچھ نہ کچھ

فائدہ اٹھانے اور ترقی کرنے کی فکر کرتا رہتا تھا اُس کا حافظہ ایسا تھا کہ ریاضی کے سوالوں کے عمل پر جب وہ ایک نگاہ ڈال جاتا تھا تو اس عمل کو نہ بھولتا تھا اپنی سلطنت کے تمامی محاصل اُس کو یاد تھے۔ اور حساب کتاب کی غلطی کو تو ایک نگاہ میں وہ ایسا پکڑ لیتا تھا کہ دیکھنے والے بالیقین جانتے تھے کہ یہ مہارت بشری طاقت سے خارج ہے ایک دن وہ فوج کے خرچ خوراک کو پڑتال رہا تھا۔ ایک موقع پر لکھا تھا کہ اس تاریخ بٹزرن کن میں فوج کی خوراک میں اس اس قدر صرف پڑا۔ یہ دیکھتے ہی اُس نے فوراً کہا کہ یہ فوج اس تاریخ کو بٹزرن کن میں ہرگز نہ تھی اور یہ بابت خرچ کے متعلق قطعی غلط ہے" وزیر کو بھی یاد تھا کہ اس تاریخ نپولین فرانس میں نہ تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے فائدہ اٹھانے کو اُس نے کہا "جہاں پناہ یہ حساب صحیح ہے" مگر نپولین نے نہ مانا اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ محاسب نے جعل بنایا تھا۔ اور وہ اُسی وقت برخاست کردیا گیا۔ اس کے بعد یہ خبر تمام سلطنت میں مشہور ہوگئی کہ شاہنشاہ بڑا باخبر ہے۔ اور تمامی بے ایمان اہلکاروں کے کان ہوگئے۔ جب نپولین۔ ان واسٹڈ نامی جہاز میں جزیرہ ایلبا کو جارہا تھا تو صیغہ بحر کے متعلق باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن کھانا کھاتے وقت نپولین نے کہا۔ میں نے بہت سے جنگی جہازوں کی تعمیر کی تجویز کی تھی" اس پر کسی نے کہا کہ "جہاز بنانا تو دشوار نہ تھا لیکن ملاحوں کو مشق کس طرح کرائی جاتی۔ کیونکہ تمام سمندروں میں تو انگریزی جہازوں کا دخل تھا" نپولین نے جواب دیا "میں نے قواعد کی مشق کے متعلق یہ تجویز کیا تھا کہ ملاح چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ساحل کے متصل ہی مشق کیا کریں اور بندرگاہ میں کھلے سمندر کے اندر کام کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اور اُن کو طوفانی حالت میں نہایت وقت طلب نقل و حرکت کی اس طرح مہارت ہوجاوے" منجملہ دوسری دشواریوں کے نپولین نے اُس دشواری کا بھی تذکرہ کیا کہ تلاطم کی حالت میں ایک جہاز کو

دوسرے جہاز کے لنگروں سے کس طرح علحدہ رکھتے ہیں اُسی وقت ایک افسر نے
پوچھا کہ اس اصطلاح کا کیا مطلب ہے۔ اور کس قسم کی دشواری پیش آتی ہے اور اس
دشواری پر کس طرح غالب آتے ہیں۔ کپتان یونٹر کہتا ہے کہ" اس سوال کے جواب
میں شاہنشاہ نے دو کانٹے میز پر سے اُٹھا کر اِس سوال کو ایسا عملی اور علمی طور سے
سمجھایا اور سمجھانے کا ایسا مختصر طریق اختیار کیا کہ مجھے کوئی پیشہ ور اس فن کا اُستاد بھی
ایسا نظر نہیں آتا کہ سوال کو ایسی خوبی صحت اور صفائی سے حل کر دے اور اس
سے ثابت ہوتا تھا کہ شاہنشاہ نے صیغہ بحر کے متعلق نہایت کامل تعلیم پائی تھی۔
لیکن واقعی ایسی تعلیم اُس کو کبھی نہیں ہوئی تھی"

اسی بحری سفر کے دَوران میں جزیرہ کورسیکا کے ساحل پر بیس ٹیا کا بندرگاہ
کھولنے کا سوال پیش ہوا۔ نپولین نے فوراً پانی کا عمق۔ اُتھلے پانی اور ایسی جگہ کا
حال بیان کر دیا جہاں جہاز لنگر انداز ہو سکتا تھا۔ اور ایسی تفصیل سے تمامی حال
بیان کیا کہ گویا اسی بندرگاہ میں اُس نے اپنی تمام عمر صرف کی تھی۔ اور جب کپتان
یونٹر نے نقشہ سے ملان کیا تو نپولین کے بیان میں ایک حرف کا بھی فرق نہ نکلا۔
باربرداری کے کمانڈر نے اتفاقیہ کہا کہ میرا ارادہ جینوآ کے قریب کھاڑی
میں جانے کا تھا۔ نپولین نے سنتے ہی کہا" خوب ہوا کہ تم اُس کھاڑی میں نہ گئے
بحر روم میں اس سے بدتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر تم چلے جاتے تو چار ہفتے یا چھ
ہفتے تک پھر سمندر میں نکل کر آنا نصیب نہ ہوتا" اور پھر اُس نے اس چھوٹے خلیج کے
تفصیلی حالات بیان کرنا شروع کئے۔ اور جب کپتان ٹنڈا اس نے یہ حال سنا جو
اس کھاڑی سے کچھ عرصہ ہوا تھا واپس آیا تھا تو اُس نے نپولین کے بیان کی پوری
تصدیق کی اور بڑی حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ" چونکہ میں اس کھاڑی کا معائنہ
کر آیا ہوں اور ہر بات سے واقف ہو گیا ہوں مجھے یقین تھا کہ ان تمامی حالات کو

دریافت کرنے والا میں ہی ہوں لیکن میرا خیال غلط نکلا اُس کے تمامی حالات نوجہان پناہ کو پہلے سے معلوم ہیں"

جس عزم اور مصروفیت سے نپولین محنت کا عادی تھا اُس کے بیان سے حیرت ہوتی ہے اور شاید اس معاملہ میں اُس سے کوئی سبقت نہیں لے گیا جس زمانہ میں مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بحث ہوا کرتی تو نپولین بارہ گھنٹے سے لیکر پندرہ گھنٹے تک برابر کام کرتا رہتا تھا اور تکان کے آثار ظاہر نہ ہوتے تھے۔ بارہ منشی متعین کیے گئے تھے۔ اور منیور اُن کا افسر تھا اور یہ خدمت سپرد تھی کہ انگریزی اخباروں کے اقتباس کرکے اُن کو درجوں میں تقسیم کرے۔ اور اُس کو حکم تھا کہ شاہنشاہ کے متعلق جسقدر مذموم باتیں منسوب کی ہوئی نظر آتی جائیں کسی کو فروگذاشت نہ کرے۔ لیکن منیور جو نپولین کے متعلق نہایت مذموم بہتانوں کو بعض نرم الفاظ میں نقل کرتا تھا اور بعض وقت نہایت شدید تہمتوں کو چھوڑ بھی جاتا تھا۔ نپولین دوسرے شخصوں سے بھی ان اخبار کے متعلق سوال کیا کرتا تھا اور آخر میں اُسے منیور کی ترمیم کا حال کھُل گیا جو محض نیک نیتی سے عمل میں آرہی تھی نپولین نے اس کو تاکید کی کہ ایسا ہرگز نہ کرے بلکہ جو کچھ لکھا ہوا پائے صاف صاف بجنسہ اقتباس کیا کرے۔ نپولین کو یہ فرصت بھی مل جایا کرتی تھی کہ ضخیم ضخیم جلدوں پر ایک نظر ڈالکر اُن کے تمامی مطالب اپنے حافظہ میں محفوظ کرلیا کرتا تھا۔ ہر صبح کو شاہنشاہ کے کتب خانہ کے مہتمم کا یہ بھی کام ہوا کرتا تھا کہ کتابوں اور نقشوں کو شاہنشاہ کی میز سے اٹھالیجائے اور اُن کی جگہ پر دوسری کتابیں رکھ جائے کیونکہ شاہنشاہ کو مطالعہ سے کبھی سیری نہ ہوتی تھی۔

ارفرتھ میں ایک مرتبہ زار روس نپولین کے کھانا کھانے کے کمرہ میں آیا اور چاہا کہ اپنی تلوار کمر سے کھول کر علحدہ رکھ دے۔ لیکن کیا دیکھتا ہے کہ تلوار لانا بھول گیا ہے نپولین نے فوراً اپنی تلوار اُس کے سامنے پیش کی اور اسکندر نے بڑی خوشی سے

اُس کو لے کر کہا " یہ ہماری باہمی دوستی کی ضمانت ہے اور میں یہ تلوار آپ کے خلاف کبھی نہ اٹھاؤنگا" نپولین کہتا ہے کہ " میرے اور اسکندر کے درمیان بہت سی ایسی چیزیں بدلی گئیں جن سے ہماری باہمی دوستی اور محبت کا پکا ثبوت ملتا تھا۔ کئی دن ہم دونوں ساتھ ساتھ رہے اور بڑی بے تکلفی تھی اور بڑی بڑی مخفی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ہم دونوں دو جوان رئیس زادوں کا سا حال تھا اور سیر و تفریح میں شریک رہتے تھے اور ایک کی بات دوسرے سے مخفی نہ تھی " ایک خط میں نپولین جوزیفائن کو لکھتا ہے " اسکندر سے میں بہت خوش ہوں اور اُس کو چاہئے ہے کہ مجھ سے خوش ہو۔ اگر یہ اسکندر عورت ہوتا تو میں اس پر عاشق ہو جاتا "

۱۴۔ اکتوبر کو نپولین اور اسکندر ساتھ ساتھ گھوڑوں پر سوار نکلے۔ فوجیں مسلح تھیں۔ اطراف سے ہزار ہا آدمی دونوں تاجداروں کو رخصت ہوتے ہوئے دیکھنے کو آئے تھے۔ چند میل تک دونوں ہمراہ گئے۔ پھر گھوڑوں سے اُتر پڑے۔ گھوڑے سائیسوں نے لے لئے اور دونوں تھوڑی دور تک راز کی باتیں کرتے چلے گئے۔ اور پھر بغلگیر ہوئے مخلصانہ دوستی اور جاہ طلبی اور حکمت عملی کے رشتوں نے اُن کو ملا دیا تھا اسکندر اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ اور دونوں شاہنشاہوں نے ہاتھ ملایا اور ایک نے دوسرے کو خدا حافظ کہا۔ اور جب دونوں رخصت ہوئے تو اُدھر گاڑی کے پہیوں کی گھڑگھڑاہٹ تھی اور اُدھر گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز تھی۔ اور دونوں کی جلو میں بڑا عالی شان موکب تھا۔ اسکندر تو سینٹ پیٹرز برگ کو روانہ ہوا اور نپولین خاموش سوچ میں ڈوبا ہوا ارفرٹھ کو واپس آیا اور اس کے بعد پھر تمام عمر ایک دوسرے سے ملاقات نہوئی۔ بلکہ بہت زمانہ نہ گذرنے پایا کہ ایک کی فوج دوسرے کی فوج پر حملہ آور ہوئی اور ماسکو میں آگ لگی ہوئی تھی اور روسی خونی برف گر رہی تھی۔

ارفرٹھ میں آکر نپولین دوسرے فرمانرواؤں اور بڑے آدمیوں سے بھی رخصت

ہوا جو ہنوز موجود تھے اور اسی سہ پہر کو نپولین نے پیرس کو مراجعت شروع کی۔ اور ارفرتھ میں جہاں دونوں شاہنشاہوں کی تشریف آوری سے عجب دھوم دھام رہتی تھی پھر سناٹا ہوگیا۔ اپنی عادت کے موافق خواب و آرام سے کوئی سروکار نہ رکھکر نپولین شبانہ روز بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا ۱۸۔ اکتوبر کو سینٹ کلاؤڈ میں واپس آگیا۔

نپولین نے فوراً دو سفیر ایک تو فرانس کی طرف سے اور دوسرا روس کی جانب سے دونوں شاہنشاہوں کا دستخطی مراسلہ دربارۂ صلح و بکر انگلستان کو روانہ کئے اور اس مراسلہ کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اس پر نپولین اور اسکندر دونوں کے دستخط تھے۔

"جہاں پناہ یورپ کی حالت ایسی ہورہی ہے کہ ہم دونوں ارفرتھ میں ملاقی ہوئے۔ ہماری پہلی خواہش یہ ہے کہ یورپ کی دوسری اقوام کے حسب مراد کام ہو یعنی جہاں پناہ سے بہت جلد صلح کرلی جاوے۔ اور ایسی کافی تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ یورپ کی مصائب کا خاتمہ ہو۔ وہ طولانی جنگ جس نے تمام بر اعظم کو ہلا دیا اب ختم ہوگئی ہے اور پھر شروع نہیں ہوسکتی۔ یوروپ میں بہت سی تبدیلیاں ہوگئیں اور بہت سی فرماں روائیاں غارت ہوگئیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بحری تجارت میں روک کی گئی ہے جس سے بڑی مصیبت اور بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔ اور ابھی ممکن ہے کہ اور تبدیلیاں ہوں اور وہ انگلستان کی مصالح ملکی کے خلاف ہونگی۔ پس یورپ کی تمامی اقوام اور برطانیہ اعظم کا بھلا اسی میں ہے کہ صلح ہوجاوے اور ہم دونوں ملک جہاں پناہ سے گذارش کرتے ہیں کہ رحم کیجئے اور غصہ سے درگذر کیجئے اور متضاد مقاصد میں قوموں کی تشفی فرمایئے اور یورپ کی نسلوں کی حفاظت کے وسائل مستحکم کیجئے جن پر خدا نے ہم کو حکمراں کیا ہے"

یہ ضروری مراسلہ ملفوف مسٹر کننگ وزیر اعظم کے پاس بھیجا گیا اور لفافہ کی عبارت

سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ لفافہ روس و فرانس کے شاہنشاہوں کی طرف سے بادشاہ
انگلستان کے نام تھا۔ سفیروں سے کہدیا گیا تھا کہ ہر جگہ ظاہر کر دینا کہ ہم صلح کی درخواست
لے کر آئے ہیں۔ اس سے پنولین کا یہ منشا تھا کہ اگر صلح نہو اور جنگ جاری رکھی جائے
تو برطانیہ کے جمہور کو معلوم ہو جائے کہ بانی جنگ فرانس نہیں ہے بلکہ خود برطانیہ ہے
بولون سے روانہ ہوکر ایلچی بہ آسانی انگلستان نہ پہونچے۔ کیونکہ برطانیہ کے وزرا صلح کے
اسقدر مخالف تھے کہ انھوں نے اپنے گشتی جہازوں کو سخت احکام بھیجدئے تھے
کہ صلح کے جھنڈے والے جہاز کو بھی نہ گذرنے دیں۔ مگر فرانس کے جہاز کا کپتان ایسا
ہوشیار تھا کہ انگلستان کے گشتی جہازوں سے بچکر ڈاون Downs میں جا اترا
لیکن ساحل پر اترنے کی بڑی دشواری سے اجازت ملی۔ انجام کار روس کا ایلچی
لندن گیا لیکن فرانس کے ایلچی کو جہاز پر روک لیا گیا۔ مگر پھر مسٹر کیننگ کے پاس سے
اس بات کی اجازت آگئی کہ فرانس کا ایلچی بھی لندن کو چلا آئے۔ ان دونوں ایلچیوں
کی مدارات کی گئیں مگر ایک انگریزی افسر کا ان پر پہرہ مقرر ہوگیا اور وہ ان کو ایک لمحہ
کے لئے نہ چھوڑتا تھا۔

اڑتالیس گھنٹے گذر جانے پر ان ایلچیوں کو خطوط دیکر واپس کر دیا گیا۔ یہ خطوط
فرانس یا روس کے شاہنشاہوں کے نام نہ تھے بلکہ وزرا کے نام تھے اور لکھا تھا کہ
تمھارا مراسلہ پہنچا۔ جواب بعد کو دیا جاویگا اس تلخ جواب سے صاف ظاہر تھا کہ دربار
لندن کو صلح سے پوری نفرت تھی اور کئی دن کے بعد وزیر انگلستان کی طرف
سے ٹال مٹول کا جواب موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا۔ صلح کی ایسی درخواستیں
ہمارے پاس پہلے بھی چند مرتبہ آچکی ہیں لیکن ہم ان کو سچا نہیں سمجھتے۔ اور ہم سے
تنہا صلح کی درخواست سے کیا فائدہ۔ درخواست ہو تو ہمارے جمیع شرکا سے
ہونا چاہیئے جن میں اسپین کے باغی بھی شامل ہیں۔ اور اس مراسلہ میں یہ غضب

کی توہین کرنے والی عبارت بھی درج تھی کہ وزرائے انگلستان دونوں شاہنشاہوں کو نام یہ مراسلہ اسلئے نہیں بھیج سکتے ہیں کہ ایک بادشاہ ان میں ایسا ہے جس کو برطانیہ نے بادشاہ تسلیم نہیں کیا ہے " باوجودیکہ یہ جواب نہایت ہی سخت درشت اور توہین کرنے والا تھا لیکن نپولین نے بڑی عالی ظرفی سے کچھ برا نہ مانا بلکہ نہایت نرم جواب دیا اور لکھا کہ " جیسی وزرائے انگلستان کی تجویز ہے کہ برطانیہ کے جمیع شرکار صلح کی خط و کتابت میں شریک کئے جائیں مجھے اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ضرور سب شریک کئے جائیں۔ لیکن اسپین کے باغی علیحدہ رکھے جائیں۔ مگر اس مراسلہ سے بھی کچھ نہوا اور انگلستان کے دربار سے فوراً یہ جواب ملا کہ ان دو بادشاہوں سے صلح محال ہے جن میں سے ایک نے اسپین کے جائز بادشاہ کو تخت سے اتار دیا ہے اور دوسرے نے محض اپنے ذاتی اغراض سے اس ظلم کو ٹھنڈے جی سے دیکھا ہے کرنل نیپیر صاحب کو تسلیم ہے کہ مسٹر کننگ کے مراسلہ کا لہجہ توہین سے بھرا ہوا تھا۔ کرنل نیپیر لکھتا ہے " یہ بتانا دشوار ہے کہ صلح کی درخواست پیش کرنے سے نپولین کا کیا مدعا تھا۔ ضرور اس کو یقینی طور سے معلوم ہوگا کہ انگلستان اسپین کی جانب داری سے دست کش ہونے والا نہ تھا۔ اور اگر اپنے دشمنوں میں صرف نفاق پیدا کرنے کی یہ تجویز نہ تھی تو اس معاملہ میں نپولین نے کوئی اور انتظام سوچ لیا ہوگا۔ لیکن انگلستان کے وزرا بھی اس بات پر متفق ہیں کہ نپولین صرف اپنے دشمنوں کے درمیان اس صلح کی تجویز سے نفاق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ مگر آخر وہ کون سے دشمن تھے جن میں نپولین نفاق پیدا کردینا چاہتا تھا؟ کیا سوئیڈن سسلی اور پرتگال وہ دشمن تھے چہ خوش چرانہ بودی۔ ان بیچاروں کی نسبت ایسا خیال کرنا حماقت ہے۔ یہ کیا بود گی اور بساط رکھتے تھے اور کس شمار و قطار میں تھے۔ پس گمان غالب ہے کہ نپولین نے سچے جی سے صلح کی درخواست پیش کی تھی سینٹ ہلینا میں بھی نپولین نے یہی کہا

کہ میری درخواست سچے دل سے تھی" اور ہم خود بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے جن کی وجہ سے ارفرتھ میں کانفرنس ہوئی تھی نپولین کا ارادہ ضرور سچا تھا"

جیسا اوپر بیان ہوا وزراے انگلستان نے صلح کی خط و کتابت کا سلسلہ ایکدم قطع کردیا اور اب کوئی امید باقی نہ رہی کہ صلح ہوگی اور لیجئے انگلستان کے دربار کے جوڑ توڑ اور زر نے جنگجو آسٹریا میں تازی روح پھونک دی اور اسپین کے مذہبی دیوانے کسانوں کو از سر نو ابھار دیا۔ جنگ کے طوفان بھبھوکے چلنے لگے اور بدقسمت یورپ میں آگ کے شعلے بھڑکے اور خون کے دریا بہنا شروع ہوئے۔ اور بوناپارٹ کی غیر تسکین پذیر جاہ طلبی" پر نئے الزام دھرے گئے۔

کرنل نیپیر اپنی تاریخ میں دربار برطانیہ پر سخت ملامت کرتا ہے کہ اُس نے صلح کے پیغام وسلام کا سلسلہ قطع کردیا وہ کہتا ہے "نپولین عین حق پر تھا کہ اُس نے اسپین کے باغیوں کو صلح کی خط وکتابت کی شرکت سے علیحدہ رکھنا چاہا۔ اور اگر نپولین انکو شریک کرلیتا تو گویا صلح کی کارروائی آغاز کرنے سے قبل وہ اپنے اسلحہ ہاتھ سے رکھ دیتا۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ برطانیہ اسپین کی شرکت نہیں چھوڑ سکتی تھی لیکن صلح کی بات چیت بند کرنے کے لئے یہ کوئی ضروری وجہ نہیں ہوسکتی۔ یعنی صرف نپولین کا یہی تو مدعا تھا کہ اسپین والے مشورہ میں شریک نہوں۔ لیکن اس سے یہ کب لازم آتا تھا کہ مشورہ میں اسپین کے متعلق بحث نہ کی جاتی۔ یہ کوئی لازمی امر نہ تھا کہ وزراے انگلستان اسپین کی آزادی کو خواہ مخواہ معرض خطر میں ڈال ہی دیتے اور نہ اس مشورہ کی وجہ سے مخالفت کی گرمی میں لازمی طور سے کوئی ٹھنڈک پڑجاتی نہ برطانیہ اسپین کو مدد دینے سے رک جاتی۔

اُس زمانہ کی ضرورتوں اور حالتوں کے موافق یہ انکار وزیر انگلستان کا

ہرگز نہ تھا کیا تماشہ کی بات ہے کہ ایک سرکاری مراسلت کو نپولین کے خطاب سے انکار کرکے ذلیل و خوار کر ڈالا گیا۔ یہ انکار تو خود مضحکہ کے قابل ہے اور عجب لطف ہے کہ ایک سرکاری مراسلہ کو قابل نفرت بدگوئی کے ذریعہ سے حقیر اور رنج دہ کرنا عقلمندی کا فعل سمجھا گیا۔ یہ مراسلہ تو ایسا تھا کہ بڑے اہم مقاصد اس کے ذریعہ سے فیصل ہونے والے تھے لیکن اس حملہ کارروائی سے انگلستان کے مدبر وزیر کی سنجیدگی کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اُس کے کبر و نخوت صاف ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہمارے پاس یقین کی کافی وجوہ موجود ہیں کہ یہ خط و کتابت یک قلم کیوں بند کر دی گئی۔ وجہ یہ تھی کہ نپولین کے خلاف ایک کمینہ سازش ہو رہی تھی جس میں تور اور ٹیک سس کے شاہزادے اور خود ڈیلرانڈ شریک تھے اور ڈیلرانڈ نپولین کو قتل کرانے یا گرفتار کرانے پر ہر وقت آمادہ تھا۔ اور برطانیہ کے دربار کو اس سازش سے ایک امید لگی ہوئی تھی۔ اور مسٹر کیننگ نے اسی توقع پر صلح کی بات چیت کا خاتمہ کر دیا تھا"

نپولین نے سینٹ ہلینا میں اومیرا سے کہا "تمھارے وزرا چاہے کچھ کہیں میں تو ہر وقت صلح پر آمادہ تھا۔ جس وقت فاکس کا انتقال ہوا ہر صورت سے صلح کی توقع تھی۔ اگر لارڈ ڈیل اول اول صداقت پر آمادہ ہوتا تو صلح ہو جاتی۔ اور پروشیا کی لام بندی سے قبل میں نے اُس کو جتلا دیا تھا کہ برطانیہ کو صلح پر آمادہ کر دے اسی میں بہتری ہے کیونکہ دو مہینے کے اندر میں پروشیا کا مالک ہو جاؤنگا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ روس اور پروشیا مل کر میرا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن تنہا پروشیا میرے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ اور روسی افواج کے آنے اور شریک ہونے میں تین مہینے درکار تھے اور مجھکو معلوم ہو گیا کہ پروشیا کی فوج کی نیت اپنے دارالسلطنت برلن کی حفاظت کرنے کی ہے اور پیچھے ہٹنے اور کمک حاصل کرنے کا خیال نہیں ہے جو روس سے اُس کو ملنے والی ہے پس میرے لئے دو ماہ کے اندر روسی افواج کے

آنے سے قبل برلن کو لے لینا کوئی دشوار کام نہ تھا۔ اور جب روسی تتر بتر ہو جاتے تو اُنکو شکست دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اور اسی لئے میں نے لارڈ ڈیل سے کہا تھا کہ تم اس موقع کو غنیمت سمجھو اور صلح کرلو۔ پروشیا تمہارا بڑا دوست ہے اور اس کو غارت مت کراؤ۔ اس خط و کتابت کے بعد مجھے یقین ہوتا ہے کہ لارڈ ڈیل بھی کارروائی پر آمادہ ہو گیا اور اُس نے تمہارے وزرا سے سفارش کی کہ صلح کرلیں۔ لیکن اُنھوں نے نہ مانا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پروشیا کے بادشاہ کے پاس ایک لاکھ فوج ہے اور ممکن ہے کہ مجھے شکست ہو اور یہی شکست میری تباہی ثابت ہو۔ یہ ممکن تھا کہ مجھے شکست ہو جاتی اور میں برباد ہو جاتا کیونکہ بعض اوقات ایک ہی جنگ سے معاملات کا فیصلہ ہو جایا کرتا ہے اور بعض اوقات ذرا سی بات سے جنگ کا رنگ بدل جاتا ہے۔ مگر نہیں جیسا میں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ یعنی جینا کی لڑائی میں میں فتحیاب ہوا اور پروشیا پر میرا قبضہ ہو گیا۔ ٹلسٹ کے بعد ارفرٹ کے مقام سے میں نے اور اسکندر نے اپنے دستخطی مراسلے بھیج کر صلح کی درخواست کی لیکن اُنھوں نے منظور نہ کی۔"

نیپیر صاحب کہتے ہیں کہ نپولین کی حکومت کے اصول اور اُس کی ہردلعزیزی کے راز نے اُس کو جمہور کا بادشاہ بنایا تھا وہ امرا کا بادشاہ نہ تھا۔ اسی لئے مسٹر پٹ اُس کو جمہور کا بیٹا اور جمہور کا حامی کہا کرتا تھا لیکن جیسی یہ بات صحیح و درست ہے اُسی طرح یہ بات بھی صحیح و درست ہے کہ مسٹر پٹ اور اُس کے جانشین اُمرا کے بیٹے اور حامی تھے اور یہی وجہ تھی کہ یورپ کے امرا انقلاب کی جملہ برائیاں نپولین کی ذات سے منسوب کرکے اپنی فطرتی نفرت کا اظہار کیا کرتے تھے کیونکہ اُسی کی بدولت وہ نفرت خیز طریقہ نظم ونسق قایم ہوا جس کو خود نپولین بادشاہت کہا کرتا تھا اور ٹلسٹ کے صلح نامہ نے جس سے نپولین کو یوروپ کے تاجداروں پر فوقیت حاصل ہوئی حالات کے چہرہ سے نقاب اُٹھا دیا۔ اور ادھر تو نپولین جمہور کا حامی ہوا اور اُدھر انگلستان امرا کا معاون ہو گیا پس جب دونوں میں زور و اقتدار

موجود تھا صلح کس طرح ہو سکتی تھی۔ اور اب تک فرانس کے شاہنشاہ کو جو کچھ ہاتھ آیا وہ یہی تھا کہ آیندہ جنگ کے لئے کونسا مقام انتخاب کرنا چاہئے "

باب چہل و چہارم

اسپین پر یورش

انگلستان کا اسپین کو دوبارہ مدد دینا۔ فرانس کی کونسل سے نپولین کا خطاب کرنا۔ فوج کے نام اعلان۔ شاہنشاہ کی سخت محنت۔ وٹوریا۔ برگوز اسپی نوسا ئیں فرانسیسی فوج کا پہونچنا۔ سومی سیرا کے درہ پر حملہ کرنا۔ میڈرڈ کے باشندوں پر نپولین کا رحم کرنا جنرل مورلا سے ملاقات۔ شہر کا اطاعت قبول کرلینا۔ لمیرٹین کی شہادت۔ گواڈراما کے ہولناک درے۔ انگریزی سپاہ کا چال چلن۔ اسٹورگا میں مراسلات کا موصول ہونا

اسپین کی بغاوت اور آسٹریا کی حربی تیاریوں نے انگلستان کا جی بڑھا دیا اور اس نے اپنی کوششوں میں المضاعف سعی شروع کی۔ جزیرہ نمائے اسپین کے مذہبی دیوانے کسانوں کو آمادہ فساد و عناد کرنے میں جہاں تک اس کے امکان میں تھا زور لگایا اسپین کے ساحل پر اس کا لا فتح بیڑہ گشت کر رہا تھا اور پرتگال اور اسپین کے ساحلوں پر وہ سامانِ حرب اسلحہ اور روپیہ بھیج رہا تھا۔ چونکہ صلح کی کوشش میں نپولین کو ناکامی ہو چکی تھی اس لئے مجبور ہو کر اس نے تلوار ہی کو پنچ بنایا۔

پیرس سے کوچ کرنے اور اسپین کی جنگی مہم آغاز کرنے سے قبل اُس نے فرانس کی قانون ساز کونسل سے حسب ذیل الفاظ میں خطاب کیا:۔

"اپنی اندرون سلطنت میں میں نے امسال تین ہزار میل سے زیادہ دورہ کیا۔ فرانس کے اس بڑے خاندان کے نظارہ نے یعنی جو کچھ عرصہ سے باہمی نااتفاقیوں سے پریشان ہوگیا تھا اور اب متفق اور خوش وخرم ہے۔ مجھ پر بڑا اثر کیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ میں اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوسکتا جب تک کہ فرانس مطمئن نہ ہو جائے میری فوج کا ایک حصہ اُس سپاہ کے مقابلہ کو جارہا ہے جو انگلستان نے اسپین میں بھیجی ہے اور یہ خدا کی خاص مہربانی ہے کہ اُس نے اب تک ہم کو فاتح کیا ہے۔ اور انگلستان کو غصہ نے ایسا اندھا کیا ہے کہ اپنے بحری مقبوضات چھوڑکر اُس نے خشکی میں اپنی فوج کی نمایش کرنا چاہی ہے۔ میں دو ایک روز میں آپ سے رخصت ہوکر اپنی افواج کی سپہ سالاری کرنے جاتا ہوں اور عنایت ایزدی سے میڈرڈ میں اسپین کے بادشاہ کو تخت نشین کرتا ہوں اور پرتگال کے دارالحکومۃ لسبن پر فرانسیسی جھنڈا گاڑے دیتا ہوں۔ روس کے شاہنشاہ سے ارفرتھ میں میری ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں کی دلی آرزو یہی ہے کہ صلح ہوجائے۔ اور ہمارا یہ بھی عزم ہے کہ اگر بحری تجارت بے خوف وخطر کھل جائے تو ہم ہر طرح سے نقصان اُٹھا لینے کو آمادہ ہیں۔ ہم دونوں کی ایک رائے ہے اور صلح ہو یا جنگ ہو ہم ایک دوسرے کے شریک ہیں"

اس وقت دولاکھ جرار اور آزمودہ کار فرانسیسی سپاہ کوہستان پیری نیز میں جمع ہوچکی تھی اور حسب ذیل پرجوش اعلان بھیجکر نپولین نے تمامی فوج کو آمادہ کردیا:۔

"اے جوانمردو۔ دریائے وسیچولا اور ڈینوب کے کناروں پر فتوحات حاصل کرکے تم بڑی سرعت سے جرمنی کا میدان عبور کرگئے تھے۔ اور آج کہ ہنوز تم کو سستانے کا ذرا بھی موقع نہیں ملا ہے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ فرانس کو عبور کرجاؤ۔ اے شیر مردو

مجھے تمھاری مدد کی حاجت ہے۔ انگلستان کا ہولناک تیندوا اسپین اور پرتگال میں گھس آیا ہے لیکن بہت ضروری ہے کہ تم کو دیکھتے ہی خوف سے وہ راہ فرار اختیار کرے۔ چلو اپنے مظفر و منصور پرچموں کو ہرقل کے ستونوں کے قریب لے چلو۔ اے رستمو۔ یہ سچ ہے کہ زمانۂ حال کی تمامی افواج پر تم فائق ہو لیکن ابھی قدیمی رومی افواج کی تم نے ہمسری نہیں کی ہے جنھوں نے ایک ہی مہم کے دوران میں دریائے رین اور فرات پر۔ اور الیریا اور دریائے ٹیگس پر فتوحات حاصل کی تھیں۔ تمھاری محنتوں کا یہ نتیجہ ہوگا کہ عرصہ دراز تک صلح قایم رہے گی اور یورپ کو خوش حالی نصیب ہوگی۔ اور اصلی فرانسیسی کا یہی دھرم ہے کہ جب تک بحری تجارت کے لئے تمامی سمندر آزاد نہ ہو جائیں چین کی نیند نہ سوئے۔ اے سپاہیو۔ فرانسیسی جمہور اور میری عظمت کے متعلق جو کچھ تم کر چکے اور جو کچھ تم کرنے کو ہو میرے دل سے کبھی فراموش نہ ہوگا۔"

۲۹- اکتوبر ۱۸۰۸ء کو نپولین بے اَن جانے کو گاڑی میں سوار ہوا اور سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ اس سرعت سے نپولین گیا تھا جس طرح شہاب ثاقب ہوا میں جاتا ہے اور جہاں پہونچتا تھا تبدیلیاں کرتا جاتا تھا۔" پیرس سے میڈرڈ سات سو میل ہے۔ موسم سرما آپہونچا تھا اور بارش سے راستہ نہایت خراب حالت میں تھا۔ کیچڑ سے حالت خطرناک ہو رہی تھی۔ لیکن تاریکی اور طوفان سے بے پروا نپولین مارا مار چلا ہی گیا۔ ایسی سڑکوں پر توپ خانے گذر چکے تھے اور سڑکوں پر ایسے گہرے گڑھے اور لیکھیں ہو گئی تھیں کہ آدھا پہیہ غرق ہو جاتا تھا۔ لیکن انھیں سڑکوں پر نپولین کی گاڑی جا رہی تھی۔ اور وہ جلد پہونچنے کے لئے ایسا بے چین تھا کہ آخر کار گاڑی چھوڑ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے نہ ماندگی سے کوئی اثر ہوتا ہے۔ موکب ہمراہ تھا اور بگولہ باد کی مانند وہ اڑا چلا جا رہا تھا اور وادیوں اور ٹیلوں کو عبور کر رہا تھا۔ اور لیجئے ۳ر نومبر کی ۲ بجے صبح کو وہ بے اَن

جا پہنچا۔

اس نے جنرل برتھیر کو فوراً طلب کیا۔ اور حالات پوچھنا شروع کئے اُس نے فرانسیسی جنرلوں کو ہدایت کردی تھی کہ باغیوں کی تجویزوں میں ذرا بھی مخل نہوں۔ اسپین کی افواج کے قلب میں وہ اپنی کارآزمودہ فوج کو رکھنا چاہتا تھا تاکہ ہر سمت میں بڑا بھاری نقصان پہونچا سکے اور بہت جلد نقصان پہونچا سکے۔ چنانچہ اُس نے اپنے جنرل کو حکم دیدیا کہ اسپین والوں کو ہرگز مت روکو بلکہ بازو پر جہاں تک وہ چاہیں بڑھتے چلے آئیں۔

اپنے نوآموز اور رنگروٹ سپاہیوں کا حوالہ دیتے ہوئے نپولین نے کہا "میں نے پہلے تو اُن کے سامنے بھیڑ کے بچے بھیجے تھے اور اسپین والے اُن کو کھا گئے لیکن اب میں اُن کے لئے بھیڑئیے بھیجتا ہوں جو ان کو کھا جائینگے"۔

لیکن یہ بات دیکھکر نپولین کو بڑی مایوسی ہوئی کہ اُس کی ہدایتوں پر بہت کم عمل کیا گیا سپاہیوں کے لئے کافی وردیاں نہ آئی تھیں۔ چھڑوں اور پرتل کے ٹٹوؤں کی کمی تھی رسد کا سامان بھی کم تھا۔ جوزیف نے اپنی سپاہ کو اس طرح یکجا نہ رکھا تھا کہ وہ چاروں طرف سے دشمن کے حصار میں ہوجاتی اور ایسا کرنے سے وہ ڈر گیا تھا اور بزدلی سے اس نے میمنہ اور میسرہ اور عقب کی حفاظت کرنے کو سپاہ منتشر کردی تھی۔ نپولین کو اس پر سخت تاسف ہوا لیکن تاسف میں اُس نے وقت ضائع نہ کیا۔ ہم اُس کی محنت کا اندازہ صرف ایک ہی دن کے کام سے کرسکتے ہیں یعنی اتنا بڑا اور ایسی تیزی سے تو وہ سفر کرکے آیا تھا لیکن دیکھئے صبح ہوتے ہی اُس نے کتنا بہت سا کام کرلیا۔ یعنی جتنے ٹھیکہ داروں کے متعلق ٹھیکہ کی تکمیل نہوئی تھی اُس نے سب ٹھیکوں کو توڑ دیا۔ اور اطراف وجوانب میں گماشتے روانہ کئے کہ جائیں اور جملہ اشیا نقد قیمت دیکر بہم پہنچائیں اور جہاں تک جنوب کا پارچہ دستیاب ہو خریدلیں۔ اور بیشمار کام کرنے والے کاریگر متعین کردئے گئے اور ہزارہا درزیوں نے کپڑا سینا شروع کردیا۔ مویشی اور رسد کی

خریداری سے ہاتھ کھینچ لیا گیا کہ پہلے کپڑا تیار ہو جائے۔ اور رستے اُن میں بارگیں تعمیر ہونے لگیں کہ جو سپاہ آتی جائے اُن میں مقیم ہوتی جائے دوسرے گماشتے متعین کیے گئے کہ نئے سپاہیوں کو مقررہ مقامات پر بسرعت جلد بھیجدیں۔ رستے اُن میں جتنی فوجیں آگئیں اُن کو نپولین نے فوراً ملاحظہ کرلیا۔ اور مرحلوں پلوں اور سڑکوں کے مہتمموں کے نام نہایت کثرت سے بڑے تفصیلی ہدایت کے مراسلات لکھواے۔ دن بھر تو یہ کام کیا اور جب شام ہوئی تو بجائے سستانے اور دم لینے کے وہ جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر ساٹھ میل کوہستان طے کر کے ٹولوسا میں جا داخل ہوا اور یہاں چوتھی تاریخ نومبر کی شب میں تمام رات ایسی تیاریوں میں مصروف رہا کہ فوراً قطعی جنگ عمل میں آجاوے اور دوسرے دن تیس میل اور آگے بڑھکر وہ بمقام وِٹوریا جا پہونچا اور اپنے شاہی گارڈ کے ہمراہ جو اُس کے ساتھ تھا وہ شہر سے باہر تھوڑے فصل سے خیمہ زن ہوا۔ اسپین میں ایک جنرل کی حیثیت سے داخل ہونا چاہتا تھا اور جوزلیف کو بادشاہ کی صورت میں علیحدہ رکھنا چاہتا تھا۔ اور اسپین والوں کی نگاہ میں جوزلیف کی شاہانہ وقعت قایم رکھنا اُس کا عین مدعا تھا۔ تاکہ اگر کوئی ناگوار باتیں پیش آئیں تو ساری جواب وہی اپنے ذمہ لیکر جوزلیف کو نکتہ چینی سے محفوظ رکھے۔

جس وقت نپولین وِٹوریا میں داخل ہوا تو رات زیادہ آچکی تھی۔ اُسی وقت گھوڑے سے اُتر کر وہ پہلے مسافرخانہ میں داخل ہوا اور اپنے نقشجات لیکر دو گھنٹہ میں تمامی جنگ کا نقشہ قایم کرلیا۔ اور دو لاکھ فوج کو ایک ساتھ کوچ کر دینے کا حکم جاری کردیا صبح کو جوزلیف سے سرسری ملاقات کی اور فوراً وہ کارروائیاں شروع کیں جو اُس کے حربی کارنامے میں نہایت حیرت انگیز خیال کی جاتی ہیں۔

اب تک اسپین والے انگریزی افواج کی مدد سے بڑی کامیابیاں حاصل کر چکے تھے اور فتح کے نشہ سے چور تھے۔ اور بڑی شیخیاں مار رہے تھے [illegible]

کی افواج پے فتوحات پا چکی تھیں۔ فوجوں کو انھوں نے گھیر لیا تھا اور چند روز میں انھیں
افواج کو ختم کر چکے تھے جن کے مقابلہ میں آسٹریا پروشیا اور روس کے چھکے چھوٹ
گئے تھے۔ چھ پانچ لاکھ پرجوش دہقان بسرکردگی راہبوں اور پادریوں کے کوہستان
پرینیز کو عبور کر کے سرحد پر ہو شاہ والی سے یورش کر رہے تھے۔ فرانسیسی جنرل اُن کے
گستاخانہ اور نڈر حملوں کی تاب نہ لا سکتے تھے لیکن گاہے گاہے اُن کو پسپا کر دیتے
تھے اور اُن پر حملہ آور ہوتے تھے۔ اگر نپولین کے احکام کی پوری تعمیل ہوئی ہوتی تو فرانسیسی
سپاہ نہایت مضبوطی سے ایک موقع پر مورچہ بند ہوتی اور نڈر دل اسپین والوں کے
بیچ میں محصور ہوتی اور پھر وہ ایک تجربہ کار جماعت داہنے بازو کی حفاظت کو اور دوسرے
کار آزمودہ سپاہیوں کی جماعت بائیں بازو کی حفاظت کو چھوڑ کر اسی ہزار فوج ہمراہ لیکر
اسپین کی فوج کے دو ٹکڑے کر دیتا۔ اور پہلے ایک ٹکڑے پر حملہ کرتا اور پھر دوسرے پر
اور دونوں کو ستیاناس کر دیتا چونکہ اس تجویز میں بڑی نڈری اور جوانمردی درکار تھی
اس میں ضرور کامیابی ہوتی لیکن ایسی حالت میں کامیابی ہوتی جبکہ ان تجربہ کار افواج کا سپہ سالار خود نپولین ہوتا لیکن
اب اس تجویز پر بھروسہ کے ساتھ عمل ہونا دشوار تھا اسلئے کہ فرانسیسی افواج دور دور پھیلی ہوئی
تھیں اور اسپین کے جنرل ایسے نڈر تھے کہ پھندے میں نہ آسکتے تھے۔ لیکن باوجود اسکے
بھی نپولین نے اسی تجویز سے کام کرنے کا عزم کیا۔ اور اس نے ٹھان لیا کہ اسپین کی افواج
کے دو ٹکڑے ضرور کر دیے جائیں تاکہ پہلے ایک پر حملہ کیا جائے اور پھر دوسرے پر۔

وٹوریا میں نپولین کے پہونچتے ہی تمام فرانسیسی افواج میں جان پڑ گئی۔ سر چہار سو
احکام جاری ہو گئے اسپتال اور میگزین قائم کر دئے گئے اور ایک خندق کھود لی گئی کہ
ہزیمت کی حالت میں پناہ ملے۔ نپولین جتنا جری اور بے خوف جنرل تھا اسی قدر محتاط
بھی تھا۔ اپنے میسرہ اور میمنہ کی حفاظت کے لئے دو قوی فوجیں چھوڑ کر اس نے پچاس ہزار
ایسی فوج اپنے ہمراہ لی جو اس کی تمامی سپاہ کی جان تھی اور اسپین کی فوج کے مرکز پر

حملہ کیا۔ لیکن یہ حملہ ایسا نہ تھا کہ کسی کے روکے سے رک جا سکتا۔ لیکن نسبتاً قتال بہت ہوا
اور وہ تقالی سپاہی جو پہاڑوں پر چڑھنے میں پورے مشاق تھے ہتھیار ہاتھوں سے
پھینک کر کہستان پر اس صفائی اور پھرتی سے چڑھ گئے جیسے بکریاں چڑھ جایا کرتی
ہیں اپنے جھنڈے توپیں اور سامان سب پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۱ نومبر کی شب میں نپولین
اپنی فوج میں برگوز کو پہونچا اور کمان کرنے لگا۔ خندقوں سے محفوظ ٹیلوں پر جو شہر کے گرداگرد
تھے اسپین والوں کی بڑی کثرت سے فوج جمع تھی۔ فرانسیسیوں نے گولے گراب کی
کچھ پروا نہ کر کے جن سے ان کی اگلی صفیں اڑ گئی تھیں اور زمین پر کشتوں کے پشتے
لگ گئے تھے دھاوا کر دیا اور ہر ایک بلندی کو فتح کر لیا۔ اور اسپین والے اس تیزی
سے فرار ہوئے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کو ہزیمت ہوئی بلکہ وہ منتشر ہو گئے۔

فرانسیسیوں نے بھی خوب جی کھول کر تعاقب کیا اور راستہ سے تلواریں بندوقیں
اور سامان حرب جن کو دشمن چھوڑ کر بھاگے تھے جمع کرتے گئے اور اب وہ السیپی نوسا
شہر کے سرے پر پہونچ گئے۔ یہاں اسپین کی تیس ہزار فوج مورچہ بند تھی۔ چھ ہزار فرانسیسی
دمدموں پر چڑھ گئے۔ اور تمام دن جنگ ہوتی رہی۔ لیکن فتح نہ ہوئی۔ اور رات ہو جانے
کی وجہ سے لڑائی بند کر دینا پڑی۔ اسپین کی فوج کو بڑی خوشی تھی کہ اس نے بڑی کامیابی
سے حملوں کو روکا تھا۔ رات میں انھوں نے آگ روشن کی اور خوشی کے نعرے
مارتے رہے۔ شام کے قریب فرانسیسی فوج کا ایک دستہ اور پہونچ گیا تھا اور اب
میدان جنگ میں اٹھارہ ہزار فرانسیسی سپاہی موجود تھے اور ان کے مقابلہ میں تیس ہزار
اسپین کی فوج بلندیوں پر دمدموں اور مورچالوں کے اندر موجود تھی۔ صبح ہوتے ہی ہنگامہ
جدال قتال پھر گرم ہوا اور واقعی یہ بڑا ہولناک معرکہ تھا۔ حملہ آوروں کے حملوں کو کوئی
نہ روک سکتا تھا اور یہ تیس ہزار اسپین کی سپاہ بدحواسی سے بلندیوں سے اتر کر
بھاگی اور السیپی نوسا کے تنگ کوچوں میں گھس پڑی۔ اور اس کے پیچھے اٹھارہ ہزار

فرانسیسی جرار سپاہ جوش جنگ سے سرخوش تعاقب میں جھپٹی۔

موت کا بازار گرم ہوگیا۔ تلواروں اور سنگینوں سے لہو ٹپک رہا تھا اور بدحواس بدہم فراریوں کی صفوں کو گراب اور سیل کے گولے چیر رہے تھے خوف زدہ فراریوں کی حیوانی چیخیں۔ اور تعاقب کرنے والوں کے مجنونانہ نعرے۔ بوق و قرنا کی ڈھاریں مجروحوں کی فریادیں اور جان بلب لوگوں کی کراہیں بس ایسا منظر پیدا کر رہی تھیں کہ حیطہ خیال سے خارج ہے۔ دریاے ٹروبا پہاڑ سے نکل کر بیچ شہر میں بہتا تھا اور اس پر ایک تنگ پل بندھا ہوا تھا۔ اور فراریوں کے ہجوم سے پل کا رستہ قطعی بند ہوگیا۔ اور پل کے دہانہ پر ان بھاگنے والوں کی نہایت ابتر حالت میں بہت بڑی بھیڑ لگ گئی۔ اور اور اس میں بے رحم گولیوں کا مینہ برسنا شروع ہوا۔ بہت سے لوگ تو بدحواسی کی حالت میں دریا میں پھاند پڑے جس میں بارش سے بڑا سیلاب آیا ہوا تھا اور دھاریں بہ گئے۔ اور معلوم نہیں کہاں گئے۔ جب یہ نوبت اور گت ہوچکی تو بڑی دشواری سے جنرل بلیک نے چھ ہزار سپاہ فراہم کرکے بھاگنا شروع کیا اور باقی چوبیس ہزار یا تو مارے گئے یا پہاڑی گھاریوں میں تتر بتر ہوگئے۔

اس کے بعد فاتح کے مقابلہ میں ایک موقع پر اور اسپین کی فوج معرکہ آرا ہوئی۔ اور یہ موقع سومی سیرا کا درہ تھا جو بظاہر عسیر الفتح خیال کیا جاتا تھا۔

واقعی اس درہ کو حملہ کرکے فتح کرنا بڑا دشوار حربی کام تھا۔ یہ درہ پہاڑوں پر نہایت تنگ اور بہت ڈھلوان واقعہ تھا۔ اور اس کے دونوں طرف ناہموار اور سنگ خارا کے کگارے آسمانوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اور درہ کے سامنے دشمن نے سولہ توپوں کا ایک زبردست توپخانہ قایم کر رکھا تھا۔ اور موقعہ موقعہ سے بارہ ہزار اسپین کی سپاہ دائیں بائیں ایسی لگی ہوئی تھی کہ حملہ آوروں پر قیامت برپا کر دیتی جیسے ہی کہ حملہ آور فرانسیسی نمودار ہوئے توپیں اُن پر مہلک آگ برسانے لگیں۔ اور بہادر فرانسیسی اگرچہ

جنگ کے ہولناک تماشوں کی پوری بہاریں دیکھے ہوئے تھے مگر اس طوفان بربادی کے سامنے سے جس کو کوئی بشر برداشت نہ کرسکتا تھا لوٹ پڑے۔

نپولین فوراً اس درہ کے دہانہ میں گھس پڑا اور اس حال کو خود بچشم غور دیکھنے لگا اور اُس نے دونوں جانب تیر فدر اندازوں کے دو دستے پہاڑوں پر چڑھا دیئے اور طرفین سے گولی چلنے لگی۔ اب دھوئیں سے مل کر اس درہ پر تن گیا اور اندھیرا کردیا۔ اور نپولین نے پولینڈ کے دو رسالوں کو تیزی سے حملہ کا حکم دیا۔ اور اس تاریکی میں اُنھوں نے اپنے گھوڑوں کو خیر کردیا۔ لیکن دشمن کی جانب سے ایسی گولوں کی ایک باڑھ پڑی کہ رسالوں کا اگلا حصہ خاک میں مل گیا۔ لیکن پچھلے سوار اپنے اگلے ساتھیوں کو پامال کرتے ہوئے غنیم کی توپوں پر اتنی جلد جا پڑے کہ انھیں دوبارہ توپیں بھرنے کی مہلت نہ دی اور گولنداز وں کو تہ تیغ کرنا شروع کردیا۔ ان کے پیچھے سے فرانسیسی فوج بھی آپڑی۔ اب تو اسپین کے سپاہیوں نے ہتھیار زمین پر پھینک دئے اور پریشان ہوکر ہر طرف بھاگ نکلے۔ اور توپیں بندوقیں۔ سامانِ حرب اور ڈیرے وغیرہ فاتح کے ہاتھ لگے۔

نپیر صاحب لکھتے ہیں کہ " اُن لوگوں کو بھی یقین نہیں آتا جو اسپین کی افواج سے واقف ہیں کہ ایسی عسیر الفتح جگہ جس کی حفاظت کو بارہ ہزار فوج موجود تھی۔ اور جس میں ہنوز کوئی ابتری یا بڑا خطرہ بھی نہیں پیدا ہوا تھا چند رسالوں کے حملہ کے ڈر سے چھوڑ دی گئی جس حملہ کو اچھے پیدلوں کی ایک کمپنی اچھی طرح روک لیتی۔ اگر نپولین کے اس حملہ کو سادی حربی نگاہ سے دیکھا جائے تو ضرور دور اندیشی کے خلاف تھا۔ لیکن جب یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ نپولین کو اسپین کی افواج کی وقعت معلوم تھی اور دھوئیں اور کہر سے فائدہ اُٹھا کر اُس نے حملہ کیا تو نپولین کی فراست اور دانائی میں کلام باقی نہیں رہتا "

سر جان مور کی ماتحتی میں ایک انگریزی فوج شمالی پرتگال میں دھاوے کر رہی تھی کہ اسپین کی افواج کی مدد کو آ رہی تھی نپولین کو اس فوج کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن اس نے یہی ارادہ کیا کہ پہلے اسپین کی افواج کا فیصلہ کر دے اور پھر انگریزی فوج کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ اس نے بڑی تیزی سے میڈرڈ پر دھاوا کیا۔ راہ میں کوئی مقابلہ پیش نہ آیا۔ باغی ایسے منتشر ہو گئے تھے جیسے برگ ہائے خزاں ہوا کے جھونکے سے اڑ جاتے ہیں اور ۲ دسمبر کی صبح کو دار السلطنت میڈرڈ کے سامنے جا پہونچا۔ آج نپولین کی تاجپوشی اور آسٹرلٹز کی جنگ کے سالانہ جشن کی تاریخ تھی۔ اس تاریخ کو فرانسیسی باطل پرستوں کی طرح اپنے لئے بڑی مبارک تاریخ خیال کیا کرتے تھے۔ موسم کی حالت نہایت اچھی تھی اور آفتاب کی چمک نے سب قدرتی اشیاء کو بڑا خوشنما بنا دیا تھا۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے سامنے آیا اور ان فدائی سپاہیوں نے مسرت کا نعرہ مارا لیکن شہر پناہ کے اندر سے اسپین کی فوج نے اس سے بھی بڑا نعرہ مار کر ظاہر کیا کہ مقابلہ کو آمادہ اور تیار ہیں۔ نپولین شہر پناہ کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے ساتھ تیس ہزار فاتح سپاہ موجود تھی۔ شہر پر باغیوں کا قبضہ تھا اور اندر ساٹھ ہزار فوج موجود تھی اور اس میں زیادہ تر دہقان تھے جن کو پادریوں اور قسیسوں نے مذہبی جوش سے بھر کر دیوانہ بنا دیا تھا۔ شہر کی آبادی زن و مرد اور اطفال قریب ایک لاکھ اسی ہزار کے تھی۔ نپولین کو بڑی پریشانی تھی سرخ انگاروں کی طرح بم اور سیل کے گولے اس معمور شہر میں جہاں بے گناہ عورتیں بچے اور بوڑھے اپنے گھروں میں موجود تھے پھینکنے کے خیال سے وہ کانپا جاتا تھا اور ایسا کرنے کو اس کا جی ہرگز نہ چاہتا تھا لیکن اب یہ بات بھی اس کو گوارا نہ تھی کہ بہ ہیئت خوردہ جنرل کی طرح واپس چلا جاتا اور اسپین اور میڈرڈ کو انگریزوں کے قبضہ میں چھوڑ دیتا اور مسٹر ایبٹ کہتے ہیں "اس موقع پر بھی نپولین کی اعلیٰ ذکاوت نے کام کیا اور اس نے ایسی تجویز نکالی کہ اس کے عظمت و وقار میں بھی فرق نہ آیا اور خونریزی بھی نہ ہوئی۔ اور قسمت

نے یہاں پر بھی ثابت کردیا کہ اُس نے بونا پارٹ کا ساتھ نہ چھوڑا تھا"

نپولین گھوڑے پر سوار کھڑا ہوا اسپین کے معمور دارالحکومۃ کو بڑی آرزو کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ فوجیں اپنی فتوحات پر شاداں تھیں اور اُن کا عقیدہ تھا کہ اپنے حیرت انگیز سردار کی ماتحتی میں ہمارے سامنے کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ اور حملہ کرنے کو بیقراری ظاہر کر رہی تھیں۔ نپولین نے خود شہر کے گرد پھر کر ہر موقع پر غور کی۔ شہر سے برابر گولے چلے آرہے تھے اور اُس کے گھوڑے کے قریب گر رہے تھے۔ چنانچہ اُس نے ایسے موقع سے اپنی توپوں کے دمدمے قایم کر دیئے کہ ضرورت کی حالت میں ان سے اس طرح گولہ باری ہو کر دشمن خالف تو ہو جائے لیکن اتلاف جان نہ ہو۔ اب اسی طرح سارا دن ختم ہوگیا اور رات آئی اور چاندنی نے کھیت کیا۔ نپیر صاحب لکھتے ہیں " اس رات کا سماں قابل دید تھا۔ یعنی ابر سے رات صاف تھی۔ دن کی طرح چاندنی پھیلی ہوئی تھی فرانس کی سپاہ میں سناٹے کا عالم تھا لیکن وہ ہر طرح سے ہوشیار تھی۔ لیکن شہر کے ہر گوشہ سے شور کی آواز برابر چلی آرہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہایت خونخوار درندے باہم لڑ رہے ہیں۔ اس کے سوا دو سو خانقاہوں میں اس طرح گھنٹے بج رہے تھے کہ ہوا شور سے بھر گئی تھی"

آدھی رات گذر جانے کے بعد نپولین نے شہر میں حکم بھیجا کہ اطاعت قبول کرلو۔ اور گورنر کو لکھا کہ یہ تو ممکن نہیں کہ تم میری فوج کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے۔ پس کیا فائدہ ہے کہ میں شہر پر گولے برساؤں اور توپ خانے کھول دوں ذرا آنکھ بند کر کے سوچو کہ اگر میں نے واقعی طور سے حملہ کردیا تو شہر کے ساکنوں اور اُن کے مال و متاع پر وہ کونسی قیامت ہے جو ٹوٹ نہ پڑے گی۔ لیکن گورنر نے جواب دیا۔ نہیں ہم اطاعت نہیں قبول کرتے۔ نپولین نے بیرونی مورچوں پر حملہ کیا اور فوراً اُن کو فتح کرلیا۔ اور پھر فوراً زبردست توپوں کے دہانے سیدھے کر دیئے گئے کہ دیوار میں شگاف کردیں

اور اس کے بعد نپولین نے پھر دوسرا خط گورنر کو لکھا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ دیکھو طاعت قبول کرلو۔ یہ دوپہر کا وقت تھا۔ لیکن جواب میں پھر انکار کیا گیا۔ مگر ساتھ ہی اس کے چند گھنٹوں کی مہلت مانگی گئی۔ تاکہ جمہور سے مشورہ کرلیا جائے۔ نپولین فرانسیسیوں کی بیقراری اور بے چینی کو برابر روک رہا تھا لیکن وہ بے تاب ہوتے جاتے تھے۔ لیکن جس طرح ہوسکا نپولین نے دوسری صبح تک انتظار کیا۔ مگر اس اثنا میں شہر کی حالت قابل بیان نہیں ہے۔ مجنون دہقان بدمعاشوں اور غارتگروں کی طرح دردیاں پہنے تمام رات شہر کی گلیوں میں گشت کرتے رہے اور جس کسی پر ذرا بھی شبہہ ہوا کہ فرانسیسیوں کا جانب دار ہے بس فوراً اس کو قتل کرڈالا۔ گرجوں اور خانقاہوں میں تمام رات گھنٹے بجتے رہے قسیس ہتھانوں کو ساتھ لئے ہوئے دمدموں کو کھدواتے اور سیجوں اور بلیوں کی باڑھیں برابر گڑواتے رہے سنگین مکانات ذخیروں سے بھردیئے گئے اور گولیاں مارنے کو روزنیاں بنادی گئیں۔ لیکن ایسے شہری جن کو جان و مال کا خطرہ لگا ہوا تھا یہی چاہتے تھے کہ اطاعت قبول کرلی جائے۔ لیکن دہقان لڑنے مرنے پر آمادہ تھے۔ قسیسوں نے فتویٰ دیدیا تھا کہ جو اسپین والا تین فرانسیسیوں کو قتل کریگا بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا۔

جب صبح ہوئی اور دھوپ نکلی اور کہر زایل ہوگیا نپولین نے خود حکم دیا کہ نفس بڑی توپیں شہرپناہ پر گولے برسائیں۔ بہت دیر نہ ہوئی تھی ایک شگاف ہوگیا اور فرانسیسی فوج مسرت کے نعرے مارتی ہوئی ہلّہ کرکے شگاف میں گھس گئی۔ اور سڑکوں پر جا پہنچی لیکن باوجودیکہ شہر پر نپولین کا قبضہ ہوگیا تھا اور قرب وجوار کی بلندیوں پر اُس کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور تمام شہر کو وہ خاکستر کرسکتا تھا لیکن پھر بھی اُس نے یہ نہ کیا اور تیسری مرتبہ اپنی فوج کے غیظ وغضب کو روکا اور جنگ کو روک دیا۔ فوجیں شہر میں داخل ہوچکی تھیں۔

اب اُس نے ایک مرتبہ اور کہلا بھیجا کہ "دیکھو اطاعت کرلو۔ اگرچہ میں اسپین کے شہروں کو جنھوں نے اپنے پھاٹک میرے سامنے بند کئے ہیں اور مجھکو آنے نہیں دیتے بڑی سخت مثال دکھا دینے کو آمادہ اور تیار ہوں لیکن میں اب بھی یہ نہیں چاہتا۔ بلکہ یہی چاہتا ہوں کہ میڈرڈ میرے حوالہ کردی جائے۔ کشت و خون نہو اور اس کی نیکنامی انھیں لوگوں کے نام رہے جنھوں نے میڈرڈ پر اس وقت دخل کر رکھا ہے" اب تمام جمہور کو بھی یقین ہوگیا تھا کہ مقابلہ بے سود ہے۔ چنانچہ صلح کی گفتگو کے واسطے دو وکیل فوراً نپولین کے صدر مقام پر بھیجے گئے۔ ان میں سے ایک وکیل تو طامس ڈی مورلا اینڈرے لیوسا کا گورنر تھا۔ بیلن میں شرائط اطاعت سے انحراف کرکے یہ اپنے نام کو بدنام کرچکا تھا اور یہی وہ شخص تھا جس نے فرانسیسی قیدیوں کے ساتھ نہایت ہی وحشیانہ اور ظالمانہ برتاؤ کیا تھا۔ نپولین نے اس وفد کو اپنے سامنے طلب کیا۔ اس وقت نپولین کے گرد نہایت ہی شاندار سررشتہ کے افسر حاضر تھے۔ نپولین نے مورلا کو بڑی تیز نگاہ سے دیکھا اور تمامی وفد کے سامنے رد کھا بن گیا۔ مورلا خوف سے کانپنے لگا اور نیچی نگاہ کرکے نپولین سے کہنے لگا "اب تو ہر ایک سمجھدار شخص یہی کہتا ہے کہ اطاعت کرلینا اور شہر حوالہ کردینا ضروری ہے۔ مگر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج یہاں سے ہٹ جائے کہ جمہور کا غصہ فرو کردیا جائے اور اُن کو ترغیب دی جائے کہ ہتھیار کھول ڈالیں" نپولین نے اس کا غصہ سے جواب دیا اور ہم اس موقع پر اخبار مانی ٹور سے جس میں یہ جواب شائع ہوا تھا لفظی ترجمہ کرکے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ ایسا جواب تھا کہ تمام یورپ میں اس کی آواز بازگشت گونج اٹھی تھی:۔

"تم جمہور کا نام فضول کام میں لاتے ہو اور بیکار اُس کی آڑ پکڑتے ہو۔ اگر جمہور کا غصہ فرو کرنے کے تمھارے پاس سامان نہیں ہیں تو اس کی علت یہی ہے کہ

تم ہی نے اُن کو برانگیختہ کیا ہے اور اپنی دروغ گوئی سے اُن کو گمراہ کیا ہے۔ جاؤ
پادریوں اور خانقاہوں کے سجادہ نشینوں اور ہنشیبیوں کو جمع کرکے فوراً انتظام کرو۔
اور باور رکھنا کہ اگر اس وقت سے چھ بجے صبح تک شہر میرے حوالہ نہ کردیا گیا تو صفحہ ہستی
سے اُس کا نشان میٹ دونگا اور میڈرڈ ڈھونڈے نہ ملیگا کہ کہاں پر آباد تھا۔ نہ میں
اپنی افواج کو ہٹاؤنگا نہ مجھے ہٹانا چاہیئے۔ تم وہی ہو کہ بیکس فرانسیسیوں کو بے رحمی سے
ذبح کیا ہے۔ ابھی کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ روسی سفیر کے دونوکروں کو تم نے سٹرکوں
پر کھنچوا کر قتل کیا ہے۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہ فرانسیسی تھے۔ ایک فرانسیسی
جنرل کی نالائقی اور بودے پن سے وہ تمام فرانسیسی فوج جس نے بیلن کے مقام پر
بہ شرائط اطاعت قبول کرلی تھی تمھارے حوالہ کردی گئی۔ لیکن شرائط کی پابندی
کا مطلق خیال نہ کیا گیا۔ کیوں مسٹر ڈی مورلا۔ ذرا میری طرف تو دیکھئے۔ میرے جنرل
کو آپ نے کس قسم کی چھٹی لکھی تھی۔ فرمائیے حضرت۔ آپ نے کس منہ سے ضمانت کا (۳۲۷
لفظ نکالا تھا۔ چہ خوش۔ آپ وہی تو ہیں کہ ۱۷۹۵ء میں روسیلین میں گھس کر سب عورتوں
کو پکڑ لے گئے تھے اور اپنے سپاہیوں میں مال مغروقہ کی طرح بانٹ دیا تھا۔ علاوہ
بریں ایسی زبان بولنے کا آپ کو حق ہی کیا تھا۔ بیلن کے شرائط نامہ سے تو آپ کو
ممانعت تھی۔ ذرا انگریزوں ہی کے چلن کو دیکھکر گریبان میں منہ ڈال لیا ہوتا۔ اگرچہ
انگریزوں کو اقوام کے قوانین کی پوری پابندی کرنے کا فخر حاصل نہیں ہے اور سنٹرا
کی کانفرنس پر اُنھوں نے شکایتیں کیں۔ لیکن باوجود ان شکایتوں کے بھی اُنھوں نے
تمامی شرائط کو پورا کردیا۔ مسٹر مورلا صاحب۔ حربی عہد ناموں سے انحراف کرنا تمامی تہذیب
وشائستگی کو خیرباد کہنا ہے اور اپنے تئیں ریگستان کے بدو لوگوں کی برابر ثابت کرنا ہے
پس فرمائیے تو سہی آپ کس مسالے پر اطاعت کا عہدنامہ کرنے کو تشریف لائے ہیں
آپ وہی تو ہیں کہ بیلن کے عہدنامہ کو شکست کرچکے ہیں۔ مگر دنیا جائے مکافات ہے

اور آسمان کا تھوکا ہمیشہ مُنہ پر آتا ہے۔ آج آپ کی باری بھی آپہونچی۔ قادسیہ میں میرا ایک بیڑا تھا۔ اور قادسیہ کے بندرگاہ میں وہ اسی طرح داخل ہوا تھا جیسے اپنے رفیق کے بندرگاہ میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ لیکن مسٹر مورلا صاحب آپ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ یہی سلوک تو کیا تھا کہ توپ خانوں سے جن کے آپ افسر تھے گولے برسانا شروع کر دیئے تھے۔ میری فوج میں اسپین والوں کی بھی ایک پیدل پلٹن تھی۔ مگر میں نے اُس کو نجاست نہ کیا اور اُس کے ہتھیار نہ رکھوا لیئے بلکہ اُس کو حکم دے دیا کہ انگریزی جہازوں پر جان بچانے کو بھاگ جائے اور ایسی نو سا کی پہاڑیوں سے نیچے اتر جائے اور میں نے دشمنوں کی تعداد میں جو صریح بے ایمانی اور معاہدہ شکنی کے ساتھ مجھ سے جنگ کر رہے تھے نو ہزار فوج کا اضافہ گوارا کر لیا۔ جمہور کی طرف سے آپ کو مجھ سے کچھ کہنا نہیں ہے صرف یہی کہنا ہے کہ انھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اگر ایسا نہوا تو تم اور تمھاری فوج خاک وخون میں لوٹتی نظر آئیگی۔"

نپولین کی یہ ملامت آمیز لفظیں واجبی تھیں اور ایسی سخت تھیں کہ مورلا خوف کے مارے تھرتھرا گیا اور جب اپنے صدر مقام پر واپس گیا تو ایسا حواس باختہ ہو رہا تھا کہ زبان میں طاقت گویائی باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ اُس کے ہمراہی دوسرے وکیل نے حالات بیان کئے اور مورلا دوبارہ بھیجا گیا کہ جا کے اور نپولین کو اطلاع دے کہ میڈرڈ نے اطاعت قبول کر لی۔ اب سب نے دیکھ لیا کہ نپولین ایسا مستقل اور عالی حوصلہ شاہنشاہ تھا کہ میڈرڈ کو مطیع بھی کر لیا اور کوئی بڑی خونریزی بھی نہوئی۔ اور نہ مخلوق مصائب میں مبتلا ہوئی۔ فرانسیسی افواج نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور جان و مال سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا گیا۔ یہ سب طلسمات معلوم ہو رہا تھا۔ دکانیں کھلی ہوئی تھیں سڑکوں پر کثرت سے حسب معمول مخلوق کی آمد و رفت جاری تھی۔ کاروبار اُسی طرح جاری تھا اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

نپولین نے ایک اعلانِ عام کے ذریعے سے مشتہر کر دیا کہ تمامی جرایم جو معاملاتِ ملکی کے متعلق عمل میں آ چکے تھے معاف کر دیے گئے۔ مذہبی زیادتیوں کی عدالت جو تفتیشون کے ہاتھ میں تھی موقوف کر دی۔ اور ایک ثلث کے بقدر خانقاہیں بند کر دیں جہاں کاہل مفت خوار راہب رہتے تھے۔ اور ان خانقاہوں کی آمدنی میں سے نصف لیکر اُن خادمانِ دین کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا جو مفید طور سے محنت کر رہے تھے۔ اور نصف آمدنی سے قرضہ سرکاری کو ادا کیا۔ مرحلہ کی چوکیات کو جو مختلف صوبجات کے درمیان قایم تھیں اور آنے جانے والوں کو تکلیف دیتی تھیں اور کاروبار تجارت میں مخل تھیں مطعی توڑ دیا صرف سرحدوں پر ایسے افسر مقرر کر دئے جو محصول لے لیا کریں۔ جاگیرداری اور اس کے معاوضہ میں ضرورت کے وقت سپاہی مہیا کرنے کے طریقہ کو بند کر دیا۔ مرافعہ کی عدالتیں قایم کیں جہاں رشوت ستانی سے کوئی سروکار باقی نہ رہا اور انصاف ہونے لگا۔ بلوہ سے پہلے نپولین نے ان معاملات میں کوئی دخل نہ دیا تھا تاکہ قسیس اور امراء کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ لیکن جب بلوہ ہوا تو اب نپولین کو کسی رعایت کی ضرورت نہ تھی صرف اسی قدر اس وقت انتظام کر دیا جیسا ہم نے چند سطور میں اوپر بیان کیا ہے بہت فائدہ مند تھا۔ اور آیندہ اسپین کی بہبودی کی ان سے امید ہوتی تھی۔ لیکن ان رفاہ اور بہبودیوں کو روکنا اور جزیرہ نمائے اسپین میں خون کے دریا بہانا جیسا تھوڑے ہی دنوں میں پیش آیا انگلستان کا ایسا فعل ہے کہ اُس کے خیال سے سخت تاسف ہوتا ہے اسلئے کہ آخر کو ان خونریزیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ آزاد شدہ اسپین کے غلامی کی پھر بیڑیاں پڑیں اور جمہور پر وہی ظلم و ستم ہونے رہے جیسے ہمیشہ سے ہوتے چلے آتے تھے۔

نیپر صاحب اپنی کتاب "محاربات جزیرہ نما" کے اندر لکھتے ہیں" اسپین اور پرتگال میں اس زمانہ میں جسقدر لڑائیاں ہوئیں اُن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جمہور

کے حامیوں اور خود سر بادشاہت کے طرفداروں کے باہم ہوئیں۔ فریقین یہی سمجھتے بھی تھے اور اُنھوں نے یہی اعلان بھی کیا تھا۔ ولنگٹن کے خطوط اور مراسلات پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جمہوری حکومت کے خیالات رکھنے والوں کو پامال کیا جاے۔ جوزیف بوناپارٹ جمہور کی اصلاح اور ہمسری کے قوانین کا بڑا عالی حوصلہ حامی تھا۔ فرڈی نینڈ کی بد چلنی ابھی لوگوں میں موجود تھی اور فراموش نہوئی تھی اور ڈیوک آف ولنگٹن نے خود لکھا ہے کہ پرتگال کی ملکہ سے آوارہ تر عورت دنیا میں نہیں۔ مگر کیا ہی حیرت کی بات ہے کہ اسپین کے فرمان روا فرڈی نینڈ کی بد چلنی کا وہ حال اور پرتگال کی ملکہ کی آوارگی کا یہ حال اور انھیں فرمانرواؤں کو تخت پر مضبوط بٹھا لینے کی انگلستان نے ایسی سعی کی اور انھیں کو تخت پر بٹھا دیا۔

جوزیف واپس آیا۔ لیکن میڈرڈ کو واپس نہ آیا بلکہ شاہی ایوان کو گیا جو پرٹیڈو میں دار الحکومتہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ نپولین کے پاس اسپین والوں کے بہت سے وفد آے لیکن اُس نے سب سے یہی کہا کہ ”جوزیف جیسا شائستہ اور فیاض بادشاہ میں تم پر مقرر نہ کرونگا جب تک یہ نہ دیکھ لونگا کہ تم اُس کے اہل ہو۔ میں جوزیف کو اسپین کے بادشاہوں کے ایوانوں میں نہ رہنے دونگا کہ تم اسپین والے یورش کرو اور اُس کو پھر وہاں سے نکال دو۔ میں اسپین پر ایسا بادشاہ مامور کرنا نہیں چاہتا جس کو اسپین والے مردود کر چکے ہیں۔ میں نے تو اسپین کو فتح کیا ہے اور اُنھیں حقوق سے نفع اٹھاؤنگا جو فاتح سے منسوب ہیں۔ اور جیسا مناسب سمجھونگا اسپین کے ساتھ پیش آؤنگا“۔ اسی زمانہ میں حسب ذیل مضمون کا اعلان نپولین نے مشتہر کیا:-

” اپنے ۲ جون کے اعلان میں میں نے مشتہر کیا تھا کہ میں اسپین کو دوسرا جسم دینا چاہتا ہوں تم نے اس بات کی خواہش کی ہے کہ اُن حقوق میں جو اسپین کے سابق فرمانرواؤں نے مجھے تفویض کئے ہیں میں وہ حقوق بھی اضافہ کردوں جو فاتح کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس بات سے بھی میرے خیال میں کوئی

تبدیلی واقع نہیں ہوئی میرا خیال یہی ہے کہ اسپین کی خدمت کروں۔ تمھاری مساعی کے امکان میں جو چیزیں اچھی اور فائدہ بخش ہیں میں اُن سب کو ترقی دینا چاہتا ہوں۔ اور جو چیزیں تمھاری ترقی اور خوش حالی کے خلاف ہیں میں اُن سب کو میٹ دینا چاہتا ہوں۔ اُن بیڑیوں کو میں نے توڑ ڈالا جنھوں نے تم کو غلام بنا لیا تھا۔ میں نے آزاد گورنمنٹ قایم کی اور خود سر ظالمانہ بادشاہ کی جگہ حلیم اور محدود اختیار کا بادشاہ متعین کیا۔ اب یہ بات تم ہی پر منحصر ہے کہ اس گورنمنٹ کو قایم رکھو یا نہ رکھو"

پانچ ہفتہ سے کم میں نپولین آدھی اسپین کا مالک ہوگیا اور اسپین کی افواج جہاں اُس کے مقابلہ میں آئیں گرد کی طرح منتشر ہوگئیں انگریز اسپین والوں کی مدد کو تو آرہے تھے لیکن فاتح کو آندھی کی طرح دھاوے کرتے اور ہر مقام پر کامیاب دیکھنے سے حیرت میں ہو گئے اور ایسے پریشان ہوے کہ اب یہ نہیں جانتے تھے کہ کدھر کو لوٹیں۔ اگر آگے قدم رکھتے تھے تو بربادی سر پر سوار تھی اور اگر بغیر جنگ کئے بھاگتے تھے تو غیرت سے ڈوب مرنے کی جگہ تھی تیس ہزار فوج کے ساتھ سرجان مور پرتگال سے یہ اس غرض آرہا تھا کہ سر ڈیوڈ بیرڈ سے جا ملے جو دس ہزار فوج لئے ہوئے کارونا سے آرہا تھا۔ ایسی زبردست قواعد داں انگریزی فوج جسکی تعداد یکجائی چالیس ہزار ہوئی جب بے شمار اسپین کی افواج کی مددگار ہو جاتی تو کامیابی میں کیا شک و شبہہ ہو سکتا تھا۔ لیکن جب انگریزوں نے یہ سنا کہ اسپین کی افواج کو فاش شکست ہوگئی تو اُلٹے پاؤں بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مگر نپولین نے اسوقت انگریزی فوج کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کوئی کارروائی صرف اس وجہ سے نہ کی تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ انگریزی فوج دور تک میدانوں میں بڑھ آئے اور اپنے جہازوں سے دور ہو جاے تو خاطر خواہ مدارات کی جائے نپولین نے میڈرڈ سے چار میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ یہ ایک گاؤں تھا۔ اور یہاں

بیٹھ کر افواج کی ترتیب اور تیمار داری میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ پہلے تو چاروں طرف کھائیاں کھدوائیں اور دمدمے باندھ کر توپیں چڑھا دیں۔ شہر توپوں کی زد میں تھا اور ان مورچوں کے اندر اُس نے افواج کو رکھکر بیمار و مجروحوں کی تیمارداری شروع کی اور حربی سامان جمع کرنے لگا اور اب اُس کو کسی قسم کا کھٹکا نہ تھا۔

اسپین کے بارہ سو نامور شخصوں کا وفد نپولین کے پاس آیا۔ اُس نے ان شخصوں کے سامنے اپنی خدمات پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرکے جو اسپین میں اُس نے سرانجام کی تھیں اپنی تقریر کو ان لفظوں پر ختم کیا "اسپین کے موجودہ لوگوں میں میرے متعلق رائے میں اختلاف رہیں گے اسلیئے کہ لوگوں میں طرح طرح کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں اور انھیں جذبات کی وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوئے ہیں لیکن ان کے بعد جو لوگ پیدا ہونگے وہ میرے شکر گذار ہونگے اور کہیں گے کہ میں نے اُن کو نیا جنم دیا ہے۔ اور یادگار دنوں میں وہ اُس دن کو بھی شمار کرینگے جبکہ میں نے اسپین میں اپنا قدم رکھا ہے اور اسی دن سے اسپین کی خوش حالی کا آغاز خیال کیا جائیگا۔ میرے یہی خیالات ہیں۔ اب تم جاؤ اور اپنے شہروالوں سے مشورہ کرو۔ اور ایک رائے قایم کرلو لیکن معاملہ صاف اچھا ہوتا ہے اور جو کچھ کرنا منظور ہو مجھ سے صاف صاف کہدینا۔"

نپولین کی ہر تقریر سے اُس کی ذکاوت کا اظہار اور اُس کی تحریر کی ہر سطر سے اُسکی عالیشان طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیمرٹن نے اپنی تحریروں میں بڑی عداوت کے ساتھ نپولین کے خلاف دل کے بخار نکالے ہیں اور اُس کی فصاحت کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ لیکن دیکھئے وہ بھی شاہنشاہ کے متعلق اپنے قلم سے کیا لکھ رہا ہے:۔

"مے تھیوبل کے وقت سے اس وقت تک نپولین کی برابر کوئی واقعہ نگار پیدا نہیں ہوا۔ اپنی مہمات کی تفصیل لکھنے میں وہ قیصر سے بازی لے گیا۔ اُس کی تحریر

واقعات کا قلمی بیان ہی نہیں ہے بلکہ وہ تحریر خود واقعہ ہے۔ اُس کے صفحہ کا ہر فقرہ واقعہ کی تصویر اور صورت ہے۔ واقعہ اور لفظ کے مابین واقعات کا ایک حرف۔ لہجہ۔ اور رنگ بیکار نہیں ہے۔ لفظ گویا ہے گویا خود اُس کی ذات ہے۔ اُس کے فقروں کے اجزا چست اور نمایش سے خالی ہیں اور تحریرات اور شارلیمان کے زمانوں کو یاد دلا دیتے ہیں جبکہ وہ دونوں شخص بوجہ جاہل ہونے کے اپنے شاہی فرمانوں کی تحت میں اپنے دستخط نہ کر سکتے تھے بلکہ روشنائی بازوں میں اپنے ہاتھ آلودہ کر کے کاغذ کے نیچے چھاپہ لگا دیتے تھے"

جس زمانہ میں نپولین یہاں مقیم تھا دو واقعات ایسے پیش آئے کہ اُس کی ذکاوت کا پورا ثبوت دیتے ہیں اُس نے حکم دیا تھا کہ فوج کے سپاہی اور افسر قواعد کی سخت پابندی کریں اور اگر کسی نے ذرا بھی خلاف ورزی کی اور رعایا پر تشدد کیا تو نہایت ہی سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ مگر باوجود اس حکم کے اُس کی فوج کے دو سپاہیوں نے ایک عورت پر دست درازی کی اور وہ گرفتار ہوئے اور اُن کو فوجی قانون کی رو سے سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ لیکن ان کی معافی کے متعلق عرضیاں گذریں مگر نپولین نے ہرگز توجہ نہ کی اور دونوں سپاہی گولی سے مار دیئے گئے ان کا قتل ہونا تھا کہ سب کو نصیحت ہوگئی اور پھر کسی سے بد اخلاقی کا فعل سرزد نہ ہوا۔

شاہی فریق کا ایک شخص حامی تھا۔ اس کا نام سینٹ سیمن تھا اور اُس نے پہلے اُن میں بادشاہ جوزیف کے سامنے وفادار رہنے کا حلف اُٹھایا تھا۔ لیکن وہ جوزیف سے پھر گیا اور اسپین کے باغیوں کے ایک گروہ کا سردار بن گیا اور جنگ کرتا ہوا گرفتار کیا گیا یہ شخص فرانسیسی تھا۔ فوجی کمیشن بیٹھی اور اُس کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ مگر نپولین کے بعض رحم دل افسروں نے کچھ ایسی امداد کی کہ سینٹ سیمن کی دختر کی نپولین کے حضور میں رسائی ہوگئی۔ اُس کا اسٹاف اُس کی جلو میں تھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ یہ لڑکی

گاڑی سے کود پڑی اور سپاہیوں کی قطار کو چیر کر نپولین کے گھوڑے کے سامنے جا کر زمین پر سر بسجود ہو گئی۔ اور زار زار رو کر فریاد کرنے لگی کہ جہاں پناہ معاف فرمائیں اور میرے باپ کی تقصیر سے درگذر کریں۔ نپولین یکایک اس خوبصورت لڑکی کو آسیب کی طرح اپنے گھوڑے کے سامنے دیکھ کر تعجب میں ہو گیا اور فوراً گھوڑے کو روک کر حیرت سے دریافت کرنے لگا کہ یہ لڑکی کون ہے اور کیا چاہتی ہے۔

لڑکی نے جواب دیا "جہاں پناہ میں سینٹ سیمین کی بیٹی ہوں اس کو سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے اور آج رات میں وہ قتل کر دیا جاویگا" لڑکی صرف اسیقدر کہنے پائی تھی کہ یکایک اُس کے چہرہ پر زردی چھا گئی اور وہ بیہوش ہو کر مردہ کی طرح زمین پر گر پڑی۔ نپولین لڑکی کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ اور پھر اُس کے بشرہ سے یکایک ظاہر ہوا کہ رحم کے دریا نے جوش مارا ہے اور اسی کے ساتھ اُس نے کہا "اچھا سینٹ سیمین کی بیٹی کو اُٹھا لے جاؤ اور اُس کی بڑی احتیاط سے تیمارداری کرو۔ اور جب ہوش میں آجائے تو کہدو کہ ہم نے اُس کے باپ کی خطا معاف کر دی"۔ پھر تیزی سے گھوڑے کو ایک جانب کترا لے گیا تاکہ اُس کی آنکھوں کو کوئی دیکھ نہ لے جن میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ پھر پیچھے بھی اس غرض سے لوٹ کر دیکھ لیا کہ حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں۔ اب دیکھنے کا مقام ہے کہ نپولین کچھ ایسی طبیعت کا شاہنشاہ تھا کہ سنگین سے سنگین جرائم جو خود اُس کی ذات کے خلاف ہوتے تھے اکثر معاف ہو جایا کرتے تھے لیکن وہ جرایم ہرگز معاف نہ کئے جاتے تھے جو رعایا اور عورتوں کے خلاف سرزد ہوتے تھے۔

جنرل مور اب کاریونا کی جانب واپس جا رہا تھا۔ اور اُس نے ہدایت بھیجدی کہ اس بندرگاہ میں انگریزی جہاز تیار ملیں تاکہ انگریزی سپاہ کو سوار کر لیں۔ ۲۲ دسمبر کی صبح کو چالیس ہزار فوج ہمراہ لیکر نپولین انگریزی فوج کی خبر لینے کو روانہ ہوا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ انگریزی فوج بڑے شدومد اور بہادری سے مقابل ہو گی جسکو اسپین کی سپاہ کی بہادری سے کوئی نسبت نہیں تھی

چنانچہ اُس نے شاہی گارڈ کی جملہ سوار اور پیدل فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور حکم دیا کہ بہت سا محفوظ توپ خانہ پیچھے پیچھے رہے۔ اسپین والے سب فرار ہو چکے تھے اور انگریز اپنے شرکار کی بزدلی سے نہایت سراسیمہ ہو کر تنہا رہ گئے تھے۔ اور نپولین اب ایسی افواج کے ساتھ اُن پر حملہ آور ہونے کو تھا جس کے مقابلہ کی اُن میں طاقت نہ تھی۔ پس جسقدر تیزی سے انگریز فرار ہوتے اُسی قدر اُن کی خیر تھی۔

نپولین اپنی فوج کے ہمراہ برابر یلغار کرتا ہوا آخرکار گواڈراما کی وادی میں پہونچا نپولین کو اس غرض سے کہ فراری انگریزوں کو جا پکڑے بہت تیز دھاووں کی ضرورت تھی۔ موسم کی حالت اب تک نہایت عمدہ تھی مگر اب یکایک طوفان چلنے لگے۔ اور ہوا میں بحری طوفانوں کی سی شدت پیدا ہو گئی اور اس کثرت سے برف گری کہ کوہستانی راہیں بند ہو گئیں اور بھاری توپوں کے پہیے تھم گئے۔ یہی حال باربرداری کی گاڑیوں کا ہوا اور فوج آگے بڑھنے سے معذور ہو گئی۔ تمامی سپاہ جس کے ہمراہ آلات حرب وجنگ بہت کثرت سے تھے ایسی پھنس گئی کہ راہ ملنا دشوار ہو گیا۔ نپولین فوج کے سب سے اگلے حصہ میں جا پہونچا۔ اور دیکھا کہ ایسا شدید برف وباران کا طوفان برپا ہے کہ فوج قدم آگے نہیں بڑھا سکتی اور رکی پڑی ہے۔ راہبروں نے صاف کہدیا تھا کہ ایسے طوفان میں درہ کے پار ہو جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن نپولین تو ایسا رستم تھا کہ کوہستان الپس کے طوفانوں کو بھی خیال میں نہ لایا تھا۔ بھلا اس موقع پر کس طرح خائف ہو سکتا تھا اُس نے گارڈ کے سواروں کو گھوڑوں سے نیچے اُترنے کا حکم دیا اور اُن کی گھنی جماعت بنائی۔ جس کا عرض سڑک کے عرض کے مساوی تھا اور ہر ایک سوار اپنے گھوڑے کی باگ تھام کر پیدل چلا۔ ہر جماعت میں آٹھ یا دس آدمی تھے اور اس جماعت کے پیچھے اسیقدر گھوڑے تھے۔ یہ تجربہ کار سپاہی برف کو پامال کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے رستہ تیار کر دیا۔

(۳۴۷)

نپولین بھی اسی فوج کے درمیان موجود تھا جو بہزار دقت راہ چل رہی تھی اور وہ پاپیادہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا وہ پہلی جماعت کے پیچھے تھا اور جنرل سیویرے کے بازو پر ٹیک لگائے اپنے سپاہیوں کا اس طوفان کا مقابلہ کرنے اور دشواری سے درہ پر چڑھنے میں شریک تھا۔ جب نپولین نے خود ایسے استقلال اور اولوالعزمی کی مثال دکھائی تو فوج کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اُس کی تقلید نہ کرتا اور تمامی فوج بڑی سرگرمی سے اپنے سردار کے پیچھے روانہ ہو گئی۔ اس منزل میں نپولین بہت تھک گیا۔ سپاہ کا بڑا حصہ جس کے ہمراہ توپیں اور سامان کی گاڑیاں تھیں اگلی صفوں کی برابر تیزی نہ چل سکا تھا۔ شب کو نپولین ایک مرحلہ کی کثیف چوکی میں کوہستان کے درمیان ٹھہر گیا اُس کے سب ملازم اُس کی آرام و آسایش کی پہلے سے فکر رکھتے تھے لیکن نپولین کا خود یہ حال تھا کہ دوسروں کی خاطر وہ اپنی ذات کو بالکل بھول جاتا تھا۔ نپولین کے ہمراہ اُس کا ذاتی ایک ہٹل کا خچر تھا اور وہ اس قیام گاہ پر پہونچا یا گیا اور بقول جنرل سیویرے کے "جب یہ خچر پہونچ گیا تو شاہ کو تاپنے کو آگ اور کھانا اور بستر نصیب ہوا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ایسے موقعوں پر شاہنشاہ خود غرضی نہ کیا کرتا تھا اور جب اُس کو صرف اپنی ذات سے بحث ہوتی تو کل کی مطلق فکر نہ کرتا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی عادت کے موافق اُس نے سب کے ساتھ جو اُس کے ہمراہ آسکے تھے کھانا کھایا اور سب کو تپایا اور جن لوگوں نے تکلف کیا اُن کو مجبور کر کے بڑے اصرار سے کھانا کھلایا۔ ایسے موقعوں پر جب سب یار جمع ہوتے تو وہ بڑی بے تکلفی اور خوشی سے اپنی حیرت انگیز زندگی کے عجیب واقعات سنایا کرتا اور برین سے حالات بیان کرنا شروع کر کے آخر میں اس فقرہ پر ختم کیا کرتا کہ "ابھی دیکھئے اور کیا کیا معاملات پیش آنے والے ہیں"۔

جب کوہستان ختم ہوا تو برف باری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اب مینہ کی جھڑی لگی بھیگی۔ سپاہ گھٹنوں تک پانی میں سڑکوں پر چل رہی تھی۔ اور کیچڑ میں

توپوں کے پہیئے دُھریوں تک دھس دھس جاتے تھے۔ نپولین کو بڑی فکر تھی کہ کسی طرح فرانسیسی فوج کا ایک حصہ انگریزی فوج کے آگے پہونچ جائے اور پھر وہ بھاگ نہ سکیں تدبیریں تو اُس نے ایسی کافی کی تھیں کہ اگر محض اتفاق سے موسم ایسا شدید نہ ہوجاتا اور سڑکوں کی حالت ایسی خراب نہ ہوجاتی تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی اُس کے قبضہ سے نکلکر نہ جاسکتا تھا۔ اور اُس نے مارشل سولٹ کو لکھا " اگر انگریز بھاگیں تو سخت تعاقب کرو۔ اور اگر وہ حملہ آور ہوں تو تم پیچھے ہٹو۔ اسلیئے کہ جتنا وہ آگے بڑھینگے اسی قدر اچھا ہے اور اگر وہ ایک دن بھی اپنے موجودہ قیام گاہ میں ٹھہرے تو اُن کا کام تمام ہوجائیگا کیونکہ میں اُن کے بازو پر پہونچ جاؤنگا انگریزی فوج کا سردار جنرل مور شاگن میں تھا اور نپولین اپنے ہراول کے ساتھ اُس سے ایک منزل کے فاصلہ پر آپہونچا تھا۔ انگریزی جنرل کو اب دیر لگانے کا موقع نہ تھا کیونکہ جال چاروں طرف بچھ چکا تھا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے وہ فرار ہوا اور اپنے پیچھے پلوں کو بارود سے اُڑاتا گیا۔ مینہ اُسی شدت سے برس رہا تھا۔ دریاؤں میں سیلاب تھے اور انگریزی فوج کی فراری سے سڑکیں کٹ کر ایسی خراب ہوگئی تھیں کہ غیر قابل گذر ہورہی تھیں۔

اب جو جو منظر پیش آئے اُن کی تصویر کھینچنا قلم کی قدرت سے باہر ہے۔ اگرچہ جنرل مور نے حتی المقدور بڑے معزز طریقہ سے اپنی فوج کو روکا لیکن پھر بھی فوج نے وہ وہ زیادتیاں کیں کہ بیان نہیں کی جاسکتیں۔ اس فوج کو ہر مقام پر کثرت سے شراب ہاتھ آئی تھی اور اس کو پی کر وہ متوالی ہوگئی اور بڑی بڑی بے رحمیاں کرکے لوٹ اور غارت میں مصروف ہوگئی اور کسانوں کے گھروں کو آگ لگادی یہ سپاہی ایسے مخمور تھے کہ بعض موقعوں پر خود اُس آگ میں جل گئے جو انھوں نے آپ لگائی تھی۔ انگریزوں اور کسانوں میں سخت دشمنی پیدا ہوگئی۔ انگریز تو اسپین والوں کو کمبخت ناسپاس کہتے تھے اور اسپین والے کہتے تھے " ارے ہم کو تم ناسپاس کہتے ہو۔ تم کون ہو۔

تم تو وہ ہو کہ اپنے مطلب سے ہمارے ملک میں آئے اور بھاگے جاتے ہو اور ہماری حفاظت نہیں کرتے"۔ مختصر یہ ہے کہ مخمور انگریزوں اور اسپین والوں میں ایسی سخت دشمنی اور نفرت بڑھی کہ اسپین والے فرانسیسیوں کو اپنا خلاصی دینے والا سمجھنے لگے۔

راہ میں جابجا انگریزی فوج کے سامان پڑے ہوئے ملتے تھے۔ سڑک پر سامان کی گاڑیاں چھوٹ گئی تھیں۔ توپوں کی گاڑیوں کو توڑ کر الٹ دیا گیا تھا۔ بیمار۔ مجروح۔ نشہ میں ڈوبے ہوئے سڑکوں پر جابجا پڑے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان مُردے اور ایسے شخص بھی تھے جو راہ بھول کر پیچھے رہ گئے تھے۔ نپولین شب و روز دھاوے کئے چلا جا رہا تھا کہ فراریوں کو جا پکڑے۔ ۲ جنوری کو اپنے ہراول کے ہمراہ وہ ایسٹورگا میں پہنچا۔ پچاس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر دس دن میں وہ دو سو میل مسافت طے کر چکا تھا۔ جاڑے کی شدت کی کوئی حد نہ تھی۔ ایسے سخت طوفان تھے کہ پہاڑ کے درے برف سے بند ہو گئے تھے اور میدان سطح آب نظر آرہا تھا۔ دریا چڑھ گئے تھے اور بڑی تیزی سے بہ رہے تھے۔ اور نپولین کا راستہ بند ہو گیا تھا۔ گھوڑے اور سپاہی بہ ہزار جزالی و دشواری گہری کیچڑ میں توپوں کو کھینچتے تھے۔ اور پہیے گھٹنوں تک کیچڑ میں غرق تھے۔

جس صبح کو نپولین اسٹورگا سے روانہ ہوا طوفان بڑا شدید برپا تھا۔ آسمان کالے بادلوں سے چھایا ہوا تھا۔ برف باری سے سپاہ بھیگ کر ٹھٹھر گئی تھی۔ اپنی جاں نثار فوج کی ہر ایک تکلیف میں نپولین شریک تھا۔ وہ طوفان میں چند ہی میل چلا تھا کہ فرانس سے چند اہم مراسلات لے کر قاصد اُس کے پاس پہنچا۔ کوئی مکان قریب موجود نہ تھا۔ نپولین گھوڑے سے اتر پڑا اور حکم دیا کہ سڑک کے کنارے پر آگ روشن کی جائے۔ تمامی افسر ادب کے ساتھ اُس کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور اُس کے چہرہ کو بڑے تردد سے دیکھنے لگے۔ برف باری ہو رہی تھی اور اُس کی نڈر سپاہ کے

گردہ قریب ادب سے کھڑے تھے اور نپولین نے آگ کے قریب کھڑے ہو کر ان مراسلات کا مطالعہ شروع کیا۔

لکھا تھا کہ "شاہنشاہ چونکہ اسپین میں ہے لہذا اس کی عدم موجودگی کے موقعہ کو غنیمت سمجھکر اور یہ دیکھکر کہ دریائے رین کے کناروں سے شاہنشاہ نے ایک لاکھ کار آزمودہ فوج طلب کر لی ہے آسٹریا نے انگلستان سے پھر اتحاد پیدا کر لیا اور شمال سے فرانس پر حملہ آور ہونے کا عزم کیا ہے۔ اور چونکہ شاہنشاہ کا روس کے بادشاہ سے میل ہے لہذا ترک سخت طیش سے بھر گئے اور مشرق سے دھمکی دینا شروع کر دی ہے۔ اور چونکہ شاہنشاہ اس بات پر راضی نہیں ہوا کہ قسطنطنیہ کا روسی سلطنت سے الحاق کر دیا جائے اسلئے شاہنشاہ روس کی ماں اور امرا کا ایک گروہ کثیر سخت دشمنی پر آمادہ ہو گئے ہیں اور اسکندر اگرچہ اب تک اپنی دوستی پر ثابت قدم ہے تاہم اس کے ساتھ مخالفت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور وہ بڑی کشمکش میں ہے۔"

نپولین کے دل پر تمامی معاملات برقی حالت سے منکشف ہو گئے اور اس کو فوراً معلوم ہوا کہ اور جنگی جتھہ قایم ہونے والا ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ اس کے عظیم الشان عزم و استقلال میں ایک لحہ کے واسطے اس ہولناک منظر سے فرق آگیا۔ اور اب وہ اس بات پر کہ اسپین کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا پچھتانے لگا۔ لیکن اب اس جنگ سے وہ دست کش بھی نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ انگریز اور اسپین والے فرانس پر حملہ کرنے کو پہاڑوں کے دروں میں ابھر نکلینگے۔ شمالی طوفان جنگ کو بھی ٹال دینا اس کی قدرت سے باہر تھا کیونکہ وہ جمہوری اصولوں کا حامی تھا اور انھیں کو میٹ دینے کی غرض سے یورپ کے تاجدار جتھہ بندیاں کیا کرتے تھے۔ لہذا اس امر میں کوئی کلام نہیں کہ شمال میں دریائے ڈینیوب کے کنارہ انگریزوں اور آسٹریا والوں سے مڈبھیڑ لینا اور جنوب میں انگلستان۔ اسپین اور پرتگال سے جنگ کرنا اور اڑھی

ٹھیر تھی۔ پھر اس پر ایک طرّہ یہ تھا کہ بقیہ آدھا یورپ بھی موقع کا منتظر تھا کہ نپولین کو کہیں پر ہزیمت ہو اور وہ سب اپنے دشمن پر باز کی طرح ٹوٹ پڑیں ادھر فرانس کی جمہور بھی جنگ کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے۔ نپولین بھی لڑائی سے عاری آگیا تھا پس نپولین کے لئے صرف ایک پہلو باقی تھا اور وہ یہ تھا کہ مایوس ہو کر جنگ سے کیونکہ وہ ختم ہوتی نظر آتی تھی ہاتھ اُٹھا لے اور فرانس کو دشمنوں کے حوالہ کر دے یا جب تک دم میں دم باقی رہے جنگ کرتا رہے۔

اس اُداس الاؤ کے پاس سے جس کے شعلوں کو طوفان ہوا دے رہا تھا نپولین نے بڑی غمناک حالت سے گھوڑے کی باگ موڑی اور آہستہ آہستہ الیسوڑ گا کو واپس آیا۔ کسی کے منہ سے ایک حرف بھی نہ نکلتا تھا ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اور سب لوگ خود نپولین کی طرح سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ مگر حسب معمول ایک گھنٹہ کے بعد اس کی اُداسی دور ہو گئی اور پھر حالت بدستور ہو کر وہ انتظام اور تجاویز میں مصروف ہو گیا۔ اور بڑے استحکام سے اُس نے وہ سامان حرب فراہم کرنا شروع کئے کہ نئے خطرات کا جو راہ میں حائل تھے کامیابی سے مقابلہ کر سکے دریائے رین کی طرف اپنی توجہ پھیر دینا اس کے لئے بہت ضرور تھا۔ پس بذات خاص انگریزوں کے تعاقب سے وہ باز رہا اور مارشل سولٹ کو حکم دیا کہ بڑی سختی سے تعاقب کرے۔

اس کے بعد نپولین ویلاڈولڈ میں واپس آیا جہاں چند روز قیام کیا اور اسپین کی معاملات میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایتیں لکھوائیں اور فرانس۔ اٹلی اور جرمنی کی افواج کی ترتیب کے لئے احکام روانہ کئے۔

باب چہل و پنجم

نیا جتھہ قایم ہونا

صفحہ ۳۲۰

سرجان میور کی فراری - اسپین کی خوفناک حالت سارا گوسا کا محاصرہ - شاہنشاہ کی خوفناک حالت - آسٹریا کا انگلستان سے اتحاد کرلینا - اسکندر کے خیالات - فرانسیسیوں کی زبردست تیاریاں - ملکہ اور شاہنشاہ کا پیرس سے رخصت ہونا

مارشل سولٹ نے دشمن کا ایسی مصیبت خیز فراری کی حالت میں تعاقب کیا کہ زمانہ حال کی تاریخ کے مطالعہ سے اس فراری سے بڑھکر زیادہ مصیبت خیز فراری کہیں نظر نہیں آتی - دیکھا جارہا تھا کہ جابجا بے ترتیب انباروں میں سامان پیچھے چھوٹا ہوا رہ گیا تھا - انگریز کچھ ایسی بدحواسی سے بھاگے تھے کہ زر نقد کے صندوق گگاروں سے نیچے جا پڑے تھے اور اشرفیاں پھیلی پڑی تھیں فرانسیسی سپاہی پیچھے سے جھپٹے چلے آرہے تھے اور انگلستانی اشرفیوں سے اُنھوں نے اپنی جیبیں بھرلیں - بیماروں اور مجروحوں کی بس یہ حالت تھی کہ چہرے زرد ہو گئے تھے اور اس گردہ کو دیکھکر جی ڈرا جاتا تھا اور سڑک کے کنارہ پڑے ہوئے تھے اور جانکنی کی حالت میں پڑے تڑپ

رہے تھے۔ اور برف اور مینہ سے بھیگے ہوئے ڈھیلے ان کا بستر تھے۔ مدہوش سپاہیوں
نے ان دیہات کے باشندوں کے ساتھ جن میں ہوکر ان سپاہیوں کا گذر ہوا بڑی بڑی
بدسلوکیاں کی تھیں۔ عورتوں اور بچوں کو گھروں سے نکال کر تمامی مال و اسباب
کو لوٹ لیا تھا اور یہ بیچارے سخت جاڑے پالے میں باہر میدانوں میں پڑے مر رہے تھے۔
تباہ نصیب لوگوں اور نعشوں کی وہ حالت تھی کہ دیکھی نہ جاسکتی تھی۔

میجر صاحب لکھتے ہیں یہ تباہی اگرچہ اس بدانتظامی سے واقع ہوئی تھی کہ جس کا
تدارک ممکن نہیں ہے۔ اول تو موسم نہایت ہی شدید تھا یعنی معلوم ہوتا تھا کہ گویا
قطب شمالی کو منتقل ہوگیا تھا دوسرے برف و باراں کے وہ طوفان چل رہے تھے
کہ الامان۔ لیکن انگریزی سواروں کا یہ حال تھا کہ جہاں ان کے گھوڑوں کی طاقت
نے جواب دیا وہ اپنے گھوڑوں کو فوراً گولی سے مار دیتے تھے کہ فرانسیسیوں کے ہاتھ
نہ آسکیں۔

اس میں شک نہیں کہ سر جان مور نے فراری کی حالت میں بے نظیر لیاقت اور
پھرتی سے انتظام کیا تھا۔ کہ بھاگنے والوں اور تعاقب کرنے والوں کے چنداول اور
ہراول میں اکثر مٹھ بھیڑ ہو جایا کرتی تھی۔ اور انگریز جس مقام پر اپنی حفاظت میں لڑے
بڑی ہی شجاعت سے لڑے۔ کارونا میں پہونچکر انگریزی فوج موربیا [illegible]
ہوئی یہ پہاڑیاں [illegible] ہوئے تھیں۔ اور یہاں دشمن کے مقابلہ میں اپنی
بہادری کے جوہر دکھائے۔ آبادی سے تین میل کے فاصلہ پر انگریزوں نے میگزین
جمع کیا تھا جس میں چار ہزار بارود کے پیپے تھے اور اس نیت سے کہ یہ بارود فرانسیسیوں
کے ہاتھ نہ لگ جائے انھوں نے اسے اڑا دیا اور اس کا نتیجہ ویسا ہی ہولناک ہوا
جیسا ہونا چاہئے تھا۔

کرنل نیپیر صاحب نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں۔

ایسا دھماکا ہوا کہ گویا کوہ آتش فشاں پھٹ گیا۔ میلوں تک زمین کو لرزہ آگیا۔ پہاڑیاں اپنی جڑوں سے ہل گئیں اور سمندر کے پانی میں ایسا تلاطم برپا ہوا کہ گویا طوفان نے جہازوں کو ڈگمگا دیا۔ دھول اور دھوئیں کا بادل آسمان میں چڑھ گیا۔ اور اس کے اطراف سے چنگاریاں اڑتی ہوئی نکلیں۔ پھر پتھروں اور دیگر قسم کی اشیا کے ٹکڑے برسنے لگے اور بڑا شور پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے آدمی جو قریب رہ گئے تھے مر گئے۔ سمندر کا پانی کناروں سے تھپیڑیں کھانے لگا اور پھر خاموشی اور سناٹا ہو گیا۔ اور جنگ کی کارروائیاں شروع ہو گئیں۔"

(۳۲۶) بڑی سنگین لڑائی ہوئی۔ سر جان مور جو اس پس پائی کے دوران میں افسر اعلیٰ تھا ایک گولے سے مجروح ہوا اور زخم کاری کھایا۔ چونکہ فریقین بہت تھک گئے تھے اور رات بھی ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہوگئی۔ اور بیچارے مقتول جنرل کی نعش کو سپاہیوں نے اس کے فوجی لبادے میں لپیٹا اور جلدی سے لیجا کر کاریونا کے دھس میں دفن کر دیا۔ عجب اداس منظر تھا۔ خون سے لتھڑی ہوئی سپاہ کا اب نہایت ٹھنڈی رات سے مقابلہ تھا کسی شخص کے منہ سے بات نہ نکلی اور مشعل کی روشنی میں ایک اتھلی سی قبر کھود کر نعش کو چند ڈھیلوں کے نیچے داب دیا۔ اس واقعہ کو ایک شاعر نے بڑی خوبی سے منظوم کر کے ایسا بنا دیا ہے کہ کبھی فراموش نہیں ہوسکتا۔ شاعر لکھتا ہے:-

"جس وقت ہم سر جان مور کی نعش کو دمدمے کی جانب بہ حالت اضطراب لیچلے تو نہ کوئی طنبور بجا نہ کوئی نعرہ ماتم سنائی دیا۔ اور نہ کسی سپاہی نے الوداعی سلامی میں بندوق کا اس قبر پر فیر کیا جس میں ہم نے اپنے بہادر سردار کو دفن کیا۔

رات بڑی اندھیری تھی اور نصف شب ڈھل چکی تھی کہ ہم نے اسے قبر میں اتارا اور اپنی سنگینوں سے مٹی کے ڈھیلے الٹ دئے۔ اس وقت چاند کی دھندلی روشنی

کبھی چمکتی تھی اور کبھی غائب ہو جاتی تھی اور ایک مدہم لالٹین کی روشنی تھی۔

"تابوت جیسی بیکار شے میں ہم نے نعش کو نہ رکھا تھا اور نہ چادر کفن ہی میں ہم نے اس کو لپیٹا تھا بلکہ سپاہیانہ طریقے سے اس کو اسی کی فوجی وردی کے لبادہ میں لپیٹ دیا تھا۔

ہم نے دعا بھی نہایت ہی اختصار کے ساتھ پڑھی اور کوئی کلمہ ماتم بھی منہ سے نہ نکالا۔ بلکہ بڑے غور سے اس کے چہرہ کو دیکھ رہے تھے اور ہم کو آنے والے دوسرے دن کی بڑی فکر لگی ہوئی تھی۔

جس وقت ہم نے اس کی تنگ قبر کو تیار کیا اور فرش خاک کو ہموار کیا تو ہم کو خیال آیا کہ افسوس بیگانے اس قبر کو پامال کرینگے اور ہم بہت فاصلہ پر سمندر کی موجوں پر جا رہے ہونگے۔

ابھی ہمارا کام ادھورا ہی تھا کہ گھڑی نے وہ گھنٹہ بجا دیا جس پر ہمیں اس مقام سے ہٹ جانا تھا اور ہم سن رہے تھے کہ دشمن اب بھی بڑی سختی کے ساتھ بلا نشانہ توپیں سر کر رہا تھا۔

ہمیں بڑے غم اور آہستگی کے ساتھ نعش قبر میں اتارنی پڑی۔ میدان قتال کا تازہ خون ابھی سوکھا بھی نہ تھا اور ہم نے اس قبر پر ایک مصرعہ بھی کندہ نہ کیا اور نہ کوئی یادگار کا نشان قایم کیا بلکہ اپنے سردار کو تنہا چھوڑا اور اس کی شہرت کے اس کو سپرد کیا"۔

فرانسیسی افسروں نے اپنے مقتول مخالف کی بڑی داد شجاعت دی اور اس کی قبر پر ایک یادگار بنائی۔

اس کے بعد رات ہی میں اپنے الاؤ کی آگ کو جا بجا جلتا ہوا چھوڑ کر کہ فرانسیسیوں کو اصلی حال معلوم نہ ہو انگریزی فوج نے جہازوں میں سوار ہونا شروع کر دیا۔ اور سب فوج جہازوں پر پہونچگئی اور کوئی مزید بڑا نقصان اٹھانا نہ پڑا۔ اسپین کے سپاہی

دمدموں کی توپوں پر کام کرتے رہے اور فرانسیسیوں کو روک کر رکھا - اس مصیبت بیقراری
میں انگریزوں کی جانب چھ ہزار مجروح - مفقود اور مقتول ہوئے - اور تین ہزار گھوڑوں کو
ان کے سواروں نے گولی سے گرا دیا اور حربی سامان کے بڑے بڑے ذخیرے یا تو
برباد ہو گئے یا فاتح فرانسیسیوں کے ہاتھ آگئے - [1]

---

[1] کرنل نیپیر مورخ کا بھائی میجر نیپیر اس جنگ میں موجود تھا - کرنل نیپیر نے لکھا ہے -
"ٹانگ میں ضرب آجانے سے میجر نیپیر نے کوشش کی کہ اس مقام سے علیحدہ
ہو جاوے - لیکن دشمن نے اس کو آلیا اور پانچ زخم لگا کر وہ زمین پر گرا - مگر ایک
فرانسیسی طنبورچی نے اس کو بچایا - اور جب اس فرانسیسی سپاہی نے جس نے میجر کو
گھایل کیا تھا اس کے ہلاک کرنے کا دوبارہ قصد کیا تو وہی طنبورچی درمیان میں آگیا - جنگ کی دوسری
صبح کو مارشل سولٹ نے میجر نیپیر کے مرہم پٹی کے لئے خاص اپنا ڈاکٹر بھیجا - اور عجیب انوکھی مہربانی
سے نپولین کو عریضہ لکھا کہ میجر نیپیر فرانس نہ بھیجا جاوے - اور معاوضہ کیا جاوے اسلئے کہ انگلستان قیدیوں
کا مبادلہ نہیں کرتا اور ایسی حالت میں میجر کا کام بگڑ جائیگا - اس طنبورچی کو لیجن آف آنر کا تمغہ عنایت
کیا گیا - جب دوسرا فوجی دستہ کارونا سے چلا تو مارشل سولٹ نے میجر نیپیر کی مارشل نے سے
سفارش کی اور اسپر مارشل نے میجر کے ساتھ اس اخلاق سے پیش آیا جو دشمن سے ظاہر ہوتا ہے
بلکہ میجر کی ایسی خاطر کی جیسی دوست اپنے دوست کی کیا کرتے ہیں - فرانسیسی کانسل کے مکان
میں اس کو مقیم کیا اُس کو زر نقد دیا اور اپنے مکان پر اس کی دعوتیں کیں اُس کو فرانس بھیجا
اور میجر کی والدہ کے متعلق جب یہ بات سنی کہ وہ میجر کو مقتول یقین کر کے اُس کا ماتم کر رہی ہے
تو ایک جہاز پر صلح کا جھنڈا کھڑا کر کے میجر کو مع چند دیگر سپاہیوں کے جو نپولین کے ہاں گرفتار ہوئے تھے فوراً
انگلستان کو بھیجدیا اور صرف یہ وعدہ لے لیا کہ جب تک باضابطہ تبادلۂ قیدیان کی کارروائی عمل میں
نہ آجائے یہ لوگ انگلستان کی طرف سے فوجی خدمات انجام نہ دیں - اگر عام اظہار شکر گزاری
کا تقاضا نہ ہوتا تو میں ایسے خانگی معاملات کو تحریر نہ کرتا اسلئے کہ ان اشخاص نے عدیم المثال

جب یہ خوار و خستہ انگریزی فوج انگلستان کو لوٹ کر گئی تو انگلستانیوں کے خیالات کا حال ایلی سن صاحب یوں لکھتے ہیں کہ "انگلش چینل کے کنارہ کے شہروں کے باشندوں نے سر جان مور کی فوج کو جہازوں میں سوار ہوتے ہوئے اس طرح دیکھا تھا کہ اُس سے تمامی حربی تکبر کا اظہار ہو رہا تھا۔ طنبور بج رہے تھے اور پرچموں کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے اور بیشمار تماشائی نعرے مار رہے تھے اور بعضوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اسیواسطے ان لوگوں کو نہایت سخت حیرت ہو گئی اور وہ خوف زدہ ہو گئے جبکہ اُنھوں نے اسی فوج کو ایسی حالت میں لوٹتے ہوئے دیکھا کہ تعداد میں وہ آدھی رہ گئی تھی۔ چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ حربی سامان کی بُری گت ہو رہی تھی اور وردیاں پھٹ کر چیتھڑے ہو گئی تھیں۔ اور وبائی بخار کی وجہ سے جو یہ فوج اپنے ہمراہ لگا لائی تھی لوگوں کے خوف میں اور زیادتی ہو گئی تھی۔ یہ سب باتیں اس کا نتیجہ تھیں کہ یہ فوج تھک کر چور ہو گئی تھی اور جہازوں میں مقید رہی تھی اور دماغوں کی بُری حالت ہو گئی تھی۔ اور اسپر طرہ یہ تھا کہ ان سپاہیوں نے اُن اذیتوں اور مصائب کو بڑی

حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۹۲۔ عالی حوصلگی اور فیاضی کا اظہار کیا ہے۔ اور ان واقعات کا لکھنا جن سے میں اپنے دلی شکریہ کو ظاہر کرتا ہوں ایک اور وجہ سے اور بھی ضروری معلوم ہوا یعنی اس کے بعد مارشل نے پر بڑی مصیبت پڑی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مخالفوں نے جیسی بدسلوکی اُس کے ساتھ کی۔ اس رستم ثانی اور عالی حوصلہ مارشل کی موت کا حال کسی پر مخفی نہیں۔ یعنی مارشل نے ایسا مارشل تھا کہ اپنے ملک فرانس کی طرف سے پانسو لڑائیاں لڑا اور فرانس کے خلاف ہو کر کبھی ایک جنگ بھی نہیں کی اور پھر بھی وہ نمک حرام قرار دیکر گولی سے مار دیا گیا۔ ہے ہے۔ کیسا اندھیر ہوا۔ بوربون کا سخت سے سخت دشمن بوربون اور فرانسیسی قوم کے مقاصد کے درمیان کیا اس مارشل سے بڑھکر بین فرق قایم کر سکتا؟ (نیپیر صاحب کی کتاب محاربات جزیرہ نما جلد اول صفحہ ۲۶۰)۔

مبالغہ سے بیان کیا جو اُن کو برداشت کرنا پڑی تھیں؟

اب اسپین میں آئے دن غارتگری اور قتل ہونے لگے۔ پرجوش جمہور نے اپنے قدیمی بادشاہ کی محبت کے پردہ میں بڑے بڑے ناگفتنی ظلم کرنا شروع کئے۔ جان و مال کی کچھ حفاظت نہ تھی۔ اور کچھ تھی تو اسپین کے اُن مقامات پر تھی جہاں فرانسیسی افواج کا دخل تھا۔ اسپین کے چند سپاہیوں نے ایک عجیب حرکت کی یعنی اپنے نہایت ہی بہادر اور نامور جنرل ڈان جوین سبسے تی لو سے اپسے برہم ہوئے کہ اُس کی چارپائی پر اس کو پکڑا اور کھینچ کر ایک درخت کے پاس لے گئے اور گردن باندھ کر اُسے لٹکا دیا اور پھر گولیاں ماریں بہت دیر تک جی خوش کرتے رہے۔ نپولین کا جہاں جہاں قابو چلا اُس نے ان بدنظمیوں کا اچھی طرح انسداد کیا۔ ویلاڈولڈ میں اُس نے ایک درجن قاتلوں کو گرفتار کر کے فوراً گولی سے مروا دیا۔

نپولین نے جوزف کو لکھا "پہلے تو ایسا انتظام کرو کہ لوگ تم سے خائف ہو جائیں پھر وہ تدبیریں کرنا کہ وہ تم سے محبت کرنے لگیں۔ یہاں میری التجائیں کی جا رہی ہیں بعض غارتگروں کو جنھوں نے قتل و غارت کیا ہے معاف کر دوں لیکن اپنی درخواست منظور نہ ہونے سے انھیں خوشی ہوئی اور اب بعد کو سب معاملات حسب سابق قایم ہو گئے ہیں اسی کے ساتھ مضبوطی اور انصاف کے ساتھ کام کرو اور اگر تم کو حکومت کرنا ہے تو دونوں حالتوں کی مساوات قایم رکھنا"

میڈرڈ میں سو قاتلوں کو گردن مار دیئے جانے کا اُس نے حکم دیا یہ لوگ اسپتال کو میں گھس پڑے تھے اور فرانسیسی مجروح سپاہیوں کو بڑی ایذا دے دے کر اُن کے بستروں پر قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے بہت سے اسپین والوں کے گھر جلائے تھے اور اُن کو قتل کیا تھا۔ اور یہ الزام رکھا تھا کہ تم فرانسیسیوں کے دوست ہو اور نمک حرام ہو۔ نپولین نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ مجرموں کے دلوں پر ہول بٹھلا دے۔ اور

اپنی قدیمی عالی حوصلگی سے یہ قصد کر لیا تھا کہ ان تمامی ضروری شدید کارروائیوں کی سکے الزام خود اپنے اوپر لے لے۔ اور جتنی جفا صینوں اور عالی حوصلگیوں سے ناموری ہو وہ جوزیف سے منسوب کی جائے۔

نوروز کو جوزیف نے پنولین کو مبارکباد کے خط میں لکھا "میں دعا کرتا ہوں کہ اس سال آپ کی کوشش کی بدولت یوروپ میں امن چین ہوجائے اور یوروپ کے فرماں روا آپ کے ارادوں کی داد دیں۔"

اس کے جواب میں پنولین نے کہا "سال نو کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے توقع نہیں ہے کہ یوروپ میں اس سال صلح اور امن قائم ہو اور اس توقع سے مجھے اسقدر مایوسی ہورہی ہے کہ ایک لاکھ جدید فوج کے بھرتی کئے جانے کا میں نے حکم جاری کر دیا ہے انگلستان کے حسد قسطنطنیہ کے واقعات۔ اور قصہ مختصر جملہ باتوں سے ظاہر ہورہا ہے کہ ابھی چین یا آرام کی ساعت نہیں آئی ہے۔"

کھلے میدان میں اسپین والے جہاں سامنے آتے تھے ہزیمت اٹھاتے تھے چنانچہ بیشمار لوگ شہروں میں شہر پناہوں کے اندر گھس رہے تھے اور یہاں سے جان توڑ توڑ کر بہادری سے لڑتے تھے اور جنگ کو طول دیتے تھے۔ لیکن بڑے بڑے مستحکم مقامات فرانسیسی انجنیروں اور افواج کی ہنر اور بہادری سے جلد فتح ہوجاتے تھے۔ مگر ساراگوزا کا محاصرہ قدیم وجدید تاریخ میں سب سے زیادہ قابل یادرکھنے کے ہے۔ شہر کو انگریزوں نے حربی ذخائر سے بھر لیا تھا۔ اور شہر کی مستحکم شہر پناہ کے پیچھے چالیس ہزار ایسے بہادر اسپین کے سپاہی موجود تھے جن کی افسر قسیس تھے اور انھوں نے تمامی سپاہ کو مذہبی جوش سے مدہوش کر دیا تھا۔ اور یہ سپاہ سنگین عمارتوں میں محفوظ تھی اور شہر کے گلی کوچوں میں ایک لاکھ باشندے

بھرے پڑے تھے۔ فرانسیسیوں نے صرف اٹھارہ ہزار فوج سے شہر کا محاصرہ کیا تھا
دو ماہ تک علی الاتصال پرچمی سے جدال و قتال ہوتا رہا۔ شہر پناہ ٹکڑے اڑ گئی تھی اور
خانقاہیں مسمار ہو گئی تھیں لیکن اس پر بھی پر جوش اسپین والے ایک کوچہ سے دوسرے
کوچہ تک اور ایک مکان سے دوسرے مکان تک جنگ کرتے تھے۔ انجام کار
فرانس کی قواعد داں فوج کی بہادری اسپین والوں کے مذہبی جوش پر غالب آئی۔
اور جب منہدم اور جلتے ہوئے شہر پر مارشل لانس نے قبضہ کیا تو ایسا منظر پیش نظر تھا
کہ مصیبت اور اندوہ و غم کی ذلیل دنیا میں کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا۔ شہر کیا تھا منہدم اور
ویران گھروں کا ایک ڈھیر تھا جہاں سڑنے والی لاشوں کی بدبو سے دماغ پاش
پاش ہوا جاتا تھا۔ چون ہزار جانیں تلف ہوئی تھیں۔ ہر مکان سے مجروح مردوں
عورتوں اور بچوں کی کراہیں اور چیخیں بلند تھیں۔ ان کے زخم سڑ کر سڑ گئے تھے
شہر کا ایک ثلث حصہ قطعی برباد ہو گیا تھا۔ اور باقی دو ثلث ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا
اور خون سے رنگ گیا تھا جس سے سخت تعفن آ رہا تھا۔ چالیس ہزار اسپین کے
سپاہیوں میں سے جو دریچہ دریچہ اور سقف بہ سقف لڑے تھے صرف دس ہزار
پیدل اور دو ہزار سوار زندہ بچے۔ اور جب مقید ہوں کی قطاریں فاتحین کے سامنے
سے گذریں تو وہ سب زرد اور نیم جان تھے اور چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور اس
منظر کو دیکھ کر فرانس کے سپاہیوں تک کو جو مدت دراز سے جنگ کے ہولناک
تماشے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے ترس آ گیا۔

جوزیف اب میڈرڈ میں بڑے تزک و احتشام سے داخل ہوا۔ لیکن رعایا نے
اس کی واپسی پر اظہار گرم جوشی نہ کیا کیونکہ وہ اپنے تئیں معزول خیال کرتی تھی۔
لیکن زیادہ معزز طبقہ کے لوگ جو بدامنی میں تکلیفیں اٹھا چکے تھے جوزیف کے
واپس آنے پر مطمئن ہوئے۔ جوزیف اسپین کے باشندوں کے سامنے بطور محافظ

پیش کیا گیا تھا جس نے زبردست فاتح نپولین سے التجائیں کی تھیں کہ اب اسپین اور پر رحم کرے۔ تاہم نپولین کے بہادرانہ اور مستقل چال چلن میں ایک ایسی ادا تھی کہ لوگ اُس کے مداح ہو گئے تھے اور باوجود نپولین کی سعیوں کے کہ تمامی شدید کارروائیوں کی بدنامی اپنے ذمہ لیکر جوزیفین کو ہر دلعزیز بنانے پر بھی نپولین کی عظمت و شان نے جوزیفین کی صرف نیک مزاجی کے مقابلہ میں لوگوں کو اپنی طرف زیادہ کھینچ لیا تھا۔

ویلاڈولڈ میں نپولین پانچ دن مقیم رہا اور یورپ کے تمامی اطراف میں مراسلات بھیجتا رہا اور پانچ دن میں اتنا کام سرانجام کیا کہ معمولی عزم کے آدمی سے ایک سال میں سرانجام ہوتا۔ فرانس۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور جرمنی میں اُس کی افواج ایک نقشہ کی طرح اُس کے سامنے پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اُن سب کا متحد ہو جانا اُس کے ذہن میں موجود تھا۔ مراسلات کو ختم کرنے کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیرس کو روانہ ہوا۔

جے ہیڈلے صاحب کا بیان ہے کہ "پہلے پانچ گھنٹے میں ۸۵ میل فی گھنٹہ کی حیرت انگیز رفتار سے وہ پچاسی میل گیا یہ بگٹٹ دھواں دھار رفتار اُن باشندگانِ قصبات کو جہاں سے اُس کا گذر ہوا بہت دنوں تک یاد رہی۔ سڑک پر جابجا گھوڑوں کی ڈاک لگی ہوئی تھی۔ اور جب مرحلہ پر شاہنشاہ پہونچتا تھا گھوڑے سے فوراً ہی اُتر کر دوسرے پر سوار ہو جاتا تھا اور اس کو مہمیز کر کے ہوا ہو جاتا تھا۔ اور جن لوگوں نے اس نحیف الجثہ سوار کو سادی پوشاک پہنے اور بادِ صرصر کے مثل جاتے دیکھا اُس کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اُس کا پیلا چہرہ سنگ مرمر کی طرح ساکت نظر آتا تھا۔ اُس کے ہونٹھ آپس میں بھچے ہوئے تھے اور اُس کے ابرو پر لوہے کی طرح گرہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور اُس کی آنکھیں روشن تھیں۔ باگ ہاتھ میں تھی اور پشتِ زین پر آگے کو جھکا ہوا سمند باد پا کو اور تیز خرامی پر مجبور کر رہا تھا۔ اور راستہ کو کھا لینا چاہتا تھا

ہمراہیوں میں سے سب پر سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا اور باد صبا کے ہمعنان تھے۔ دنیا کے بہادر شہسوار قصہ مختصر اس سرعت سے کبھی نہیں چلے تھے۔

بے ان پہونچکر نپولین گاڑی میں سوار ہوا۔ اور اسپرل گارڈ کو حکم دیا کہ جتنی جلد ممکن ہو وہ پایہ ریس کو جا پہونچے۔ اور خود پیرس کو روانہ ہوا۔ ۲۲ جنوری کی رات میں ٹولی لریز جا پہونچا۔ اُس کے اچانک وارد ہونے پر سب کو تعجب ہوگیا۔ نپولین نے لوگوں پر اُن سازشوں کا کوئی اظہار نہ کیا جو یورپ میں ہو رہی تھیں۔ اسپین کے دربار کے مکر و فریب کا حال جمہور کو معلوم نہ تھا اور اسی وجہ سے وہ اسپین کی جنگ پر ناراضمندی کا اظہار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اتلاف جان بھی ہوا اور خزانہ کو بھی نقصان پہونچا اور اسپین کے ذلیل اور احمق فرماں رواؤں کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ اس مصیبت خیز جنگ میں مبتلا ہونے پر خود نپولین کو بھی بہت تاسف اور پچھتاوا تھا۔ اس کو توقع تھی کہ اسپین کے نالایق اور جابر فرماں رواؤں کو بآسانی معزول کرنے اور اسپین کی قوم کو فوائد کثیر پہونچانے سے اسپین کے جمہور بہت خوش ہونگے۔ اگر انگلستان مداخلت نہ کر بیٹھتا تو بیشک اسپین کو نیا جنم نصیب ہو جاتا۔ ممکن تھا کہ اگر نپولین اسپین کے ساتھ مصروف کارزار ہوتا تو آسٹریا کے بادشاہ کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت ہوتی۔ لیکن یہ بھی یقین ہے کہ اگر نپولین کو ذرا سی بھی کہیں ہزیمت ہوتی تو اسپین کا بادشاہ بہمراہی انگلستان کے فرانس کے جنوبی صوبجات پر ضرور حملہ آور ہوتا۔

اگرچہ نپولین اسپین کے بوربون بادشاہ کو تخت سے اتار دینے کے متعلق اپنے ارادہ پر بعد کو پچھتایا کرتا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی دوسرا پہلو بھی تو ایسا موجود نہ تھا جس کو وہ اختیار کرتا اور وہ خطرہ سے بھرا ہوا نہ تھا۔ اگر وہ اسپین کو اُس کے حال پر چھوڑ دیتا تو بھی یہی نتیجہ ہوتا کہ باپ بیٹوں میں ایسی خانہ جنگی ہوتی کہ تمام جزیرہ نما مصیبت میں مبتلا ہو جاتا۔ اور انگلستان فرڈی نینڈ کا طرفدار ہو جاتا اور اسپین انگلستان کی نوآبادی ہو جاتی

اس کے برخلاف اگر نپولین جو جمہوری حکومت کا شاہنشاہ اور جمہور کے حقوق کا حامی تھا اسپین میں اپنی فوجیں لے جاکر اناجی رعایا کے پیروں میں غیر قابل برداشت خود سر حکومت کی بیڑیاں اور مضبوط کرتا اور پادریوں کے اختیارات کی کال کوٹھریوں کی سلاخوں کو مضبوط و مستحکم کرتا اور زندانوں کو عمیق کرتا یعنی بوربون حکومت کی پاسداری اور حمایت کرتا تو خود اپنے اصول کے خلاف نہایت ہی مذموم ظلم کا مرتکب ہوتا۔ پس نپولین نے اپنی حفاظت کی غرض سے بڑی بالاوستانہ دلیری سے اسپین پر ایک شائستہ اور رحم دل بادشاہ متعین کرکے آزاد حکومت قایم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

نپولین کے پاس سب اطراف سے خبریں آرہی تھیں کہ آسٹریا کا بادشاہ تیزی سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ وینس۔ وائنا۔ میونچ۔ ڈریسڈن۔ اور میلان سے نپولین کے پاس آسٹریا کی تیاریوں کی مفصل اطلاعیں موصول ہوئیں اب اس پرسر رسیدہ اور عظیم الشان خطرہ کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ نپولین کی تمامی کوششیں کہ صلح اور امن ہوجائے رائگاں گئیں۔ اب صلح نہ ہوسکتی تھی انگلستان نے تو بات ہی کرنا چھوڑ دیا تھا یعنی نپولین کا ایسا جہاز بھی جس پر صلح کا پھریرہ اڑتا ہو، انگلستان کے ساحل پر نہ جاسکتا تھا۔ کیا تماشہ کی بات ہے کہ نپولین کے ایام طفلی میں فرانس کے جمہور نے فرانس کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر قتل کرڈالا تھا اور باوجودیکہ تمامی قوم نے ہم زبان ہوکر نپولین کو اپنا سردار بنایا تھا۔ تاہم انگلستان سے برابر یہی آواز آرہی تھی کہ نپولین غاصب ہے اور بوربون کے تخت پر جس کے وہ جائز مالک ہیں زبردستی چڑھ بیٹھا ہے۔

آسٹریا کے بادشاہ کی ماں یعنی بڑی بیگم اور روس کے زبردست امرا کے منہ سے یہی صدا بلند تھی کہ جمہور کے حامی شاہنشاہ کو مارو۔ مارو۔ اور تمام آسٹریا میں یہی آواز گونج رہی تھی۔

متحدہ یورپ سے یہ آواز آرہی تھی کہ ہم فرانس سے ہرگز نہیں لڑتے۔ ہم تو صرف نپولین سے جنگ کرتے ہیں جس نے فرانس کے تخت کو غصب کرلیا ہے۔

جب نپولین کو فتح ہوتی تھی تو صلح کرلینے اور امن و امان قایم ہونے کے مدعا سے وہ طرح طرح کی نرمی اور رعایت کرنے کو تیار ہوتا تھا۔ لیکن جب اُس کے گرد خطرات کا ہجوم ہوتا اور دشمن مسرور اور شادکام ہوتے تو وہ مقابلہ بھی بڑے جوش وخروش سے کرتا اور ذرا بھی خائف نہ ہوتا۔ صرف دو ماہ کے قلیل زمانہ میں اُس نے اسپین کی افواج کو منتشر کردیا اور انگریزوں کو اسپین سے نکال باہر کیا اور بڑی فیروزمندی سے اپنے بھائی جوزیف کو پھر اسپین کے دارالحکومتہ میڈرڈ کو واپس لے گیا۔ لیکن اسپین کی جنگ ابھی کسی طرح ختم نہ ہوئی تھی۔ ممکن تھا کہ ہر ایک مقام پر نئے نئے فساد برپا ہوتے۔ اسپین اور پرتگال کے ساحلوں پر انگریزی جہاز بہ کثرت موجود تھے اور رعایا کو آمادہ فساد کرنے کی کوشش کرتے اور افواج وخزائن اور سامان حرب دینے کو تیار تھے۔

یاد ہوگا کہ اس سے پہلے آسٹریا کے سفیر کے سامنے نپولین نے تمامی مفصل حالات کھول کر بیان کردیے تھے۔ اس سفیر یعنی بالسٹیئور میٹرنک کو اس نے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ مجھے صلح کی بڑی تمنا ہے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر آسٹریا کے بادشاہ کو کسی قسم کی شکایت ہے تو اُس کو ظاہر کرے۔ اور اُس کے رفع کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ آسٹریا کی بڑی بڑی حربی تیاریوں سے اب تمام یورپ آگاہ ہوگیا تھا اور ان تیاریوں سے جو مدعا تھا وہ بھی معلوم تھا۔ مگر اظہار مخالفت کے لئے آسٹریا ہنوز تیار نہ تھا اور اُس کا وکیل پیرس میں موجود تھا۔ چونکہ نپولین کو خفیف اُمید باقی تھی کہ جنگ کی مصیبت ٹل جائے اُس نے روس کے شاہنشاہ سے درخواست کی کہ آسٹریا کی مملکت کی حفاظت کے لئے فرانس اور روس دونوں کو ذمہ دار ہونا اور اپنی ذمہ داری آسٹریا کے بادشاہ کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور لکھا کہ اگر واقعی

آسٹریا کے بادشاہ کو نیک نیتی سے اس بات کا کھٹکا ہے کہ میں اُس کے ملک پر دست درازی کرنے کو ہوں تو اس دوہری ضمانت اور ذمہ داری سے اُس کو اطمینان ہو جائیگا اور جنگ ٹل جائیگی۔ لیکن یہ بات نہ تھی۔ آسٹریا کے بادشاہ کی تو اور ہی نیت تھی یعنی وہ اٹلی کو پھر سے فتح کرنا اور جمہوری خیالات کی ترقی کو روکنا اور جلا وطن جائز بوربن کے تخت سے جمہور کے انتخاب کردہ شاہنشاہ نپولین کو علیحدہ کر کے یورپ سے اس خوفناک نظارہ کو دفع کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اب نپولین نے بھی اس بات کو اپنی غیرت کے خلاف سمجھا کہ آسٹریا سے اتحاد قایم کرنے کی غرض سے اُس کی اس سے زیادہ خوشامد کی جائے۔ آسٹریا کے سفیر سے اُس نے اخلاق سے تو ضرور برتاؤ کیا۔ لیکن اُس سے علیحدہ اور بچا بچا رہا۔ اور نہ اُس نے یہی وضع اختیار کی کہ آمادہ جنگ ہے اور نہ یہ ہی ظاہر کیا کہ وہ آسٹریا کا رفیق ہے۔

دوسرے فرمانرواؤں کے سفیروں سے اُس نے صاف صاف حال بیان کر دیا یعنی اُس نے کہا کہ میں پیرس جو لوٹ کر آیا ہوں تو صرف اس کی یہ وجہ ہے کہ آسٹریا نے حربی تیاریاں کی ہیں اور ایسی ہی بڑی بڑی حربی تیاریوں سے میں آسٹریا کو جواب دونگا۔"

ٹوئی لریز میں ایک دن اُس کے گرد بڑا مجمع تھا اور اُس نے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب دریائے ڈینوب دانا کے نیچے نہیں بہتا ہے بلکہ دریائے لیتھ یہ رہا ہے۔ آسٹریا نے تجربات ماضی کے سبقوں کو بھلا دیا ہے اور اب اُس کو نئے تجربوں کی حاجت ہے۔ اچھا یہ تمنا بھی نہ رہے۔ مگر اس مرتبہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے جب تو میرا نام نپولین ہے۔ دیکھو جنگ کا میں خواہاں نہیں ہوں۔ کیونکہ جنگ سے مجھے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ تمام یورپ گواہ ہے کہ میں تو اسپین کے اُس میدان جنگ میں مصروف تھا جو انگلستان نے قایم اور منتخب کیا تھا۔ ۱۸۰۵ء میں

جنگ میں آ جانے کے لئے مجبور کرنے کو تھا آسٹریا نے انگلستان کو بچا لیا تھا اور اب
پھر جب کہ میں انگریزوں کے تعاقب میں نکل کر جا رہا تھا آسٹریا نے انگریزوں کو دوبارہ
بچا لیا۔ اگر میں واپس آنے پر مجبور نہ ہوتا تو ایک انگریز بھی میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جاتا۔
اس جانب داری کا دیکھو تو اب میں آسٹریا کو بارہا پوچھتا ہوں۔ یا تو اُس کو کمر
کھول کر ہتھیار رکھ دینا پڑیں گے اور یا جنگ کرنے کی حالت میں اپنی خیریت سے اُس کو
ہاتھ دھو لینا چاہیے۔ اگر آسٹریا نے جنگ سے دست برداری کر لی اور مجھ کو یقین دلایا
کہ آئندہ جنگ سے باز رہے گا تو میں بھی تلوار کو نیام کر دونگا کیونکہ میں اسپین میں
انگریزوں کے سوا کسی اور سے جنگ کرنا چاہتا نہیں ہوں۔ اور اگر آسٹریا نے
حربی تیاریاں اسی طرح جاری رکھیں تو فوراً ہی جنگ چھیڑ دی جائیگی اور یہ جنگ
قطعی ہوگی اور ایسی ہوگی کہ جزیرہ اعظم یورپ میں انگریزوں کا کوئی رفیق باقی نہ رہیگا۔
تھیرس صاحب لکھتے ہیں کہ سامعین پر اس گفتگو کا وہی اثر ہوا جو شاہنشاہ
ڈالنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ اپنی زبان کا سچا تھا اور واقعی صدق دل سے
کہہ رہا تھا کہ وہ جنگ سے بیزار تھا اور اگر یہ جنگ چھڑتی تو بڑی ہولناک جنگ ہونے والی
تھی۔"

سوویرے کہتا ہے کہ نپولین نے مجھ سے کہا کہ اس جنگ پر آمادہ ہونے میں تو
کچھ خفیہ تجویزیں ہوئی ہیں جن کا راز مجھ پر نہیں کھلا ہے کیونکہ میرے خلاف جنگ کا
اعلان کرنا دیوانہ پن ہے۔ مخالفوں نے مجھے مردہ خیال کیا ہے لیکن جلد تر معلوم ہو
آیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سبز باغ دیکھ رہے تھے۔ پھر تو مجھ پر الزام لگائے جائینگے کہ
مجھ سے خاموش نہیں بیٹھا جاتا اور مجھ میں جاہ طلبی ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ انھیں
کی حماقتیں مجھے جنگ پر مجبور کرتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا میرے خلاف اکیلا
لڑنا غیر ممکن ہے۔ روس کے قاصد آنے کی مجھے توقع ہو رہی ہے۔ اگر وہاں بھی

معاملات کی روش کا وہی حال ہے جیسا مجھے خیال ہے تو میں انھیں بھی مزہ چکھا دونگا"

نپولین پر اب جنگ کی مصیبت ایسی آپڑی تھی کہ سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہ رہا تھا۔ انقلابی فرانس کی شاہنشاہی قبول کر لینے سے اس نے متحدہ یورپ کو اپنا دشمن بنا لیا تھا اور اب اس کے اختیار میں صرف ایک پہلو رہ گیا تھا یعنی یا تو دولت کے ساتھ خود بادشاہوں کی اطاعت قبول کر لیتا یا قومی حقوق کی حفاظت کے لئے نہایت خطرناک جنگ پر آمادہ ہوتا۔

نپولین نے روس کے سفیر سے کہا "ارفرٹ میں اگر تمھارا شاہنشاہ میرے مشورہ پر عمل کرتا تو آج ہماری اور ہی حالت ہوتی اور بجائے نصیحتوں اور حجتوں کے ہم آسٹریا کو ایسی جھڑکی بتاتے کہ وہ جنگ کا خیال اپنے سر سے نکال ڈالتا۔ لیکن سوائے زبانی جمع خرچوں کے ہم نے کوئی کام نہ کیا۔ اور شاید اب ہم دونوں میں جنگ شروع ہوا چاہتی ہے۔ کچھ ہی کیوں نہو بہر حال میں تمھارے شاہنشاہ کے وعدہ کا پابند ہوں۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر آسٹریا کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تو وہ ایک فوج مجھے دیگا۔ رہا میں تو میں دریائے ڈینوب اور دریائے پو پر تین لاکھ فرانسیسی اور ایک لاکھ جرمنی فوج جمع کر دونگا۔ اور غالباً ایسی فوجوں کو دیکھکر آسٹریا کا بادشاہ جنگ سے محترز رہیگا اور اس بات کو میں اپنی اور تمھاری خاطر ترجیح دیتا ہوں۔ اور اگر یہ باتیں کافی نہوئیں اور ہم کو افواج سے کام ہی لینا پڑا تو ہم اپنی مخالف قوت کا خاتمہ ہی کر دینگے جو میری اور تمھارے شاہنشاہ کی باہمی تجاویز کے بیچ میں ہمیشہ روڑا اٹکایا کرتی ہے"

نپولین نے فوراً اپنے رفقا یعنی بویریا - سیکسنی - ورٹمبرگ - اور ویسٹ فیلیا کے بادشاہوں اور بیڈن ہیسی - اور ورٹزبرگ کے نوابوں کو مراسلات روانہ کئے اور ان کو یقین دلایا کہ میں قبل از وقت تم پر بار ڈالنا نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ آسٹریا

نے مجھ پر سخت داب ڈالی ہے لہذا میری خواہش ہے کہ تم اپنی افواج کو بڑھانے کی تیاری کرو۔ اور میں خود ایسی سپاہ فراہم کر رہا ہوں کہ جس کی ہیبت سے یا تو مخالف جنگ سے باز رہینگے یا جنگ ہو جانے کی حالت میں مخالفین کا قلع قمع ہو جائیگا۔

نپولین کو پروشیا کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور اس نے پروشیا کی گورمنٹ کو لکھا کہ اگر اُس معاہدہ کے خلاف جو فرانس کے ساتھ ہو چکا ہے بیالیس ہزار سے زیادہ افواج کی تعداد بڑھائی گئی تو فوراً اعلانِ جنگ کر دیا جائیگا۔ "

اب از سرِ نو فرانس میں ہلچل پڑ گئی۔ نپولین نے ہر صوبہ کو جوش سے بھر دیا۔ اور دس ہزار حربی سامان جمع کرنے والے گماشتے شب و روز کام میں مصروف ہو گئے اطراف و جوانب میں مراسلات روانہ ہو گئے۔ نپولین نے اپنے میر منشیوں کو بدیم کر دیا تھا یعنی رات دن اُن کو کام میں مصروف رکھا۔ جرنیلوں۔ سفیروں۔ انجینیروں۔ بادشاہوں اور نوابوں کو بیشمار تحریریں لکھوا کر روانہ کیں۔ اور اب فوجیں بھرتی کرنا شروع کیں بڑے بڑے حربی ذخائر جمع کئے گئے۔ لوہے کے کارخانوں میں کام شروع ہو گیا اور سلح خانوں کا شور کانوں میں گونجنے لگا۔ اور حربی آلات تیار ہونا شروع ہو گئے مسلح آدمیوں کے بڑے بڑے گروہ ہر طرف گشت کرنے لگے۔ ظاہر میں تو یہ کچھ ایسے بے ترتیب سے تھے ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔ لیکن ایسا کام کر رہے تھے کہ جس میں خطا واقع نہ ہوتی تھی کیونکہ نپولین جیسا فراخ دماغ شخص اُن کی نگرانی کر رہا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ توپ خانہ کے بارہ ہزار گھوڑے خرید لئے جاویں اور سازو سامان سے آراستہ ہو جائیں۔ چونکہ اُس کو یقین تھا کہ جنگ کے دوران میں ہر شئے کی ضرورت پڑا کرتی ہے اُس نے پچاس ہزار پھاوڑے اور کدال خرید وا کر توپخانوں کی گاڑیوں میں بھروا دئے اور حکم دیا کہ فوج کے پیچھے رہیں۔ اور دیکھئے انھیں پھاوڑوں اور کُدالوں کی بدولت اُس کو خاص کامیابی حاصل ہوئی۔

اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس جنگ میں ڈینوب جیسا عمیق اور عریض دریا بھی بہت حائل ہوا
تھا لہذا اولوان سے بارہ سو ملاح طلب کر کے شاہی محافظ یعنی فوج خاصہ کے ہمراہ کر دئے
تھے۔ بڑی احتیاط کے ساتھ نپولین نے اپنی طرف سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ تو نہ کی لیکن اپنی
زبردست تیاریوں کی آسٹریا کے سامنے نمایش کردی اور افواج کو ایسے موقع سے
قایم کردیا کہ آسٹریا کو یقین ہو جائے کہ نپولین بڑی سے بڑی فوج کا جو اُس کے مقابلہ
میں بھیجی جائیگی بڑے شدومد سے مقابلہ کریگا۔ جنگ کرنے سے نپولین کو کوئی فائدہ نہ تھا
اور اُس کو امید تھی کہ اس نمایش کا شاید یہ نتیجہ ہو کہ آسٹریا کا بادشاہ دوراندیشی کو کام
میں لائے اور جنگ سے اجتناب کرے اور تھیرس صاحب کہتے ہیں کہ نپولین کی
یہ تدابیر بڑی چستی اور دوراندیشی پر دلالت کرتی ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ جنگ کو روکنے میں اُس نے حتی المقدور بڑی کوشش کی۔ اور وہ خود لڑنے کو
تیار نہ تھا؛

جب دشمن کے مقابلہ میں نپولین کو نہایت زبردست حربی انتظام کرنا پڑے
تو ظاہر ہے کہ روپیہ کی کسقدر ضرورت بڑی ہوگی لیکن روپیہ بہم پہونچانے میں بھی وہ
ایسا ہی طاق تھا جیسا فن حرب میں یگانہ آفاق تھا۔ ۱۸۰۹ء کے مصارف کے لئے
نو اسی کروڑ فرانک بہم پہونچانے کی ضرورت تھی۔ وہ انسان جو اپنے بنی نوع کے
دوست ہیں بربادی اور مصائب پھیلانے کی صرف غرض سے اتنی رقم کثیر کو برباد
ہوتے ہوئے دیکھنے سے بیشک آٹھ آٹھ آنسو رونے لگیں گے۔ اگر یہ کروڑہا کروڑ
روپیہ یورپ کے کوہستانوں اور نورانی وادیوں کی رونق میں صرف کیا جاتا جو جنگ
اور بنی آدم کی بربادی پر ہوا میں اڑا دیا گیا تو آج اس سرے سے اُس سرے
تک براعظم یورپ فردوس بریں کا نمونہ بن جاتا۔
اب آسٹریا تو اتنی تیاریاں کرچکا تھا کہ جنگ سے کسی طرح دست کش نہ ہو سکتا

تھا۔ تمامی ملک کو جوش سے بھر دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا تھا۔ ہر برگ اور پرتو سے آسٹریا کے باشندوں کو یقین دلادیا گیا تھا کہ اسپین میں نپولین کو انگریزوں اور خود اسپین والوں نے ایسا تنگ حال کر دیا ہے کہ نپولین اپنی جرار اور کار آزما افواج جو اُس نے اسپین میں کوہستان پری نیز کے پار بھیج رکھی ہیں واپس بلا ہی نہیں سکتا۔ پس ایسی غیر محفوظ حالت میں نپولین پر حملہ کرنے کا عین موقع ہے۔ اور پہلی ہزیمت ہوتے ہی جرمن کے رفقاء نپولین کو چھوڑ دینگے۔ اور اپنی ذلت کا بدلہ لینے کو پروشیا کا ہر ایک متنفس اُس کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑا ہوگا۔ رہا اسکندر روس کا شاہنشاہ تو اُس کی حکمت عملی کو بڑی بیگم اور تمامی امرانے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پس اُس کو سوائے اس کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ نپولین کی رفاقت سے دست بردار ہو۔ کیونکہ رفاقت باقی رکھنے سے سوائے اندیشہ کے اس کو اور کیا حاصل ہے۔ اور نپولین اگر سلامت چھوڑ دیا گیا تو کل کو وہ آسٹریا کی بھی وہی درگت کریگا جو آج اُس نے اسپین کی گت بنائی ہے اور اُس کی خاص نیت یہ ہے کہ تمامی پُرانے خاندانوں کو میٹ کر اپنے بنائے ہوئے فرماں روا اُن کی جگہ پر قایم کر دے۔ اور اس کے ثبوت میں نپولین کی اس تقریر پر زور دیا گیا جو میڈرڈ کی شہر پناہ کے قریب اسپین کے شرفا کے سامنے اُس نے کی تھی اور جس میں یہ فقرہ بھی کہا تھا "اگر تم جوزیف کو اپنا بادشاہ بنانا پسند نہیں کرتے تو میں زبردستی اُس کو تمہارا بادشاہ بنانا نہیں چاہتا۔ میرے پاس اور تخت موجود ہیں جو میں اُسے دیدونگا اور تمہارے ساتھ اس طرح پیش آؤنگا جیسے ملک مفتوحہ کے باشندوں کے ساتھ پیش آتے ہیں"۔ پس نپولین کے اس فقرہ سے کس تخت کی طرف اشارہ ہے۔ ہو نہ ہو۔ آسٹریا ہی کے تخت کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے سوا انگلستان کے بھی بیشمار کارپرداز آسٹریا کی دارالحکومۃ وائنا میں موجود تھے اور قوم کو جوش جنگ دلا رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ بڑی جونتی سے بڑہ جہازات

کا ساتھ دیا جائے گا اور سپاہ اور سامان حرب کی بڑی مدد پہنچائی جائیگی۔ جب ایسی ایسی
اشتعال کی وجوہ پیش آئیں تو ساری قوم آتش غضب سے بھڑک اٹھی۔ اور دارالسلطنت کی سڑکوں پہ
روزانہ توپ خانوں کی گاڑیاں اور سوار اور پیدل۔ گلی کوچوں میں بچے اور بوڑھے ہاتھوں میں
لیے گانے لگے اور شہری نعرے مار رہے تھے۔ اور ہر جگہ فوجوں کی روزانہ قواعد
ہونے لگی اور میدان جنگ کی کارروائیوں کی مشق کرائی جاتی تھی۔ انگریزوں نے بڑی
بھاری فوج دینے کا وعدہ کیا تھا جس کی صحیح تعداد کا تخمینہ کرنا دشوار تھا۔ اور ترکی کو
ایک سفیر روانہ کیا گیا اور کہا گیا کہ روس اور فرانس نے سلطنت عثمانیہ کے باہم تقسیم
کرنے کا مستقل ارادہ کر لیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ سلطان معظم سے التجا کی کہ بحری
جنگی افواج انگریزی کے جہازوں کو درہ دانیال میں بے کھٹکے گزرنے دیں اور
ان زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں انگریزوں اور حضرت بادشاہ کے خود بھی
شریک ہوں۔ ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا کہ ترک فرانسیسیوں کے دلی دوست تھے
اور اپنی آب نالوں سے انگریزوں پر سرخ انگارہ سے گولے برسا کر ان کو بھگا دیا تھا۔
یا اب ترک ایسے برہم ہو گئے کہ انگریزوں کے آنے کی تمنا کرنے لگے اور کسی فرانسیسی
کی مجال نہ تھی کہ قسطنطنیہ کی سڑک پر نظر آ سکے اور اس کی توہین نہ ہو۔ انگلستان نے
فوراً ایک جہاز قسطنطنیہ کو بھیج دیا اور سلطان نے بڑے جوش کے ساتھ انگلستان سے
ایک جدید عہد نامہ کر لیا۔

اُدھر شاہنشاہ اسکندر کی طرف سے سرد مہری اور علیحدگی کے نشان ظاہر ہونے
لگے نپولین کی رفاقت میں وہ سچا اور آمادہ تو بہت تھا لیکن اس اتحاد میں اس کو تشفی
ہوئی۔ اس کی جاہ طلبی قسطنطنیہ کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی اور اسکندر اسی کی
تمنائیں کرتا تھا مگر نپولین نے اس کا یہ مقصد پورا نہ ہونے دیا۔
اسکندر نے ان صوبجات پر قبضہ کرنا چاہا تھا جو دریائے ڈینیوب کے دہانہ پر واقع

ہیں اور نپولین نے بڑے جبر و اکراہ سے اس میں مداخلت نہ کی تھی لیکن یہ صوبے بھی ابھی اسکندر کے ہاتھ نہ آئے تھے۔ اور اگر ہاتھ آتے بھی تو بزور شمشیر ترکوں سے فتح کرنا پڑتے۔ اب اگر اسکندر آسٹریا کے خلاف جنگ میں نپولین کا شریک ہوتا تو ضرور تھا کہ آسٹریا۔ انگلستان اور ٹرکی سے ملکر ایک ہوجاتا اور ڈینیوب کے دہانے کے صوبجات کا فتح کرنا اسکندر کے لئے اور بھی دشوار ہوجاتا۔ کچھ تو ان وجوہ سے ناچار ہوکر اور کچھ وطن اور خاص اپنے ملک کے مطاعن سے تنگ آکر اسکندر نے نپولین کی رفاقت میں بہت کچھ بے پروائی شروع کردی۔

آسٹریا کے دربار نے اسکندر کی پریشانیوں کو اچھی طرح معلوم کرلیا تھا اور قرین قیاس معلوم ہوتا تھا کہ وہ آسٹریا کا شریک ہوجائیگا و اُنکے اسی مدعا کے حاصل کرنیکو مانٹیپور۔ شوارزن برگ سفیر بناکر سینٹ پیٹرز برگ کو روانہ کیا گیا۔ اعلیٰ درجے کے لوگوں نے اُس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور اُس کو اپنی کامیابی کا یقین ہوگیا۔ اُس نے ہر شخص کو فرانس کے خلاف پایا اور حتیٰ کہ خاندان شاہی کا یہی حال تھا۔ اسکندر سے اُس کی ملاقات ہوئی اور اسکندر نے بڑے ملامت آمیز لہجہ سے کہا کہ " آسٹریا کے بادشاہ نے عجیب حرکت کی ہے۔ ادھر تو صلح اور میل جول کا اظہار کیا اور اُدھر جنگ کی تیاریاں کیں۔ اور میں فرانس سے باضابطہ عہد و پیمان کرچکا ہوں اور میں اُس پر قائم رہونگا۔ اور اگر آسٹریا نے حماقت سے نپولین کا مقابلہ کیا تو نتیجہ بہت خراب ہوگا۔ نپولین آسٹریا کو پیس ڈالے گا۔ اور آسٹریا روس کو اس بات پر مجبور کریگا کہ روس اپنی افواج فرانس کی افواج سے شامل کردے اور آسٹریا کی اس حرکت سے نپولین جس کو وہ بڑا جابر اور قوی کہہ رہا ہے اور بھی قوی تر ہوجائیگا۔ اور انگلستان کو موقع ملیگا کہ وہ براعظم میں امن چین نہ ہونے دے باوجودیکہ امن چین کی سخت ضرورت لاحق ہورہی ہے۔ اور امن چین میں

جو شخص مخل ہوگا اُس کو میں دشمن سمجھونگا"۔

اسکندر کی یہ لفظیں واقعی بڑی عالی حوصلگی کا ثبوت دیتی ہیں لیکن ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ ہم ان لفظوں کی قدر نہیں کرسکتے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اسکندر آسٹریا سے صرف اسی وجہ سے صلح کا طالب تھا کہ ٹرکی پر اُس کا دانت تھا اور اگر جنگ واقع ہوتی تو اسکندر کے مقاصد کا خون ہوا جاتا تھا اور اگر ٹرکی کے صوبے اسکندر کے ہاتھ آجانے کی پوری توقع ہوتی تو ہر وقت وہ لڑنے اور جنگ کرنے کو موجود تھا۔ اسکندر کی تقریر سے آسٹریا کی سفیر کو پریشانی ہوئی اور اُس نے بڑے مایوسانہ مراسلات آسٹریا کے دربار کو بھیجے۔

اس کے بعد اسکندر نے نپولین کے سفیر کالن کورٹ سے جو سینٹ پیٹرزبرگ میں متعین تھا بظاہر ایسے ہی صاف الفاظ میں کہا "اُن رفیقوں کے مقابلہ میں میرا آمادہ جنگ ہونا جن کا آسٹرلٹز کی جنگ میں میں ساتھ دے چکا ہوں میرے لئے بڑی رنج دینے والی بات ہے۔ اور میں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نئی جنگ میں اگر کامیابی بھی ہو تو بھی بڑی پریشانی سے خالی نہیں اسلئے کہ آسٹریا کا معدوم ہوجانا اور فرانس کے اقتدار کا بیحد بڑھ جانا میرے لئے خالی از خطرہ نہوگا۔ پس جہانتک میری طاقت میں ہے میں اس جنگ کو روکونگا۔ اور ایسے اہم معاملہ کو میں روس یا فرانس کے سفیروں کے حوالہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں خود آسٹریا کے بادشاہ کو لکھتا ہوں کہ اُس کے ملک کے خلاف ہم نے کوئی تجویزیں نہیں کی ہیں اور اُس کو آگاہ کردونگا کہ اگر اُس نے جنگ کو پھر چھیڑا تو اُس کا نتیجہ اُس کے حق میں بڑا ہولناک ہوگا۔ ہمارے سفیر معاملہ کو خلط ملط کردینگے لہذا میں خود ہی تحریر و تقریر سے کام لونگا اور اگر جنگ کو روک سکا تو ضرور روکونگا۔ اور اگر جنگ واقع ہی ہو جائیگی تو میں وفاداری اور آزادی سے کارروائی کرونگا"۔

اسکندر کی یہ صلح پسند رائے نپولین کی رائے کے عین موافق تھی۔ نپولین کو جنگ سے بچنے کی ایسی فکر تھی کہ اُس نے اسکندر کو صرف اسی بات کا اختیار نہ دیا کہ فرانس اور روس آسٹریا کی حفاظت کے ذمہ دار بن جائیں بلکہ اس نے دریائے رہین کے تمام مقبوضات خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا اور جب یہ مقبوضات خالی کر دئیے جاتے تو جرمنی میں ایک بھی فرانسیسی باقی نہ رہتا۔

لیکن نپولین کے متحدہ دشمنوں کو اب یہ بات محسوس ہونے لگی تھی کہ ہم قوی ہیں۔ نپولین جسقدر جنگ سے بچنے کی کوشش کرتا تھا اُن کو یقین ہوتا جاتا تھا کہ نپولین اپنی کمزوری کو جانتا ہے۔ پس بڑی تیزی کے ساتھ اُنھوں نے اپنی فوجوں کو آراستہ کرنا شروع کر دیا اور اُن کو متحد کر کے متحرک کر دیا لیکن نپولین پیرس میں بیٹھا حملہ کا منتظر رہا۔ اُس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ طوفان کس موقع پر اُٹھے گا۔ باوجودیکہ لاکھوں افکار سے وہ شب و روز گھرا رہتا تھا تاہم اُس نے سب ضرورتوں کا پیدا کر کے انتظام کر لیا تھا۔ اُس کے عزم اور ذہن کی رسائی کا بیان دشوار ہے۔ اسپین۔ فرانس۔ اٹلی۔ اور جرمنی سب ہی کا انتظام وہ تنہا کر رہا تھا۔ اور ہماری نگاہ میں ایک شخص بھی نہیں ہے جس نے یکہ و تنہا اتنے بڑے کام کو اٹھایا اور انجام دیا ہو۔ صلح کی طرف سے اب قطعی مایوسی ہوگئی تھی اور نپولین نے بھی اپنے احکام ایسی تیزی اور سرگرمی سے جاری کرنا شروع کئے کہ جس کی نظیر موجود نہیں ہے۔

بویریا کے بادشاہ نے یہ بات چاہی کہ بویریا کی فوج اُس کے بیٹے کی کمان میں رہے۔ یہ جوان بڑی عزم و ہمت کا شخص تھا لیکن ناتجربہ کار تھا۔ نپولین اس بات پر راضی ہوا اور اُس نے لکھا۔ "اس مرتبہ تمھاری فوج کو واقعی طور سے جنگ کرنا پڑے گی اور اس کی کامیابی پر بویریا کی بہتری ہیں جو اُس کو حاصل ہو چکی ہے اور اضافہ ہونا منحصر ہے۔ تمھارا بیٹا فوجوں کی کمان کرنے کے لائق ہو سکتا ہے مگر اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ

چھ یا سات بڑی بڑی مہمات جنگ میں ہمارے ساتھ رہ لے۔ ابھی تو تم صرف اتنا کرو کہ اسے میرے صدر مقام پر بھیجدو۔ اُس کا پورا پورا اُس کے مرتبہ کے لایق لحاظ رکھا جائیگا اور وہ ہمارا پیشہ سیکھے گا۔"

اس شہزادے کو نپولین نے بیوریا کی فوج کے ایک حصہ کا کمانیر کردیا۔ ورٹمبرگ کے بادشاہ نے بارہ ہزار فوج بھیجی اور اُس کا جنرل وینڈیم افسر کیا گیا۔ اس پر ورٹمبرگ کے بادشاہ نے اعتراض کیا۔ نپولین نے جواب میں لکھا "جنرل وینڈیم کے عیب سے میں واقف ہوں لیکن وہ نہایت نمک حلال سپاہی ہے۔ اور اس سپہ گری کے دشوار پیشہ میں بڑی صفات کے مقابلہ میں بہت سی باتوں کو فراموش کردینا چاہیئے"

نپولین نے اپنی فوج کے ایک جزو کو جس کی تعداد ایک لاکھ تھی رٹس بن کے قریب جمع کیا اور بیوریا کی بعید ترین سرحد سے لے کر لوئی لیرنیتک تار کا سلسلہ قایم کردیا۔ اور باد پا ہواروں کی ڈاک بٹھادی گئی کہ نپولین ہوا کے جھونکے طرح فوراً دریاے سین سے دریاے ڈینیوب پر جا پہونچے۔ اور اس طرح تیار ہوکر نپولین آسٹریا کی افواج کی نقل و حرکت کا انتظار کرنے لگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ جس عرصہ تک پیرس میں رہنا ممکن ہو وہ پیرس ہی میں رہے۔ تاکہ اپنے وسیع ملک کے انتظام کرتا رہے۔

بیوریا اور آسٹریا کی مشرقی سرحد دریاے اِن ہے۔ اور اسی دریا پر آسٹریا کی دو لاکھ فوج جمع تھی۔ اور اس دریا کو عبور کرنا اور بیوریا کی حد میں داخل ہونا گویا جنگ کی علانیہ دلیل تھی۔ نپولین اب باضابطہ اعلانِ جنگ کا منتظر نہ رہتا تھا کیونکہ اُس کو اس سے قبل خوب تجربہ ہوچکا تھا۔ ۱۰ اپریل ۱۸۰۹ء کی صبح کو آرچ ڈیوک چارلس نے اپنی قاہرہ افواج کے ساتھ دریاے اِن کو عبور کیا اور بڑے عزم کے ساتھ بیوریا کے دارالحکومۃ میونچ کی جانب قدم بڑھائے اور بیوریا کے بادشاہ کو لکھا کہ تجھے حکم

دیا گیا ہے کہ آگے بڑھوں اور جرمنی کو ظالم نپولین کے ہاتھ سے خلاصی دلاؤں۔ اور جو افواج سامنے آکر مقابلہ کریں اُن کے ساتھ اُسی طرح پیش آؤں جس طرح دشمنوں کے ساتھ پیش آتے ہیں" پس یہی خط فرانس اور اُس کے رفقا کے خلاف جنگ کا اعلان تھا

آسٹریا کے بہت سے شریف طینت بڑے آدمی نپولین پر اس طرح مکاری اور فریب کے ساتھ حملہ کرنے کے خلاف تھے۔ کونٹ لوئی دان کوبنٹ زیل اس زمانہ میں بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور اسی حالت میں اس نے شاہنشاہ فرانسز والی آسٹریا کو ایک پرزور خط لکھا جس کا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے :۔

"جہاں پناہ پریس برگ کے صلحنامہ کے بعد جو حقوق آپ نے قایم رکھے گئے ہیں اُن حقوق کے اعتبار سے جہاں پناہ کو اپنے تئیں خوش نصیب خیال کرنا چاہیے یورپ کی طاقتوں میں آپ کا رتبہ دوسرا درجہ رکھتا ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا بھی یہی رتبہ تھا۔ ایسی جنگ سے لہذا آپ کو اجتناب لازم ہے جس کا آپ کو کسی قسم سے اشتعال نہیں دلایا گیا ہے اور یہ آپ کے خاندان کی بربادی کا باعث ہوگی۔ نپولین فتح پائیگا اور پھر اُس کو حق حاصل ہوگا کہ جو اُس کی مرضی ہو کرے اور کسی کا کہنا نہ مانے"

مان فری ڈوینی نے بھی آسٹریا کے شاہنشاہ سے دوران ملاقات میں کہا۔ اس جنگ کو مت چھیڑئے نہیں تو خاندان برباد ہو جاویگا" لیکن اس کا جواب فرانسس کے مُنہ سے یہ نکلا "لاحول ولاقوت۔ اب نپولین کے ہوتے کیا ہو سکتا ہے۔ اُس کی تمامی فوجیں اسپین میں ہیں" جب کونٹ ولیس نے دیکھا کہ شاہنشاہ فرانسس اپنی افواج کی شرکت کو جنگ کے واسطے سوار ہوا تو اُس نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "لیجئے اسکندر اعظم کے مقابلہ کو دارا چلے ہیں اور ان کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو دارا کا ہوا تھا"

پیرس کا دریا ان سے چھ سو میل کے قریب فاصلہ ہے۔ ۔ ابھی شب کو

نپولین کے پاس تار پہونچا کہ غنیم نے قدم بڑھایا ہے اور جیسے ہی اُس نے یہ اہم خبر پڑھی،
اُس نے بڑے استقلال سے کہا "بہت اچھا۔ کیا مضائقہ ہے۔ ایک دفعہ دا ینا اور
سہی۔ لیکن آخر اب آسٹریا کا بادشاہ چاہتا کیا ہے؟ کیا اسے یوں نے کتنے کاٹا
ہے۔ مگر نہیں چونکہ اب مجھے جنگ کرنے پر مجبور ہی کیا جاتا ہے۔ تو دل میں کوئی حوصلہ
نہ رہیگا۔ وہ بھی کیا یاد کریگا" بارہ بجے رات کو نپولین گاڑی میں سوار ہوا۔ اور
جوزفائن کو ہمراہ لیا۔ اور اسٹرلیس برگ کو روانہ ہوا۔ انگلستان نے اپنے جنگی جہاز
کا بیڑہ اور فوج آسٹریا کی کمک کو بھیجی تھی۔ اور متحدہ مخالف فوجیں بڑھی چلی آرہی ہیں
اور یہ آوازیں ہی فریادیں بلند تھیں کہ "بوناپارٹ کو جاہ طلبی کی ایسی پیاس ہے کہ بجھ نہیں
سکتی"۔

اس شکایت و فریاد کا نپولین نے اپنی طرف سے کوئی جواب نہ دیا اور بڑی عالی ظرفی
سے اس کا انتقام اُس نے اپنی تاریخی شہرت کے حوالہ کیا۔ اور اس نئی جنگ کے
واسطے وہ اُٹھا اور تلوار کمر سے آویزاں کی وہ خوب جانتا تھا کہ خودسر بادشاہوں کی
تمامی اجتماعی طاقت اُن واقعات کو میٹ نہ سکے گی جن کی بنا پر آنے والی نسلیں
اپنی رائے قایم کرینگی اور فیصلہ دینگی۔

اکمہل کا معرکہ

(۴۳۲

نپولین سے واشنگٹن کا مقابلہ کیا جانا۔ آرچ ڈیوک چارلس کا دریائے اِن کو عبور کرنا۔ برتھیر کی غلطی۔ پرجوش مراسلات۔ شاہنشاہ کا فوجی قیام۔ اکمہل کی جنگ۔ جنرل سرولی۔ آسٹریا کی فوج کا پس پا ہونا۔ نپولین کا مجروح ہونا۔ حیرت انگیز کارنامے۔

جمہوری امریکہ میں اب بھی چند نفوس ایسے ہیں جو مستخرہ بادشاہوں کی تیج کرتے ہیں جنھوں نے ملکر آخر کار نپولین کو مغلوب کیا۔ لیکن اُن کی تعداد روزانہ گھٹتی جاتی ہے۔ لیکن وہ زمانہ کچھ دور نہیں ہے کہ اس جمہوری حقوق کے بڑے حامی کے ساتھ بے تعصب اور منصف مزاج اور روشن خیال لوگ پورا پورا انصاف کرینگے فرانس کو آزادی کی ہوس امریکہ ہی نے دلائی تھی۔ اور نئی دنیا میں واشنگٹن نے اور پرانی دنیا میں نپولین نے خودسر پادشاہوں کے ظلم کا خاتمہ کرنے میں جان توڑ کر کوششیں کیں۔ چونکہ نپولین کے مقابلہ میں بے شمار خودسر فرمانرواؤں نے اُن تھک لڑائیاں لڑیں اسلئے آخر دم تک کوشش کرتا ہوا سورماؤں کی طرح نپولین مغلوب ہوا۔

اب آسٹریا کی طرف سے پانچ لاکھ فوج جمہوری حقوق کے حامی اور طرفدار نپولین کی پامالی کو بڑھی چلی آرہی تھی نہایت اعلیٰ درجہ کی قواعدواں دولاکھ فوج ہمراہ لیکر آرچ ڈیوک چارلس نے دریائے اِن کو عبور کیا۔ چونکہ اسپین کی جنگ کا نپولین کو تردد لگا ہوا تھا لہٰذا وہ اتنی ہی بڑی فوج کے ساتھ جیسی آسٹریا کی تھی آسٹریا کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ لیکن نپولین کو اپنے ہنر پر بھروسہ تھا کہ ایک مرکز پر وہ اپنی فوجیں جمع کرلیا کرتا تھا دشمن کے مقام میں اُسے کامیابی کی امید تھی۔ نپولین سینٹ کلاوڈ میں تھا کہ اُس کو خبر پہونچی کہ اُس کے رفیق ملک پر حملہ کردیا گیا۔ رات بہت آچکی تھی۔ لیکن ایک گھنٹہ کے اندر وہ گاڑی میں سوار ہوگیا۔ اس کی وفادار ملکہ اُس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اُس نے دریائے رین کو عبور کیا اور اپنے فوجی صدر مقام کو بڑی تیزی سے روانہ ہوا۔ اس آپادھاپی کے سفر میں ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ شاہنشاہ نے ورٹمبرگ کے بادشاہ کی جنگل کے ایک رینجر Ranger کے گھر کھانا کھایا۔ نپولین کی سرشت کا ایک یہ بھی مخصوص خاصہ تھا کہ جس مکان میں مقیم ہوتا تھا مکان والے سے بہت باتیں پوچھا کرتا تھا۔ چنانچہ اس رینجر سے بھی نپولین نے اُس کے خاندان کے متعلق بہت سے سوال کئے اور معلوم ہوا کہ اُس کے صرف ایک بیٹی تھی اور شادی کی عمر کو پہونچ گئی تھی مگر شادی کے مصارف کے لئے رینجر کے پاس روپیہ نہ تھا۔ پس نپولین نے خود اپنے پاس سے اس لڑکی کو بہت سا جہیز دیا۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر اور اُس گھر کو برکت دیکر جس میں اُسے آرام اور پناہ ملی تھی وہ ہوا کے مثل روانہ ہوگیا۔

جس وقت نپولین ڈی لِن جن میں پہونچا تو نہ ہمراہ کوئی محافظ تھے نہ مصاحب تھے اور نہ سررشتہ کے کوئی عہدہ دار تھے اور رات بہت زیادہ گئی تھی۔ بیویریا کا بادشاہ جو غنیم کے خوف سے اپنے دارالحکومۃ میونچ سے بھاگ آیا تھا اسی وہی مقام یعنی ڈی لِن جن میں ٹھہرا ہوا تھا۔ چونکہ نپولین کے آنے کا کوئی گمان تک نہ تھا وہ سونے کو چلا گیا تھا۔

نپولین کے آنے کی خبر سنکر وہ فوراً اُس کے پاس ملنے کو آیا۔ دونوں میں بڑے شوق سے باتیں ہوئیں۔ نپولین نے کہا پندرہ دن کے عرصہ میں حملہ آوروں کو میں تمھارے ملک سے نکال کر تمھیں تمھارے دار الحکومتہ میونچ کو پہونچا دونگا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ وعدہ بھی عجیب وعدہ تھا۔ یعنی پانچ لاکھ دشمن کی فوج کے مقابلہ میں نپولین کا دو لاکھ فوج سے زیادہ میدان جنگ میں لانا[ل] ممکن نہ تھا۔ یہ ملاقات سرسری ہوئی اس کے بعد بویریا

[ل] اس عظیم الشان جنگ کے واسطے جو افواج نپولین نے مہیا کی تھیں ان کی تفصیل ایلیسن صاحب نے اس طرح دی ہے کہ۔ پولینڈ میں ۱۸۰۰۰ زیر کمان جنرل برناڈوٹ۔ سکسنی میں ۱۲۰۰۰ زیر کمان جنرل گرسے ٹین۔ ولیسٹ فیلیا میں ۱۵۰۰۰ زیر کمان بادشاہ جیروم۔ خاص افواج ۲۵۰۰۰ زیر کمان جنرل لالنس اور ۴۵۰۰۰ زیر کمان جنرل ڈوسے وسٹ اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان جنرل مسینا اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان لے فی ور اور ۳۰۰۰۰ زیر کمان جنرل وین ڈیم۔ ان کے علاوہ رین کے جتھہ نے ۱۲۰۰۰ فوج مہیا کی تھی۔ اور اٹلی کے بادشاہ یوجین نے ۴۵۰۰۰ اپنے زیر کمان رکھی تھی۔ مارمونٹ ڈال مے شیا میں تھا اور اُس کے پاس ۱۵۰۰۰ فوج تھی۔ اور ان منتشر افواج کے ساتھ ۵۲۰ توپیں تھیں اور سب فوج کی میزان ۲۸۷۰۰۰ تھی۔ لیکن یہ بات ٹھیک ٹھیک بتانا کہ اس عظیم الشان جنگ میں نپولین کی طرف سے واقعی کسقدر فوج مشغول جنگ ہوئی۔ غیر ممکن ہے۔ ایلیسن صاحب لکھتے ہیں کہ جرمنی میں فرانسیسی فوج کی تعداد ۳۲۵۰۰۰ تھی" غرض اس تعداد کے معاملہ میں کوئی دو مورخ بھی اپنے بیان میں متفق نہیں ہیں۔ ایلیسن صاحب یہ بھی لکھتے ہیں "کہ منجملہ ۳۲۵۰۰۰ کے ایک لاکھ تو ہنوز جرمنی میں پہونچی نہ تھی۔ تاہم ایک لاکھ چالیس ہزار فرانسیسی فوج اور ساٹھ ہزار ماتحت ریاستوں کی سپاہ دریائے ڈینیوب کی وادی میں ضرور جنگ میں مصروف ہوئی۔ اسی کے ساتھ نپولین کی دو لاکھ فوج اسپین میں تھی۔ اور وہ دماغ جو ایسی منتشر اور بڑی فوجوں کے انتظام اور ہدایت پر حاوی ہو واقعی انوکھا دماغ ہوگا۔"

کا بادشاہ تو پھر سونے کو جالیٹا اور نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر چالیس میل کا دھاوا کر کے ڈونا ورتھ میں جا پہنچا۔ اور افسروں کو فوراً سامنے بلا کر ایسے ایسے سوال کئے کہ دونوں فوجوں کا حال اُس کو فوراً معلوم ہو گیا اور اپنی فوج کی خطرناک حالت پر اُس کو سخت تعجب ہوا۔

نپولین کو بہت اچھی طرح معلوم تھا کہ دشمن کی تعداد نہایت ہی کثیر تھی۔ اور اُس کو معلوم تھا کہ اگر میری فوج جابجا تقسیم رہیگی تو دشمن اپنی غالب تعداد کی وجہ سے اُس کو برباد کر دیگا۔ چنانچہ اُس نے برتھیر کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اور جس وقت دشمن کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہو تو تم اپنی فوج کو یا تو رے ٹس بن میں جمع کر لینا یا ڈونا ورتھ میں لیکن نپولین کو یہ دیکھکر بے انداز پریشانی ہوئی کہ برتھیر نے اس ہدایت پر عمل نہ کیا تھا بلکہ اس خیال سے کہ میں دشمن کے آگے بڑھتے ہوئے فوجی دستوں کو ہر موقع اور ہر جگہ پر روک لوں اپنی افواج کو جابجا منتشر کر دیا تھا۔ برتھیر کا یہ خیال صحیح حواسوں والے شخص کا سا نہ تھا۔ اگر آرچ ڈیوک چارلس میں نپولین کا دسواں حصہ بھی حربی ہنر ہوتا تو وہ ایک وار میں فرانسیسی فوج کے دھوئیں اُڑا دیتا اور اپنی فوج کے ابھی تک محفوظ رہتے پر نپولین کو بڑا ہی استعجاب ہوا اور اُس نے بیحد سرعت کے ساتھ افسروں کو تیز سے تیز گھوڑوں پر اطراف میں دوڑا کر برتھیر کی ہدایتوں کو منسوخ کیا اور حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو سب فوجیں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ ڈےوسٹ اور میسیناؔ میں سو میل سے بھی زیادہ فاصلہ تھا۔

نپولین نے برتھیر کو لکھا۔ "مجھے تمھاری دوستی اور وفاداری پر پورا اطمینان ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تمھاری اس حرکت سے مجھے یقین ہو جاتا کہ تم نے میرے ساتھ دغا کی ہے۔ اس وقت ڈےوسٹ آرچ ڈیوک چارلس کے بس میں جسقدر ہے اُس قدر میں نہیں ہوں"

بعد کو نپولین نے کہا "تمھیں کیا معلوم ہے کہ جب میں مقام جنگ پر پہنچا ہوں تو

میں نے اپنی افواج کو کس حالت میں پایا تھا اور اگر کسی سے چلے دشمن سے کام پڑا ہوتا تو ایسی ایسی ہزیمتیں اٹھانی پڑتیں کہ ٹھکانا نہ رہتا۔"

نپولین نے میسینا کو بمقام اگس برگ تحریر کیا "دو جرمنی رجمنٹوں کی حفاظت میں سب بیماروں اور تھکے ہوئے لوگوں کو چھوڑ دو۔ اور جتنی جلد ممکن ہو دریائے ڈینیوب کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تمھاری سرگرمی چستی اور تیزی کی جیسی اس موقع پر مجھے حاجت ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی ہے۔"

پھر اس نے ڈےوسٹ کو لکھا "فوراً رےٹس بن کو چھوڑ دو اور شہر کی حفاظت ایک رجمنٹ کے حوالہ کردو۔ اور اپنی فوج کو لیکر دریائے ڈینیوب کی وادی بالا میں چڑھ آؤ۔ اور رےٹس بن کا پل ایسا توڑ دو کہ پھر مرمت نہ ہو سکے۔ اور آسٹریا کی ٹڈی دل فوج اور دریائے ڈینیوب کے بیچ میں ہوتے ہوئے بڑی احتیاط اور عزم کے ساتھ چلے آؤ اور خبردار جب تک تمھاری فوج میری فوج سے اسے بنس برگ کی حوالی میں آنہ ملے دشمن سے ہرگز کسی مقام پر مٹ بھیڑ نہ ہونے پائے۔"

تمامی فرانسیسی فوج متحرک ہوگئی تھی۔ اور سنگین لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نپولین ہر مقام پر موجود تھا اس کی فوج کو ہر مقام پر فتح ہوتی تھی حربی تاریخ میں نپولین کا اپنی فوج کو منتشر مقامات سے بلا کر ایک مرکز پر کامیابی سے جمع کرلینا باوجودیکہ وہ ٹڈی دل اور عمدہ موقعوں پر مورچہ بند دشمنوں سے گھری ہوئی تھی بڑا ہی حیرت انگیز کام شمار کیا جاتا ہے۔ تین دن کے اندر نوے ہزار فوج اس کے پاس جمع ہوگئی اور ان تین دن کے سخت معرکوں میں آسٹریا کی فوج کے بیس ہزار سپاہی مقتول و مجروح ہو چکے تھے۔ اور قید کرلئے گئے تھے۔ ان نقصانوں سے آرچ ڈیوک چارلس کو ذرا بھی پریشانی یا بے دلی نہ ہوئی تھی اور اس نے پوری ایک لاکھ فوج اکمہل میں جمع کی اور بڑی قطعی لڑائی کا مصمم ارادہ کر لیا۔

نپولین نے اپنی فوج سے حسب ذیل خطاب کیا:۔

"سپاہیو۔ رین کے فرمانرواؤں کی زمین پر دشمن نے مداخلت بیجا کا ارتکاب کیا۔ آسٹریا والوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اُن کی فوج کے پرچموں کو دیکھتے ہی ہم بھاگ جائینگے اور اپنے رفیقوں کو اُن کے حوالہ کر دینگے۔ برقی سرعت کے ساتھ میں تمھارے درمیان آپہونچا ہوں۔ سپاہیو تم وہی سپاہی ہو کہ اپنی سنگین چڑھائے میرے گرد کمربستہ مستعد کھڑے تھے اور یہی آسٹریا کا بادشاہ مورسے ویا ہیں میرے پاس آیا تھا اور تم نے اپنے کانوں سے سنا تھا کہ اُس نے مجھ سے رحم کی التجا کی تھی اور قسم کھائی تھی کہ کبھی تمام عمر دغا نہ کریگا۔ تین مرتبہ طولانی جنگیں ہو چکی ہیں اور تینوں مرتبہ تم نے فتح پائی اور آسٹریا کے بادشاہ کے پاس جو کچھ ہے سب تمھاری فیاضی کی بدولت ہے۔ اور دیکھو کیسے تعجب کا مقام ہے کہ تین مرتبہ اُس نے جھوٹی قسم کھائی۔ چونکہ ہم پہلے بھی فتح پا چکے ہیں ہماری آیندہ فتوحات میں کیا شبہہ ہو سکتا ہے۔ پس آؤ چلیں اور دشمن ہم کو دیکھے اور پہچانے اور کہے۔ ارے یہ لوگ تو وہی ہیں جن سے ہم پہلے کئی مرتبہ ہار چکے ہیں"

۱۹- اپریل کی شب میں سویرے نپولین کے پاس آیا اور جنرل ڈے وسٹ کے بخیریت مع اپنی فوج کے آجانے کی اطلاع دی۔ نپولین ایک جھونپڑے کمرہ میں اس وقت ایک کاٹھ کی بینچ پر گرم چولھے کی طرف پاؤں پھیلائے اور بجائے تکیہ کے سپاہی کا ایک جھولا سر کے نیچے رکھے ہوئے لیٹا تھا۔ اور ملک کے نقشہ کو بغور دیکھ رہا تھا اور اس خبر سے خوش ہو کر وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام کمپو کا چکر لگانے لگا۔ بویریا کا شاہزادہ اور چند جنرل اُس کے ہمراہ تھے۔ شاہزادہ کے جوش عزم سے نپولین کو ایسی خوشی ہوئی کہ اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کے کہنے لگا۔

"شاہزادہ اگر اسی سرگرمی سے تم بویریا کے بادشاہ کے رتبہ کو قایم رکھو گے تو یاد رکھو کہ جب تم بادشاہ ہو گے تو یہ شرفا تم کو کبھی پیٹھ نہ دکھائینگے۔ اور اگر اس کے

برخلاف تم گھر پر بیٹھے آرام کرنا چاہو گے تو یہ بھی تمھارے قدم پر قدم رکھ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہینگے۔ اور اُسی دن تم کو اپنی بادشاہت حکومت اور شان و شوکت کو خیرباد کہدینا پڑیگا۔"

پھر اپنی کرسی پر نپولین دو تین گھنٹے سویا۔ اور صبح صادق سے قبل اُٹھ کر جنگ کے واسطے اپنی فوج کو ترتیب دینے لگا۔ تاریک کہر اطراف کی زمین پر چھایا ہوا تھا اور یہ زمین چند ساعتوں میں لہو سے لال ہونے والی تھی "ریوالمہل" کے زرخیز میدان پر آسٹریا کی ایک لاکھ فوج پڑی سو رہی تھی اور بر سر رسیدہ خطرہ کی اُسے کچھ خبر نہ تھی۔ اور اپنی حربی لیاقتوں سے نپولین اپنی نوے ہزار فوج میں مسرت کا جوش اور فتح کا یقین بھر رہا تھا۔ اب آفتاب نے طلوع کیا۔ اپریل کا مہینہ تھا۔ آفتاب کی ضو قابل دید تھی۔ اور سبز وادی مخملی لباس پہنے پری کا جوبن دکھا رہی تھی۔ سبزہ زار اور اُس میں بل کھائے ہوئے چشموں کا بہنا۔ باغات اور مزرعے اور ان میں درختوں کی کنج مکانات کو اپنی گود میں لئے انوکھے خوشنما منظر تھے۔ بھینی بھینی باد نسیم میں پھریرے آہستہ آہستہ لہرا رہے تھے اور آسٹریا کی فوج کے سفید خیمے میلوں تک میدان میں نصب تھے سرو۔ دصنوبر میں کونپلیں پھوٹ رہی تھیں اور دریا کے کنارے صف بستہ کھڑے تھے اور صیقل کئے ہوئے اسلحہ اُن میں جھلملاتے ہوئے ایک عالم دکھا رہے تھے۔ اور ہزارہا باد رفتار رہوار آہستہ آہستہ ہری گھاس چر رہے تھے۔ اور جب اس سب پر نظر کیجاتی تھی تو امن چین اور قدرت کی خوبصورتی کا عجب سماں نظر آرہا تھا۔ لیکن جنگ کا شیطان اس کو کیوں گوارا کرسکتا تھا اور بیچارے اُس نے ان خوبیوں کو ایسے ہولناک نظارہ سے جلد بدل دیا کہ خدا آنکھوں سے نہ دیکھائے۔

جب فرانسیسی فوج کے مختلف دستے بلندیوں پر آئے جہاں سے یہ تمامی قدرت کی بہار نظر آرہی تھی تو بیساختہ محو حیرت ہو گئے۔ اب شروع ہونے والی جنگ کا شور برپا

ہو چلا تھا۔ قرنا کی صدا بلند ہو گئی تھی جوش سے بھر دینے والی بینڈ باجوں کی گونج ہوا میں بھر گئی تھی۔ توپیں۔ سوار اور پیدل اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو جانے کو حرکت میں آ رہے تھے۔ سواروں کے رسالے میدان میں دوڑ رہے تھے۔ مگر دوپہر سے قبل ایک توپ یا بندوق سر نہ کی گئی۔ فریقین مورچہ بندیوں میں ایسے اطمینان سے مصروف تھے گویا ایام تعطیل کے کھیل کھیلنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ آفتاب عین نصف النہار پر تھا کہ پہلا گولا چلا اور یہ ایسی ہولناک جنگ کا اشارہ تھا کہ ویسی جنگ اس خونریزی کی ستائی ہوئی دنیا میں شاذ و نادر ہی ہوئی ہو گی۔ اس منظر کی ہول و ہیبت نے اُن لوگوں کے جگروں تک کو ہلا دیا تھا جو مدتوں سے ان منظروں کے دیکھنے کے خوگر ہو رہے تھے۔ آج نپولین نے اپنے فن حرب کی اُستادی کا جیسا اظہار کیا ویسا کبھی نہ کیا تھا۔ اُس کی فوج کے مختلف حصے میدان کارزار میں اس خوبی سے شطرنج کی چالیں دکھا رہے تھے کہ غلطی ہونا ممکن نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے فن حرب کے ذریعہ سے اُن کی تربیت ہوئی تھی پانچ گھنٹے تک موت کا بازار گرم رہا۔

اب آفتاب ڈھلنے لگا اور دشمن میں پریشانی کے آثار شروع ہوئے۔ نپولین نے خاصہ کے رسالے الگ بچا رکھے تھے۔ اور یہ بڑی بے صبری سے حملہ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اب وقت آگیا۔ اور خود و سینہ بند پہنے جھلملا تے ہوئے اور نہایت ہی قوی گھوڑوں پر سوار اور ایسے سورما کہ جب حملہ آور ہوئے تو نصرت نے رکاب کو بوسے دیئے تھے یہ رسالے سامنے کی بلندیوں پر نمودار ہوئے اور میدان پر سیل فنا کی طرح جھپٹے۔ پہلے تو بڑی شان کے ساتھ ذرا باگیں لئے ہوئے یہ آگے کو بڑھے اور ان کے منہ زور رہوار ڈلکی چلتے ہوئے دونوں فوجوں کے سامنے نمودار ہوئے۔ فرانسیسی خاصہ کے رسالوں کو نپولین کا داہنا بازو خیال

کرتے تھے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ اس حملے سے دشمن پامال ہوگا اور جنگ کا خاتمہ
ہو جائیگا۔ اور اُنھوں نے بڑی خوشی سے نعرہ مارا۔ جو توپوں کی گرج سے بلند سنائی
دیا آسٹریا کی طرف بھی سوار فوج بکثرت تھی اور اسی طرح مسلح بھی تھی اور بڑی بہادر اور جانباز
تھی۔ چنانچہ یہ رسالے نپولین کے اس حملہ کرنے کا اُنھیں پہلے سے خیال تھا روکنے
کے لیے آمادہ اور ہوشیار تھے۔ خود سینہ ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں میں ان کی تلواریں
اور خود چمک رہے تھے اور یہ لوگ چپ چاپ کھڑے اس [illegible] اُٹھتے ہیں تو [illegible] دونوں
طرفین کے رسالے اپنے گھوڑوں کو دوڑا کر ہوا سے بادل کی طرح بجلیوں کی سی
جوش و خروش سے بھرے ہوئے ایک دوسرے پر جا پڑے۔ صد ہا گولے سر کے
بیچ رہ رہے تھے اور گھوڑوں کے سموں کے نیچے زمین لرز رہی تھی۔ پھریرے اور جھنڈے
ہوا میں لہراتے ہوئے اور خود و شمشیر و خوب چمکتے اور برق اپنی چمک سے آسمان
سروں پر اٹھائے بڑی سرعت کے ساتھ ایک دوسرے پر جا ٹوٹے۔ یہ منظر ایسا ہیبت ناک
اور ڈراونا اور یقینی قطعی طور سے نتیجہ غیر معلوم ہوتا تھا کہ فریقین نے گویا باہمی رضامندی
سے جنگ کو روک دیا اور ان رسالوں کی باہمی جنگ کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے۔
سپاہیوں نے اپنی اپنی بندوقیں اپنے پہلو میں لگا لی تھی اور تھکے ہوئے گولنداز توپوں پر
جھک گئے تھے اور [illegible] اس [illegible] ہیبت ناک جنگ کو دیکھ رہے تھے۔
بڑی خوفناک گرد و غبار پیدا ہو گئی۔ صد ہا گھوڑے اور سوار فوراً زمین پر گر کر
میں پامال ہو گئے اور اُن کے کچلے ہوئے جسموں پر رسالے دوڑ اور لڑ رہے تھے۔
اُن جری مردوں کے لیے بھی جنھوں نے ہر وضع کی لڑائیاں دیکھی تھیں یہ لڑائی نئی طرح کی تھی۔
ہوا کے ایک جھونکے نے میدان کو بارود کے دھوئیں سے صاف کر دیا۔ اور پہاڑ سے
اکھاڑ سے پُر نور آفتاب کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی اور مخالف فوجیں آسٹریا اور فرانس
کے خاص کے رسالوں کی جنگ کے نتیجہ پر آج کی جنگ کی فتح و شکست کو منحصر کر کے

خاموش تماشہ دیکھ رہی تھیں۔ بندوق و قرابین کی آواز اور تلواروں کی جھنکار کے سوا جیسے کہ تلوار خود اور ڈھال پر پڑ رہی تھی اور کچھ نہ سنا جاتا تھا سواروں کے بدن میں گویا رگوں اور پٹھوں کے بجائے فولاد کے تار تھے۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ لیکن جنگ کا نتیجہ نہ نکلا۔ اور اسی زور شور سے جاری رہی شفق کی تاریکی چھا گئی اور اندھیرے میں مشتعل کی ہوئی فولادی آبدار تلواروں کی چمک ویسی ہی بجلی کی طرح کوندتی رہی تھی۔ ایک ایک کر کے آسمان میں تارے نکل آئے اور مشرق سے اپنی نرم نرم روشنی کے ساتھ مہتاب طلوع ہوا اور اس ہولناک قتال کو دیکھنے لگا۔ اور اب بھی مبارز رسالے بڑی تندی اور غیظ و غضب کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ ایسی شدید جنگ کی حالت میں سوار اور گھوڑوں کا جلد جلد مارا جانا ضروری تھا لیکن جنگ کے تلاطم اور شور میں کمی ہونے لگی۔ اس تاریکی میں یہ پتہ لگانا کہ کون جیت رہا ہے اور کون ہار رہا ہے غیر ممکن تھا۔

انجام کار جب آسٹریا کے خاصہ کے رسالوں میں سے بقدر دو تہائی کے کام آ چکے تو اُن میں تاب مقاومت باقی نہ رہی اور ان میں لغزش پیدا ہوئی وہ گھوڑے اور جھنڈے توڑ کر فرار ہوئے فرار ہونا تھا کہ فرانسیسی سواروں نے بڑے جوش و خروش سے "شاہ زندہ باد" کا نعرہ مارا۔ اور مجنونوں کی طرح تعاقب کر کے سواروں اور گھوڑوں کو جن کی میدان خونریزی میں بھیڑ لگ رہی تھی پامال کر ڈالا۔ آسٹریا کی بے دل فوج اپنے خاصہ کے رسالوں کی فراری پڑی اُداسی سے کھڑی دیکھ رہی تھی اور فوراً اس نے بھی پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ تمامی فرانسیسی فوج نے اپنے فیروزمند خاصہ کی سوار فوج کی طرح فتح کا نعرہ بلند کیا۔ اور جوش سے بھر گئی۔

توپیں پھر گرجنے لگیں۔ بجلی کی طرح شعلوں کا نکلنا۔ گولوں کی سن سناہٹ بھاگنے والی اور تعاقب کرنے والی فوج کا شور و غل۔ گولیوں اور بم کے گولوں کا طوفان

جس نے بھاگنے والوں میں موت کا بازار گرم کر دیا تھا اور گن دھک کے دھوئیں کا شامیانہ جس نے چاند اور ستاروں کو تاریک کر دیا تھا ایسا منظر تھا کہ نہ تو کوئی انشاپرداز ہی لکھ سکتا ہے نہ جس کی کوئی مصور تصویر ہی کھینچ سکتا ہے۔ لیکن نپولین نے باوجود جنرل لانس کے اصرار کے فوراً حکم دیدیا کہ تعاقب سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ اور فوج اپنے مقام پر ٹھہر جائے۔ پانچ دن کی محنت شاقہ سے تمام سپاہی چور ہو گئے تھے اور اسی خون سے رنگے ہوئے میدان پر جس کو انھوں نے بڑی جانبازی کر کے فتح کیا تھا لیٹ گئے اور سو گئے۔ آسٹریا کی فوج تمام رات بھاگتی رہی تاکہ رستے رٹس بن پہونچکر دریائے ڈینوب کو عبور کر جائے۔

جس وقت نپولین نے خاصہ کے رسالوں کو قطعی حملہ کرنے کا حکم دیا اس کے پاس ملک کا نقشہ کھولے ہوئے جنرل سردونی کھڑا ہوا تھا اور نپولین کو نقشہ دکھا رہا تھا۔ اتنے ہی میں توپ کا ایک بڑا گولا آیا اور جنرل سردونی کو اڑا لے گیا اور اس کے بدن کے ٹکڑے اڑ گئے۔ اس کے بعد ہی نپولین کے پاس ایک اور افسر آیا اور کہنے لگا۔ "دیکھئے فلاں مقام پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے" افسر یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرا گولا نپولین کے سر کے قریب سے ہو کر اور آیا اور اس افسر کے ہاتھ کو جس سے وہ اشارہ کر رہا تھا صاف اڑا لے گیا۔ نپولین اس افسر کو دلاسا دینے لگا لیکن اس پرخطر مقام سے نہ ہٹا۔ اس پر ان افسروں نے جو اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور جانتے تھے کہ اسی کی زندگی سے ان کی خیریت وابستہ تھی نہایت اصرار سے التجا کی کہ جہاں پناہ کو ایسے مقام سے ہٹ جانا چاہئے اور یہاں کھڑا ہونا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اس کے جواب میں نپولین نے نرمی سے کہا "آخر میں کروں کیا۔ میں تو یہیں کھڑا رہونگا کیونکہ یہ دیکھنا بھی تو بڑا ضروری ہے کہ ہو کیا رہا ہے"

چہارشنبہ کے روز میں نپولین صرف چند گھنٹے سویا تھا۔ اور اب پھر صبح ہونے سے

قبل وہ گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اپنی سوتی ہوئی فوج کو دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے جگانے لگا۔ آرچ ڈیوک چارلس کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔ نپولین اپنی مظفرو منصور فوج کے ساتھ اُس کو دابے چلا آرہا تھا۔ اور چوڑا دریائے ڈینوب اُس کے پیچھے تھا جس پر رُسے رُٹس بن میں صرف ایک پُل تھا اور اُس کی فوج نہایت بے دل ہو رہی تھی۔ اور جہاں کہیں نپولین سے مقابلہ ہوتا تھا ہزیمت اٹھانا پڑتی تھی۔ انکماکی جنگ میں پرنس چارلس کی طرف چھ ہزار مقتول و مجروح ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ بیس ہزار کے قریب نپولین نے اسیر کرلئے تھے اور پندرہ جھنڈے اور بے شمار سامان حرب اس کے ہاتھ آیا تھا۔

انھیں حالات میں آرچ ڈیوک نے چاہا کہ جتنی جلد ممکن ہو ڈینوب عبور کر جایا چاہیے اور بوہیمیا میں جاکر فوج کو پناہ دیجائے اُسے توقع تھی کہ آسٹریا کی دوسری افواج اُس کی کمک کو آرہی تھیں اور اُس کی فوج سے وہ جلد آملینگی چنانچہ جا بجا بہت سی آگ روشن کر کے جو تمام شب روشن رہی تاکہ نپولین کو اُس کی تجویز سے اطلاع نہ ہو وہ ڈینوب کی طرف بھاگا۔ دریا پر ایک کشتیوں کا پل بنایا گیا اور اس پل اور رسے ٹس بن کے اصلی پل کر ذریعے سے متواتر فوجیں اترتی رہیں۔ صبح سے نپولین نے اپنے رسالوں کو آسٹریا کی فوج کے چنداول کے مقابلہ کو بڑھایا غنیم کی یہ فوج رسے ٹس بن کے قریب دریا اور پلوں کی حفاظت کی غرض سے مورچہ بند تھی خفیف سی جنگ کے بعد آسٹریا کی فوج شہرپناہ کے اندر گھس گئی اور پھاٹک بند کرلئے اور فصیلوں پر سپاہ جمادی۔ نپولین کی جانب سے باڑیاں قایم کردی گئیں اور بم کے گولوں نے آباد شہر میں تباہی پھیلادی جہاں کہ سڑکوں اور پلوں پر کثرت سے ہجوم تھا۔ دیوار بہت جلد شگاف ہوگیا فرانسیسی شہر میں داخل ہوگئے اور آسٹریا والوں کے ساتھ ادھجکر گڑبڑ ہوگئے۔ اور دست بہ دست لڑنے لگے اور ہنگامہ قتال گرم ہوگیا۔

۸۰۹ء

جس وقت نپولین اس حملے کے متعلق ہدایتیں جاری کر رہا تھا اس کے پاؤں میں [illegible] گولی
لگی۔ ہڈی تو بچ گئی لیکن ایسا صدمہ پہنچا کہ سخت درد پیدا ہو گیا اور وہ بڑی بذلہ سنجی سے کہنے لگا [illegible]
گولی لگی۔ یہ شخص بھی کوئی بڑا ہی نشانہ باز معلوم ہوتا ہے کہ اتنی دور سے میرے گولی مار دی۔ [illegible]
نشانہ لگاتے ہیں۔" وہ گھوڑے سے فوراً نیچے اتر پڑا اور اسی مقام پر زخم باندھا گیا۔ اگر [illegible]
ہٹ کر لگتی تو ہڈی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور پاؤں کا کاٹا جانا لازمی ہو جاتا۔

شاہنشاہ کے زخمی ہونے کی خبر جلد پھیل گئی اور قریب کے [illegible]
اپنی سلامتی سے بے پروا ہو کر صفیں چھوڑ اپنے محبوب سردار کے لیے چاروں طرف جمع
ہو گئے۔ توپوں کے گولوں سے بے پروا جو ان کی گھنی جماعتوں میں پڑ رہے تھے۔
پندرہ ہزار فرانسیسی توپوں بندوقوں اور گھوڑوں کو چھوڑ کر بڑے تردد اور الفت کے
جوش سے بھرے ہوئے موقع پر آکر جمع ہو گئے۔ نپولین بڑی محبت سے مسکرایا اور سب
قریب والوں سے اس نے ہاتھ ملایا اور ان کو یقین دلایا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں صرف
اچٹتا ہوا خفیف زخم لگا ہے۔ پھر جیسے ہی زخم بندھ چکا اپنے جاں نثاروں کا تردد رفع
کرنے کو باوجودیکہ نہایت ہی شدید تکلیف تھی وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور کام کرنے لگا۔
اور یہ دیکھ کر تمامی فوج میں خوشی پھیل گئی اور وہ نعرے مارنے لگی۔ کسی سکھ کے لیے بھی
ایسی خوشی کے نعرے فوج نے نہیں مارے ہیں۔ بعد کو یہ درد ایسا بڑھا کہ نپولین مجبور
ہو کر ایک کاشتکار کے گھر میں چلا گیا اور جہاں وہ مطلق بیہوش ہو گیا۔ مگر ہوش میں
آتے ہی پھر گھوڑے پر سوار ہوا۔ چہرہ زرد ہو رہا تھا اور تکان سے ہیجان تھا لیکن
سب اہم امور کی برابر نگرانی کر رہا تھا۔

جس وقت فرانسیسی رسالے لینڈ ہٹ میں شگاف کے ذریعہ سے داخل ہوئے
آسٹریا کی بہت سی فوج دریا پار ہو چکی تھی اور بوہم والڈ کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئی تھی
اپنے رفیق کے ملک سے دشمن کو نکال کر نپولین نے فراریوں کو بوہیمیا کے کوہستان

میں آوارہ پھرنے دیا اور رستے لٹس بن میں اپنا صدر مقام قائم کیا۔ ایسی فتوحات خیالی افسانے معلوم ہوتے ہیں۔ نپولین کو پیرس سے آئے ہوئے ابھی صرف بارہ دن ہوئے تھے۔ چھ دنوں میں اس نے وہ بڑی مسافت طے کی جو دریائے سین اور دریائے ڈینیوب کے مابین واقع ہے اور صرف ایک رات اور ایک دن میں جس کے دوران میں وہ برابر جنگ کرتا رہا اس نے بہت بڑی فوج کو جو دور دور منتشر تھی ایک جگہ پر جمع بھی کر لیا اور فتح پائی۔ اور اپنی فوج کو اکمل میں ایسی ترتیب دیکر غالب تعداد کے غنیم پر ہر سمت سے حملہ کیا اور اس کو بڑی پوری ہزیمت دیکر دریائے ڈینیوب کے پار بھگا دیا۔ اس سے پندرہ روز قبل آسٹریا کی دو لاکھ فوج بڑے ٹھاٹھ سے بویریا پر چڑھ دوڑی تھی اور اب ہزیمت خوردہ پریشان اور بے دل بوہیمیا کے کوہستان میں فاتح نپولین کے ہاتھ سے پناہ ڈھونڈھتی پھرتی تھی۔ ان چھ مصیبت خیز ایام میں آسٹریا کی جانب مقتول و مجروح اور اسیروں کی تعداد کے اعتبار سے ساٹھ ہزار کا نقصان ہو چکا تھا۔ اور ان میں سے چالیس ہزار نپولین کی پیدل پلٹنوں کی بندوقوں یا سواروں کی تلواروں سے مارے گئے تھے[1]

آسٹریا کی طرف چھ سو سامان کی گاڑیاں۔ چالیس جھنڈیاں۔ سو سے زیادہ توپیں اور دو پلوں کے سامان۔ اور بے شمار اسباب کا بھی نقصان ہوا تھا۔

جسمانی اور دماغی محنت کے متعلق جس کا شہنشاہ نپولین نے اس حیرت انگیز مہم میں اظہار کیا ہرگز یقین نہ ہوتا اگر اس کے بارہ میں زبردست شہادتیں موجود نہ ہوتیں۔ پیرس اور ڈینیوب کے مابین چھ سو میل کا فاصلہ ہے اور اتنے لمبے سفر میں نپولین نے سوائے اس آرام کے جو گاڑی میں مل گیا اور کسی قسم کا آرام نہ کیا۔ چند مقامات پر اس کو کئی کئی گھنٹے کی دیر ہوئی لیکن اس وقت میں یا تو شہروں اور قلعوں کی فصیلیں اور برج معاینہ کرتا

[1] فریقین کے بیانوں کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرنے کے بعد یہ تعداد تھیرس صاحب نے لکھی ہے۔ ۱۲ مصنف

رہا یا فرانس۔ اٹلی۔ جرمنی اور سپین کے گماشتوں کو خطوط و مراسلات لکھواتا رہا۔
اور جب فوج میں پہونچگیا تو پانچ شبانہ روز بڑی شاقہ محنت میں مصروف رہا۔ آدھی رات
کے بعد ٹوپی اور بوٹ پہنے ہوے وہ ایک گھنٹہ کو اپنی آرام کرسی پر لیٹ جاتا اور پھر
تازہ دماغ ہوکر یا تو مراسلات لکھوانا شروع کردیتا یا گھوڑے پر سوار ہوکر اندھیرے۔ اندھی
اور کیچڑ میں خیزا خیز تمام کمپ میں گشت لگاتا پھرتا اور صرف ان پانچ دنوں میں جتنے مراسلات
اس نے لکھوائے تھے اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ایک بڑی ضخیم جلد کو کافی ہونگے
پندرہ پندرہ گھنٹے برابر گھوڑے پر سوار رہتے اور بڑی تیزی کے ساتھ گشت کرنے کے
بعد ہی وہ پھر بیٹھ جاتا اور آدھی آدھی رات تک مراسلات لکھواتا رہتا تھا۔

(۳۳۸)

باب چہل و ہفتم

دریائے ڈینوب کی وادی زیریں کی سمت بڑھنا

نپولین کے سفر کرنے کی گاڑی ۔ رٹسبن میں فوج سے خطاب ۔ شام کا سپاہی رٹسبن کی مرمت ۔ ابرس برگ کا پل ۔ ڈرسٹین ۔ وآنا میں اطاعت کا حکم بھیجنا ۔ میریا لوئیا ۔ اینڈروسی وآنا کا گورنر ۔ سیویرے سے گفتگو ۔ یوجین کے نام خط ۔ ذلیل جراح ۔

نپولین کے سفر کرنے کی گاڑی واٹرلو میں دشمنوں کے ہاتھ لگی ۔ اور لندن کے عجائب خانہ میں آج موجود ہے ۔ اس کی ساخت کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نپولین ہی جیسے شاہنشاہ کے مناسب حال یہ بنائی گئی ہے ۔ ساخت کے اعتبار سے بالکل سادہ اور بے تکلف ۔ لیکن ایک جفاکش شخص کے لئے اُس میں سب ہی ضروری اور آرام کی چیزیں موجود ہیں ۔ ایک باہر کو کھسل آنے والا تختہ ایسا لگا ہے کہ لکھنے کی میز بن جاتی ہے ایک ستھرا ڈیسک ہے جس کے اطراف میں درازیں رکھی گئی ہیں اور ان میں کاغذ قلم وغیرہ رکھا جاتا تھا ۔ گرد اگرد صندوق بنے ہوئے ہیں جن میں مختلف قسم کی کتابیں بھری جاتی تھیں ۔ نقشے مراسلات ۔ اور روزانہ اخبار رکھے جاتے تھے ۔

(۳۳۹)

پیچھے ایسا لمپ لگا ہوا تھا کہ پڑھنے لکھنے کو کافی روشنی دیتا تھا اور ٹھیک ایسی قائم کی گئی تھی کہ رات میں سفر کے وقت نپولین آرام کرسی کی وضع پر چاہتا تو لیٹ کر آرام کر لیتا اور کمانی دار گدوں کی وجہ سے ناہموار سڑک پر جھٹکے کم لگتے تھے۔ سفر کی حالت میں وہ فوجی اور دیوانی انجینیروں۔ مدبروں۔ فوجوں کے کمانڈروں اور برگیڈوں اور بٹالین کے افسروں کی برابر رپورٹیں پڑھتا جاتا تھا۔ اور پڑھکر ان کاغذات کو پھاڑ کر کھڑکیوں سے باہر پھینک دیتا تھا۔ کیونکہ اُس کا حافظہ ایسا زبردست تھا کہ ان کے مضامین کو پھر کبھی وہ نہ بھولتا تھا یہ بھی دستور تھا کہ پیرس میں جو نئی کتاب چھپتی ایک جلد اُس کے ملاحظہ کے لئے بھی آتی تھی۔ چاہے یہ کتاب ادب کی ہو یا علوم و فنون کے متعلق ہو یا مذہبی ہو وہ ایک جھلک اُس کو کسی مقام سے دیکھتا اور اگر پڑھنے کے لایق معلوم ہوتی تو خیر نہیں تو فوراً کھڑکی سے سڑک پر پھینک دیتا۔ سڑک پر کاغذ کے پرزے۔ اخبار۔ اور کتابوں کی جلدیں پڑی ہوتی تھیں اور ان کے ذریعہ سے اُس کے رستہ کا پتہ چل سکتا تھا اور ہمیشہ اُس ضلع کا سب سے اچھا نقشہ جس میں وہ سفر کرتا ہوتا تھا اُس کے سامنے لٹکا رہتا تھا۔

جہاں قیام کرنا شاہی واب و قواعد قایم ہو جاتے اور سب سے زیادہ مناسب کمرہ اُس کے کام کرنے کو انتخاب کر دیا جاتا۔ کمرہ کے وسط میں ایک میز پر اُس ملک کے نقشے جہاں اُس کی فوجیں ہوتیں رکھے رہتے۔ اور فوج برگیڈوں اور دستوں وغیرہ کے نشان دیئے ہوتے۔ راستے۔ سڑکیں۔ پل اور گھاڑیاں۔ ٹھیک ٹھیک بنی ہوتیں۔ دشمن کے مورچے اور مختلف اقوام کی فوجوں کی جگہ سرخ۔ سیاہ اور سبز آلپینوں کے ذریعے سے دکھائی جاتی۔ اور اُس کے جاں نثار افسر یہ سب کام اس خوبی اور صفائی سے تیار رکھتے کہ شاہنشاہ اُس مقام پر چاہے جس وقت پہونچتا لیکن ذرا بھی وقت ضائع نہ ہونے پاتا۔

کمرہ کے چاروں گوشوں میں سکرٹریوں کے لیئے میزیں لگی رہتی تھیں۔ اور ان تھکنے والے منشیوں کو نپولین ایک ساتھ بولتا اور لکھاتا جاتا تھا۔ اُس کو عجب مہارت تھی کہ ایک ہی وقت میں مختلف مضامین کا فیصلہ کرتا جاتا تھا۔ اکثر پیچھے ہاتھ باندھے اور ٹوپی پہنے وہ کمرہ میں ٹہلتا اور چھوٹے چھوٹے جامع فقرات میں رائے اور احکام دیتا جاتا تھا۔ ایک کاتب کو فوج کے کوچ و مقام پر احکام لکھواتا۔ اور پھر گھوم کر دوسرے کو مالی وقیق معاملات پر یا سلطنت کے نظم و نسق کے متعلق ہدایتیں لکھواتا اور اُسی کے ساتھ تیسرے کو اپنے دول غیر کے سفیروں کے مراسلات کا جواب تحریر کراتا جاتا۔ اور چوتھے کو امور خانگی کے متعلق مضمون بتاتا۔ چند گھنٹوں تک برابر اسی طرح لکھواتا رہتا۔ اور پھر خود قلم لیکر اپنی باوفا جوزیفائن کو چند سطور ایسی گھسیٹ لکھ دیتا کہ بڑی دشواری سے پڑھی جاتیں۔ اور پھر یا تو گاڑی میں یا گھوڑے پر سوار ہو کر شہاب ثاقب کی طرح نگاہ سے اوجھل ہو جاتا۔

انھیں لڑائیوں کے دوران میں اُس نے جوزیفائن کو لکھا:۔

"ڈونا ورتھ۔ ۱۸۔ اپریل ۱۸۰۹ء"

"کل میں یہاں پہونچگیا۔ صبح کے چار بجے تھے۔ میں ابھی جاتا ہوں سب کام شروع ہیں۔ حربی کارروائیاں بڑی تیزی سے ہو رہی ہیں۔ ابھی کوئی تازہ بات پیش نہیں آئی ہے۔ میری صحت اچھی ہے"

"نپولین"

کسی قسم کی جفاکشی میں جو سپاہیوں پر پڑتی تھی۔ خود نپولین کو بھی کوئی عذر نہ تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جسقدر جسمانی محنت خود نپولین برداشت کرتا تھا کسی سپاہی پر اتنی محنت نہ پڑتی تھی۔ رٹے لسٹبن میں اُس نے اپنی سپاہ سے حسب ذیل خطاب کیا۔

"سپاہیو۔ تم نے میری امیدوں کو پورا کر دیا۔ تعداد کی کمی کو تم نے اپنی بہادری سے پورا کر لیا اور اصلی سپاہی اور ہتیار بند لٹھیا پلٹن کا فرق دکھا دیا۔ چند ہی روز میں

ہم کو۔ کھان۔ اسے منبرگ۔ اور اکمل کی لڑائیوں میں فتح حاصل ہوگئی۔ پی سنگ۔
لینڈسنٹ۔ اور رٹس بن میں ہم نے دشمن کو فاش ہزیمت دی۔ سو توپیں۔ چالیس
جھنڈے۔ پچاس ہزار قیدی۔ تین پلوں کا سامان اور مع گھوڑوں کے تین ہزار سامان
کی گاڑیاں اور غنیم کی فوج کے خزانہ کے سب صندوق ہمارے ہاتھ آئے اور یہ سب
تمھارے جلد کوچ اور دھاوے اور بہادری کا نتیجہ ہیں۔ حاف در وغ آسٹریا کے
دربار نے بیچارے سپاہیوں کو ایسا بہکایا تھا کہ وہ تم کو بھول گئے تھے۔ لیکن اُن کی
بہت جلد آنکھیں کھل گئیں اور اس مرتبہ تم نے ہمیشہ سے زیادہ اپنے تئیں خوفناک ثابت
کردیا کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ دشمن نے دریائے اِن کو عبور کرکے ہمارے رفقا
کے ملک پر حملہ کیا تھا اور یہ حوصلے ہو رہے تھے کہ فرانس پر یورش کیجائے گی۔ لیکن
دیکھا۔ کیا گت بنی؟ شکست کھائی اور حواس باختہ ہوکر اب فرار ہو رہا ہے۔ میرا ہراول
دریائے اِن کے پار اتر گیا ہے اور ایک مہینہ میں ہم ویانا کے اندر داخل ہوتے ہیں۔"

اس مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "سب سے بڑی
مہم جو میں نے سر کی وہ اکمل کی مہم تھی اور اسی کے متعلق میں اپنے تئیں سب سے
زیادہ قابلِ داد خیال کرتا ہوں۔ میرنگو یا کسی دوسری جنگ سے اکمل کی جنگ بڑی
زبردست تھی۔"

رٹس بن میں دوسرے روز نپولین نے اپنی فوج کے ایک حصہ کا معائنہ
کیا۔ مقتول دفن کردیے گئے تھے۔ سڑکوں سے خون دھو ڈالا گیا تھا۔ اور مجروح جنکی
ہڈیاں پاش پاش ہوگئیں تھیں اسپتالوں کے کمروں میں پڑے کراہ رہے تھے۔ جدھر
نظر جاتی تھی فوجی ترک و احتشام نظر آتا تھا۔ پر۔ اور پرچم۔ کودتے ہوئے گھوڑے۔
صیقل کئے ہوئے ہتھیار۔ آفتاب کی شعاعوں میں جھلک رہے تھے۔ جیسے کہ ہر ایک
رجمنٹ نپولین کے سامنے سے گزر رہا تھا وہ کرنل سے پوچھتا جاتا تھا کہ تمھارے

کن سپاہیوں نے اپنے تئیں قابل انعام ثابت کیا ہے۔ اکثر عام معمولی سپاہیوں کو وہ اعزاز بخش رہا تھا کہ افسروں کو ملنا چاہئے تھے۔ پرانے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کے بٹن کے سوراخ میں شاہنشاہ "لیجن آف آنر" کا فیتہ اپنے ہاتھ سے باندھ رہا تھا کہ اس سپاہی نے پوچھا "جہاں پناہ نے مجھے پہچانا؟" شاہنشاہ نے جواب دیا۔ "نہیں میں نے نہیں پہچانا" سپاہی نے کہا "نہیں میں وہی سپاہی ہوں کہ ملک شام کے ریگستان میں ایک مرتبہ جہاں پناہ نہایت گرسنہ تھے اور میں نے اپنے کھانے میں سے آپکو کھانا دیا تھا" نپولین نے فوراً کہا "ہاں۔ بیشک میں نے بالکل پہچان لیا۔ اور میں نے تم کو "نائٹ" کا خطاب عطا کیا اور ایک ہزار فرانک سالانہ تمہارا وثیقہ مقرر کرتا ہوں۔" نپولین کی یہی قدر دانیاں تھیں کہ سپاہی اپنی جانیں اُس پر قربان کر دینا فخر سمجھتے تھے۔ اور ایسے جوش سرگرمی سے بھر جاتے تھے کہ جس پر یقین نہیں آتا۔

رے ٹس بن کا ایک بڑا حصہ جل کر خاکستر اور منہدم ہو کر ڈھیر ہو گیا تھا۔ یہ شہر نپولین کے رفیق بادشاہ بویریا کا تھا اور اس شہر سے جب آسٹریا والے بھاگے تھے تو اس کو جلتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ نپولین نے لکھو کھا فرانک صرف کر کے اس کو پھر درست کرا دیا اور یہ خرچ سب اپنے خزانہ سے دیا۔ ایلیسن صاحب لکھتے ہیں "۱۹ تاریخ کی صبح سے ۲۲ تاریخ کی رات تک یعنی اسے ہنس برگ کی جنگ سے رے ٹس بن کی جنگ کے ختم ہونے تک نپولین برابر گھوڑے پر سوار رہا یا رات دن برابر خطوط و مراسلات لکھاتا رہا اور اس کا اوسط اٹھارہ گھنٹہ یومیہ کا تھا۔ اور جب سب لوگ اُس کے اُس پاس کے اسقدر تھک جاتے کہ گر پڑنے اور سو جانے کے قریب ہو جاتے تو وہ مراسلات پڑھنا اور لکھوانا شروع کرتا اور آدھی آدھی رات تک برابر یہی کام کرتا رہتا۔ اور جنرلوں اور مارشلوں کی رپورٹیں سنتا اور آنے والے دن کے لئے ہدایتیں دے کے

سب کام مکمل کر دیتا"۔

اب نپولین ایسے موقع پر پہونچ گیا تھا کہ اُس کے اور غلیم کے بڑے انبوہ کے درمیان صرف دریائے ڈینوب حائل تھا اور سڑک وائنا کی طرف کھلی ہوئی تھی۔ دریا کے اُسی کنارہ پر جدھر فرانسیسی فوج تھی یہ شہر واقع تھا۔ رٹسے لس بن اور وائنا کے درمیان دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ راستہ میں بہت سے دریا عبور کرنا تھے اور بہت سی گھاٹیوں میں بہ زور راستہ بنانا تھا۔ جہاں غلیم کے لشکر نے بڑے بڑے مضبوط مورچے ڈال رکھے تھے۔ مگر باوجود ان سب دشواریوں کے نپولین نے سیدھا وائنا کا قصد کیا۔ اور ارادہ کیا کہ وہیں پہونچکر دغا شعار دربار سے جس نے بڑے فریب سے خود پہلے حملہ کیا تھا جملہ معاملات کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ ڈینوب کے بہاؤ کی طرف فرانسیسی فوج بڑھنا شروع ہوئی۔ اور جو فوج مقابل آئی شکست کھاکر بھاگی۔ آسٹریا کی فوج بھاگ کر دریا کے دوسرے کنارہ پر ہمیشہ موجود ہوتی تھی اور مقابلہ کرتی تھی اور پلوں کو بارود سے اڑا دیتی تھی اور کشتیوں کو غارت کر دیتی تھی اور اونچے اونچے کگاروں پر مسلح سپاہ توپوں اور بندوقوں سے فرانسیسیوں کو روکتی تھی۔

نپولین نے جہانتک بشری طاقت میں ہو سکتا ہے اس جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر جب وہ کامیاب نہوا تو اب اپنی طرف سے بھی اس جنگ کو قطعی نتیجہ خیز کرنے میں اُس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ آسٹریا کی فوج گولے برساتی ہوتی تھی اور وہ نئے پل تیار کرتا تھا اور اپنے کارآزمودہ سپاہیوں کو آرکولا اور لودی کی یاد دلاتا تھا اور کسی قسم کے خطرہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ آسٹریا والوں نے اس شوخی اور ہٹ سے جنگ چھیڑی تھی کہ اب صلح کی درخواست کرنے سے انھیں شرم آتی تھی۔ مگر آرچ ڈیوک چارلس اس جنگ کے شروع ہی سے خلاف تھا۔ اب اُس نے اپنے بھائی بادشاہ فرانسس کو لکھا کہ ہم کو یکایک فاش ہزیمتیں ایسی نصیب ہوئی ہیں کہ سب کام بگڑ گیا۔

اور اب خوف زدہ شاہنشاہ کی رضامندی سے چارلس نے چند خوشامدانہ حسب ذیل سطور لکھیں:-

"جہاں پناہ نے توپخانوں کی سلامی سے اپنے تشریف لانے کا اعلان کیا۔ اور مجھے اُس کے جواب دینے کی مہلت نہ ملی۔ لیکن اگرچہ جہاں پناہ کی موجودگی کی اطلاع نہ تھی تاہم اُن نقصانوں سے جو میں نے اُٹھائے مجھے معلوم ہو گیا کہ جہاں پناہ تشریف رکھتے ہیں آپ نے میری طرف کے بہت لوگ قید کر لئے ہیں۔ اور میں نے بھی اُن مقامات کے کچھ فرانسیسی اسیر کر لئے ہیں جہاں آپ موجود نہ تھے۔ میں جہاں پناہ کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان کا باہم مبادلہ کر لیا جاوے یعنی سپاہی کے معاوضہ میں سپاہی اور افسر کے بدلے میں افسر بدل لئے جائیں۔ اگر یہ تجویز پسند خاطر ہو تو اُس مقام کو تجویز فرما دیجئے جہاں یہ کارروائی ہو سکے۔ مجھے اسی کا فخر کیا کم ہے کہ میں ایسے کپتان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا آج دنیا میں جس کا نظیر نہیں ہے۔ لیکن میں تو اپنے تئیں اُس وقت خوش قسمت خیال کرونگا کہ میرے ذریعہ سے میرے ملک کو ایسی صلح اور امن چین نصیب ہو کہ بہت زمانہ تک قایم رہے۔ جنگ کا نتیجہ کچھ ہی ہو اور کسی کو فتح ہو لیکن میں جہاں پناہ کو یقین دلانے کی التجا کرتا ہوں کہ میری وہی خواہش ہو گی جو جہاں پناہ کی ہے اور میری ہر حالت میں عزت وہی قایم رہیگی چاہے جہاں پناہ مجھ سے لڑیں یا صلح فرمائیں"

لیکن اس معذرت نامہ کے پہونچنے سے قبل نپولین ڈینوب کی وادی کا بڑا حصہ طے کر چکا تھا۔ اور فتحمندی کے ساتھ اُس کے وائنا پہونچنے کو کوئی نہ روک سکتا تھا۔ اور اُس نے طے کر دیا کہ اس خط کا جواب آسٹریا کے بادشاہ کے محل میں بیٹھکر بھیجا جائیگا فرانسیسی فوج اب دریائے ٹران کے قریب پہونچگئی تھی اور یہ دریا۔ ڈینوب میں گرتا ہے۔ نپولین نے اس دریا کو کئی جگہ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کئی میل کا فاصلہ بہم سفر کیا مسینا سات ہزار فوج کے ساتھ اسے برس برگ کے محاذ دریا سے

ٹران پہنچا۔ اور یہاں جوش تہوّر اور خونریزی کا وہ واقعہ پیش آیا کہ تاریخ میں جس کی مثالیں شاذ ملتی ہیں۔ یہ دریا بہت عریض ہے اور بارہ سو فٹ لمبا پل اس پر موجود تھا۔ اور پل کے سامنے ایک حدب کی ڈھال پر چالیس ہزار سپاہی جنگ کی صفیں قایم ہوئے تھے اور پل کے مغربی گوشہ پر مکانات کھڑے تھے جن میں بندوقچی کثرت سے بھرے ہوئے تھے اور حدب کی اوپر کی بلندیوں پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور یہ کمزور پل صاف اُن کی زد میں تھا پل لکڑی کا تھا اور آگ لگاتے ہی خاکستر ہو سکتا تھا۔ لیکن آسٹریا کے جنرل نے فرانسیسیوں کا پل پر آنا اور پار ہونا بالکل غیر ممکن خیال کر لیا تھا۔

مگر پرجوش مسینا نے پل کے قریب پہونچتے ہی ایک لمحہ کی مہلت نہ دی۔ اور فوراً حملہ کا بگل بجوا دیا کیونکہ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک گھنٹہ بھی گذر جانے پر آسٹریا والے پل کو بارود سے اڑا دینگے۔ چنانچہ جنرل کوہرن جو ایک کوتاہ قامت لیکن نہایت ہی تیز اور جری افسر تھا ہر اوّل کے آگے ہوا۔ اور پل پر یہ سپاہ تیز قدم روانہ ہوگئی۔ لیکن ایسا خوفناک منظر پیش آیا کہ جس کی نظیر موجود نہیں ہے۔ یہ فرانسیسی دھوئیں کے بادل میں چھپ گئے اور دشمن کی طرف سے گولوں اور گراب کا ایسا مینہہ برسا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے پھر ایک غضب ایک دم یہ واقع ہوا کہ اسی گروہ کے درمیان کارتوسوں کی دو تین گاڑیاں اڑ گئیں اور بہت سے سپاہیوں کے ٹکڑے اڑ گئے اور پل پر اس کثرت سے مقتول اور مجروح جمع ہو گئے کہ راہ بند ہو گئی اور جنرل مسینا نے مجبور ہو کر نئے آنے والے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو دریا میں اٹھا کر پھینک دیں اور راستہ صاف کر لیں۔

وہ لوگ جو اس طرح راستہ صاف کرتے تھے خود نشانۂ اجل ہوتے تھے اور پیچھے سے آنے والے ان کو دریا میں اٹھا کر پھینکتے تھے۔ اور سوا اس کے کوئی چارہ ہی نہ تھا اور اگر یہ تدبیر نہ کی جاتی تو پل کا راستہ قطعی بند ہو جاتا اور سب وہیں مارے جاتے بارود کے دھوئیں میں چھپے ہوئے۔ اور جنگ کے شور و غل سے بھرے۔ اور ایسی

حالت میں کہ گراب ۔ بم کے گولے اور گولیاں صفوں کو اُلٹ رہی تھیں یہ کار آزمودہ فرانسیسی جو کار آزمودہ ہونے سے انسان نہ رہے تھے بڑی بے جگری سے بڑھے چلے گئے ۔ ٹوٹے ہوئے اعضاء کو پامال کر رہے تھے خون میں چل رہے تھے ۔ اور پر سیلاب دریا میں اپنے ناقابل ساتھیوں کو باوجود دیکھ وہ خوشامدیں اور التجائیں کرتے تھے اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ڈیوک آف ولینگٹن نے صحیح کہا ہے "کہ سچے اور شائستہ خیالات کے انسان سپہ گری کے پیشہ کے بالکل ہی ناقابل ہیں"

اسی طوفانِ فنا کی حالت میں فرانسیسی بڑھے چلے گئے اور آخر کار پل کے دوسرے کنارے پھاٹک پر جا پہونچے ۔ یہاں پہونچکر اگلی صفوں کا صفایا ہوگیا لیکن پیچھے والے بڑھے چلے آئے اور اپنے مقتول ساتھیوں کو پامال کرکے پھاٹک توڑ ڈالا اور دشمن کو پسپا کردیا ۔ آسٹریا کی فوج بستی میں چلی گئی اور مکانوں میں آگ لگادی اور ایک ایک انچ زمین پر لڑی لیکن فرانسیسی فوج بڑھی چلی گئی اور دونوں فوجوں کے مقتولوں اور مجروحوں کو پامال کر ڈالا ۔ اس جلتی ہوئی بستی کی سڑکوں پر بڑی ہی خونریزی ہوئی اور آخر کار فرانسیسیوں نے اسے برس برگ کو فتح کرلیا لیکن شہر کیا تھا جلتی اور گرتی ہوئی عمارتوں کا ایک ڈھیر تھا ۔ اور ایسی شدید آگ لگی ہوئی تھی کہ مجروحوں کو نکالنے کا موقع نہ ملا ۔ اور جلتے ہوئے شہتیر ان جنگ کے مظلوموں پر گرتے تھے اور اُن کو آہستہ آہستہ سُلگا کر جلاتے تھے ۔ اور بڑی دردانگیز چیخیں برابر سُنی جا رہی تھیں اور ایسی سخت چراہند نکل کر تمام ہوا میں بھر گئی تھی کہ دماغ متحمل نہ ہو سکتے تھے ۔

تاہم ان جلتی ہوئی بازاروں اور سیاہ پامال کچلی ہوئی انسانوں کی نعشوں پر فرانسیسیوں کے گھوڑے دوڑ رہے تھے اور توپوں اور سامان کی گاڑیوں سے ہڈیاں اور گوشت اور انگارے پس پس کر خون کا گارا بن رہا تھا کہ آنکھوں سے دیکھنے کے قابل نہ تھا ایسی سمجھ میں نہ آنے والی اجڈی اور بہادری کو دیکھ کر آسٹریا کی فوج سہم گئی اور اپنے پیچھے چھ ہزار مقتول چھوڑ کر بھاگی ۔ نپولین فاصلہ سے توپخانوں کی گرج سُن کر گھوڑا خیز

گئے ہوئے اس موقع پر آ پہونچا۔ باوجودیکہ عرصہ دراز سے وہ جنگ کے ہولناک سے ہولناک تماشے دیکھنے کا خوگر ہو رہا تھا تاہم اس منظر کو دیکھ کر وہ بھی ڈر گیا۔ مسینا کی بے نظیر بہادری اور دلیری پر تعریف تو ضرور اس نے کی لیکن اس بات پر ناراض بھی ہوا کہ نہایت ہی سخت اتلاف جان ہوا اور کہنے لگا کہ وہ لانس جو چند ہی میل کے فاصلہ پر دریا عبور کر چکا تھا اگر اس بات کا انتظار کیا جاتا کہ وہ دشمن پر ایک بازو سے حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اتنی خونریزی نہ ہوتی۔

نپولین سپاہ پرستے کو ہمراہ لے کر منہدم ہوتے ہوئے اور جلتے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ وہ تین مجروحوں کو اس نے ہنوز زندہ پایا جو چوک میں ایسے مقام پر رہ گئے تھے جہاں اُن تک آگ نہ پہونچی تھی۔ سپاہ پرستے کہتا ہے "کہ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی بات خوفناک ہو سکتی ہے کہ پہلے تو آدمی جلکر مر جاتے اور پھر گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا جائے اور پھر توپوں کی گاڑیوں کے پہیوں سے پس کر سرمہ ہو جائے؟ اگر باہر نکلنے کا راستہ تھا تو پکے ہوئے آدمیوں کے تودوں پر سے تھا جن میں سے غیر قابل برداشت بو نکل رہی تھی۔ اور ایسی خراب حالت ہو رہی تھی کہ آخر کار پھاوڑے منگوا کر کیچڑ اور مٹی کی طرح ان تودوں کو صاف کرا کے دفن کیا گیا۔ شاہنشاہ خود آیا اور یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ہم لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیا خوب ہوتا کہ جنگ و جدل کے ترقی خواہ اس موقع پر آ کر اپنی آنکھوں سے یہ تماشہ دیکھتے۔ اور پھر اُن کو معلوم ہوتا کہ اُن کی نازیبا تدابیر سے بنی نوع انسان پر کیا مصیبت نازل ہوا کرتی ہے"۔ پھر شاہنشاہ نے جنرل کوہرن کو بڑی شاباشی دی۔ لیکن کہا "اگر تم اپنے جوش تہور سے ناچار نہ ہو جاتے بلکہ چندے حملہ کرنے سے اُن افواج کا انتظار کر لیتے جو آ رہی تھیں تو اتنی خونریزی نہ ہوتی"۔

اب نپولین کی فوجیں بڑی تیزی کے ساتھ وائنا کی طرف بڑھیں اور رستہ میں آسٹریا کی فوج نے کچھ یوں ہی خفیف سا مقابلہ کیا۔ نپولین کو چونکہ علمی تحقیقات کا بڑا شوق تھا

اُس نے ایک رہبر ہمراہ لیا تھا اور جو جو مشہور مقامات یا عمارتیں ملتی جاتی تھیں وہ سب کا حال بیان کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک ٹیکری پر ڈُرسٹین کا برج دور سے نظر آیا۔ یہ برج وہی تھا جہاں رچرڈ شیر دل انگلستان کا بادشاہ قید کیا گیا تھا۔ نپولین نے گھوڑے کو روک دیا اور بڑے غور سے اس برج کو دیکھتا رہا۔ جو دھندلی شان کے ساتھ بلند کھڑا نظر آرہا تھا اور پھر برتھیر اور لانس سے جو ہمراہ تھے کہنے لگا۔

"رچرڈ نے بھی شام اور فلسطین میں جنگ کی تھی اور اُس کو ہماری عکہ کی کامیابی سے زیادہ کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن میرے بہادر لانس رچرڈ شیر دل تم لوگوں سے زیادہ بہادر نہ تھا۔ اُس نے صلاح الدین اعظم کو شکست دی تھی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ یورپ لوٹ کر وطن پہنچے اُس کو مختلف وضع کے لوگوں سے سابقہ پڑا۔ ڈیوک آف آسٹریا نے اُسے جرمنی کے بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور اسی وجہ سے آجتک اُس کا نام یادگار چلا آتا ہے نہیں تو اب تک اُسے لوگ کبھی کا بھول گئے ہوتے۔ اور آخر میں رچرڈ کے ساتھ صرف ایک اُس کے درباری نے جس کا نام بلن ڈِل تھا اُس کی رفاقت کی لیکن قوم نے اُس کی رہائی کی خاطر کوئی جاں نثاری نہ کی۔"

اور ایک لمحہ اور تامل کرنے کے بعد جبکہ وہ برج کو دیکھ رہا تھا اُس نے پھر کہا۔

"یہ زمانے وحشیانہ تھے اور ہم اُن کو بیوقوفی سے بہادری کا زمانہ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ باپ اپنے بچوں کو۔ زوجہ شوہر کو۔ رعایا فرمانروا کو اور سپاہی اپنے جنرل کو علانیہ اور بے حجاب قربان کر دیا کرتے تھے۔ اب زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ تم نے شاہنشاہوں اور بادشاہوں کو میرے بس میں دیکھا ہے۔ اور اسی طرح اُن کے دارالحکومتہ بھی میرے قبضہ میں تھے لیکن میں نے تو کبھی نہ زرفدیہ لیا اور نہ کوئی ایسا کام کیا کہ اُن کی غیرت اور آبرو کے خلاف ہو۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا ہے۔ میں چاہتا تو اُس کو تخت سے اُتار دیتا۔ اور اب بھی یہ آسٹریا کا

شاہنشاہ آدھا میرے قبضہ میں آچکا ہے۔ لیکن اس مرتبہ بھی میں اُس سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرونگا۔"

رچرڈ شیردل نے تو ڈرسٹین کے برج میں قید کی مصائب جھیلی ہی تھیں۔ لیکن اس وقت نپولین کو اس کی ذرا خبر نہ تھی کہ میں بھی چند عرصہ کے بعد سینٹ ہلینا کی چٹان پر قید کیا جاؤنگا اور رچرڈ شیردل سے بڑھکر مجھ پر انواع و اقسام کے مظالم توڑے جائینگے۔ اور شائستہ زمانہ کے ظلم میں سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائیگا۔

۱۰۔ مئی کو یعنی ٹھیک اُس دن سے ایک ماہ بعد جبکہ آسٹریا کی فوج نے دریائے ان کو عبور کیا تھا نپولین وائنا کی شہرپناہ کے سامنے نمودار ہوا۔ چارلس جس کو زبردست فوجی کمک پہونچ گئی تھی بڑے دھاوے کرتا ہوا اور دریا کے دوسرے کنارہ پر شہر کی مدد کو چلا آرہا تھا۔

وائنا دریائے ڈینوب کی ایک شاخ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کا اصل بڑے دریا سے دو میل کا فاصلہ ہے۔ مرکز کا شہر مدوّر ہے اور محیط تین میل کا ہے۔ اس میں ایک لاکھ کی آبادی تھی اور پختہ اینٹوں کی فصیل ہے اور جابجا برج بنے ہوئے ہیں۔ اور شہر کے گرد ایک چوتھائی میل کا حاشیہ ہے جس کے کنارے درخت لگے ہوئے ہیں اور لندن کے رمنہ کی طرح گلگشت بنے ہوئے ہیں اور اس حاشیہ کے پار بہت بڑی دو لاکھ کی آبادی ہے اور اُس کے گرد بھی فصیلیں ہوئی ہیں اور اس حوالی شہر کا دور قریب دس میل کے ہے۔

نپولین کو اس بات کی سخت فکر تھی کہ وائنا پر کچھ ایسی صورت ہوتی کہ گولے نہ برسانا پڑتے اور اس خطرہ سے وہ محفوظ رہتا۔ چنانچہ صلح کا جھنڈا ہاتھ میں دے کر ایک افسر کو شہر میں بھیجا۔ لیکن اُس پر فوراً حملہ کیا گیا۔ اور وہ زخمی ہوگیا۔ اور ایک قصاب کے لڑکے کو جس نے اُسے زخمی کیا تھا لوگ اسی افسر کے گھوڑے پر بٹھال کر بڑی شادمانی اور مسرت سے لے گئے۔

اس پر نپولین نے بلا وقت فصیلوں کو فتح کرلیا اور حوالی شہر میں داخل ہوا۔ لیکن جب نپولین اُس حاشیہ میں پہنچا جو حوالی شہر اور اصل شہر کے درمیان واقع ہے تو شہر کی فصیلوں سے

گراب برسنے لگا۔ نپولین نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور اندر کہلا بھیجا کہ ابھی ہتھیار رکھدو اور اطاعت کرلو۔ اور حوالی شہر کے لوگوں کا ایک وفد یہ پیغام لے کر شہر میں گیا۔

برتھیر کا خط جو اُس نے اس موقع پر آرچ ڈیوک میاک سی مِلی یَن کو لکھا تھا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے شہر کی حفاظت کو یہی ڈیوک متعین تھا۔

"جناب من

ڈیوک آف مانٹ بیلو نے آج صبح آپ کے پاس ایک افسر صلح کا جھنڈا دے کر بھیجا تھا اور ایک بگل بجانے والا اُس کے ہمراہ تھا۔ ہمارا وہ افسر ہنوز واپس نہیں آیا لہذا آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اُس کو آپ کب واپس کرینگے؟ چونکہ آپ نے اس موقع پر خلافِ معمول کارروائی کی ہے لہذا حوالی شہر سے کچھ لوگ انتخاب کئے گئے ہیں اور یہ پیغام اُن کی وساطت سے آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ میرا آقا اور شاہنشاہ نپولین جو یہاں تک آیا ہے تو جنگ کی ضروریات اُس کو یہاں لائی ہیں اور اُس کی خواہش ہے کہ وائنا جیسا معمور اور آباد شہر اُن مصائب اور نقصانات سے محفوظ رہے جو قریب پہونچتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ شاہنشاہ مجھے یہ لکھنے کی ہدایت کرتا ہے کہ اگر آپ شہر کی حفاظت پر اڑے رہتے تو آپ ہی کی وجہ سے یورپ کا ایک نہایت ہی خوبصورت شہر برباد ہو جائیگا اور عورتیں بچے اور بوڑھے جن کو گزند سے محفوظ رکھنا چاہیئے ناحق مارے جائینگے۔ جنگ کی وجہ سے جہاں میرے آقا اور شاہنشاہ کو جانے کا اتفاق ہوا ہے اُس نے ہمیشہ غیر مسلح مخلوق کو گزند نہیں پہونچایا ہے۔ اور آپ کو یقین کرنا چاہیئے کہ شاہنشاہ کو بڑی فکر ہے کہ یہ عظیم الشان شہر بچ جائے اور اُس کو اس سے پہلے بھی وہ بچا چکا ہے۔ باوجود اس کے آپ نے خلاف دستور اپنے مستحکم اور شہر پناہ والے شہر کی فصیلوں سے حوالی شہر کی جانب گولے مارے اور ممکن تھا کہ ان سے آپ کے شاہنشاہ کا کوئی دشمن نہ مارا جاتا بلکہ آپ کے شاہنشاہ کی وفادار رعایا میں سے کوئی شخص تلف ہو جاتا۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے

شاہنشاہ نے تمام دن اپنی فوج میں سے کسی کو حوالی شہر کے اندر جانے کی اجازت نہیں
دی اور صرف پھاٹکوں پر قبضہ کر کے جا بجا پہرے لگا دئے کہ باامن نہو نے پاسے لیکن اگر
آپ وائنا کی حفاظت کرنے پر اصرار ہی کرتے رہینگے اور میری گذارش پر توجہ نہ فرمائینگے تو
شاہنشاہ حملہ کی تیاریاں کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور ہماری باڑیوں کی توپوں اور گرُودں کے
گولوں اور سیل سے چھپتیس گھنٹے کے اندر شہر غارت کر دیا جائیگا اور اتنے ہی عرصہ میں
خود آپ کے توپخانے حوالی شہر کو ستیاناس کر دینگے جہاں پناہ توقع فرما رہے ہیں کہ ان جملہ
امور پر آپ لحاظ کر کے وائنا کی حفاظت سے دست بردار ہو جائیں اور نہیں تو ہم بہت
تھوڑی دیر میں شہر کو بہ زور فتح کر لینگے اور مجھے امید ہے کہ آپ بہت جلد اپنے قطعی
ارادے سے مجھے مطلع فرمائینگے۔

(دستخط)۔ برتھیر

لیکن اس وفادر پیغام کے پہونچتے ہی وائنا کی فصیلوں سے اور وونے گولے
برسنے لگے اور کئی وکلاء کو جو اس وفد کے اراکین تھے خود اُن کے شہریوں نے ہلاک
کر ڈالا۔ اس پر نپولین میں صبر کی تاب نہ رہی تاہم حوالی شہر کو محفوظ رکھنے میں اُس نے
حتی المقدور کوشش کی۔ ایسے حالات میں کوئی فاتح ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنے دشمن کے
مکانوں سے فائدہ نہ اُٹھائے۔ مسینا کو ہمراہ لے کر نپولین نے شہر کے جنوبی فصیلوں
کو جا کر دیکھا اور باڑیاں قایم کرنے کا ایسا مقام انتخاب کیا کہ شہر کے نہایت غیر آباد حصہ
کو نقصان پہونچے۔ اور یہاں نہایت زبردست توپیں دمدموں پر لگائی گئیں اور نو بجے
شب کو جب سب تیاریاں ہو چکیں کہ شہر پر گولوں کا طوفان برپا ہونے لگے نپولین نے پھر
شہر میں ایک مرتبہ اور کہلا بھیجا کہ دیکھو اب بھی کہا مان لو۔ لیکن اس کا بھی توپوں کی گرج
ہی سے جواب دیا گیا۔

اب تو فرانسیسی توپخانوں سے گولہ برسنا شروع ہوا اور دس گھنٹے برابر یہ طوفان

برپا رہا۔ اور آباد شہر میں تین ہزار گولا جا کر برس گیا۔ آدھی رات کو گولے سرخ انگارہ سے شہاب ثاقب کی طرح ہوا میں نظر آ رہے تھے اور راستہ میں جو آگ کا بنا ہوا نقاخم کھاتے تھے اور اپنی علی الاتصال گرج سے کانوں کو بہرا کر دیا تھا۔ شہر کے اکثر مقامات پر آگ لگ گئی اور دھوئیں کے بادل اسی طرح بلند ہو گئے جس طرح کہ ایک آتش فشاں پہاڑ سے بلند ہوا کرتے ہیں اور دھوئیں سے شعلوں کی چمک ملی ہوئی تھی۔ اس متواتر خوفناک گولہ باری اور ہولناک منظر کے درمیان جبکہ توپخانوں کی گرج اور مکانات کے گرنے کے شور اور مجروحوں کی چیخوں سے آسمان پھٹ رہا تھا اور دو لاکھ جنگ جو عمل مچا رہے تھے اور برباد کر دینے والی آتش زدگی سے تمام میدان روشن ہو رہا تھا شہر کا پھاٹک کھلا۔ اور صلح کا جھنڈا نمودار ہوا۔ یہ جھنڈہ نپولین کے قیام گاہ پر پہونچایا گیا اور شاہنشاہ سے عرض کیا گیا کہ فرانسیسی توپوں کے سامنے ایوان شاہی میں آسٹریا کے بادشاہ کی ایک بیٹی بیمار پڑی ہے۔ نپولین کے آتے ہی آسٹریا کا بادشاہ تو فرار ہو گیا تھا لیکن اس بیمار لڑکی کو چھوڑ گیا تھا۔

نپولین نے فوراً حکم دیا کہ سب توپوں کا جن سے اس لڑکی کی جان کو گزند پہونچنے کا خطرہ ہو رُخ بدل دیا جائے اور یہ لڑکی عجب اتفاقیہ طور سے جنگ کے قتال سے محفوظ رہی اور آخر میں نپولین کی ملکہ ہوئی۔ ایلی سن صاحب بڑی خوبی سے لکھتے ہیں۔ "کہ نپولین نے توپوں کی گرج اور بم کے گولوں کی دہکتی ہوئی چمک سے میریا لوئیا کو شادی کا پہلا پیغام بھیجا تھا اور ایسی حالت میں کہ رات کو گولوں کی سرخی سے ہوا لال ہو رہی تھی اور شہر میں چند مقامات پر آگ لگ رہی تھی میریا لوئیا اپنے ایوان میں سلامت رہی اور فرانس کی ملکہ بنی۔ اُن دونوں کے معاملات نے کچھ ایسے انوکھے نتیجے پیدا کیے جن کو شاہی اور قومی انقلاب کہنا چاہیئے کہ قیصروں کے گھرانے کی لڑکی سے کورسیکا کے ایک عامی بااقبال لڑکے کی شادی ہوئی۔ فرانسیسی قوم نے اپنے

زور بازو سے سلیمان کے تخت پر آسٹریا کی شاہزادی کو بٹھال دیا اور فاتح حملہ آور افواج کے سردار نے اُس کی شادی کا پیغام کیا - اور پہلے کلمات محبت و الفت کی جگہ توپوں کے سنسناتے ہوئے ہولناک گولوں کا شور سنا گیا اور اگر خود وہی سردار یعنی نپولین مداخلت و حمایت نہ کرتا تو دلھن کے باپ کا ایوان خاکستر کا ایک ڈھیر ہو جاتا -"

آرچ ڈیوک میک سی مِلی یَن شہر میں جا بجا آگ لگی ہوئی دیکھ کر ڈر گیا اور یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ میں اب قید کر لیا جاؤں گا - چنانچہ بہ سرعت تمام تھیبر کے پل سے ڈنیوب کے پار فرار ہو گیا اور اُس کو بارود سے اُڑا دیا شہر میں وہ اپنا ایک ماتحت افسر اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا اور اس افسر نے فوراً جنگ موقوف کرنے کی درخواست بھیجی اور لکھا کہ میں شہر حوالہ کر دینے کو آمادہ ہوں - نپولین نے کسی قسم کی سخت شرایط نہ کرائیں - تمام سرکاری خزائن مع عالی شان سلح خانہ کے جس میں چار سو توپیں اور بے شمار حربی سامان تھا نپولین کے سپرد کر دیے گئے - شہریوں کی جان و مال کی شاہنشاہ نے پوری ذمہ داری کر لی پیرس سے آئے ہوئے نپولین کو ایک مہینہ ہوا تھا اور لیجیے آج وہ بڑی فیروزمندی کے ساتھ وائنا پر متصرف ہو گیا - اور آسٹریا کے شاہنشاہ کے ایوان میں بیٹھ کر اُس نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان بھیجا -

"ایک مہینہ میں جبکہ دشمن نے دریا سے اِن کو عبور کیا تھا آج اُسی دن ہم وائنا پر قابض ہیں - اُن کی تمامی فوجیں اور ٹڈی دَل سپاہ ہم کو دیکھتے ہی بدحواس ہو گئی اور اُن کی شہر پناہ پر ہم نے آن کی آن میں قبضہ کر لیا اور آسٹریا کا شاہنشاہ اور شہزادے اپنے دارالحکومۃ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے اور اس طرح فرار نہیں ہوئے جیسے غیرت دار سپاہی شمشیر بدست یا جنگ کر کے اور ہزیمت و شکست اٹھا کر پیٹ جایا کرتے ہیں بلکہ حلف دروغوں کی طرح فرار ہوئے ہیں اور اُن کے جرایم کا آسیب ان کے سروں پر سوار اُن کو ستا رہا ہے اور جب وائنا سے بھاگے تو بجائے باقاعدہ رخصت ہونے کے اُس کو قتل

اور آتش زدگی کے حوالہ کر گئے۔ اور ان ڈائنوں نے دیکھو خود اپنے بچوں کو کھا لیا۔

"سپاہیو۔ ہم سے حوالی شہر کے وفد نے کہا ہے کہ وائنا کے باشندے بڑے مظلوم ہیں۔ یعنی بادشاہ نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا اور عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں۔ پس تم کو یہی زیبا ہے کہ اُن کا لحاظ کرو۔ میں وائنا کے اچھے باشندوں کو خاص اپنی حفاظت میں لیتا ہوں اور بدمعاش مفسدہ پرداز لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جائیگی۔ میرے شیر مرد و غریب دہقانوں پر مہربانی کرو۔ اُن نیک نہاد لوگوں پر ترس کھاؤ جن کا تم پر بڑا حق ہے دیکھو اپنی فتح پر کوئی اظہار خود بینی اور اظہار فخر نہو۔ اور اس فتح کو ربانی انصاف کا ایک بین ثبوت یقین کرو جن سے ناشکروں اور حلف دروغوں کو سزا ملا کرتی ہے۔"

نپولین نے جنرل اینڈروسی کو وائنا کا گورنر مقرر کیا۔ آسٹریا میں نپولین کی طرف سے یہی سفیر تھا۔ اور دارالحکومۃ وائنا کے باشندے اُس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس تقرری سے نپولین کی یہ مراد تھی کہ وائنا والوں پر میں ثابت کر دوں کہ اُن کے ساتھ کوئی مخالفت کے خیال نہیں ہیں۔ چونکہ اس موقع پر شہریوں کی بڑی ذلت اور خفت ہوئی تھی کہ نپولین نے شہر کو لے لیا تھا لہذا نپولین نے اُن کی ذلت اور خفت کے تلخ خیال کی تلخی کم کرنے میں بھی بڑی سعی کی۔ شہر میں انتظام قایم رکھنے کو بجاے اس کے کہ وہ خود اپنی فوج متعین کرتا اُس نے خود آسٹریا والوں میں سے چھ ہزار پیدل اور ڈیڑھ ہزار سوار منتخب کئے۔ چونکہ شہر میں آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور غلہ گراں ہو گیا تھا لہذا لشکری سے غلہ اور مویشیوں کے گلے لائے جانے کا حکم جاری کر دیا گیا۔ تاکہ شہریوں کو بڑی گراں قیمت نہ دینا پڑے۔ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے اُس نے محنت مزدوری کا سامان بہم پہونچایا۔ اور اُن کو معقول مزدوریاں دیں۔ اور اپنے دشمن کے دارالحکومۃ ہی کی رونق بڑھانے میں اُن سے کام لیا۔ بقول تھیرس کے "تاکہ اُن لوگوں کو روٹی اچھوتہ ہو جاسے۔"

نپولین کو ایسی عظیم الشان فتح تو ضرور ہوئی تھی لیکن حالت اُس کی اب بھی بے حد نازک تھی آسٹریا کی فوج اب بھی اُس کی فوج سے سہ گنی تھی۔ اور انگلستان۔ آسٹریا اور اسپین اُس کے خلاف بڑے عزم و ہمت سے کارروائیوں میں مصروف تھے۔ اب ناظرین کو اس عظیم الشان اور خوفناک مخالفین کے گروہ کو دیکھنا چاہئے جن کے بیچ میں نپولین گھرا ہوا ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اُس نے ایسے پولینڈ کے ایک حصہ کو جسے مخالف بادشاہوں نے باہم تقسیم کر لیا تھا پروشیا کے پنجۂ ظلم سے رہا کر کے آزاد کیا اور سکسینی کے بادشاہ کی حفاظت میں دیکر وارسا اُس کا دار الحکومت مقرر کر دیا تھا۔ آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ بادشاہ فرانسس کا بھائی چالیس ہزار فوج کی مدد سے فرانس کے اس رفیق کی خوش عملداری کو تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ اور بڑی بے دلی سے اسکندر شاہنشاہ روس نے نپولین کی خاطر سے امداد کو سکسینی میں ایک چھوٹی سی فوج برائے نام بھیجدی تھی۔ اور جب سکسینی والوں کو آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ نے ایک فاش ہزیمت دی تو اُسی زمانہ میں آسٹریا کا ایک قاصد گرفتار کیا گیا اور اُس کے پاس روسی جنرل کا ایک خط پایا گیا جس میں آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ کو روسی جنرل نے لکھا تھا "آپ کو اس فتح پر مبارکباد دی جاتی ہے اور مجھے توقع ہے کہ فرانس کے مقابلہ میں روسی فوج کو جنگ کرنے کی اور آسٹریا کے شریک ہو جانے کی جلد اجازت ملا چاہتی ہے"۔ جب ایسا خط نپولین کے ہاتھ میں دیا گیا تو اُس نے سیدھا اُٹھایا اور بعینہ اسکندر کے پاس بھیجدیا اور کچھ نہ لکھا اور نہ شکایت کا ایک حرف تحریر کیا۔ زار کو تو بڑی بیگم اور روس کے امرا کے خیالات اچھی طرح معلوم ہی تھے اُس نے چپکے سے وہ خط لے لیا اور صرف اتنی کارروائی کی کہ کوتاہ اندیش روسی جنرل کو جس نے یہ خط لکھا تھا واپس بلا لیا۔

نپولین نے اگرچہ بے سود پچھتاوے اور رنج میں اپنا وقت ضائع نہ کیا تاہم اُس کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اُس کو ان مخصوص دشواریوں کا پورا حال معلوم تھا جنھوں نے

زار کو گھیر رکھا تھا اور جانتا تھا کہ میرا یہ پورا دوست ہر وقت جانی دشمن ہو سکتا ہے - اور حقیقت
اُدھر تو زار یہ دیکھ رہا تھا کہ تمامی یورپ جمہور کے حامی نپولین پر چھریاں تیز کر رہا تھا
اور ادھر خود اُس کی ماں اور امراء کے طعن و تشنیع نے ناک میں دم کر رکھا تھا تو وہ
نپولین سے میل اور اتحاد کر لینے پر پچھتا رہا تھا کیونکہ خود تو خود سر بادشاہت کا حامی تھا
اور اُس کے خلاف نپولین جمہور کا طرفدار تھا پس یہ میل ضرور انوکھا اور بے جوڑ سا تھا
اور نپولین نے اپنی ذاتی صفات کی فوقیت سے زار کو اُس جتھہ سے توڑ کر اپنا دوست
بنا لیا تھا جس سے اُس کا فطرتی تعلق تھا۔

نپولین ایک دفعہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا اور سیوریے اُس کے ہمراہ تھا۔
تھوڑی دیر غور میں ڈوبے رہنے کے بعد وہ سیوریے سے کہنے لگا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر نے میری مدد کو پولینڈ میں پچاس ہزار سپاہ بھیجی ہے
اگرچہ مجھے اس سے زیادہ کی توقع تھی" تاہم اتنی ہی غنیمت ہے"

سیوریے نے جواب دیا" اگر روس سے صرف اتنی ہی مدد آئی ہے تو بہت
تھوڑی ہے - اور صرف پچاس ہزار فوج کے آنے پر تو آسٹریا والے جنگ موقوف نہ
کرینگے اور میری رائے تو یہ ہے کہ اگر اسکندر اس سے زیادہ سپاہ نہ بھیجے تو جہاں پناہ
اس پچاس ہزار سے بھی کام نہ لیں اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ چال ہے
اور آسٹریا سے روس کا سازہ ہے کیونکہ جب روس نے آسٹریا کا اس سے پہلے
ہمارے خلاف ساتھ دیا تھا تو دو لاکھ فوج میدان جنگ میں بھیجی تھی اُس دو لاکھ کی
مقابلہ میں یہ پچاس ہزار تو نرا تمسخر ہے"

یہ سُن کر نپولین نے خاموشی اور سنجیدگی سے جواب دیا "تو مجھے اپنی طاقت پر
بھروسہ کرنا چاہیے نہ کہ اُن پر"

ذرا سی مضمون پر نپولین نے پھر سیوریے سے کہا۔ واقعی میری رائے قطعی صائب

تھی کہ میں نے ایسے رفیقوں پر اعتماد نہ کیا۔ اگر میں روسیوں سے عہد نامہ نہ کرتا تو موجودہ نتیجہ سے کیا برا نتیجہ ہوتا؟ ان کی رفاقت سے مجھے کیا حاصل ہوا؟ اور غالب گمان ہے کہ اگر عہد نامہ کا جھوٹ موٹ کا نام اور لحاظ نہ ہوتا تو وہ علانیہ میری مخالفت کرتے۔ ہمیں لال باغ میں نہ رہنا چاہیئے کیونکہ انھوں نے سبھوں کے ساتھ مل کر میری قبر کو اپنا نشانہ بنا رکھا ہے۔ لیکن اس کی طرف کھلم کھلا روانہ ہونے کی انھیں جرأت نہیں ہوتی۔ پس یہ بات صاف کھلی ہوئی ہے کہ روس سے مدد کی توقع رکھنا عبث ہے۔ زار روس کو شاید یہ خیال ہے کہ وہ میرے ساتھ علانیہ جنگ نہ کرنے سے مجھ پر بڑا احسان کرتا ہے۔ لیکن اسپین کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اگر مجھے زار کی رفاقت میں شک ہوتا تو میں اس کی رفاقت کی اتنی بھی پروا نہ کرتا جتنی اس نے کی تھی۔ اور دیکھو خود روس کا اپنا تو یہ حال ہے اور پھر الٹا مجھ ہی کو کہیں گے کہ میں عہد پر قایم رہنے میں کھوٹا ہوں اور خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔"

ٹلسٹ کے عہد نامہ کی شرائط کے بموجب پروشیا کا یہ فرض تھا کہ نپولین کے خلاف پھر جنگ نہ کرتا۔ لیکن ہزیمتوں سے چونکہ اس دربار کو بڑی ذلت ہو چکی تھی اسلئے وہ جنگ کرنے کو بڑا ہی بے چین ہو رہا تھا۔ پولینڈ کو باہم تقسیم کر لینے میں روس۔ آسٹریا اور پروشیا شریک اور ساجھی تھے۔ بس اس ساجھے کی وجہ سے تینوں میں ایک دوسرے کے معاون اور ہمدرد رہنے کا معاہدہ ہو چکا تھا اور قوم کو ابھارنے کے لئے بے شمار سازشیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ اب یہ ہوا کہ پروشیا کی فوج کے ایک پرجوش کرنل نے جس کا نام شل تھا توپ خانہ کے تمامی رسالوں کو ہمراہ لے کر برلن سے بڑی دلیری سے کوچ کر دیا۔ اور فرانس کے خلاف علم جنگ کھڑا کیا اور جہاں جاتا یہی اعلان کرتا کہ پروشیا کا بادشاہ خود اپنی تمامی افواج کو ہمراہ لے کر حقیقت کا عنقریب شریک ہونے والا ہے۔ اس پر پروشیا کی تمام قوم جوش سے بھر گئی اور انبوہ کے انبوہ آ کر کرنل شل کے جھنڈے کے گرد جمع ہونے لگے پرلیس برگ کے عہد نامہ کی رو سے سٹرول جو بہت قدیم زمانہ سے آسٹریا کے قبضہ میں

چلا آتا تھا بیویریا کے متعلق کر دیا گیا تھا اور جیسی پادریوں اور قسیسوں کی یہاں بات چلتی تھی یورپ میں کہیں اتنا اقتدار و اختیار نہ تھا۔ یہ مقام کوہستان تھا اور دہقان نہایت وہم پرست تھے نپولین نے بیویریا کے بادشاہ کو منع کر دیا تھا کہ مذہبی روک ٹوک نہ کرے اور اگرچہ رومن کیتھولک مذہب کا اب بھی پورا پورا زور تھا تاہم پروٹسٹنٹ مذہب والوں کو پوری آزادی حاصل تھی۔ اور ملازمت میں پورا حصہ پاتے تھے۔ پروشیا میں پروٹسٹنٹ مذہب تھا چنانچہ یہاں بھی نپولین نے یہی کوشش کی تھی کہ رومن کیتھولک مذہب والوں کے ساتھ پوری رعایت کی جائے اور اگرچہ عیسائیوں اور یہودیوں میں قدیم سے نہایت سخت عداوت چلی آتی ہے تاہم نپولین کا جہاں جہاں قابو چلا اُس نے یہودیوں کے ساتھ بھی بڑی رعایت کرائی۔

نپولین اپنے عزیز اصول پر ہمیشہ قائم رہا کہ مذہبی معاملات میں ہر شخص کو رائے کی آزادی ملنا چاہیئے اور کسی کی قوت ایمانیہ کو پابند بنانا نہ چاہیئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ تمام یورپ کے رومن کیتھولک اُس کے خلاف ہو گئے۔ آسٹریا کے قاصدوں نے ٹیرول میں آکر بڑی سازش پھیلائی اور یہ سازش تمام میں پھیل گئی۔ اور ایک خاص وقت پر جو پہلے سے مقرر کر دیا گیا تھا یعنی اُس وقت جبکہ آسٹریا کی فوج دریائے ان کو عبور کر رہی تھی ٹیرول کے ایک ایک کگارہ پر آگ روشن کر دی گئی اور رعایا میں بغاوت پھیلانے والے ایسے گھنٹے جو خوف کے ہنگام میں بجائے جاتے ہیں ہر ہر گھاٹی کی خانقاہ میں بجنا شروع ہو گئے۔ اور ٹیرول کی اندھی مخلوق مذہبی تحریک سے جوش میں آکر اپنی رہائی دینے والے اور خود اپنے حقوق کے خلاف فساد پر آمادہ ہو گئی۔ بیویریا کے بادشاہ سے یہ نہ ہو سکا تھا کہ ٹیرول کے جمہور کو اپنا جانب دار بنا لیتا۔ کیونکہ اُس نے نپولین جیسی فراخ اور رحیمانہ حکمت عملی سے کام لینے کو فراموش کر دیا تھا۔

نپولین نے کہا "بیویریا والوں کو ٹیرول والوں پر حکومت کرنا نہ آیا اور وہ واقعی ایسے

لایق اور ہونہار ملک پر حکومت کرنے کے لائق ہوپریا والے نہ تھے"

جنگ جواب شروع ہوئی اپنی سختی کے اعتبار سے ہولناک تھی اور یہ عجیب بات ہے کہ اس قسم کی سب لڑائیوں میں کوئی فوج ایسی خوفناک نہیں ہوتی جیسی وہ سپاہ ہوتی ہے جس کے رہنما رومن کیتھولک مذہب کے پادری ہوتے ہیں - اور لیجئے چاروں میں عام غدر کے سیلاب کے سامنے تمامی فرانس اور ہوپریا کی فوج کا پتہ باقی نہ رہا۔

۴۴۵

اسی دوران میں انگلستان جنگی جہاز آراستہ کر رہا تھا کہ شیلیٹ میں داخل کر کے اینٹ ورپ پر حملہ کیا جائے جہاں فرانس کا بڑا بحری سلح خانہ تھا - یہاں فرانس کی طرف سے صرف دو ہزار ناقابل خدمت سپاہی رہا کرتے تھے اور انگلستان کے حملہ کی کسی طرح تاب لا سکتے تھے - اور چونکہ نپولین کو اسپین اور آسٹریا کی افکار سے فرصت نہ تھی کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اینٹ ورپ کی حفاظت کو بڑی اور کافی فوج بھیج سکتا - برطانیہ کے جنگی بیڑہ میں ایک سو چھتر جہاز اور بار برداری کی بے شمار کشتیاں تھیں جن میں ایک لاکھ جنگ جو سوار تھے اور زمانہ حال میں اس بیڑہ کو سب سے زیادہ بڑا اور سامان سے آراستہ مورخین نے لکھا ہے - اگر اینٹ ورپ فتح ہوتا تو بڑے بڑے نتیجے نکلتے - ایلی سن صاحب لکھتے ہیں کہ" اس سے فرانسیسیوں کے تمامی بحری ذریعوں کا خاتمہ ہو جاتا - اور شمالی جرمنی میں امیدیں بڑی قوی ہو جاتیں کہ ہمارے ساحل پر ہماری مددگار جرار سپاہ آپہونچی - اور خود پیرس میں ایسے خطرات بڑھ جاتے کہ نپولین کی فوج اعظم کو فرانس سے جتنی فوجیں مدد دینے کو آرہی تھیں وہیں رک جاتیں - انگلستان نے اس بیڑہ کا سردار لارڈ چیتھم کو بنایا جو نامور مدبر لارڈ چیتھم کا بیٹا اور ولیم پٹ کا بھائی تھا" عہ

عہ سر والٹر اسکاٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں انگلستان نے اس وضع کی اور ایسی وسیع پیمانہ پر کوششیں کی تھیں کہ دنیا دنگ ہو گئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمامی سمندروں پر یعنی اٹلی اسپین اور جزایر یونین کے ساحلوں اور بحر بالٹک پر اس کے جہاز چھائے ہوئے تھے -

اٹلی میں آرچ ڈیوک جان اسی ہزار آسٹریا کی فوج کے ساتھ بادشاہ یوجین کا تعاقب کر رہا تھا جس کے پاس صرف پچاس ہزار فوج تھی اور یوجین نے بڑی کوتاہ اندیشی سے جنگ کی اور فاش شکست کھائی۔

یوجین کو ایسی پوری ہزیمت ہوئی کہ وہ نپولین کو اس کی اطلاع دینے سے خائف تھا اور آخر کار اس نے نپولین کو لکھا "اے پدر مہربان آپ کی ملامت سے خوف زدہ ہو کر میں پیچھے کیوں ہٹا میں نے جنگ کی اور شکست کھائی" یہ پڑھ کر نپولین کو بڑی پریشانی ہوئی۔ اس کو یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ کتنا بڑا نقصان ہوا اور داہنے بازو سے اب کسقدر خطرہ ہونے کو تھا۔ لیکن یوجین سے وہ اس بات پر خفا نہوا کہ اس نے شکست کیوں کھائی بلکہ اس لئے ناراض ہوا کہ اس خبر کو کیوں روکا اور اس نے یوجین کو لکھا:۔

"تمھیں شکست ہوگئی ہے۔ ہوا کرے۔ مجھے یہ بات کہ کیا نتیجہ ہوگا اسی وقت جاننا چاہیئے تھی جبکہ میں نے تم جیسا نوجوان اور ناتجربہ کار جنرل مقرر کیا تھا۔ رہے تمھارے نقصان تو ان کی تلافی فوراً کردی جائیگی اور دشمن کی سب شیخی کرکری کر دونگا۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے مجھے جملہ امور سے خبردار اور واقف ہونا چاہیئے لیکن صد افسوس مجھے تو کسی بات کی تم نے پوری اطلاع نہیں دی ہے اور دوسری ریاستوں کی رپورٹوں میں مجھے وہ باتیں ڈھونڈھنا پڑتی ہیں جن کو تمھیں چاہیئے تھا کہ مجھے لکھتے۔ اور جو میں نے

حاشیہ صفحہ ۵۵۔ بونا پارٹ کے مقابلہ کا جہاں ذرا سا بھی اظہار کیا جاتا تھا وہاں انگریزوں سے مدد مانگی جاتی تھی اور بڑی مستعدی سے مدد دی جاتی تھی۔ اور حقیقت میں یہ عام اصول مقرر کرلیا گیا تھا کہ برطانیہ سے انھیں مقامات پر فوجیں بھیجی جائیں جہاں وہ یورپ کے مقاصد کو سب سے زیادہ فائدہ اور نپولین کو سب سے زیادہ نقصان پہونچائیں۔ لیکن تاہم ایک خواہش پوشیدہ اس میں بھی تھی کہ اسی کے ساتھ یہ افواج اس طرح بھیجی جائیں کہ کوئی مخصوص اور جدا فائدہ انگلستان کا بھی ہو اور وہ چیز حاصل ہو جسے برطانیہ کا مقصد کہا جاتا ہے

کبھی پہلے نہ کیا تھا اب کر رہا ہوں اور دور اندیش جنرل کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہونا سخت نفرت کی بات ہے۔ میں ہوا میں پرواز کر رہا ہوں اور یہ خبر نہیں ہے کہ میرے داہنے اور بائیں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں سب خطرات کا دلیری سے مقابلہ کر سکتا ہوں اور بڑی فتوحات کا شکرگذار ہوں جن کے ذریعہ سے میں نے غنیم کو سخت صدمہ پہنچا دیا ہے لیکن تاہم کیسی مصیبت کا سامنا ہے کہ مجھے بہت سی باتوں کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ جنگ بڑا اہم کھیل ہے جس کی بازی پر آدمی کی شہرت اس کی فوج اور اس کا ملک لگا ہوا ہوتا ہے۔ آدمی کو سمجھنا اور اپنے تئیں جانچنا چاہئے کہ فطرت کے اعتبار سے وہ فن حرب کے قابل ہے یا نہیں۔

"مجھے معلوم ہے کہ اگر مسینا اٹلی میں آ نکلے تو تم کو برا اور گراں معلوم ہوگا۔ اگر میں اسے اٹلی بھیجتا تو آج یہ برا نتیجہ نہ نکلتا۔ مسینا میں ایسی حربی لیاقت ہے کہ تم سب اس کے سامنے طفل مکتب ہو اور اگر مسینا میں کوئی عیب ہیں تو ان کو فراموش کر دینا چاہئے لیکن ہر بشر میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ اٹلی کی فوج میں نے تمہارے سپرد کر کے غلطی کی مجھے چاہئے تھا کہ مسینا کے سپرد اس فوج کو کر دیتا اور تم اس کے ماتحت سوار فوج کے افسر ہوتے۔ بویریا کا شاہزادہ ڈیوک آف ڈین زگ کی ماتحتی میں بڑی خوبی کے ساتھ فوجی خدمات انجام دیتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسے ہی معاملات پرخطر صنع اختیار کریں تو تم نیپلس کے فرماں روا یعنی مرات کو لکھ بھیجنا اور وہ تمہاری مدد کو آئیگا۔ یہ قدرتی ہے کہ تم کو حربی تجربہ اس شخص سے کم ہونا چاہئے جس کا پیشہ یہی حرب اٹھارہ سال کا ہے"

پس اپنی فتح کی ساعت میں بھی نپولین کے گرد ان خطرات کا ہجوم تھا جن کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اور اس کے دشمن جن کے مقابلہ میں اس کو جنگ کرنا تھی بڑے کثیر التعداد اور بے رحم تھے۔

وائنا کے دوران قیام میں ایک چھوٹا سا واقعہ ایسا پیش آیا کہ نپولین کے اعلیٰ عادات وصفات کا شاہد عادل ہے اور جس کو پڑھ کر سب ہی تسلیم کرتے اور تعریف کرتے ہیں حوالی شہر کے مکانات میں سے ایک مکان میں ایک اعلیٰ رتبہ کا فرانسیسی ڈاکٹر مقیم تھا۔ یہ مکان ایک سن رسیدہ بادرن کا تھا۔ ڈاکٹر نے نشہ شراب میں باورن کو ایک خط لکھا اور اس میں ایک ایسی درخواست کی کہ ہم تہذیب کے تقاضہ سے اسے صاف صاف الفاظ میں نہیں لکھ سکتے۔ باورن نے فوراً جنرل اینڈروسی سے استغاثہ کیا کہ میرے ناموس کی حفاظت کیجیے اور ڈاکٹر کا خط بجنسہ اس کے پاس بھیجدیا۔ جنرل اینڈروسی نے باورن اور ڈاکٹر کے خطوط نپولین کے پاس بھیج دیئے۔ شاہنشاہ نے اسی وقت حکم جاری کیا کہ ڈاکٹر صبح کو پریڈ پر حاضر کیا جائے۔ صبح کو نپولین ایوان کے بالاخانہ سے بڑی تیزی اور غصہ کے ساتھ اترا۔ چہرہ غضب آلود تھا اور اس نے کسی شخص سے بات نہ کی اور قطاروں کے قریب سامنے کھڑے ہو کر ڈاکٹر کا خط ہاتھ میں لے کر پوچھا۔

"فلاں ڈاکٹر صاحب ذرا سامنے تشریف لائیں"۔ ڈاکٹر قریب آیا۔ شاہنشاہ نے خط سامنے کر کے غضبناک لہجہ سے کہا "یہ مجرمانہ خط آپ نے لکھا ہے۔؟"

ڈاکٹر سہم گیا۔ اور عرض کیا "جہاں پناہ میں نشہ میں تھا اور مجھے معلوم نہوا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ جہاں پناہ میری تقصیر معاف کردیں"

نپولین نے کہا "اے بدانجام۔ ایک واجب التعظیم باورن کی بے حرمتی کرنا اور وہ بھی کیسی۔ آفاتِ جنگ کی ستائی ہوئی۔ تیرا عذر ہرگز نہ سنونگا۔ لیجن آف آنر کے مرتبہ سے میں تیرا تنزل کرونگا اور تو ایسے معزز فیتہ کے آویزاں کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اچھا۔ جنرل ڈرسونی۔ دیکھو میرے حکم کی فوراً تعمیل کیجائیگی۔ افسوس ایک سن رسیدہ عورت کی توہین۔ ! بوڑھی عورتوں کی تو میں ایسی عزت کرتا ہوں کہ گویا وہ میری ماں کی برابر ہیں"

نپولین کی اکمہل کی حیرت انگیز فتح اور وائنا پر بے وسواس یورش کی خبر تمام یورپ

میں جلد پھیل گئی اور اس خبر کے سنتے ہی اُس کے دوستوں کی دل کی کلی کھل گئی اور دشمنوں کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ چنانچہ شُل کو مار کر فوراً بھگا دیا گیا اور اُس کا تعاقب کیا گیا۔ اُدھر ہوپیا کو آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ یا تو تاخت و تاراج کر رہا تھا اور وارسا کو اپنے قبضہ میں کر چکا تھا لیکن اُسکو واپس ہونے اور آرچ ڈیوک چارلس کو مدد پہونچانے کو مجبور ہو گیا۔ آسٹریا والے پھر ٹیرول کو بھی مدد نہ پہونچا سکے اور سخت بلوہ ہو گیا۔ اٹلی میں یوجین آرچ ڈیوک جان سے شکست کھا چکا تھا لیکن ایک اور جنگ کے واسطے یوجین نے افواج جمع کر کے مقابلہ کا عزم کیا۔ آسٹریا والے اپنی پہلی فتح کی خوشی میں پھولے ہوئے تو تھے ہی۔ وہ بھی بڑے جوش مسرت سے سامنے کی پہاڑیوں پر نمودار ہوئے۔ یہ پہاڑیاں ویرونا کے متصل تھیں۔

اتنے ہی میں یکایک توپوں کی گرج سنائی دی۔ اور اس کا سبب فریقین میں سے کوئی نہ سمجھا۔ مگر آسٹریا والوں کو یہ یقین تھا کہ ہماری ہی فوج کے کسی حصہ سے جنگ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اور اٹلی والوں کو بھی خطرہ ہوا کہ ایسا ہی ہے۔ مگر یوجین کے پاس فوراً خبر آئی کہ یہ توپیں خوشی کے اظہار میں ویرونا کے قلعہ پر چھوٹ رہی ہیں کیونکہ نپولین نے ایکمل میں آسٹریا کی فوج کو بڑی شکست فاش دی ہے اور اب شاہنشاہ وائنا کی دارالحکومۃ پر یورش کر رہا ہے اسی کے ساتھ آرچ ڈیوک چارلس کے پاس ایک قاصد آیا اور آسٹریا کی بڑی ہزیمت کی خبر سنائی اور اُس کو حکم دکھایا کہ وہ اُلٹے پاؤں لوٹ لے اور دارالحکومۃ کو بچائے اب تو یہ خبر پاتے ہی آسٹریا کی فوج کا بُرا حال ہو گیا۔ اور اٹلی والوں نے بے ساختہ خوشی کا نعرہ مارا۔ یوجین اور ایک افسر نے ایک بلندی سے آسٹریا کی فوج کو دیکھا کہ گاڑیوں کا لمبا سلسلہ شمال کی جانب جا رہا ہے۔ اور یوجین نے اپنے ہمراہی افسر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ "لو وہ آسٹریا کی فوج بھاگی جا رہی ہے" اور فوراً اُس نے اپنی فوج سے تعاقب شروع کر دیا۔

جبکہ نپولین توپوں کے ذریعہ سے ڈینیوب کی وادی کو فتح کرتا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ آرچ ڈیوک چارلس نے بوہیمیا میں اپنی افواج کو جمع کیا اور وائنا کی جانب بڑی تیزی سے

دریاے ڈینوب کے کنارہ کنارہ بڑھنا شروع کیا۔ اور اسی وائنا کی حفاظت کو آرچ ڈیوک فرڈی مینڈ اپنی فاتح افواج لیکر پولینڈ سے چلا۔ اور آسٹریا کی وہ افواج جو ٹیرول میں تھیں، اور اٹلی کی افواج جو آرچ ڈیوک جان کے ہمراہ تھیں وائنا کی حفاظت کو فوراً چل پڑیں۔ کیونکہ نپولین نے بڑی دلیری سے اپنے تئیں اپنے بے شمار دشمنوں کے بیچ میں داخل کر دیا تھا اور اب نپولین کو باوجود اس کی فتح کے تمام یوروپ کے لوگوں نے بربادی میں پھنسا ہوا یقین کر لیا تھا۔ وہ بڑی دلیری سے وائنا پر یورش کر رہا تھا۔ اور قطب نما کی ہر سمت سے پانچ لاکھ غنیم کی جرار فوج اُس کے مقابلہ کو چڑھی چلی آ رہی تھی اور ہرگز ممکن معلوم نہ ہوتا تھا کہ ایسی بے شمار فوج سے نپولین سلامت نکلے گا۔ حتیٰ کہ اس خطرہ کو دیکھ پیرس میں بھی پریشانی پھیل گئی اور فریق شاہی کے طرفداروں نے نئی نئی سازشیں شروع کر دیں کہ بوربون بادشاہ کو تخت پر بٹھال دیں۔[1]

---

[1] اب یہ ساتواں جتھا تھا جس کے مقابلہ میں نپولین کو جنگ کرنا پڑی تھی۔ اور جو جتھہ کہ انقلابی فرانس کی مخالفت میں تیار ہوا تھا۔ فرانس کے مقابلہ میں پہلا جتھہ فروری ۱۷۹۲ء میں فرانس کے انقلاب کی ترقی کو روکنے کے لیے آسٹریا اور پروشیا کے باہم ہوا تھا۔ دوسرا جتھہ ۱۷۹۳ء میں قائم ہوا تھا جس میں جرمنی کے ساتھ پرتگال نیپلس ٹسکنی۔ اور پوپ شریک ہوئے تھے تیسرا جتھہ ۲۸ ستمبر ۱۷۹۵ء کو سینٹ پیٹرزبرگ میں انگلستان۔ روس اور آسٹریا کے باہم ہوا۔ نپولین اُس وقت بہت کم عمر نوجوان تھا اور اُس نے بمقام ٹولون انگریزوں کو پسپا کیا اور اپنی پہلی اٹلی کی مہم میں حملہ آور آسٹریا کو پراگندہ کر دیا۔ اور چونکہ انگلستان جزیرہ ہے اور محفوظ ہے اُس نے جنگ جاری رکھی اور ۲۰ دسمبر ۱۷۹۸ء کو روس۔ آسٹریا۔ نیپلس۔ اور ٹرکی کے ساتھ چوتھے جتھہ کا معاہدہ کیا لیکن میرنگو کی جنگ میں نپولین نے اپنی تلوار سے اس جتھہ کی گرہ کو کاٹ دیا لیکن ایک سال بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ انگلستان نے پھر جنگ کا اعلان کیا اور اس کی کچھ پروانہ کی کہ باہم صلح ہو چکی تھی۔ یورپ میں امن ہو گیا تھا اور نپولین کو مبارکباد دی گئی تھی کہ اُسی کی بدولت یہ امن قائم ہو — اور انگلستان نے پھر ۱۸ اپریل ۱۸۰۳ء کو روس۔ آسٹریا۔ اور پروشیا کے ساتھ پانچویں

جتھہ کا معاہدہ کیا لیکن نپولین نے الم اور آسٹرلٹز میں دشمنوں کو پس پا کر کے ان کو اپنی تلواریں غلاف کرنے پر پھر مجبور کر دیا لیکن یہ تلواریں ابھی اچھی طرح غلاف نہ ہوئی تھیں کہ وہ پھر غلاف سے کھینچی گئیں اور بڑی خوفناکی سے اُن کو جلوے دیے گئے یعنی انگلستان روس۔ پروشیا سکسنی۔ اور دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے چھٹا جتھہ قایم کر کے فرانس پر یورش کی۔ نپولین نے پھر جینا۔ آرسٹڈ۔ ایلا۔ اور فریڈلینڈ میں دشمنوں کو فاش شکستیں دیں اور ان کے چال چلن کو ٹھیک کر دیا اور ۹ر جولائی ۱۸۰۷ء کو ٹلسٹ کا صلحنامہ ہو گیا۔ لیکن پھر دو سال نہ گذرنے پائے تھے کہ انگلستان نے اسپین کے اور پرتگال کے باغیوں اور آسٹریا کو ساتھ لے کر ساتواں جتھہ قایم کیا۔ لیکن ویگرم کے خونریز معرکہ میں ہزیمت سے کر نپولین نے آسٹریا کو اس جتھہ سے علیحدہ کر دیا۔ اور ۱۴ر اکتوبر ۱۸۰۹ء میں وآنا کا صلحنامہ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر تو سارا ہی یورپ ایک طرف ہو گیا۔ یعنی انگلستان۔ سپین۔ پرتگال۔ روس۔ آسٹریا۔ پروشیا۔ سویڈن۔ نیپلس۔ ڈنمارک اور بہت سے چھوٹے فرماں روا دس لاکھ سے زیادہ فوج لے کر تھکی ہوئی فرانس پر چڑھ آئے۔ ان کثیر التعداد افواج کے سامنے نپولین کی پیش نہ گئی۔ تاہم بڑے سورماؤں کی طرح آخر تک اُس نے مقابلہ کیا لیکن وہ مغلوب ہوا۔ اور خود سرپادشاہت کی بیڑیاں تمام یورپ کے از سر نو پڑ گئیں۔ لیکن ان جتھوں کے قایم کرنے اور ان کی سربراہ کاری کرنے میں انگلستان نے انسانوں پر جیسا ظلم کیا اُس کی تلافی اب اُس سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ نپولین نے جب دیکھا کہ جتھہ پر جتھہ قایم ہوتا چلا جاتا ہے تو ایک دن غم سے کہنے لگا۔ ہم کو برابر جنگ کرنا ہی پڑے گی حتی کہ ہم اسّی برس کے بوڑھے ہو جائینگے۔ (ماخوذ از۔ ان سائکلوپیڈیا امریکانا۔ آرٹیکل کوئلی شن۔) ۱۲

باب چہل وہشتم

جزیرہ لوباؤ

شاہنشاہ کی تیاریاں - ایس لنگ اور ایس پرن - ڈینوب کی طغیانی - پل کا ضائع ہونا - لانس کی موت - فرانسیسیوں کا لوبا کو ہٹ جانا - نپولین کی عالی ظرفی - جنگی کونسل - جدید پل اور اُس کے بنائے جانے کا حال - شاہنشاہ اور اوڈینات کا بال بال بچنا -

وائنا میں اس وقت نپولین کے پاس نوّے ہزار فوج تھی اور ہوہیمیا سے نئی کمک بہم پہنچ کر آرچ ڈیوک چارلس ایک لاکھ فوج کے ساتھ وائنا کے سامنے لشکرزن تھا اور دریائے ڈینوب کے بائیں کنارے سے آیا تھا۔ اور آسٹریا کی وسیع سلطنت کی ہر ایک جانب سے زبردست افواج اُس کی مدد کو چلی آرہی تھیں۔ وائنا کے سامنے ڈینوب بہت عریض ہے یعنی ایک ہزار گز کا عرض ہے۔ پہاڑوں پر برف پگھلنے کی وجہ سے دریا میں طغیانی تھی۔ بڑی افواج اور سامان کو ہمراہ لے کر ایسے دریا کو عبور کرنا درحالیکہ دشمن کی بڑی جرار فوج روکنے کو دوسرے کنارہ پر موجود تھی کس طرح ممکن ہوسکتا تھا اور یہی سوال نپولین کے سامنے حل طلب تھا۔ وائنا سے ذرا نیچے ہٹ کر دریا اور زیادہ عریض ہوکر خلیج کی صورت کا ہوگیا تھا۔ جہاں

پانی اٹھا تھا اور دھار میں بہت تیزی تھی - اور بہت سے ٹاپو بن گئے تھے ان میں سے ایک جزیرہ کا نام لوبا تھا اور اُس نے دریا کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - یہ جزیرہ وائنا سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور قریب ساڑھے چار میل کے لمبا اور تین میل کے چوڑا تھا - اور اور دریا کی وہ دھاریں جنھوں نے لوبا کو دونوں کناروں سے جدا کیا تھا - عرض میں بہت متفاوت تھیں - جزیرہ میں دو تین خشک نالے تھے اور جب دریا چڑھتا تھا تو ان میں دھار بہنے لگتی تھی -

اُس کنارہ سے جہاں نپولین تھا جزیرہ میں پہونچنے کو نوسو گز عریض پانی کی دھار عبور کرنا ضروری تھا - اور جزیرہ میں پہونچکر اور اُس کو طے کرنے کے بعد ایک اور تنگ دھار عبور کرنا پڑتی جو عرض میں بقدر ایک سو اسی فٹ کے تھی - اور جزیرہ اور اصل زمین کے درمیان حائل تھی - اگرچہ دریا میں سیلاب تھا اور دریا کی دونوں شاخوں میں بڑی تیز دھار بہ رہی تھی تاہم یہ ممکن تھا کہ دریا کے داہنے کنارہ سے جزیرہ تک پل بنا لیا جاوے کیونکہ جزیرہ میں درخت لگا بن اگا ہوا تھا اور دشمن کے گولوں ہی سے پناہ تھی بلکہ نپولین کی فوج غنیم کو نظر بھی نہ آسکتی تھی - لیکن یہ ضرور تھا کہ جب جزیرہ سے دوسرے یعنی بائیں کنارہ تک پل بنایا جاتا تو دشمن کے صاف سامنے ہوتا اور گولوں کی مار شدت سے پڑتی -

لیکن ایسے بڑے پل کے لئے بہت سی کشتیوں اور ہزارہا تختوں اور نہایت مضبوط رسوں کی ضرورت تھی - لیکن بہت سی کشتیوں کو اگرچہ آسٹریا کی فوج نے غارت کر دیا تھا تاہم لکڑی افراط سے موجود تھی - مگر پھر بھی رسوں کی بڑی دقت تھی - کشتیاں روکنے کو دریا میں لٹھے ٹھونکنے میں بڑا وقت صرف ہوتا اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ غنیم کو معلوم ہو جائیگا - کشتیوں کو پانی پر قایم کرنے کے لئے وائنا میں بھاری بھاری لنگروں کا بھی پتہ نہ تھا - کیونکہ ڈینوب کے اُس حصہ میں اُن کے استعمال کا رواج نہ تھا - بڑی دشواری سے نپولین نے نوے کشتیاں بہم پہونچائیں جن میں سے بعض آسٹریا کی فوج کی ڈبوئی ہوئی کشتیاں اُس نے

نکلوائی تھیں۔ اور باقی کشتیاں بہت دور سے منگائی گئی تھیں۔ بھاری لنگروں کی بجائے بھاری توپوں اور گولوں سے بھرے ہوئے صندوقوں کو پانی میں غرق کر کے کام نکالا گیا یہ سب تجویزیں ایسی پختہ طور سے کرلی گئیں کہ آخر میں سب کو دریا میں صرف ڈالنا باقی رہے۔

چنانچہ ۱۹ مئی کو دس بجے شب کے جزیرہ لوباؔ کو فوج نے جانا شروع کیا یہ کام ایسا مخفی طور سے ہوا تھا کہ آسٹریا کی فوج کو اُس جانب سے ذرا بھی خطرہ کا گمان نہ تھا۔ اندھیرے میں چھپ کر پہلے ایک کشتی کو پل کے موقع سے اوپر کھینچ لے گئے اور درمیانی جزیروں کو پار کر کے لوبا کے کنارہ جا لگایا اُن ملاحوں کی خدمت جن کو نپولین بولون سے ہمراہ لیتا آیا تھا اس موقع پر امول ثابت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں ستر کشتیاں ایک قطار میں اس طرح قایم ہوگئیں کہ اُن پر تختے قایم کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ بڑی دشواری کا کام تھا کیونکہ پانی کی تیز دھار کشتیوں کو نیچے اُتارے دیتی تھی لیکن انجام کار کشتیاں موقع سے قایم ہوگئیں اور چوڑا الکڑی کا پل دریا پر بن گیا۔

اس ایک راستہ سے فرانسیسی فوج نے اترنا شروع کیا۔ آسٹریا کی تھوڑی سی فوج جزیرہ پر قابض تھی اور اُس کو پراگندہ کر دیا گیا اور فرانسیسی فوج کے پہلے ہی حصہ نے باڑیاں قایم کردیں کہ دوسرے کنارہ پر توپیں اپنا کام کرنے لگیں۔ اور تربیت یافتہ لایق انجنیروں نے دوسری تنگ دھار پر بھی فوراً پیپوں کے پل کو بنا دیا اور یہ کام اس تیزی سے کیا گیا کہ دوپہر تک پل بن گئے اور جزیرہ میں ایک سڑک بھی تیار ہوگئی اور سہ پہر سے لے کر تمام شب فرانسیسی فوج برابر اُترتی رہی شاہنشاہ ایسا مستعد تھا کہ راستہ پر آ کر کھڑا ہوگیا اور اپنی آنکھ سے ہر کام کو دیکھتا جاتا تھا اور جلد باتوں کا اہتمام کرتا تھا اور ہر شخص سے تسلی اور جی بڑھانے کی باتیں کرتا تھا۔

اتنی بڑی فوج کا اپنے توپخانوں رسالوں سامان اور گاڑیوں کو لیکر ایک تنگ راستہ سے ہو کر نکلنا بڑا دشوار اور دیر طلب کام تھا۔ تاہم ۲۱ مئی کو صبح کے وقت ڈنیوب کے شمالی کنارہ پر بیس ہزار فرانسیسی سپاہ طیار موجود تھی۔ مگر ابھی آدھی فوج بھی کنارہ پر نہ پہونچی تھی اور نپولین کی

حالت نہایت خطرناک ہورہی تھی - آرچ ڈیوک چالیس ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ چند ہی میل کے فاصلہ پر موجود تھا - اور خطرہ برسر رسیدہ معلوم ہوتا تھا کہ غنیم اپنی بے شمار فوج کے ساتھ اب آتا ہے اور قبل اس کے کہ فرانسیسی فوج مدد کو پہونچ سکے کنارہ کی فرانسیسی فوج کو کاٹ کر پھینک دیگا - حال میں بارش ایسی شدید ہوئی تھی کہ دریا بہت باڑھ پر تھا اور دوپہر کو بڑے پل کی چند کشتیاں سیلاب کے ساتھ بہ گئیں اور رسالہ کا سلسلہ جو اس وقت پل کو عبور کر رہا تھا کٹ کر دو حصہ ہوگیا - اور ایک حصہ بہ کر جزیرہ کے کنارہ سے جالگا اور دوسرا سامنے والے دریا کے کنارہ آگیا - لیکن رات میں پل درست کرلیا گیا اور فوج پھر اترنا شروع ہوئی -

اس فرانسیسی فوج نے جس نے ڈینوب کو عبور کرلیا تھا ایس پرن اور ایس لنگ نامی مواضعات پر قبضہ کرلیا - دونوں موضعوں میں قریباً ایک میل کا فاصلہ تھا - اور مارشن فلڈ کے بڑے میدان کے کنارہ پر واقع تھے - نپولین اپنے گارڈ سمیت دونوں مواضعات کے درمیان اُس جنگل کے کنارہ شب باش ہوا جو دریا کے کنارہ تھا - رات میں دیکھ بھال کی غرض سے چند افسر بھیجے گئے - شمالی افق میں آگ روشن نظر آرہی تھی اور آسٹریا کی فوج بسیم برگ کی بلندیوں پر پڑی ہوئی تھی - دوسرے روز دوپہر کے قریب ایس لنگ کے مینار سے بذریعہ دوربین کے دیکھا کہ فاصلہ پر گرد کے بادل ہوا میں بلند ہورہے ہیں کبھی ہوا سے گرد ہٹ جاتی تھی اور آفتاب کی شعاع میں سنگینوں اور خودوں کی جھلک نظر آتی تھی - یہ آرچ ڈیوک کی فوج تھی اور مارشن فلڈ کو صفیں باندھے چلی آرہی تھی - بجائے پریشان ہونے کے نپولین نے اطمینان سے کہا کہ "آسٹریا والوں کو ایک اور شکست دینے کا موقع ہمارے ہاتھ آیا اور ہم اس مرتبہ اُس کو برباد کردینگے"

(۴۴)

استنے ہی میں خبر آئی کہ دریا بہت طغیانی پر ہے اور پل پھر ٹوٹ گیا اور پل کو روکے رکھنے کی چیزیں دھارے کے ساتھ بہ گئیں - فی الحقیقت یہ خبر نہایت وحشت خیز تھی - کیونکہ ابھی صرف ۲۳ ہزار فوج عبور کرنے پائی تھی - اور اس کے پاس بھی پورا توپخانہ اور کافی سامان

ہ تھا اور اس کے مقابلہ کو آسٹریا کی ایک لاکھ فوج پانچ بڑی بڑی جماعتوں میں بڑھی چلی آرہی تھی۔
اب نپولین کو پس و پیش ہوا کہ جزیرۂ لوبا میں ہٹ جاؤں یا دونوں مواضعات کے
سنگین مکانات کی آڑ پکڑ کر لڑنا شروع کر دوں۔ لیکن اتنے ہی میں خبر آئی کہ پل درست
ہو گیا اور سامان حرب کی گاڑیاں جلد جلد اتاری جارہی ہیں۔ تین بجے سہ پہر کو جنگ شروع
ہو گئی اور آسٹریا کی جانب سے تین سو توپوں کی مار نپولین کی چھوٹی جماعت پر پڑنے لگی
اور الیس پرن پر ۴۰ ہزار آسٹریا کی فوج چڑھ دوڑی۔ اس موضع کی حفاظت صرف ۷ ہزار
فرانسیسی فوج کے سپرد تھی۔ پانچ گھنٹے کامل جنگ رہی اور موضع کے کوچوں میں
سپاہیوں کے مدوجزر چڑھتے اور اترتے رہے۔ کبھی آسٹریا کی فوج غالب آجاتی
تھی اور کبھی فرانس کی۔ اب آدھے سے زیادہ فرانسیسی مقتول یا مجروح ہو گئے۔ لیکن
اسی موقع پر مسینا تازہ دم فوج کے ساتھ جس نے ابھی دریا عبور کیا تھا آپہونچا اور آسٹریا
کی فوج کو پس پا کر کے موضع سے بھگا دیا۔

ادھر تو الیس پرن میں یہ جنگ ہو رہی تھی اور ادھر الیس لنگ میں مارشل لانس
آسٹریا کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن فوجوں میں تعداد کے اعتبار سے وہی کمی بیشی
تھی جو الیس پرن میں تھی۔ لانس بڑی دلیری سے موضع کو بچا رہا تھا۔ دونوں موضع مسمار ہو کر
ڈھیر ہو گئے تھے اور ان ڈھیروں میں جنگجو ابھی اسی شدت سے مشغول پیکار تھے۔ اسی
کے ساتھ ایک تیسرے مقام پر طرفین کے رسالے لڑ رہے تھے اور تعداد کی نسبت وہاں
بھی وہی تھی۔ اور یہ جنگ مارشفیلڈ کے میدان میں ہو رہی تھی۔

نپولین کو یقین اور بھروسہ تھا کہ اگر میری بیس ہزار سپاہ اور پل عبور کر آئے گی تو کوئی
اندیشہ باقی نہ رہے گا۔ لیکن چونکہ اس کو معلوم تھا کہ ہار جیت اسی جنگ پر منحصر تھی جو اس
وقت ہو رہی تھی لہٰذا ہر موقعہ پر وہ خود جا کر موجود ہو جاتا تھا۔ اور دشمن کی صاف زد میں ہوتا
تھا۔ زمین مقتولوں اور مجروحوں سے پٹی پڑی تھی اور تمام میدان پر دشمن پھیلے ہوئے

چند مقام سے کشتیاں بہ گئیں اور راستہ بند ہو گیا۔ مگر رات بھر میں ۳۰ ہزار سپاہ اتر آئی اور صبح ہوتے ہوتے نپولین کے پاس ساٹھ ہزار فوج صف بستہ موجود ہو گئی۔ اس فوج سے وہ اور جدید اتر اتر کر آنے والی فوج سے وہ ایک لاکھ عظیم کا بے خوف مقابلہ کر سکتا تھا۔ جو چالیس مقابلہ میں لا سکتا تھا۔ لیکن توپیں ابھی صرف ۴۴ ہی اترنے پائی تھیں اور آسٹریا کی فوج میں تین سو توپیں موجود تھیں۔ سامان گولہ بارود کے متعلق بھی ابھی جزوی اترا تھا۔ صبح ہوتے ہی جنگ شروع ہو گئی اور فریقین نہایت جوانمردی سے لڑے۔ مسینا کو ایس پرن کی حفاظت کی ہدایت کی گئی اور جنرل باؤٹ کے سپرد ایس لنگ کیا گیا۔ مارشل لانس کو شہنشاہ سے بڑی محبت تھی اور وہ بیس ہزار پیدل اور چھ ہزار سواروں کا کمانیر تھا اور اس فوج کو لے کر اس نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا۔ نپولین ایک بلندی پر کھڑا ہوا یہ ہولناک تماشہ دیکھ رہا تھا۔ شاہنشاہ کی حملہ گاہ میں کامیابی ہوئی۔ اس کے میمنہ اور میسرہ اپنے مقاموں پر قابض رہے۔ اور قلب کے حملہ کی دشمن کسی طرح تاب نہ لا سکا اور بڑی بے ترتیبی کے ساتھ آسٹریا کی فوج پسپا ہوئی۔ بہادر آرچ ڈیوک چارلس آنے والی بربادی کے خیال سے خائف ہوا اور جھنڈا ہاتھ میں لے کر فوج کے آگے خود ہو لیا۔ آگ برس رہی تھی اور اسی حالت میں اس نے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور آسٹریا کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور میدان میں منتشر ہو گئی اور شاہم زندہ باد کا نعرہ فرانسیسی فوج سے ایسا بلند ہوا کہ لڑائی کے شور و غل سے اونچا ہو گیا۔

(9) لیکن ایسے نازک وقت میں نپولین کے پاس یہ وحشت ناک خبر آئی کہ تمامی پل کو دریا بہا لے گیا۔ اور بکتر پوشوں کی ایک جماعت جو پل پر اتر رہی تھی دو حصوں میں کٹ کر کشتیوں پر دریا میں بہ گئی۔ اور کچھ داہنی طرف منتشر ہو گئی اور کچھ بائیں طرف ہو گئی۔ نپولین کی فوج میں گولہ بارود ختم کے قریب تھا۔ اور بہت سی ایسی سامان کی گاڑیاں جو پل سے

اور آپا چاہتی تھیں اُسی کنارہ رہ گئیں۔ اس سے زیادہ خطرناک خبر بشیر کو کبھی نہ پہونچائی گئی ہوگی
اب عظیم الشان دریائے ڈینیوب نے فرانسیسی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کردیا اور شاہنشاہ
جس کے ساتھ اُس کی فوج کے نصف حصہ سے بھی کم تھا اور گولہ بارود جزدی تھا ایک لاکھ
غنیم کی فوج کے سامنے اس کنارہ رہ گیا۔

لیکن نپولین کے بشرہ سے ذرا بھی فکر و تردد کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ اُس کی طبیعت
ایسی حیرت انگیز تربیت یافتہ تھی کہ ایسی خوفناک خبر سے اُس پر کوئی اثر ہوتا ہوا معلوم نہ ہوا۔
اور شاہنشاہ نے گویا اس کو ایک معمولی سی بات سمجھا جیسا کہ اکثر جنگ میں پیش آتا ہے۔ اب
نپولین نے ایک مصاحب کو مارشل لانس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جنگ موقوف کردو اور
اپنے گولہ بارود کو بچالو۔ اور ایسے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ آؤ کہ دشمن کا حوصلہ
نہ بڑھے۔ چونکہ لانس کو فتح ہوچکی تھی لہذا ایسی ساعت میں یہ حکم پہونچنے اور
جنگ کو روک دینے سے اُس کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ اب آسٹریا کی فوج کو بھی معلوم
ہوگیا کہ پُل ٹوٹ گیا۔ اور فرانسیسیوں کی آتش باری میں کمی واقع ہونے اور یکایک
پس وپیش کرنے سے اُس کو یقین ہوگیا کہ نپولین کی حالت نازک ہے۔ اور اس ہزیمت
خوردہ فوج نے خوشی کا نعرہ مارا۔ اور یا تو ابھی خود بھاگ رہی تھی یا اب فرانسیسیوں کا
تعاقب کرنے لگی۔ مارشل لانس کی فوج شیر کی مانند دلیری ظاہر کرتی ہوئی آہستہ آہستہ
بارش فلڈ کے میدان سے پیچھے ہٹی۔ لیکن دوسو توپوں سے اُس پر گولوں کی بوچھار
شروع ہوگئی اور سواروں نے پے درپے ایسے حملے کئے کہ فرانسیسی فوج کے مربعوں
میں لغزش پڑ گئی۔ صفوں میں موت کا بازار گرم ہوگیا لیکن وہ بہم رہیں اور نشانہ باندھ کر
فیر کرتی رہیں کہ ہر نشانہ اپنا کام کرے اور وہ بڑی ترتیب و انتظام سے واپس آگئیں۔

لیکن اسی حالت میں شاہنشاہ کے پاس ایک اور ایسی وحشت خیز خبر موصول
ہوئی کہ تھوڑی دیر تک اُس کے ہوش میں خلل آگیا۔ وہ خبر یہ تھی کہ مارشل لانس کے

ایسا گولا لگا تھا کہ دونوں ٹانگیں اُڑ گئی تھیں۔ اودھر تو نپولین کو یہ خبر دی گئی اور اُدھر مارشل کی ڈولی بھی آپہونچی جس میں جاں کنی کی حالت میں سورما لانس پڑا ہوا تھا شاہنشاہ کو اس واقعہ سے ایسا روح فرسا صدمہ پہنچا تھا کہ وہ سب انتظاموں کو بھول گیا اور خیز و دوڑا ہوا مارشل لانس کے پاس پہنچا اور ڈولی کے سامنے جھک کر دوزانو ہوگیا۔ اور رو کر لانس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیقراری سے بولا:۔

"لانس۔ او۔ لانس۔ تم نے پہچانا کہ میں کون ہوں میں شاہنشاہ ہوں۔ میں بوناپارٹ ہوں۔ میں تمھارا دوست ہوں۔ ہائے لانس۔ کاش تم کو خدا بچا دیتا اور تم ہمارا ساتھ دیتے"

جاں بلب بہادر لانس نے بڑی نقاہت کے ساتھ آنکھیں کھولیں اور شاہنشاہ کی طرف دیکھ کر اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے دبا کر کہا "میری بھی یہی تمنا تھی کہ کاش اور جیتا اور آپ کی اور اپنے وطن کی خدمت کی ہوتی۔ لیکن سخت تاسف ہے کہ آپ کا جاں نثار دوست چند ساعتوں کا مہمان ہے۔ اب دعا ہے کہ آپ زندہ رہیں اور فرانس کی خدمت کریں"

نپولین کے دل کی بیقراری لابیان تھی اور وہ مسینا سے کہنے لگا "یہ ایسا بڑا سانحہ ہے کہ میں تمام فوج کی طرف سے غافل ہوگیا" اگرچہ نپولین کو بے انداز صدمہ پہنچا تھا لیکن حالات ایسے نازک ہو رہے تھے کہ زیادہ اظہار غم میں وقت صرف کرنے کا موقع نہ تھا۔ اسلئے کہ غنیم کی طرف سے گولے برس رہے تھے اور رسالوں کے برابر دھاوے ہو رہے تھے اور قتال میں کمی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ نپولین نے بڑے غم و اندوہ سے جاں بلب مارشل لانس سے ہاتھ ملایا اور اُس کو خدا حافظ کہکر پھر اپنے سنگین فرائض کی طرف رجوع ہوا اور جنگ کے انتظام میں مصروف ہوگیا۔

نپولین نے جوزیفائن کو لکھا "مارشل لانس ڈیوک آف مان ٹی بے لو۔ آج صبح

ملک عدم کا راہی ہوا مجھے بے انتہا رنج ہے بس جملہ باتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب اور کیا لکھوں تم کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اگر تمہارے امکان میں ہو تو مارشل لانس کی بیوہ فان لی بیلو بیگم کو تسلی دو۔ نپولین کو اپنے مرحوم مارشل سے ایسی محبت تھی کہ اس نے مارشل کی بیوہ کو جوزفائن کی مصاحبوں میں سب سے بڑے رتبہ کی مصاحب کے رتبہ پر مامور کر کے اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

مارشل لانس کے دونوں پاؤں قطع کیے گئے تھے اور اس کے بعد چند یوم مبتلائے آلام رہ کر اس کا انتقال ہوا۔ سینٹ ہلینا میں نپولین نے لانس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "لانس سوائے میرے کسی کی بات پر توجہ نہ کرتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کو اپنی بیوی اور بچوں سے زیادہ محبت تھی لیکن وہ ان کا تذکرہ کبھی نہ کرتا تھا وہ اپنے بیوی بچوں کا محافظ تھا اور اُس کا محافظ تھا اُس کی رائے میں ایک ایسی اعلیٰ اور کارسازی کی شے تھی جو سمجھ میں آتی ہے اور جس کی تعریف بیان کی جا سکتی ہے اور جس سے وہ حصول مدعا کی التجا کرتا تھا۔ وہ ایسا آدمی تھا کہ اُس کی ذات پر مجھے نہایت کامل اعتماد تھا۔ بعض اوقات اپنی تیزی مزاج سے وہ ایسا مجبور ہو جاتا کہ اُس کے منہ سے میرے خلاف الفاظ نکل جاتے تھے لیکن کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ انہیں الفاظ کو میری شان میں اُس کے سامنے دہرانے کی جرأت کر سکتا کیونکہ لانس فوراً اُس کے سر سے اُس کا مغز کچل کر نکال ڈالتا۔ اصل میں اُس کی بہادری اُس کی تجویز پر غالب تھی لیکن اُس کی رائے روز بروز ترقی کر رہی تھی اور صائب ہوتی جاتی تھی۔ اور اپنے مرنے کے زمانہ میں وہ فن حرب کا استاد ہو چکا تھا۔ اور نہایت ہی لائق سپہ سالار تھا۔ جب لانس میرے ہاتھ آیا تھا تو نحیف تھا لیکن جب میرے ہاتھ سے گیا تو رستم ثانی تھا۔ اگر وہ ہماری گردشوں کے سمجھنے کو جیتا رہا ہوتا تو جاہ کا فرض و حجت سے قدم باہر رکھنا اُس کے لیے غیر ممکن ہو جاتا۔ اور لانس ایسا با وقعت اور دباؤ کا شخص تھا کہ وہ تمام معاملات کی رُوداد کو پلٹ دیتا۔"

اب ہم جنگ کا حال پھر شروع کرتے ہیں۔ اگرچہ نہایت ہی قیامت ناقتال ہو رہا تھا لیکن اس پر بھی مسیناؔ نے ایس پرن پر دشمن کو قبضہ نہ دیا تھا۔ ایس لنگ پر آرچ ڈیوک چارلس نے بہت قوی فوج سے حملہ کیا تھا۔ اور ایس لنگ ایسی جگہ تھی جس کے قبضہ پر فرانسیسی فوج کی عافیت کا دارومدار تھا۔ چنانچہ اپنی تھکی ہوئی فوج کی کمک کو جو ایس لنگ میں جان توڑ کر دشمن کا مقابلہ کر رہی تھی نپولین نے قتال۔ دھوئیں اور شعلوں کے عین درمیان اپنے گارڈ کے بندوقچیوں کی ایک پلٹن روانہ کردی۔ یہ پلٹن ایسی قوی اعدوال اور بہادر تھی کہ اُس سے زیادہ دوسری نہیں ہو سکتی۔ اور اُس کے کمانیر سے نپولین نے کہا۔

" بہادر موٹن جاؤ اور اپنی فرانسیسی فوج کے بچا لینے کی کوشش کرو قطعی فتح حاصل کرو نہیں تو تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تمھاری پلٹن کے بعد میرے پاس پرانے گارڈ کے صرف سوار ہی سوار باقی ہیں اور ہزیمت کی حالت میں میرا صرف یہی آخری ذریعہ ہے" ایس لنگ پر پانچ دفعہ آسٹریا کی فوج کے سیلاب نے حملہ کیا تھا اور ولیر محافظین نے پانچوں دفعہ اُس کو پس پا کیا تھا۔ ایک فرانسیسی کے مقابلہ میں چار آسٹریا کے سپاہی تھے اور اس حالت میں فرانسیسی سپاہ کی تعداد دم بدم کم ہوتی جا رہی تھی۔ اتنے ہی میں بندوقچیوں کی پلٹن کے سردار یعنی جنرل ریپ اور جنرل موٹن عین موقعہ پر کمک کو آپہونچے اور اُنھوں نے نازک حالت کو جو پیش آرہی تھی مشاہدہ کیا۔ پھر دونوں جنرلوں نے ہاتھ ملایا اور عہد کیا کہ یا تو دشمن کو ہزیمت دینگے یا مارے جائینگے اور سنگینیں سیدھی کر کے گولوں اور گولیوں کے طوفان میں جا گھسے اور ایسا مارا کہ آسٹریا کی فوج کے قدم اُکھڑ گئے اور گاؤں سے بھاگی۔ اُدھر نپولین نے جزیرہ لوبا میں ایک باطری قایم کر رکھی تھی اور فراریوں کے دھوئیں اڑا دیئے گئے اور ایس لنگ بچ گیا۔

اب جنگ کو متواتر تیس گھنٹے ہو چکے تھے اور میدان میں پچاس ہزار مقتول مجروح پڑے ہوئے تھے۔ تمام دن نپولین کو نہایت پرخطر مقامات پر پھرتے گذر گیا تھا۔ اور چونکہ

اُس کی سلامتی پر سب فوج کی سلامتی منحصر تھی تو جب اُس کے افسر اُس سے التجا کرتے کہ
محفوظ مقام پر چلا جائے تو کسی کی بات پر توجہ نہ کرتا۔ چنانچہ اسی جنگ کی حالت میں جنرل وال ہٹر کو
شاہنشاہ کی خیریت کی طرف سے بڑا خطرہ پیدا ہوا کیونکہ اُس کے گرد گولہ اور گراپ ایسا
برس رہا تھا کہ قریب کے افسر اور سپاہی برابر گر رہے تھے اور جنرل نے کہا "جہاں پناہ
اس مقام سے چلے جائیں نہیں تو میں اپنے گرانڈیلوں کو حکم دیدونگا اور وہ جہاں پناہ
کو بزور یہاں سے ہٹا دینگے"

شام کی اندھیری اب جھک آئی تھی اور نپولین نے جزیرہ لوبا میں چلے جانے اور شب باش
ہونے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ جب تک الیس لنگ اور الیس پرن پر فرانسیسیوں کا قبضہ تھا فرانسیسی
فوج کا ہٹ جانا کوئی روک نہ سکتا تھا۔ آسٹریا کی فوج سے اب بھی گولے برس رہے تھے
اور ادھر سے کوئی جواب نہ دیا جا سکتا تھا۔ نپولین نے مسینا کے پاس قاصد بھیجکر پوچھا کہ
آیا تم ابھی آسٹریا کی فوج کو روک سکتے ہو؟ قاصد نے دیکھا کہ یہ دلیر جنرل تھکاوٹ سے ماندہ
دھوئیں سے کالا۔ اور آنکھوں سے خون برستا ہوا اُفتادہ مکان کے ڈھیر پر بیٹھا تھا اور
ڈھیر سے دھواں نکل رہا تھا۔ اور اُس کے گرد کشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے اور زخمی پڑے
مسینا نے سوال کے جواب میں کہا "کچھ فکر کی بات نہیں۔ جاؤ اور میری طرف سے شاہنشاہ
سے کہدو کہ ہم دو گھنٹے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چھ گھنٹے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے مقابلہ
کر سکتے ہیں اور جب تک مقابلہ کر سکتے ہیں جب تک ہماری فوج کی امن وحفاظت کے
لئے ضروری ہوگا"

اس طرف سے اطمینان کرکے نپولین نے پل عبور کیا اور جزیرہ میں گیا۔ تاکہ فوج
کے مورچہ بند ہونے کا موقع تلاش کرلے۔ دریا کے کنارہ پر اس وقت جو کچھ ہو رہا تھا
واقعی اُس کے دیکھنے سے کلیجہ منہہ کو آیا جاتا تھا۔ مجروحوں اور مقتولوں میں ہوتا ہوا نپولین
آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور مجروحوں کی کراہوں سے جن سے ہوا بھر گئی تھی اُس کو بڑا صدمہ

تھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر اُس نے جزیرہ میں موقع تلاش کیا۔ اور اُس کو اطمینان ہو گیا کہ فوج کے قیام کے لئے خندقیں کھود کر ایک جگہ منتخب کر لینا ممکن تھا جہاں دشمن کا کوئی قابو نہ چل سکتا تھا اور وہاں اتنے عرصہ تک قیام کر سکتی تھی کہ بڑا پل بن جاتا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ آسمان کالے بادلوں سے تاریک ہو گیا تھا اور ٹھنڈی سخت بارش نے فوجوں کو شرابور کر دیا تھا۔ پھر نپولین جزیرہ کے دوسرے کنارہ پر گیا دریا کی طغیانی کو دیکھنے لگا جو اس کے پل کو بہا لے گئی تھی۔ اور جس نے اس کی آدھی فوج سے اس کو علیحدہ کر دیا تھا اور اُس کا کوئی قابو نہ چلتا تھا۔ اُس نے جنگی مشورے کے لئے اپنے خاص خاص افسروں کو طلب کیا۔ لیکن اُس کی نیت مشورہ لینے کی نہ تھی بلکہ مشورہ دینے کی تھی۔ اور مایوسوں میں اپنے جیسے عزم و ثبات کی روح پھونکنا چاہتا تھا۔ مینہ اور تاریکی میں تاریک پر سیلاب دریا کے کنارہ وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور مسینا۔ ڈوسٹے۔ بے سے ریز اور برتھیر کا انتظار کرنے لگا۔ کمپو کی آگ روشن ہو گئی۔ سویرے اس موقع پر موجود تھا۔ وہ لکھتا ہے "ناظرین اس موقع کی تصویر اپنے دل میں کھینچیں کہ مسینا اور برتھیر کے بیچ میں ڈینوب کے کنارے شاہنشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ پل سامنے ہے جس کا خفیف نشان ہنوز باقی ہے۔ مارشل ڈوسٹ کی فوج دوسرے کنارہ پر ہے اور شاہنشاہ کے عقب میں جزیرہ لوبا کے اندر اُس کی بقیہ فوج پڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کے اور غنیم کے درمیان ڈینوب کی ایک تنگ دھار واقع ہے اور فرانسیسی فوج کے پاس اس مقام سے نکل جانے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں ہے اور ناظرین تسلیم کرینگے کہ صرف نپولین ہی جیسے اولوالعزم اور قوی دل بشر کا کام تھا کہ ایسی حالت میں ہراس نہ تھا"

شاہنشاہ نہایت مستقل تھا اور اُس کو پورا اعتماد تھا اور ایسی دلیری کا اظہار کر رہا تھا جیسا پر خطر مواقع پر پھرنے اور موت سے نہ ڈرنے میں ظاہر کرتا تھا۔ اُس کے بعض جنرل نہایت بے دل ہو گئے تھے اور انھوں نے یہ تجویز کیا کہ فوج فوراً جزیرہ لوبا میں بلالی

جائے اور پھر جزیرہ سے کشتیوں میں سوار کر کے دریا کی بڑی دھار کے پار کر دی جائے جہاں ہم سب اپنی باقی فوج سے جا ملیں اور وہاں اپنی حفاظت کا انتظام کر لیں۔ نپولین سب کی تجویزوں کو خاموشی سے سنتا رہا اور پھر بولا :-

" آج کا دن سخت گزرا ہے۔ لیکن اس کو شکست نہیں کہا جا سکتا کیونکہ میدان ہمارے ہاتھ رہا ہے۔ ایسی جنگ کے بعد جبکہ ایک بڑا دریا ہماری پشت پر ہے اور ہمارے پل ٹوٹ گئے ہیں صاف بچ کر نکل جانا عجائبات کا کرشمہ ہے۔ ہماری طرف بہت مجروح و مقتول ہوئے ہیں۔ لیکن دشمن کا ہم سے ایک ثلث زیادہ نقصان ہوا ہے۔ پس خیال کیا جا سکتا ہے کہ غنیم کچھ عرصہ کے واسطے خاموش رہے گا اور اٹلی کی افواج کے انتظار کی ہمیں مہلت دیگا جو آسٹریا میں فتوحات حاصل کئے ہوئے آ رہی ہیں اور اس عرصہ میں ہمارے تین چوتھائی مجروح خدمات فوجی کے قابل ہو جائینگے اور بے شمار کمک جو فرانس سے آ رہی ہے ہمارے پاس پہونچ جائیگی۔ ڈینوب پر ہم بڑے بڑے پل بھی بنا لینگے اور دریا کا عبور کرنا ایک معمولی بات ہو جائیگی جب ہماری فوج میں مجروح صحیح ہو کر آ ملینگے تو ہماری طرف دشمن سے صرف دس ہزار سپاہی کم رہجائینگے۔ جبکہ دشمن کی تعداد میں پندرہ ہزار کم ہو گئے ہیں۔ صرف اتنا ضرور ہوگا کہ جنگ دو ماہ طول اور کھینچ جائیگی۔ پھر جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہم پیرس سے پندرہ سو میل کے فاصلہ پر خاص دشمن کے ملک میں اُس سے جنگ کر رہے ہیں اور ہم نے اُس کے دارالحکومۃ کو چھین لیا ہے تو ایک حادثہ پر ہمارے بدحواس ہو جانیکا کوئی موقع نہیں ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جہاں تک معاملات پر غور کیا جاتا ہے ہم خوش نصیب ہیں۔ کیونکہ ہم کو مہم کی دشواریوں پر بھی لحاظ کرنا چاہئے یعنی ہم کو عین دشمن کے سامنے ڈینوب جیسا یورپ کا سب سے بڑا دریا عبور کرنا پڑا ہے اور اُس کے پار اگر ہم دشمن سے لڑے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم ہمت ہار جائیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم دریا کی چھوٹی دھار کو عبور کر کے جزیرہ میں چلے آئیں اور یہاں پانی گھٹنے کا انتظار کریں۔ اور بڑی دھار

پر پل باندھ لیں۔ رات میں ہم جزیرہ کے اندر آ سکتے ہیں۔ اور ایک جان کا بھی نقصان نہ ہوگا نہ ایک گھوڑا ضائع ہوگا نہ ایک توپ جائیگی اور اس سب سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ ہماری آبرو میں بھی فرق نہ آئیگا۔

" لیکن اس چال کے سوا دوسری ایک اور بھی تجویز ہے لیکن ذلت اور خطرہ سے خالی نہیں۔ یعنی ہم بڑی دھار کو بھی عبور کریں۔ لیکن کشتیوں کے ذریعہ سے یہ کام بڑی شورشوں سے ہوگا اور صرف تندرست آدمی پار ہو سکینگے۔ لیکن اسی کے ساتھ نہ تو کوئی مجروح جاسکیگا نہ کوئی گھوڑا یا توپ جاسکے گی۔ اور جزیرۂ لوباؤ کو ہم چھوڑ دیں۔ مگر یہ ہماری بڑی قیمتی فتح ہے اور انجامکار یہی ایک مقام ہے جہاں سے دریا عبور کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو منجملہ ساٹھ ہزار فوج کے جو ہمارے ساتھ یہاں آئی تھی ہم صرف چالیس ہزار کے ساتھ مراجعت کرینگے اور کوئی گھوڑا اور توپ ہمارے ہمراہ نہ جاسکیگا اور اُس کے ماسوا ہم کو دس ہزار مجروح پیچھے چھوڑ جانا پڑینگے جو ایک مہینہ میں کام کے لائق ہو سکتے ہیں۔ جب ہماری یہ گت ہوگی تو ہمارے لئے یہی مناسب ہوگا کہ ہم وائنا میں مُنہ نہ دکھائیں۔ کیونکہ وائنا والے جن کو ہم نے فتح کرلیا ہے ہم پر حقارت سے طعنہ کشی کریں گے اور آرچ ڈیوک چارلس کو بلا کر ہمیں وائنا سے نکال دینگے اور ہم وہاں ٹھرنے کے قابل نہ ہونگے۔ اور ایسی حالت میں گویا یہ یقینی طور سے سمجھ لینا چاہئیے کہ اگر ہم نے اس وقت جزیرۂ لوباؤ کو چھوڑا تو ہم وائنا نہیں جاتے ہیں بلکہ الپس برگ جاتے ہیں۔ اور شاہزادہ یوجین اپنی فوج لئے ہوئے سیدھا وائنا آرہا ہے اور جب وائنا پہونچے گا اور بجائے فرانسیسی فوج کے دشمن کو وہاں قابض پاوے گا تو جال میں پھنس کر تباہ ہو جائیگا۔ اس کے سوا سب سے بڑی خرابی یہ ہوگی کہ ہمارے رفقا اپنی کمزوری کی وجہ سے ہم سے پھر جائینگے اور ہم ہی پر اُلٹے گھوم پڑینگے اور سلطنت کی قسمت کا پانسہ اولٹ جائیگا اور فرانس برباد ہو جائیگا" اور پھر مسینا اور ڈوسے وسٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا "بس تم دونوں جیتے رہو۔ اور تم اپنی فوج کو بچالوگے اور جیسا تم کر کے دکھا چکے ہو

اپنے تئیں اُس کا اہل ثابت کردو"

شاہنشاہ کی یہ تقریر سن کر ہر شخص کی ہمت بڑھ گئی۔ اور فرط جوش میں مسینا نے شاہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "جہاں پناہ بہادر آپ ہیں۔ اور ہم لوگوں کا سردار ہونا آپ ہی کو زیبا اور شایاں ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم ہکالے ہوئے کوتوں کی طرح کبھی فرار نہ ہونگے۔ تاکہ قسمت نے پوری مساعدت نہ کی تاہم ہم کو ہزیمت نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ دشمن کو چاہیئے تھا کہ ہمیں ڈینوب میں ڈھکیل دیتا لیکن ہمارے سامنے اُس کے چھکے چھوٹ گئے۔ بس یہی مناسب ہے کہ ہم چھوٹی دھار کو عبور کرلیں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دشمن نے تعاقب کیا تو میں اسی ڈینوب میں اُس کو غرق کردونگا" اس کے ساتھ ہی جنرل ڈے وسٹ نے وعدہ کیا۔ کہ وانا کی حفاظت کا میں ذمہ وار ہوں۔ اور جب تک پل نہ تیار ہوجائینگے پتہ نہ کھڑکنے دونگا

مسینا فوراً ایس پرن اور ایس لنگ کو واپس گیا۔ آسٹریا کی فوج اب بھی توپیں چلارہی تھی۔ لیکن بندوقچی تھک کر بندوقوں کے چلانے سے باز آگئے تھے۔ گیارہ اور بارہ بجے شب کے درمیان نپولین نے سیویرسے کو ہمراہ لیا اور ایک کمزور کشتی کے ذریعہ سے پُرسیلاب ڈینوب کو عبور کرکے داہنے کنارہ پر گیا۔ ساون بھادوں کی سی اندھیری تھی۔ اور موسلادھار بارش ہورہی تھی۔ دریا میں ایسا سیلاب تھا کہ دھار پر صدہا چیزیں بہی چلی آرہی تھیں اور ایسی حالت میں عبور خطرہ سے خالی نہ تھا۔ نپولین ابرس ڈورف نامی چھوٹی بستی میں پہونچا جو دریا کے داہنے کنارہ پر واقع تھی۔ اور حکم دیا کہ جسقدر کشتیاں بہم پہونچیں شراب انگور۔ برانڈی اور بسکٹ سے بار کرکے فوراً جزیرہ لوبا کو روانہ کردی جائیں اسی کے ساتھ مجروحوں کی آرام کا جملہ سامان اور سامان حرب بھی بھیجا جائے پل ٹوٹنے کے بعد جو کشتیاں بچی تھیں انھیں سے یہ کام لیا گیا۔ نپولین کے ملاحوں نے جن کو دور اندیشی سے وہ اپنے ہمراہ لایا تھا اس وقت انمول خدمتیں انجام دیں۔

نصف شب گذر جانے پر مسینا نے جزیرہ کو فوج بھیجنا شروع کی۔ رات کی تاریکی

اور طوفان کے شور نے اُس کو اس کام میں بڑی مدد دی اور غنیم بھی تھک کر پست ہو گیا تھا یہ بھی مفید ہوا۔ چھوٹے پل سے فوج اترتی رہی اور جب صبح کا سپیدہ نمودار ہوا تو غنیم کو معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج جزیرہ کو جا رہی ہے۔ اور فوراً تعاقب شروع کیا۔ اور پل پر کثرت سے گولوں اور گولیوں کا مینہہ برسایا۔ مسینا بائیں کنارہ پر موجود تھا اور چاروں طرف دشمن کی طرف سے بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ لیکن بہادر مسینا نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ سب سے آخر میں عبور کریگا۔ اُس نے بہت اچھی طرح ہر سمت میں دیکھ لیا کہ کوئی مجروح۔ کوئی توپ۔ یا کوئی قیمتی شے ایسی تو باقی نہیں ہے جو دشمن ہاتھ آسکے۔ گھوڑوں کو ڈھکیل کر پانی میں پہونچا دیا اور جزیرہ میں وہ فوراً داخل ہو گئے۔ انجام کار جب تمامی فرائض انجام کو پہونچ گئے اور آسٹریا کی تیز دست بندوقچیوں کی گولیاں مسینا کے گرد برس رہی تھیں اُس نے پل پر قدم رکھا اور اس کنارہ سے رسے کاٹ دیے گئے اور پل جزیرہ کے کنارہ سے جہاں اُس کا دوسرا سرا بندھا ہوا تھا جا لگا اور اب اُس جنگ کا خاتمہ ہوا جو دو روز سے برابر ہو رہی تھی۔

مقتولوں کی صحیح تعداد کا پتہ لگانا غیر ممکن ہے لیکن چونکہ فرانسیسی ایسپرن اور ایسلنگ کی سنگین عمارتوں اور ڈھالو زمین کی پناہ لے کر لڑے تھے اور آسٹریا کی فوج بالکل میدان میں تھی آسٹریا کی فوج کا بہت زیادہ نقصان ہوا تھا۔ عموماً یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آسٹریا کی فوج میں چھبیس ہزار مقتول ہوے اور فرانسیسی فوج میں پندرہ ہزار۔ مجروحوں میں بہت سے ایسے تھے کہ انہوں نے اپنا اور پیرس کے اسپتالوں میں برسوں پڑے مصیبت جھیلتے رہے۔ نکتہ چین اور معترض صاحبان جو بڑی بے فکری سے گھروں میں بیٹھ کر خامہ فرسائیاں کرتے ہیں تذکرے اور تاریخیں لکھتے ہوے کیا مزہ کا اعتراض کر رہے ہیں کہ " ایسے حالات میں نپولین کا دریا عبور کرنے اور زبردست دشمن سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا مجنونانہ فعل تھا "

لیکن اس اعتراض کا جواب بھی نپولین نے بڑی نرمی اور معقولیت سے دیا ہے۔ وہ

کہتا ہے "کہ اس سے بڑھ کر مجنونانہ فعل یہ تھا کہ میں وائنا میں بیٹھا رہتا درحالیکہ ہر طرف سے پانچ لاکھ دشمن کی سپاہ میری او پر یورش کرتی چلی آرہی تھی اور پھر وہ میرا راستہ روکتی اور کمزور فوج کو ہر جانب سے گھیر لیتی۔ اور برباد کر دیتی "

اب نپولین گھاس کی پولیوں پر لیٹ گیا اور ذرا سو یا۔ لیکن صبح ہونے سے قبل اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے کام میں مصروف ہو گیا۔ اُس نے قیاس کر لیا تھا کہ طغیانی گھٹ جانے کو پورا ایک مہینہ درکار تھا اور اس مرتبہ ایسا پل بننا چاہیئے تھا کہ حملہ حوادث کا مقابلہ کر سکے اور اُس نے فوراً بڑی بڑی تیاریاں شروع کر دیں۔ ان تعمیروں سے بعض اب تک موجود ہیں اور شہادت دے رہی ہیں کہ نپولین اور اُس کے انجنیر کیسے عزم و ہنر کے لوگ تھے۔ فوج میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے کام نہ لیا گیا ہو۔ تین ہفتہ میں دریا پر بڑا پل تیار ہو گیا اور ایسے لٹھوں کو گاڑ کر بنایا گیا تھا کہ بلند سے بلند سیلاب اُن کی چوٹی تک نہ پہونچ سکتا تھا۔ یہ پل بارہ سو فٹ لمبا اور ساٹھ وروں کا ایسا چوڑا تھا کہ تین گاڑیاں بہ فراغت پاس ہو کر اس پر سے گذر سکتی تھیں۔ اور ایسا مستحکم تھا کہ بڑے سے بڑے توپخانے اور رسالے بہ حفاظت تمام اُس پر جا سکتے تھے۔ اس پل سے نیچے دہار پر سو فیٹ کے فاصلہ سے لٹھوں پر پیدلوں کی آمد و رفت کے لئے ایک پل اور تیار کیا گیا تھا اور اوپر دھار پر ایسی عمارتیں اور پشتے بنائے گئے تھے کہ دھار کی تیزی اُن کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچا سکتی تھی۔ ان دو پلوں کے علاوہ کشتیوں کا ایک تیسرا پل اور بنایا گیا تھا کہ تین کالموں میں فرانسیسی جزیرہ کو بہ آسانی آسکیں۔ تمامی جزیرہ لوبا خندقوں کا عسیر الفتح کیمپ ہو گیا تھا۔ اور دمدمے باندھ کر ہر قسم کی بڑی چھوٹی توپیں جو دور دور نزدیک گولے مار سکتی تھیں چڑھا دی گئیں۔

(۳۵۲) آرچ ڈیوک چارلس کو دھوکا دینے کی غرض سے نپولین نے ایسی چالیں اختیار کیں کہ غنیم کو یہی یقین رہا کہ فرانسیسی فوج اُسی مقام سے دریا سے اُترے گی جہاں سے پہلے

عبور کیا تھا۔ اور یہاں نپولین نے ایسی شاندار عمارتیں تیار کیں کہ تمام کنارہ اُن کی زد میں تھا لیکن اصل مقام دریا عبور کرنے کا اس سے چند میل نیچے تھا۔ ایسا کافی انتظام کیا گیا تھا کہ چند منٹ میں فرانسیسی فوج دریا کو چھوٹی دھارے سے پار کرکے آسٹریا کی فوج کے اگلے مورچے چھین سکتی تھی اور دو گھنٹہ میں پچاس ہزار سپاہ اور غنیم والے کنارہ پر جا سکتی تھی۔ اور چار پانچ گھنٹے میں ڈیڑھ لاکھ سپاہ۔ چالیس ہزار سوار چھ سو توپیں پار جا کر مہم کا خاتمہ کر سکتی تھیں۔

ایسے حالات میں دریا کو عبور کرنے کے لئے یہ ضرورت تھی کہ دشمن کی عین زد میں پہلے چند نہایت دلاور سپاہی متعین کئے جائیں اور وہ جا کر دشمن کے اگلے مورچوں پر سپاہ کو یا تو قتل کر دیں یا اُن کے ہتھیار چھین لیں۔ اور کشتیاں قایم کرنے والے لنگروں کو دریا میں تہ نشین کر دیں۔ اور پھر کشتیوں پر فوراً تختے بچھا دیئے جائیں۔ اور پیچھے سے فوج حتی المقدور سرعت کے ساتھ جھپٹ پڑے۔ اس کام میں آسانی پیدا کرنے کی غرض نپولین نے ہموار پیندے کی کشتیاں تیار کرائیں اور ہر کشتی اتنی فراخ تھی کہ تین سو سپاہی اُس میں سوار ہو سکیں اور مضبوط تختوں کی ٹٹیاں سامنے قایم کی گئیں کہ سپاہی بندوق کی گولی کی مار سے محفوظ رہیں اور ان ٹٹیوں میں ایسے آہنی قلابے جڑ دیئے گئے تھے کہ جب سامنے کو گرا دی جائیں تو انھیں پر قدم رکھتے ہوئے سپاہی بڑی صفائی سے زمین پر اتر جائیں۔ فوج کے ہر ایک دستہ کو ایسی ایسی پانچ کشتیاں دی گئیں تھیں اور اس طرح ہر مقام پر جہاں سپاہ اُترنا چاہتی پندرہ سو سپاہی آن واحد میں کنارہ پر اتر سکتے تھے۔ اور ایک موٹا جہاز کا رسہ درخت سے باندھ کر پھر اُس کے ذریعہ سے کشتیاں آ جا سکتی تھیں اور پلوں کی تعمیر اُسی وقت شروع ہو جاتی۔ ہر شے کا بڑی خوبی سے انتظام کر دیا گیا تھا اور ہر شخص کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میرا یہ کام ہے۔ پھر اسی کے ساتھ زبردست توپخانوں سے دشمن پر مار پڑتی اور اس طرح کا انتظام ہو جانے سے نپولین کو یقین ہو گیا تھا کہ دو گھنٹے میں چھوٹی دھار پر چار پل تیار ہو جائینگے اور پچاس

ساٹھ ہزار سپاہ کنارہ پر پہونچکر جنگ میں مصروف ہوجائیگی۔
اس غرض سے کہ فرانسیسی فوج کا پہلا حصہ اُترتے ہی توپ مع ارپنبایے کی کشتیوں
میں اُترنے کا تھا باقی فرانسیسی پیدل فوج بھی تنگ راستہ سے کنارہ پر عبور کرجائے
نپولین نے ایک نئی وضع کا پل ایجاد کیا۔ پلوں کے بنانے کا معمولی طریقہ یہ ہے کہ دریا کے
عرض پر کشتیاں متصل جوڑکر اوپر سے تختے بچھا دیتے ہیں۔ لیکن نپولین نے کشتیاں پہلے
جوڑلیں اور ایک دم سے اُن کو دریا کے عرض پر پھیلا یا۔ یعنی پہلی کشتی کو اُن کشتیوں کے
سلسلہ میں سے اپنی جانب کے کنارہ بڑے استحکام سے باندھا اور پھر اس سلسلہ کو دریا
کی دھار پر ڈھکیل دیا اور دھار کے زور سے کشتیوں کا سلسلہ تمامی دریا کے عرض پر پھیل گیا
اور جب سلسلہ کے آخر سرے کی کشتی دوسرے کنارہ جالگی تو اُس کو بھی مضبوطی کے ساتھ
اسی پل پر سے دوڑکر آدمیوں نے جا باندھا۔ جیسا نپولین نے اندازہ کیا تھا ویسا ہی نتیجہ ہوا
اور اس پل کو دریا پر اچانک قایم کرنے میں چند ساعتیں درکار ہوئیں۔ اور بڑی دوراندیشی
سے کہ ممکن ہے ایک پل میں ناکامی ہو نپولین نے چار پلوں کا اور سامان بھی یعنی کشتیاں
پیپے وغیرہ قایم کر رکھے تھے کہ فوراً پل تیار ہوجائیں۔ نپولین ہر وقت کام میں مصروف رہتا
تھا اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو دوڑا دوڑا پھرتا تھا اور سب کام کو اپنی آنکھ
سے دیکھتا تھا اور نئی نئی تجویزیں بتاتا تھا۔ ہر ایک انجنیر نپولین کی طرح محنت کر رہا تھا۔
اسی کے ساتھ نپولین نے بڑا پورا یہ انتظام کیا تھا کہ واثنا میں کسی قسم کا بلوہ نہ ہونے
پائے۔ فوج کو سخت تاکید تھی کہ قواعد کی پابند رہے۔ اور ذرا سی تقصیر پر خواہ اُس سے
شہر کے باشندوں کے ساتھ عملاً زیادتی ہوتی ہو یا قولاً وفعلاً جبر ہوتا تھا سزا دی جاتی تھی
اور جس سپاہی سے ذرا بھی بدچلنی ہوجاتی تھی اُس کو عین موقع پر سزا دی جاتی تھی۔
اس زمانہ میں آرچ ڈیوک چارلس بھی فرانسیسیوں کا راستہ رد کرنے کو بڑی بڑی
تیاریاں کر رہا تھا اور اطراف وجوانب سے تازہ فوجیں بلالی تھیں۔ نپولین جزیرہ لوبا کی

اندر جنگل کی آڑ میں نہایت محنت کے ساتھ کام میں مصروف تھا اور اس چھوٹی سی جگہ میں جس کا قطر صرف تین میل تھا اُس نے ڈیڑہ لاکھ پیدل - چالیس ہزار سوار اور پانسو پچاس توپیں جمع کر لی تھیں اور کہیں تل دھرنے کا ٹھکانا باقی نہ تھا -

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا " کہ جب ہم جزیرہ لوبا میں چلے گئے تو باہمی رضامندی کے ساتھ جس کا کوئی معاہدہ وغیرہ نہوا تھا طرفین سے جنگ موقوف کر دی گئی - یہ رضامندی سپاہیوں کے باہم تھی کسی جنرل کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا اور جنگ کرنے یا بندوق وغیرہ چلانے سے دراصل کوئی فائدہ بھی نہ تھا کیونکہ اس سے صرف چند بدقسمت سنتریوں کی جان کا نقصان ہوسکتا تھا - پس طرفین سے کوئی کسی کو نہ ستاتا تھا مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اوڈسے ناٹ میرے ساتھ تھا اور ہم دونوں گھوڑوں پر سوار جزیرہ کے کنارہ پر چلے گئے اور یہیں کنارہ پر ٹھہر گیا جو دوسرے کنارہ سے جہاں دشمن مقیم تھا صرف اسی گز کے فاصلہ پر تھا دشمنوں نے مجھے دیکھا اور میرے بھورے کوٹ اور چھوٹی ٹوپی سے مجھے پہچان لیا اور تین پی توپ کو ہماری طرف سیدھا کر دیا اور گولہ ہمارے دونوں کے بیچ میں ہو کر نہایت ہی قریب سے نکل گیا - یہ دیکھ کر ہم دونوں گھوڑوں کو تیز کر کے اُن کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے - لیکن ایسی حالت میں ہم پر حملہ کرنا اقدام قتل کی برابر تھا - اور اگر دشمن بارہ بندوقوں سے ایک دم فیر کر دیتے تو یقیناً ہم کو مار ڈالتے "

نپولین نے بڑی کوشش سے اپنے سپاہیوں کو ہر طرح کا آرام پہونچایا - ایک دن ایک مارشل کے ہمراہ اُس کا سپاہیوں کی ایک ٹولی کے قریب سے گذر ہوا جو کھانا کھا رہے تھے -

نپولین نے کہا " میرے رفیقو مجھے امید ہے کہ تم کو عمدہ شراب ملتی ہوگی " اس پر ایک سپاہی بولا " ہاں ملتی ہے لیکن ہم مدہوش نہیں ہوسکتے کیونکہ ہمارا میخانہ تو یہ ہے اور اُس نے ہاتھ سے ڈینوب کی طرف اشارہ کیا - مطلب یہ تھا کہ شراب کیسی ہم تو

پانی بجائے شراب کے پیتے ہیں لیکن شاہنشاہ نے فی سپاہی ایک بوتل دینے کا حکم
دیا تھا اور اس جواب سے اُسے تعجب ہوا۔ فوراً تحقیقات کی گئی اور معلوم ہوا کہ چالیس ہزار
بوتلیں کمسریٹ کے افسروں نے چرا کر بیچ لی تھیں۔ اُن کا فوراً مقدمہ ہوا اور گولی سے
مار دیئے گئے۔

آرچ ڈیوک چارلس کے خطرہ کی طرف سے بےخبری۔ میک ڈانلڈ کا حملہ۔ بے سے ریز کا مجروح ہونا۔ ویگریم کا میدان جنگ۔ سیویرے کی شہادت۔ بلجیم کے ساحل پر انگریزوں کا اترنا۔ فرانس کا صلح کی خواہش کرنا۔ نپولین اور مسٹر بنا میں ملاقات۔ آسٹریا سے چوتھا صلحنامہ۔ نوجوان قاتل سکندر کی سرد مہری۔ تلوارا میں فرانسیسیوں کی ہزیمت۔ ہنگری کے نام اعلان۔ اسپین میں جنگ۔ اسپین میں انگریزی فوج کی زیادتی اور قواعد سے انحراف۔ پوپ کے نام مراسلہ۔ دربار پوپ کا مخالف ہوجانا۔ روم کا فرانس سے الحاق۔ اٹلی کے اخراجات۔

۱۸۰۹ء کی جولائی کی چوتھی تاریخ تاریک اور اداس تھی۔ رات ہوتے ہی ہوا طوفان کی صورت سے چلنے لگی۔ کالے بادلوں سے آسمان اندھیرا ہوگیا اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ بجلی بڑی تیزی سے چمکتی تھی اور بادل ایسا سخت گرجتا تھا کہ مخالف فوجوں کے کمپو ہلے جاتے تھے۔ پس نپولین نے اسی موقع کو مناسب سمجھا۔ اور اس کے اشارہ کے ساتھ تمام فرانسیسی فوج متحرک ہوگئی۔ آسٹریا کی فوج کو پریشان کر دینے کی غرض

ایک ساتھ چند مقامات سے حملے کر دیئے گئے اور نو سو بڑے دہانہ کی توپیں گرجنے لگیں۔ بم کے گولوں کی روشنی بجلی کی چمک سے مخلوط ہو گئی اور نپولین کے توپ خانوں کی گرج بادل کی کڑک سے جا ملی۔ اس سے بڑھ کر جنگ کا مہیب نظارہ کبھی دیکھا نہیں گیا۔ نپولین اپنے گھوڑے پر سوار بہ استقلال تمام کنارہ پر پھر رہا تھا۔ اُس کے افسروں اور سپاہ میں اُسی کا سا جوش بھر گیا تھا۔ اور سب بے خوف و ہراس اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مینہ گولیوں اور پھٹنے والے گولوں اور بادل کی گرج اور خوفناک گولہ باری کی کچھ پروا نہ تھی۔ جنگ کے اس شد و مد سے شروع ہو جانے پر آسٹریا کے دارالحکومت ویانا کے باشندے نیند سے چونک پڑے۔ نپولین کو اس کارروائی میں پوری کامیابی ہوئی۔

صبح ہوتے ہی دونوں فوجوں سے عجب موثر نظارہ نظر آنے لگا۔ طوفان ختم ہو چکا تھا اور آسمان بادلوں سے صاف تھا اور موسم گرما کی سب سے زیادہ خوشنما صبح نمودار ہوئی تھی۔ ہزارہا سنگینوں۔ خودوں۔ پردں۔ صیقل کئے ہوئے نیزدں اور خوشنما گھوڑوں کے ساز پر جو میدان میں اوچھل رہے تھے آفتاب کی شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ ستر ہزار فرانسیسی سپاہ دریا عبور کر چکی تھی اور میدانِ جنگ میں صف آرا ہو گئی تھی۔ اور پلٹوں پر پلٹے پیدل سوار اور توپ خانے اتر کر میدان میں چلے آ رہے تھے۔ فرانسیسی سپاہی اپنے سردار کے بڑے مداح تھے کہ اُس نے بڑی حفاظت کے ساتھ ونیز جیسے دریا کو عبور کیا تھا اور جب نپولین سامنے سے گزرتا تھا تو شاہنشاہ زندہ باد کے نعرے مار رہے تھے۔ آرچ ڈیوک چارلس کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ بڑی مصیبت کا سامنا پیش آنے والا ہے وہ جانتا تھا کہ کم سے کم ایک شبانہ روز میں فرانسیسی فوج دریا کو عبور کر سکے گی۔ اور اسقدر عرصہ میں آدھی فوج کو برباد کر دونگا قبل اس کے کہ دوسری فوج مدد کو آئے وہ ویگرم کی بلندیوں پر کھڑا تھا اور اُس کا بھائی شاہنشاہ فرانسس اُس کے قریب موجود تھا۔ اور معاملات کی کیفیت اُس سے پوچھ رہا تھا۔

آرچ ڈیوک نے کہا کہ "فی الحقیقت فرانسیسی فوج کے ایک جزو نے دریا کو عبور کرلیا ہے اور میں نے خود اس حصہ کو دریا اُتر آنے دیا ہے"

شاہنشاہ نے کہا "تم نے یہ اچھا کیا لیکن ایسا نہ ہونے پائے کہ بہت سی فوج دریا اتر آنے دے"

نپولین کے سات پل تیار تھے اور اس کی فوج نے دریا کو ایسے طریق سے عبور کیا تھا کہ دشمن کے بازو پر پہونچ گئی تھی۔ اور اپنی خندقوں سے اسے کوئی فائدہ نہ رہا تھا دونوں فوجوں میں تمام دن چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں اور ویگرم کے میدان میں مورچے قائم ہوتے رہے۔ رات ہوئی اور غیر محفوظ فوجوں پر ٹھنڈا اکہنا گرنا شروع ہوا۔ میدان میں آگ روشن کرنے کو لکڑی نہ تھی۔ ہر شخص بھیگی ہوئی زمین پر لیٹ رہا۔ اور جاڑے سے کانپ رہا تھا اور جس طرح بن پڑا سویا۔

مگر نپولین نہ سویا اور اس وسیع میدان میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک گھوڑے پر اندھیرے میں پھرتا رہا۔ تاکہ اپنی فوج کے مورچے اپنی آنکھ سے دیکھے۔ آدھی رات کو اس نے سب مارشلوں کو طلب کیا۔ اور آنے والے دن کے متعلق اُن کو ذرا ذرا ہدایتیں کیں اُس کا اصول تھا کہ ہدایتیں اس طرح دیا کرتا تھا کہ وہ صرف سمجھ ہی میں نہ آئیں بلکہ اُن کے غلط سمجھنے کا امکان باقی نہ رہے۔ تین دن اور تین رات سے اُس نے ذرا بھی آرام نہ کیا تھا۔ دوسرے دن علی الصبح جنگ شروع ہو گئی اور بارہ گھنٹے متواتر تین لاکھ جنگجو توپ اور بم کے گولے۔ گولیاں اور گراب ویگرم کے ڈھالو نو میل وسیع میدان میں پھیلے ہوئے ایک دوسرے کے سینے پر مارتے رہے۔ اور جب پیدلوں پر پیدل اور رسالوں پر رسالے حملہ آور ہوتے تھے تو تلوار پر تلوار اور سنگین پر سنگین بجتی تھی۔ اور گیارہ سو توپوں کے سامنے پلٹنوں پر پلٹنیں گھٹتی چلی جارہی تھیں۔ فریقین میں سے کوئی شخص بھی ایسا معلوم نہ ہوتا تھا کہ مہلک گولے گولی کی ذرا بھی پروا کرتا ہو

نپولین ہر موقع پر موجود ہو کر اپنی فوج کا جی بڑھاتا اور اُس کے ساتھ خطرہ میں شریک ہوتا تھا
زمین طرح طرح کے مجروحوں اور مقتولوں سے چھپ گئی تھی اور نعل و اسموں سے چیخیں
مارتے ہوئے مجروح پامال ہو کر خاک میں مل رہے تھے۔ اور فریقین میں ہزار ہا اشخاص
جن کو فتح حاصل کرنے کی تمنائیں تھیں اس خونریز میدان میں ایذائیں جھیل کر طعمۂ اجل بن گئے
اور اب کسی کو یہ بھی یاد نہیں کہ اُن کا نام کیا تھا۔

مسینا گھوڑے سے گر کر بہت مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے ایک کھلی ہوئی
گاڑی میں بیٹھا ہوا برابر حکم و ہدایتیں جاری کر رہا تھا اور اُس کے جسم پر جابجا پٹیاں بندھی
ہوئی تھیں۔ اسی حال میں کہ جنگ بڑے زور شور سے ہو رہی تھی نپولین اپنے نقرہ گھوڑے
کو تیز دوڑاتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہاں سے مسینا اپنے سپاہیوں کو جنگ کی تاکید
کر رہا تھا۔ اور توپ کے گولے نہایت کثرت سے اُس کے گرد برس رہے تھے نپولین
اپنے دلیر مارشل کو اس حال سے دیکھ کر کہ جسمانی تکلیف کی اُس کو کچھ بھی پروا نہ تھی بیساختہ
پکار اُٹھا:- اب موت سے کون ڈرنے لگا جبکہ وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ بہادر اُس کا
یوں مقابلہ کرتے ہیں[1]"۔ شاہنشاہ فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا اور مارشل مسینا کے پاس گاڑی
میں جا بیٹھا۔ اور فوج کی ایک خاص حرکت کا حال بیان کر کے کہا کہ اس چال سے ہم کو
فتح ہوگی یعنی نیوسی ڈل کے میناروں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اُس موقع پر ڈوے وسٹ
اپنی آزمودہ کار سپاہ سے دشمن کے میسرہ پر حملہ آور ہوگا اور ہماری پیدل اور سوار فوج
مع بہت بڑے توپ خانے کے دشمن کے قلب میں گھس جائینگے" اور نپولین یہ بات
کہہ رہا تھا کہ اتنے میں سو گھوڑ چڑھی توپیں بڑی تیزی کے ساتھ زمین کو ہلاتی ہوئی آپہونچیں
اور اس توپ خانے کے پیچھے میک ڈانلڈ کی زبردست پیدل پلٹنیں سنگین چڑھائے
موجود تھی اس کے بعد گارڈ کے بکتر پوشوں کی چودہ پلٹنیں ایسی آئیں کہ اُن کی تلواریں
خون میں نہانے کی مدت سے عادی تھیں ان سو توپوں سے غنیم پر مہیب گولہ باری شروع ہوئی اور

(۳۵

[1] بعد کو یہ فقرہ فوج میں ضرب المثل ہو گیا۔

میکڈانلڈ کی فوج نے باستقلال آگے قدم بڑھایا۔ آسٹریا کی فوج سامنے سے ہٹ گئی لیکن بازوؤں پر جم کر اُس نے فرانسیسیوں پر ترچھے گولے برسانا شروع کیئے اور اس نازک موقع پر مقابلہ کو خود آرچ ڈیوک چارلس آموجود ہوا۔ ہر موقع پر فرانسیسی صفوں میں بڑے بڑے پرے اُڑنے لگے۔

ہیڈلے صاحب لکھتے ہیں اس سے زیادہ ہولناک منظر نہیں ہو سکتا۔ دونوں فوجوں کی فتح یا شکست اس ایک حملہ کی کامیابی یا ناکامی پر منحصر تھی۔ اور متواتر جلد جلد ایسے گولے برس رہے تھے کہ زبانِ حال سے کہتے تھے جنگ ایسی ہولناک ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے میک ڈانلڈ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اگرچہ ہر قدم اُس کی صفیں گھٹتی جاتی تھیں اور وہ توپ خانہ جو اُس کے آگے جا رہا تھا خاموش ہوتا جاتا تھا۔ اور یکے بعد دیگر توپیں زمین پر اُتاری جا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ جب میکڈانلڈ ڈیڑہ میل جا چکا تو اب اُس کی حفاظت کو اُس کے سامنے منجملہ سو توپوں کے ایک بھی باقی نہ رہی۔ اور دشمن کا قلب ویسا ہی مستحکم سامنے موجود تھا۔ لیکن اپنے برباد شدہ توپ خانہ کو عبور کر کے وہ اپنی بے پناہ سپاہ کو کھلے میدان میں لے کر دوڑا۔ حالے کہ غنیم کی ترچھی مار اُس کی صفوں کو کھائے جاتی تھی آگے بڑھا اس حالت میں بے رنگ اتلافِ جان ہوا۔ ہر بارہ پر میکڈانلڈ کی صفوں کا اگلا حصہ زمین پر بچھ جاتا تھا اور ترچھی مار سے داہنے بائیں کی صفیں اس طرح کٹ جاتی تھیں جس طرح ریگ کو اپنے کنارہ سے دریا کاٹ لیجاتا ہے۔ لیکن اس حالت پر بھی میک ڈانلڈ صحیح و سالم گھوڑے پر سوار اپنی سپاہ کا سردار بنا ہوا آگے آگے چلا جا رہا تھا اور اُس کی نگاہ دشمن کے قلب پر لگی ہوئی تھی۔ ان ترچھی ماروں سے جو اب زیادہ قریب سے پڑ رہی تھیں فرانسیسی پلٹنوں کا یہ عالم ہو جاتا تھا کہ اسی طرح جیسے کسی بڑے جہاز کو سمندر کی امواج ڈگمگا دیتی۔ اور روک دیتی ہیں لغزش میں اگر پیچھے کو ہٹنے لگتی تھیں۔ مگر اسی کے ساتھ طنبور و کوس کی پرجوش صدا اور دلیر میکڈانلڈ کی بہادرانہ آواز سے صفیں پھر گھوم پڑتی تھیں اور اپنے سردار کی طرح دلیری اور ہمت سے بھر جاتی تھیں۔ جیسا بہادرانہ اور پرخطر یہ حملہ تھا ایسا کبھی نہ ہوا ہوگا

ہر لمحہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ صفیں اب پراگندہ ہوئیں اور بھاگیں۔"

آسٹریا کی توپوں کے بھی رفتہ رفتہ رُخ اُسی طرح بدلتے گئے جس طرح یہ دھاوا کرنے والی فرانسیسی فوج آگے بڑھتی گئی حتی کہ توپیں متوازی ہو کر حملہ آوروں کے دونوں طرف آہنی دیواریں بن گئیں۔ اور فرانسیسی سورماؤں پر اور شدید آگ برسنے لگی۔ لیکن یہ جواں مرد گروہ اپنی صفوں کے اُن مقامات کو جہاں سے ہر بار ہ پر سپاہی اُڑ جاتے تھے پھر بھرتا ہوا برابر قدم بڑھاتے چلا گیا۔ اور میکڈانلڈ نے اپنے سپاہیوں کو اچھی طرح اس بات پر آمادہ کر دیا تھا کہ آج یا تو فتح آ لینگے یا مر جائینگے۔ اب میکڈانلڈ نے گھوم کر اپنے گروہ کو دیکھا جس کی تعداد بہت گھٹ گئی تھی اور وہ تنہا دشمنوں کے نرغہ میں کھڑا تھا۔ اُس کی جہاں تک نگاہ پہونچی اُسے اپنے مقتول سپاہیوں کی بل کھائی ہوئی قطار ایک بہت بڑے سانپ کی طرح کالی کالی زمین پر بچھی ہوئی نظر آئی۔ سولہ ہزار سپاہ اپنے ہمراہ لے کر وہ چلا تھا اور اب اُس کے ہمراہ صرف پندرہ سو سپاہی باقی تھے۔ اور منجملہ ہر گیارہ کے دس مارے جا چکے تھے۔ یہ دیکھ کر تھکا ہوا سنو۔ واپس دیپیش کرنے لگا اور بقیہ ہمراہیوں کو متردد اور رنجیدہ نگاہ سے دیکھا اور پھر اپنی نظر دوڑانے لگا کہ اُس کا شاہنشاہ کس مقام پر ہے۔ کہ اتنی ہی میں اُس نے کیا دیکھا کہ فرانسیسی اولڈ گارڈ (قدیمی پرانے خاصہ کے رسالے کالی گھٹا کی طرح چڑھے چلے آرہے ہیں اور بکتر پوشوں کے خود جھلملا رہے ہیں اور اس عین وقت پر شاہنشاہ نپولین نے یہ لا فتح جمعیت اُس کی کمک کو روانہ کی ہے۔ پھر کیا تھا۔ میکڈانلڈ کے فولادی لبوں سے نعرہ بلند ہوا" ہاں شیرو۔ اب کیا دیکھ رہے۔ آگے بڑھو" اس نعرہ کے ساتھ ہی بوق و قرنا اور دماموں کی کڑک نے بڑے جوش و خروش سے دشمن کی باڑھوں کا جواب دیا اور دوسرے لمحہ میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آسٹریا کی فوج کے قلب میں حملہ آور بہادروں کا گروہ گھس گیا لیجیئے لڑائی فتح ہو گئی سلطنت فرانس بچ گئی اور آسٹریا کی فوج میں بھاگڑ مچی۔۔۔

سیگوپر سے لکھتا ہے کہ جس وقت جدال و قتال سے ہنگامہ محشر برپا ہو رہا تھا نپولین اپنی فوج کی سب سے اگلی صفوں کے سامنے اپنے نقرہ گھوڑے پر سوار آیا اور ہوا کی مانند اس سرے سے اُس سرے کو نکل گیا اور پھر آہستہ آہستہ دوبارہ اُدھر سے اِدھر کو لوٹ آیا اُس کے گرد گولوں گولیوں کا مینہ برس رہا تھا میں پیچھے پیچھے تھا اور میری نگاہ اسی پر جمی ہوئی تھی اور ہر وقت اور ہر پل یہی خیال تھا کہ شاہنشاہ اب گھوڑے سے گرتا ہے۔ اُس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جس وقت غنیم کی فوج کے قلب میں شگاف ہو جائے تمامی فرانسیسی رسالے ایک ساتھ حملہ آور ہو کر دونوں بازو پر جا پڑیں "

نپولین دوربین کے ذریعہ سے میک ڈانلڈ کو طوفان آتش میں برابر بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور بیساختہ کہہ رہا تھا "شاباش اور مرحبا ہے اس جوانمرد دلیر تن پر"۔ میک ڈانلڈ کو اس خونریز میدان میں پورا تین میل جانا پڑا تھا اور آسٹریا کی فوج میں میخ کی مانند وہ گھستا چلا گیا تھا۔ نپولین نیوسی ڈول کے مینار کو بغور دیکھ رہا تھا جہاں سے ڈے وسٹ اپنی زبردست فوج کے ساتھ آسٹریا کی فوج کے اُس بازو پر حملہ کرنے کو تھا جو میک ڈانلڈ کی فوج علیحدہ کر دینے کو تھی۔ انجام کار ڈے وسٹ کی توپیں مینار کے پرلی طرف نظر آئیں اور اُس کے دوسری طرف کی سطح مرتفع ڈے وسٹ کی آتش باری کے دھوئیں میں چھپ گئی۔

یہ دیکھتے ہی نپولین نے فوراً بے اختیار کہا۔ لو جنگ میں ہماری فتح ہو گئی۔ اور بے سیرز کو حکم دیا کہ گارڈ کے رسالوں سے فوراً حملہ کرو۔ گولوں کا دشمن کی طرف سے مینہ تو برس ہی رہا تھا اور جیسے کہ بے سیرز گھوڑا دابے ہوئے خیر دھاوے پر جا رہا تھا ایک گولہ آیا اور اُس کے گھوڑے کے لگا۔ اور اُس کو پرزے پرزے اڑا دیا۔ اور بے سیرز سر کے بل زمین پر جا رہا اور خاک و خون میں ایسا آلودہ ہو گیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا۔ نپولین نے صدمہ سے آنکھیں پھیر لیں اور اپنا گھوڑا موڑ کر پکارا۔ چلو دھاوے پر جاؤ۔ رونے کا وقت نہیں ہے۔ گارڈ کے تمامی رسالوں کے منہ سے غم کی ایک چیخ نکل گئی۔

پھر شاہنشاہ نے سیویرے کو فوراً بھیجا کہ جاکر دیکھو مارشل بے سیر زندہ ہے یا نہیں لیکن خدا کی قدرت کہ اس صدمہ سے بے سیر زخمی ہو گیا تھا لیکن بہت ہی خفیف چوٹ آئی تھی لڑائی کے ختم ہونے پر جب نپولین اس سے ملا تو کہنے لگا۔ جس وقت تمھارے گولا لگا میرے گارڈ کے سب سواروں کے آنسو نکل آئے۔ لہٰذا اس گارڈ کا تم شکریہ ادا کرو اور یہ گارڈ تم کو بہت عزیز ہونا چاہئے۔"

تین بجے سہ پہر کو میدان جنگ میں چوبیس ہزار مقتول و مجروح اور ۱۲ ہزار سپاہی فرانسیسیوں کے ہاتھ میں اسیر چھوڑ کر آرچ ڈیوک چارلس نے اپنی تمام فوج کو احتیاط کے ساتھ پیچھے ہٹنے کو حکم دیدیا۔ شاہنشاہ فرانس نے واگرس ٹاور کے ایوان سے اس ہولناک جنگ کا تماشا دیکھا تھا۔ اور بڑے اندوہ و غم سے اب وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور پسپا ہونیوالی سپاہ کی حفاظت میں آگیا۔

نپولین نے یہ کام ایسا حیرت انگیز کیا تھا کہ اس سے بڑھ کر پہلے کبھی نہ کیا تھا اور اسکا حال سنتے ہی تمام یورپ انگشت بدندان ہو گیا اس نے یورپ کا سب سے زیادہ عریض دریا ایسے ڈیڑھ لاکھ دشمن کے روبرو عبور کیا جس کے پاس ہر قسم کا سامان حرب موجود تھا۔ اور دریا کو ایسی خوبی تیزی اور عین موقع سے عبور کیا کہ دشمن کے مقابلہ میں اسی کی زمین پر برابر تعداد کی فوج صف آرا کر دی۔ اور آسٹریا کی فوج زیادہ تاب مقاومت نہ لا سکی اور آسٹریا تمامی سلطنت فاتح کے بس میں ہو گئی۔

لڑائی ختم ہوتے ہی نپولین نے حسب معمول میدان قتال میں گشت کرنا شروع کیا۔ میدان مجروحوں اور مقتولوں سے چھپا پڑا تھا۔ چوبیس ہزار آسٹریا کی اور اٹھارہ ہزار فرانس کی فوج خون میں شرابور پڑی تھی اور میکڈانلڈ کا راستہ صاف پہچانا جاتا تھا جس میں مقتولوں کا ایک سلسلہ بچھا پڑا تھا۔ مجروح اس کثرت سے ہوئے تھے کہ لڑائی کے چھ دن بعد تک نالوں اور اناج کے کھیتوں میں زندہ شخص ملتے رہے۔ وگریم کا میدان

نو میل لمبا اور تین چار میل چوڑا تھا۔ موسم بہت گرم تھا اور لاشوں پر تیز دھوپ پڑ رہی تھی۔ زخموں پر نہایت کثرت سے مکھیاں بیٹھی تھیں۔ اور گھنٹوں بلکہ دنوں تک یہ جنگ کے مظلوم طرح طرح کی تکلیفیں جھیلتے رہے۔

شاہنشاہ گھوڑے سے اکثر اتر پڑتا اور اپنے ہاتھ سے مجروحوں کی خبر گیری کرتا۔ اور شاہنشاہ سے اُس کے سپاہیوں کو ایسی محبت تھی کہ جب وہ دیکھتے کہ شاہنشاہ خود اُن کی نگہداشت میں مصروف ہے اور کلمات تشفی کہتا ہے تو فرط شکر گذاری سے وہ رونے لگتے۔ ایک سپاہی کے سر میں گولی لگی تھی اور ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ شاہنشاہ اُس کے پاس پہنچکر گھوڑے سے اترا اور جھک کر اُس کی نبض دیکھنے لگا اور اُس کے چہرہ اور ہونٹوں سے خون پونچھا۔ قریب مرگ سپاہی کو اُس سے کچھ افاقہ ہوا اور دیکھا کہ شاہنشاہ جھکا ہوا خود تیمارداری میں مصروف ہے۔ وہ رونے لگا لیکن نقاہت حد کو پہونچی ہوئی تھی۔ اور اسی حالت میں اُس کی روح نے پرواز کیا۔

میدان جنگ کے گشت سے فرصت پاکر اب نپولین نے اُس سپاہ کا معائنہ کیا جو تعاقب میں بھیجے جانے کے لائق تھی۔ اُس کی میکڈانلڈ سے ملاقات ہوئی۔ دونوں کے باہم کچھ عرصے سے ذرا شکر رنجی تھی۔ جو بعض اور لوگوں کی لگائی بجھائی سے اور بڑھ گئی تھی نپولین نے بڑھ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کہا "میکڈانلڈ ہاتھ لاؤ اور اب باہمی خیالات کو دل سے دور کردو۔ اور آج سے ہم دونوں سچے دوست ہوگئے۔ اور اپنے قول کی صداقت میں میں تم کو مارشل کرتا ہوں اور تمھارے ضروری لوازمات سپہ سالاری تم کو ابھی بھیجتا ہوں جس کے تم واقعی مستحق ہو" میکڈانلڈ نے فوراً گرمجوشی سے ہاتھ میں ہاتھ لے لیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا۔ جہاں پناہ۔ اب موت و زیست میں ہم ایک دوسرے کے شریک ہیں[1]"

---

[1] میکڈانلڈ اصل میں اسکاٹ لینڈ کے ایک شریف آدمی کا بیٹا تھا۔ جو کلوڈن کی جنگ کے بعد تخت

نپولین نے مقتولوں میں ایک کرنل کی نعش کو دیکھا جس سے وہ ناراض تھا اور ٹھہر کر اس کو بغور دیکھتا رہا۔ اور پھر بڑے جوش سے کہنے لگا جس کی داو ہر عالی حوصلہ شخص دیگا۔ "کاش جنگ سے قبل اسے مرحوم مجھے اتنا موقع ملجاتا کہ میں تجھ سے کہدیتا کہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اور میں تیرے متعلق سب باتوں کو بھول گیا"

جب نپولین کو مجروحوں کی طرف سے پورا اطمینان ہو گیا تو سخت محنت اور دھوپ اور بارش اور شبنم میں برابر پھرنے کی وجہ سے اُسے شدید بخار آگیا لیکن چند ہی گھنٹے آرام کرنے کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تعاقب کرنے والی فوج کی رہنمائی کرنے اور اس سے جا ملنے کو روانہ ہو گیا۔ شدید طوفان آگیا اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ لیکن بیمار اور کمزور ہونے کے باوجود نپولین کسی پناہ کی جگہ نہ گیا۔ اور فوراً اپنی فوج سے جا ملا جہاں اُس کو معلوم ہوا کہ مارمونٹ کے پاس آسٹریا والوں کی طرف سے برائے چندے جنگ ملتوی کرنیکا پیغام موصول ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ انتہا درجہ کی مجبوری سے نپولین اس جنگ میں مصروف ہوا تھا اور اس کو ایسی جنگ سے کوئی فائدہ سوائے خطرات کے نہ تھا۔ چنانچہ وہ فوراً راضی ہو گیا۔ سیویری کہتا ہے " یہ کچھ رواج سا ہو گیا ہے کہ نپولین کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ جنگ کے بغیر اُسے چین نہیں ہے۔ لیکن اُس کے تمامی دور میں سب سے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۵۸۷۔ انگلستان کے ایک جھوٹے دعویدار کا شریک ہو گیا تھا۔ جب فرانس میں جمہور نے بغاوت کی اور انقلاب واقع ہوا تو میکڈانلڈ نے جمہوری اصول اختیار کر لئے اور فوج میں شریک ہو گیا۔ اور جب نپولین مصر سے واپس آیا تو وہ نپولین کا شریک ہو گیا۔ اس کے بعد مورو نے سازش کی اور شاہنشاہ سے رپورٹ کی گئی کہ میکڈانلڈ نے ایک خاص تقریر کی ہے۔ اسپر شاہنشاہ میکڈانلڈ سے ذرا رک گیا لیکن ویگرام کی جنگ میں اُس نے ایسی دادِ شجاعت دی کہ مارشل کے عہدہ کا مستحق ہو گیا۔ اور وہ شاہنشاہ کا جانثار دوست بنا رہا حتی کہ شاہنشاہ نے فانٹین بلیو میں سلطنت سے دست کشی کی پھر نپولین کے زوال پر نئی گورنمنٹ نے اُس کو فرانس کے نواب کا خطاب دیکر لیکن آخ آخر کا چین سیلر کردیا سوائے بیٹیوں کے اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اور پیرس میں میں اس نے ۱۸۴۰ء میں انتقال کیا۔ مصنف ۱۲

پہلے جو صلح کی درخواست اور تجویزیں پیش کیا کرتا تھا وہ نپولین ہی تھا۔ اور میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب کبھی جنگ میں وہ جانے لگتا تھا تو نہایت ہی تاسف کا اظہار کرتا تھا"

شاہنشاہ کے خیمہ میں سب مارشل جمع کیے گئے اور صلح کے معاملہ پر بحث شروع ہوئی۔ ایک فریق نے کہا" ہماری فرانس کی جمہوری حکومت کا آسٹریا کا بادشاہ ایسا سخت دشمن ہے کہ کبھی دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ وہ ایسا ناچار نہ کر دیا جائیگا کہ ہم کو ستانے کی اُس میں سکت باقی نہ رہے تب تک وہ سنجیدہ سے سنجیدہ عہدناموں کو جب کبھی عہدشکنی سے اُسے فائدہ نظر آئیگا برابر توڑتا رہیگا۔ اور دیانت عامہ کا کچھ لحاظ نہ کرے گا۔ پس ناگزیر معلوم ہوتا ہے کہ متواتر جتھ بندیوں کا خاتمہ کرنے کی غرض سے آسٹریا کو تقسیم کر دیا جائے۔ اسلئے کہ سب جتھ بندیوں کا مرکز اور گھر وہی ہے" دوسرے فریق نے کہا۔ کہ اگر پرنس چارلس بوہیمیا کے کوہستانوں میں چلا جائے تو پروشیا کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ جنگ کا اعلان کر دیگا۔ اور ممکن ہے کہ روس بھی شریک ہو جائے۔ پس اس خیال سے کہ جنوبی اور شمالی یورپ میں قطعی جنگ ٹھن نہ جائے آسٹریا سے صلح کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور اسپین کی جنگ کا خاتمہ کیا جائے۔ تاکہ عقب سے فرانس محفوظ ہو جائے اور ہماری دو لاکھ آزمودہ کار سپاہ جو اسپین میں ایک معیوب جنگ میں مصروف ہے آزاد ہو جائے۔

نپولین صبر و خاموشی سے فریقین کی دلیلیں سنتا رہا اور پھر اپنی قطعی رائے دیکر جلسہ برخاست کیا۔ یعنی اُس نے کہا" اے شرفا بہت خونریزی ہو چکی اور میں جنگ کے ملتوی کرنے کی درخواست کو منظور کرتا ہوں"

چارلس سے دوستانہ خط و کتابت کرنے کے بعد نپولین اسکون برن کو روانہ ہو گیا کہ وہاں پہونچکر صلح کی کوشش کرے اور قطعی سعی سے جنگ کا خاتمہ کر دے۔ بڑی حیرت انگیز کوشش سے نپولین نے آسٹریا کے بیچ میں تین لاکھ آراستہ فوج جمع کی تھی۔ اور رسالے کے تھکے ہوئے گھوڑوں کی بجائے عمدہ گھوڑے بہم پہونچائے تھے اور سات سو توپیں

مہیا کی تھیں۔ اگرچہ ضرورت کے خیال سے اُس نے ایسی زبردست حربی اور جنگی تیاریاں کی تھیں تاہم اُس نے حتی الوسع یہ کوشش کی کہ جنگ بہت جلد ختم ہو جائے چنانچہ فرانس اور آسٹریا کے وکلا کا صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے جلسہ ہوا آسٹریا کی جانب سے عمداً گفتگو میں طوالت کی گئی کیونکہ یہ امید تھی کہ انگریزوں نے اینٹورپ پر یورش کی ہے اور اُن کو ایسی کامیابی ہوگی کہ نپولین اپنی افواج کا ایک جزو وہاں بھیجنے پر مجبور ہو جائے گا اور ہم کو جنگ شروع کر دینے کا پھر موقع ملجائیگا۔ اور اسی طرح اگست کا پورا مہینہ ضائع ہوگیا اور صلح کے متعلق کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

۳۱ جولائی کو انگریزی افواج دریائے شیلٹ کے دہانہ پر جزیرہ والچرن میں اتریں لارڈ چیتھم سردار تھا۔ نپولین کی اسی ہزار فوج مقابلہ کو روانہ ہوئی۔ کہ حملہ آوروں کو فرانس کی زمین سے نکال دے۔ اگرچہ برناڈوٹ کی خود بینی۔ بلند نظری اور حسد کو نپولین نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا تاہم اُس کی حربی لیاقتوں کی قدردانی کرتا تھا۔ چنانچہ اس فوج کا سردار اُس نے برناڈوٹ ہی کو بنایا۔ مگر انگریزوں کی اس یورش سے نہ تو نپولین کو کچھ تردد ہی ہوا اور نہ خطرہ ہی ہوا اور اُس نے لکھا۔

"انگریزوں سے جنگ کرنے میں پیش قدمی نکرنا۔ ہر انسان سپاہی نہیں ہوتا تمہارے نیشنل گارڈ اور رنگ روٹ جن میں کافی افسر بھی نہیں ہیں اور توپ خانہ بھی ٹھیک حالت میں نہیں ہے۔ اگر مورصاحب کی فوجوں کے مقابلہ میں جنگ کرینگے تو ہزیمت اُٹھائینگے اسلئے کہ مورصاحب کی افواج ایسی جرار ہیں کہ میری فوج عظیمہ کے مقابلہ میں جنگ کر چکی ہیں پس انگریزی افواج کے مقابلہ میں صرف دلدل کے بخار کو چھوڑ دو اور سیلاب سے بھی وہ بہت زیادہ مصیبت میں مبتلا ہونگے اور تم صرف اپنی خندقوں اور مورچوں کے اندر مقیم رہو۔ اور ایک مہینہ میں انگریزی افواج میں ایسا وبائی بخار پھیلیگا کہ پریشان ہوکر خود بخود بھاگ جائینگی۔"

نہ کرسکتا تھا۔ اور سلطنت کے جملہ مستحکم مقامات اُس کے قبضے میں تھے لیکن باوجود ان تمامی باتوں کے اس نے فرانسس یعنی آسٹریا کے شاہنشاہ کے ساتھ ایسی فیاضی اور عالی حوصلگی سے برتاؤ کیا کہ اس کے وہ تذکرہ نویس بھی سنائش سے رطب اللسان ہیں جنہوں نے اس کے خلاف اپنی زہریلی قلم سے کیا کیا کچھ نہ لکھا تھا۔ چنانچہ مراسلات کو طوالت دینا بے کار سمجھکر فرانسس نے اپنے مصاحب مسٹر بنا کو راز دار وکیل مقرر کرکے نپولین کے پاس بھیجا۔ تاکہ بقول تھیرس صاحب کے "وہ نپولین سے گفتگو کرکے اس کی کریم النفسی اور نیک نیتی سے فائدہ اٹھائے اور در اصل نپولین میں یہ صفات بڑی آسانی سے متحرک ہو جایا کرتی تھیں بشرطیکہ راستی اور شرافت کے ساتھ اس سے معاملہ کیا جائے۔" چنانچہ نپولین نے بڑی مدارات کے ساتھ اس وکیل کو لیا اور تکلف کو بالائے طاق رکھ کر نہایت بے تکلفی اور صداقت کے ساتھ اس سے کہا:۔

"اگر تم معاملات ایمانداری سے طے کرنا چاہو گے تو دو دن میں سب کچھ طے ہو جائیگا میں آسٹریا سے کسی بات کی تمنا نہیں رکھتا۔ میرا اس میں کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے کہ سیکسنی یا بیویریا میں ملک بڑھا کر دس لاکھ باشندوں کی آبادی اور اضافہ کر دوں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا اصل فائدہ یا تو اس سے ہے کہ آسٹریا کی فرمانروائی نیست و نابود کرکے۔ آسٹریا۔ ہنگری اور بوہیمیا کی حکومتوں کو جدا جدا کردوں۔ یا آسٹریا سے گاڑھی دوستی کرکے اس کو اپنا رفیق کرلوں۔ لیکن تینوں حکومتوں کو جدا کرنے میں بڑی خونریزی ہوگی۔ اور اگرچہ شاید مجھے یہ معاملہ طے تو اسی طرح کرنا چاہیے کہ تینوں حکومتوں کو جدا جدا کردوں لیکن تم یقین جانو کہ ایسا کرنے کو میرا جی نہیں چاہتا ہے۔

"دوسری تجویز مجھے پسند ہے کہ آسٹریا کو اپنا رفیق بنالوں۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ تمھارے شاہنشاہ سے کس طرح توقع ہوسکتی ہے کہ رفاقت کرکے وہ اپنی بات پر قائم رہیگا اپنی ذات سے تو وہ بہت نیک ہے لیکن اُن لوگوں کے ظلم و عداوت سے جو اس کے

آس پاس ہیں اُس کا ناک میں دم ہے - لیکن ایک صورت ہے کہ وہ سچی اور پکی رفاقت پر قایم رہے - یعنی یہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے تاج و تخت سے بیزار ہے - پس اُسے سلطنت سے دست بردار ہوکر سلطنت اپنے بھائی گرانڈ ڈیوک ورزبرگ کے حوالہ کردینا چاہئے - جس کو مجھ سے محبت ہے اور میں بھی اُسے پسند کرتا ہوں وہ روشن دماغ شاہزادہ ہے اور اُسے فرانس سے خواہ نخواہ بغض بھی نہیں ہے اور وزارت یا انگلستان کے بہکانے میں بھی وہ نہ آئیگا پس جیسا میں کہتا ہوں اسی پر عمل کرو اور میں آسٹریا سے چلا جاؤنگا - اور ایک صوبہ یا ایک کوڑی کا بھی خواستگار نہ ہونگا - اگرچہ اس جنگ میں میرا بہت صرف ہوا ہے - اور میں یہی خیال کرونگا کہ خیر خرچ ہوگیا تو ہوگیا - یورپ میں امن ہی اس کے معاوضہ میں ہوگیا - اور شاید میں اس سے بھی زیادہ رعایت کروں یعنی ٹیرول آسٹریا کو واپس کردوں جس پر بویریا کو حکومت کرنا نہیں آتی "

اثنائے تقریر میں نپولین مسٹر بنا کو تیز نگاہ سے دیکھتا بھی جاتا تھا - اور مسٹر موصوف نے جملہ تقریر گوش کر ڈرتے ڈرتے دبی آواز سے کہا " اگر فرانس مناسب سمجھے گا تو فوراً سلطنت سے دست بردار ہوجائیگا - اور بجائے اس کے کہ خود سلطنت کرے وہ یہ بات پسند کریگا کہ سلطنت اُس کے جانشینوں کے قبضہ میں جائے لیکن محفوظ رہے "

نپولین نے جواب دیا " بہت بہتر - اگر ایسا ہوا تو میں تم کو فوراً تمامی سلطنت دے دونگا اور کچھ اور بھی اضافہ کردونگا اگر تمھارے بادشاہ نے اُس حکومت سے جس سے وہ نفرت ظاہر کرتا ہے دست برداری کرلی اور اپنے بھائی کو دیدی - فرمانرواؤں میں جو باہمی ایک دوسرے کا لحاظ ہوتا ہے اُس کی وجہ سے میں خود کوئی تجویز پیش نہیں کرتا لیکن جو خیال میرا ہے اگر اُس کے موافق عملدرآمد ہوا تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس وقت وعدہ کرلیا ہے اُس کو وفا کرونگا - مگر باوجود اس کے مجھے یقین نہیں ہوتا کہ فرانس حکومت سے دست برداری کریگا - پس ایسی حالت میں کہ میں تینوں فرمانرواؤں

کو علیحدہ علیحدہ کرنا نہ چاہونگا جس سے میرا خیال ہے کہ جنگ طول کھینچے گی اور ایسی حالت میں کہ آسٹریا سے میری مستقل رفاقت بھی پیدا نہو۔ تو میں تم سے صاف کھول کر کہے دیتا ہوں کہ میں کیا کرونگا۔ گیلیشیا کی آراضیات سے مجھے کوئی منفعت نہیں۔ بوہیمیا اس سے بھی کم ہاں آسٹریا خاص سے بہت منفعت ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری اور تمھاری سرحدوں میں بُعد واقع ہو جائیگا۔ اٹلی میں فرانس کا یہ فائدہ ہے کہ ٹرکی کی جانب ایک وسیع راہ بحر ادریاٹک کے ساحل سے کھل جائیگی۔ بحر روم میں جبتک اقتدار قائم نہیں ہو سکتا جب تک سلطان ٹرکی پر دباؤ نہ ہو اور سلطان پر یہ دباؤ جب تک نہو گا جب تک میں سلطان کا ہمسایہ نہوں میں نے انگلستان کو مغلوب کرنے کی چند مرتبہ کوشش کی اور جب میں مغلوب کرنے کے قریب ہوا تو تمھارے شاہنشاہ نے وہ کارروائیاں کیں کہ میں رُک گیا۔ چنانچہ سمندر کی جانب سے میں قسطنطنیہ پر اثر نہ ڈال سکا پس ضرور ہے کہ میں خشکی میں اپنے مقبوضات کو وسعت دوں۔ اور یہ جو کچھ ہے تمھارے ہی شاہنشاہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب ہم آدھی دور پر ملینگے میں نئی نئی رعایتوں پر راضی ہونگا۔ میں مفید مقبوضات سے دست بردار ہو جاؤنگا۔ بوہیمیا کے تین صوبوں پر میرا دعویٰ تھا۔ اب میں ان کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ میرا یہ اصرار تھا کہ بالائی آسٹریا کو دریائے انیس تک لونگا۔ جاؤ میں نے وہ بھی چھوڑا۔ اور ٹران۔ اور لنٹز سے بھی دست بردار ہوا۔ اور اٹلی میں کارنتھیا کے ایک حصہ کو بھی چھوڑ دونگا۔ ویلیش کو اپنے پاس رکھونگا اور کلےجن فرتھ تمھیں واپس کر دونگا مگر کارنیولا اور دریائے سیو کا بوسینا تک والا کنارہ اپنے پاس رکھونگا۔ میں نے تم سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جرمنی میں بقدر ۲۶ لاکھ باشندوں کے ملک کا اضافہ کرونگا۔ لیکن اب ۱۲ لاکھ باشندوں کے بقدر اضافہ کیا جائیگا۔ اگر تم دو دن کے اندر واپس آجاؤگے تو میں جمیع معاملات چند گھنٹوں میں طے کر دونگا اور رہے ہمارے مدبّرانِ سلطنت تو اگر یہ معاملہ ان کے سپرد کیا جائے تو تاقیامت طے نہو گا اور وہ ہم سے ایک دوسرے کے گلے کٹوائینگے“

تھیرس صاحب لکھتے ہیں " اس طولانی اور بے تکلف ملاقات میں نپولین کی مسٹر بینا سے حد درجہ بے تکلفی ہو گئی تھی حتیٰ کہ نپولین نے اُس کی مونچھیں پکڑ کر کھینچیں اور جب وہ رخصت ہوا تو اُس کو گراں بہا تحائف دیئے اور وہ نپولین کا گرویدہ اور شکر گذار گیا "

۱۸ ستمبر کو مسٹر بینا اسکون برن میں نپولین کے پاس فرانس کا خط لایا۔ جس میں لکھا تھا نپولین بہت ہی تھوڑی زمین دیتا ہے اور نہایت خفیف رعایت کرتا ہے اگر صلح منظور ہے تو اس سے زیادہ رعایت کرنا چاہیئے۔

یہ پڑھ کر نپولین سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ کہنے لگا " تمھارے وزرا کو اپنے ملک کے نقشہ تک سے واقفیت نہیں ہے میں نے تو اپنا دعوے اُتنے بڑے ملک سے چھوڑ دیا جس میں دس لاکھ سے زیادہ آبادی ہے۔ میں نے تو صرف اُس قدر لیا ہے جتنا دشمن کو دریائے پاسا اور ان پر روکنے کے لئے ضروری تھا۔ اور جس سے اٹلی اور ڈل میشیا کے درمیان تعلق قایم رہے۔ اور پھر بھی فرانسس سے کہدیا گیا کہ میں نے کچھ رعایت نہیں کی۔ کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے اور فرانسس کے سامنے ہمیشہ اسی طرح معاملات پیش کئے جاتے ہیں اور اسی طرح دھوکے دے دے کر تو اُس کو جنگ پر آمادہ کر دیتے ہیں اور آخر کار ایک دن یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ لوگ فرانسس کو تباہ کر دینگے " اور اسی حالت میں اُس نے فرانسس کو سخت خط لکھا۔ لیکن جب غصہ فرو ہوا تو یہ خط اُس نے فرانسس کو بھیجا نہیں۔ اور مانسٹیور بینا سے کہا " بادشاہوں کو یہ بات شایاں نہیں ہے کہ جو کچھ انھیں ایک دوسرے سے کہنا ہو وہ لکھکر بھیجیں۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اُس کو سمجھتے نہیں ہو "

آسٹریا کی طرف سے جتنی دیر ہو رہی تھی اور جسقدر بہانے کئے جاتے تھے نپولین کو صاف معلوم ہوتا جاتا تھا کہ آسٹریا کو اُس سے نہایت ہی سخت عداوت ہے۔ اور چاہے جسقدر فیاضی اور عالی حوصلگی سے اُس کے ساتھ برتاؤ کیا جائے لیکن اُس کے عناد میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوگی چنانچہ اُس نے فوراً احکام نافذ کر دیئے کہ افواج جنگ

کے واسطے تیار ہو جاویں۔ اگرچہ وہ صلح کا بہت ہی آرزومند تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ جنگ سے ڈرتا بھی نہ تھا۔ چند روز خط و کتابت بند رہی لیکن نپولین نے اپنے سفیر بانشیلو ستیم سے پرنس کو بلایا اور اُس سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ صلح کے بارہ میں خط و کتابت پھر شروع کیجاے میرا منشا یہ ہے کہ صلح ہو جاے۔ چند لاکھ مردم شماری کی کمی بیشی کا خیال مت کرو جس کا آسٹریا کی طرف سے اصرار ہے۔ اچھا اس موقع پر ہم ہی دب جاینگے میں چاہتا ہوں کہ نتیجہ نکل آوے اور معاملہ نفیصل ہو جاے۔ اور اچھا یہ جملہ کارروائی میں تمھارے سپرد کرتا ہوں۔ جو جی میں آوے کرو مگر وقت گذرتا چلا گیا یہانتک کہ آدھا اکتوبر کا بھی مہینہ گذر گیا۔ اور طرفین کے مدبر ملک کے نقشتے ہی پر جھگڑا کرتے رہے۔ آخر کار ۱۴۔ اکتوبر کو صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ اور یہ چوتھا صلحنامہ تھا جو ۱۶ برس کے درمیان آسٹریا نے فرانس کے ساتھ کیا لیکن بہت جلد آسٹریا نے اس صلحنامہ سے بھی اُسی طرح دغا کے ساتھ انحراف کیا جس طرح پہلے کر چکا تھا۔

نپولین کو پورا اطمینان ہو گیا اور اُس نے بڑی صدق دلی سے خوشی کا اظہار کیا۔ دارالحکومتہ میں گھنٹے بجے اور تمام فوجی چھاونیوں میں توپوں کی سلامیوں سے اس صلح کا اعلان کیا گیا۔ اور چوبیس گھنٹے کے اندر نپولین نے وائنا سے کوچ کر دینے کا انتظام کر دیا لیکن اس سے چند روز قبل نپولین اسکون برن میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا کہ اس ٹیپس نامی کوئی انیس برس کی عمر کا جوان آیا اور کہنے لگا کہ میں شاہنشاہ کو ایک عرضی دینا چاہتا ہوں لیکن اُس کو ہٹا دیا گیا۔ مگر وہ بار بار لوٹ کر آتا تھا اور بہت ہی مُصر ہوتا تھا۔ اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا اور اُس کو گرفتار کر کے اُس کی جامہ تلاشی کی گئی اور اُس کے پاس ایک تیز چھری برآمد ہوئی اور ظاہر ہے کہ کسی مجرمانہ فعل کے واسطے پوشیدہ کی گئی تھی۔ اور پھر اُس نے بڑی دلیری سے کہا کہ میرا ارادہ شاہنشاہ کو قتل کر ڈالنے کا تھا۔ یہ معاملہ شاہنشاہ کے حضور میں عرض کیا گیا اور اُس نے جوان کو فوراً طلب کیا۔ یہ جوان قیدی اُس کے

پاس خلوت میں گیا اور شاہنشاہ نے بڑی مہربانی سے پوچھا " میرے قتل پر تم کیوں آمادہ ہوئے کیا میرے ہاتھ سے تم کو کچھ نقصان پہونچا ہے ؟ "

جوان - نہیں مجھے تو بذات خود کوئی نقصان نہیں پہونچا - لیکن آپ میرے ملک کے دشمن ہیں اور جنگ سے اُسے برباد کر ڈالا ہے - "

نپولین - لیکن پیشقدمی تو تمھارے شاہنشاہ فرانسس نے کی - میں نے نہیں کی پس اگر تم فرانسس کو قتل کرتے تو کم ناانصافی ہوتی -"

جوان - جہاں پناہ - میں تسلیم کرتا ہوں - کہ جنگ کے بانی حضور نہیں ہیں لیکن اگر فرانسس مارا جاتا تو اُس کی طرح دوسرا اُس کا جانشین ہو جاتا - مگر حضور مارے جاتے تو دوسرا ایسا نہیں مِل سکتا تھا - "

شاہنشاہ نے اُس کی جان بچانے کی فکر کی - اور ایلی سن صاحب لکھتے ہیں " کہ فیاضی اور عالی حوصلگی ایسی صفات تھیں کہ نپولین کی عادات وصفات میں اکثر حیرت انگیزی سے ظاہر ہوا کرتی تھیں - چنانچہ شاہنشاہ نے اس جوان سے پوچھا " کہ اگر میں تم کو معاف کردوں تو میرے قتل کے ارادہ سے باز آؤ گے ؟ "

اس پرجوش جوان نے جواب دیا - ہاں اگر صلح ہو جائیگی تو بلاشک اپنے خیال سے باز رہونگا اور اگر جنگ ہوئی تو باز نہ رہونگا "

یہ جواب سنکر نپولین نے ڈاکٹر کورڈی سارٹ کے پاس اس جوان کو بھجوا دیا کہ ڈاکٹر اس کے دماغ کے متعلق رپورٹ کرے ڈاکٹر نے معاینہ کے بعد لکھا کہ جوان بالکل صحیح الحواس ہے اور اُس کا دماغ درست ہے - چنانچہ یہ جوان پھر قید کردیا گیا اگرچہ نپولین کو خیال تھا کہ اُس کی تقصیر معاف کردے لیکن ہجوم کار سے کچھ ایسی افراتفری رہی کہ جوان فراموشی میں پڑگیا اور اُس کا معاملہ پھر شاہنشاہ کے حضور میں پیش ہوا اور جب شاہنشاہ پیرس کو چلا گیا تو فوجی کمیشن کے سامنے اُس کا مقدمہ پیش ہوا - جوان اپنی ضد پر ولیسا ہی قائم

رہا اور اُس کو سزا سے موت[1] دی گئی۔

ایک دن جنرل ریپ دو افسروں کی ترقی کی نپولین سے درخواست کرنے لگا۔ نپولین نے کہا:" میں اتنے حد سے زیادہ لوگوں کو ترقی نہیں دے سکتا۔ بھیرا ابھی حال میں بہت زیادہ ترقیاں دلا چکا ہے۔" اور پھر لارسٹن کی طرف مخاطب ہو کر بولا" کیوں جی۔ ہمارے زمانہ میں ایسی جلد جلد ترقیاں نہ ہوتی تھیں۔ میں برابر کئی سال تک لفٹنٹ ہی رہا تھا۔"

اس پر جنرل ریپ نے کہا۔ حضور بجا ارشاد ہوا لیکن یہ بھی تو ملاحظہ طلب ہے کہ بد ترقی پانے کی حضور نے تو کسر نکال لی۔ بھلا ان بیچاروں کو ترقیوں کا موقع کہاں ملتا ہے۔

نپولین جنرل کی اس حاضر جوابی پہ ہنس پڑا اور اُس نے فوراً جنرل ریپ کی درخواست کے موافق دونوں افسر انکو ترقی دے دی۔

نپولین نے وانا سے رخصت ہوتے وقت حکم دیا کہ تمامی شہر کی فصیلوں کو جن کے نیچے سرنگیں تیار ہو چکی تھیں اُڑا دیا جائے۔ اُس کو خوب معلوم تھا کہ آسٹریا پھر اس کے خلاف مخالفوں کے جتھہ کا شریک ہوگا۔ وانا کے مجسٹریٹ ایک گروہ بنا کر اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ یہ فصیلیں نہ اُڑائی جائیں۔ لیکن نپولین نے اُن کی درخواست کو نامنظور کیا۔

اُس نے کہا:" ان کا اُڑا دیا جانا تمھارے حق میں مفید ہے۔ جب یہ نہونگی تو کسی حملہ آور کو اپنی ذاتی بلند نظری کی سیری کی غرض سے یہ ضرورت نہ پڑیگی کہ شہر پر گولے برسائے

---

[1] ایلی سن صاحب نے لکھا ہے کہ اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی نپولین کو اسکونبرن میں پیش آیا تھا۔ آسٹریا کے ایک نجیب خاندان کی ایک نہایت حسینہ اور جمیلہ جوان لڑکی تھی۔ یہ نپولین کی عظیم الشان شہرت پر ایسی فریفتہ اور از خود رفتہ ہوئی کہ اُس کے وصال کی آتش شوق سے جلنے لگی اور طبیعت پر کسی طرح قابو نہ رہا۔ چنانچہ از خود چلی آئی اور نپولین کے کمرہ میں رات کو داخل ہو گئی۔ نپولین اُس کے بھولے پن سے ایسا متاثر ہوا کہ اُس سے کچھ باتیں کرنے کے بعد اُس کو عفت و عصمت کے ساتھ اس کے مکان پر پہنچوا دیا۔

اسی مرتبہ دیکھ لو۔ مجھے خوذغم ناک ضرورت پڑی کہ شہر پر گولے برساؤں۔ اگر مخالف شہر کے دروازے نہ کھول دیتے تو یا تو مجھے تمامی شہر برباد کر دینا ہوتا یا اپنی خوذجان کو معرضِ خطر میں ڈالنا پڑتا۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ میں اُسی چیز کو باقی رکھوں کہ جس کی وجہ سے پھر دوبارہ مجھے دو خطرناک پہلوؤں میں سے ایک پہلو اختیار کرنا پڑے"

ایلی سن صاحب اس فصیلوں کے اُڑائے جانے کا حال اور اُس کے متعلق اپنی رائے بہ فصاحت اس طرح لکھتے ہیں:۔

"خاص بُرجوں کے نیچے سرنگیں پہلے تیار ہو چکی تھیں اور جب وہ یکے بعد دیگرے اڑائی گئیں تو جہاں انقلابی جنگ میں دوسرے ہولناک اور دلوں پر اثر کرنے والے واقعات پیش آئے ہیں منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ بھی تھا۔ فصیلیں رفتہ رفتہ ہوا میں بلند ہوتی تھیں۔ اور یکایک اُٹھکر مثل کوہِ آتش فشاں کے پھٹ جاتی تھیں۔ اور دھوئیں اور شعلوں سے ہوا بھر جاتی تھی۔ اور پتھروں اور ریختہ کے ٹکڑے اطراف میں گرتے تھے۔ زمین کے اندر ہی اندر گونج ایسی گھٹتی تھی کہ خوف سے کلیجے لرز رہے تھے تمامی برج یکے بعد دیگرے اسی طرح اُڑا دئیے گئے۔ اور شہر کے چاروں طرف انبار لگ گئے اور اُن کے گرنے سے شہر میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس ظالمانہ بربادی کا تمامی شہریوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ اور اگر نصف سلطنت نکل جاتی تو اسقدر صدمہ نہوتا۔

شہری ان فصیلوں کو اپنی دارالحکومۃ کی زینت خیال کرتے تھے۔ ان پر سایہ وار درخت لگے ہوئے تھے اور لوگ یہاں تفریح کیا کرتے تھے۔ یہ فصیلیں بڑے بڑے تاریخی کارناموں کی یادگار تھیں۔ اُنھوں نے ترکوں کی تمامی طاقت کا مقابلہ کیا تھا اور میریا تھرسے بیانے انھیں فصیلوں سے دادِ شجاعت دی تھی۔ پس ایسی گذشتہ شان وشوکت کی یادگاروں کو نہ تو حملہ کے وقت نہ ضرورت ہی کی ساعت میں بلکہ محض ظلم سے اور اُس وقت جبکہ صلحنامہ پر دستخط ہو چکے تھے اڑا دینا اور خاصکر اُس وقت جبکہ حملہ آور فرانس جانے کی تیاریاں کر رہے

[illegible] وہ ظالم نہیں تھا تو کیا تھا۔ ہر شخص کے دل پر فتح کی شدت و تلخی کا داغ بیٹھ گیا اور ظلم کی فولادی سنان نے قوم کی روح کو چھید ڈالا۔ اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ نپولین نے حربی دور اندیشی سے ایسا کیا تو بھی یہ فعل غیر ضروری تھا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نپولین نے دو مرتبہ حملہ کیا اور دونوں مرتبہ یہ فصیلیں اس کو نہ روک سکیں۔ اور جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ نپولین آسٹریا سے میل رکھنا چاہتا تھا تو ان فصیلوں کا اڑا دینا نہایت ہی خلاف مصلحت فعل تھا"۔

وآنا کے صلحنامہ سے نپولین نے بویریا کی سرحدوں کو وسیع اور مستحکم کیا۔ تاکہ اس کے بے پناہ رفیق پر آسٹریا دوبارہ آسانی سے حملہ نہ کر سکے اور سیکسنی میں پندرہ لاکھ مردم شماری کے بقدر ملک بڑھا لیا۔ اور پولینڈ کے اس آزاد اور نئے جنم والے ہوئے حصہ کو جسے پروشیا کے چنگل سے رہائی دلائی تھی اس قابل بنا دیا کہ آسٹریا کی تاخت و تاراج سے اپنی حفاظت کر سکے[1]

(۳۵

اٹلی کی نئی فرمانروائی کو آسٹریا کے رسالوں نے اپنے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال کر کے خاک میں ملا دیا تھا۔ نپولین نے اس کے مقبوضات کو بھی بڑھا دیا تاکہ قوی آسٹریا کے حملوں کا مضبوطی سے مقابلہ کر سکے۔ اپنے رفقا کو قوی کرنے سے نپولین کا صرف اسیقدر مدعا تھا کہ وہ خود اور فرانس آیندہ یورشوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ اگر نپولین ایسا نہ کرتا تو دنیا انصاف کے ساتھ اس پر احمق اور بودا ہونے کا الزام لگاتی۔ اور اس سے زیادہ سختی نہ کرنے یا زیادہ ملک پر قبضہ نہ کرنے کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہ فطرتاً فیاض اور عالی ظرف تھا۔ اس نے ایسے اعتدال سے کام کیا کہ دنیا حیرت میں ہو گئی۔ اور دشمن تعجب کرنے لگے لیکن چونکہ یہ دشمن کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ کوئی فیاضی نپولین سے منسوب

[1] وارسا کی ریاست جسے نپولین نے پولینڈ میں سے پروشیا کے قبضہ سے نکال کر قایم کیا تھا در اصل آزاد ریاست تھی لیکن سیکسنی کے بادشاہ کے زیر حفاظت تھی۔ ۱۲

کی جائے لہذا انھوں نے اُس پر ناروا الزام لگا لیے۔

لاک ہارٹ صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہم نپولین کی قطعی فتوحات کو دیکھتے ہیں جو اس مہم میں اُس کو حاصل ہوئیں اور خصوصاً ویگریم کا معرکہ۔ اور پھر اُن کو اُن شرائط سے جو وائنا کے صلحنامہ سے طے ہوئیں مقابلہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز اعتدال کی مثال ملتی ہے۔ بوناپارٹ نے اس کے بعد جلد اپنی ذاتی تاریخ کی حیرت انگیز کارروائیوں میں سے ایک کارروائی سے اُس ملکی توڑ جوڑ کی بہ کثرت تمام تفصیل و شرح مہیا کر دی جو اسکون برن میں عمل میں لائی گئی تھی۔"

جس طرح مخالفین نے افواہیں اڑائیں کہ نپولین عجب خود رائے عاشق تھا کہ میریا لوئیسا سے اُس کی پہلی شناسائی اور الفت کا اظہار اس طرح ہوا کہ نپولین نے وائنا کو گولوں سے برباد کیا۔ پھر اپنے مقدمہ کی پیروی میں بڑی نرمی سے صلحنامہ کر کے رشوت دی اور پھر اپنی تجویز دل پر یہ مہر کی کہ دارالحکومۃ آسٹریا یعنی وائنا کی فصیلوں کو بارود سے اڑا کر ڈھیر کر دیا۔[۱]

برخلاف اس کے بورین کی تقلید کرتے ہوئے ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "کہ نپولین نوجوان کی تیز چھری سے خائف ہو گیا اور اُس نے صلح کر لی۔ نپولین کے قول یا فعل کو بجنسہ لکھ دینے سے تاریخ نگار کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ ان معاملات پر جو کچھ رائیں قایم ہونگی وہ

---

[۱] نپولین نے صلحنامہ پر دستخط تو کر دیے تھے مگر آسٹریا پر اُس کو اعتماد نہ تھا۔ بیرن من ای ویل صاحب لکھتے ہیں "نپولین کو یہ بات بھول نہ سکتی تھی بارہا پیشتر اس سے قبل جبکہ فرانسیسی فوج لیوبن میں پہونچ گئی تھی تو آسٹریا نے صلح کرنے کی التجائیں کی تھیں۔ مگر ادھر نپولین مصر کو روانہ ہوا کہ آسٹریا پھر تیغ بکف ہو کر میدان میں آ گیا۔ مگر پھر لیونی وائل کی صلح کرنے پر مجبور رہا یعنی جب ہوہن لن ڈن میں شکست کھا چکا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ فرانس نے انگلستان پر حملہ کی تیاریاں کیں تو پھر اس صلحنامہ سے پھر گیا۔ اور پھر آسٹرلٹز کی ہزیمت کے بعد صلح کرنے پر مجبور رہا۔ لیکن آسٹریا نے پھر اس صلحنامہ سے انحراف کیا یعنی اُس نے نپولین پر عقب سے اس وقت حملہ کرنا چاہا جبکہ اسپین کے اندر نپولین انگریزی افواج کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور اب اس مرتبہ آسٹریا کا بادشاہ صلح نہ کرتا تو کیا کرتا کیونکہ اُس کے دارالحکومۃ وائنا پر نپولین قابض ہو چکا تھا۔ ۱۲

آئندہ تسلیم کریگی۔ اس خاص معاملہ میں دوست دشمن سب ہی کو تسلیم ہے کہ نہایت ہی مجبوری کی حالت میں نپولین نے اس جنگ کو شروع کیا تھا اور جیسے ہی اس سے ممکن ہوا اُس نے نہایت ہی فیاضانہ شرائط کے ساتھ صلح کر لی۔

چونکہ نپولین نے پولینڈ کی ریاست کو جو زیر حفاظت بادشاہ سیکسنی سکی تھی مستحکم کر دیا تھا اور اس سے پولینڈ کی سلطنت کا پھر قایم ہو جانا ممکن تھا۔ لہذا اس بات سے اسکندر بہت ناخوش ہوا لیکن نپولین خوب جانتا تھا کہ اگر روس اور پروشیا کے آہنی چنگل سے پولینڈ کو جسے دونوں نے باہم بانٹ لیا تھا رہا کرنے کا صرف قصد ہی کیا جائیگا تو نہایت ہی خونریز جنگ واقع ہو جائیگی اور اسی لئے باوجود اپنی ہمدردی کے جو پولینڈ سے اُس کو تھی اُس نے اس معاملہ میں ہاتھ نہ ڈالا۔ مگر اسکندر نے بڑی شکایت کی کہ پولینڈ کے پروشیا والے حصہ کو کیوں آزاد کر دیا گیا۔ اور اس سے تمامی پولینڈ کے آزاد و خود مختار ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ خود اسکندر کی طرف سے سرد مہری اور بڑی بیگم کی دن بدن بڑھنے والی مخالفت جس میں امرا بھی شریک تھے اب ایسے آثار ظاہر کر رہی تھی کہ وہ دن قریب آرہا ہے کہ فرانس کی عظیم الشان شمالی خود سر روس کی سلطنت سے جنگ چھڑ جائیگی۔[۱]

---

[۱] وائنا کے جدید صلحنامہ سے اسکندر کو بڑی فکر ہو گئی۔ چنانچہ اُس نے نپولین کو لکھا: "میرے جملہ مقاصد اور اغراض آپ کے اختیار میں ہیں پولینڈ کی سابق بادشاہت کے متعلق روس کے اغراض کے بارہ میں جو کچھ آپ نے آرفرتھ اور ٹلسٹ کے مقام پر مجھ سے کہا تھا اُسی کو مکرر کہکر مجھے ضمانت دیجئے"۔ نپولین نے جواب میں لکھا "ممکن ہے کہ پولینڈ کی وجہ سے ہمارے باہم کچھ بے لطفی پیدا ہو جائے لیکن دنیا بڑی وسیع ہے ہم دوسرے مقامات پر اپنا امن سمجھوتا کر سکتے ہیں"۔ اسپر اسکندر نے فوراً جواب لکھا:۔

اگر پولینڈ کی بادشاہت از سر نو قایم کرنیکا ارادہ کیا گیا تو دنیا بڑی وسیع نہیں ہے۔

کیونکہ اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی کرنا چاہتا ہی نہیں"۔ چنانچہ سینٹ پیٹرز برگ میں ایسا جوش پھیل گیا کہ قومی بغاوت کے منصوبے ہونے لگے اور علانیہ کہدیا گیا کہ اگر اس معاملہ میں اسکندر نپولین کا کہنا مان لیگا تو قتل

پرُوشیائی اور روسی صوبجات پولینڈ نہ چھین لینے کے بارہ میں ایلی سن صاحب نپولین پر حسب ذیل الزام لگاتے ہیں :-

"چند مرتبہ پولینڈ کے قومی ستارے کے تھرتھراتے ہوئے تار کو نپولین نے چھیڑا اور صرف منہہ سے ایک لفظ نکالنے کی دیر تھی کہ وولاکہہ سارباڑی جانباز اپنے نیزے لیکر اُسکے جھنڈے کے نیچے آکر اُسکے شریک ہوجاتے لیکن نپولین کو یہ جرات نہوئی کہ سوبیسکی کے تخت کو پھر سے قایم کرتا - اور اپنی ادھوری تجویز سے یعنی وارسا کی ریاست قایم کرنیسے اُسکو اُلٹا یہ پھل ملا کہ روس اُسکا قطعی دشمن ہوگیا۔" تاریخ میں نپولین کے ساتھ ایسی اور اسی قسم کی بے نظیر ناانصافیاں ہوئی ہیں یعنی نپولین نے تو یہ کوشش کی کہ بیشمار دشمنوں سے کسیطرح فرانس محفوظ ہو۔ مگر اُسپر کبھی نہ سیر ہونیوالی بلند نظری کے الزام لگائے گئے - اور لکھا گیا کہ وہ خون کا پیاسا ہے اور جب اُسنے مغلوب و مفتوح دشمنونکے ساتھ نرمی کی اور صلح کے وقت گوناگوں رعائیتیں کیں تو کہا گیا کہ نپولین بودا اور احمق ہے۔

صلح ہو جانیسے پہلے نپولین کے پاس آسٹریا کا ایک وفد آیا اور التجا کی کہ فرانس کی افواج کا ہم پر بڑا بار ہے - اور اس سے ہمکو رہائی بخشی جائے ۔

اسکے جواب میں نپولین نے کہا "اے شرفا تمہاری تکلیف سے میں بیخبر نہیں ہوں لیکن میں کیا کروں یہ جو کچھہ ہورہا ہے تمہاری ہی گورنمنٹ کی کرتوت کا نتیجہ ہے - اور میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا - ابھی چار ہی برس ہوئے ہیں کہ آسٹرلز کی جنگ کے بعد تمہارے بادشاہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۲ - کردیا جائیگا - نپولین روسیوں کے خیال سے بیخبر نہ تھا - پروشیائی پولینڈ کو آزاد کرکے وارسا کی ریاست قایم کرنے پر نپولین پر نہ سیر ہونیوالی بلند نظری کا سخت الزام لگایا گیا ہے - مگر عجب لطف کی بات ہے کہ یہی مورخ نپولین پر ایسا ہی سخت الزام اس بارہ میں بھی لگاتے ہیں کہ اُسنے پرُوشیا اور آسٹریا کے مقبوضہ صوبجات پولینڈ کو کیوں آزاد نہ کیا - درآنحالیکہ نپولین اگر ایسا کرنے کا ارادہ کرتا تو تمامی یورپ جنگ کے طوفان سے درہم برہم ہوجاتا - ماخوذ از بگ نن - جلد ہفتم - صفحات ۱۵۱ و ۱۵۲ -

سے صلح ہوئی تھی جس میں اُس نے واثق عہد کیا تھا کہ آیندہ مجھ سے جنگ نہ کریگا۔ اور مجھکو یقین ہوگیا کہ صلحنامہ مستقل طور سے قایم رکھا جائیگا مگر تم دیکھ لو کہ تمھارے بادشاہ نے اب کیا گل کھلایا۔ پس اگر میں نے بھی اُس صلحنامہ کی شرائط کو توڑا تو کسی طرح سزاوارِ الزام نہیں ہو سکتا ہوں۔ اگر مجھے تمھارے بادشاہ کی صداقت اور راستی پر پورا اعتماد نہوتا تو میں آسٹریا کی زمین کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا۔ بادشاہوں کو جمہور کی طرف سے حقوق عطا کئے جاتے ہیں لیکن اُسی لمحہ سے وہ حقوق ضبط کر لئے جاتے ہیں جس لمحہ سے بادشاہ اُن حقوق کا بُرا استعمال کرنے لگتے ہیں اور قوموں پر ایسی ایسی مصائب نازل کرتے ہیں جیسی تم اب آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔"

وفد کے اراکین میں سے ایک رکن نے فرانسس کی طرفداری میں تقریر کی اور اپنی تقریر کو ان لفظوں پر ختم کیا:۔ "چاہے کچھ کیوں نہو جائے لیکن ہم اپنے نیک نہاد بادشاہ فرانسس کو چھوڑ نہیں سکتے۔"

نپولین نے جواب دیا "افسوس تم میری بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے نہیں۔ تم تو اُس علوم متعارفہ کی جس کو میں نے بیان کیا غلط تعبیر کرتے ہو۔ کیا میں نے یہ کہا ہے کہ تم میں اپنے بادشاہ کی محبت کی طرف سے خامی ہے؟ خدا ایسا نہ کرے۔ اُس کے اچھے یا بُرے حال میں جاں نثار بنے رہو۔ لیکن جب تم پر مصیبت پڑے تو فریاد و شکایت کا لفظ مُنہ سے مت نکالو اور اگر شکایت یا فریاد کرو گے تو اُس کے یہی معنی ہیں کہ تم اپنی مصائب کا بانی اپنے بادشاہ کو خیال کرتے ہو۔"

جس زمانہ میں صلح کی خط و کتابت ہو رہی تھی نپولین کو اطلاع ملی کہ ولنگٹن نے فرانسیسی فوج کو تلاویرا میں شکست دیدی۔ نپولین۔ اپنے جنرلوں کی کارروائیوں پر جو وہ اسپین میں کر رہے تھے بہت ناخوش ہوا۔ اور کہا "ان لوگوں کو اپنی ذات پر بڑا بھروسہ ہے۔ اگرچہ میری بابت لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مجھ میں حربی عمدہ اور فایق لیاقت ہے تاہم میں کبھی خیال نہیں کرتا کہ اُس دشمن کے مقابلہ میں بھی جس کو شکست دینے کا میں عادی ہو گیا ہوں میرے پاس

کافی فوج جمع ہو گئی ہے۔ میرا تو یہ اصول ہے کہ جہاں تک امکان میں ہوتا ہے اتنی فوج اپنے پاس جمع کر لیتا ہوں۔ مگر اس کے برخلاف ان جنرلوں کا یہ حال ہے کہ ایسے دشمن کے مقابلہ میں جس سے واقفیت نہیں ہوتے اُس کی فوج کی آدھی تعداد اپنے ہمراہ لے کر حملہ کر دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہو سکتی ہے اب ہی یہ بات کہ میں ہر جگہ موجود رہوں تو یہ کیسے ممکن ہے[1]۔

ہنگری والوں کا نپولین کے پاس ایک وفد آیا اور التجا کی کہ ہنگری کو اپنی حفاظت میں لے کر آسٹریا کی غلامی سے آزاد کر دیجئے۔ نپولین نے اس مسئلہ پر غور کیا تھا۔ اور ہنگری کے تخت پر آسٹریا کے شاہنشاہ کے بھائی آرچ ڈیوک ورڈبرگ کو بٹھا لینے کا قصد کیا تھا۔ کیونکہ آرچ ڈیوک نپولین کا مداح اور اسی کے اصولوں کا معتقد تھا۔ جب آسٹریا کی طرف سے یہ کوشش ہوئی کہ ہنگری کے باشندوں کو اُبھار کر نپولین کی مخالفت پر آمادہ کیا جائے تو ہنگری کے باشندوں کو نپولین نے حسب ذیل اعلان بھیجا۔

---

[1] اسپین کا ایک ضروری اور کارآمد شہر چند اشخاص کی نمک حرامی اور کمانڈر کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے ہاتھ سے نکل گیا کیونکہ شہر کی کمزور حالت کو نمک حراموں نے دشمن پر ظاہر کر دیا تھا۔ اس مقام کا نام رودریا تھا۔ نپیر صاحب لکھتے ہیں "ان نمک حراموں کو میک ڈانلڈ نے گولی سے مروا دیا۔ اور کمانڈر کو بھی جس کی غفلت سے یہ مقام ہاتھ سے نکل گیا تھا سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ لیکن نپولین نے جسے بڑی بے ایمانی سے سخت ظالم کہا جاتا ہے اور جو اس سے پہلے جنرل ڈیوپانٹ کے سزائے موت کے حکم کو منسوخ کر چکا تھا۔ اس موقع پر بھی جنرل گلٹ کے سزائے موت کے حکم کو مسترد کر دیا اور اُسے معاف کر دیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے رحم کی مثال اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ کیونکہ جنرل ڈیوپانٹ کی وجہ سے تو ایک فوج ستیاناس ہو گئی تھی اور جنرل گلٹ کی بدولت ایک ضروری اور کارآمد مقام ہاتھ سے نکل گیا اور یہ دونوں باتیں نپولین کے مقاصد اور تجاویز کے لئے مہلک تھیں۔ اور اس کے علاوہ نہایت مجرمانہ بھی تھیں۔ اور اس بات میں شک ہے کہ کوئی دوسرا یورپ کا تاجدار ایسے حالات میں نپولین کی طرح عالی ظرفی اور رحم کی مثال دکھا سکتا" (خونریز نپیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۱)

ہنگری کے باشندو۔ تمہاری خود مختاری کا وقت آپہنچا۔ میں تمہارے سامنے صلح اور امن پیش کرتا ہوں تمہارا ملک بدستور قائم رہیگا۔ تمہارے قوانین آئین ہیں کچھ دست اندازی نہ کی جائیگی قانون یا تو بجنسہ قائم رہینگے یا حسب ضرورت وقت سے ان میں کچھ ترمیم و اصلاح ہو جائیگی۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری قوم آزاد اور خود مختار ہو جائے۔ تم پر جو اسی وجہ سے مصیبت آئی کہ تمہارے ملک کا تعلق آسٹریا سے ہوگیا اور آسٹریا ہی کی وجہ سے دور دور ملکوں میں تمہارا خون بہا۔ آسٹریا کی موروثی حکومتوں کے مفاد کی بدولت تمہارے عزیز ترین مقاصد قربان ہو گئے۔ آسٹریا کی سلطنت میں تمہارا ہی ملک سب سے عمدہ ہے تاہم اسے ایک ماتحت صوبہ خیال کیا جاتا ہے۔ تمہارے قومی رسم و رواج ہیں تمہاری قومی زبان ہے اور تم کو قدیم اور مشہور آثار کا افتخار حاصل ہے۔ پس اپنے وجود کو ایک قومی وجود کی طرح پھر قائم کرو۔ اپنے انتخاب سے اپنا بادشاہ مقرر کر لو۔ جو تمہارے درمیان رہکر صرف تمہارے واسطے حکومت کرے۔"

رخصت کے وقت نپولین نے وائنا کے باشندوں کو بھی ایک اعلان بھیجا۔ اور اس میں ان کا شکریہ اس کے متعلق ادا کیا کہ مجروحوں کی انھوں نے بڑی توجہ سے تیمارداری کی تھی۔ اور اس بات پر تاسف کا اظہار کیا تھا کہ وہ باشندوں پر سے بار کم نہ کر سکا سیویری لکھتا ہے "کہ شاہنشاہ کا قصد تھا کہ حوالی شہر میں چبوترے بنوا دیتا جس کی بہت ضرورت تھی۔ اور وہاں میں اپنی یادگار چھوڑ جاتا لیکن اس کام کی اسے مہلت نہ ملی"

نپولین نے سینٹ ہیلینا میں کہا کہ "اگر آسٹرلٹز میں مجھے فتح نہوتی تو تمام پروشیا مجھ پر لوٹ پڑتا اگر مجھے جینا میں فتح نہوتی تو آسٹریا اور اسپین مجھ پر پیچھے سے حملہ کر دیتے۔ اور اگر مجھے واگریم میں فتح نہوتی گو وہ قطعی نہ تھی تو روس میری رفاقت سے دست بردار ہو جاتا اور پروشیا مجھ پر حملہ آور ہوتا۔ اور اینٹ ورپ کے سامنے انگریز تو موجود ہی تھے۔

"تاہم فتوحات کے بعد میں کیا کیا کرتا تھا؟۔ میں یہ کرتا تھا کہ آسٹرلٹز کی فتح کے بعد میں نے

اسکندر کو دیا کردیا اگرچہ میں اُس کو اسیر کرسکتا تھا۔ جینا کی فتح کے بعد پروشیا کے شاہی خاندان کو میں نے تخت پر قایم رکھا اور یہ تخت وہ تھا جس کو میں فتح کرچکا تھا۔ ویگرم کی فتح کے بعد مینے آسٹریا کی سلطنت کو پارہ پارہ کردینے سے درگزر کیا۔ اگر یہ سب باتیں فیاضی سے منسوب کی جائیں تو سخت قلب اور زیادہ سیاسی مُدبّر مجھے بیشک مورد الزام قرار دینگے۔ مگر میں ایسے مدبّروں کے خیال کو مسترد کئے بغیر یہ کہتا ہوں کہ میرے تو اور اور بلند تخیلات تھے۔ میں چاہتا تھا کہ تمامی یورپ کے اسی طرح مقاصد متحد ہو جاتے جس طرح مخالف فریقوں کے مقاصد میں نے فرانس میں ایک کردیے تھے۔ میری بلند نظری ایک دن قوموں اور بادشاہوں کے مابین ثالث کا کام کرنے والی تھی۔ پس ضرور تھا کہ میں ایسے کام کرتا کہ وہ سب میرے شکر گذار ہوتے اور میں ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر ایسا کرنے میں یہ ضرور تھا کہ لعض کی نگاہ میں میری توقیر کم ہو جاتی۔ مجھے ان سب باتوں کی خبر تھی۔ لیکن میں قوی اور بے خوف تھا۔ تھوڑی سی عام شکایت کی مینے پروا نہ کی۔ جو پائدار شکایت نہ تھی۔ اور مجھے یقین تھا کہ جمہور ضرور بالضرور میرے حامی ہو جاینگے۔

مینے ایک بڑا قصور کیا وہ یہ تھا کہ ویگرم کی فتح کے بعد آسٹریا کی طاقت کو اور زیادہ گھٹا نہ دیا۔ اور فرانس کی مخالفت میں وہ اتنا قوی رہا جتنا رہنا نہ چاہیے تھا اور ہماری بربادی اُسی کی وجہ سے ہوئی۔ اس فتح کے دوسرے ہی دن مجھے یہ اعلان کردینا چاہیئے تھا کہ صلح صرف اس شرط پر ہوسکتی ہے کہ آسٹریا ہنگری اور بوہیمیا کی حکومتیں جدا کردی جائینگی۔

اودھر آسٹریا میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں جن کا بیان ہوا۔ اودھر اسپین میں زیادہ شدت سے جنگ شروع ہوگئی تھی۔ نپولین کے رخصت ہوتے ہی انگریزوں اور اسپین کے باغیوں کے دل بڑھ گئے۔ اور قوی امید کرنے لگے کہ باقیماندہ افواج کو بھی نپولین آسٹریا میں طلب کرنے پر مجبور ہوجائیگا اور اُنھوں نے زور شور سے جنگ پھر شروع کردی۔ جوزیف بوناپارٹ ویسے تو نہایت ہی لایق اور متین شخص تھا مگر سپاہی نہ تھا۔ نپولین کے جنرل اس بات کو اچھی طرح

جانتے تھے اور اس کے جبلی انتظامات پر اُن کو اعتماد نہ تھا۔ پس چونکہ ایسا کوئی سپہ سالار نہ تھا جس کی برتری مسلمہ ہوتی لہذا جنرلوں کے باہم جھگڑے ہو گیا۔ چونکہ نپولین کو ایس لنگ۔ لوبا اور وگرام کی فکروں سے قطعی فرصت نہ تھی اس لئے اسپین کے اُن معرکوں کا انتظام جو اٹھارہ سو میل کے فاصلہ پر دریائے ٹیگس اور ڈورو پر ہو رہے تھے وہ نہ کر سکتا تھا۔

ڈیوک آف ولنگٹن جو اُس وقت سر آرتھر ویلزلی کہلاتا تھا تیس ہزار انگریزی سپاہ لے کر پرتگال میں آیا اور اپنے گرد ستر ہزار پرتگالی سپاہی جو مذہبی جوش سے مدہوش تھے جمع کر لئے مارشل سولٹ کے پاس صرف ۲۶ ہزار فرانسیسی سپاہ تھی اور نہایت ہی خون ریز معرکے شروع ہوگئے۔ بدلہ سے بدلہ لینے کا اشتعال ہوتا تھا۔ اور اُن ظلموں، سختیوں اور خونریزیوں کا تصور میں بھی آنا محال ہے جن سے ملک برباد ہو رہا تھا حتی کہ مجروح فرانسیسی سپاہیوں کو عورتیں پکڑ کر طرح طرح کی تکلیفیں دیکر پارہ پارہ کر ڈالتی تھیں اور سڑکوں کو اُن کی لاشوں سے خراب کرتی تھیں۔ دیہات میں آگ لگائی جاتی تھی۔ چیخیں مارتی ہوئی عورتوں کا تعاقب کیا جاتا تھا اور اُن کی عزت بگاڑی جاتی تھی۔ گھوڑوں کے سموں سے بچے پامال کئے جاتے تھے اور گرا سے اُن کے جسم پرزے پرزے ہوتے تھے وہ کراہتے اور روتے تھے اور سوائے شور طوفان کے اُن کے حال زار پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ اب انسان کی اپنے بنی نوع سے جنگ نہ تھی، بلکہ شیطان کے مقابلہ میں بھوت جنگ کر رہے تھے۔ فرانسیسی اور انگریزی افسر ہر چند سعی کرتے تھے کہ ایسے مظالم کا انسداد کریں لیکن کچھ نہ ہوتا تھا اور اُن کو معلوم ہو گیا تھا کہ بدمعاشوں کو آمادہ جنگ کرنا تو آسان ہے لیکن پھر اُن کو شیطنت اور شرارت سے روکنا آسان نہیں ہے اور ڈیوک آف ولنگٹن نے نہایت ہی سخت الفاظ میں اپنی انگریزی گورنمنٹ کو شکایت لکھی کہ "میری فوج ہرگز میرا کہنا نہیں مانتی اور نافرمانی کرتی ہے"

اُس نے لکھا کہ "میری بہت دنوں سے یہ رائے ہے کہ انگریزی فوج فتح اور شکست دونوں کی متحمل نہیں ہے چنانچہ میری رائے کی ایک شق کی تصدیق موجودہ فوج کے چال چلن سے

پوری پوری ہوگئی جس کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ فوج نے تمام ملک کو لوٹ لیا ہے اور مجھے اس بات سے بڑی فکر ہوگئی ہے۔"

اس کے بعد اس نے لارڈ کاسل رے کو پھر لکھا " ۱۳ مئی ۱۸۰۹ء۔ فوج نے بے حد بدچلنی ظاہر کی ہے۔ یہ بے تمیز طبیعت ہے کہ فتح کی برداشت کرنے کا جس میں ظرف نہیں ہے۔ اور اسی طرح سر جان مور کی شکست کو بھی یہ انگریزی فوج برداشت نہ کرسکی تھی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ قابو میں آئے لیکن اگر مجھے کامیابی نہوئی تو میں سرکاری طور سے اس کی شکایت کرونگا اور ایک یا دو پلٹنوں کو ذلت کے ساتھ انگلستان روانہ کرونگا انھوں نے چاروں طرف لوٹ مار مچا رکھی ہے۔"

۱۷۔ جون کو اس نے پھر لارڈ کاسل رے کو لکھا جو اس وقت سکرٹری آف اسٹیٹ تھے " فوج کی بے اعتدالیوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس طرف سے مجھے سخت ضرورت ہے۔ اور اس فوج کی طرف ملک معظم کے وزرا کو توجہ کرنا لازم ہے سپاہیوں نے جو بے عنوانیاں اور ظلم کئے ہیں اُن کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ باوجود میری بلیغ کوشش کے بھی یہ حال ہے کہ کوئی قاصد یا کوئی افسر ایسا نہیں آتا جو اُن سپاہیوں کے نئے نئے ظلم و زیادتیوں کی خبر نہ دیتا ہو جو پیچھے چھوڑے گئے ہیں اور کوچ کئے ہوئے آرہے ہیں کسی قسم کا ظلم ایسا نہیں ہے جو ان سپاہیوں نے اُسی قوم کے ساتھ نہ کیا جنھوں نے ہمارا دوستوں کی طرح استقبال کیا باوجودیکہ ان سپاہیوں کو منجانب سرکار ہر طرح کا آرام پہنچانے اور ضروری اشیا دینے کا نہایت اچھا انتظام رہا ہے اور ان کی طرف سے یہ عذر پیش نہیں کیا جاسکتا کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے اُنھوں نے ایسا ظلم کیا۔"

سب کو تسلیم ہے کہ فرانسیسی فوج بہت زیادہ نیک چلن رہی۔ انگلستان کے سپاہی نہایت ہی ذلیل طبقہ کے جمہور سے بھرتی کئے گئے تھے لیکن اس کے خلاف حربی قاعدہ کے موافق فرانسیسی سپاہی اچھے اور تعلیم یافتہ طبقہ سے فوج میں لئے گئے تھے۔ پرتگال کے ظالم

سپاہیوں نے اسپین کے باشندوں کی زندگی غیر قابل برداشت کر دی کیونکہ پرتگالی سخت نوش اور عیاش تھے اور اسپین والے باقاعدہ اور باترتیب گروہ کے رہنے والے تھے۔ خود پرتگال کے خوش حال لوگ جو امن چین کو پسند کرتے تھے ان لوگوں کو خوف کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کو صاف معلوم ہوگیا کہ پرتگال کی سنوگھر بھلائی ہیں انگریز صرف اسلئے مستعد ہوئے ہیں کہ اپنی تجارت اور قوت کو فروغ دیں۔ اور انھوں نے [illegible] شکایت کی برطانیہ عظمیٰ نے اپنی اور پرتگال کی خونخوار اور بیباک چڑیلیں [illegible] مصیبت زدہ ملک پر بے لگام چھوڑ دی ہیں"

کھرس صاحب لکھتے ہیں "کہ اگرچہ اسپین اور پرتگال والے فرانسیسیوں کو پسند نہ کرتے تھے اور اُن کو اجنبی خیال کرتے تھے تاہم اگر وہ انگریزوں میں اور فرانسیسیوں میں سے ایک کو اپنے لئے منتخب کر لینے کو مجبور کئے جاتے تو فرانسیسیوں کو نسبتہً چھوٹی مصیبت خیال کرکے منتخب کرتے اور جنگ کے ختم کرنے اور زیادہ آزاد حکومت حاصل ہونے کی امید سے اسی انتخاب کو ترجیح دیتے۔ اور پرتگال کے برے گیبن [illegible] حکمرانی کرنے والے خاندان کو جب بادشاہ اور دربار ہی فرار ہوئے تھے ایک خالی ڈھکوسلا خیال کیا جارہا تھا۔ اور جس خاندان کے نام کو انگریز صرف اسلئے رٹے جاتے تھے کہ پرتگال کو درہم برہم کردیں"

انگریزوں کی کارروائی سے جو انھوں نے کی تھی نہ اسپین ہی والے شکر گزار تھے اور نہ پرتگال ہی والے۔ لارڈ ولنگٹن نے لکھا "کہ اُس فوج کی خدمات سے جو میرے زیر کمان ہے سوائے ناشکری کے پرتگال کی گورنمنٹ اور حکام کی جانب سے کسی اور بات کا اظہار نہیں ہوا۔ حال میں حکام دیوانی وہاں نے جب اُن کا اختیار اور قابو چلا ہے ہمارے افسروں اور سپاہیوں پر ظلم کیا ہے۔ مگر میں توقع کرتا ہوں کہ ہم نے پرتگال کی سب سے آخر حالت کو دیکھ لیا" اور کرنل نے پیر صاحب لکھتے ہیں " اسپین اور پرتگال کی گورنمنٹوں کے باہم رشتہ ہمدردی بس اسی قدر ہے کہ دونوں کو انگریزوں سے نفرت ہے جنھوں نے دونوں کو بچایا ہے" مختصر یہ

کہ انگریزوں نے اپنے لعبید الثبوت فضل سے اسپین اور پرتگال کے تختوں پر سب سے نفرت خیز ظالم خود سر بادشاہوں کو بٹھایا اور اس فضل کا صلہ یہ ملا کہ دونوں نے توہین اور ظلم کیا ۔

نپولین نے اپنے دشمنوں کو پھر زیر کیا تھا ۔ اور پھر وہ بڑے بڑے خطرات کے سامنے تھا ۔ اور ان خطرات کو وہی خود سب سے بہتر دیکھ رہا تھا ۔ انگلستان جس پر صلح کی التجاؤں سے کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور جو اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اپنے حملے کر رہا تھا ۔ اور بڑی جد وجہد سے حقوق جمہور کے بڑے حامی نپولین کے مقابلہ میں نئے نئے امرائی یورپ میں جتھے قایم کرنے کی تدبیروں میں لگا ہوا تھا ۔ اور صاف کھلی آواز سے کہہ رہا تھا کہ جمہوری اصول یورپ کے ہر ایک تخت کو الٹ دینگے[1]۔

جس زمانہ میں نپولین اپنی فوج کو دیگریم کی جنگ کے لئے جزیرہ لوبا میں ترتیب دے رہا تھا اٹلی کے ساحل پر ایک انگریزی بیڑہ منڈلا رہا تھا اور موقع کا منتظر تھا کہ آسٹریا کو وہاں مدد دے پوپ علانیہ طور سے فرانس کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا تھا اور پوپ کے قاصدوں نے اسپین اور ٹیرول کے کاشتکاروں کو ابھار کر جنگ پر آمادہ کر دیا تھا ۔ ایک سخت خطرہ درپیش تھا کہ انگریز اپنی فوج کو اٹلی کے ساحل پر اتار کر آسٹریا کی فوج اور اٹلی کے ان لوگوں سے

---

[1] رچرڈ کوبڈن صاحب ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں مجھے افسوس ہے کہ یہ دعویٰ پیش کرنا کہ ہم انگریز صرف اپنی حفاظت کی غرض سے جنگ میں مصروف ہوئے واقعات تاریخی کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے ۔ اگر آپ سرکاری کاغذات ملاحظہ فرمائینگے جن میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا تو اس کی تصدیق ہو جائیگی ۔ اور یہ بات بھی بھولنے کی نہیں ہے کہ ہماری تاریخ آیندہ اُن لوگوں میں جانے والی ہے جن کی جماعت اُس کو پڑھ کر فیصلہ کریگی اور ہم لوگوں کا اُن پر کچھ دباؤ نہ ہوگا الا جہاں تک انصاف اور حق ہماری طرف ہو اور اس فیصلہ کا کہیں مرافعہ نہ ہوگا ۔ اور اس سے میری مراد صاف آیندہ نسلوں کی اجتماعی عقل اور اخلاقی ذکاوت سے ہے ۔ معاملہ زیر بحث میں ہم واقعات کی شہادت ہی سے اقرار کرنے پر مجبور نہیں ہیں بلکہ خود ان لوگوں کے اقرار و تصدیق اس کثرت سے موجود ہیں جو اس جنگ کے بانی اور شریک تھے کہ اب شبہ کی بھی گنجایش باقی نہیں رہی کہ ہم نے مدافعانہ جنگ نہیں کی بلکہ جارحانہ جنگ کی اور جمہور کی رائے کو بزور مغلوب کرنا چاہا ۔ اور جنگ چھیڑنے کی وجہ اگر سب سے زیادہ بدترین نہیں ہے تو بدترین قرار دی گئی

جو شاہی فریق کے طرفدار تھے مل جائینگے اور اٹلی اور نیپلس کی نئی فرمانروائی کو برباد کردینگے۔ پس نپولین نے پوپ کو حسب ذیل مراسلہ بھیجا۔

"شاہنشاہ کو امید ہے کہ اٹلی۔ روم۔ نیپلس۔ اور میلان جارحانہ اور مدافعانہ باہم متحد ہو کر جزیرہ نما اٹلی کو جنگ کی مصائب سے محفوظ رکھیں گے اگر اعلیٰحضرت پناہ اس تجویز سے اتفاق فرمائینگے تو تمام وقتوں کا فیصلہ ہو جائیگا اور اگر بارگاہ سامی سے یہ تجویز مسترد اور نامنظور فرمائی گئی تو اس کے معنی یہ سمجھے جائینگے کہ جناب کو اتحاد سے انکار ہے اور شاہنشاہ سے صلح رکھنا نہیں چاہتے اور اعلان جنگ کر رہے ہیں جنگ کا پہلا نتیجہ فتح ہے اور فتح کا پہلا نتیجہ انقلاب حکومت ہے کیونکہ اگر شاہنشاہ روم کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور ہوا تو کیا روم فتح نہ کرلیا جائیگا اور ایسی حکومت نہ قایم کی جائیگی جو دشمنوں کے مقابلہ میں اٹلی اور نیپلس کا ساتھ دے؟ پس اٹلی کی حفاظت کی شاہنشاہ کے پاس اور کون سی تدبیر ہے کیونکہ یہ بات دور اندیشی سے بعید ہے کہ دو ممالک کے درمیان تیسری ایسی حکومت موجود ہو جہاں دشمن آئیں اور یہ حفاظت تمام اپنے انتظام کریں۔ اگر جناب والا نے انکار پر اصرار کیا اور یہ تبدیلیاں لازمی اور ضروری ہوئیں تو آں جناب کے مذہبی اختیارات پر ان کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ جہاں روم کے بشپ (لاٹ پادری) کے عہدہ پر آپ اسی طرح ممتاز رہینگے جس طرح آپ کے پیش رو آٹھ سو برس سے رہے ہیں"

لیکن پوپ نے اتحاد سے قطعی انکار کیا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ یہ دیکھکر نپولین نے ایک فرمان جاری کر دیا کہ روم کی ریاست کا فرانس کی سلطنت سے الحاق کر دیا جائیگا۔ اس معاملہ میں نپولین کی طرف سے جو کچھ عذر پیش کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس کارروائی کی علانیہ ضرورت تھی۔ پوپ کسی فریق کا شریک نہ تھا لیکن پھر بھی فرانس کے دشمنوں کو مدد دیتا تھا۔ ہزارہا خطرات کے بیچ میں نپولین یورپ کے متحدہ بادشاہوں کے مقابلہ میں تنہا تھا۔ لہذا اپنی حفاظت کی غرض سے اس نے ایسے لوگوں کے ساتھ سختی کی جو اس کے دشمنوں کو خفیہ امداد دیتے تھے۔ چونکہ اسے بدنامی کا ڈر تھا اس نے اپنے اس خودسر فعل کی وجہ کا یورپ میں یوں اعلان

کیا۔" روم کے فرماں روا (پوپ) نے انگلستان کے مقابلہ سے ہمیشہ انکار کیا اور جزیرہ نما اٹلی کی حفاظت کے لئے اس نے اٹلی اور نیپلیس کے فرمانرواؤں کی شرکت نہ کی دونوں سلطنتوں کی جنگ اور افواج اٹلی اور نیپلس کی لڑائیوں کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کے تعلقات اور باہمی خط و کتابت کے درمیان کوئی اور مخالف حکومت باقی نہ رہے[1]۔"

چنانچہ فرانسیسی افواج روم میں داخل ہوگئیں اور وہاں سے انھوں نے انگلستان اور آسٹریا کے سفیروں کو نکال دیا جو پوپ کے دربار میں سازشیں کر رہے تھے۔ پوپ صاحب نے اس زیادتی کا یہ جواب دیا کہ ایک فرمان جاری کر کے فرانس کو مذہب کے حلقہ سے نکال پنچایت باہر کر دیا۔ مزاج کے مزاج میں تو تندی تھی ہی اس نے بھی پوپ کو گرفتار کر کے اٹلی سے خارج کر دیا

---

[1] ۔ نیپلس میں ایک فرانسیسی نے اپنے ایک انگریز دوست سے کہا کہ میں فرانس جاتا ہوں کوئی کام ہو تو مجھ سے فرما دیجئے میں وہاں دو روز میں پہونچ جاؤنگا۔"

انگریز دوست تعجب سے "ایں! دو دن میں؟ مجھے تو خیال تھا کہ آپ روم جاتے ہیں۔"

فرانسیسی۔" آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں روم کو ہی جاتا ہوں۔ اور روم کا شاہنشاہ نے فرانس سے ایسا الحاق کر لیا ہے کہ روم کوئی غیر مقام نہیں ہے۔"

انگریز۔ فرانس میں تو کوئی میرا کام نہیں ہے لیکن ہاں اگر آپ کا انگلستان میں کوئی کام ہو تو فرما دیجئے۔ کیونکہ میں انگلستان جاتا ہوں اور وہاں آدھے گھنٹہ میں پہونچونگا۔"

فرانسیسی۔ ایں۔ انگلستان اور آدھے گھنٹے میں پہونچو گے۔؟"

انگریز۔ ہاں آدھے گھنٹہ میں پہونچونگا۔ کیونکہ اتنے عرصہ میں سمندر میں پہونچ جاؤنگا۔ اور سمندر کا انگلستان سے ایسا الحاق کر دیا گیا ہے کہ وہ کوئی جدا شے نہیں ہے۔"

پس غور کا مقام ہے کہ خود انگلستان نے تو دنیا کے وسیع سمندروں کو اس طرح قبضہ میں کر رکھا تھا۔ لہذا انگلستان کو لازم تھا کہ نپولین کے ساتھ کچھ تو انصاف اور رحم کیا ہوتا جس نے تمامی یورپ کے مقابلہ میں صرف اپنے تئیں بربادی سے بچانے کو طوعاً و کرہاً پوپ کی ریاست کا فرانس سے الحاق کیا تھا۔ ۱۲۔ مصنف

نپولین اُس زمانہ میں جزیرہ لوبا میں تھا اور اس جبر اور نا دانی کے ماجرے کو سن کر سخت افسوس کرنے لگا۔ لیکن چونکہ وہ اپنے تئیں تقدیر کا بندہ سمجھتا تھا اس لئے اس کارروائی کو بھی اُس نے مشیت کی طرف سے خیال کیا۔ کہ اب تمام اٹلی کا نظم ونسق ٹھیک ہو جائیگا اور اٹلی کے دو کروڑ باشندے ایک قوم بن کر آزاد حکومت قایم کرینگے اور روم کو اپنا دارالحکومت بنائینگے۔ واقعی یہ خیال بڑا پُر آب و تاب اور جوش و ولولے والا تھا۔ اور یورپ کی خوش حالی کا پیش خیمہ تھا۔ اور افسوس تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ پوپ سَوَنا پہنچا دیا گیا تھا۔ یہ مقام خلیج جینوآ پر واقع ہے اور یہاں پوپ کی رہایش کے لیئے ایک محل آراستہ کر دیا گیا تھا۔ اور پھر زیادہ احتیاط کی غرض سے وہ فان ٹن بلو پہونچا دیا گیا۔ نپولین کو پوپ کا بڑا خیال تھا۔ اور اُس کے عادات وخصائل کے متعلق کلمات تعظیم و تکریم استعمال کرتا تھا۔ اُس نے حکم دیدیا تھا کہ پوپ پائس کا نہایت احترام و ادب کیا جاسے بیس لاکھ فرانک سالانہ اُس کے مصارف کے لئے مقرر کئے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا سامان آرائش بھیجا اور معقول خدمتگاروں وغیرہ کا انتظام کیا اور شاہی محل میں بہ حفاظت لیکن بڑی شان و شوکت سے اس کو مقیم کیا۔ اُس نے حکم دے دیا تھا کہ پوپ کے جو پسند ہو کرے۔ تمامی مذہبی رسوم اور ارکان ادا کرے اور باشندوں کو جو حصول برکت یا اُس کے سلام و قدمبوسی کو بڑے بڑے گروہ میں آتے تھے اُس کے پاس جانے سے نہ روکا جاسے۔ پس نپولین نے اگرچہ پوپ کی گرفتاری پر پہلے افسوس کا اظہار کیا تھا لیکن اب اُس کی اسیری کی جوابدہی اپنے ذمہ لے لی۔

نپولین نے روم کی رہنے والی مخلوق میں جو خواب غفلت میں سوئی ہوئی تھی اپنی جان ڈال دینے والی روح پھونک دی۔ بہت سے ذی ہوش شخصوں کو مذہبی حکومت کی غلامی سے رہائی ملنے پر بڑی خوشی ہوئی لیکن متعصب اور مذہبی جوش سے متاثر پائے ہوئے لوگ البتہ اس گستاخی پر جو ہادی دین کی شان میں کی گئی تھی مخالف ہو گئے تاہم اُس وقت بھی بہت لوگ ایسے تھے اور بہت اب بھی موجود ہیں جو مذہبی حکومت سے تنگ تھے۔ وہ ملکی اور جمہوری آزادی کے لئے ترس رہے تھے چنانچہ روم کے باثر لوگوں کا ایک وفد نپولین کے پاس گیا

اور اپنا اطمینان ظاہر کیا اور مبارکباد دی۔

شاہنشاہ نے جواب دیا "میرے دماغ میں تمہارے آبا و اجداد کے کارنامے بھرے ہوئے ہیں اور پہلی ہی مرتبہ جب میں کوہستان الپس کے اُس طرف آؤنگا تو میری خواہش ہے کہ چند روز تم لوگوں میں قیام کروں۔ فرانس اور اٹلی پر ایک ہی قسم کی حکومت ہونا چاہیئے۔ تمہاری رہنمائی کے لئے تم کو ایک قوی شخص کی ضرورت ہے۔ اور اگر میرے ہاتھ سے تم کو فائدہ پہنچا تو میری خوشی کا موجب ہوگا۔ تمہارا لاٹ پادری وہی ہے جو گرجا کا سردار ہے جس طرح میں تمہارا شاہنشاہ ہوں۔ اور خدا کی چیزیں خدا کے سپرد ہونا چاہیئے اور بادشاہ کے کام بادشاہ کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔"

روم میں جو قرن ہا قرن سے متبرک خیال ہوتا چلا آیا ہے نپولین نے بڑی بڑی اصلاحیں اور رفاہ کے کام کئے۔ اُس کے عزم و ہمت نے روم کے نامور قدما کا رنگ دوبارہ دکھا دیا ہر مقام پر محنت اور حرفت کا بازار گرم نظر آنے لگا۔ رفاہ اور آرایش کے کاموں پر یکساں توجہ کی گئی۔ بیشمار پرانی یادگاریں جو صدیاں گذر جانے سے ویران و فراموش ہو گئی تھیں نئے سرے سے بارونق بنائی گئیں۔ بڑا اور عالیشان جوپیٹر [illegible] کے مندر کا مینار اور جوپیٹر اسٹیٹر کے مندر کے ستون جن پر خس و خاشاک چڑھ رہے تھے از سر نو صاف و درست کئے گئے اور آفتاب کی ضو میں اپنی چمک دمک دکھانے لگے۔ اسی طرح کولی سیم کی وسیع عمارت صاف و درست کرائی گئی اور دنیا کو قدیم صنعت کے کرشمے نظر آنے لگے۔ قدیم فورم جن عمارتوں کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا تھا مسمار کر دی گئیں۔ اور روم کی جملہ عمارتوں کی تحقیقات کر کے اُن کو بربادی سے بچا لیا گیا۔ اسلئے کہ نپولین اس معاملہ میں خاص سلیقہ اور ہوشیار نگاہ رکھتا تھا۔ قیری نل کے ایوان پر زر کثیر صرف کیا گیا۔ فوراً دل پسند اور کافی پولیس کا انتظام کیا گیا۔ اور اُس نے فوراً اُن بدنظمیوں کا انسداد کیا جو پوپ کی دارالحکومتہ میں پھیلی ہوئی تھیں اور قسطنطین کی محراب سے سے کرائے ہیں

تک دو رویہ خوبصورت قطاروں میں درخت نصب کیے گئے - اور پچہ وہاں سے فورم تک لگائے گئے اور پونٹائن کی دلدلوں کا پانی نکالنے میں شاقہ محنت کی گئی - یہ ایسی دلدل تھی کہ بیماری اور موت کا گھر تھی - پھر دریائے ٹائبر کا رخ پھیرنے اور فنون کے بیبہا خزانوں کو جنہیں کہ حملہ آوروں نے دریا کی امواج میں غرق کر دیا تھا نکالنے کی تیاریاں کی گئیں - پس انصاف کرنا چاہیئے کہ نپولین تو مخلوق کی ترقی کی یہ فکریں کر رہا تھا اور اسی نپولین کو پامال کرنے کی متحدہ یورپ کی طرف سے کوششیں ہو رہی تھیں -

سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں "نپولین خود اٹلی نژاد تھا[1] - اور اپنا اٹلی نژاد ہونا اس طرح ظاہر کرتا رہا کہ ہمیشہ اٹلی والوں کی بھلائی چاہتا رہا - اور اس کے انتظام سے جب اور جہاں فائدے پہنچے اٹلی والوں کو سب سے زیادہ پہنچے - اور اگر یہ بات انصاف کے ساتھ پوری ہو سکتی تھی تو نپولین کا بڑا اور عالی یہ خیال تھا کہ اٹلی کی مختلف ریاستوں کو ملا کر ایک سلطنت قایم کر دے اور اس کا دار الحکومۃ روم ہی کو بنائے "

اس کو یہ بھی توقع تھی کہ یہ قدیم شہر مسمار عمارتوں سے جن سے وہ چھپ گیا تھا صاف کر دیا جائیگا اور قدیم یادگاریں باقی رکھی جائینگی اور جہاں تک ممکن ہوگا اس کی قدیمی عظمت از سر نو قایم کی جائیگی -

---

[1] سر والٹر اسکاٹ کا بیان صحیح نہیں ہے - نپولین فرانسیسی تھا اور اس کے بزرگ اٹلی کے تھے - مصنف ۱۲ -

باب پنجاہم

جوزفاین کی طلاق

مورخ کا فرض۔ افعال و اقوال۔ جوزفاین کو اطلاع۔ شاہنشاہ اور یوجین کی ملاقات۔ طلاق کا باضابطہ عمل میں آنا۔ ملکہ کی رخصت۔ شاہنشاہ کے خطوط۔ مال میسن میں نپولین اور جوزفاین کی ملاقات سینٹ ہلینا میں نپولین کی گفتار۔ (۳)

نپولین کے تذکرہ نویس کا فرض ہے کہ اُس کے اقوال و افعال کو بجنسہ نقل کر دے۔ اُس کے اقوال بھی ایسے ہی حیرت انگیز ہیں جیسے اُس کے افعال تھے۔ دونوں سے اُس کی انوکھی عادت پر یکساں اثر پڑتا ہے۔ اور خوش نصیبی سے اُس کے افعال میں تردید کی گنجائش نہیں ہے وہ سب کو تسلیم ہیں دنیا کی نگاہ اُس پر تھی۔ دنیا میں اختلاف ہے تو بس صرف ان دو باتوں میں ہے کہ آیا جو کچھ اُس نے کیا اُس کو اس کا حق تھا یا نہ تھا اور کون کون سے اغراض تھے جن کی وجہ سے اُس نے یہ کام کئے۔ ان صفحات میں کوئی ایسا اہم واقعہ مجھے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ نپولین کے مخالف سے مخالف تذکرہ نویس کو تسلیم نہو۔ خود نپولین کے اپنے بیان اور اپنے افعال کی شرحیں جو اُس نے کی ہیں اسی طرح

مصدقہ ہیں۔ اُس کے الفاظ جہاں تک لکھے گئے وہ پلیٹ ڈی لوزرنی۔ سیویرے۔ ڈیوک آف رووِیگو۔ کالن کورٹ۔ ڈیوک آف ولینزا۔ بیرن بی ای ویل۔ ڈچیز آف ایبرانٹی۔ جنرل دے لوئی بوناپارٹ۔ جنرل کونٹ مان تھولون۔ ڈاکٹر اومیرا۔ کونٹ لیس کیس۔ ڈاکٹر اینٹو مارچی اور دوسرے اشخاص کی تحریروں سے لئے گئے ہیں جو نپولین کے پاس رہتے تھے اور اُس کے مُنہ سے باتیں سنتے تھے۔ جب طلاق کے غم اندوز واقعہ کو ہم لکھنے بیٹھتے ہیں تو تاریخ کے ایک کاتب سے ہماری حیثیت زیادہ نہیں ہوتی۔ پس جو جو منظر پیش آئے اور جو جو لفظیں مُنہ سے بولی گئیں وہی لکھی جاتی ہیں۔

سیویرے ڈیوک آف رووِیگو نپولین کے مخفی خیالات سے بہت زیادہ واقف تھا اور اُن اغراض کا حال جن سے شاہنشاہ پر اثر پڑا اس طرح لکھتا ہے:۔

"نپولین کے پندرہ برس پیشتر کے تعلقات کے توڑنے کے متعلق جو اُس نے ایسی بیوی سے قطع کئے جو اُس کی زندگی کی شریک تھی اور اُس کے اور اُس کے نہایت ہی افسوسناک ایام میں رفیق رہی تھی ہزارہا مہمل قصے گھڑ لئے گئے ہیں۔ شاہی خاندان سے نپولین کا تعلق پیدا کرنا اُس کی بلند نظری سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور حاسدوں کو یہ بات دنیا میں مشتہر کرنے سے مسرت ہوئی کہ اپنی بلند نظری پر نپولین نے ہر شئے کو قربان کر دیا۔ لیکن یہ بدا سے سر تا پا غلط ہے۔ اور اس بارہ میں نپولین کے ساتھ بھی اُسی طرح ناانصافی کی گئی جس طرح سب لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے جو غیر معمولی بلند مراتب حاصل کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ سچی کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ نپولین کو جوزیفائن سے علٰحدگی اختیار کرنے میں جس کو وہ جان کی طرح پیار کرتا تھا ایسا روحانی صدمہ پہنچا کہ تمام عمر میں کبھی کسی بات سے نہیں پہونچا۔ اور اُن مقاصد کا جن کی وجہ سے قطع تعلق کرنے پر وہ مجبور ہوا میں آئندہ ذکر کرتا ہوں اور اس میں ذرا جھوٹ نہیں ہے کہ اگر نپولین کے امکان میں کوئی دوسرا پہلو اختیار کرنا ہوتا تو وہ اُسی کو اختیار کرتا اور جوزیفائن سے تعلق قطع نہ کرتا جب نپولین نے فرانس کا تاج اپنایا تو [illegible]

نے اُس کے خلاف رائے ظاہر کی۔ اور خیال کر لیا گیا کہ اُس کے ہر ایک فعل میں خود غرضی تھی۔ مگر لوگوں کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے اس بات کا تو میں اوپر تذکرہ لکھ آیا ہوں کہ کیسی مجبوری سے اُس نے طرز حکومت کو بدلا تھا۔ اور اگر اُس کو یہ ڈر نہوتا کہ انتخابی گورمنٹ کے لابدی نتیجے یعنی فریق بندی اور باہم نفاق نہ پیدا ہو جائینگے تو وضع حکومت کو جو انقلاب کا پہلا پھل اور فتح تھی وہ کبھی نہ بدلتا۔

"جس وقت سے اُس نے بادشاہت اختیار کی اُس نے ایسی افادہ گاہوں کو برابر مستحکم کیا جن سے جمہور کے حقوق مساوی ہو گئے اور پُرانے خیالات پر نئے خیالات کا رنگ چڑھ گیا باوجود اس کے وہ شاہنشاہی کرتا رہا۔ اور اُس طرز حکومت کے متعلق جیسا نپولین نے اختیار کیا تھا اُس کے عہد کے ختم ہونے پر اختلاف آرا باقی نہیں ہے۔ لیکن اتنا کہنا کافی نہیں ہے۔ نپولین کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ اُس کی جانشینی کا سلسلہ ایسا صاف ہو جاتا کہ اُس کے مرنے کے بعد کسی دعویدار کو جھگڑے کی گنجایش نہ رہتی۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ غیر طے شدہ رہجاتا تو بیرونجات سے ذرا سا اشارہ ہی ہم فرانسیسیوں کے باہم نفاق از سر نو قایم کر دینے کو کافی ہو جاتا۔ اسی پیش اُس کی بلند نظری تھی جس کو ذاتی کہ لوگ اپنا کام وہ اولاد کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ اور سلطنت کے قیام کی غرض سے جس کی بنا خود اُس کے عظیم الشان کارناموں پر تھی اُس کو اپنے وارث کے ہاتھ میں دینا چاہتا تھا۔ اُس کی اس بات کی طرف سے آنکھیں بند نہ تھیں کہ اقتدار سے حسد کر کے بادشاہوں نے ہمیشہ اُس سے صرف اسی لئے لڑائیاں لڑیں کہ اُس کو برباد کر دیں۔ اور اُس کا زوال ہوتے ہی ضرور ایسی بڑی سلطنت پاش پاش ہو جاتی جس کو انقلابی خطرات دفع کر کے اُس نے قایم کیا تھا اور پھر انقلاب کے حامیوں سے یہ اقتدار قایم نہ رہ سکتا تھا۔

"شاہنشاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن ملکہ جوزفائن کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور ان میں سے کسی کو جانشین کرنے کا خیال اُس کے دل میں ہرگز جاگزین نہ ہو سکتا تھا۔

کیونکہ وہ اُن دشواریوں کو جانتا تھا جن سے اُس کو مقابلہ کرنا پڑتا۔ اگر اُس کے خاندان میں صرف یہی دو ملکہ کے بیٹا بیٹی ہوتے اور کوئی اور نہ ہوتا تو اپنا ترکہ یوجین کو دے دینے کا وہ بندوبست کرلیتا۔ لیکن یوجین کو جانشین بنانے کا اُس نے اسلئے خیال نہ کیا کہ اُس کے اور قریبی رشتہ دار موجود تھے۔ اور اُن میں نفاق پیدا ہوتا اور اسی نفاق سے بچنا اُس کا خاص مقصد تھا اُس کو انھیں وجوہ سے خیال ہوا کہ کسی بڑی اور طاقتور سلطنت سے یگانگت پیدا کرے تاکہ اگر سلطنت معرضِ خطر میں ہو تو وہی اُس کی مددگار اور حامی ہو جائے اور بربادی سے بچالے اور اس سے اُسے یہ بھی اُمید تھی کہ جنگ کے سلسلہ کا اختتام ہو جاویگا اور سب باتوں سے بڑھ کر اُس کی یہی آرزو تھی کہ اب جنگ نہ ہو۔ پس یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے نپولین پُرانے تعلقات کو قطع کرنے اور طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ اس سے اس کے ذاتی مقاصد کم وابستہ تھے۔ فرانس میں ترتیب انتظام قایم رکھنا زیادہ مدِ نظر تھا۔ اُس کو اکثر خیال رہتا تھا کہ ملکہ سے اس قصد کا کس طور پر اظہار کیا جائے اور ہمیشہ اس کے اظہار میں وہ لیت و لعل کرتا رہا۔ اُس کو ملکہ کے نازک اور محبت بھرے ہوئے خیالات کے نتائج کا کھٹکا لگا ہوا تھا اور یہ اُس سے کبھی دیکھا نہ گیا کہ کوئی اُس کے سامنے اشکباری کرے اور وہ اس کو کڑے دل سے برداشت کرلے۔"

انقلاب نے فرانس کی اخلاقی حالت کو بہت خراب کر دیا تھا شادی کے بعد زوجیت کے تعلقات میں جیسی مسیحی مذہب کی رو سے وقعت بڑھ جاتی ہے اب فرانس میں ویسی وقعت کا لحاظ باقی نہ تھا۔ تھیرس صاحب لکھتے ہیں "کہ اگرچہ ملکہ جوزفائن سے فرانسیسی لوگوں کو اسی طرح الفت تھی جیسے ایک زبردست بادشاہ کی خوش خصال۔ نیک نہاد ملکہ سے ہوا کرتی ہے۔ تاہم فرانسیسیوں کی یہ خواہش تھی کہ شاہنشاہ دوسری شادی کرلے تاکہ تخت و تاج کا وارث پیدا ہو جاوے۔ اور یہ بات ملکہ کے حق میں افسوسناک تھی اور فرانسیسیوں نے ملکہ اور شاہنشاہ کی خواہشوں سے اپنے تئیں محدود نہ کیا۔"

جمہور کے خیالات کا یہ حال تھا اور ان سے شاہنشاہ کو خطرہ تھا۔ اُس نے آرچ چینسلر کیمبے سرنز کو بلایا اور اپنے قصد کا اُس پر اظہار کیا۔ طلاق کے بارہ میں اُس نے وجوہ بیان کئے اور کہا یہ تو سب کچھ ہے جو میں نے کہا لیکن مجھے اس پختہ رشتۂ الفت کو قطع کرنے کے خیال سے جانکاہ صدمہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ طلاق کی رسم کی تکمیل ایسی حسن صورت سے عمل میں آئے کہ وہ جوزیفائن کی حتی الوسع عزت اور محبت کو قایم رکھ سکے میں اور کچھ نہیں چاہتا جو بدنما طلاق کی صورت میں ظاہر ہو صرف اتنی بات چاہتا ہوں کہ زوج اور زوجہ کے باہمی تعلقات قطع ہو جائیں اور یہ بات باہمی رضامندی سے عمل میں آوے اور یہ باہمی رضامندی صرف بہبود سلطنت کی غرض سے ہو۔ جوزیفائن کو ایک ایوان دیا جاوے تاکہ شاہانہ وضع سے وہ شہر سے باہر رہے اور سالانہ تیس لاکھ فرانک اُس کے مصارف کے واسطے مقرر ہوں۔ اور اُس ملکہ کے بعد جس سے اب میں شادی کروں جوزیفائن سب سے اعلیٰ درجہ کی شاہزادی متصور ہو۔ اور میری خواہش ہے کہ وہ میرے قریب میرے سب سے زیادہ رفیق قلبی کی طرح رہے"

آخر کار جوزیفائن کو بھی اطلاع دینے کا مہلک دن آ پہونچا۔ نومبر ۱۸۰۹ء کا یہ آخر دن تھا۔ ملکہ کے کان تک تو اس بلاد مصیبت کی خبریں پہلے ہی پہونچ چکی تھیں۔ اور وہ سراپا غم کی تصویر بن رہی تھی۔ نپولین اور جوزیفائن اس زمانہ میں فان ٹین بلو میں مقیم تھے۔ یہ بر سر رسیدہ مصیبت ایسی منحوس تھی کہ خود ایوان پر ایک قدرتی اُداسی اور سناٹا چھایا ہوا تھا مہمان بھی رخصت ہو گئے تھے اور آنے والی سرما کی ناگوار سرد ہوائیں جنگل کے بے برگ درختوں پر سنساتی ہوئی چل رہی تھی۔ سیل اشک تنہائی ہوئی جوزیفائن صبح سے اپنے کمرہ میں تنہا تھی نپولین اپنی ستائی اور غمزدہ بیوی کے سامنے جانے کی ہمت نہ کر سکا اور وہ بھی اپنے اس کمرے میں اکیلا رہا۔ آخر کار دسترخوان پر دونوں جمع ہوئے۔ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ عجب کھانا تھا کہ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا

نہ اٹھا کر ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ حسب قاعدہ مختلف کھانوں کی قابیں آتی تھیں اور اسی طرح بے چکھی ہوئی واپس جاتی تھیں۔ دونوں کے دل کا حال زردی رُخ سے ہویدا تھا۔ سنگ مرمر کے بت کے مانند جوزیفائن خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ جوزیفائن کی خاموشی کا ادھر یہ حال اُدھر نپولین وردوِل سے سوگوار چپ اور خاموشی کے عالم میں چھری کی دھار سے ایک گلاس کے کنارہ کو کھنکا رہا تھا۔ آخر کار یہ کھانا بھی بڑھایا گیا۔ اور ملازم رخصت ہوئے۔ اور نپولین نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور اب دونوں تنہا رہے۔ نپولین کے چہرہ پر مردنی چھا گئی تھی اور بدن کی بوٹی بوٹی کانپتی تھی اور اسی حالت سے وہ ملکہ کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور ایسی آواز سے جس میں لغزش پیدا ہو گئی تھی کہنے لگا۔

"جوزیفائن میری پیاری جوزیفائن تم جانتی ہو جیسی سچی تم سے محبت کی ہے اور یہ صرف تمہاری طفیل تھا کہ دنیا میں مجھے چند ساعتیں خوشی کی کبھی میسر آئی ہیں۔ جوزیفائن میری تدبیر پر تقدیر غالب ہے اور قسمت میں یہی لکھا ہوا ہے کہ فرانس کی خیریت اور بہبودی پر اُن چیزوں کو نثار کردوں جو جان کی برابر مجھکو عزیز ہیں"

جیسی توقع کی جاتی تھی لیجیے اس ظالم تیر کا پیکان اس نازک دل کے پار ہو گیا جو محبت سے مملو تھا اور جوزیفائن غش کھا کر مُردے کی طرح کمرے کے فرش پر گر پڑی۔ نپولین گھبرا گیا اور دروازہ کو دوڑا اور پکارا "ارے دوڑیو" یہ آواز سنتے ہی کونٹ ڈی بوہانٹ بدحواسوں کی طرح کمرے میں گھس آیا۔ اور یہ حال دیکھکر شاہنشاہ کی مدد سے بیجان جوزیفائن کو بالاخانہ پر اس کے کمرے میں لے گیا۔ یہ دونوں جس وقت جوزیفائن کو لیے جا رہے تھے تو اسی بیہوشی کے عالم میں اس کے ہونٹوں میں یہ فقرے سنائی دیئے۔

"اُف۔ ہائے غضب۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے مار ڈالو گے"

نپولین کے صدمہ کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس نے جوزیفائن کو پلنگ پر لٹا دیا۔ اس کی

خواصوں کو بلا لینے کے لئے گھنٹی بجائی اور جھک کر بڑی محبت اور درد سے جوزیفائن کو دیکھنے لگا۔ جب جوزیفائن کو ہوش آیا تو اُسے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جہاں گھبرایا ہوا تمام رات ٹہلتا رہا۔ یہانتک کہ صبح ہوگئی اور لوگوں کی۔ جو وہاں آگئے تھے کچھ پروا نہ کرکے اُس نے اپنے دل کا حال زبان سے نکال ڈالا۔ اس وقت بدن کانپ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ گھبرایا ہوا ویسے ہی پھر رہا تھا۔ زبان میں لکنت تھی اور چند لفظ منہ سے نکلتے تھے اور رُک رُک جاتا تھا لفظیں حسب ذیل ہیں۔

"فرانس کے مقاصد اور میری قسمت نے میرے دل کو مسوس ڈالا۔ طلاق ایسی ناگزیر فرض ہوگئی ہے کہ اُس سے مجھے مُڑنا نہ چاہیئے۔ لیکن رات جو تماشہ آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں میری روح کو تحلیل کئے ڈالتا ہے۔ ہورٹنس کو لازم تھا کہ اس کے برداشت کرلینے کو وہ جوزیفائن کو تیار کر رکھتی۔ میں نے تو ہورٹنس سے اُس غمناک ضرورت کا حال کہدیا تھا جس سے میں اس قطع تعلق پر مجبور ہوگیا ہوں۔ میرا کلیجہ پاش پاش ہوگیا میں تو سمجھتا تھا کہ جوزیفائن کا دل بہت کڑا ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ حادثہ پیش آجائیگا"

رات میں نپولین باربار جوزیفائن کے کمرے کے دروازہ پر گیا تھا اور اُس کے مزاج کی کیفیت پوچھتا رہا تھا۔ جوزیفائن کی محبت بھری بیٹی ہورٹنس تمام شب ماں کے پاس سے نہ سرکی اور ایک دفعہ جب نپولین نے دروازہ سے حال پوچھا تو ہورٹنس نے مؤدبانہ لہجہ سے مگر ملامت آمیز کلمات میں شاہنشاہ سے اس طرح کہا "جہاں پناہ یقین رکھیں کہ جوزیفائن جس طرح تخت نشین ہوئی تھی اسی طرح تخت سے اُتر آئیگی۔ اور فرمان عالی کی تعمیل کریگی۔ اور رہے ہم اُس کے بچے تو ایسی شان وشوکت کو ہمارا بھی سلام ہے جس سے ہمارے دلوں کو سکھ نہ ملا۔ اور اب ہم بھی چلے جائینگے اور اپنی مظلوم اور عزیزہ ماں کو جس کی برابر کوئی ماں محبت والی نہیں ہوسکتی ہے اُس کے ساتھ رہکر تشفی اور تسلی دیا کرینگے"۔ یہ سن کر نپولین سے ضبط نہ ہوسکا اور خوب ہی کھول کر رو دیا اور خوب دل کا بخار

نکالا لیکن اس حالت میں بھی انھیں ملکی ضروریات کا دکھڑا روئے جاتا تھا جن کی وجہ سے یہ علیحدگی ناگزیر تھی۔

نپولین نے کہا "ہورٹنس۔ تم مجھے مت چھوڑو۔ یوجین کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور جب جوزیفائن میری بیوی نہ رہے اور علیحدہ ہو جائے تو ایسے اندوہناک زمانہ میں تم میری مدد کرو کہ میں تمھاری ماں کو تسلی و تشفی دوں کہ وہ صابر اور قانع رہے اور چونکہ ہمارا رشتۂ دوستی ویسا ہی قایم رہیگا ہم اُس کو خوش رکھنے کی کوشش کرینگے۔"

یوجین اٹلی سے بلایا گیا۔ ہورٹنس اُس کے گلے سے لپٹ گئی اور آنے والی مصیبت کا حال اُس سے بلک بلک کر کہنے لگی۔ یہ سنتے ہی یوجین دوڑا ہوا اپنی ماں کے کمرے میں گیا۔ اور اُس سے مختصر باتیں کر کے شاہنشاہ کے کمرہ میں گیا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ کا یہ ارادہ ہے کہ ملکہ طلاق کی تصدیق کر دے۔ نپولین کو یوجین سے بڑی محبت تھی۔ جواب تو کچھ دے نہ سکا۔ یوجین کا محبت سے ہاتھ پکڑ لیا۔ اس پر یوجین نے بیزار ہو کر منہ پھیر لیا اور کہا لہجہ میں بڑی سختی تھی :-

جہاں پناہ۔ اگر یہی بات ہے تو مجھے اپنی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی اجازت فرمائی جائے۔"

نپولین نے اُداسی سے یوجین کے چہرہ کی طرف دیکھکر کہا "یہ کیوں؟ بیٹا یوجین کیا تم میرا ساتھ چھوڑ دوگے۔؟"

یوجین نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اُس خاتون کا بیٹا والیسرے نہیں رہ سکتا جو اب ملکہ نہو گی میں اب اپنی ماں کے ہمراہ گوشۂ تنہائی میں جہاں وہ رہیگی چلا جاؤنگا۔ کیونکہ اب اُس کا ایسا وقت آپہونچا ہے کہ اُس کے بچے اُس کی تشفی کا سبب ہوں۔"

شاہنشاہ کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے اور کہنے لگا "یوجین۔ تم کو اُس سخت اور

ظالم ضرورت کا حال معلوم ہے جو مجھ کو اس کام پر مجبور کر رہی ہے۔ اور یہ جان کر بھی کیا تم مجھے چھوڑ دو گے پھر کون ایسا رہیگا جس کو میں اپنا بیٹا سمجھونگا جو میری خواہشوں کو مد نظر رکھیگا اور میرے مقاصد کا محافظ ہوگا۔ اور جب میں باہر جاؤنگا تو بچہ کا نگران ہوگا جب میں مرجاؤنگا تو باپ کی طرح اس بچہ سے کون الفت کریگا۔ اُس کی تربیت کون کریگا۔ اور کون اُس کو آدمی بنائیگا ؟"

یوجین کے دل کو اس تقریر نے ہلا دیا۔ اور اُس نے نپولین کا بازو پکڑ لیا۔ اور دونوں باغ میں چلے گئے جہاں بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔

(۹۶)

جوزیفائن نے عدیم النظیر شرافت اور بہادری سے اپنے بیٹے پر زور دیا کہ نپولین کا دوست اور خیر خواہ رہے۔

جوزیفائن نے کہا "یوجین۔ شاہنشاہ تمھارا محسن ہے۔ اور تمھارے باپ سے بڑھکر ہے اور تم جو کچھ ہوا اسی کی بدولت ہو۔ پس تمھارا فرض ہے کہ بے حد اُس کی فرمانبرداری کرو"

اس غمناک سانحہ کی تکمیل کا دن آخر کار جلد آپہونچا۔ دسمبر ۱۸۰۹ء کی ۱۵ تاریخ تھی۔ ٹوئی لریز کے بڑے کمرے میں شاہی خاندان کے تمام اراکین اور سلطنت کے بڑے بڑے نامور سردار جمع ہوے۔ سب کے چہروں پر غم چھایا ہوا تھا۔ نپولین کا چہرہ بھی زرد تھا۔ لیکن آواز کو کڑی کرکے اُس نے جلسہ میں اس طرح تقریر کی :۔

"میری سلطنت کے ملکی مقاصد۔ اور میرے جمہور کی خواہشیں جنھوں نے میرے افعال کی ہمیشہ رہنمائی کی ہے یہ بات چاہتی ہیں کہ میں اپنے وارث کو جسے فرانس کی سلطنت جمہور کی محبت ترکہ میں پہونچے گی اپنے تاج و تخت کو جو خدا نے مجھے بخشا ہے دیدوں۔ کئی سال سے میری اس بات کے متعلق امید قطع ہوگئی ہے کہ میری محبوب ملکہ جوزیفائن سے اولاد ہوگی۔ پس یہی خیال ہے کہ مجھے اپنے عزیز ترین بیوی سے تعلقات زوجیت قطع کرنے پر مجبور کر رہا ہے تاکہ وہ بات جو جمہور کی بہودی ہے حاصل ہو۔ میری چالیس برس کی عمر ہوگئی ہے لیکن بوجوہ معقول میں امید کرسکتا ہوں کہ اتنا جیونگا کہ اپنی اولاد کو اپنے اصول اور خیال کی

تعلیم دے سکوں گا - کاش خدا مجھ کو اولاد دے - اس کا علم خدا کو ہے کہ جوزیفاین کی جدائی کے
خیال سے میرے قلب پر کتنا بڑا صدمہ ہے لیکن میری ہمت کے مقابلہ میں کوئی شئے ایسی بڑی
نہیں معلوم ہوتی جسے فرانس کی بہبودی پر فدا نہ کرسکوں - اپنی محبوب بیوی کی کسی قسم کی شکایت تو
کجا میں اُس کی الفت و محبت کی تعریف کرتا ہوں - پندرہ سال سے اُس نے میری زندگی کو بارونق
بنایا ہے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ میں اُس کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا - وہ ایسی ملکہ ہے کہ میں نے اپنے
ہاتھ سے اُسکو تاج پہنایا ہے - ملکہ کا خطاب اور اعزاز اُس کے لیے ہمیشہ قائم رکھا جائے گا -
اس کے سوا آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ میں اُس سے ہمیشہ ویسی ہی محبت کرتا رہوں گا جیسی اب تک
کرتا رہا ہوں - اور اُسکا بہترین اور عزیزترین دوست رہونگا"

جب نپولین تقریر ختم کرچکا تو جوزیفاین نے ایک کاغذ ہاتھ میں لیا اور پڑھنے کی کوشش
کی - لیکن غم سے اُس کا دل ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا اور ایسی مسلسل سسکی بندھ گئی کہ پھر نہ رکی اور آواز بند ہوگئی
پس مانشیور رسے ناڈ کے ہاتھ میں کاغذ دیکر اُس نے رومال سے مُنہ چھپا لیا اور اپنی کرسی پر
نیم جاں بیٹھ گئی - مانشیور رسے ناڈ نے حسب ذیل پڑھا:-

"اپنے عالی مقام اور شفیق شوہر کی اجازت سے میں اعلان کرتی ہوں کہ چونکہ اب مجھے
اولاد ہونے کی اُمید نہیں ہے جس سے فرانس کے مقاصد اور حکمت عملی کی ضروریات پوری
ہوسکیں لہذا میں بڑی خوشی سے ایسی محبت اور جاں نثاری کا ثبوت دیتی ہوں کہ دُنیا میں
اگر دیا گیا ہوگا تو بس اِسی قدر دیا گیا ہوگا - میں جو کچھ ہوں صرف شاہنشاہ کی فیاضی کی بدولت
ہوں - اُسی کے ہاتھ سے میرے سر پر تاج رکھا گیا - اور اُسی کے تخت پر فرانس نے میرے
ساتھ محبت والفت کا ثبوت دیا - شاہنشاہ کے جمیع خیالات کے جواب میں میں اپنی شادی
کے تعلقات قطع کرنے پر رضامندی ظاہر کرتی ہوں کیونکہ ان تعلقات کا باقی رہنا فرانس کی
خوشحالی کی راہ میں حائل ہے اور فرانس کو اس نعمت سے محروم کرتا ہے کہ اُس پر اُس بڑے
شخص کی اولاد حکومت کرے جس کو خدا نے اِس لئے بلند مراتب پر پہونچایا ہے کہ خوفناک انقلاب

کی مصائب کو دور کرے۔ اور مذہب۔ تخت اور نظام مملکت کو از سرِ نو قائم کرے۔ لیکن اِن تعلقات کے قطع ہو جانے پر میرے دلی خیالات نہ بدلیں گے۔ میں شاہنشاہ کی سب سے زیادہ خیر طلب رہوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ اس فعل نے جس پر حکمتِ عملی اور ارفع مقاصد نے دباؤ ڈال رکھا ہے اُس کے دل کو کس قدر پھاڑ دیا ہے۔ لیکن ہم دونوں فخر کرتے ہیں کہ اپنے ملک کی بھلائی کی خاطر ہم اپنے ذاتی مقاصد کو فدا کیے دیتے ہیں۔"

تھیر صاحب لکھتے ہیں "اِس تحریر کے ختم ہو جانے پر جس کے الفاظ ایسے شریفانہ اور عالی حوصلہ تھے کہ طلاق کے موقعوں پر ایسے لفظ کبھی نہیں بولے گئے ہیں۔ اور یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اِس طلاق میں دوسری طلاقوں کے مقابلہ میں سب سے کم کینہ جذبات کا دخل تھا۔ نپولین نے جوزیفائن کو گلے لگایا اور اُس کو اُس کے کمرہ میں پہونچا دیا۔ جہاں غشی کی حالت میں وہ ہورٹنس اور یوجین کے پاس رہی۔"

دوسرے دن بڑے کمرہ میں طلاق کی باضابطہ کارروائی کے ختم کرنے کو سینیٹ کا جلسہ ہوا۔ یوجین صدر انجمن بنایا گیا اور اپنی ماں اور شاہنشاہ کے ارادۂ باہمی قطع تعلق کی بابت باعلان ظاہر کیا۔

شاہزادہ نے کہا "اے حاضرین شاہنشاہ جیسا شخص اِس وقت رو رہا ہے اور میری ماں کی شان و عظمت کو بس اِسی قدر کافی ہے۔"

شاہنشاہ لباسِ شاہی پہنے فکر آلود اور مصیبت زدہ ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ نگاہ کسی چیز پر جمی ہوئی نہ تھی اور اُداس خاموشی کے عالم میں کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مر گیا ہے صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے اور سوگوار جمع ہیں۔ اگر کمرہ میں کوئی آواز آتی تھی تو صرف حاضرین کے آہستہ آہستہ بولنے کی آتی تھی جن کا لہجہ غمناک تھا۔ کمرہ کے وسط میں ایک گول میز بچھائی گئی۔ جس پر سونے کا قلمدان رکھا گیا۔ میز کے قریب ایک خالی آرام کرسی بچھائی گئی۔ تمام جماعت اِس قلمدان کی طرف اِس طرح بہ غور

دیکھ رہی تھی جس طرح کوئی چٹان سنگتراش کی طرف دیکھتی ہے۔

اس کے بعد ایک بغلی دروازہ کھلا اور جوزفائن کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی پوشاک سفید ململ کی تھی اور اسی لباس کی طرح اس کا چہرہ بھی سفید ہو رہا تھا۔ ہورٹنس کے کندھے کا وہ سہارا لگائے تھی۔ اور چونکہ ہورٹنس کا دل اپنی ماں کی پراگندہ حالت دیکھ کر ایسی زار و قطار رو رہی تھی کہ ہچکی لگ گئی تھی۔ جوزفائن کو آتا دیکھ کر سب کے سب بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ اور آنریبل آگے بڑھے۔ اپنی مخصوص راستے سے جوزفائن خالی کرسی کی طرف بڑھی۔ پھر بیٹھ کر ہاتھ پر اپنی پیشانی رکھ کر خاموش شمع کی طرح طلاق کے عرضحال کو سنتی رہی۔ ادھر تو پڑھنے والے کا درد انگیز لہجہ اور ادھر ہورٹنس کی سسکیوں کی آواز ان دونوں نے ہم آہنگ ہو کر یہ غمناک سوانگ اور بھی غمناک کر دیا تھا۔ یوجین کا چہرہ انتہائے رنج سے زعفران کی طرح زرد تھا۔ بدن کانپ رہا تھا اور وہ اپنی محبوب ماں کے پاس کھڑا تھا۔

جس وقت طلاق نامہ پڑھا جا چکا جوزفائن نے دلی تکلیف سے اپنا رومال اپنی آنکھوں پر رکھ دیا اور پھر اٹھی اور صاف۔ سُریلے۔ مغموم لہجے جس میں اندرونی تکلیف سے ایک لغزش پیدا ہو گئی تھی طلاق کی منظوری پر حلف کیا پھر بیٹھ کر قلم اٹھائی اور اس کاغذ پر اپنے دستخط کر دئے جس نے بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ پیارے اور محبوب تعلقات کو قطع کر دیا۔ یوجین سے اب اپنا قلبی صدمہ برداشت نہ ہو سکا۔ اور دماغ نے چکر کھایا۔ دل کا دھڑکنا موقوف ہو گیا اور وہ فرش پر بے جان گر پڑا۔ خادموں نے یوجین کو اٹھا لیا اور جوزفائن اور ہورٹنس اس کے ہمراہ اپنے کمرے کو رخصت ہوئیں۔ اور اس دردانگیز تماشہ کا یہ انجام بھی نہایت ہی موزوں انجام تھا۔

جب جوزفائن اپنے کمرے میں پہنچی تو شدتِ غم سے حیرت کی تصویر بن کر رہ گئی۔

سہ شنبہ پھول شب تاریک چھائی جس پر اس ظالمانہ قربانی سے ظلم ہوا تھا۔ اور وہ وقت آ پہنچا
نپولین عموماً خوابگاہ میں سونے کو آیا کرتا تھا۔ اور شاہنشاہ مغموم اور بے چین اس پلنگ پر آکر
لیٹا ہی تھا جس سے اس نے اپنی باوفا اور جاں نثار بیوی کو خارج کیا تھا کہ اتنے میں چور دروازہ
کھلا۔ اور جوزیفائن کانپتی ہوئی اندر آئی روتے روتے آنکھیں سوج گئی تھیں۔ بال بکھرے
ہوئے تھے۔ اور سوز اندرونی کا وہ حال تھا کہ بات کا منہ سے نکلنا محال تھا۔ غم نے ایسا
دماغ مختل اور معطل کر دیا تھا کہ اس کو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ اور جیوں تیوں
کر کے لڑکھڑاتی ہوئی وہ کمرے کے وسط میں پہونچی اور اپنے سابق شوہر کے پلنگ کے
قریب آئی۔ لیکن ٹھٹھک گئی اور آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی اور پھر تو منہ چھپا کر ایسی دھاڑ مار کر
روئی کہ ہچکی لگ گئی۔ حجاب نے اس کے قدموں کو آگے بڑھنے سے روک دیا یعنی اس کو
اب اس بات کا علم ہوا کہ نپولین کے کمرے میں آنے کا اب اسے کوئی استحقاق
نہ تھا۔ لیکن دل کے اندر رکی ہوئی محبت اسی لمحہ میں سب خیالوں پر غالب آئی اور شدت
غم میں سب باتوں کو بھول کر وہ پلنگ پر جا گری اور نپولین کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی
"میرے شوہر میرے شوہر" اور سسکی بندھ گئی۔ گویا دل پھٹا جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر نپولین بھی
بے خود ہو گیا اور دل پر قابو نہ رہا اور بے اختیار رونے لگا۔ اور جوزیفائن سے کہا۔
"جوزیفائن میں تم کو اپنی صادق محبت کا یقین دلاتا ہوں۔ یہ محبت مرنے کے بعد جائے
تو جائے" اور اس کو طرح طرح سے سمجھانے اور تسلی دینے لگا۔ تھوڑی دیر تک دونوں
اسی طرح ہم آغوش رہے۔ خاص خواص جو اس وقت موجود تھی رخصت کر دی گئی اور
نپولین اور جوزیفائن میں ایک گھنٹہ کامل یہ آخری تخلیہ رہا۔ اور پھر ایسے رنج و غم سے کہ کسی
انسان کو نہ ہوا ہوگا۔ جوزیفائن نپولین سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوئی۔ پھر ایک خادم نپولین
کے کمرے کی شمعیں گل کرنے کو آیا۔ اور اس نے شاہنشاہ کو اوڑھنے بچھونے میں ایسا
چھپا ہوا پایا کہ وہ نظر نہ آتا تھا۔ تمام خاموشی کا عالم تھا اور شمعیں گل کی گئیں اور غم زدہ شاہنشاہ

تنہائی میں اپنے اداس خیالات کو اپنا مونس بنائے پڑا کروٹیں لیتا رہا۔ صبح کو نپولین کے رخساروں پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں گڑھوں میں گھس گئی تھیں اور چہرہ پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اور معلوم ہو رہا تھا کہ رات اندوہ و غم سے شاہنشاہ کی ایک سے پلک نہیں لگی تھی مال میسن کا خوبصورت ایوان جس کو نپولین نے گوناگوں سامانوں سے سجایا تھا اور جہاں ملکہ اور شاہنشاہ برسوں بڑی شادمانی سے رہے تھے۔ جوزیفاین کے آیندہ قیام کے لیے تجویز ہوا۔ ملکہ کا رتبہ اور خطاب اُس کے لیے قائم رکھا گیا اور تیس لاکھ فرانک سالانہ مصارف کے واسطے مقرر ہوئے۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اس واقعہ سے نپولین کو سچا غم ہوا تھا۔ اور سچا غم نہ بھی کیوں ہوتا۔ کسی آوارہ جذبہ کی وجہ سے یہ بات پیش نہ آئی تھی۔ جوزیفاین پر وہ واقعی عاشق تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے اُس نے ٹرے نن کو چلے جانے اور عزلت میں سب سے علیحدہ زندگی بسر کرنے کا عزم کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ چونکہ یہ واقعہ بڑا اندوہناک تھا لہٰذا اُس کے ماتم کا بھی اظہار ضرور تھا۔

بیرن مینن ای ویل کہتا ہے "ٹرے نن جانے کا حکم پہلے صادر ہو چکا تھا۔ جب صبح کو شاہنشاہ کو اطلاع دیگئی کہ گاڑی طیار ہے تو اُس نے ٹوپی اُٹھائی اور کہا۔ مینن ای ویل میرے ہمراہ آؤ۔ میں اُس پیچدار چھوٹے زینہ سے جو جوزیفاین کے کمرہ سے ملا ہوا تھا اُس کے پیچھے چلا۔ جوزیفاین تنہا تھی اور نہایت ہی غمناک خیالات میں غرق تھی۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ پاکر وہ بے اختیار کھڑی ہوگئی۔ اور رو کر شاہنشاہ کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور شاہنشاہ نے بڑی محبت سے اُسے گلے لگا لیا۔ جوزیفاین کو غش آگیا۔ اور میں نے مدد کے واسطے گھنٹی بجائی۔ شاہنشاہ اس دردناک منظر کو دوبارہ دیکھنے کی تاب نہ لاکر میرے ہاتھوں میں جوزیفاین کو چھوڑ کر چلا گیا لیکن جوزیفاین کو ہوش آچلا تھا۔ اور جب شاہنشاہ گاڑی کی طرف چلا تو مجھ کو ہدایت کرتا گیا کہ

جوزیفاین کو تنہا نہ چھوڑوں۔ گاڑی دروازے ہی پر کھڑی تھی۔ جب ملکہ نے دیکھا۔ کہ شاہنشاہ جاتا ہے تو اور بھی زار و قطار رونے اور واویلا کرنے لگی۔ اُس کی خواصوں نے اُسے ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور دیوانوں کی طرح مجھ سے اصرار کرنے لگی کہ میں شاہنشاہ کی التجا کروں کہ وہ اُسے نہ بھولے اور شاہنشاہ کو یقین دلاؤں کہ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے اُس کی محبت میں شاہنشاہ کی طرف سے خامی نہ ہوگی اور اُس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ ٹریے نن پہونچتے ہی میں اُس کو خط لکھوں۔ اور یہ بھی دیکھوں کہ شاہنشاہ نے اُسے خط بھیجا۔ میری علیحدگی پر وہ کسی طرح راضی نہ ہوتی تھی۔ اور میری علیحدگی سے وہ خیال کرتی تھی کہ رہا سہا محبت کا رشتہ شاہنشاہ کے ساتھ قطع ہو جائے گا جب میں رخصت ہوا تو جوزیفاین سے نہایت سچے غم اور محبت کا اظہار ہو رہا تھا۔ جب تک میں گاڑی میں سوار رہا مجھے نہایت صدمہ رہا۔ اور ضروریات ملکی پر افسوس کرتا تھا جن کی وجہ سے ایسی پرانی الفت و محبت کا رشتہ قطع ہوا۔ اور دوسری شادی کی فکر پڑی اور اُس سے بھی خدا معلوم اولاد ہوتی یا نہ ہوتی۔ ٹریے نن پہونچکر میں نے شاہنشاہ سے وہ تمام حالات جو اُس کے چلے آنے کے بعد پیش آئے تھے بجنسہ بیان کر دیے۔ اُسے اب بھی اُن غمناک منظروں سے جو اُس کے سامنے پیش آئے تھے بہت رنج تھا۔ جوزیفاین کی صفاتِ حمیدہ کی اور اُس کی سچی محبت کی وہ بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد بھی وہ ملکہ سے اُسی طرح محبت کرتا رہا۔ اور اُس کی تسلی کو اُسی شام اُس نے ایک خط بھیجا۔"

گیارہ بجے ٹوی لریز میں بڑا انبوہ کثیر جمع ہوا کیونکہ اب ملکہ اِس ایوان سے رخصت ہو کر مال میسن کو جاتی تھی۔ یہ ملکہ وہی تھی جو سب کی محبوب تھی اور ٹوی لریز جیسے ایوان کی رونق و زینت تھی۔ مُنہ پر نقاب ڈالے ملکہ بالاخانہ سے نیچے اُتری۔ دل کا وہ حال تھا کہ زبان سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔ اور اُس نے محبت کرنے والے اور روتے ہوئے گروہ سے رومال ہلا کر الوداع کہا۔ گاڑی میں چھ گھوڑے جُتے ہوئے تھے اور دروازہ سے

کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جوزیفائن سہارا دلی اور نکلیو نے پکڑ لیا۔ آنکھوں نے منہ رومال سے چھپا لیا اور
ہچکی لگ گئی اور ڈوڈی لرینڈ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہا۔

ٹریسے نن میں نپولین آٹھ دن تک خلوت سے باہر نہ آیا۔ اس زمانہ میں اس نے
جوزیفائن سے مال میزن میں ملاقات کی اور ہورٹنس کے ساتھ اسے ٹریسے نن میں دعوت
میں بھی بلایا۔

(۲

اس زمانہ میں نپولین نے جوزیفائن کو ایک خط لکھا ہے جس سے اس کے دل
کا حال معلوم ہوتا ہے۔ خط حسب ذیل ہے:-

۷ بجے شب ۱۷ دسمبر ۱۸۰۹ء

جان من۔

آج میں نے تم کو اس سے زیادہ ضعیف و ناتوان پایا جتنا تم کو ہونا چاہئے تھا۔ تم نے
بڑے استقلال کا اظہار کیا اور اب بھی اسی استقلال کو قایم رکھنا چاہئے۔ تم کو ماتمیوں
کی طرح سوگوار نہ ہونا چاہئے۔ دل کو تسکین دینے کی کوشش کرو اور اپنی صحت کو قایم رکھو
کیونکہ تمہاری صحت مجھے بہت قیمتی ہے اگر تم کو مجھ سے موالفت ہے۔ اگر تم کو مجھ سے الفت
ہے تو اپنے عزم و ثبات کو قایم رکھو اور بشاش رہنے کی کوشش کرو۔ میری محبت میں ذرا شبہ
مت کرنا۔ تم میرے خیالات سے خوب واقف ہو پس اگر تم اداس رہیں تو میں کس طرح مسرور
رہ سکتا ہوں۔ اگر تم کو فکر رہی تو میں کس طرح مطمئن ہو سکتا ہوں۔ تمہارا خدا حافظ و نگہبان
ہے۔ اچھی طرح سونا۔ اور یقین جانو کہ مجھے اس کی تمنا ہے۔"

نپولین۔

شاہنشاہ پیرس کو جلد واپس آیا اور تین ماہ تک نہایت مصروف کار رہا۔ چہرہ سے

اُداسی کے آثار نمودار رہتے تھے اور خاموشی کا عالم ہوتا تھا - اور بشرہ پر بشاشت کا نام نہ تھا وہ اکثر کہتا تھا کہ ایوان میں جی نہیں لگتا یہاں جوزیفائن نہیں ہے کہ چہل پہل ہو - اور اپنی جلاوطن بیوی کو ایک دن ٹوی لریز سے اُس نے حسب ذیل خط لکھا :-

چہارشنبہ - دوپہر -

یوجین نے مجھ سے کہا کہ تم کل نہایت مغموم تھیں - یہ بات جانِ نپولین اچھی نہیں یہ تو اس وعدے کے خلاف ہے جو تم نے مجھ سے کیا تھا - ٹوی لریز جب سے لوٹ کر آیا ہوں بالکل تنہا ہوں - یہ بڑا ایوان خالی نظر آتا ہے اور میں بالکل اکیلا ہوں - اپنی صحت کی طرف سے خبردار رہنا - الوداع -

نپولین

نئی شادی کے متعلق اب خط و کتابت شروع ہوگئی تھی - اور کچھ عرصے تک یہ بات طے ہوئی کہ آیا روس میں شادی ہو یا آسٹریا یا سیکسنی میں -

جوزیفائن کے لوازمات اب بھی شاہانہ تھے نپولین اکثر اُس کی ملاقات کو جایا کرتا تھا - اگرچہ تنہائی میں محض احتیاط کی وجہ سے ملاقات نہ کرتا تھا - اپنی تمام تجاویز میں اُس سے مشورہ کرتا تھا - اور بڑی شدت سے اُس سے دوستی اُسی طرح قایم رکھی تھی جیسی ہمیشہ سے تھی - سب کو یہ بات بہت جلد معلوم ہوگئی کہ اگر نپولین کی مہربانی اور توجہ اپنے حال پر مبذول رکھنا ہے تو پہلے جوزیفائن کی عزت کرنا سب سے ضروری ہے - چنانچہ تمام درباری مالمے سن میں جوزیفائن کے پاس حاضر رہتے تھے - طلاق کو بہت عرصہ ہوا تھا کہ میڈیم - ڈی - روچ فوکالٹ نے جو - جوزیفائن کی مصاحب خاص تھی - جوزیفائن کو چھوڑ دیا اور اسی مصاحبت کے عہدے کی میریا لوئیا یعنی نپولین کی نئی ملکہ کے یہاں درخواست دی - اس درخواست پر نپولین نے جواب دیا :-

"نہیں - تم کو نیا عہدہ ملے گا اور نہ پُرانا ملے گا - مجھ پر تو خود یہ الزام لگا ہے کہ بیسے

جوزیفائن کی ناشکری کی۔ لیکن میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی میری تقلید کرے اور خاص کر ایسے لوگ جن پر ملکہ جوزیفائن نے اعتماد کیا تھا اور اُن کو عزت سے لاد دیا تھا۔"

کچھ عرصہ تک جوزیفائن مال مے سن میں رہی۔ کتابوں کا مطالعہ کرتی تھی۔ غربا کی مدد کرتی تھی اور دربار کے اراکین کی نہایت ہی اچھی طرح خاطر و مدارات کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ طبیعت بھی بحال ہو چلی اور اپنی حالت پر صبر و قناعت کرنے لگی نپولین اکثر اُس سے ملا کرتا تھا اور ہاتھ میں ہاتھ لے کر گھنٹوں خوشنما ایوان کے باغ کی روشوں پر ٹہلا کرتا تھا۔ اور اُس کو ایسا رازدار سمجھتا کہ اپنی ہر ایک تجویز اُس پر ظاہر کر دیا کرتا تھا۔ اور وہ حتی المقدور اُس غم کو جس نے ملکہ کے دل کو پاش پاش کر دیا تھا کم کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ ملکہ سے اُس کو مثل سابق کے محبت تھی۔ اور خود ملکہ ایسے چلن اور خوبیوں کی خاتون تھی کہ نپولین کو اُس سے الفت بڑھتی چلی جاتی تھی۔

مال مے سن کی ایک ملاقات کا خود ملکہ جوزیفائن نے حسب ذیل بیان کیا ہے:۔

"ایک دن میں گل نافرماں کی تصویر بنا رہی تھی اور اس پھول سے مجھے اپنے وہ دن یاد آرہے تھے جبکہ میں زیادہ خوش نصیب تھی۔ اتنے میں میری خواصیں دوڑی ہوئی آئیں اور اشارے سے بتلایا کہ شاہنشاہ آرہا ہے کہ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ آپہنچا۔ اور آتے ہی بڑی خوشی سے اُس نے میری گردن میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ شاہنشاہ کو مجھ سے ویسی ہی محبت تھی اور حقیقت میں شاہنشاہ کو مجھ سے محبت تھی۔ وہ میرا منہہ دیکھتا رہا اور اُس کی نگاہ سے الفت ٹپکی پڑتی تھی۔ اس کے بعد بڑے پیار اور محبت سے کہنے لگا:۔

"میری پیاری جوزیفائن۔ مجھے تم سے ہمیشہ محبت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے اور دیکھو جوزیفائن تم کو بھی اب مجھ سے محبت ہے یا نہیں اگرچہ میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اور جس نے مجھے تم سے جدا کر دیا ہے۔ لیکن یہ شادی مجھے تم سے علحدہ نہیں کرسکتی اور میں تم کو فراموش نہیں کرسکتا۔"

"میں نے جواب میں کہا "جہاں پناہ" ......

"لیکن اُس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ جوزیفائن۔ تم مجھے جہاں پناہ مت کہو۔ مجھے وہی بوناپارٹ کہو۔ اور اُسی طرح بے تکلفی اور آزادی سے باتیں کرو جیسی تم ہمیشہ کیا کرتی تھیں"۔

"اس کے بعد بوناپارٹ فوراً چلا گیا اور میں نے اُس کے قدموں کی آواز سنی۔ افسوس دنیا میں ہر شے کسقدر جلد واقع ہوتی اور ختم ہو جاتی ہے اور مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ مجھ سے بوناپارٹ کو محبت ہے"۔

اگرچہ جوزیفائن کی طلاق کی وجوہ معاملات اور ضروریات ملکی کی وجہ سے پیدا ہوئیں تاہم احکام خداوندی کے خلاف یہ فعل ضرور ہوا۔ دنیا کے اور جتنے افعال پر معصیت کا حال ہوتا ہے کہ بادی النظر میں اُن میں کامیابی نظر آتی ہے یہی نتیجہ اس طلاق کا بھی ہوا۔ یعنی مصائب اور ظلم کو اس سے ترقی ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ نپولین نے ایسے پرآشوب ہنگام انقلاب میں تعلیم پائی تھی جس نے مذہب مسیحی کی اخلاقی عمارت کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا اور اسی وجہ سے اس کو اپنے ظلم کی حد کا اندازہ صاف صاف نہوا۔ طلاق دینے کو لاکلام اُس نے جائز سمجھا۔ اور اس کو یہی یقین تھا کہ فرانس کی بہبودی کے لئے طلاق دینا ضروری تھا۔ لیکن اس کے عوض و پاداش میں جو سزا ملی وہ بھی کچھ کم ناگزیر نہ تھی۔ سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا:۔

"میری طلاق کی تاریخ میں نظیر نہیں ہے۔ اُس سے اُن تعلقات میں فرق نہ آیا جو میرے خاندان میں قایم تھے اور ہماری باہمی محبت و الفت بھی اسی طرح قایم رہی میری سلطنت کے مقاصد اور میرے تقدیر کے لکھے کی وجہ سے یہ طلاق عمل میں آئی۔ جوزیفائن مجھ پر فدا تھی اور مجھ سے انتہا درجہ کی محبت کرتی تھی۔ اپنے دل میں وہ مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دیتی تھی میں اول درجہ میں تھا اور اُس کے نزدیک اُس کی اولاد دوسرے درجہ پر تھی۔ اور اُس کا مجھ سے اسقدر محبت کرنا حق بجانب تھا۔ اور اُس کی یاد میرے دل میں اب تک غلبہ کے ساتھ موجود ہے"۔

اُس نے پھر ایک موقع پر کہا "کچھ شک نہیں کہ جوزیفائن بڑی خوش خصال خاتون تھی وہ بڑی مہربان - بامروت اور تمامی فرانس میں سب عورتوں سے بہتر عورت تھی"

ایک واقعہ پر نپولین نے پھر کہا "اگر جوزیفائن سے ایک لڑکا ہوجاتا تو میری سب خوشیاں پوری ہوجاتیں - نہ صرف مصالح ملکی کے اعتبار سے بلکہ خانگی مسرت بھی کمال کو پہنچ جاتی - مصالح ملکی کے اعتبار سے تو یہ نتیجہ ہوتا کہ فرانس کے تخت پر مستقل طور سے قبضہ ہوجاتا اور جوزیفائن کے بچے سے بھی فرانسیسی اسی طرح محبت کرتے جیسے میریا لوئیا کے بیٹے شاہ روم سے انھوں نے کی - اور میں ایسے غار کے منہ پر قدم نہ رکھتا جو بظاہر پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا لیکن صد افسوس انسان کے اندازے بھی کیسے غلط اور فضول ہوتے ہیں - اور کون اس بات کے فیصلہ کا جھوٹا دعویٰ کرسکتا ہے کہ فلاں امر سے نیک نتیجہ نکلے گا اور فلاں سے بُرا نتیجہ نکلے گا"

له - جب نپولین نے میریا لوئیا سے شادی کی تو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا آگے مفصل بیان آئیگا - اسی شہزادہ کا خطاب "کنگ آف روم" یعنی شاہِ روم رکھا گیا تھا - ۱۲ مترجم

باب پنجاہ و یکم

میریا لوئیا

(۱)

پریوی کونسل کا جمع ہونا۔ اسکندر کی خواہشوں کا شریفانہ جواب۔ آسٹریا کے دربار میں نپولین کی شادی کے مراسلات کا منظور ہونا۔ وائنا میں شادی کے رسوم ہونا۔ پیرس میں باضابطہ شادی کی تکمیل۔ جوزیفائن کے خطوط۔ انگلستان سے صلح کی بیفائدہ کوشش۔ شاہنشاہ اور بادشاہ ہالینڈ کی خط و کتابت۔ وان ٹورسلھن Von Sulhen بیرن کو لی شاہ روم کا تولد۔ جوزیفائن کے خطوط۔ شاہنشاہ کا خط۔ بیٹے کو دیکھنے کے بعد جوزیفائن کے نام خط لکھنا۔ بیرن ایی ویل کی شہادت۔ لطیفہ۔ شاہنشاہ کا انصاف :۔

(۲)

یہ سوال ابھی طے نہ ہوا تھا کہ آیندہ فرانس کی کون ملکہ ہوگی۔ مختلف خبریں مشہور کیجاتی تھیں خود نپولین کو بھی کچھ عرصہ تک یقین نہ تھا۔ ۲۱ جنوری ۱۸۱۰ء کو پریوی کونسل کا جلسہ ہوا۔ کہ کونسل کے دیوان خانہ میں بیٹھ کر فرانس کی بہبودی کے متعلق ایسے بڑے اور اہم مسئلہ کا فیصلہ کیا جاوے۔ نپولین اپنی شاہی کرسی پر خاموش بیٹھا رہا۔ سلطنت کے سب ارکین جمع تھے

نپولین نے حسب ذیل مختصر تقریر سے جلسہ کا آغاز کیا۔

”میں نے آپ کو اس لئے جمع کیا ہے کہ سلطنت کے متعلق ایک زبردست مسئلہ پر آپ سے رائے لوں اور وہ یہ ہے کہ میں آیندہ کہاں شادی کروں کہ فرانس کے تاج و تخت کا وارث پیدا ہو۔ پہلے آپ مانسیور۔ ڈی شیم پلے نی کی رپورٹ سن لیں اور پھر اپنی اپنی رائے کا اظہار کریں۔“

چنانچہ ایک نہایت ہی مشرح اور مفصل رپورٹ پڑھی گئی جس میں تین جگہ نئی شادی کا ذکر تھا۔ یعنی روس۔ آسٹریا۔ اور سیکسنی میں جب رپورٹ ختم ہوگئی تو بہت دیر تک سکوت کا عالم رہا۔ اور پہلے بولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اس پر نپولین نے اپنے جانب چپ کی صف میں ہر رکن سے ترتیب وار اپنی اپنی رائے کے اظہار کرنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ کونسل کی رائے غالب یہ ہوئی کہ آسٹریا میں شادی کی جائے۔ لیکن نپولین خاموش سب کی رائے سنتا رہا اور کسی پر خود اپنی رائے کا اظہار نہ کیا۔ اور اس کے بشرے سے ذرا بھی نہ معلوم ہوا کہ خود وہ کس جانب مائل تھا آخر میں سب کا شکریہ ادا کرکے اس نے کہا: میں آپ کی دلائل کو اپنے دل میں تولونگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جہاں تک آپ کی رایوں میں باہم اختلاف ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ آپ میں سے ہر ایک سلطنت کی بہبودی کا بڑی سرگرمی سے خواہاں ہے اور مجھ سے بڑی وفاداری کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔“

پہلے تو شادی کے متعلق روس کے دربار کو احتیاط کے ساتھ لکھا گیا اور اسکندر نے شادی کو پسند کیا لیکن بڑی بیگم اور امراء کی مخالفت سے اس کو رنج ہو چکا تھا۔ مگر اسکندر کو توقع تھی کہ اگر شادی کے معاوضہ میں نپولین اس امر پر مجبور کر دیا جائے گا کہ پولینڈ کی فرمانروائی دوبارہ قائم نہ کی جائے اور وارسا کی ڈچی کو وسعت نہ دی جائے تو بڑی بیگم اور امراء بھی شادی کو پسند کرینگے۔“

چنانچہ نپولین کو بھی لکھا گیا کہ شادی ہو سکتی ہے اگر پولینڈ کی فرمانروائی پھر سے قائم کرنے

اور وارسا کی ریاست کو وسعت دینے کا خیال چھوڑ دیا جائے۔ نپولین نے جواب دیا کہ ان
شرائط پر شادی کرنا میری شان کے منافی ہے اور نیز کوتاہ اندیشی سے بھی خالی نہیں ہے۔
اسلئے کہ اگر پولینڈ والوں کو موقع ملگیا اور انھوں نے مستعد ہوکر روس کی وست درازی کو
روکا تو کیا میں فرانسیسی افواج اُن کے مقابلہ میں لڑنے کو بھیجونگا۔ یا اگر پولینڈ والوں کے
دوسرے فرماں روا رفیق و شریک ہو گئے تو کیا میں ان رفقاء و شرکا سے جنگ کرونگا۔
پس شادی کے معاوضہ میں مجھ سے ایسی شرط کرانا مجھ سے ایسی بات چاہنا ہے جو
غیر ممکن ہے اور مجھکو ذلیل کرنا ہے۔ ہاں اتنا وعدہ میں ضرور کر سکتا ہوں کہ پولینڈ کی فرمانروائی
قایم ہونے کے متعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ میں پولینڈ والوں کو مدد نہ دونگا۔ لیکن اس سے
زیادہ میں مدد نہیں کر سکتا۔ رہی وارسا کی ریاست کی وسعت تو وارسا والوں کے خلاف بھی
کسی قسم کا وعدہ کرکے میں اپنے تیئں پابند نہیں کر سکتا۔ الا اُس حالت میں ایسا وعدہ کر سکتا ہوں
کہ روس واثق عہد و پیمان کرے کہ وہ پولینڈ کے پرانے صوبجات میں سے جو پولینڈ سے جدا
کر دئے گئے ہیں کسی صوبہ کو اپنی سلطنت میں شامل نہ کریگا۔''
روس کی متکبر ملکہ شادی کے ایسے اچھے موقعہ سے انکار یا فوراً صاف جواب دیدینے
کو تیار نہ تھی اور اس معاملہ میں اُسے غور کرنا تھا۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ ''روس کی شاہزادی
کوئی کولی چمار کی لڑکی نہیں ہے کہ پیغام دیا اور شادی ہوگئی''۔ لیکن نپولین کو ایسے لیت و لعل
کسی طرح گوارا نہ تھے اور اُس نے اسکندر کو لکھ بھیجا کہ ''چونکہ آپ میرے دوست اور رفیق
تھے میں نے آپ سے رشتہ قایم کرنے کو سب پر ترجیح دی تھی۔ چنانچہ اس بارہ میں
آپ کو لکھا گیا اور اب میں اپنی جانب سے سبکدوش ہو گیا۔''
پھر اُسی دن آسٹریا کے دربار کو پیغام دیا گیا اور شادی فوراً منظور کر لی گئی۔
آسٹریا کے بادشاہ کو اس سے نہایت خوشی ہوئی کہ فرانس اور روس کا رشتہ قطع ہوگیا
اور اُس کی بیٹی کو نپولین جیسا شاہنشاہ شوہر ملا۔ شاہزادی میریا لوئیسا نہایت تندرست اٹھارہ

برس کی خوبصورت جرمن والوں کی طرح رنگ کی لڑکی تھی۔ اور اس نے بڑے حجاب کے ساتھ اس تعلق کو منظور کیا اور تھیرس صاحب کہتے ہیں وہ دل میں نہایت خوش ہوئی کہ نپولین سے اس کی شادی قرار پائی۔ جب آسٹریا میں شادی قرار پاگئی تو روس کے شاہنشاہ کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اور جب اس نے یہ خبر سنی تو کہنے لگا "یہ شادی کیا ہوئی اس نے تو مجھے میرے ملک کے جنگلوں میں بند کردیا اور آیندہ فتوحات کے کوچہ کو مسدود کردیا" واقعی نپولین کی آسٹریا میں شادی ہوجانے سے اسکندر کو قسطنطنیہ لینے کی طرف سے قطعی ناامیدی ہوگئی۔

اب شادی کے سامان ہونے لگے۔ نپولین کی طرف سے برتھیر سفیر مقرر ہوا کہ وائنا جائے اور شادی کی رسوم بجا لائے نپولین نے اپنے نامور مخالف آرچ ڈیوک چارلس کو اپنا قایم مقام منتخب کیا کہ شادی کے جملہ رسوم اس کے ساتھ عمل میں لائے جائیں یہ انقلاب بھی عجیب انوکھا انقلاب تھا۔ یعنی اس سے چند ماہ قبل نپولین اور چارلس۔ اکمل۔ الیس لنگ اور ویگرم کے خونریز معرکوں میں حریفانہ جنگ کرچکے تھے اور اب دوستی کا وہ حال تھا کہ اس آسٹریا کے شاہزادے نے نپولین کی شادی کے وقت وکالت اور قایم مقامی کی۔

۱۱۔ مئی سنہ ۱۸۱۰ء کو وائنا میں شادی کے رسوم اس دھوم دھام سے ہوئے کہ وائنا میں اس کی نظیر پہلے نہیں ہوئی تھی اور تمامی رعایا مسرت و انبساط سے بھرگئی تھی۔ میریا لوئیسا بڑے تزک و احتشام سے فرانس کو چلی تمام رستہ میں خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ یہ قرار پایا تھا کہ نپولین اور میریا لوئیسا کی پہلی ملاقات کیم پین کے ایوان میں ہو۔ اور سب ارکین دربار وہاں حاضر ہوں۔ لیکن ایسی ملاقات کی پریشانی سے میریا کو بچانے کی غرض سے نپولین نے مراٹ کو ہمراہ لیا اور کیم پین سے تنہا روانہ ہوا کہ پہلے عروس کا رستہ میں خود استقبال کرے نپولین نے میریا کو کبھی دیکھا نہ تھا چنانچہ اسی طرح میریا نے نپولین کو بھی کبھی نہ دیکھا تھا جس وقت سواری قریب آئی۔ نپولین اپنی گاڑی سے اترا اور ملکہ کی گاڑی پر سوار ہوا۔

اور اُس سے بغلگیر ہوا۔ نپولین کی صورت۔ شان اور اطوار سے ملکہ بہت خوش ہوئی۔ نپولین ملکہ کی برابر بیٹھ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ کے حسن سیرت اور جمال صورت سے بہت خوش تھا۔ اس زمانہ میں نپولین بہت ہی خوبصورت تھا۔ رخساروں پر جھریوں کا نام و نشان نہ تھا۔ رنگ نہایت شفاف گلابی اور چہرہ نہایت سڈول سانچہ میں ڈھلا ہوا۔ میریالوئیا کو نپولین کی صورت اور سیرت سے حیرت ہوگئی اور کہنے لگی " آپ کی تصویر نے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں دیکھتی ہوں کہ تصویر سے آپ کو کوئی مناسبت نہیں "۔

وائنا میں شادی کے رسوم آسٹریا کے رواج کے مطابق ہوئے تھے۔ لیکن ایسی تکمیل کے ساتھ ہوئے تھے کہ شادی پوری باضابطہ ہوگئی تھی۔ اس بارہ میں نپولین نے فرانس کی عدالت العالیہ سے استمزاج کیا۔ پیرس میں رسوم کی تجدید محض ایک ضابطہ ہی ضابطہ تھا۔ جس سے قوم کے اظہار محبت سے مراد تھی کہ اُس کی نئی ملکہ پیرس میں آئی تھی۔ اس دن نپولین نے جہاں اور فیاضیاں کیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ اُس نے ایسی چھ ہزار لڑکیوں کو جنھوں نے فوج کے بہادر اور نیک چلن سپاہیوں سے شادی کی سات سات سو فرانک کا جہیز خود اپنی سرکار سے عنایت کیا۔

کیمپین میں شادی کا جلسہ تین روز رہا۔ اور یکم اپریل کو سینٹ کلاوڈ میں شادی کے رسوم پورے عمل میں آئے۔ دوسرے روز میریالوئیا اور نپولین جن کی جلو میں سلطنت کے تمامی مارشل۔ اور خاندان شاہی اور دربار کے ارکین سو گاڑیوں میں سوار تھے ایل آرک ڈی ایل ٹوائل سے پیرس میں بڑی دھوم سے داخل ہوئے۔ شاہنشاہ اور ملکہ تاجپوشی کی گاڑی میں تھے اور گاڑی کی شیشہ کی کھڑکیوں میں سے تیں لاکھ تماشائیوں کو نظر آرہے تھے۔ جو سڑکوں پر جمع تھے۔ اور جیسے شاہی سواری آہستہ آہستہ جارہی تھی یہ لوگ مسرت سے نعرے مار رہے تھے۔ یہ جلوس ٹمپس ملائی رسٹس سے جس کے دو رویہ کثرت سے آرائش کی گئی تھی گذر کر باغ سے ٹوئی لریز کے ایوان میں داخل ہوا۔ نکاح کی جگہ بڑے کمرے سے کچھ

میں بنائی گئی تھی۔ ملکہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نپولین اس گیلری میں سے گزرا جو لعل و موتیوں
سے آراستہ تھی۔ دنیا میں سب سے بڑی اور آراستہ تھی اور [illegible] کو توئی لڑنے ملاقی ہے۔
راہ میں سلطنت کے ممتاز آدمی صفیں باندھے کھڑے تھے اور نپولین کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔
جس نے اپنی لیاقت و ذکاوت سے فرانس کو طوائف الملوکی سے نکال کر ترقی اور عظمت کے
انتہائی مقام پر پہنچا دیا تھا۔

شام کو سونے سے جگمگاتی ہوئی گرجا میں پوپ کی روشنی دن کی روشنی پر فائق تھی۔ نکاح
کی تجدید ہوئی۔ پیرس کے باشندے نشۂ انبساط سے مدہوش ہو رہے تھے۔ کوئی شاکی نہ تھا
اور خطرہ کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ خون آلود تلواریں نیام میں رکھ دی گئی تھیں اور طولانی جنگ
و جدال کے بعد تمام یورپ میں صلح اور امن و امان کی فرمانروائی تھی۔

مگر افسوس ادھر تو گھنٹے بج رہے تھے اور توپوں کی سلامی اور شادیانے بجائے جا رہے تھے اور
نپولین کی شادی کا اعلان کیا جا رہا تھا لیکن اُدھر جوزیفائن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا
تھا۔ اُس نے عدیم المثال شجاعت اور استقلال سے اپنے خیالات کو ضبط کیا اور اپنی مصیبت
پر صابر و شاکر رہی۔

مال مے سن کا ایوان پیرس سے چند ہی میل کے فاصلہ پر تھا اور جوزیفائن کو سخت روحانی
تکلیف سے بچانے کی غرض سے نپولین نے یہ تجویز کیا کہ جوزیفائن ناورے کے ایوان میں جو پیرس
سے فاصلہ پر تھا جا کر رہے۔ جہاں چلے جانے سے پیرس کی دھوم دھام اور جشنوں سے
اُسے تکلیف نہ ہو۔

ناورے پہونچتے ہی جوزیفائن نے شاہنشاہ کو ایک خط بھیجا جس میں وہ لکھتی ہے۔

"عالیجاہا۔

آپ کا [illegible] سینٹ کلاؤ سے رخصت ہونے پر آپ نے مجھے لکھا ہے ابھی موصول ہوا
اس کی محبت و الفت سے مملو لفظوں کا میں فوراً جواب لکھتی ہوں۔ اس اخلاص اور پیار کے

اظہار پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا اسلئے کہ مجھے تو یہ کامل یقین تھا کہ ہماری جدائی کے بعد جو میری اور آپکی
تشفی کے لئے ناگزیر تھی آپ اسی طرح میری تسلّی فرماتے رہا کرینگے۔ میرے گوشۂ تنہائی میں میرا
یہ خیال کہ آپ میرے پرسانِ حال ہیں میری راحت کا موجب ہے۔ میں باہمی الفت و محبت کی
لذتیں چکھ چکی۔ اور اُس عشق و محبت کے نشتروں کے چرکے برداشت کر چکی جو عشق اب
ہمارے درمیان مشترک نہیں ہے اور اُن تمامی خوشیوں کے خزانہ کو خالی کر چکی جو ایک شاہنشاہ
کی توجہات سے میسر ہو سکتا تھا اور ایسے شخص کے دیدار سے جس کو میں نے جان و دل
سے چاہا حاصل ہو سکتا تھا۔ لہٰذا ان تمامی باتوں کے بعد اب وہ کونسی شے ہے جس کی میں
آرزو کروں وہ اب گوشۂ عزلت میں بیٹھ رہنا اور آرام کرنا ہے۔ اب وہ کونسے دھوکے اور
فریب باقی ہیں جو مجھے دغا دے سکتے ہیں۔؟ کیونکہ جب یہی ضروری ہوا کہ میں آپ سے
دور اور مہجور رہوں تو یہ دنیاوی دلفریبیاں اور دھوکے بھی غائب ہو گئے۔ پس اب جو کچھ چند
انفاس اور حیاتِ مستعار کے لئے سہارا باقی رہ گیا ہے وہ آپ کا خیال ہے اور اپنے بچوں
کی محبت ہے۔ اور اس امکان کا تصور ہے کہ شاید اب بھی میں کچھ بھلائی کر سکوں اور سب
سے بڑا سہارا یہ ہے کہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ آپ خوش و خورم ہیں۔

"چونکہ آپ نے مجھے یہ اجازت دے دی ہے کہ اپنے ہمراہیوں کا جو میرے ساتھ رہا کریں
میں خود انتخاب کروں لہٰذا میں اس عنایت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہاں صرف ایک
بات سے مجھکو کسیقدر ایذا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دیہاتی مقام ہے۔ یہاں عادات میں دیہاتیت
پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریر سے یہ خطرہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر میرے ساتھ والے شرفا نے لباس
وغیرہ کی طرف سے ذرا بھی بے پروائی کی تو میرے رتبہ میں جو باقی رکھا گیا ہے گونہ خامی پڑ جائیگی
لیکن نہیں میں یقین کرتی ہوں کہ اس معاملہ میں آپ غلطی پر ہیں۔ کہ یہ شرفا ایک لمحہ کو بھی
میری واجبی تعظیم کی طرف سے غفلت کرینگے۔ نہیں وہ ایسا ہرگز روا نہیں رکھ سکتے۔ وہ جانتے
ہیں کہ میں کون ہوں اور شاہنشاہ سے مجھے کیا واسطہ رہ چکا ہے۔ اُن کے دلوں میں

آپ کا وقار اور میری سچی محبت موجود ہے پس حسب تحریر آپ کے مجھے کیا ضرورت ہے کہ اُن کو کسی بات کی یاد دہانی کراؤں۔ مجھے ملکہ کا خطاب اس لئے نہیں ملا ہے کہ میرے سر پر تاج رکھا گیا تھا اور اسلئے وہ معزز خطاب ہے نہیں یہ خطاب اس لئے معزز ہے کہ آپ نے منتخب کیا ہے۔ اس سے زیادہ قیمتی کوئی شے نہیں ہو سکتی اور میرے نام کو لازوال کرنے کے لئے بس اسی قدر کافی ہے۔

"مجھے امید ہے کہ یوجین آتا ہوگا۔ مجھے اُس کے دیکھنے کی بڑی آرزو اس وجہ سے اور بھی ہے کہ وہ آپ کے پاس سے آتا ہے اور آپ کی شفقت و محبت کے نئے نئے ثبوت مجھکو دیگا۔ اور میں اطمینان سے ہزاروں باتیں اُس سے پوچھوں گی اور وہ ایسی باتیں ہیں کہ میں آپ سے نہیں پوچھ سکتی اور آپ خود بھی اُن باتوں کو مجھے نہ لکھینگے۔ اپنی پرانی شناسا جوزیفائن کو بھول نہ جائیگا اور گاہے گاہے اُس کو لکھتے رہئے کہ آپ کے دل میں اُس کی محبت باقی ہے اس لئے کہ اسی پر اُس کی زیست کا دارومدار ہے۔ اور اُس کو اکثر مطلع کرتے رہئے کہ آپ خوش و خورم ہیں اور یقین رکھئے کہ اُس کی آیندہ زندگی کے ایام ایسی اور اسی قدر راحت اور آرام سے بسر ہونگے جسقدر اُس کے ایام ماضی پر آشوب اور بعض ہنگام غم آلود رہے ہیں"

اپنی نئی عروس کے ساتھ نپولین کو پیرس میں آئے ہوئے صرف تین ہفتے گذرنے پائے تھے کہ جوزیفائن نے اُس کو ایک خط اپنی اضطراری اور بے تابی کی حالت میں لکھا جس سے اُس کی مصیبت اور اندرونی تکالیف کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے۔ اُس نے لکھا:-

ازمقام ناورے

۱۹- اپریل سنہ ۱۸۱۰ء

"عالیجاہا۔

یوجین سے معلوم ہوا کہ میرے مالمے سن چلے آنے پر آپ رضامند ہیں اس عنایت

سے پیدا ہوئے تو ہمات جو دل میں پیدا ہوگئے تھے کیونکہ آپ کا کوئی مفاخرت نامہ موصول نہ ہوا تھا۔ بہت کچھ دور ہوگئے۔ مجھے تو یہ خیال ہوگیا تھا کہ اب آپ مجھے قطعی بھول گئے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوگیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا آج میں بہت اُداس نہیں ہوں اور ایسی خوش ہوں جیسی اس حالت تنہائی میں ہوسکتی ہوں۔ اور چونکہ جہاں پناہ کو کوئی اعتراض نہیں ہے میں اس مہینہ کے آخر میں مال مے سن واپس آجاؤنگی لیکن مجھے عرض کردینا ضروری ہے کہ اگر میری اور میرے ہمراہیوں کی صحت کے لئے ناوِرکا ایوان مرمت طلب نہ ہوتا تو میں جہاں پناہ کی اجازت سے جو مال مے سن آنے کے بارہ میں مجھے دی گئی ہے اسقدر جلد فائدہ نہ اُٹھاتی۔ مال مے سن میں میرا ارادہ بہت تھوڑے عرصہ تک قیام کرنے کا ہے اور پھر میں بہت جلد سمندر کے کنارہ چلی جاؤنگی اور یہ گذارش کرتی ہوں کہ مال مے سن میں میں اس طرح خاموشی سے دن گذاروں گی کہ گویا میں پیرس سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ جہاں پناہ۔ میں نے بڑی جاں نثاری اور قربانی کی اور اُس کے مصائب کا حال روز بروز مجھ پر زیادہ کھلتا جاتا ہے تاہم یہ قربانی ویسی ہی ہوگی جیسے ہونا چاہیئے۔ یعنی صرف میری جان بلاؤں کے تیروں کا نشانہ رہیگی۔ اور میری ایذا سے جہاں پناہ کی راحت و خوشی میں ذرا بھی فرق نہ آئیگا۔ میں تو رات دن گود پھیلائے یہی دعا کرتی رہتی ہوں کہ آپ شاداں و فرحاں رہیں۔ اور تاکہ جہاں پناہ کو میرے کہنے کا یقین ہو آپ کی نئی شادی کے متعلق ہمیشہ پاس ادب ملحوظ رکھونگی۔ اور خاموش رہونگی اور چونکہ آپ مجھ سے پہلے محبت کرتے رہے ہیں پس اب محبت کے مزید ثبوت کی مجھے آرزو نہیں۔ آپ کے انصاف اور اُن احکام کی جو میرے متعلق آپ کے قلب سے صادر ہونگے منتظر رہونگی۔ صرف ایک نوازش کی البتہ تمنا ظاہر کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ جہاں پناہ کے گوشۂ دل میں میری اور میرے متوسلین کی تھوڑی سی گنجائش رہے اور آپ کے دل میں میرے خیال و پاس اور دوستی کی زیادہ جگہ رہے اور اُس کے ثبوت آپ کی طرف سے

کبھی کبھی ملتے رہیں۔ اور اس سے مجھے رنج والم کم ہو جائیگا۔ اور آپ کی خوشی ہیں جو مجھے سب سے زیادہ مدنظر ہے اس سے کوئی کمی نہ ہوگی۔

جوزفائن

نپولین نے اس خط کا ایسا محبت آمیز جواب لکھا کہ جوزفائن نے بے قرار ہو کر حسب ذیل خط تحریر کیا۔

"جہاں پناہ نے مجھکو فراموش نہیں کیا اور اس کے ہزاران ہزار شکریے ادا کرتی ہوں آپ کا خط یوجین لایا میں نے بڑے اشتیاق سے یہ خط پڑھا اور بڑی دیر میں اس نامہ کو ختم کیا اس لئے کہ اس میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا جسے پڑھ کر میں نہ روئی ہوں۔ ان آنسوؤں سے مجھے بہت تسلی ہوئی۔ اور میرے دلِ بیمار کو شفائے کلی حاصل ہو گئی اور اب یہ اسی طرح بے تغیر رہیگا۔ اس خط میں بعض لفظیں میری جان ہیں اور ان کا اثر جان ہی کے ساتھ جائیگا۔ مجھے اس سے سخت مایوسی ہوئی کہ میرے ۱۹ تاریخ کے خط سے آپ کو صدمہ پہنچا۔ اب تو مجھے یاد نہیں کہ میرے جی کا کیا حال تھا۔ لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ جس وقت میں نے وہ خط لکھا تھا میرے جی کا بہت برا حال تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کا خط عرصہ سے آیا نہ تھا اور میری طبیعت جھنجھلائی ہوئی تھی۔ مال میسن سے میں نے آپ کو خط لکھا تھا اور اس وقت سے کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ آپ کو نامہ لکھوں۔ لیکن آپ کی خاموشی کی وجہ سے خیال میں تھی اور میں نے یقین کیا کہ ایک نامہ بھیجنے سے بھی میں آپ کی مخل ہونگی۔ لیکن آپ کا خط میرے حق میں تریاق کا کام کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخورم رکھے۔ اور آپ ایسے خورم وشاد کام رہیں جیسے آپ مستحق ہیں۔ اور یہ باتیں میرا دل کرتا ہے آپ نے مجھے تسلی دی اور میں اس کی پوری قدر کرتی ہوں۔ میرے نزدیک آپ کی توجہ کی برابر دنیا میں کوئی شے نہیں۔ آخر میں اسی قدر اظہار شکرگذاری کرتی ہوں جس طرح آپ سے محبت کرتی ہوں۔ والسلام"

جوزفائن

شادی کے تھوڑے دنوں بعد نپولین نے میریا لوئیا کو ہمراہ لے کر سلطنت کے شمالی صوبوں کا دورہ کیا۔ نپولین جس جس مقام پر پہونچا تھا بڑی مسرت سے استقبال کیا جاتا تھا۔ لیکن انگلستان اب بھی جنگ پر تلا ہوا تھا۔ اور نپولین کو اپنی سلطنت کی اندرونی اصلاحوں کی افکار کے علاوہ انگلستان جیسے دولتمند اور زبردست دشمن کے حملوں کی مدافعت کرنا پڑتی تھی۔ انگلستان اپنے جنگی جہازوں کے ذریعہ سے فرانس کے تمامی ساحل پر جہاں ذرا بھی موقع ہوتا تھا گولہ باری کرتا تھا اور سازشوں اور اپنی دولت کے ذریعہ سے بوربون خاندان کے حامیوں اور فرانس کے باغیوں کو بغاوت اور فساد پر برابر آمادہ کر رہا تھا اور اسپین اور پرتگال کے بلوائیوں کو ابھار رہا تھا اور بڑی چستی اور ہوشیاری سے ایسے ایسے انتظام کرتا تھا کہ آتش جنگ فرو نہ ہونے پائے۔ بلکہ یورپ میں برابر مشتعل رہے۔ اور ایسے عزم و ثبات سے کہ اگر اس کا اظہار کسی اچھے کام میں کیا جاتا تو نہایت قابل تعریف ہوتا اُس نے تمامی بغض و عناد سے جو نپولین کی حیرت انگیز لیاقت سے یورپ میں پیدا ہوتا تھا فائدہ اٹھایا۔ اور سلطنت امرائی کے مخالف اور جمہور کے بڑے حامی نپولین کے خلاف جتھہ پر جتھہ قایم کیا۔ اور اپنے اس ارادے میں نپولین کے خلاف انگلستان کو بے حد کامیابی ہوئی۔ اور پیچھے یورپ کی سرزمین پر جس کی سطح سے ابھی خون خشک بھی نہ ہوا تھا جنگ کا طوفان پھر بڑے شد و مد سے چلنا شروع ہو گیا۔

چونکہ اب نپولین کا آسٹریا سے رشتہ ہو گیا تھا اور جائز فرماں رواؤں کے حلقہ میں وہ داخل ہو گیا تھا۔ نپولین کو امید تھی کہ اب انگلستان صلح پر راضی ہو جائیگا۔ اور اسی توقع پر اس نے پھر بڑی جانفشانی کے ساتھ کوشش کی کہ انگلستان جنگ کو موقوف کر کے تلوار کو غلاف کرے۔ لیکن نپولین کو اب بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اور بار بار صلح کی کوشش کرنے سے اُس نے در اصل اپنے فرائض کو انتہا تک پہونچا دیا۔ مسٹر گاڈون نے سچ لکھا ہے۔ "صرف یہی کہنا کافی نہیں ہے کہ فرانس نے جنگ کو نہ چھیڑا

بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انگلستان سے صلح کر لینے کی سعی میں فرانس نے عاجزی سے اپنا سر زمین پر رکھ دیا ہے"

سیویرے لکھتا ہے "کہ آسٹریا کے خاندان سے رشتہ قایم ہو جانے سے پنپولین کو یہ امید ہو گئی تھی اب آسٹریا فرانس کے طرز حکومت کو تسلیم کر کے قلبی رفیق ہو جائیگا۔ اور اس کی مراد پوری ہو گئی اور یورپ میں صلح قایم رہے گی یا دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہئے کہ اب جدید جتھہ قایم ہو گا۔ اور سب معاملات تکمیل کو پہونچ جائینگے صرف انگلستان سے صلح کر لینا باقی رہ جائیگا۔ اور واقعی یہ بات تھی کہ انگلستان سے صلح کر لینے کا اُس کو ہر وقت خیال رہتا تھا۔ اور فرانسیسیوں کی ایسی حالت ہو رہی تھی کہ جب تک انگلستان سے صلح نہ ہو جاتی جنگ کا خاتمہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ دو دفعہ روس کو بیچ میں ڈال کر انگلستان سے صلح کی درخواست کی گئی لیکن انگلستان سے ایسا صاف جواب ملا کہ انکار کی وجوہ تک ظاہر نہ کی گئیں۔ مگر شاہنشاہ نپولین کو اب بھی قطعی مایوسی نہ ہوئی اور اُس کو اُمید تھی کہ بوجوہ معقول درخواست صلح پیش کرنے سے ممکن تھا کہ انگلستان صلح پر آمادہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے انگلستان کی رائے معلوم کرنے کی تدبیر کی۔ کہ دیکھوں میری امید صلح کہاں تک درست ہے۔ چنانچہ مخفی طور سے اس بات کے جاننے کی کوشش کی گئی اسلئے کہ دوسری صورت میں نپولین کے ارادہ کا افشا حد سے متجاوز منصور ہوتا۔ ہالینڈ کو بحری صلح کی خود فرانس سے بڑی ضرورت تھی۔ بادشاہ لوئی سے ہالینڈ کی رعایا بہت خوش تھی۔ اور اُس سے نپولین نے بھی صاف کہدیا تھا کہ اگر ہالینڈ کی تجارتی راہیں موانع قایم رہے تو ہالینڈ پر میری فرماں روائی بے سود ہے۔ اور اُس نے نپولین کی رضامندی سے انگلستان کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ پہلے صرف تجارتی تعلقات کے پیرایہ میں بات چیت شروع کی گئی۔ ہالینڈ کے دار الحکومۃ ایمسٹرڈم کا کارخانہ "ہوپ" نامی انگلستان سے ایسا بڑا تجارتی تعلق رکھتا تھا کہ کسی اور کارخانہ کو ایسا تعلق نہ تھا اور اس کارخانہ کے متعلق یہ خدمت مناسب طور سے

کی جا سکتی تھی اس کارخانہ میں ایک شخص مانسیور لابوشیر بھی شریک تھا اور لندن میں اس کے رشتہ وار موجود تھے جو تجارت پیشہ تھے۔ اور اسی مانسیور لابوشیر نے اپنی رپورٹ ہوپ کے کارخانہ کو بھیجی اور پھر کارخانہ کے ذریعہ سے ہالینڈ کے بادشاہ لوئی کو وہ رپورٹ دی گئی اور لوئی نے نپولین کے پاس بھیجی۔

"اسی اثنا میں فوشے نے جو پولیس کا چالاک وزیر تھا خود اپنی جوابدہی پر نپولین کی لاعلمی میں ایک خفیہ ایجنٹ انگلستان کی وزارت کو روانہ کیا اور یہ انوکھی خدمت مانسیور اووراڈ کے سپرد کی۔ سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ" اووراڈ اور شاہنشاہ نپولین کے ایجنٹ کو ایک دوسرے کی مفوضہ خدمت کا کچھ علم نہ وا اور مارکوئس آف ویلزلی سے دونوں نے خط و کتابت شروع کردی لیکن مارکوئس آف ویلزلی کو دو طرف سے خط و کتابت شروع ہونے پر شبہہ پیدا ہوگیا اور اس نے مسئلہ خط و کتابت یک قلم موقوف کردیا۔" نپولین کی صلح کے متعلق ان تھک اور متواتر کوششوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا خواہشمند نہ تھا چونکہ نپولین کو اس معاملہ میں سخت ناکامی ہوئی تھی وہ فوشے پر بہت برہم ہو گئے تھے۔

فوشے کے دوران اظہار میں نپولین نے اس سے پوچھا "اووراڈ انگلستان کس مقصد سے بھیجا گیا تھا۔"

فوشے نے جواب دیا۔

"صرف اس لئے بھیجا تھا کہ نئے وزیر خارجہ کی حکمت عملی کی ٹٹول کرے اور میں آپ کو اس سے مطلع کروں۔"

نپولین نے کہا۔ "تو گویا اب میرے بے علم و اطلاع آپ خود جنگ یا صلح کرنے لگے ہیں۔ ڈیوک آف اٹرینٹو (فوشے) تمہارا سر قلم کر دینے کے لایق ہے۔"

صیغۂ پولیس کی وزارت سے پہلے ہی نپولین نے فوشے کو معزول کیا لیکن اپنی فیاضی سے اُس کو روم کا گورنر کر کے پیرس سے باہر بھیجدیا۔

نپولین سے بعد کو کہا تھا فوشے دوسرے کے جوتے میں پاؤں ڈالے ہمیشہ گھسیٹا رہتا ہے اور دخل در معقولات اُس کی عادت ہے۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں۔ مارکوئس آف ویلزلی کو برطانیہ کی خوشحالی پر کیونکہ دنیا کی تجارت اُس کے قبضہ میں تھی اور نیز برطانیہ کی اِس قابلیت پر کہ وہ عرصہ دراز تک جنگ کو جاری رکھ سکتی تھی بڑا اصرار تھا۔

انگریزی جہاز بڑی کامیابی سے سمندروں پر گشت کر رہے تھے اور بحر اعظم کے مالک تھے اور انگلستان کی ایک زبردست بحری فوج نے جا کر فرانسیسیوں سے جزیرۂ جاوا چھین لیا تھا۔

ایلی سن صاحب کہتے ہیں بر اعظم ایشیا جزیرۂ جاوا سمندر پار فرانسیسیوں کی سلطنت کی آخری نوآبادی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کا اس پر بہت دنوں سے دانت تھا۔ چنانچہ جاوا کے مقابلہ میں مدراس میں فوج اور سامان تیار کیا گیا اور کامل فتح ہوئی اور تمام جزیرہ دولت برطانیہ کے قبضہ میں آگیا۔ اور انگلستان اور نپولین کے باہم بحری جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ ادھر فرانس کے قبضہ میں کوئی نوآبادی باقی نہ رہی۔

انگلستان کی اس جرأت اخلاقی پر سب حیرت سے سرگردان ہیں کہ خود تو تمامی دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں کرتا چلا جاتا تھا اور نپولین پر بلند نظری اور ہوس کا الزام لگا رہا تھا۔

ایلی سن صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔ ”اپنے رقیبوں سے سب نوآبادیاں چھین کر بنی نوع انسان کے سب آمدنی کے ذریعے انگلستان نے اپنے قبضہ میں کر لئے لیکن اب بھی اتنے پر قناعت نہ کی۔ اس لئے کہ انگلستان کو بحری قوت سب سے زیادہ حاصل تھی اور فرانس کا بری عظمت کے اعتبار سے کوئی مماثل نہ تھا پس دونوں رقیبوں نے اب آخری اور قطعی مٹ بھیڑ کی تیاریاں کیں۔ انگلستان نے یورپ میں سب پر فضیلت قایم کرنے

کی غرض سے فرانس کے مقابلہ میں بحری افواج کو متحرک کیا اور فرانس نے پرانی دنیا میں اپنی عظمت قایم کرنے کی نیت سے روس کو اپنا بازی گاہ بنایا۔"

جب سے فرانس کی بحری طاقت کا خاتمہ ہوا اُس کی تجارت بھی برباد ہوگئی۔ نو آبادیاں بھی چھین لی گئیں۔ اور اُس کے ساحل پر جہاں دست رس ہوئی۔ انگلستان نے گولے برسائے اور صلح کے پے درپے پیغاموں پر سوکھے اور توہین کے جواب دئیے گئے پس ایسے سخت اور بیدرد دشمن کے مقابلہ میں فرانس کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ انگلستان کی تجارت کو یورپ کے براعظم سے خارج کردے۔

لوئی بونا رٹ ہالینڈ کے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اپنی رعایا کی مالی خوش حالی کی اُسے زیادہ فکر تھی اور اپنے بھائی نپولین کی مصالح ملکی کی پرواہ نہ تھی اور انگریزی تجارت کو بند نہ کرتا تھا۔ اور انگریزی مال کثرت سے ہالینڈ میں خفیۃً آتا تھا اور وہاں سے تمام یورپ میں پھیل جاتا تھا۔

نپولین نے عزم کیا کہ اس قسم کی کارروائیوں کو بند کردے کیونکہ ان سے نپولین کی انگلستان کے مقابلہ میں ایسی جنگ سے جس سے کسی قسم کی خونریزی نہ ہوتی تھی بڑا نقصان عائد ہوتا تھا۔

وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے تمام جدید جمہوری حکومتوں سے جن کو میں نے قایم کیا ہے مدد مانگنے کا حق حاصل ہے کیونکہ یہ فرمانروائیاں اپنے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے فرانس کی مدد کی محتاج تھیں۔ اور اگر فرانس ہی کی جمہوری حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو ان چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتوں کا کہیں پتہ نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نپولین کا زوال ہوتے ہی یہ سب جمہوری حکومتیں قبر میں جا سوئیں۔ بس نپولین کو یقین تھا کہ اگر ان حکومتوں سے جو باہمی تعلقات کی وجہ سے ایک تھیں مدد طلب کیجائیگی تو یہ فعل جو دسری یا جبر کا نہیں ہے۔ اور وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ اگر ان حکومتوں نے مدد نہ کی تو سب کا خاتمہ بھی ہوجائیگا۔ روس اور پروشیا تک نے صلحناموں میں واثق وعدے اور عہد کر لئے تھے کہ ہم بھی پوری مدد دینگے تاکہ انگلستان کے تو پخانوں کا مُنہ بند کردیا جائے۔

اب نپولین نے اپنے بھائی لوئی کو ایک خط لکھا جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ہالینڈ کے خلاف نپولین کو کیا کیا شکایتیں تھیں۔

"برادرمن تمھارا مراسلہ موصول ہوا تم چاہتے ہو کہ ہالینڈ کے متعلق میں اپنی رائے کا تم پر اظہار کروں۔ اچھا لو۔ میں صاف صاف لکھتا ہوں۔ جب تم تخت نشین ہوئے تو قوم کے ایک حصہ نے فرانس سے متحد ہو جانا چاہا لیکن اس بہادر قوم کے کارنامے میں نے تاریخ میں پڑھے تھے اور اس کی وقعت میرے دل میں بہت تھی۔ لہذا میں نے چاہا کہ یہ قوم خود مختار رہے تو اچھا ہے۔ چنانچہ اس کی حکومت کے قواعد میں نے خود مدون کئے جو تمھاری فرمانروائی کی بنیاد تھے اور پھر تم کو تخت نشین کیا۔ چونکہ تم نے میری نگرانی میں تربیت پائی تھی تو تم سے فرانس کے ساتھ محبت کی وہی توقع تھی جو فرانس کو اپنے بچوں اور اس سے بھی زیادہ اپنے شاہزادوں سے ہوسکتی تھی۔ اور مجھے امید تھی کہ چونکہ تم نے میری حکمت عملی کی تعلیم پائی ہے تم ضرور جانتے ہوگے کہ بے مددگار اور بغیر افواج کے اگر ہالینڈ براہ راست فرانس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگا تو فرانس اس کو ضرور فتح کرلیگا۔ اور اسی لئے اس کی حکمت عملی وہی ہونا چاہئے جو میری ہے اور مختصر یہ ہے کہ فرانس اور ہالینڈ کے باہم معاہدہ بھی یہی تھا۔

پس میں نے خیال کیا کہ ہالینڈ پر اپنے خاندان کا شاہزادہ فرماں روا کردوں تاکہ فرانس اور ہالینڈ انگلستان مقابلہ میں ایک ہو جائیں اور آپس میں متفق ہو کر کام کریں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگوں کا یہ دستور ہوگیا ہے کہ میری تعریف کرتے ہیں اور فرانس پر ہنستے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو فرانس سے محبت نہیں ان کو مجھ سے بھی محبت نہیں ہے۔ اور جو لوگ میرے جمہور کی مذمت کرتے ہیں ان کو میں اپنا سب سے بڑا دشمن خیال کرتا ہوں۔ میرے آپ کے بھائی چارہ جب ہی تک ہے جب تک آپ اپنے تئیں فرانسیسی ثابت کرینگے لیکن اگر آپ نے ان اصولوں کا خیال نہ کیا جن کی وجہ سے ہمارے باہم اتحاد ہے تو کوئی برا ماننے کی بات نہیں کہ اگر میں بھی ان تعلقات کا خیال نہ کروں جو حقیقی بھائیوں میں ہوتے ہیں۔"

مگر لوئی نے ہالینڈ اور انگلستان کی تجارت میں مداخلت کئے جانے پر سخت شکایت کی اور آخر کار اسقدر ناراض ہوا کہ ہالینڈ کی فرماں روائی سے دست کش ہوکر ہالینڈ سے مخفی طور سے چلا گیا۔ اور بیماری اور خانگی بے لطفی نے اس کی زندگی کو بدمزہ کر دیا۔

شاہنشاہ نے سینٹ ہلینا میں کہا "روسو کی تصانیف پڑھ کر لوئی برباد ہوگیا۔ اپنی بیوی سے اس نے چند ماہ میل جول رکھا۔ دونوں میاں بیوی میں عیب تھے۔ لوئی تو ایسے مزاج کا واقع ہوا تھا کہ ہر وقت دق کرتا رہتا تھا اور ہورٹنس حد سے زیادہ زندہ دل تھی۔ شادی کے وقت دونوں میں محبت ہوگئی تھی۔ یہ شادی جوزیفائن کی تجویز سے ہوئی تھی اور اس سے اس نے اپنے ذاتی مقاصد سوچے تھے۔ اس کے برخلاف میری یہ رائے تھی کہ اپنی رشتہ داری دوسرے خاندانوں میں بڑھاؤں اور کچھ عرصہ کو میرا یہ خیال ہوگیا تھا کہ ٹلیرانڈ کی بھتیجی سے لوئی کی شادی کروں۔

"لیکن نیکوکار۔ فیاض اور جان نثار ہورٹنس بھی اپنے شوہر کے ساتھ برتاؤ کرنے میں قصور سے بری نہیں ہے۔ اور باوجود اپنی الفت و محبت کے جو ہورٹنس سے مجھے تھی میں اس بات کا ضرور اقرار کرونگا۔ اگرچہ لوئی ایک بیہی اور اداس طبیعت کا شخص تھا۔ اور مزاج بھی چڑچڑا تھا تاہم ہورٹنس سے اس کو محبت تھی اور ایسی حالت میں ہورٹنس کو لازم تھا کہ اپنے مزاج میں اصلاح کرکے لوئی کی محبت کا بدلہ کرتی۔ اگر ہورٹنس ایسا کرتی تو اچھے نتیجے نکلتے۔ عدالت سی چارہ جوئی کرنے پر بھی وہ مجبور نہوتی۔ اور خوش رہتی اور ہالینڈ کو اس کے ہمراہ جاتی اور پھر لوئی ایمسٹرڈم سے نہ فرار ہوتا اور میں ہالینڈ کو فرانس سے الحاق کرنے پر مجبور نہ ہوتا اور یورپ سے میرا اعتبار نہ اٹھتا"

لوئی نے نپولین کو لکھا "انگلستان پر اثر کے ساتھ حملہ کرنے کے تین طریقے ہیں یعنی آئرلینڈ کو اس سے جدا کر لینا۔ اس کے ہندوستانی مقبوضات کو چھین لینا۔ یا خود انگلستان کے ساحل پر حملہ آور ہونا۔ پچھلے دو طریقے بحری افواج کے بغیر تو ناممکن ہیں۔ لیکن یہ سمجھ میں

نہیں آتا کہ پہلے طریقے سے یوں آسانی کے ساتھ ہاتھ کیوں اٹھا لیا گیا ہے۔ اور جو طریقے ہیں نے لکھے ہیں صلح حاصل کرنے کے لئے یقینی ہیں اور جو طریقہ دشمن کو گزند پہنچانے کا آپ نے اختیار کیا ہے یعنی انگلستان کی تجارت کو بند کیا ہے اُس سے خود آپ کا اور آپ کے رفقاء کا نقصان ہو رہا ہے"

اس اثنا میں ہورٹنس اپنے دو بچوں سمیت پیرس میں تھی اور شوہر سے جدا ہو چکی تھی۔ نپولین نے اُس کے چھوٹے بچے کو جس کا نام بھی نپولین تھا اور جو موجودہ بادشاہ فرانس کا بھائی تھا اپنی گود میں لیا اور اُس سے کہا "بیٹا آؤ۔ میں تمھاری سرپرستی کروں گا۔ تمھارا کوئی نقصان نہ ہو گا۔ تمھارے باپ کے طرزِ عمل نے میرا بہت جی دکھایا ہے لیکن یہ بات شاید اُس کی خلقی کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ جب تم بڑے ہونا تو اپنے باپ کی اور خود اپنی شکر گذاری تنہا ادا کرنا اور یہ بات کبھی فراموش نہ کرنا کہ میری حکمتِ عملی کی وجہ سے تمھاری کوئی حالت کیوں نہ ہو تمھارا پہلا فرض میرے ساتھ اور دوسرا فرض فرانس کے ساتھ ہے۔ اور تمھارے دوسرے فرائض تمھاری رعایا کے ساتھ جو تمھارے سپرد کی جائیگی ان فرائض کے بعد ہیں"

سویرے کہتا ہے "کہ لوئی کے تخت سے دست بردار ہونے اور فرار ہو جانے سے عام رائے میں نپولین کی بدنامی ہوئی لیکن ایک شخص سے جو نپولین کے پاس موجود تھا مجھے یہ حال معلوم ہوا کہ جب لوئی کے متعلق شاہنشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ فرمانروائی سے دست بردار ہو کر لوئی فرار ہو گیا تو وہ حیرت میں ڈوب گیا۔ اور چند لمحے تک خاموشی کا عالم طاری ہو گیا اور اُس کے بشرے سے سخت تردد کا اظہار ہو رہا تھا۔ اُس وقت اُس کو یہ خبر تھی کہ اس واقعہ سے معاملاتِ ملکی پر کیا اثر پڑنے والا تھا۔ سردست اُس کو اپنے بھائی کی ناشکری کا خیال آیا اور جب اُس نے ذیل کی لفظیں کہیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا دل پھٹا جاتا ہے۔ اُس نے کہا "ایسے بھائی سے جس پر میرے بڑے بڑے احسان تھے کیا ایسے ضرر رساں فعل کی توقع کی جا سکتی ہے؟ جب میں فوج میں صرف لفٹنٹ تھا تو اپنی تھوڑی سی

تنخواہ میں سے بچا بچا کر میں نے اُس کو تعلیم دی۔ اور اپنی کمائی اُس کو شریک کر کے کھائی۔ اور میری مہربانی کا اُس نے یہ معاوضہ کیا؟ اسوقت شاہنشاہ سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی۔"

انھیں معاملات کی شرح کرتے ہوئے نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔"جب میرے بھائی نے غلطی سے عام بدنام کرنے والوں کی بہتانوں کو شان و شوکت خیال کیا، اور تخت چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اور مجھکو بدنام کیا اور مجھ پر بلند نظری کی سیری نہ ہونے والی ہوس اور ظلم کی تہمت لگائی تو پھر میرے کرنے کا کیا کام باقی رہ گیا تھا۔ کیا میں ہالینڈ کو دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیتا یا اس پر دوسرا فرماں روا مقرر کرتا۔ جب بھائی نے یہ سلوک کیا تو غیر سے کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اور کیا جتنے باوشاہ میں نے مقرر کئے سبھوں نے ایسا ہی سلوک نہ کیا؟ میرے خاندان والوں نے میری ذرا امداد نہ کی۔ بلکہ انھوں نے مجھے اور اُن مقاصد کو جن کے واسطے میں لڑتا رہا اُلٹا نقصان پہنچایا۔ لوئی متلون مزاج تھا۔ اور یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ اُس کی صحت خراب تھی لیکن نہیں اُس کے دماغ پر زیادہ خراب اثر متلون مزاجی سے پڑا۔ اُس میں نہایت مُضر کمزوریاں تھیں۔ بلکہ وہ بیکار ہی ہو گیا تھا۔ ہالینڈ کا میں نے فرانس سے الحاق کر لیا اور اس سے یورپ میں بہت بڑا اثر ہوا اور ہماری مصائب کی اسی سے بنیاد پڑی۔"

اب نپولین کے گرد جلد جلد مصیبتوں کی گھٹا چھانے لگی۔ انگلستان۔ اسپین میں بڑے زور شور سے جنگ کو ترقی دے رہا تھا اُدھر روس میں غصہ بڑھتا گیا اور وہ مخالفت پر آمادہ ہونے لگا۔ فرانس کے ماہی گیروں کے ساتھ بھی انگلستان نے اب زیادتی شروع کر دی تھی کہ اُن کی کشتیاں پکڑلی جاتی تھیں۔ فرانس کی بحری تجارت ستیاناس ہو گئی تھی۔ کوئی صورت ہی سوائے اس کے باقی نہ رہی تھی کہ فرانس انگلستان کی تجارت کو یورپ سے خارج کر کے انگلستان کا مقابلہ کرے۔ لیکن اس انتظام سے خود فرانس کی

بدولت یورپ کی تجارت کو سخت نقصان پہنچا اور نپولین کے یورپ ہی کے اندر دشمن پیدا ہونے لگے پس نپولین کے لئے تین صورتیں باقی رہ گئی تھیں۔ ایک تو یہ تھی کہ وہ عاجزی سے اپنا سر زمین پر رکھدے اور جیسا انگلستان حکم دے ویسی تعمیل کرے۔ دوسرے فرانس کے تاج و تخت کو پھر بوربون بادشاہ کے حوالہ کردے۔ تیسرے یورپ سے انگلستان کی تجارت کو مسدود کرنے کا انتظام کرے اور اس میں چاہے بعض حالتوں میں خودسری اور زیادتی ہی سے کیوں کام نہ کرنا پڑے۔ پس صرف اپنے زبردست ہونے کے استحقاق سے اُس نے دے سے لے کی چھوٹی مذہبی ریاست کو فرانس سے ملحق کرلیا۔ تاکہ سمپلن اور اٹلی کے درمیان کا بیاراستہ محفوظ ہو جائے اور اسی قسم کی زبردستی سے اُس نے دریائے شیلٹ کے دہانہ سے لے کر دریائے ایلیب کے دہانہ تک فوجی چوکیاں قایم کردیں کہ محصول مار لینے اور خفیہ مال لانے والوں کی کشتیوں کی نگرانی رہے"

اب ایک نوجوان سیکسن جس کی عمر بیس سال کی تھی اور جس کا نام وان سٹیپن تھا۔ پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اُس نے اقرار کیا کہ میرا قصد شاہنشاہ نپولین کے قتل کرنے کا تھا اور میں چاہتا تھا کہ نپولین کے نام کے ساتھ اپنے نام کو بھی لازوال کردوں اور اُس نے کہا کہ میں یہ بات بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اس ارادے میں کامیاب ہوں یا ناکام ہوں دونوں حالتوں میں قتل کیا جاؤنگا۔

سیوری کہتا ہے کہ" اس واقعہ کی اور حملہ کارروائی کی جو اس کے بعد پیش آئی تھی میں نے شاہنشاہ کو تحریری رپورٹ کی اسلئے کہ اقدام قتل کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا تھا شاہنشاہ نے میری رپورٹ کے حاشیہ پر اپنی قلم سے لکھدیا" اس معاملہ کے اظہار وافشا کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس جوان کی جوانی پر رحم چاہیئے۔ اس عمر میں کسی شخص کو میں اُس وقت تک مجرم اور قابل سزا کے نہیں خیال کرتا جب تک ایسے جرائم بار بار کرکے وہ پکا جرائم پیشہ نہ ہوجائے۔ چند سال میں اُس کے خیالات بدل جائینگے

لہٰذا ایسی حالت میں ایک خبطی جوان کو بیفائدہ قتل کئے جانے کا افسوس کرنا پڑیگا۔ اور اُس کے خاندان کے لوگ مفت رنج والم میں مبتلا ہونگے اور خاندان کے ساتھ بدنامی کا ایک دھبہ قائم ہوجائیگا۔ صرف اتنا کرو کہ ون سنس کے قلعہ میں اُس کو نظر بند کردو اور اُس کی اُسی طرح خبر گیری کرتے رہو جو چلے ہوئے دماغ والے شخص کی کرنا لازم ہے۔ اُسے کتابیں دو کہ مطالعہ کیا کرے اور اُس کے خاندان والوں کو اس واقعہ کی کیفیت لکھ بھیجو اور چند روز میں وہ اچھا اور صحیح الحواس ہوجائیگا۔ اس معاملہ کا آرچ چینسیلر سے بھی تذکرہ کردو اور وہ معقول رائے دیگا؟"
چنانچہ شاہنشاہ کی ہدایت کے موافق وان ڈرسلمن ون سنس کے قلعہ میں زیر حراست کردیا گیا اور وہاں وہ اُس وقت تک موجود تھا جبکہ متحدہ بادشاہوں کی فوجیں پیرس میں داخل ہوئیں"

چونکہ نپولین کو نہایت اہم معاملات کی اُدھکار نے گھیر رکھا تھا۔ یعنی اپنی بڑی سلطنت کے صنعت وحرفت کے ذرائع کو ترقی دے رہا تھا۔ انگلستان کے حملوں کو روک رہا تھا۔ براعظم یورپ میں مختلف فرماں رواؤں سے رابطۂ اتحاد قایم کررہا تھا اور اسپین کی مصیبت خیز جنگ کا انتظام کررہا تھا جو روز بروز ہولناک صورت اختیار کرتی جاتی تھی۔ یہ سال جلد ختم ہوگیا اور چونکہ خود دریائے ڈینوب کے کنارے جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے عرصہ تک فرانس سے باہر رہا لہٰذا اسپین کی جنگ اپنے جنرلوں کے سپرد کرنا پڑی تھی۔

۱۱۔ مارچ ۱۸۱۱ء کی شام کو میریا لوئیا کے دردزہ شروع ہوا اور بہت دیر تک رہا اور حالت خطرناک ہوگئی اور ڈاکٹروں نے نپولین کو اطلاع کی کہ نہایت نازک حالت ہوگئی ہے اور اب یا تو بچہ کی جان سے مایوس ہونا چاہئے یا ماں کی جان سے ناامید ہونا چاہئے نپولین نے کہا۔ بچہ کی جان کی پروا نہ کرنا چاہئے اور خود بارہ گھنٹے تک ایوان سے باہر گیا اور اس طولانی تکلیف کی حالت میں ملکہ کی تسلی کی طرح طرح سے تدبیریں کرتا رہا۔

"نپولین نے یہ دیکھ کر کہ ڈاکٹر ڈیو بوائی کے حواس جاتے رہتے ہیں اُس سے پوچھا کہ کیا ایسی حالت کبھی اور سنی نہیں گئی ہے؟"

"ڈاکٹر نے جواب دیا۔ نہیں۔ ایسا ہوتا ہے لیکن نہایت شاذ۔"

نپولین نے کہا "ڈاکٹر ڈیو بوائی۔ دیکھو۔ اپنے حواسوں کو جمع کرو۔ اور مت خیال کرو کہ تم ملکہ کے ساتھ ہو۔ بلکہ اس طرح دلجمعی سے کام کرو کہ گویا تم ایک معمولی سوداگر کی بیوی کا علاج کر رہے ہو"

نپولین کے اس مشورہ کا ایسا اچھا نتیجہ ہوا کہ ماں اور بیٹے دونوں کی جان بچ گئی۔

یہ پہلے تجویز ہو گیا تھا کہ تخت کے وارث کے تولد ہوتے ہی توپ کی سلامی داغی جائے اگر شاہزادی ہو تو اکیس ضرب توپ فیر کی جائیں اور اگر شاہزادہ ہو تو سو توپیں چھوڑی جائیں ۲۰ مارچ ۱۸۱۱ء کو چھ بجے صبح سے بڑی توپوں سے سلامی ہونا شروع ہو گئی۔ تمام پیرس کے باشندوں کو معلوم ہو گیا کہ نیا مہمان آگیا۔ دریچے کھول دیئے گئے۔ ہر ایک نے بڑے اشتیاق سے توپوں کی آواز پر کان لگایا۔ سوتے ہوئے جاگ پڑے اور اس کاروباری دار الحکومۃ پیرس میں خاموشی چھا گئی اور بڑے غور سے ہر ایک فیروں کی تعداد شمار کرنے لگا اور جس وقت اکیسویں توپ چل چکی ہر ایک شخص کا دل تردد اور انتظار سے دھڑکنا بند ہو گیا اور اشتیاق کی کوئی انتہا باقی نہ رہی۔ ادھر گولندازوں نے بھی شرارت سے بائیسویں فیر میں ذرا دیر کر دی۔ اور پیرس والوں کے انتظار میں سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی پھر اس کے بعد جو سلامی شروع ہوئی وہ نہایت ہی زور کی تھی اور اس کا شروع ہونا تھا کہ پیرس کے باشندوں نے ایک ساتھ خوشی کا ایسا نعرہ مارا کہ توپوں کی گرج سے جا ملا۔ کسی بادشاہ کو قوم نے ایسی خوشی اور جوش مسرت سے ان موقعوں پر مبارکباد نہ دی ہوگی جیسی آج نپولین کو دی گئی۔ اور شاہزادہ کے تولد پر جس کو شاہ روم کا خطاب دیا گیا کیا خوشی کا اظہار نہ ہوا۔ لیکن ایک پرغور شخص جب اسی شاہزادہ کی وفات کا حال اس کی پیدایش کی دھوم دھام سے مقابلہ کرتا ہے تو دریائے عبرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ ہائے اس وقت جبکہ یہ شاہزادہ پیدا ہوا کسی کو کیا خبر تھی کہ اس کا نامور باپ

شاہنشاہ نپولین سینٹ ہلینا کے ویران اصطبل میں اسیری کی بلائیں جھیل کر مریگا اور خود یہ شاہزادہ آج جس سے فرانسیسی قوم فوق العادت محبت کا اظہار کر رہی ہے اور جس کی ذات سے قوم کی بڑی بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں غم اور فراموشی کی حیات کے چند سال جی کر ایسی قبر میں جا سوئیگا کہ کسی کو یاد بھی نہ رہیگا۔ ؎

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

گھنٹوں کے بجنے اور توپوں کی سلامیوں سے شاہزادہ کے تولد کی خبر تمام فرانس میں بہت جلد پہنچ گئی۔ جوزفائن ناوریر میں تھی اور اسی سوگ کی حالت میں مسرت سے باغ باغ ہو گئی۔ شاہزادہ کے تولد کی شام ہی کو اُسے پادری سے معلوم ہو گیا تھا کہ نپولین کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اُن آنسوؤں کو جو اس کی تنہائی کے کمرے میں اُس کی آنکھوں سے نکلے کسی نے نہ دیکھا لیکن آدھی رات کو جوزفائن نے قلم ہاتھ میں اُٹھائی اور حسب ذیل خط لکھا:۔

جناب عالی۔

فرانس کے ہر گوشہ اور فوج کی ہر ایک رجمنٹ سے آپ کو مبارک باد دی جا رہی ہے۔ ایسی حالت میں کیا ایک زار و ناتواں دکھی عورت کی کمزور آواز آپ کے کان میں پہونچ سکتی ہے ازراہ کرم اُس عورت کی بات پر بھی توجہ کیجئے جس نے اس سے قبل بسا اوقات آپ کے رنج میں حصہ لیا ہے اور بہت سی فکر کی ساعتوں کو خوشگوار بنایا ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ صرف اُس مسرت کے واقعہ کا تذکرہ کرتی ہے جس سے آپ کی دلی مُرادیں برآئیں۔ چونکہ اب میں آپ کی بیوی نہیں ہوں تو کیا اس بچہ کے تولد ہونے پر آپ کو مبارک باد دینے کی جُرات کر سکتی ہوں۔ ہاں بیشک میں جُرائت کر سکتی ہوں کیونکہ میں آپ کے انصاف سے آگاہ ہوں اور اسی طرح آپ کو بھی میرا حال معلوم ہے مجھے اس موقع پر اتنی ہی خوشی ہوئی ہے جتنی آپ کو ہوئی ہے۔ اور آپ سے کچھ پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم جدا ہیں لیکن باہمی ہمدردی کا دھاگہ

کا وہی حال ہے جو ہمیشہ باقی رہیگی۔
شہزادہ کے تولد کی خبر مجھے خود آپ کے خط سے ہونا چاہئے تھی نہ کہ ایک پادری یا امام کے ذریعہ سے۔ مگر میں جانتی ہوں کہ سب سے پہلے آپ کے خیالات ارکین سلطنت وزرائے دول خارجیہ اور اپنے خاندان اور خاص کر اس خوش نصیب ملکہ کی طرف متوجہ ہوئے ہونگے جس کی بدولت آپ کی مراد پوری ہوئی۔ اگرچہ وہ میری طرح جان نثار نہیں ہوسکتی تاہم اس کی وجہ سے آپ کی دلی تمنا ضرور پوری ہوئی اور فرانس کی آرزو برآئی۔ پس ملکہ کا حق ہے کہ پہلے آپ اسی کی طرف توجہ فرمائیں۔ رہی میں تو میں صرف آپ کے ایام مصائب میں آپ کی ایک رفیق تھی ایسی حالت میں بھلا میرا کیا استحقاق ہوسکتا ہے کہ آپ سے کسی مزید عنایت کی درخواست کروں۔ کیونکہ ملکہ لوئیا کی طرح میری محبت کی آپ کے دل میں گنجائش نہیں ہے اور جب تک ملکہ کی دیکھ بھال سے آپ کو فرصت نہو جائے اور آپ بچہ کو اچھی طرح جی بھر کے پیار نہ کرلینگے مجھے خط کیوں لکھنے لگے۔ اچھا میں انتظار کرونگی۔

"لیکن یہ لکھنے سے میں باز نہیں رہ سکتی کہ آپ کی خوشی پر جتنی خوشی مجھے ہوگی دنیا میں کسی اور کو نہیں ہوسکتی۔ اور میری صداقت میں آپ ذرا شبہہ نکریں اُس جان نثاری پر جو سب کی دلجمعی کی خاطر میں نے کی ہے مغموم ہونا تو درکنار میں اپنے تئیں اس قربانی پر مبارکباد دیتی ہوں کہ اس کا جو کچھ اثر پڑا وہ میرے ہی اوپر پڑا لیکن اس میں بھی میری غلطی ہے۔ چونکہ آپ خوش ہیں میں بھی خوش ہوں۔ مگر پھر بھی اس بات کا افسوس ہے کہ اپنی محبت کے کافی ثبوت میں آپ کو نہ دے سکی۔ ملکہ کی صحت کا مجھے کچھ حال معلوم نہوا۔ لیکن میں توقع کرتی ہوں کہ اس خوشی کے متعلق جس سے آپ کا مشہور نام باقی رہنے والا ہے تفصیلی حالات آپ خود مجھے تحریر فرمائینگے۔ یوجین اور ہورٹنس تو مجھے جملہ حالات لکھیں گے لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ بچہ کی خیریت خود لکھیں اور لکھیں کہ صورت میں آپ سے ملتا ہے اور اُس کے دیکھنے کی کسی دن مجھے اجازت فرمائی جاویگی۔ مختصر اینکہ مجھے آپ پر بے انتہا بھروسہ ہے اور اسی کی

وجہ سے مجھے دعویٰ ہے۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ آپ کی الفت جب تک باقی رہیگی جب تک میری سانس باقی ہے۔"

جوزیفائن نے یہ خط بھیجا ہی تھا کہ ایک قاصد آیا اور شاہنشاہ کا خط لایا۔ جوزیفائن نے نوخیز ازکیدن خواص سے یہ خط بڑے اشتیاق سے لیا اور اپنے خلوت کے کمرے میں چلی گئی اور پورے آدھ گھنٹہ میں باہر نکلی۔ اُس کی آنکھیں روتے روتے سوج گئی تھیں اور خط آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔ اُس نے خط لانے والے کو نپولین کے خط کا جواب دیا اور اس خوش خبری کے معاوضہ میں ایک مرصع البین اور پانچ ہزار فرانک کی اشرفیاں بطور انعام کے دیں۔ پھر کانپتی ہوئی آواز سے شاہنشاہ کا خط حاضرین کو پڑھ کر سنایا اور اُس کی آخری لفظیں یہ تھیں "یہ بچہ ہمارے یوجین کی شرکت میں کام کر کے میری اور فرانس کی مسرت کا باعث ہوگا"

جوزیفائن نے ان لفظوں کو پورا زور دیکر پڑھا اور بآواز کہنے لگی "میرے دل کو ایسے خاص موقع پر تسلی دینے کے لئے کیا اس سے بڑھ کر اور لفظیں خیال میں آسکتی ہیں اور کیوں نہ کیا میں نے شاہنشاہ سے محبت نہیں کی ہے۔ میرے بیٹے کو اپنے بیٹے کے ساتھ شریک کرنا۔ واقعی ایسے شخص کے شایاں ہے کہ جب اُس کا جی چاہے دنیا کے سب آدمیوں سے زیادہ دلفریب ہو جاتا ہے اور یہی بات تھی جس نے میرے قلب پر ایسا اثر کیا ہے"

اگرچہ میریا لوئیا ڈاہ کی وجہ سے نہ چاہتی تھی تاہم نپولین نے شاہزادہ کو جوزیفائن کے سامنے پیش کیا اور یہ بات شاہی عمارت میں پیرس کے قریب واقع ہوئی۔ اس کے بعد جوزیفائن نے لکھا:۔

"جہاں پناہ۔ مجھے شاہزادہ کے دیکھنے کا صرف اشتیاق ہی نہ تھا۔ بلکہ میں اُس کی صورت دیکھنا اور آواز سننا چاہتی تھی جو آپ سے بہت مشابہ ہے اور چاہتی تھی

کہ ایسے بچہ کو جس کے ساتھ آیندہ امیدیں وابستہ ہیں آیندہ پیار کرتے دیکھوں اور عنایتوں کا جو یوجین کے حال پر جہاں پناہ نے مبذول فرمائی ہیں معاوضہ کروں۔ جب آپ میرے بچہ کو پیار کرتے ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کے بچہ کو پیار نہ کروں اور اس میں میری طرف سے کوئی مبالغہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ جس وقت بچہ کو گود میں لئے آپ اندر آ گئے۔ تو میں خوشی سے باغ باغ ہو گئی۔ اور مجھے اپنا پچھلا زمانہ یاد آ گیا۔ آپ نے اپنی محبت کا ثبوت اس سے زیادہ کبھی نہ دیا تھا جیسا اس موقع پر دیا۔ اور یہ سچی الفت اور سچی عزت افزائی تھی لیکن باوجود ان سب باتوں کے مجھے یقین ہے کہ ایسی مسرور کرنے والی ملاقاتیں ہرگاہ نہیں ہو سکتیں اور مجھے اس معاملہ میں اصرار کرنا اور آپ کے اوقات میں خلل انداز ہونا مناسب نہیں ہے۔ اور اس کو آپ میری جان نثاری کا ایک مزید ثبوت تصور فرمائیں کہ میں ایسا مخل ہونا نہیں چاہتی تاکہ آپ خوش رہیں۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا۔ "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جس وقت میں نے جوزفائن سے علیحدگی کا قصد کیا اس نے فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ سے جوزفائن کو حد درجہ کا صدمہ ہوا لیکن اس نے کسی قسم کی شکایت یا فریاد نہ کی اور نہ کوئی ایسے موانع طلاق کی راہ میں حائل کئے جو وہ حائل کر سکتی تھی اگرچہ ان سے کوئی فائدہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے بڑی شرافت اور خوبی سے کام کیا اور یوجین سے اس معاملہ کی تکمیل کرائی اور آسٹریا کے خاندان سے شادی کی بات چیت کے متعلق اپنی خدمات کو پیش کیا۔

"جوزفائن تو بڑی خوشی سے میریا لویسا سے ملاقات کرنے پر آمادہ تھی اور اکثر بڑے شوق سے اس کا ذکر کیا کرتی تھی اور شاہزادہ کا تذکرہ بھی ایسی ہی محبت سے کرتی تھی۔ اور ادھر میریا لویسا یوجین اور ہورٹنس سے بہت محبت کرتی تھی لیکن جوزفائن کی طرف سے اس کو سخت نفرت بلکہ ڈاہ تھی۔ ایک دن میں نے چاہا کہ اسے جوزفائن کے پاس مال مے سن کو لیجاؤں۔ اور جب میں نے یہ تجویز اس کے سامنے پیش کی تو وہ رونے لگی اور کہا "میں یہ نہیں کہتی کہ تم جوزفائن سے نہ ملو۔ مگر اس کی اطلاع مجھے نہ ہو۔" اور جب کبھی میریا لویسا کو شبہہ ہو جاتا تھا

کہ میں مال مے سن جانے کو ہوں تو ہر طرح سے مجھے دق کرنے کی تجویزیں کیا کرتی تھی میرے ساتھ
سے جدا نہ ہوتی تھی۔ اور چونکہ جوزفائن کی اور میری ملاقات سے اُس کو سخت رنج ہوا کرتا تھا لہذا
میں اپنے اوپر جبر کرتا تھا اور بہت کم مال مے سن کو جاتا تھا اور جب جاتا تو میریا ہمیشہ رویا کرتی تھی
اور میرے روکنے کو طرح طرح کی تدبیریں کرتی تھی"

بیرن مین ای ویل جو شاہنشاہ کا پرائیویٹ سکرٹری تھا اور بعد کو میریا لوئیسا کا بھی پرائیویٹ سکرٹری
رہا نپولین کے خانگی چال چلن کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے۔

"شاہنشاہ پر افکار کا ہجوم تھا اور اُس کو معلوم ہوگیا تھا کہ روس سے جنگ چھڑنے والی تھی
اور اس کا تمام وقت فوجوں کے معائنہ۔ دیوان خانہ اور وزراء کی رپورٹوں پر احکام صادر
کرنے میں صرف ہوجاتا تھا۔ اور جو کچھ دل بہلاتا تھا وہ اپنی ملکہ اور بچہ کے پاس چند ساعتوں میں
بہلاتا تھا۔ اور جو کچھ لمحے فرصت کے ہاتھ آجاتے تھے وہ اسی ننھے بچے کے ساتھ جو اب پاؤں پاؤں
چلنے کے قریب تھا خرچ ہوتے تھے۔ اور جب یہ بچہ ٹھوکر کھاتا اور گرتا تھا اور شاہنشاہ اتفاق سے
سنبھال اور روک نہ سکتا تو خوشی سے اُس کو جھپٹ کر اٹھاتا اور قہقہہ مار کر کلیجے سے لگا لیتا۔ ملکہ
بھی ان خانگی معاملات میں شریک ہوتی لیکن نہ ایسی شدت اور خوشی سے جیسے شاہنشاہ
ہوتا تھا۔ یہ چھوٹا بچہ ایسا پیارا تھا کہ ملکہ اور شاہنشاہ اپنی شان و شوکت کو اُس کے ساتھ کھیلنے
میں بھول جاتے تھے اور شاہنشاہ کا حال بھی ایک شریف شہری کا سا نظر آیا کرتا تھا اور اس وقت
ملکہ۔ شاہنشاہ۔ یا اس بچہ کی تقدیروں کا حال کس کو معلوم تھا۔ یہی شاہنشاہ نپولین سنگدل
ظالم اور بے مہر بتایا جاتا ہے میں نے خود تجربہ کیا اور دیکھا ہے کہ وہ ایسا محبت بھرا باپ اور ایسا
الفت والا شوہر تھا کہ دوسرے کو ہونا مشکل ہے"

ذیل میں ایک لطیفہ بیرن مین ای ویل کے حوالہ سے لکھا جاتا ہے جس کی صداقت میں
ذرا بھی کلام نہیں ہوسکتا اور اس سے شاہنشاہ کے مزاج کا پورا اندازہ ہوجائیگا۔ اور ثابت
ہوجائیگا کہ خانگی معاملات میں اُس نے کیا طبیعت پائی تھی۔ ملکہ کی بچپن سے عادت تھی کہ کبھی کبھی

باورچیخانہ میں جاتی اور کوئی چیز اپنے ہاتھ سے تیار کیا کرتی تھی چنانچہ اسی عادت کے موافق ایک دن
اپنے کمرے میں پکانے کا سامان جمع کر کے انڈوں کا ایک پکوان بنانے لگی۔ ملکہ اس کام میں
لگی ہوئی تھی کہ بغیر اطلاع نپولین کمرہ میں آ گیا اور ملکہ نے گھبرا کر چیزیں چھپا ڈالنا چاہیں۔ مگر شاہنشاہ سمجھ
گیا اور مسکرا کر کہنے لگا "بھلا۔ دیکھا ہے۔ آج یہ کیا پک رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز تلی
جاتی ہے کیونکہ بہت خوشبو آئی ہے" اور ملکہ کے گرد پھر کر کابیاں اور چاندی کی کڑھائی وغیرہ سب
چیزیں پکڑ لیں۔ پھر کہنے لگا "ارے انڈوں کا سموسہ بن رہا ہے۔ لاؤ جی بیٹھئے، دیکھیں تم کیا بالو
کیسے پکاتے ہیں" چنانچہ خود بیٹھ گیا اور چمچہ ہاتھ میں لے کر تلنا شروع کیا۔ ملکہ مدد دینے لگی۔
خیر جب ایک طرف سموسہ سرخ ہو گیا تو لوٹنے کی باری آئی۔ لیکن اس میں بڑی دقت پیش آئی۔
لوٹنا اس کاریگری سے چاہئے تھا کہ سموسہ کڑھائی کے اندر رہتا لیکن شاہنشاہ نے کچھ ایسا بے ڈھنگا
لوٹا کہ سموسہ زمین پر گر پڑا۔ اور سب محنت خاک میں مل گئی۔ اب یہ دیکھ کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ
"دیکھا کیسا استاد ہوں" اور یہ کہتا ہوا جلدی سے بھاگ گیا۔

شاہزادہ میڈیم ڈی مان لش کیو کے سپرد کیا گیا۔ یہ بڑی لائق و فائق خاتون تھی اور اس نے
اپنے کار منصبی کو بڑی خوبی سے پورا کیا۔ نپولین نے سینٹ ہیلینا میں کہا "میڈیم ڈی مان لش کیو
بڑی لائق خاتون تھی اس کی پرہیزگاری سچی تھی اور اصول اعلیٰ تھے۔ میں اس کا نہایت ادب و لحاظ
کرتا تھا۔ پس مجھ کو ایسی چھ خاتونوں کی حاجت تھی اور میں ان کو لیاقتوں کے موافق عہدے
دیتا۔" اور ذیل کے ایک واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ میڈیم ڈی مان لش کیو شاہزادہ کو کس طرح
پرورش کرتی تھی۔ شاہزادہ نیچے کے درجہ میں رہا کرتا تھا اور یہاں سے ٹوئی لریز کا صحن معلوم ہوتا
تھا۔ اور ہر وقت شاہزادہ کے دیکھنے کو لوگ کھڑکیوں سے جھانکتے رہتے تھے۔ ایک دن شاہزادہ
کو کچھ ایسا غصہ اور ضد چڑھ گئی کہ میڈیم کے کہنے سے باہر ہو گیا اور قابو میں نہ آتا تھا۔ چنانچہ میڈیم نے
سب دریچے بند کروا دئے۔ جب یکایک اندھیرا ہو گیا تو شاہزادہ پوچھنے لگا "ممین کوئی" (شاہزادہ
میڈیم کو یہی کہا کرتا تھا) "یہ کیا ہوا" میڈیم نے جواب دیا "بیٹا۔ میں تم کو بہت پیار کرتی ہوں اور

نہیں چاہتی کہ ایسے غصہ کی حالت میں لوگ تم کو دیکھیں۔ تم ایک دن بادشاہ ہوگے تو یہ لوگ جو تم کو ایسے حال میں دیکھیں گے کیا کہیں گے۔ اور ایسے شریر لڑکے کی وہ کبھی فرماں برداری نہ کرینگے۔ یہ سن کر شاہزادہ نے خطا معاف کرائی اور کہا "ممیں کو بی" اب ہم کبھی غصہ نہ ہونگے"۔ شاہنشاہ نے کہا۔ دیکھو اس تعلیم میں اور اس تعلیم میں جو لوئی پانزدہم کو مانتیورول روئی نے دی تھی بڑا فرق ہے۔ یعنی اس نے کہا تھا "شاہزادے ان سب لوگوں کو دیکھو۔ یہ تمھاری ملکیت سے ہیں۔ اور یہ جتنے آدمی نظر آرہے ہیں سب تمھارے ہیں"۔

نپولین کو اس بچہ سے فوق العادت محبت تھی۔ سینٹ ہلینا میں وہ ایک دن کونٹس مان تھولون سے کہنے لگا "میڈیم یہ ویران چٹان دوزخ سے کم نہیں۔ لیکن اگر شاہزادہ کسی طرح میرے پاس آجاتا تو یہ چٹان جنت ہوجاتی۔ اور میرا یہ خیال صحیح ہے۔ ذرا دھوکا نہیں۔ جب بہت سی دعاؤں اور منتوں کے بعد یہ بچہ پیدا ہوا تھا تو مجھے گمان نہ تھا کہ یہی بچہ میری روحانی تکالیف کا باعث ہوگا میڈیم میں ہر روز اس کی خاطر خون کے آنسو روتا ہوں۔ میرے دل میں عجیب عجیب خوفناک وہم بندھتے ہیں اور میں اُن کو دل سے دفع نہیں کرسکتا۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس بچہ کو شربت یا میوے میں زہر دیا جائیگا اور بڑی تکلیف اور ایذا کے ساتھ یہ معصوم جان دیگا۔ میڈیم میرے لڑکے کو نظر رحم سے دیکھو میڈیم ذرا میرے دل کو تسکین دو"۔

شاہزادہ کے پیدا ہونے کے بعد نپولین نے جینا کے پل کے سامنے دریائے سین پر اُس کے لیئے ایک ایوان تعمیر کرنے کا خیال کیا۔ اور اُس جگہ کے قدیم مکانات خرید لینے کا ارادہ کیا گیا۔ سب مکانات تو خرید لیئے گئے لیکن ایک شخص کا جو پیپے بنایا کرتا تھا اُجاڑ سا جھونپڑا باقی رہ گیا۔ جس کی قیمت کا تخمینہ کوئی بارہ سو پچاس فرانک کے قریب تھا۔ لیکن اس کا مالک نہایت اڑیل اور ہٹی آدمی تھا۔ اُس نے یہ بات دیکھ کر کہ سرکار کو اس زمین کی اشد ضرورت تھی دس ہزار فرانک قیمت میں طلب کیئے اس گراں قیمت کی شاہنشاہ کو اطلاع دی گئی۔ شاہنشاہ نے کہا "قیمت تو واقعی بہت مانگتا ہے لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ بیچارے کو گھر سے نکلنا پڑیگا۔ اچھا یہ قیمت دیدو"

اب اس نالائق شخص نے یہ بات دیکھکر کہ دس ہزار فرانک فوراً منظور کر لئے گئے کہا کہ میں نے اس معاملہ پر پھر غور کیا۔ میرا مکان تیس ہزار فرانک کا ہے اور میں اس سے کم کو نہ دونگا۔ اُس کو بہت سمجھایا گیا لیکن اُس نے ایک نہ سنی۔ مہتمم عمارت اب حیران تھا کہ کیا کرے۔ شاہنشاہ کو اس معاملہ میں بار بار دق کرنے سے وہ ڈرتا تھا اور کام بھی نہ شروع کر سکتا تھا۔ لیکن مجبوراً شاہنشاہ کو پھر اطلاع دینا پڑی۔ یہ سُن کر اُس نے کہا: "یہ بھی عجب آدمی ہے کہ ہم سے دل لگی کرتا ہے لیکن آخر کیا بھی کیا جاسے۔ جاؤ تیس ہزار فرانک دیدو"۔ جب یہ رقم پیش ہوئی تو مالک مکان نے کہا میں تو پچاس ہزار فرانک لونگا"۔ اس حال سے بھی شاہنشاہ کو مطلع کیا گیا اور اس نے غصہ سے کہا "یہ آدمی بدمعاش ہے میں اس کا مکان نہ خریدونگا اور اس کو اُسی کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ بھی یادگار رہے گا کہ میں قانون کا پابند تھا"۔ مہتمم عمارت کو اب عمارت کا نقشہ بدلنا پڑا۔ نپولین کے زوال کے وقت یہ عمارت بن رہی تھی۔ اب اس پیپے بنانے والے شخص نے دیکھا کہ شاہی عمارت کے کنکر پتھر اور چونہ وغیرہ کے انباروں میں اُس کا مکان گھر گیا تھا اور اپنی حماقت پر سخت پشیمان تھا اس کا نام۔ ماسٹیو ربان وی وینیٹ تھا۔ چند سال ہوئے پاسی میں وہ زندہ تھا اور پیپے بنایا کرتا تھا جب بوربون بادشاہ کا عمل ہوا تو اس زیر تعمیر عمارت کی دیواریں منہدم کر دی گئیں اور بنیادیں کھود ڈالی گئیں۔ (٣٥٩١)

ڈیوک آف گیٹا کہتا ہے کہ ایک دفعہ شاہنشاہ کے ساتھ میں کومپین کے رمنہ میں ٹہل رہا تھا کہ شاہزادہ کو اُس کی دایہ گود میں لئے ہوئے آئی۔ کونٹیس مان ٹسکیو بھی ہمراہ تھی۔ نپولین نے بچہ کو پیار کیا اور مجھ سے کہنے لگا "دیکھو جی۔ اگر یہ بچہ کسی معمولی شخص کے یہاں پیدا ہوا ہوتا جس کی آمدنی اوسط درجہ کی ہوتی تو یہ زیادہ خوش نصیب ہوتا اس کی تقدیر میں لکھا ہے کہ بہت بڑا بار اپنے دوش پر اٹھائے"۔

ڈیوک آف ردوبگو ایک واقعہ تحریر کرتا ہے جس سے اس زمانہ کا خوب حال معلوم ہوتا ہے ہم اس واقعہ کو خود ڈیوک کے لفظوں میں لکھتے ہیں۔ یہ واقعہ ١٨١١ء کے سرما کا ہے:-

نام موجود ہے اور فوراً دیکھا جا سکتا ہے۔ چند ہی ماہ کے بعد اخباروں میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ انگریزوں
نے سسلی میں ایک سازش کا حال دریافت کیا ہے جو ان کی جان کے خلاف ہو رہی تھی
چند شخص گرفتار بھی کئے گئے اور مقدمہ کی سماعت کے بعد ان کو سزائے موت دی گئی اور اس میں
کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس سسلی کے افسر کو میں نظر بند نہ کر دیتا تو وہ ملک کے پاس واپس جاتا اور انگریزوں
کا سازش کی خبر ہونے سے دو مہینے پیشتر قتل عام ہو جاتا۔ دیکھئے عام رائے یہ ہو رہی ہے کہ
شاہنشاہ نپولین انگریزوں کا ایسا بڑا مخالف ہے کہ ان کو غارت کرنے میں ہر ایک تدبیر پر آمادہ [illegible]
لیکن اس رائے کی تردید میں میں نے ایسا واقعہ بیان کیا ہے جس کی فرانس میں بھی کسی کو خبر
نہیں ہے کیونکہ شاہنشاہ نے مجھکو سخت ممانعت کر دی تھی کہ اس کا راز کسی پر افشا نہ ہونے پائے

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا میں تیرے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں قطعی سچ ہے
اس کے نام میں [illegible] حکم دیا تھا جس کی تفصیل پوری مجھے اس وقت یاد نہیں اور میں نے
یہ حکم موقع واردات پر دیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ اس واقعہ کی عام طور سے اطلاع ہو اس لئے
کہ میرے بیٹے کی نہایت قریب رشتہ دار اس اعلان سے بدنام ہوتی تھی میں چاہتا تھا کہ
دنیا کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ میرے بیٹے کی اتنی قریب رشتہ دار ایسا مذموم فعل تجویز کرنے کے متعلق
مشہور ہو سسلی میں یہ دوسرا قتل عام ہونے والا تھا یعنی اگر میں امداد پر آمادہ ہو جاتا تو سسلی
میں جملہ انگریز اور انگریزی فوج قتل کر ڈالی جاتی۔ لیکن میں نے اس افسر کو جو سسلی سے یہ پیغام
میرے پاس لایا تھا قید کر دیا اور وہ افسر اس وقت قید تھا جبکہ انقلاب ہوا اور میں ایلبا کو بھیجا
گیا۔ اور وہ سرکاری قیدیوں کے ساتھ قید خانہ میں مردہ پایا گیا ہوگا۔ فقط

تمت

سید محمد معین الدین شاہجہانپوری
ابن سید محمد صالح صاحب مرحوم

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف ایم اے او کالج بک ڈپو
نے مترجم سے خرید لیا ہے۔ اور یہ کتاب جناب
میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر
بک ڈپو مذکور اور منیجر صاحب احمدی پریس علیگڈہ
سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔